

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تاریخ انگلستان

از ایلدلی بکچے (سفر فشر) کی کتاب ”ہسٹری آف انگلنڈ فار ہنگرز“

کا اردو ترجمہ

میٹری کیو لیشن کے لئے  
مستترچہ

مولوی ظفر علی خاں صاحب بی۔ اے و مولوی سید علی رضا صاحب بی۔ اے پیر سڑک لا  
ارکان سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ  
بہار ترسیم و نظر ثانی

۱۳۴۱ھ ۱۳۳۲ھ ۱۹۲۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نہاد (۱۰۰۰)



## دیساپہ

تاریخ انگلستان مولفہ نے کاترینہ موریس ظفر علی خاں صاحبہ بی۔ اے۔ کے تفویض تھا اور صاحبہ موصوفہ نے تجزیوں باب کے لغت تک اس کا ترجمہ کیا اور دو طبع بھی ہو گیا تھا بعد ازاں اس کی تکمیل بجانب محکمہ راقم کے پیرو فرمائی گئی۔

اس بنا پر میں نے ویم چارم کی عہد فرماں روانی سے خاترہ کتاب تک ترجمہ کیا ہے بلکہ دو تراجم نہایت مفید نصرت نامہ نہایت اصطلاحات ہتھیار تلفظ الفاظ جزا فیہ واسمائے معروفہ اور شجرہ سلاطین جو کتاب کے شروع میں لکھا گیا ہے میرے لکھے ہوئے ہیں نیز برطانیہ عظمیٰ و ایرستان کے جوائنٹ کے متعلق جو (۸) عدد تقسیم کتاب میں شامل کیے گئے ہیں ان کے لئے ان کو بھی میری ہی تیکرانی میں تیار کر لیا ہے۔

کتاب کے ابتدائی کتب خانہ حصے تک اصطلاحات مندرجہ فیست کی پابندی نہیں کی گئی ہے اور چونکہ اصطلاحات کوئی اصطلاحات کی ضرورت نہیں اور ان کے کی جانب سے تاریخ دستور انگلستان اور دوسری انگریزی تو ان میں جو حساب تعلیم جامعہ عثمانیہ کے لئے ترجمہ ہو کر شائع ہوئی ہیں ان ہی اصطلاحات کا استعمال ہوا ہے لہذا طلباء کے سیریکویشن بامداد اساتذہ اصطلاحات مندرجہ فیست کی پابندی کریں تو نہ صرف سلسلہ مضامین مذکور میں مطابقت ہوگی بلکہ طالب علموں کو انٹرمیڈیٹ اور بی۔ اے کی کتب تاریخ پر جو اس کتاب کے لئے تیار کی گئی ہیں باوجود ہر جگہ بھلا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ میں تیسرے باب کا آخری پیرا گراف نظر انداز ہو گیا تھا نصرت نامہ کی تیاری کے وقت میری نظر اس پر پڑی اور تکمیل باب کی ضرورت سے میں نے اس کا ترجمہ علیحدہ ورق پر کر دیا ہے۔ بوقت مطالعہ صفحہ (۷۵) کے ختم پر سلسلہ مضامین کا آخر دیکھنے کی غرض سے ورق مذکور چھپ چکا کر لیا جائے تو مناسب ہے۔

خاکسار

سید علی رضا

# وہب چہ

## طبع ثانی

طبع اول میر تقیہ سے باب کا آخری فقرہ نظر انداز ہو گیا تھا۔ نظر ثانی کیونکہ  
یہ فقہی نسخہ کر دیا گیا ہے۔ عبارت جہاں پیچیدہ اور مشکل تھی انہیں میں آبی بہولت  
پیدا کی گئی ہے تاکہ مضمون آسانی سے سمجھ میں آئے۔ یہ کیف نظر ثانی میں  
سید محمد تقی صاحب رکن سرشت تالیف و ترجمہ نے تامل کا ان کا ان سے کیا ہے

نور عین اللہ

نظم را الترجمة





دارد ہونا ۱۴۹ء۔ ریاست کینٹ کی بنیاد ۱۴۹ء۔ سیکسنوں کی آمد ۱۴۹ء۔ بادشاہ آئفر  
 کا سیکسنوں کو شکست دینا ۱۵۲ء۔ سیکسن نواباں، اسیکس، وایکس وغیرہ قوم گل  
 کی نواباں۔ تاریخ ۱۵۲ء۔ ایسٹ انگلیا اور سریا ویش اور انگلش اصطلاحات کا  
 مفہوم۔ قدیم زمانہ کے انگریزی گاؤں۔ الی آرلز (رئیس) اور کی آرلز (رعیت) خوش باش  
 اور غلام۔ گاؤں کی نجات۔ حنفی ضمانت اور غنی آزمائش۔ سینکڑے۔ مجلس قبائل  
 مجلس دانشمندان۔ بہت پرستی۔ مسیحیت۔ کینٹ میں دین عیسوی کی اشاعت ۱۵۹۶ء۔  
 تاریخہ میں دین عیسوی کی تبلیغ ۱۵۲۷ء۔ ہڈائے ساتھ بنگ ۱۵۵۵ء۔ ۱۶۳۳ء۔ ۱۶۳۵ء۔  
 میں دین عیسوی کی منادی ۱۶۳۷ء۔ ۱۶۳۸ء۔ کلیسا کے انگلستان کی تاسیس ۱۶۴۳ء۔ شہروں  
 کی ابتدا۔ بیڈ ۱۶۳۳ء۔ تمام گورنر اور گورنر کی حکومت ۱۶۳۹ء۔ ۱۶۴۰ء۔  
 ..... از صفحہ ۱۲ تا صفحہ ۱۵

## تیسرا باب

### قوم ڈین کے ساتھ انگریزوں کی جدوجہد

ڈین قوم یا اہل شمال کی ابتدا۔ اہل شمال کے حملے ۸۶۹ء۔ ۸۷۴ء۔ تھیل ولف  
 شاہ ویکس ۸۵۸ء۔ ۸۳۹ء۔ ایٹھلیبلڈ۔ ایٹھلرٹ اور ایٹھلرٹ اول شاہان ویکس ۸۵۸ء۔  
 ۸۶۸ء۔ ایٹھلرٹ اعظم شاہ ویکس، ۸۶۸ء۔ ۸۷۱ء۔ ایٹھلرٹ کا بچپن۔ ایٹھلرٹ کی خانہ بدوشی، ۸۷۸ء۔  
 ۸۷۹ء۔ ۸۷۹ء۔ ایٹھلرٹ کا نظام حکومت۔ خراج پطرس۔ ایٹھلرٹ کے خاندان کے  
 زیر سایہ انگلستان کا نشو و نما۔ ایڈورڈ (کھلاں) ۹۲۵ء۔ ۹۲۵ء۔ ایٹھلرٹ، ۹۲۵ء۔  
 قوم کی حالت۔ شاہی عامل جمعیت رکاب کی اہمیت میں اضافہ۔ انجمن اے امن۔  
 زمینداریت میں گٹ کر کا شکار رہ گئے۔ شمالی علاقہ کے سفید پوش۔ امرا اور ساقفہ  
 انگریزوں اور ڈینوں کی ملی جلی آبادی۔ ڈنسٹن کی حکومت۔ ایڈورڈ ۹۲۷ء، ایڈورڈ  
 ۹۲۷ء، ایڈورڈ ۹۵۵ء۔ ایڈورڈ الملقب برصعہ دوست ۹۵۵ء۔ ۹۵۹ء۔ یوتھین کا علاقہ  
 اسکاٹلینڈ والوں کو دیدیا گیا۔ ترقی تجارت ایڈورڈ الملقب بہ شہید ۹۵۵ء۔ ۹۵۹ء۔ ایٹھلرٹ  
 الملقب بے جھول، ۱۰۱۷ء۔ ۹۶۹ء۔ ڈین قوم کا دوسرا حملہ۔ سلطنت کے لیے جدوجہد

ایڈمنڈ الملکب بہ فولادخ صرف سات مہینے حکومت کرنے پایا ۱۰۱۶ء۔ نوٹ،  
 ۱۰۱۳ء۔ ۱۰۱۹ء۔ امن و امان کے اٹھارہ سال .... از صفحہ ۲۶ تا صفحہ ۴۲

## چوتھا باب

انگلستان میں نارمن قوم کے اثر کا اٹھان

نارمن قوم فرانس میں ۹۱۳ء ریاست نمضڈی، ۹۱۳ء۔ نارمن فرانسیسی  
 ہو گئے۔ ایڈورڈ آدھان نارمن تھا۔ ایڈورڈ الملکب بہ امین معاصی، ۱۰۴۲ء۔ ۱۰۶۶ء۔  
 گارڈون باغی قرار دیا گیا ۱۰۵۱ء۔ ولیم ایڈورڈ سے بیٹے آتا ہے ۱۰۵۱ء۔  
 گارڈون کی واپسی، ۱۰۵۱ء۔ ہیرلڈ کی حکومت ویز کی تسخیر، مارٹین لینڈ کی بناوت  
 اور ٹاسک کا باغی قرار دیا جانا۔ تاج انگلستان کے دعویدار۔ ہیرلڈ کی قسم۔ ایڈورڈ کی  
 وفات۔ ہیرلڈ ثانی، ۱۰۵۱ء۔ جنوری ۱۰۶۶ء۔ اسٹیفن کی راج کی اور ہیرلڈ کی  
 راجی، ۱۰۶۶ء۔ اسٹیفن کی موت۔ ولیم کی راج پوٹی۔ انگریز اور نارمن۔  
 .... از صفحہ ۴۲ تا صفحہ ۵۳

## حصہ دوم

نارمن فتح سے لیکر صد و تیس سالہ انظم تک کے حالات

## پانچواں باب

انگلستان میں نارمن حکومت

ولیم اول ۱۰۸۶ء۔ ۱۰۶۶ء۔ تاج پوٹی کی تیس سالہ راج کی۔ اراضی کی قبضگی۔  
 اراضی شاملات خالصہ ہو گئی۔ نظام جاگیر کی نارمن انگریزوں کو خضارت کی نظر سے دیکھتے  
 ہیں۔ بفلوں کی تیس سالہ انگریز کی جتان وطن سکے ساتھ معرکہ آرائیاں، ۱۰۶۶ء۔ ۱۰۸۶ء۔  
 شمالی علاقہ کی بربادی موجب وطن سرداروں کا خاتمہ ۱۰۸۶ء۔ امن و امان کے سولہ سال۔

حلف اطاعت - صدر اسقف لیٹر ایک سن ۱۰۸۶ء - نیچرل - کتاب الخراج سن ۱۰۸۶ء -  
 ولیم کی شکلات اور وفات ۹ - ستمبر ۱۰۸۸ء - ولیم روس المعروف بہ شاہ سرخ رنگ  
 سن ۱۰۸۶ء - شکل و شہامت اور سیرت - اُمرا کی بغاوت سن ۱۰۸۸ء - انگریزی قوم  
 بادشاہ کا ساتھ دیتی ہے - مارن محکمہ اور انگریزی روپیہ - رالف فلامبرڈ مسٹر عدل -  
 مردم آزاری - شیخ ویلز کبیر لینڈ کا الحاق انگلستان کے ساتھ - اسلم اسقف اعظم  
 رابرٹ پہلی صلیبی ہتھیار چاتا ہے سن ۱۰۸۸ء - ولیم سرخ رنگ کی وفات سن ۱۰۸۸ء - ہنری اول  
 الحاقی بے "بہ کمارک" (بادکا ارب) سن ۱۰۸۸ء لغایت سن ۱۰۸۸ء - ہنری اول کی  
 سیرت - اسکاٹلند - ایک انگریزی شاہزادی کے ساتھ اسکی شادی - پیچی سیرائی کی  
 لڑائی سن ۱۰۸۸ء - رابرٹ قید کر دیا گیا - نئے اُمرا نے انگریزی قومیت اختیار کر لی - انگریزی  
 زبان میں فرانسیسی الفاظ - اسقف راجر میر عدل مقرر ہوا - محکمہ خزانہ - شہر ودیہ - فیلنگ  
 پارچہ بان اور سترشین راجہ - اسقف کا امتحان اویا پاسے روا کا سفیر - ہنری کا  
 اکلوتا بیٹا ڈوب گیا سن ۱۰۸۸ء - ہنری اُمرا کو مجبور کرتا ہے کہ میٹلڈا اور اس کے بیٹے کو  
 اپنا خزانہ و التیلم کریں ..... از صفحہ ۴۵ تا صفحہ ۷۵

## چھٹا باب

اسٹیفن کا عہد حکومت

فساد اور شورش سے بھرا ہوا انیس سال کا زمانہ

۱۱۳۵ء لغایت ۱۱۵۴ء

اسٹیفن کے وعاوی جھڑے کی لڑائی سن ۱۱۳۸ء - میر عدل اور وزیر خزانہ کی  
 گرفتاری - میٹلڈا کی انگلستان میں سنگر اندازی سن ۱۱۳۹ء  
 میٹلڈا انگلستان سے رخصت ہوتی ہے سن ۱۱۴۲ء رعایا کے  
 مصائب - مذہبی احیا - عہد نامہ ویلنگفروڈ سن ۱۱۵۳ء  
 ..... از صفحہ ۷۶ تا صفحہ ۸۰

## ساتواں باب

### ہنری ملٹنٹینٹ اور اس کے بیٹے

۱۱۵۴ء ہنری ثانی ۱۱۵۴ء لغایت ۱۱۸۹ء۔ ہنری کے مقبوضات اور اس کا عقد۔  
 ۱۱۶۳ء لشکر و شاہت اور سیرت و شائل۔ ٹامس بیٹ کی وزیر خزانہ مقرر ہوا۔ محصول جنگ۔  
 ۱۱۶۶ء عدالتی حلقے اور جویریاں (نیجائٹس) کلرینڈن کی عدالت سمیشن ۱۱۶۶ء درالعلوم  
 ۱۱۶۷ء آکسفورڈ کے اولین طالب علم بیٹ کا تقرر صدر استغنی کی خدمت پر۔ پادریوں کے  
 ۱۱۶۸ء مقدمات کی سماعت۔ شہزادہ ہنری کی تاج پوشی۔ بیٹ کا قتل ۱۱۶۹ء۔ دسمبر ۱۱۶۸ء۔  
 ۱۱۶۹ء لینسٹر کی تسخیر۔ ہنری ثانی فرانس روانے آئر لینڈ ۱۱۷۱ء۔ ہنری کے بیٹوں کی  
 ۱۱۸۱ء بنادت ہنری کا کفارہ اور اپنے حریفوں پر غلبہ۔ فوج روئیف کا قیام ۱۱۸۱ء۔  
 ۱۱۸۹ء ہنری کی وفات ۱۱۸۹ء۔

چرڈ الماٹب بر شیر ول ۱۱۸۹ء لغایت ۱۱۹۹ء۔ چرڈ حقیقی معنوں میں  
 انگلستان کا بادشاہ نہ تھا۔ چرڈ عہدے اور منصب فروخت کرتا ہے۔ لاگک ثانی کا غزل  
 ۱۱۹۱ء۔ لاندن کا پہلا ٹیس ۱۱۹۱ء۔ چرڈ کا فدیہ ۱۱۹۱ء۔ چرڈ کی دوسری آماج ٹیس ۱۱۹۱ء۔  
 ۱۱۹۳ء غیر ملکی لڑائیوں کے لیے روپیہ دینے سے اسقف کا انکار۔ چرڈ کی وفات ۱۱۹۹ء۔  
 ۱۱۹۹ء جان الماٹب پنچوس ۱۱۹۹ء لغایت ۱۲۱۶ء۔ جان کی سیرت۔ آر تھور اور  
 شاہ فرانس کے ساتھ جنگ۔ آر تھور کا قتل ۱۲۰۳ء۔ نارمنڈی اور انجو کے علاقے  
 جان کے قبضے سے نکل گئے۔ سیٹیفن لینگلٹن کا انتخاب۔ انگلستان کے لیے  
 زمینی بندش ۱۲۰۴ء حلقہ کلیسا سے جان کا اخراج ۱۲۰۴ء۔ جان پاپا کی الامت  
 قبول کرتا ہے۔ قوم کی بڑھتی طاقت۔ امریکی طرف سے قبائلی آزادی کا مطالبہ۔  
 ۱۲۱۲ء جان منشور عظم پر دستخط کرتا ہے ۱۲۱۵ء منشور عظم کے  
 ۱۲۱۵ء فوائد۔ جان اور اس کے امریکی جنگ۔ لوئی فوج لیکر آتا ہے۔  
 ۱۲۱۶ء جان کی وفات ..... از صفحہ ۸۱ تا صفحہ ۱۰۱

## حصہ سوم

انگریزی پارلیمنٹ کی اٹھان

## آٹھواں باب

امرا کی جنگ

ہنری سوم ۱۲۱۶ء لغایت ۱۲۷۲ء

نوعمر ہنری کی تخت نشینی ۲۸۔ اکتوبر ۱۲۱۶ء شہزادہ لوئی کی فرانسس کو  
 مراجعت ۱۲۱۶ء۔ بادشاہ کا عہد طفولیت ۱۲۱۶ء لغایت ۱۲۲۵ء رعایا کی حالت۔  
 پہلے پاپا انگلستان سے رویہ وصول کرتا ہے۔ طبقہ براوردان کلیسا۔ ہنری ملحق العنان  
 ہو کر حکومت کرتا ہے ۱۲۳۲ء لغایت ۱۲۵۵ء۔ بیسوں کا اکھاڑ۔ پارلیمنٹ کا آغاز۔  
 سالن ڈی رانت فرٹ۔ بدنگی کے بیس سال۔ پاپا کثیف عقلیہ کا تاج ایڈینڈ کے  
 سر پر رکھنا چاہتا ہے۔ جنہوں پارلیمنٹ ۱۲۵۵ء میں جوابدہ آگسٹ۔ محکمہ عامیاں  
 ۱۲۶۲ء۔ امرا کی جنگ ۱۲۶۳ء۔ جنگ لیویز ۱۲۶۴ء۔ بادشاہ اور ولی عہد  
 قید میں ۱۲۶۴ء۔ خاص اور عوام کی شرکت پارلیمنٹ ۲۰۔ جنوری ۱۲۶۵ء۔  
 شہزادہ ایڈورڈ کا فرار ۲۸۔ مئی ۱۲۶۵ء۔ جنگ ایوشام ۴۔ اگست ۱۲۶۵ء۔  
 صلح نامہ کینوورٹھ ۱۲۶۶ء۔ ..... از صفحہ ۱۰۲ تا صفحہ ۱۱۱

## دواں باب

ویلز اور اسکاٹ لینڈ کے ساتھ کشمکش

ایڈورڈ اول (منسوب یہ ویسٹ منسٹر) ۱۲۶۴ء لغایت ۱۳۰۷ء  
 ایڈورڈ دوم (بہ کیرناروان) ۱۳۰۷ء لغایت ۱۳۱۲ء۔ شاہی کونسل کی نیابت  
 ۱۲۶۴ء لغایت ۱۳۰۷ء۔ ایڈورڈ اول کی شہل و شائل پہلا نامور وزیر مال ۱۳۱۲ء۔

نصف مہنی اور فارڈنگ کے سکوں کی تشکیل۔ ویلز۔ لیون اطاعت سے  
 انکار کرتے ہیں۔ ۱۲۸۲ء پہلا انگریزی شہزادہ ویلز ۱۳۰۱ء قنون  
 دست شل ۱۲۹۹ء۔ عدالتوں کی تنظیم۔ محافظان امن ۱۲۸۸ء۔ انگلستان سے  
 یہودیوں کا اخراج ۱۲۹۰ء۔ پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس کامل ۱۲۹۵ء۔ ارکان پارلیمنٹ  
 کو معاوضہ۔ تخت اسکاٹ لینڈ خانی رگیسٹ ۱۲۹۵ء۔ جان بیلیل کا انتخاب ۱۲۹۵ء۔  
 اسکاٹ لینڈ میں پہلی جنگ ۱۲۹۶ء ولیم والس ۱۲۹۷ء ایڈورڈ چہارم معمول  
 لگانا ۱۲۹۷ء۔ پارلیمنٹ بادشاہ سے آزادی کے قبائے حاصل کرتی ہے  
 ۱۲۹۷ء۔ جنگ فالکرک ۱۲۹۸ء۔ والس سولی پر لٹکا دیا جاتا ہے ۱۲۹۸ء  
 بروس کے اہل قہوں کالن کا قتل ماہ فروری ۱۳۰۱ء۔ رابرٹ بروس بادشاہ اسکاٹ لینڈ  
 بنایا جاتا ہے ۲۵۔ اپریل ۱۳۰۶ء ایڈورڈ کا آخری سفر ۱۳۰۷ء۔

## ایڈورڈ دوم

۱۳۰۷ء لغایت ۱۳۱۲ء

گیوسٹن جمیس فران فرمایاں ۱۳۱۰-۱۳۱۱ء۔ گیوسٹن کا قتل ۱۳۱۲ء۔ جنگ بینک برن  
 ۲۷ جون ۱۳۱۲ء اسکاٹ لینڈ کی آزادی قحط اور شورش۔ نیامصاحب مہوڈی سینئر ۱۳۱۲-۱۳۱۱ء  
 لینکسٹن کا قتل ۱۳۱۲ء۔ وضع قوانین میں عوام کا حصہ ۱۳۱۲ء ایڈورڈ دوم تخت سے اتار کر  
 قتل کر دیا گیا ۱۳۱۲ء۔ ... از صفحہ ۱۱۲ تا صفحہ ۱۳۱

## دسوال باب

جنگ صد سالہ کسانوں کی بغاوت

ایڈورڈ سوم ۱۳۲۷ء لغایت ۱۳۷۷ء بادشاہ کا بھائی طفولیت ۱۳۲۷-۱۳۲۶ء  
 بائیم کا انجام۔ فرانس کے ساتھ نزاع کے اسباب۔ ایڈورڈ سے اہل فلینڈرز کی  
 اشتداد۔ ایڈورڈ تخت فرانس کا دعوے کرتے ہیں دو مروت۔ جنگ صد سالہ

۱۳۵۵	۱۳۳۸-۱۳۴۷ء۔ محاصرہ کے لیے طبقہ گارڈر ۱۳۳۸ء۔ دوسرا معرکہ
۱۳۵۶	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ تیسرا معرکہ ۱۳۶۹ء۔ نشوونما کے قوم ۱۳۶۰-۱۳۶۹ء
۱۳۵۷	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ اراضیات کے لیے اور کاشتکار علاقوں کو آزادی۔ حرفت اور تجارت کی ترقی۔ اُمرا
۱۳۵۸	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ اور عوام وزیر خزانہ کی حمایت کرتے ہیں۔ طاعون۔ سرمایہ اور محنت کی آویزش۔
۱۳۵۹	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ قانون امتناع داخلہ پاپا۔ آئین گلکلی ۱۳۶۹ء۔ نیک پارلیمنٹ ۱۳۶۹ء۔ شہزادہ سیاہ پوش
۱۳۶۰	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ کی وفات ۱۳۶۰ء۔ پہلا فلکسانہ ۱۳۶۰ء۔
۱۳۶۱	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ چرڈ دوم ۱۳۶۰ء۔ لغایت ۱۳۶۹ء۔ فلکسانہ سے نفرت۔ کسانوں کا مفسدہ ۱۳۶۹ء۔
۱۳۶۲	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ چرڈ اپنی رعایا سے دوچار ہوتا ہے۔ غلامی بتدیج مٹ جاتی ہے۔ پارلیمنٹ کا اقتدار۔
۱۳۶۳	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ گیارہ اراکین کی مجلس ۱۳۶۹ء۔ برجم پارلیمنٹ ۱۳۶۹ء۔ چرڈ عثمان حکومت خود اپنے
۱۳۶۴	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ ہاتھ میں لیتا ہے ۱۳۶۹ء۔ دوسرا قانون امتناع داخلہ ۱۳۶۹ء۔ چرڈ کا انتظام
۱۳۶۵	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ چرڈ کی خود مختاری۔ ہنری امیر میر فرد کی جلاوطنی ۱۳۶۹ء۔ چرڈ کا زوال
۱۳۶۶	۱۳۶۰-۱۳۶۹ء۔ چرڈ کی معذور الخیری۔ ۱۳۶۹ء۔ سے لیکر ۱۳۶۹ء۔ تک کے واقعات کا
۱۳۶۷	خلاصہ ..... از صفحہ ۱۳۲ تا صفحہ ۱۵۳

## حصہ چہارم

### جنگ گلاب

### گیارھواں باب

### خاندان لینکسٹر

۱۳۶۸	۱۳۶۹-۱۳۷۰ء۔ لغایت ۱۳۷۰ء۔ ہشتاد سالہ زبانی دور۔ ہنری کے
۱۳۶۹	۱۳۷۰-۱۳۷۱ء۔ خلاف بغاوتیں ۱۳۷۱ء۔ جنگ ہارلڈن ہل ۱۳۷۱ء۔ امرائے خاندان پر
۱۳۷۰	۱۳۷۱-۱۳۷۲ء۔ اور گائیڈ ڈوور کی بغاوت ۱۳۷۲ء۔ مورے اور اسکروپ کی بغاوت ۱۳۷۲ء۔
۱۳۷۱	۱۳۷۲-۱۳۷۳ء۔ اسن کا زمانہ ۱۳۷۳-۱۳۷۴ء۔ دارالعوام کو روسیہ کی منظوری دینے کا حق حاصل ہونا چاہیے



- قانون السداد الحاد ۱۳۱۱ء۔ ٹامس بو فرٹ وزیر خزانہ ۱۳۱۱ء۔  
 ۱۳۱۳ ہنری پنجم ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۲ء۔ مسودات قانون کی بائزیم فوری ۱۳۱۱ء۔  
 ۱۳۱۴ بائزیم فوری ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۲ء۔ ہنری پنجم کی طاقت  
 اور ہیرلیفری۔ قوم کی حالت دارالعوام میں فرقہ لو مارڈ کی بغاوت ۱۳۱۱ء۔  
 ۱۳۱۵ جنگ فرانسیس کی تجدید کے اسباب۔ محاصرہ ہارلیوورگست ۱۳۱۱ء۔ جنگ آئرن کور  
 اکتوبر ۱۳۱۱ء۔ محاصرہ روان ۱۳۱۱ء۔ ہنری نائیب اسلمنتہ فرانس مقرر ہوا ۱۳۱۱ء۔  
 ۱۳۲۰ شاہان انگلستان و فرانس کی وفات ۱۳۱۱ء۔  
 ۱۳۲۲ ہنری پنجم ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۲ء۔ شہزادہ کے عہد طفولیت میں حکومت کا  
 انتظام محاصرہ اربینٹس ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ جین ڈارک کی داستان ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ جین ڈارک  
 کی موت ۱۳۲۸ء۔ جنگ صد سالہ کا خاتمہ ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ اور بو فرٹ کے  
 جھگڑے۔ پارلیمنٹ کا انتظام۔ لطیفیت پارلیمنٹ۔ ہنری پنجم کی سیرت۔ گھاسٹ اور سنڈک  
 کا قتل ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ ایک کی ایک کی بغاوت۔ رچرڈ امیر یارک کی فاطمہ سلطنت فرانس ۱۳۲۸ء۔  
 ۱۳۲۹ء۔ جنگ سنیت البنیز ۲۲ مئی ۱۳۲۸ء۔ جنگ گلاب ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔  
 ۱۳۳۰ مسودہ قانون خلاف ورزی بائزیم کارہ جنگ۔ مارچ ۱۳۲۸ء۔  
 ۱۳۳۱ جنگ ویکسٹل ۲۴۔ دسمبر ۱۳۲۸ء۔ جنگ اریمرس کراس ۱۳۲۸ء۔ ایڈورڈ کی  
 بادشاہی کا اعلان ۱۳۲۸ء۔ جنگ ٹون ۲۹۔ مارچ ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ ۱۳۳۰ء۔ ۱۳۳۱ء۔

## بارہواں باب

### خاندان یارک

- ۱۳۴۱ ایڈورڈ چارم ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ ہنری پنجم کی نظر بندی  
 ۱۳۴۹ قلعہ لندن میں۔ شاہی قلعہ۔ جنگ ایلکوٹ ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۹ء۔ وارک مارگرٹ  
 سے جاملتا ہے۔ ایڈورڈ کا فرار۔ ہنری پنجم چھ جہینے پھر بادشاہی کرتا ہے ایڈورڈ  
 واپس ہوتا ہے ۱۳۲۸ء۔ جنگ ٹوکسبری ۲۴۔ مئی ۱۳۲۸ء۔ ہنری پنجم کی خوشحالی  
 ۱۳۴۹ ہدایا۔ امیر کلارنس کا قتل ۱۳۲۸ء۔ ٹیکسٹن اور اس کا مطبع ۱۳۲۸ء۔

ایڈورڈ پنجم اپریل لغایت جون ۱۳۸۳ء۔ ریوس اور گرے کی گرفتاری۔ ۱۳۸۵  
چرڈ کا تقریر و کیفیت نائب السلطنت ۳۰ مئی ۱۳۸۳ء چرڈ کی سیرت۔ لارڈ ویسٹمنسٹر کا  
قتل ۱۴ جون ۱۳۸۳ء۔ شہزادے غیر صحیح انداز پر قرار دیئے گئے۔ ۱۳۸۴  
چرڈ سوم ۱۳۸۳ء لغایت ۱۳۸۵ء۔ شہزادوں کے قتل کیے چرچے چرڈ کے  
عہد کے اصلاحات۔ ہنری ڈیوڈ کو انگلستان آنے کی دعوت۔ ہنری امیر پٹمنڈ کی  
لنگر اندازی، اگست ۱۳۸۵ء۔ میدان باسو رتھ کی لڑائی ۲۲۔ اگست ۱۳۸۵ء۔ ۱۳۸۵  
جنگ گلاب کا خاتمہ۔ قرون وسطیٰ میں انگلستان اور برتاغلیہ یورپ کے گہرے تعلقات۔  
قدیم طبقہ امر کی بربادی۔ سربراہی کا دستور۔ قرون وسطیٰ کی تحویل از منہ جدید ہیں  
..... از صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۹۱

## حصہ ششم

بادشاہان یوڈ

## تیرھواں باب

دور اصلاح مذہب

ہنری ہفتم ۱۳۸۵ء لغایت ۱۳۹۹ء۔ ہنری ہفتم کی عورت اور سیرت فریق واک ۱۳۸۵  
کی بناوقیں لیبرٹ سنل ۱۳۸۶ء۔ آرلینڈ کی حالت۔ پاپینگر کا قانون۔ ہٹاچیر کی ۱۳۸۶  
عدالت۔ پرکن داریک ۱۳۹۲-۱۳۹۴ء۔ پرکن کا قتلہ لندن میں قید ہونا ۱۳۹۳ء ۱۳۹۳  
ہنری کا استحضال بالجبر اور خوفتمارہ حکومت۔ نیکتسٹران ہنری امیر انگلستان کے ساتھ ۱۵۰۱  
آرتھر کا عقد۔ مارگرٹ اور جیمز چارم شاہ اسکاٹلینڈ کا عقد۔ ہنری کا شہزادہ ہینز کا ۱۵۰۲  
نکاح اپنی بیوہ بھواج کے ساتھ۔ کولبرس کے اکتشافات ۱۳۹۲ء واسکو ڈی گاما ۱۳۹۹  
اوکیٹ۔ علوم جدیدہ ۱۳۹۶ء۔  
ہنری ہشتم ۱۵۰۹ء لغایت ۱۵۴۷ء۔ ہنری ہشتم کی سیرت۔ موجودہ برطانوی شہ کا ۱۵۱۹

- ۱۵۱۳ بائی ہنری ہشتم تھا۔ جنگ جیمز ۱۶۔ اگست ۱۵۱۳ء۔ فرانسس اول شاہ فرانس  
 ۱۵۱۵ء۔ جنگ فلاڈن ۱۶۔ ستمبر ۱۵۱۳ء۔ جنگ سالوسے اس ۱۵۳۲ء۔  
 ۱۵۲۱ ولزی کی وزارت ۱۵۱۵ء۔ بغایت ۱۵۲۹ء۔ سیاسیات یورپ میدان فرس  
 ۱۵۲۹ زرتار ۱۵۲۱ء۔ فرانس کے ساتھ اتحاد ہنری کیتھرسن کو طلاق دینا چاہتا ہے۔  
 ولزی کا عزل ۱۵۲۹-۱۵۳۰ء۔ ہفت سالہ پارلیمنٹ ۱۵۲۳ء۔ بغایت ۱۵۳۶ء۔  
 ٹامس کریمویل کی وزارت ۱۵۳۳ء۔ بغایت ۱۵۳۳ء۔ ہنری کلیسا کا پیشوائے اعلیٰ  
 کر لیا جاتا ہے ۱۵۳۵ء۔ کیتھرسن کو طلاق اور این بولین سے عقد ۱۵۳۳ء۔  
 ۱۵۳۳ ویز میں قانون انگلستان کا نفاذ ۱۵۳۳ء۔ قانون بغاوت۔ سر ٹامس مور۔  
 رعایا کی حالت لوٹھر اور ڈیوڈ نکلی۔ انگلستان میں مذہبی تبدیلیاں۔ خاقا ہوں کی  
 تباہی ۱۵۳۶-۱۵۳۷ء۔ این بولین کا قتل اور جین سی مور کے ساتھ عقد ۱۵۳۶ء۔  
 ۱۵۳۷ ملک کے شمال و مغرب میں بغاوتیں۔ شہزادہ ایڈورڈ کی ولادت  
 ۱۵۳۷-۱۵۳۸ء۔ این شہزادہ کی کلیشور کے ساتھ نکاح اور پھر نکاح کی  
 ۱۵۳۸ء۔ کریمویل کا قتل ۲۸۔ جولائی ۱۵۳۸ء۔ کیتھرسن باورڈ کے ساتھ  
 عقد ۱۵۳۸ء۔ کیتھرسن باورڈ کا قتل ۱۵۳۳ء۔ بغاوت کے انگریزی دستور العمل  
 کارولج۔ قانون جانشینی ..... از صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۲۱۵

## چودھواں باب

### مسیحیت کی دونوں شاخوں کی آویزش

- ۱۵۳۴ ایڈورڈ ہشتم ۱۵۳۴ء۔ بغایت ۱۵۵۳ء۔ ایڈورڈ ہشتم ایک پکا پروٹیسٹنٹ  
 تھا۔ امبرکیہ سامریٹھ کا تقرر حافظ سلطنت کے منصب پر۔ اسکا لینڈ پر بے سود  
 ۱۵۳۴ء۔ پروٹیسٹنٹ اصلاحات۔ مغربی اضلاع کی بغاوت۔ نارنک میں بغاوت  
 ۱۵۳۹ء۔ تکرار اچ الوقت میں کھوٹ کی ملاوٹ سامریٹھ کا قتل ۱۵۵۲ء۔  
 ۱۵۳۹ امیر وارک حافظ سلطنت مقرر ہوتا ہے۔ دوسرا قانون وحدت عمل ۱۵۵۲ء۔  
 ۱۵۵۲ ایڈورڈ ہشتم کے ابتدائی مدارس۔ جانشینی کے لیے ایڈیٹن جین گرس کی نامزدگی۔

- ۱۵۵۳ میری ۱۵۵۳ء لغایت ۱۵۵۴ء۔ میری صین گرسے کی فرار روائی کا اسلطان  
انڈن میں، ۱۰ جولائی ۱۵۵۳ء۔ میری کی فرار روائی اعلان لندن میں ۱۹ جولائی ۱۵۵۳ء  
کیتھلک شہب کی تجدید۔ میری کی سیرت۔ ملک کے عقید کی تجویز۔ واپس کی بنیاد ست  
۱۵۵۴ ماہ دوری ۱۵۵۴ء۔ لیدی جین گرے سے اور دیگر اشخاص کا قتل۔ ملک کے مابین جولائی ۱۵۵۴ء  
۱۵۵۶ پاپا کے وکیل مطلق کی آمد۔ اس کی طرف سے ملک کے پاپا کی بنیاد کی بنیاد کی بنیاد۔ فروری ۱۵۵۶ء  
۱۵۵۶ پر سختیاں ۱۵۵۶ء۔ لیدی جین گرے سے ملک کے پاپا کی بنیاد کی بنیاد کی بنیاد۔ فروری ۱۵۵۶ء  
۱۵۵۶ انگریزی قبضہ سے نکل جانا ۱۵۵۶ء۔ ۱۱ اگست ۱۵۵۶ء۔

## پندرھواں باب

### دور غریبی و فرائضی

- ۱۵۵۰ الیزبتہ ۱۵۵۰ء لغایت ۱۵۵۱ء۔ الیزبتہ کی میری صین انگلستان کی بیانات  
۱۵۵۱ برائے علم یورپ میں مذہبی کشمکش۔ میری صین میں بیانات۔ اسکاٹ لینڈ  
۱۵۶۰ کی حالت۔ اسکاٹ لینڈ سے امرائے جمہور کے اسکات لینڈ سے امرائے جمہور کے اسکات لینڈ سے  
۱۵۶۱ میری ملک اسکاٹ لینڈ کی ساری شہادت ۱۵۶۱ء۔ انگلستان کی خوش فانی شہادت  
۱۵۶۲ ۱۵۶۱-۱۵۶۲۔ ترقی زراعت۔ تجارت اور صنعت و حرفت۔ جزائر کی حالت ۱۵۶۲ء  
۱۵۶۳ لغایت ۱۵۶۳ء۔ توفیر آسٹریلیا۔ ملک اطلالت ۱۵۶۳ء۔ الیزبتہ کی موت ۱۵۶۳ء  
۱۵۶۶ دیکار۔ میری ملک اسکاٹ لینڈ کا وقت دارو دارن کی سکے سامت ۱۵۶۶ء  
۱۵۶۶ ریٹ سہی اوکا فستل ۹۔ ایچ ۱۵۶۶ء۔ ڈارن کی حالت ۹۔ فروری ۱۵۶۶ء  
۱۵۶۸ میری فرار رو کر انگلستان پہلی فانی سے ۱۵۶۸ء۔ انگریزی پارلیمنٹ کی  
روفاخروں طاقت۔ شان اوہیل کی بناوت ۱۵۶۵ء لغایت ۱۵۶۶ء۔  
۱۵۶۸ میری کا انگلستان میں مقید ہونا ۱۵۶۸ء لغایت ۱۵۶۸ء۔ میری اور الیزبتہ  
اہل نیدرلینڈ کی بناوت ۱۵۶۸ء۔ شمال انگلستان میں بناوت۔ نومبر ۱۵۶۸ء۔  
۱۵۶۸ دائرہ کلیسا سے الیزبتہ کا اخراج اور ری ڈانفی کی رہائش ۱۵۶۸ء لغایت ۱۵۶۸ء۔  
واقعہ صین بارتھالوميو۔ ۲۴ اگست ۱۵۶۶ء۔ نیدرلینڈ والوں کو انگریزی ملک۔



۱۶۶۱ آغاز ۱۶۱۹ء۔ ناچار غلبہ منفعت۔ تیسری پارلیمنٹ ۱۶۴۱-۱۶۴۲ء۔ جیکب کا ہالان  
 ۱۶۶۲ تیسری پارلیمنٹ کی برطرفی ۱۶۴۲ء۔ پہلا ہفتہ وار اخبار ۱۶۴۲ء۔ چوتھی پارلیمنٹ  
 ۱۶۶۵ ۱۶۴۲ء۔ بالینڈ کی تباہ کن آگ ۱۶۴۲ء۔ جینر کی وفات ۲۶ مارچ ۱۶۴۲ء۔  
 ..... از ۱۶۴۵ء تا صفحہ ۲۶۳

## شہر حوالا باب

شاہ در عایا

۱۶۶۵ چارلس اول ۱۶۲۵ء لغایت ۱۶۴۹ء۔ چارلس اول کے عادات اور  
 حواصل۔ چارلس کی پہلی پارلیمنٹ کا اجلاس ۸ جنوری ۱۶۲۵ء۔ چارلس اور ملانہ۔  
 پارلیمنٹ کی برطرفی ۱۶۲۵ء۔ جیم کیڈز کی ناکامی اکتوبر ۱۶۲۵ء۔ دوسری پارلیمنٹ  
 ۱۶۶۶ بکنگھم سے مواخذہ ۱۶۲۶ء۔ پارلیمنٹ کی برطرفی بادشاہ لوگوں سے بد چلن روپوں  
 ۱۶۶۷ قرض لینا ہے ۱۶۲۶ء۔ رعایا کی سخت بدولی۔ لاروش کو ملک بنیاد سے زمین  
 ۱۶۶۸ بکنگھم کی ناکامی ۱۶۲۷ء۔ قیدیوں نے پیرایچ شہر ناکام راہ میں جو قفسہ حقوق روایا  
 ۱۶۶۹ جنوری ۱۶۲۸ء۔ بکنگھم کا قتل ۲۳ اگست ۱۶۲۸ء۔ لاروش کی سخت بدولی اور  
 ۱۶۶۹ ہونا ہے ۱۶۲۸ء۔ پارلیمنٹ کا اظہار تمرد ۱۶۲۹ء۔ افراتفری اور برسرِ سر  
 ۱۶۷۰ سر جان ایلیٹ کی وفات ۱۶۳۲ء۔ وینٹور رتھ اور لاروش اندرونی ڈاک ۱۶۳۵ء۔  
 ۱۶۷۱ ہاروی، جارج ہربرٹ اور ٹن۔ میورٹن لوگوں کا امریکہ کو نقل وطن۔ آئر لینڈ  
 ۱۶۷۲ میں وینٹور رتھ کی حکومت ۱۶۳۳ء لغایت ۱۶۳۹ء۔ متکشفین کے ساتھ لاڈ کی  
 ۱۶۷۳ نزاع پرین، جیسٹ وک اور برٹن کی سازش ۱۶۳۶ء۔ بادشاہ زرنسینہ وصول کرتا  
 ۱۶۷۴ ہے ۱۶۳۷ء لغایت ۱۶۳۸ء۔ سیمپٹن کا مرافہ۔ چارلس اہل شکاٹ لینڈ کو  
 ۱۶۷۵ کتاب عبادت کے استعمال پر مجبور کرنا چاہتا ہے۔ متعابدین ۱۶۳۸ء۔ لاروش اسٹراٹ  
 ۱۶۷۶ کی واپسی انگلستان چند روزہ پارلیمنٹ ۱۶۳۸ء۔ طویل پارلیمنٹ ۱۶۳۹ء لغایت ۱۶۴۰ء۔  
 ۱۶۷۷ داز ۱۶۵۹ء لغایت ۱۶۶۰ء۔ اسٹراٹ کا اخذ اور قتل ہونا ۱۶۴۱ء۔ لفظ  
 ۱۶۷۸ قانون سہ سالہ اور دوسری اصلاحات ۱۶۴۱ء۔ آئر لینڈ کے پریسٹوں کا قتل عام

۱۶۴۱ احتجاج عظیم۔ پانچ مبعوثین کی گرفتاری کا اقدام۔ اہل لندن بادشاہ آئکمز دھکاتے  
 ۱۶۴۲ ہیں۔ خانہ جنگی کا آغاز ۲۲۔ اگست ۱۶۴۲ء۔ شہسوار سرگھٹے۔ پاوکہ برج اور  
 ۱۶۴۳ ایجن ہل کے معرکے ۱۶۴۲ء۔ شاہ پسندوں کی کامیابیاں ۱۶۴۳ء۔ پارلیمنٹ کی  
 ۱۶۴۴ کامیابیاں، فاکلینڈ کی موت ۲۰۔ ستمبر ۱۶۴۳ء۔ اہل اسکات لینڈ کے ساتھ  
 ۱۶۴۵ جلیقانہ صفائیت، ۲۵۔ ستمبر ۱۶۴۳ء۔ آلیور کرامویل۔ کرامویل۔ کبہ فولاد رخ  
 ۱۶۴۶ جنگ مارسلٹن مور ۳ جولائی ۱۶۴۴ء۔ قانون انتشار ۱۶۴۵ء۔ جنگ نیسی  
 ۱۶۴۷ ۱۶ جون ۱۶۴۵ء۔ بادشاہ قید میں ۱۶۴۵ء۔ بادشاہ کو فوج گرفتار کر لیتی ہے۔  
 ۱۶۴۸ چارلس اسکات لینڈ اور آئر لینڈ والوں کے ساتھ ساز و باز کرتا ہے۔  
 ۱۶۴۹ دوسری خانہ جنگی ۱۶۴۸ء۔ خروج پر ائید ۵۔ دسمبر ۱۶۴۸ء۔ بادشاہ بعد تحقیقات  
 ۱۶۵۰ قتل کیا جاتا ہے۔ ۳۰ جنوری ۱۶۴۹ء۔ ..... از صفحہ ۲۶۵ تا صفحہ ۲۹۰

## اتحاد وال باب

انگلستان میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کی کوشش

### حکومت جمہوری

۱۶۴۹ حکومت جمہوری کا آغاز ۱۶۴۹ء۔ حکومت جمہوری کی مشکلات  
 ۱۶۵۰ شہید شہسوار اور اسکات لینڈ کی وفاداری۔ شہزادہ اور پورٹ انہاں انگلستان  
 ۱۶۵۱ میں کرامویل آئر لینڈ میں ۱۶۴۹ء۔ ڈر دگنیڈ اور ویک فرڈ کے قاصرے ۱۶۴۹ء۔  
 ۱۶۵۲ حکومت انگلستان۔ چارلس ثانی کا ورود اسکات لینڈ میں ۲۳۔ جون ۱۶۵۰ء  
 ۱۶۵۱ کرامویل اسکات لینڈ میں ۱۶۵۰ء۔ جنگ ڈنبار ۳۰۔ ستمبر ۱۶۵۰ء۔ جنگ ورسٹر  
 ۱۶۵۱ ۳۰۔ ستمبر ۱۶۵۰ء۔ پارلس ثانی کا فرار ۱۶۵۱ء۔ قانون جہاز رانی اور جنگ ہالینڈ  
 ۱۶۵۲ ۱۶۵۱ء۔ وینڈریوں کو شکست فاش فروری ۱۶۵۲ء۔ حکومت کے مقاصد  
 ۱۶۵۳ ارکین کا ایک نئی پارلیمنٹ کے انتخاب کی اجازت دینے سے انکار کرامویل ارکین کو  
 ۱۶۵۴ ایوان پارلیمنٹ سے باہر نکال دیتا ہے۔ ۳۰۔ اپریل ۱۶۵۳ء۔ فوج کی حکومت۔





- ۱۶۶۲ء۔ قومی دیوالہ ۱۶۶۲ء۔ فرمان مساحت ۱۶۶۲ء۔ الینڈ کے ساتھ دوسری جنگ  
 ۱۶۶۳ء۔ قانون آزادیش ۱۶۶۳ء۔ وزارت کیسل کا خاتمہ۔ وزارت اور فنی اختلاف۔  
 ۱۶۶۴ء۔ قومی کی وزارت ۱۶۶۴ء۔ خلیفہ ۱۶۶۴ء۔ ولیم اور میری کا عقد ۱۶۶۴ء۔ چارلس لوئی  
 ۱۶۶۵ء۔ خلیفہ الینڈ ہے۔ پاپائی سازش ۱۶۶۵ء۔ عہد نامہ نیگوس ۱۶۶۵ء۔ ڈینی کا عزل  
 ۱۶۶۶ء۔ مسودہ قانون خرید و بی کی منظوری کے لیے جدوجہد ۱۶۶۶ء۔ لغات ۱۶۶۶ء۔  
 ۱۶۶۷ء۔ قانون شہادت و جہودی ۱۶۶۷ء۔ امیر ہانٹہ۔ پارلیمنٹ کی برطانی جنوری ۱۶۶۸ء۔  
 ۱۶۶۸ء۔ وگ اور ٹوری۔ ہاکسٹر فی پارلیمنٹ ۱۶۶۸ء۔ شیفتسبری کا زوال ۱۶۶۸ء۔ سازش  
 ۱۶۶۹ء۔ رائی ہوس جون ۱۶۶۹ء۔ رسل اور سڈنی کا قتل۔ مسئلہ اطاعت انفعالی چارلس دوم  
 ۱۶۷۰ء۔ کی وفات ۶۔ فروری ۱۶۷۰ء۔ . . . . . از صفحہ ۸۔ تا صفحہ ۳۴

## میسوال باب

### دور انقلاب

- ۱۶۸۵ء۔ جیمز ثانی لغات ۱۶۸۵ء۔ جیمز ثانی کی سیرت اور اس کے اغراض  
 ۱۶۸۵ء۔ دو قاصد۔ جیمز ثانی کی خود مختارانہ کارروائیاں۔ ہانٹہ کی بغاوت ۱۱۔ جون ۱۶۸۵ء۔  
 ۱۶۸۵ء۔ آرکاکس کی ناکامی اور بد انجامی ۱۶۸۵ء۔ ہانٹہ کی بادشاہی کا اعلان ۲۰۔ جون  
 ۱۶۸۵ء۔ جنگ سچ مور ۵۔ جولائی ۱۶۸۵ء۔ کرک کی بھڑیں بخونی عدالت ستمبر ۱۶۸۵ء۔  
 ۱۶۸۵ء۔ کیٹھلک افسروں کا تقررہ تبلیغ عہد نامہ ٹائیز اکتوبر ۱۶۸۵ء۔ قانون آزادیش کی  
 ۱۶۸۵ء۔ خلاف ورزی پر پارلیمنٹ کا استعفی ۱۶۸۵ء۔ لندن کے قبوہ خانے اختیار استا  
 ۱۶۸۶ء۔ استثنائہ کارنی خدمتوں پر کیٹھلک لوگوں کا تقررہ عدالت اعلیٰ قیسیہ ۱۶۸۶ء۔  
 ۱۶۸۶ء۔ ہونسلو کی چھاونی۔ فرمان مراعات ۲۷۔ اپریل ۱۶۸۶ء۔ جیمز کی مہذبہ درگوشی۔  
 ۱۶۸۸ء۔ فرکا۔ ماڈلین کالج کا اخراج ۱۶۸۸ء۔ ولیم امیر آریخ سے نامہ پیام مئی ۱۶۸۸ء۔  
 ۱۶۸۸ء۔ جیمز کے بیٹے کا تولد۔ ۱۔ جون ۱۶۸۸ء۔ سات استعفیہ کا ختم۔ سات اساتذہ کے  
 ۱۶۸۸ء۔ مقدمہ کی شہادت ۲۶۔ جون ۱۶۸۸ء۔ امیر آریخ کو بلاوا ۳۰۔ جون ۱۶۸۸ء۔  
 ۱۶۸۹ء۔ ولیم کی لنگر اندازی ۵۔ نومبر ۱۶۸۹ء۔ جیمز کا فرار ۲۳۔ دسمبر ۱۶۸۹ء۔ تمانی جعفریہ کا

انجام۔ غلوئے تخت سلطنت ۲۳۔ دسمبر ۱۶۸۹ء لغایت ۱۳۔ فروری ۱۶۸۹ء۔  
مسنودہ قانون حقوق رعایا ۱۶۸۹ء۔

ولیم ثالث ۱۶۸۹ء لغایت ۱۶۹۰ء۔ جیمز کاخیر مقدم کر لینڈین اہل انحراف ۱۶۸۹ء۔

جیمز ٹیٹیکلسٹے انگلستان کے پادریوں کے ساتھ متعابدین کی بے لگاری۔ جنگ  
کلیئر کی ۲۷۔ جولائی ۱۶۸۹ء۔ کلنگو کا قتل عام ۱۶۹۲ء۔ آئر لینڈ میں خانہ جنگی ۱۶۸۹ء۔

محاصرہ لنڈنڈری ۲۰۔ اپریل ۱۶۸۹ء۔ لنڈنڈری کے محاصرہ کا خاتمہ یکم اگست ۱۶۸۹ء۔  
ڈبلن میں جیمز کی بادشاہی۔ قانون رواداری ۱۶۸۹ء۔ خراج کی سالانہ منظوری۔ مسودہ

قانون غدر ۱۶۸۹ء۔ دیہاتے ہائیں کی جنگ یکم جولائی ۱۶۹۰ء۔ عہد نامہ لبرک  
۱۶۹۱ء۔ کلنگو کا قتل عام ۱۶۹۲ء۔ اتحاد عظیم ۱۶۹۰ء۔ جی بیڈ کی لڑائی ۲۰ جون ۱۶۹۰ء۔

ولیم کی غیر ہرولینز جیمز یوں کی سانشیں۔ جنگ لاہوگ تسمی ۱۶۹۲ء۔ خستہ خانہ۔  
گریج۔ قومی قرضہ ۱۶۹۳ء۔ بینک انگلستان ۱۶۹۴ء۔ جماعتی طرز کی حکومت کا اٹھان

۱۶۹۳ء قانون انتخاب سے سالہ ۱۶۹۴ء۔ قانون بغاوت ۱۶۹۵ء۔ آزادی حکام عدالت۔  
کلڈار سکے۔ رسوم غرض ۱۶۹۶ء لغایت ۱۶۹۵ء۔ ملکہ میری کی وفات ۱۶۹۶ء۔

آزادی مطاب ۱۶۹۵ء۔ نیا سکے ۱۶۹۶ء۔ ولیم کے قتل کی سازش ۱۶۹۶ء عہد نامہ رزروک  
۱۱۔ ستمبر ۱۶۹۶ء۔ فوج کی تحیف ہسپانی وراثت کا مسئلہ تقسیم سلطنت کے بارے میں

دو عہد نامے۔ امیر انجو کا جلوس تخت ہسپانیہ پر قانون تخت و تاج ۱۶۹۷ء۔  
بالینڈ کے بعض قلعوں پر لوئی کا قبضہ۔ اتحاد ثنائیہ۔ ولیم کی وفات ۹۔ اپریل ۱۶۹۷ء۔

..... از صفحہ ۳۲۸ تا صفحہ ۳۶۶

## ایک سوال باب

آخری تاجدار سلسلہ اسٹوارٹ

ملکہ این ۱۶۰۲ء لغایت ۱۶۰۳ء۔ این کی تخت نشینی۔ ملکہ این کی سیرت۔  
مارلبر واور گاڈلفن کی وزارت۔ اعضاء اتحاد کبیر اور فرانس کی جنگ

مارلبر وکی سیرت۔ قانون موافقت و قوت ۱۶۰۳ء۔ ۱۶۰۴ء۔ ملکہ این کا علیٰ ۱۶۰۴ء۔

- جنگ اٹھ سو اسی۔ اگست ۱۸۵۷ء۔ تسخیر قلعہ جہاڑ پور ۱۳۔ اگست ۱۸۵۷ء۔ جنگ ریسی لیر  
 مئی ۱۸۵۷ء۔ لوئی کا املا جانے اقدام ۱۸۵۷ء۔ قومی قرضہ کا فائدہ۔ مدی کا ہا جانہ اقدام  
 ۱۸۵۷ء۔ ساکھ کی استواری۔ شہروں اور قریوں کی حالت۔ سفید پوشوں کا انحطاط۔  
 قانون اتحاد اسکاتلینڈ بامہ جنوری ۱۸۵۷ء اور انگلستان میں بامہ مارچ ۱۸۵۷ء۔  
 نافذ ہوا سلطنت برطانیہ عظمیٰ۔ آئر لینڈ تعزیری قوانین جنگ اوڈینارڈ ۱۸۵۷ء۔  
 جنگ ایل ۱۸۵۷ء۔ اور جنگ میللیکوے ۱۸۵۷ء۔ ڈاکٹر بیٹھول کا چالان۔  
 مارلبرو اور فریڈرک کا غزل ۱۸۵۷ء۔ آکسفورڈ اور بالنگ بروک کی وزارت  
 ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۷ء۔ عہد نامہ یوٹریکٹ ۱۸۵۷ء۔ ملکہ این کی وفات ۱۸۵۷ء۔  
 جارج اول کی بادشاہی کا اعلان۔ دستوری حکومت کا آغاز۔ تیرہویں صدی کا ادب۔  
 ..... از صفحہ ۳۶۷ تا صفحہ ۳۸۱

## حصہ ہفتم

### برطانیہ عظمیٰ کی فراخی

### بائیسواں باب

اندرونی امن اور بیرونی فتوحات سے برطانیہ عظمیٰ کا پنپنا

- جارج اول ۱۷۱۴ء لغایت ۱۷۲۷ء۔ فاڈان مینور۔ جارج اول کی سیرت۔  
 آکسفورڈ۔ بالنگ۔ بروک اور آرمینڈ پرمندوات۔ قانون ہنگامہ ۱۷۱۵ء۔  
 جیمز ہون کی بغاوت ۱۷۱۵ء۔ ہفت سالہ پارلیمنٹس ۱۷۱۵ء۔ اتحاد ٹکائے ۱۷۱۵ء۔  
 جنگ ارس پاسارو ۱۷۱۵ء۔ برطانوی تجارت کی توسیع۔ شرکت بحر جنوبی ۱۷۱۱ء۔ ۱۷۲۱ء۔  
 رابرٹ والپول کا احتجاج ۱۷۲۰ء۔ شرکت بحر جنوبی کے ڈفعول کا پول ۱۷۲۰ء۔ والپول  
 کی وزارت ۱۷۲۱ء لغایت ۱۷۴۲ء۔ دور امن و سکون۔ جارج اول کی وفات  
 ۱۰۔ جون ۱۷۲۷ء۔

۱۷۷۷ء جارج ثانی ۱۷۷۷ء بغایت ۱۷۷۷ء۔ جارج ثانی کی سیرت۔ والبول کا مالی انتظام۔  
 ۱۷۷۸ء مسودہ قانون جنگی کا استدراود ۱۷۷۸ء۔ یگانوں کی بیکانی۔ جماعت عثمانیوں ۱۷۷۸ء۔  
 ۱۷۷۹ء خاندانی قرارداد ۱۷۷۹ء۔ جنگ گوش برید کی جنگ ۱۷۷۹ء۔ والبول کے اقتدار کا  
 ۱۷۸۰ء خاتمہ ۱۷۸۰ء۔ جنگ جانیفنی ۱۷۸۰ء۔ بغایت ۱۷۸۰ء۔ جنگ ڈیٹن جن ۱۷۸۳ء۔  
 ۱۷۸۱ء جنگ ٹائٹن ۱۷۸۱ء۔ پھیلا شہزادہ شارلی ۱۷۸۵ء۔ جنگ فالکرک اور جنگ  
 ۱۷۸۶ء کلڈن ۱۷۸۶ء۔ کوہستانیوں سے ہتھیاروں کا چھین لیا جانا ۱۷۸۷ء۔  
 ۱۷۸۸ء وایٹ فیلڈ اور ویسلی کی مٹادی ۱۷۸۹ء۔ صلح نامہ اسے لاشیں ۱۷۸۹ء۔ اصلاح تقویم  
 ۱۷۹۰ء۔ ہارڈوک کا قانون نکاح ۱۷۹۳ء۔ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی۔ فرانسیسی ایسٹ انڈیا  
 ۱۷۹۱ء کمپنی جنوی ہندوستان میں ڈوپے کا اقتدار ۱۷۹۳ء۔ کلائیو کی بروقت امداد ۱۷۹۵ء۔  
 ۱۷۹۲ء ہندوستان کا امن و سکون ۱۷۹۵ء۔ فرانسیسی اور انگریز امرکہ میں ۱۷۹۵ء۔  
 ۱۷۹۳ء قلعہ ڈو کوئین ۱۷۹۳ء۔ انگریزوں کو شکست ۱۷۹۵ء۔ جنگ تھفت سالہ ۱۷۹۶ء۔  
 ۱۷۹۷ء انگلستان پر پے در پے تباہیاں ۱۷۹۷ء۔ منار کار پرفرانسیسیوں کا قبضہ ۱۷۹۷ء۔  
 ۱۷۹۸ء امیر البحر جنگ کا منتقل ۱۷۹۸ء۔ کال کوٹھری کا واقعہ کلکتہ میں جون ۱۷۹۸ء۔ انگریزوں کو  
 ۱۷۹۹ء یورپ میں شکست ۱۷۹۹ء۔ دیم پٹ۔ پٹ کا انتظام حکومت ۱۷۹۹ء۔ بغایت ۱۷۹۹ء۔  
 ۱۸۰۰ء اسپیک اور پوتھن کی لڑائیاں ۱۸۰۰ء۔ کنیڈا میں جنگ ۱۸۰۰ء۔ قلعہ ڈو کوئین  
 ۱۸۰۱ء کی تسخیر ۱۸۰۱ء۔ تسخیر کوئٹہ ۱۸۰۱ء۔ ولف اور رانٹ کام کی موت۔ ڈنیل کی  
 ۱۸۰۲ء حوالگی ۱۸۰۲ء۔ یورپ میں برطانوی فتوحات ۱۸۰۲ء۔ تسخیر مملکت ۱۸۰۲ء۔ جنگ پلاسی  
 ۱۸۰۳ء جون ۱۸۰۳ء۔ ہندوستان میں برطانوی فتوحات کا غلبہ پٹ کی وزارت سے صلح کی  
 ۱۸۰۴ء ۱۸۰۴ء۔ ہسپانیہ کے ساتھ جنگ ۱۸۰۴ء۔ صلح نامہ میڈمبرگ فروری ۱۸۰۴ء۔ عہد نامہ پیرس  
 فروری ۱۸۰۴ء۔ ..... از صفحہ ۳۸۳ تا صفحہ ۴۱۱

## سوال باب

نوآبادی دے امریکہ کی آزادی

جارج ثالث ۱۷۶۰ء بغایت ۱۸۲۰ء۔ دولت برطانیہ کی عظمت۔ سکھیں اور

دخانی طاقت۔ نہروں کا احداث ۱۸۵۸ء-۱۸۶۰ء۔ جدیدی اراضی افستادہ  
 ۱۸۶۱ء لغایت ۱۸۶۷ء۔ افلاس اور کاشتکاری کا اضافہ۔ طبقہ متوسط کی رونق و زوال  
 اہمیت۔ جارج ثالث کی سیرت۔ بیوٹ کے عہد و زرت میں فرقہ فوری کا احیاء  
 ارتش و بیاد، بیوٹ کا استعفاء۔ گرینول کی وزارت ۱۸۶۳ء۔ ولکس کی گرفتاری  
 حکمرانہ جات گرفتاری عمومی۔ نوآبادیہائے امریکہ کے ساتھ جو جھگڑے کی ابتدا  
 قانون کاغذ مہمور ۱۸۶۵ء۔ مسودہ قانون نیابت ۱۸۶۵ء۔ محصول اور زمین پر ٹیکس، قانون قانونی و عدالتی  
 لیون شینڈل کا قانون الکھڑی ۱۸۶۷ء۔ ولکس کا انتخاب حلقہ مدریکس کی لڑائی۔ ۱۸۶۸ء۔ نیا کنگڈم  
 کے حقوق میں پارلیمنٹ کی دست اندازی۔ پارلیمنٹ کی روڈ کی اشاعت ۱۸۶۸ء۔ اس شہر اور  
 پارلیمنٹ میں جھڑپ۔ بحفاظت دور جدید۔ نوآبادیہائے امریکہ میں۔ ۱۸۶۸ء۔  
 چاء کا بوسٹن کی بندرگاہ میں پھینک دیا جانا ۱۸۶۳ء۔ امریکہ میں پہلا جمہوری انتخاب  
 ۱۸۶۴ء۔ آغاز جنگ ۱۹۔ اپریل ۱۸۶۵ء۔ جارج واشنگٹن۔ جنگ بنگلہ دیش ۱۸۵۷ء  
 اعلان آزادی ۴۔ جولائی ۱۸۶۷ء۔ ریگٹائمن کی فوج ساؤتھ کیمپسٹریڈالہ تھی  
 ہے ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۶۷ء۔ چیتھم کی وفات ۱۸۶۷ء۔ تھامس جبرائیل ۱۸۶۷ء۔ لغات ۱۸۶۷ء  
 آئرلینڈ کو مال تجارت کی آزادانہ برآمد کا حق ۱۸۶۸ء۔ جنگ امریکہ ۱۸۶۸ء۔  
 یارک ٹاؤن میں انگریزی فوج کی سپر اندازی ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء۔ خلیج قانون انگلنگ  
 ۱۸۶۸ء۔ راڈنی کی بحری فتوحات ۱۸۶۸ء۔ عہد نامہ ۱۸۶۸ء۔ سسٹل جنوری ۱۸۶۸ء۔  
 برطانیہ کی طرف سے امریکہ کی خود مختاری کا اعتراف ۱۸۶۸ء۔ ملک کے بحری۔ ۱۸۶۸ء  
 ۱۸۶۸ء لغایت ۱۸۶۹ء۔ آسٹریلیا میں کالایا پی ۱۸۶۸ء۔ وارن ہیڈنگٹن کا  
 تقرر ہندوستان نے گورنر جنرل کی حیثیت سے ۱۸۶۳ء۔ مرٹون کی سلی راولی ۱۸۶۵ء  
 لغایت ۱۸۶۸ء۔ تحفظ مدراس ۱۸۶۸ء۔ وارن ہیڈنگٹن پر مقدمہ ۱۸۶۸ء لغایت ۱۸۶۹ء  
 پٹ اور فاکس۔ مسودہ قانون ہند کا نفاذ۔۔۔۔۔ از صفحہ ۴۴ تا صفحہ ۵۴

## چوبیسواں باب

انقلاب فرانس، نپولین اور برطانیہ عظمیٰ

چھوٹے پٹ کی وزارت ۱۸۶۳ء لغایت ۱۸۶۸ء۔ آدم اسمتھ کی کتاب۔ ۱۸۶۸ء



۱۸۱۷ء شہزادی شارلٹ اور اس کے طفل کی وفات ۱۸۱۷ء - نیپس کے قتل عام  
 ۱۸۱۹ء ۱۸۱۷ء جمہ قوانین کا اجراء ۱۸۱۷ء - ریڈیکل (انتہا پسند متحکمین) (اصلی صفحہ ۳۳۳)  
 ۱۸۲۰ء ۱۸۱۷ء کالاج ہونا - جارج سوم کی وفات ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء ..... از صفحہ ۳۳۳ تا صفحہ ۳۳۴

## پیشوال باب

### زمانہ حاضریہ کی تاریخ

۱۸۲۰ء جارج چہارم فرزند جارج سوم - ملکہ کیرولین برمنڈہ کیٹولسٹرک کی سہ ماہی  
 ۱۸۲۲ء ۲۳ فروری - لارڈ لٹلڈری (کیل ریگ) کی خودکشی ۱۸۲۲ء کی جنگ کی وزارت  
 خارجہ اور برطانیہ کا مالک غیر سے پہلے پیش آنا - انجمن کیتھولک ۱۸۲۳ء  
 کارپنر اور ضروریوں کی پہلی انجمن ۱۸۲۳ء - صفحہ (۷۸۸) میل کی اصلاحات متعلق  
 قوانین تفری ۱۸۲۳ء - اصلاح قوانین تجارت ۱۸۲۳ء - تجارتی منصوبہ باربا ۱۸۲۳ء  
 ۱۸۲۴ء ۱۸۲۳ء کی قتل ۱۸۲۳ء - بحصول غلہ کا انگریز معاہدہ ۱۸۲۳ء - نقل وطن ۱۸۲۳ء  
 ۱۸۲۶ء ۱۸۲۳ء نوآبادیہائے آسٹریلیا کا قیام ۱۸۲۳ء - بغاوت ۱۸۲۳ء - نیگٹک کی وفات ۱۸۲۳ء  
 ۱۸۲۷ء ۱۸۲۳ء ونگٹن کی وزارت ۱۸۲۳ء - اوکائل کا انتخاب ۱۸۲۳ء  
 ۱۸۲۸ء ۱۸۲۳ء آزادی کیتھولک کے قانون کا اجراء ۱۸۲۳ء - ترویج کو توالی جدید ۱۸۲۳ء  
 ۱۸۲۹ء جارج چہارم کی وفات ۱۸۲۹ء  
 ۱۸۳۰ء ۱۸۲۹ء ولیم چہارم دوسرا فرزند جارج سوم کا طریف الطی سادہ مزاج طبع تھا - دوسرے  
 انقلاب فرانس سے اہل انگلستان کی بچینی و پریشانی ۱۸۳۰ء - افتتاح نیچسٹر یوے کے  
 وقت ہسکی سن کی ہارن ۱۸۳۰ء - ونگٹن کا استعفا نومبر ۱۸۳۰ء - سووات قانون اصلاح  
 بیلے مسودہ کا مارج میں دوسرے کا ستمبر میں تیسرے کا ۱۸۳۱ء - دسمبر ۱۸۳۱ء میں  
 منظور ہونا - کنٹرولمنٹ (قدامت پسند) اور لبرل (حیثیت پسند) اصطلاحات کا  
 رواج و سبب - قانون منسوخی برودہ فروری ۱۸۳۰ء - اگست ۱۸۳۳ء  
 قوانین کارخانہ جات و تعلیم ۱۸۳۳ء - جدید قانون مفلسین ۱۸۳۳ء - اصلاح بلدیات  
 ۱۸۳۵ء - اندراج ولادت و اموات ۱۸۳۵ء - تبدیل حالات سے ملک میں

انگلش ویرٹانی کا پھیلنا۔ کینیڈا کی شورش ۱۸۳۷ء (دیکھو صفحہ ۴۸۶)  
 ویلم چارم کی وفات ۲۰ جون ۱۸۳۷ء ..... از صفحہ ۴۶۴ تا صفحہ ۴۸۴

## چھٹی سوال باب

### برطانیہ عظمیٰ اور برطانوی نوآبادیاں

۱۸۳۷ء۔ کٹوریہ دفتر ڈیوک آف کینٹ کا فرانزائے برطانیہ قرار پایا، ۱۰ جون ۱۸۳۷ء۔  
 ۱۸۳۷ء۔ تاج پوشی ۲۸ جون ۱۸۳۷ء۔ شہزادہ البرٹ سے عقد نکاح ۱۰ فروری ۱۸۴۰ء۔  
 علاقہ ہانز کا ڈیوک آف مکہ لینڈ کو ملنا۔ ماربرتی کی ایجاد۔ لارڈ ڈریم کا بحیثیت گورنر جنرل  
 کینیڈا کو بھیجا جانا ۱۸۳۸ء۔ چارلسٹن (طالبان نشور) کا خروج۔ اتحاد خلاف قانون غلہ  
 ۱۸۳۸ء۔ ایک فنی محصول خط ۱۸۳۹ء۔ افیون کے متعلق چین سے لڑائی ۱۸۳۹ء۔  
 کینیڈا کو دستور کا قیام ہونا ۱۸۴۰ء۔ درہ کابل اور افغانستان میں قتل عام ۱۸۴۲ء۔  
 سیل محصول آمدنی مقرر کرنا ۱۸۴۲ء۔ اسکاٹ لینڈ میں فری چارج کا قیام ہونا ۱۸۴۳ء۔  
 آئر لینڈ میں بیماری سے فصل آلو کا تلف ہونا ۱۸۴۵ء۔ چین آزادی تجارت  
 کی حمایت کرتا ہے ۱۸۴۵ء۔ قوانین غلہ کی منسوخی ۱۸۴۶ء۔ حمایت پسند فرقہ پیل کو  
 وزارت سے علحدہ کر دیتا ہے ۱۸۴۶ء۔ ۱۸۴۸ء کا انقلاب فرانس طالبان نشور کی  
 سرگرمی کو بڑھاتا ہے۔ طالبان نشور کے جمع کثیر کی ناکامی ۱۰ اپریل ۱۸۴۸ء۔  
 الحاق پنجاب ۱۸۴۹ء۔ کتب خانہ جات بلا فیس ۱۸۵۰ء۔

نوآبادی راس کو دستور دیا جاتا ہے ۱۸۵۰ء۔ آسٹریلیا کی نوآبادیوں کا  
 مسودہ قانون ۱۸۵۰ء۔ نیوزیلینڈ کا عروج ۱۸۳۹ء۔ غنایت ۱۸۵۰ء۔  
 کیلیڈونیا اور آسٹریلیا میں سونے کا اکتشاف ۱۸۴۹ء۔ غنایت ۱۸۵۱ء۔  
 عطا کیے دستور۔ نیوزیلینڈ ۱۸۵۰ء۔ مے دوریوں کی لڑائیاں ۱۸۶۱ء۔ غنایت ۱۸۶۸ء۔  
 ہائڈ پارک میں نمائش عظیم ۱۸۵۱ء۔ کوئی نیولین کا قاتل ناجعہ ۲ دسمبر ۱۸۵۱ء۔  
 انگریزوں کا پہلے ہین فوجی رنکا کار بننا ۱۸۵۲ء۔ مسئلہ شرق تکلیف و مصیبت کا  
 سبب ہوتا ہے ۱۸۵۳ء۔ کریمیا کی لڑائیاں ۱۸۵۳ء۔ آلمانی جنگ ۲۰ ستمبر

۱۸۳۷ء  
 ۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء  
 ۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء



جنگ۔ ملک لاوا ۲۵۔ اکتوبر، جنگ انکران ۵۔ نومبر ۱۸۵۵ء۔ پریشانی و بدانتظامی۔  
 فڈریس ٹائٹ اینگل صاحب کی امداد سیبا سپٹول کی فتح ۸۔ ستمبر ۱۸۵۵ء۔  
 ملٹن مہریرس جنگ کو ختم کرنا ہے۔ ۳۔ مارچ ۱۸۵۶ء۔  
 ہندی سیاحیوں کی شکایتیں۔ ہند کا عذر ۱۸۵۷ء۔ کانپور کا قتل عام  
 ۱۵۔ جولائی، کیننگ کا انصاف اور اس کی گورنر جرنیل۔ لکھنؤ سے محاصرہ کا سٹٹا  
 ۲۳۔ ستمبر، سرہمپور کا میدان کارزار ۱۸۵۷ء۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی موقوفی ۱۸۵۷ء۔  
 ملکہ کے فرماں روا سے ہند بھٹنے کی نسبت اعلان کیا جاتا ہے۔ یکم نومبر۔  
 اسکا قبضہ ہند کا خطاب قبول کرنا ۱۸۵۷ء۔  
 آرمینی کی فرانس سے جوڑ پ۔ رضا کاروں کی تنظیم ہو کر انکارطانی فوج کا  
 ایک جزو قرار پانا ۱۸۵۷ء۔ ریاست ہائے متحدہ کی خانہ جنگی کا آغاز ۱۸۶۱ء۔  
 اس کے سبب سے انکا شائر میں روٹی کا قحط ۱۸۶۱ء۔ جہاز الاباما کے متعلق دعوای۔  
 شہزادہ عقد النج کی موت ۱۳۔ دسمبر ۱۸۶۱ء۔ ویسٹمنسٹر کی شاہی ۱۸۶۳ء۔  
 قانون صحت عامہ ۱۸۶۱ء۔ افغانستان اور افریقہ میں لڑائیاں ۱۸۶۶-۱۸۶۷ء۔  
 قوانین اصلاح ۱۸۶۷-۱۸۸۵ء۔ فنی این لوگوں اور مزدوروں کی اتحادی انجمنوں کی  
 شورشیں ۱۸۶۷ء۔ آئر لینڈ کے سرکاری مذہب کی موقوفی ۱۸۶۹ء۔ جنگ فرانس  
 و ریشیا ۱۸۷۰ء۔ قانون اراضی آئرستان ۱۸۷۰ء۔ قانون تعلیم ۱۸۷۰ء۔ برطانوی  
 تعلیم گاہوں سے آزمایشات نمبر ہی کی منسوخی ۱۸۷۱ء۔ عہدہ ہائے فوجی کے  
 فروخت کی موقوفی ۱۸۷۱ء۔ ڈریلی کو لارڈ کیننگ فیلڈ خطاب ملتا ہے ۱۸۷۱ء۔  
 آئرستانیوں کی مخالفت کا آغاز ۱۸۷۱ء۔ آئرستانی کیوں فساد اور برسرِ قتل  
 کرتے ہیں ۱۸۸۲ء۔ قانون اصلاح کے سبب سے ملک میں ۶۶۷ ۸۵ ۲۴ جدید  
 رائے دینے والوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۸۳) گلڈسٹن اور یارنل  
 کے پیش کردہ موم رول کی شکست ۱۸۸۷ء۔ انیسویں صدی کا علم و ادب اور ملک کی  
 عام ترقی۔ پہلا جشن جوبلی ۱۸۸۷ء۔ مجالس اصلاح ۱۸۸۷ء۔ یارنل کا زوال ۱۸۹۱ء۔  
 اسکی موت ۱۸۹۱ء۔ درالعمام میں گلڈسٹن موم رول کو منظور کرالیتا ہے  
 لیکن ابراہم اسکوتھر دکر تے ہیں ۱۸۹۱ء۔ گلڈسٹن صاحب قومی زندگی سے

لاڈلارٹن  
 فروری ۱۸۵۵ء

۱۸۵۶ء

۱۸۵۷ء

لاڈلارٹن  
 فروری ۱۸۵۷ء

لاڈلارٹن  
 جون ۱۸۵۷ء

لاڈلارٹن  
 نومبر ۱۸۵۷ء

لاڈلارٹن  
 جولائی ۱۸۶۱ء

لاڈلارٹن  
 فروری ۱۸۶۶ء

گلڈسٹن  
 وینسٹن  
 فروری ۱۸۶۹ء

فروری ۱۸۷۱ء

گلڈسٹن  
 اپریل ۱۸۷۱ء

لاڈلارٹن  
 جون ۱۸۷۱ء

گلڈسٹن  
 فروری ۱۸۷۱ء

سائسی  
 اگست ۱۸۷۱ء

گلڈسٹن  
 اپریل ۱۸۹۱ء

کنارہ کش موتے میں ۱۸۹۳ء۔ وفات کلیڈ سٹرن ۱۸۹۳ء۔ انتخاب عام اور اتحادیوں کے  
نمایندوں کی کثرت پیرلینٹ میں ۱۸۹۵ء۔ بڑی بڑی برائیاں سلسلہ نکالت ۱۸۹۵ء۔  
ڈیوک آف کیلینس کی وفات ۱۴ جنوری ۱۸۹۵ء۔ دبیر کینی کی فریب دہی اور پالیازی  
۱۸۹۲ء۔ ڈیوک آف یارک کی فتادی جوڑائی ۱۸۹۳ء۔ دوسرا جشن جوبلی ۱۸۹۴ء۔  
تمام قلم و برطانیہ میں خط کا حجم ۱۸۹۵ء۔ ایک مینی مقرر ہونا ۲۵ دسمبر ۱۸۹۵ء۔ نوآبادی ٹرانسوال کا  
نشو و نما ۱۸۹۵-۱۸۹۶ء۔ فرنیکی کی سند یافتہ کھدیاں ۱۸۹۱ء۔ جیمس کی یورش ۱۸۹۵ء۔  
ٹیٹ لینڈر لوگوں کا ملک کی خدمت میں اٹنا ۱۸۹۶ء۔ کروڑ کا جوا ب آخری  
۹۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء۔ کلیک کو کی لڑائی ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء۔ کی لڑائی ۲۳۔ نومبر۔ گرگین کی لڑائی  
۲۴۔ نومبر۔ دریائے ماڈر کا محاربہ ۲۸۔ نومبر۔ اسٹارم برگ ۹۔ دسمبر۔ میگزین ٹائٹین  
۱۱۔ دسمبر۔ کالیزو ۱۵۔ دسمبر۔ نوآبادیاں فوجیں روانہ کرتی ہیں ٹائرل پائرس فوج کی  
سہ سالاری اختیار کرتا ہے ۱۔ جنوری ۱۸۹۷ء۔ اسی ان کا پ کا ۲۳۔ جنوری اور  
کیمی کا ۱۵۔ فروری کو محاصرہ اٹھتا ہے۔ کراچی پتھانوں کا قبضہ ہے ۲۷۔ فروری۔  
لیڈی اسمتھ کی تسخیر ۲۸۔ فروری۔ بلوم ٹائٹین پرا ٹکیزروں کا قبضہ ۱۳۔ مارچ۔ میفلنگ کا  
محاصرہ ہٹا دیا جاتا ہے ۱۷۔ مئی۔ جو ہالنگ پرقبضہ ۳۰۔ مئی۔ پیتھو کی فتح ۵۔ جون  
الحاق نوآبادی آئین ۱۷۔ مئی۔ الحاق ٹرانسوال یکم ستمبر۔ کروڑ کی اذیت سے روانگی  
اکتوبر ۱۸۹۷ء۔ چین میں خون ریزیاں جون ۱۸۹۷ء۔ یکم کی تسخیر ۱۵۔ اگست۔ اٹلانٹ کی  
جنگ اپریل لغات جولائی۔ آسٹریلیا کی جھوٹی حکومت کا قیام یکم جنوری ۱۸۹۷ء۔ ملکہ وکٹوریہ  
کی وفات ۲۲۔ جنوری ۱۸۹۷ء۔ .... ۱۔ جنوری ۱۸۹۷ء۔ ۵۳۵

سالاری  
جون ۱۸۹۵ء  
لغات آخر  
ملکہ وکٹوریہ

## ستائیسواں باب

### جمہوریت کی ترقی

ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی ۹۔ اگست ۱۹۰۲ء۔ مسلمانوں کے بری بیچ انگ  
۳۱۔ مئی ۱۹۰۲ء۔ جاپان سے صلح ۳۰۔ جنوری ۱۹۰۲ء۔ نوآبادیوں کے وزرا کی  
مجلس لندن میں ۱۹۰۲ء۔ قانون تعلیم ۱۹۰۲ء۔ ایڈورڈ ہفتم کا سفر پیرس ۱۹۰۲ء۔

بلفور  
۳۱۔ مئی ۱۹۰۲ء

اتحاد تھا۔ چیمبلین صاحب اصلاح طائفہ کو تجویز کیا کہ تیسری سینیٹ اتحاد پسندوں کے رہنماؤں میں چھوٹے سینیٹ ۱۹۱۹ء کی نشست کی مہم سینیٹ کی نسبت سینیٹ ۱۹۱۹ء کا قانون اراضی آئین سینیٹ ۱۹۱۹ء کی مسودات فوج و بحریہ سینیٹ ۱۹۱۹ء کی جنگ روس و جاپان ۱۹۱۹ء کی تقسیم بنگال ۱۹۱۹ء کی بدلیہ مستعفی و نا سبہ نومبر ۱۹۱۹ء کی پارلیمنٹ کا انتخاب عام جنوری ۱۹۱۹ء اتحاد پسندوں کی نشست بیلجیئم لندن کی جانب سے نمایاں مقرر ہو کر پارلیمنٹ میں واپس آنا سب سے پہلی اور پہلی اتحاد پسند سینیٹ کا قانون اجانب سینیٹ ۱۹۱۹ء قانون مزاحمت سینیٹ ۱۹۱۹ء قانون بین سرکاری سینیٹ ۱۹۱۹ء انگلستان کی خفیہ مالگری اور مالی اداروں کا قانون سینیٹ ۱۹۱۹ء قانون ساؤتھ مژدوران سینیٹ ۱۹۱۹ء الوان سونیٹ ۱۹۱۹ء قانون سینیٹ ۱۹۱۹ء قانون رائے دی مارش سینیٹ ۱۹۱۹ء لارڈ ہالڈین کا مسودہ قانون فوج سینیٹ ۱۹۱۹ء قمر و نور ملینہ کی کمیٹی سینیٹ ۱۹۱۹ء قانون وٹا لف پیرا سانی سینیٹ ۱۹۱۹ء کان کنوں کا آئین سینیٹ ۱۹۱۹ء قانون سینیٹ ۱۹۱۹ء بائے اسکوٹ سینیٹ ۱۹۱۹ء سوئیٹس کے ملکوں کو جلانے والوں کی طر مال سینیٹ ۱۹۱۹ء بلجیو ہارباں حق رائے سینیٹ ۱۹۱۹ء دارالامراء میں مسودہ قانون اجازت نامہ کی نامہ فوری سینیٹ ۱۹۱۹ء کیلبر مر (مردانہ طر) مطالبات مزدوران نو آبادیوں کے بڑے سینیٹ ۱۹۱۹ء مزاحمت سینیٹ ۱۹۱۹ء لائین فوج کا سوارز اپریل ۱۹۱۹ء جس کو دارالامراء نے نومبر ۱۹۱۹ء میں نامہ فوری کیا۔ ہند میر فستہ و فساد سینیٹ ۱۹۱۹ء ہندی ارکان کا منتخب ہوا ۱۹۱۹ء اتحاد جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ ہم۔ نومبر ۱۹۱۹ء بوتھما کی وزارت غلطی اتحاد عام جنوری ۱۹۱۹ء تحریکات مطلق اختیار نامہ فوری ۱۹۱۹ء فروری ۱۹۱۹ء امریکا میں کی تنظیم ثانی کے متعلق تجویز کرنے ہیں۔ ایکورڈ غلطی کی وفات ۶۔ مئی ۱۹۱۹ء۔ انتخاب عام دسمبر ۱۹۱۹ء چیمبرلین ہرٹائس ۱۹۱۹ء۔ مہ کے قوانین سینیٹ ۱۹۱۹ء پارلیمنٹ کے آرکین کے لئے معاوضہ کی تجویز ۱۹۱۹ء۔ مسٹر ہونز باغیت مہر فرقہ مقابل مسٹر بلیفر کا جائزین بنایا جاتا ہے ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۹ء۔ جارج پیچم کی تاج پوشی ۲۲۔ جون ۱۹۱۹ء۔ شہنشاہانہ دربار اور دہلی کا پایتخت ہند قمر پانا ۱۹۱۹ء۔ دارالامراء کا مسودہ قانون تعلیم پارلیمنٹ کو منظور کرنا ۱۰۔ اگست ۱۹۱۹ء۔

پہلی  
میں  
۱۹۱۹ء

اسکوٹ  
۱۹۱۹ء

مذہب عینہ ویز کی بنیاد پر اور گورنمنٹ کی حکومت خود اختیاری کی بابت مسودات قانون کا پیش  
ہونا ۱۹۱۲ء۔ عہد نامہ السٹر آئرلینڈ کا و تخطیبت کا ۲۸۹۱۲ء۔ ستمبر ۱۹۱۲ء۔

یورپ کی جنگ عظیم کا آغاز۔ جرمنی کا روس کے خلاف اعلان جنگ کرنا۔ اگست ۱۹۱۴ء۔

جس میں افواج کا کچھ حصہ شہر کا قلعہ تک پہنچ گیا۔ آگست ۱۹۱۴ء میں جرمنی نے فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

۳۔ اگست: برطانوی جہازیں کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ ۴۔ اگست: مغربی افریقہ میں برطانوی افواج

کامیاب و روبرو با گفتنی نیست و در گفتنی بر ملائکه که آنکه از گفتنی که خلاف از آنکه

۱۲- اگست. آغاز محبت دانش ۳۳. اگست. لودیان یونیورسٹی کیمپس میں سہ ماہی اور کرنا۔

۲۵۔ اگست، پہلی گیارہویں برطانوی بیڑے کی فتح ۲۸۔ اگست، محاربہ مارن کا آغاز۔ سنو۔ ہری گڑھ

لائی فری ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکا میں تو یہ کے گلوں سے حوشتا کرتے ہیں

۲۰۔ شہر ہند کی نو جوانوں کا فرائض میں درود ۲۰۔ جنتیہ انگلستان میں کینیڈا فوجوں کا دو ایکٹور

ہر مضمون کے کروڑ جہازات یا مضمون پر گولہ اندازی کرتے ہیں ۲۔ نومبر۔ برطانیہ ترکی کے خلاف جنگ کا

اعلان کرتا ہے۔ ۵۔ نومبر۔ جرمین کیلئے کی طرف بڑھنا ترک کر دیتے ہیں۔ ۲۰۔ نومبر۔ جزائر فاک لینڈ کے

قرب برطانوی بیڑے کی قلعہ ۱۸ دسمبر ڈاگر ہنسک کے مقابل بحری لڑائی ۲۴ جنوری ۱۹۱۵ء

حرمین یوگشتیان سلطانہی ساحلوں پر چل کر ترقی میں آئے۔ فروری۔ ورڈہ دانیال کی گود باری کا آغاز۔ فروری

تحدید بنوں کی بحری تجارت کی موافقہ کا اعلان دیتے ہیں ۱۴۔ مارج، انگلستان برزلیمن (موائی جہاز)

کامیاب ہو۔ ایریل جرمینوں کا یہ عمل مقام آئی ہیرم بند کرنے والے گیس کا استعمال کرنا ۲۲ ایریل

لوہی ٹائیگا غرقابی میٹھی۔ اطلالیہ اس جنگ میں شہر تک ہونا ہے، سم ۲ میٹھی۔ رینیل کی اٹلی پیش لندن پر

۱۳۱- مئی۔ سالو نیکیا ایسٹریلیا کی افواج کا دورہ اکتوبر۔ درون پر جرمنوں کا حملہ شہر میں مقیم ہے۔

۲۱۔ میٹھی لٹنہ جب لینڈ کے ساحل کے قریب بحری لڑائی ۳۱۔ میٹھی لٹنہ کے قریب بحری لڑائی ۳۱۔ میٹھی لٹنہ کے قریب بحری لڑائی ۳۱۔

سوم کی لڑائی شروع ہوتی ہے کچھ عرصہ فی۔ ہر ماہے موسم پر پہلے میں ٹنگ کا استعمال ۱۵۔ ستمبر۔

تقریباً ۱۵ سالوں کے بعد روسی انقلابیوں کی حکومت سے دست برداری ۱۵-۱۶ مئی ۱۹۱۸ء

ریاستہائے متحدہ امریکہ جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کرتی ہیں اور ۱۹۱۸ء - ۱۹۱۹ء میں جرمنی کی

مجلس شمالی اعلیٰ درجہ کے قریب ۲۴ اکتوبر - سوغندہ میں حرمینوں کو جلاوطن کرنے کا وارنٹ ۱۹۱۱ء

فرانسیسوں اور ان کے بھائیوں کی ساتھیوں کے قریب قریب ۱۹۱۸ء..... ازم ۵۳۶ صفحہ ۵۷۱

رئیس هیئت مدیره و مدیر عامل منتخب مجمع عمومی فوق العاده

\_\_\_\_\_

## قدیم برطانیہ

اقوام زمانہ حجر قدیم  
ان کے بعد

اقوام زمانہ حجر جدید  
(نسلی بانٹت یا آئی برین)  
قوم برطانوی  
(قلبی نسل کے لوگ)

۵۴۵ء و ۵۴۵ء  
جولس سیزر کی آمد برطانیہ

۵۴۵ء

رومیوں کا برطانیہ سے رخصت ہو جانا

۵۴۳ء

رومیوں کی فتح برطانیہ

اُس کے بعد

انگلوسیکسن اقوام  
(یا توتانی نسل کے انگریزوں کا دور)

۵۴۷ء

انگل قوم کا برطانیہ میں بس جانا

۵۴۷ء

جولت قوم کا سال کینٹ  
پراثرنا

۵۴۷ء

(بعد کے حالات کے لئے دیکھو نقشہ صفحہ ۲۵)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تاریخ انگلستان

مبتدیوں کے لیے

پہلا باب

برطانیہ کا عہد قدیم

انگلستان کی وجہ تسمیہ۔ انگلستان کی تاریخ کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے یہ بات تحقیق کر لینی ضروری ہے کہ لفظ انگلستان کے معنی کیا ہیں؛ اکثر لوگ اس سوال کو چند اہل شکل نہیں خیال کرتے۔ لیکن حقیقت میں اس کا جواب دینا کچھ آسان نہیں ہے۔ جزائر برطانیہ کے فرماں روا شاہ جارج پنجم کو سلطانہ متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ کا زبان روا کرنا پڑا تھا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ آئرلینڈ برطانیہ عظمیٰ سے گویا ایک ملکہ ملک ہے۔ اور یہ غلطی کی کچھ محض اس لیے نہیں ہے کہ آئرلینڈ ایک جزیرہ ہے۔ بلکہ اس غلطی کی باعث یہ آئرلینڈ اور اس کے گیند۔ جس سے کہ آئرلینڈ میں ایک ایسی قوم مقیم ہے جو اس میں کچھ زیادہ سے مختلف ہے اور جس کی بول چال بھی انگریزوں سے جدا ہے۔ چنانچہ اہل آئرلینڈ کی قومی زبان کا نام گیلک کہتے ہیں اور جب وہ آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو یہی بولی بولتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر

برطانیہ عظمیٰ سے انگلستان ہی انگلستان مراد ہے ۹ اس سوال کا جواب بھی یقیناً  
 نفی میں ہے۔ اس لیے کہ برطانیہ عظمیٰ کو آدھا شمالی حصہ اسکاٹ لینڈ ہے، جس میں  
 کوئی تین سو سال قبل تک ایک علیحدہ سلطنت قائم تھی۔ اور اگرچہ اسکاٹ لینڈ کی  
 میدانی آبادی کی نسل وہی ہے جو انگریزوں کی ہے۔ لیکن کہ ہستانی آبادی جو شمالی  
 علاقے میں بودو بائیں رکھتی ہے۔ گیارہ سو زبان بولتی ہے۔ اور اس کی اور آئر لینڈ  
 والوں کی نسل ایک ہے۔ اب صرف برطانیہ عظمیٰ کا جنوبی حصہ رہ گیا جو نارٹھ لینڈ  
 ویز

سے لیکر آج کل کے انگلستان تک پھیلنا ہوا ہے۔ یہ تم کو کہے  
 کہ کم از کم اس علاقے پر تو ”انگلستان“ کی تصریحات صادق آتی چاہیے  
 ہوں! لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں ویز کے ہڈا کا نہ علاقہ کوئی شریک نہیں کیونکہ  
 اس وسیع خطے زمین میں بھی ایسے لوگ آباد ہیں۔ جو اپنی علیحدہ زبان بولتے ہیں۔ اس  
 زبان کا نام ”برک“ ہے۔ اور آئر لینڈ اور کوہستان اسکاٹ لینڈ کی زبان سے یہ  
 کچھ ایسی ملتی جلتی واقع ہوئی ہے۔ کہ ہر ویز۔ آئر لینڈ اور کوہستان اسکاٹ لینڈ کے  
 باشندوں کو ایک ہی نسل کی مختلف شاخیں کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ نسل آج کے دن بھی  
 بڑی حد تک انگریزوں سے الگ ہے۔

انگلستان کا رقبہ۔ پس اصل میں انگلستان جزیرہ برطانیہ عظمیٰ کا صرف جنوبی حصہ  
 ہے۔ اور اس کا رقبہ پچاس ہزار نو سو بائیس مربع میل ہے جو  
 انتظامی اغراض کے لیے باون اضلاع میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس میں سو سو ایک  
 بارہ اندازہ بھی شاید کسی میں چون کا جو وہی رقبہ سات سو اسی ہزار مربع میل  
 ہے اور یہ سو پندرہ انگلستان کا مغربی گوشہ ہے۔ اس لیے کہ جنوبی کنارے سے  
 اگر ہیل میں سوار ہو کر پچیس گواٹھارہ گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد نزدیک کی شمالی  
 سرحد پہنچ جائیں گے۔ جو دریائے ٹویڈ پر واقع ہے۔ اور وہاں سے ہیل آئیں  
 ایڈنبرا کے پاس کی۔ جو اسکاٹ لینڈ کے میدانی علاقہ کا سرحد تمام ہے۔ شرقاً  
 وغیرہم انگلستان کے سب سے زیادہ چوڑے حصہ کے گھٹے گھٹے سفر میں  
 طے کر سکتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نیچے میں یہ ملک کچھ بہت بڑا  
 نہیں۔ لیکن یہی مختصر سا ملک ان کروڑوں انگریزوں کا وطن ہے۔ جو آج رونے میں



پر پہلے ہوئے ہیں۔ اور انگلستان کی تاریخ ان تمام اولوالعزم انگریزوں کی تاریخ ہے جس سے معلوم ہو سکے گا کہ اس قوم نے ترقی کی کتنی منزلیں گزری کسی گزریاں جھیل کیا کیا غلطیاں کیں۔ جہالت اور رکراہی کے باعث کیسی کیسی نصیحتیں اٹھائیں۔ اور شجاعت اور اسناد الال اور زحمت کشی کی بدولت اپنی محنت کے کیسے کیسے اجر پائے۔

برطانیہ کی حالت انگلستان سے پہلے۔ اگر انگریز اس مقام سے ابتدا ہی سے آباد ہونے لگے ہوسکتے تو ممکن تھا کہ ہم کسی تمہید کے بغیر ان کی تاریخ لکھنی شروع کر دیتے لیکن یونانیوں اور روم سے موزوں کی جتنی بہت تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان انسانوں کو جنہیں آج ہم ایل ٹیڈ ایل آیر لینڈر ایل کرسٹاں اور ایل کورنوال کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں ان جزائر میں بہت سے کلمے کے دو ہزار سال کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اور ان میں سے بعض لکیر تو اس زمانہ سے بھی بہت پہلے جبکہ ان کے تاریخی حالات سپرد قلم ہونے شروع ہوئے۔ یہاں پر دو باتیں رکھنی ہوتیں۔ بہ خلاف اس کے ڈیڑھ ہزار سال کا بھی زمانہ نہیں گزر سکا تھا۔ ”ایل ٹیڈ“ یا ”ایل کورنوال“ سمندر کو جو ر کے اول اول علاقہ ”انگلن“ سے یہاں آئی۔ جو جہاں انگلستان کے ساحل پر واقع تھا۔ اور قوم ”جوٹ“ اور قوم ”سیکس“ کے ساتھ مل کر جو خود بھی اس ترک وطن میں اس کی تدبیر تھیں، برطانیہ کے آدھے جنوبی حصہ پر قابض ہو گئی۔ اور اس سر زمین کو اپنے نام سے موسوم کیا۔ ایسی حالت میں انگلستان کے قریب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم انگریزوں کی آمد سے قبل برطانیہ کے مذہب و تہذیب کی حالت کا ایک خاکہ پیش کریں۔

زمانہ حجرہ قدیم کے انسان بہت زمانہ گزرا، اور اس کی درازی کا حال کوئی نہیں بتا سکتا کہ یہ نہ زمین میں نہ مابہ آباد میں ایک سنگی زمانہ تھی۔ اسکے بجائیں بجائیں کر۔ تہ ہوئے ہنگوں اور میدانوں میں شیر۔ چیتے۔ بچھ۔ لکڑ بچھ۔ ہاتھی اور پانی گھوڑے۔ بارہ بیگ۔ اور سانجھ بچھ اکر لے سکے۔ اور خدا کی بن جنتی زمین کے قبضے کے لیے وحشی انسانوں سے ان کا مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ جو کہ در۔ پتھروں کے ادھ گھرنے کیلئے اوزاروں سے جس طرح بن پڑتا ان کا ٹھکانا کر لے لے تھا۔ ان

مملکت کا علم رکھنے والے اس لیے تو اس بنا پر کہ انگلستان کے مختلف حصوں میں یہ  
 اوزار ہیں قدیم غاروں اور دیواروں کی ننگری تہوں میں ان جنگی جانوروں کی ہڈیوں کے  
 ساتھ دے دیے ہوئے۔ طے میں جن کو کار کیا گیا تھا۔ اسی طرح غاروں کے دیواروں پر  
 لکڑی کے کوئلے کا جو جو ہونا بتا رہا ہے۔ کہ یہاں اٹھ جگہ جگہ جگہ جگہ جگہ  
 ان وحشیوں کو ہم زمانہ تجربہ قدیم کے انسان کہتے ہیں اور ان یادگاروں کے معائنہ کا  
 اور کچھ حال ہم نہیں جانتے۔

زمانہ تجربہ جدید کے انسان ان کے بعد ان انسانوں کا زمانہ آیا جو عہد تراوڑا استعمال کرتے تھے  
 یہ اول تجربہ تو اب بھی پتھر کے لیکن ان کی تراش اور صفائی پہلے سے  
 بہت بہتر تھی۔ یہ انسان "زمانہ تجربہ جدید" کے انسان کہلاتے ہیں۔ ان کی ہڈیاں  
 اور ڈھانچے ہیں انگلستان ویزلز اور آئرلینڈ کے اکثر مقامات میں لیے لیے مجروں یا گڑھوں  
 کے اندر دے دیے ہوئے ملتے ہیں۔ اور جہاں یہ استخوانی آثار دفن ہیں۔ ان کے ساتھ  
 ہی تریشے اور ہاویں ہوئے پتھر کے تیروں کے سرے۔ کلہاڑے اور کلہاڑیاں  
 اور ہڈی کی سوئیاں اور کیلیں بھی پڑی پائی جاتی ہیں۔ ان میں چند بڑی بڑی دیواروں اور بکریوں  
 کی ہڈیوں سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ زمانہ تجربہ جدید یعنی سنہ پتھر کے دور کے  
 یہ انسان اپنی دپائوں جانور بھی پالتے تھے۔ اور کھورے مٹی کے برتنوں کے گڑھوں  
 اور مٹی ہوئی سن اور پیالے سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ کوڑھری اور پیالہ بانی کا ہنر  
 بھی سیکھ چکے تھے۔

ان انسانوں کی کھوپریاں لمبی اور چھوٹی ہوتی تھیں۔ اور اس لحاظ سے انہیں اس  
 چھوٹے قد انسانوں کے رنگ اور گھونگر یا بے باؤں والی قوم کے مشابہ قرار دیا جاسکتا ہے۔  
 جس کا نام "اتسک" یا "ایسین" ہے۔ اور جواب بھی اسپین کے بعض حیران کہ ہستانی  
 علاقوں میں آباد ہے۔ اور "تجر قوم" "فن" کے جو یورپ کے بعد ترین شمالی حصے میں  
 بستی ہے۔ اس کی زبان دنیا کی تمام دوسری اقوام کی زبانوں سے الگ ہے۔ اس  
 سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ زمانہ تجربہ جدید کے انسان ایک دور دور تک پھیلی  
 ہوئی انسانی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ اور "ایسین قوم" کا نکاس بھی اسی نسل سے ہوا۔  
 اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ہمارے پاس خصوصیت سے یہ دلیل بھی موجود ہے کہ

انجیئر پر قوم کے باب داووس کی ہدیاں صاف رستے ہوئے پتھر کے اوزاروں کے ساتھ اپنی پس کی سب سے سب سے گڑھوں کے اندر اسی طرح گڑھی ہوئی مٹی میں جس طرح برطانیہ میں دیکھی گئی ہیں۔ اور تو اور اہل ایرامینڈ اور اہل ایزاک اونی ٹھٹھے کی آبادی میں آج کے دن بھی ایک جماعت ایسے لوگوں کی موجود ہے جن کا قد چھوٹا ہے۔ اور رنگ سانولا ہے۔ ہونہ ہو یہ لوگ بھی زمانہ ہجریہ جدید کی اسی پرانی نسل کی یادگار ہیں۔

مقبورے۔ اپنے تصور کے پردے پر جب ہم زمانہ ہجریہ جدید کے ان انسانوں کی زندگی کی تصویر کھینچتے ہیں تو ہمیں نظر آسکتا ہے کہ وہ مراشی بالیتے تھے۔ پتھر کے اوزار بناتے تھے اپنی ضرورت کے لائق مٹی کے بے ڈھنگے باس طیار کرتے تھے۔ اپنی بی بی بچوں سمیت گھوموں میں رہتے تھے۔ اور اپنے مردوں کو جلے جلے جڑوں میں دفن کرتے تھے۔ جن کے بنانے کی ترکیب یہ تھی کہ بڑے بڑے ان گھڑ پتھروں کو جوڑ کر اوپر سے مٹی دے دی باقی تھی۔ جب اس مٹی کو کھود کر ہٹایا جاتا ہے تو پتھر باقی رہ جاتا ہے۔ جن کی مجموعی میٹھ پر کسی آثارِ جدیدہ میز کا گمان ہوتا ہے۔ اس گول پتھر پر ڈھچ کو "اکمک" کہا جاتا ہے۔ ان اوزاروں کی زبان میں "کرام" سے مراد گول ہے۔ اور "اکمک" سے پتھر۔ مدتوں ان منہروں پر غلطی سے قرآن لکھا ہوا تھا۔ یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ منہروں کے لکھنے والے شامیر میں مقام استوں پنج واقع میدان سالبی اور نیز بعض دوسرے مقامات میں پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں کے جوائے کیے کنڈل موجود ہیں۔ وہ زمانہ ہجریہ جدید کے انہیں انسانوں نے بنائے ہوں۔ یہی بات کہ کس طرح بنائے اور کیوں بنائے سو یہ ایک راز ہے جو کھل نہیں سکا۔

تاریخ قوم۔ زمانے نے ایک اور پلٹا کھایا۔ اور بنی نوع انسان کی ایک دوسری نسل جس کی گھوڑیوں میں کسی قدر زیادہ گولائی مٹی میں

گھوڑیوں والی نسل کے ساتھ ملنی شروع ہوئی۔ اس دوسری نسل کے انسانوں کے اوزار پتھر کے اندر جو بالکل مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ بے ہوش تھے۔ اور ساتھ ہی کانسی اور پتھر کے اوزار بھی ان گڑھوں سے نکلتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ دھات کو کام میں لانا سیکھ چکے تھے۔ بعد کے

رہا۔ نے کے بعض گروہوں سے لوہے کے آلات بھی برآمد ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ  
 بائیس کی بہ نسبت لوہے کا ڈھالنا بہت مشکل ہے۔ یہ واقعہ اس بات کو ثابت  
 کرتا ہے کہ اب ایک اور قوم برطانیہ میں آکر آباد ہو گئی تھی۔ جو اپنے ساتھ ایک اعلیٰ  
 تہذیب لائی تھی۔ یہ امر بظاہر عجیب تو معلوم ہو گا۔ لیکن اس قوم کا سراغ لگانے  
 کے لیے جو ”قلعہ“ کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ ہمیں مشرقی کانچ کرنا چاہیے  
 جہاں غالباً سہ زمین ایران کے اُس پاس کسی خطے میں ہیں ان کا کھوج ملے گا۔ اور ہم  
 کو معلوم ہو گا کہ اس قوم کا ایک حصہ مدتوں خانہ بدوش رہ کر ترک وطن کرتا ہوا مغرب  
 کی طرف بڑھا۔ اور ہمارے جزیرے میں آکر آباد ہو گیا۔ اہل علم ہمیں بتاتے ہیں  
 کہ آریہ نسل کی ایک قوم زمانہ تاریخ سے بہت پہلے مشرق میں نمودار ہوئی۔ اور  
 اس نے دو گروہوں میں منقسم ہو کر دو سمتوں میں بڑھنا شروع کیا۔ ایک گروہ ایران  
 اور ہندوستان پر چھا گیا۔ اور دوسرا یورپ میں پھیل گیا۔ ”آریہ“ بمعنی ”شرفیت“  
 نہایت ہی پرانا لفظ ہے۔ اور زمانہ قدیم میں ایران کا ایک حصہ اسی نام سے  
 موسوم تھا۔ اور یہی لفظ قوم آریہ کی بھی وجہ تسمیہ ہے۔ آریوں نے اول اول اپنی آبادیاں  
 کسی قدر بجانب مغرب بسائیں رفتہ رفتہ جب ان کی تعداد بہت بڑھ گئی تو سلسلہ  
 نقل مکان اور زیادہ وسیع ہوتا چلا۔ اور ان کی کچھ جماعتیں مغرب کے بعد تر مقامات  
 میں جا جا کر آباد ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ ایک جماعت سمندر کو عبور کر کے برطانیہ  
 میں جا پہنچی۔ جس کے باشندوں کو بڑوئیر فتح کر کے وہ یہاں مستقل طور پر آباد ہو گئی۔  
 برطانیہ کے یہ نئے فاتح قوی، سیکل اور بھور سے ہاتھوں والے تھے۔ اور جس  
 نسل کو انھوں نے اپنا مطیع بنایا تھا وہ پست قامت اور ان کی بہ نسبت  
 ذرا سادہ نولی تھی۔

نیز قیون کے تھائی تعلقاً  
 جناب مسیح کی ولادت سے کوئی چھ سو سال قبل یعنی چار راں  
 آبنائے جبل الطارق کو جوان دنوں ”ہرقلس“ کے مینار نے  
 شہ قیل مسیح۔

کہلاتی تھی۔ عبور کرنے ہوئے قلعہ کی تجارت کے لیے  
 جزیرہ سیلی تک آیا کرتے تھے۔ یہ جزیرے کو رندال کے قریب واقع ہیں۔ اور  
 یونانی مصنفین نے انھیں اپنی کتابوں میں ”کیسٹ ٹرائڈیز“ یعنی ”قلعہ“ کے

جزیرے کا لکھا ہے۔ تاریخ کی روشنی قلعی قوم پر اول اول اسی زمانے میں پڑتی ہے۔ اس کے قریباً سو سال بعد یونانی براہِ خشکی مسیلیا۔ آئے جو مارسیلز کا دوسرا نام ہے۔ اور اسی وقت سے ہمارے جزیرے کا نام ”البیان“ پڑ گیا۔

ایرلینڈ، آئرین، کہلانے لگا۔ اور پورا مجمع الجزائر برطانیہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔

برطانیہ کی حیثیت اب مستقل طور پر قائم ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ دوسری قوموں کو اس کے حالات معلوم ہوتے گئے۔ جب کم و بیش ساڑھے تین سو سال کا زمانہ اور گزریا تو مشہور رومی سپہ سالار جولیس سیزر نے مشہد اور شکست قبل مسیح میں برطانیہ پر چڑھائی کی۔ برطانویوں کے سردار کینو لائنس نے مقابلے کے بعد شکست کھائی اور روما کو راجہ ادا کرتے رہنے کا اقرار کیا۔ اسی سال جولیس سیزر واپس چلا گیا اور کوئی سو سال تک برطانوی ہی اس ملک پر قابض رہے۔ لیکن اس کے بعد برطانیہ کی اس قدیم قوم کی حکومت کا دوبارہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

برطانویوں کا تمدن۔ برطانیہ کے جنوبی علاقے کے باشندے اب اچھے خانے بنائے ہو گئے تھے۔ وہ رتھوں پر سوار ہو کر اڑتے۔ اور

برچھوں نیزوں اور گنڈاسوں سے دشمن کا مقابلہ کرتے۔ جس کا وار پھڑے اور بے ہوشی ہوئی پتلی پتلی ہتھیوں کی ڈھال پر روکا جاتا تھا۔ وہ کپڑے کے لباس سے اور قبائیں پہنتے۔ سونے چاندی کے کنگن استعمال کرتے۔ اور نگرسی اور رکنڈوں کے جمو پٹروں میں رہتے تھے۔ یہ جمو پڑے ایک دوسرے سے الگ تھلگ واقع ہوتے تھے۔ اور ان کی بنیادیں پتھر کی ہوتی تھیں۔ ہر قبیلہ ایک ”وڈن“ یعنی گڑھی بناتا تھا۔ جس کے گرد اگر ایک دیوار یا اونچا پائنتہ گھنٹی ہوا ہوتا تھا۔ تاکہ جنگ کے وقت وہ اس کے اندر پناہ لے سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بڑے شہر لندن کی ابتدا بھی انہیں قدیم لڑھیوں میں سے ایک سے ہوئی جس کا نام کتابت میں ”لن“ اور تلفظ میں ”لن“ تھا۔ ”لن“ جیسے کہ کہتے ہیں۔ اور ”وڈن“ اسے مراد جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ گزریا یا قلعہ ہے۔

ان دونوں کے ملانے سے لندن ہو گیا۔ یہ لوگ اناج بھی بوتے تھے۔ اور چٹانوں کی کھوپڑیوں میں اناج کے ذخیرے جمع کر کے رکھتے تھے۔ کشتیاں بنانے کا فن بھی انھیں آتا تھا۔ ان کی کشتیاں یا تو مٹی ہوئی تیلی پتی ٹہنیوں سے طیار کی جاتی تھیں یا درختوں کے تنوں کو کھوکھلا کر کے بنائی جاتی تھیں۔

اندروں ملک کے باشندے اس قدر شایستہ نہ تھے۔ وہ جنگلی جانوروں کی کھالیں پہنتے دودھ اور گوشت پر اوقات بسر کرتے اور بالکل بے باک بے رحم اور کینہ ور وحشی تھے۔

برطانویوں کے مذہب پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب اگرچہ شاندار تھا لیکن ساتھ ہی ڈراؤنا بھی تھا۔ ان کے کاہن جن کا لقب ”پڑوسیڈ“ تھا۔ بعض پوشیدہ عقاید رکھتے تھے جن کی حقیقت بجز ان کے اور کوئی نہ جانتا تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مردوں اور عورتوں کی بھیٹ بھی دیا کرتے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر اہل برطانیہ فطرت کی پرستش کرتے تھے اورندیوں جنگلوں اور پہاڑوں کی روحوں کو پوجتے تھے۔ شاہ بلوط کا درخت ”مسلٹو“ کی اُس بیل کے ساتھ جو اس درخت پر چڑھی ہوئی نظر آتی ہے ان کے نزدیک خدا کی علامت تھا۔ عبادت کرنے کے لیے وہ غاروں کے اندر اور گھنے جنگلوں کے بیچوں بیچ جمع ہوا کرتے تھے۔

اہل روم کا برطانیہ پر تسلط  
برطانوی قوم اس حالت میں زندگی بسر کر رہی تھی کہ رومیوں نے دوسری مرتبہ ۳۳۷ء میں اپنے بادشاہ کلو دیوس کے زیر کمان جزیرہ برطانیہ پر حملہ کر کے اس کے جنوبی حصے پر قبضہ کر لیا۔ برطانویوں نے کئی سال تک حملہ آوروں کا جم کر مقابلہ کیا اور رومیوں کو جنگلوں اور وادیوں میں رگیدنے پھرے سات سال تک اس کشمکش کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا۔ اور فتح کا پلہ کسی فرق کی طرف جھکتا نظر نہ آیا۔ آخر مشہور برطانوی سردار کے رک ٹےکس نے شکست کھائی۔ اور قیدی بنا کر روم بھیج دیا گیا۔

کے رکن پارلیمنٹ

جب رومیوں کے قدم ایک مرتبہ جم چکے تو وہ برابر آگے بڑھتے ہوئے چلے گئے۔ یہاں تک کہ چند

سال میں ان کی فاتحانہ پیش قدمی جریرہ اینگلسی تک پہنچ گئی جو اس زمانے میں وہ مونٹا کے نام سے موسوم تھا۔ یہاں ڈروئیڈوں کی بہت بڑی قوت تھی۔ جسے رومیوں نے تباہ کر دیا۔ اور ڈروئیڈوں کا قتل عام وقوع میں آیا۔ لیکن اس معرکے میں قریب تھا کہ سارا ملک ہی رومیوں کے ہاتھ سے نکل جائے۔ اس لیے کہ ایک برطانوی سردار کی بیوی بوڈیا۔ نے انگلستان کے مشرقی علاقے کی آبادی میں رومیوں کے

خلاف ایک آگ سی لگا دی اور ان کا نہایت سختی سے مقابلہ کیا گیا۔ لندن جو اس وقت ایک کھلا ہوا بے پناہ شہر تھا۔ بھلا کر رکھ کا ڈھیر کر دیا گیا رومیوں کے دانت کھٹے ہو ہو گئے۔ اور بڑی لشکروں میں پالا انکھ ہاتھ رہا۔ ملکہ بوڈیا نے اسیری کی ذلت پر موت کو ترجیح دی۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس ذلت سے بچنے کے لیے وہ نہر کھا کر مر گئی۔

رومیوں کی رصد سال حکومت اس کے بعد رومیوں نے برطانویوں پر کوئی تین صدی تک حکومت کی۔ اور ان کا انداز حکمرانی دیسا ہی تھا جیسا ہندوستان

میں آج کل انگریزوں کا ہے۔ انہوں نے عمدہ قوانین بنائے اور سچے سچے طریقے طیار کیں جو آج کے دن تک موجود ہیں۔ ان میں سے ایک شرک جو ڈائننگ اسٹریٹ کہلاتی تھی۔ دیکھو نقشہ نمبر ۲ لندن میں سے گزرتی ہوئی ڈوور کو چسٹر سے ملاتی تھی۔ رومیوں نے اپنے عہد میں مکانات کو ٹھیاں، حمام اور تختیڑ بھی بنوائے اور ملک کے مختلف حصوں میں بڑے بڑے شہر مثلاً یارک۔ لنکن اور چسٹر تعمیر کیے۔

آج کے دن بھی ان میں سے کسی شہر ایسے موجود ہیں جن کے نام کا آخری حصہ ان کی اصلیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ مثلاً ڈائن کیسٹر۔ لیسٹر جس کا تلفظ لیسٹر ہے اور مانچسٹر جی کو دیکھو۔ ان کے آخر میں جو تلفظ کیسٹر یا سسٹر آتا ہے یہ دراصل لاطینی لفظ کیسٹر ہے جس کے معنی پڑاویا مستحکم مقام کے ہیں۔ رومیوں نے جنگل کٹوا کر صاف کرائے اور لوگوں کو کھجور کی کاشت کی ترغیب دلائی۔ اور اس طور پر برطانیہ

نے زراعت میں اس قدر ترقی کی کہ اس کا نام ”شمال کا خرس“ پڑ گیا۔ انھوں نے بہت سے نئے میوؤں کے درخت بھی یہاں دوسری سر زمینوں سے لا کر لگائے۔ کانوں میں سے دھاتیں نکالنے کا فن رائج کیا اور برطانویوں کو تہذیب و تمدن کی بہت سی باتیں سکھائیں۔ یہی زمانہ ہے جب کہ دیرینہ سیٹی کے داعی پہلی مرتبہ اس خیرے میں پہنچے اور رومیوں اور برطانویوں نے دس عیسوی قبول کیا۔

رومی خدمت ہونے لگے۔ رومیوں کی سطرکیں رومی کوچیوں کے پختہ فرش اور رومی دیواریں اگرچہ آج کے دن تک باقی ہیں۔ لیکن برطانویوں پر

رومیوں کا اثر کچھ زیادہ دیر پا ثابت نہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ کی حیثیت روما کے مفتوح صوبے سے زیادہ نہ تھی۔ باشندگان برطانیہ اگرچہ اپنے فاتحوں کے زیر سایہ آرام سے زندگی گزارتے تھے۔ عادات و اطوار میں ان کی تقلید کرتے تھے لاطینی زبان جو حکومت کی زبان تھی بولتے تھے۔ اور یہ رومی دشمنوں کے مقابلے میں رومیوں کی جماعت پر بہرہ ور کرتے تھے۔ لیکن یہ سب دکھاوے کی باتیں نہیں دل میں اگر انھیں سخت تھی تو اپنے قومی قوانین سے اور اگر حقیقت میں انھیں لگاؤ تھا تو خود اپنے ہی ملکی سرداروں سے۔ اسی لیے جب ان میں خود سلطنت روما و شمنوں سے گہم گئی۔ اور رومیوں نے اپنی خانگی پریشانیوں سے مجبور ہو کر برطانیہ کے جنوبی علاقے سے نوچیں رفته رفته ہٹانی شروع کیں تو برطانویوں کو حتی تھا کہ رومیوں کی اس جدائی پر خوش ہوں۔ لیکن مشکل یہ ان پڑی تھی کہ رومیوں کی مدد کے بغیر وہ اپنے وحشی قلعہ نشین کے ہمسایوں سے جو برطانیہ کے شمال میں بسیتے تھے۔ اپنی حفاظت کرنے کے قابل نہ تھے۔

کیلٹ اور اسکاٹ یہ ہمسائے ”کیلٹ“ اور ”اسکاٹ“ تھے۔ کیلٹ درہل

کیلٹ دنیا کے رہنے والے تھے۔ اور اسکاٹ اول اول ایرلینڈ سے آئے تھے۔ اور اسکاٹ لینڈ آگے چل کر انہیں کے نام سے موسوم ہو گیا۔ دونوں قومیں وحشی اور جنگجو تھیں۔ خود رومی بھی محض اپنی مضبوط اور ٹیکن دیواروں کی بدولت ان کے حملوں اور غارت گری سے بچ سکے۔ اس قسم کی سب سے زیادہ مشہور دیوار شاہ ہادریاں کی فیصل ہے۔ جو سائوسے کی کھاڑی سے دریائے ٹین



کے نہانے تک چلی گئی ہے۔ اور آج بھی اس کے بعض حصے جوں کے نوں کھڑے ہیں رومی برطانیہ سے رخصت ہوئے ہی تھے۔ کہ کپٹ اور اسکاٹ دیواروں کے اندر گھس آئے۔ اور جنوبی علاقے کے برطانویوں پر ٹوٹ پڑے جنہیں اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی۔ اس لیے کہ کوئی برطانوی فوجی جمہیت ایسی موجود نہ تھی جو شمالی حملہ آوروں کا مقابلہ کر سکے۔ جو جمہیت تھی بھی اسے رومیوں نے معمول کے موافق رومی سپاہ میں شریک کر کے بیرونی دشمنوں کے مقابلہ کے لیے ملک سے باہر بھیج رکھا تھا۔ اس مصیبت کی بوقت رومی برطانیہ کو چھوڑ کر

چلے گئے۔

اس کے بعد لگاتار میں رومی برطانیہ سے بالکل ہی چلے گئے اور برطانویوں کو ان کے حال پر چھوڑتے گئے۔

یہاں سے انگلستان کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ برطانویوں نے ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنی مدد کے لیے ایک ایسی قوم کو بلاوا بھیجا جو ان کے ساحلوں کے گرد منڈلاتی پھرتی تھی۔ لیکن یہ قوم ان کے حق میں اور بھی زیادہ خوفناک دشمن ثابت ہوئی۔ یہی قوم موجودہ انگریزوں کی مورث اعلیٰ ہے جس نے انگریزی قوم کی بنیاد رکھی۔ اور اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اس قوم کے لوگ کہاں سے آئے اور کس طرح آئے۔

## دوسرا باب

## انگریز انگلستان میں کس طرح آئے

سیکسن بھی تھراچ چھوٹی برطانیہ میں روحی حکومت کا آخری سوساں و سال کا زمانہ بحری قزاقوں کی آئے دن کی دستبرد کے باعث بڑی پریشانی سے لگا سمندر کے یہ ڈاکو جو دریا۔ آئے الب کے ساحلی علاقہ میں بود و باش رکھتے تھے۔ بڑی بڑی چوڑے پندے والی کشتیوں میں سوار ہو کر سمندر میں سے ہوتے ہوئے آتے تھے۔ اور فرانس کے شمالی اور اطالیہ کے جنوبی و مشرقی ساحلوں پر چھاپے مار کر مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرنے کے علاوہ اور جو کچھ لوٹ کا مال ملتا تھا ہتھیالے جاتے تھے۔ سیکسن نسل کے یہ من۔ چلے لیٹرے ایسے تندخو اور ظالم تھے کہ ان کی مار دھماڑ سے بچنے کے لیے رومیوں کو دریا کے ہمبر سے لے کر وکلس یعنی جزیرہ وائٹ تک ساحل کے گرد اگر دو مضبوط قلعے تعمیر کرنے پڑے۔ اور ایک افسر جس کا لقب "سیکسن ساحل کا سردار" تھا خاص طور پر ساحل کی حفاظت کی نگرانی کے لیے مقرر کیا گیا۔

ٹیوٹن نسل کی اصل۔ | ان حملہ آوروں کا تعلق ٹیوٹن یا تیوٹانی نسل سے تھا جو قلعی نسل سے بالکل مختلف تھی۔ گو کہ دونوں نسلیں ابتداً مشرق ہی کی طرف سے آئی تھیں۔ اور ان دونوں کی اصل ایک تھی۔ اول اول جب تانچہ میں ہم ان کا نام سنتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح صد ہا سال پہلے قلعی مشرق سے مغرب کی طرف آئے تھے اسی طرح یہ بھی بتدییچ مغربی سمت میں بڑھتے ہوئے یورپ میں پھیل گئے۔ اور جس طرح قلعیوں نے یورپ میں پانچ کرا س نسل کو جو پیشتر سے یہاں آباد تھی اس کے جنم بھوم سے نکال باہر کیا تھا۔ اسی طرح ان تیوٹنوں نے اب قلعیوں کو جرمنی کے میدانوں سے جنوبی سمت میں اس حد تک دھکیل دیا۔ جس سے آگے رومن مدانیت مزید پیش قدمی کے مانع تھی۔





اس کے بعد انھوں نے شمال کی طرف اس علاقے میں بڑھنا شروع کیا۔ جو دریائے ہلسر اور دریائے الپ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں تک کہ جٹ لینڈ۔ سویڈن اور ناروے میں اُن کا عمل دخل ہو گیا۔ اب اُن کی ایک طرف تو بحیرہ بالٹک تھا۔ اور دوسری طرف بحر شمالی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بے باک بھری فہراق ہو گئے۔ جٹ لینڈ اور جرمنی کے ساحلوں سے اپنے چوڑے پیدے والے جہازوں میں سوار ہو کر جن کے کھینے میں کم ان کے پاس جنو کام میں لائے جاتے تھے۔ وہ فرانس کے بارونق ساحلوں اور نیز برطانیہ کے ساحلوں پر جو کچھ کم شاداب نہ تھے نوٹ مار چھاپا کرتے تھے۔

قوم جوٹ کی انگلستان پر

جب تک رومی حکومت جزیرہ برطانیہ میں قائم رہی۔ اس کے لیے جزیرے میں قدم جانا مشکل تھا۔ اور رومی افواج کے

رخصت ہو جانے کے بعد بھی اہل برطانیہ کم و بیش چالیس سال تک ان کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کرتے رہے۔ لیکن یہ روگ برطانویوں کے بس کا نہ تھا۔ جنگی کی طرف سے پکٹ اور اسکاٹ اُن پر ردہ کر حملہ آور ہوتے تھے۔ اور تری کی جانب سے ان سیکس لٹیروں نے اُن کا ناکہ پس دم کر رکھا تھا۔ ایسی حالت میں برطانویوں نے اپنی غیریت اسی میں دیکھی کہ ایک دشمن کو دوسرے سے لڑا دیا جائے۔ چنانچہ قوم کے میں ایک برطانوی سردار وائینجور نامی نے بحری لٹیروں کے دوسرے سرداروں کو جن کا نام ہنجٹ اور ہارسا تھا۔ بلاوا بھیجا کہ اگر کینٹ کی شمالی جانب جزیرہ تھینٹ میں آباد ہو جائیں۔ اور اُس کی طرف سے پکٹ غارت گروں کا مقابلہ کریں۔ جوٹ قوم کے ان سرداروں سے یہ دعوت قبول کی۔ لیکن برطانویوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے یہ حلیف انہیں کے حریف بن جائیں گے۔ پکٹوں کو نیچا دکھانے کی دیر تھی کہ جوٹوں نے خود برطانویوں پر دھاوا بول دیا۔ پہلی لڑائی میں ہارسا تو مارا گیا۔ لیکن ہنجٹ کی سرکوبی میں جوٹ برابر مقابلہ لڑے۔ اور تیس سال تک سلسلہ جنگ قائم رکھنے کے بعد اس کے بیٹے ایرک نے مشرقی کینٹ اور مغربی کینٹ کے نام سے دو چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کیں۔ دیکھو نقشہ نمبر ۱۔ اُن حکومتوں میں سب سے بڑا شہر کینٹ ویرک یاکن ٹیڈر

تھا۔ یہ وہی شہر ہے جسے ہم آج کنٹربری کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے گویا جوٹ  
انگریزوں کے پہلے آباد و اجداد تھے۔ جو اس ملک میں آکر آباد ہوئے۔ اس  
سکسنوں کی آمد کے بعد  
اشناس میں دوسرے بحری ڈاکوؤں کے جہاز جو انہما سے  
انگلستان میں چکر لگا یا کرتے تھے۔ ہر سال واپسی پر اپنے

ایل وطن کو یہ خبریں جہاز کر سنا تے رہتے۔ کہ ایک بڑا اچھا ملک موجود ہے جو نہ دیکھ  
فتح کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس میں سکسن کو وہ بھی متبادل واسطے ساحلی علاقے میں  
وریائے الب اور دریائے ویلر کے درمیان آباد کئے۔ اپنے دوسروں ایل  
اور سترما کی سرکردگی میں ایک بحری مہم لے کر ہوئے برطانیہ پر چڑھ دوڑے اور  
برطانیہ کے جنوبی ساحل پر رومن شہر ریکنم کے قریب انگلنڈ آئے۔ یہ شہر سترما  
کے نام سے منسوب ہو کر سن ستر کہا گیا۔ اور بعد میں چھپڑ کے نام سے مشہور  
ہوا۔ بدیسی مددگاروں کو بلانے کا تلخ تجربہ برطانویوں کو بہت پہلے سے ہو چکا تھا۔  
برطانویوں کے ساتھ بوجھل اور وہ سخت بچھتا تے تھے کہ کیوں انھوں نے اس غیر ملکی  
بلا کو خود بلا کر لگے لگایا۔ مگر اب بچھتا نے سے کیا ہوتا تھا۔ ان نئے

حملہ آوروں کے سامنے جو آتا تھا اسے یا تو وہ خاک و خون میں ملا دیتے تھے۔ یا  
مار بجھاتے تھے۔ چنانچہ جب سترما نے شہر انڈریڈ پر قبضہ کیا۔ جو اُس مقام پر واقع  
تھا۔ جہاں آج کل پیونس کی لہتی ہے تو اُس نے ایک برطانوی کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔  
سیکسن نہایت اہمیت آہستہ پیش قدمی کرتے تھے۔ اس لیے کہ اول تو عام علاقے میں گھنے جنگل بھائے  
ہوئے تھے۔ اور باسجا دلہیں تھیں۔ دوسرے برطانوی جان توڑ کر انکا مقابلہ کرتے تھے  
۲۰۰ء میں برطانوی بادشاہ آرچر نے جسکی نسبت گول ہیز کے سوراخوں کے افسانے مشہور ہیں۔  
مغربی سکسنوں کو ایسی فاش شکست دی کہ کئی سال کیلئے انکی پیش قدمی رک گئی۔

سیکسن نوآبادیان - لیکن برطانویوں کی انفرادی صحت چند دنوں کی جہان تھی اُن میں  
باہمی اتفاق نہ تھا۔ وہ آپس ہی میں کٹے مرتے تھے

ایسی حالت میں کس طرح ممکن تھا کہ وہ اُن تازہ دم دستوں سے بازی لے جاسکیں جو ہر  
سال حملہ آوروں کو ملک پہنچانے کے لیے سمندروں کی طرف سے اپنے بال بچوں اور  
مونیوں سمیت آتے تھے۔ اور جہاں کہیں زمین کا کوئی نیا ٹکڑا پاتے تھے۔ اس میں

نئی بستیاں بنا کر مضبوطی سے پاؤں جا لیتے تھے۔ یہ سچ ہے کہ برطانیہ کے جنوبی حصہ پر قبضہ کرنے میں انھیں ساٹھ سال کی طویل مدت صرف کرنی پڑی۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مدت کے ختم ہونے پر انھوں نے ساؤتھ سیکسنس، سیکسنوں کی جنوبی ریاست، باسکس۔ ویسٹ سیکسنس، سیکسنوں کی مغربی ریاست، یاؤیکس، ایسٹ سیکسنس، سیکسنوں کی مشرقی ریاست، یا ایگس اور ڈل سیکسنس، سیکسنوں کی وسطی ریاست، یا ڈل سیکس کی چار حکومتیں قائم کر لیں۔ اور برطانوی اس سرزمین سے بجانب مغرب اس علاقہ کی طرف دھکیل دیئے گئے۔ جواب سامر سٹ۔ ڈیوں اور کورنوال کے نام سے مشہور رہے۔

قوم انگیل کی نوآبادیاں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایک اور قوم جو انگیل، کہلاتی تھی کثیر تعداد میں آکر برطانیہ کے شمال و مشرق میں آباد ہوتی جاتی تھی۔

یہ لوگ علاقہ انگیلن کے رہنے والے تھے۔ جو دریا۔ ایڈر کے شمال کی طرف ملک سلیوگ (جرمنی) میں واقع تھا۔ ان کے حالات ہمارے لیے خاص طور پر دل چسپ ہیں۔ اول تو اس لیے کہ یہ ساری قوم اپنا پورا بوجھ اٹھا کر اپنے ملک سے رخصت ہو گئی۔ اور برطانیہ میں آ بسی۔ دوسرے اس لیے کہ اسی قوم نے انگریزوں کو انگیل یا انگل کا نام دیا۔ اور یہ ملک انگیلینڈ کہلایا۔

نارنجہ ریاست۔ ہمیں صحیح طور پر اس بات کا تو علم نہیں کہ یہ لوگ اول اول کب آکر برطانیہ کے ساحلوں پر اترے لیکن آنا ہم جانتے ہیں کہ ان کی ایک جماعت اپنی کشتیوں میں سوار دریائے ہمبر کی موجوں کو قطع کرتی ہوئی اندرون ملک میں چلی آئی۔ اور اس نے ایک حکومت کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام ڈیرا تھا۔ پھر کچھ عرصہ میں ایک اور جماعت پچاس کشتیوں میں سوار ہو کر اپنے ایک سردار کے ماتحت جس کا نام آڈا اور لقب ”مذعلیم بردار“ تھا۔ انگیلن سے روانہ ہوئی اور شمال کی طرف اور آگے بڑھ کر اس نے بریتشیا کی حکومت قائم کی۔ پچاس سال یا اس سے زائد مدت کی کشمکش کے بعد بریتشیا اور ڈیرا کی حکومتیں متحد ہو گئیں اور نئی متحدہ حکومت نارنجہ ہمبر لینڈ کے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ حکومت دریائے ہمبر سے لے کر فرچہ آف نورف (نورف) کی کھاڑی تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس واقعے سے

اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ کیوں اسکا ٹائیڈ کے میدانی علاقے کے باشندے یونین میں۔ اور کوہستانی علاقے کے رہنے والے تعلق نسلی سے تعلق رکھتے ہیں ایسنگٹون نے قلعوں کو کہستانی علاقے میں مار ڈنگایا۔ اور میدانی علاقے پر خود قابض ہو گئے۔ شہر ایڈزیا کا نام بھی جو اس زمانے میں ایڈز نیسبر تھا۔ بعد کے ایک اینگل بادشاہ ایڈوارڈ یا ایڈمز کا رکھا ہوا ہے۔

ایسٹ اینگلز اور مشرقی اس انشا میں اینگل قوم کی کچھ اور جماعتیں دریائے ہیم کے جنوب میں اپنی نو آبادیاں قائم کر رہی تھیں۔ چنانچہ نارتھ فوک، ڈول شمال اور ساوتھ فوک، ڈول جنوب، ان اضلاع میں آباد ہو گئے جو ابھی تک ان کے نام سے موسوم ہیں۔ انھوں نے ایسٹ اینگلز کی حکومت قائم کر لی۔ دو مکین نقشہ نمبر ۱۔ چھ اینگل انگلستان کے وسطی علاقے میں بڑھتے ہوئے ان اضلاع تک پہنچ گئے جنہیں آج کل گلیوس، ڈونٹیر، ڈرائیو، متوسط کہا جاتا ہے۔ بیچ والے علاقے کے یہ اینگل باج میں "اعتراف سرحدی قبائل کہلاتے تھے۔ اس لیے کہ وہ اُس علاقے کی سرحد پر آباد تھے جو ابھی تک برطانویوں کے قبضے میں تھا۔ اسی مناسبت سے انکا علاقہ "پنج لینڈ" (پنج صدی علاقہ) یا "مشرقی" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

ولیش اور انگلش۔ غرض چھٹی صدی کے خاتمے پر رومیوں کے چلے جانے کے دو سو سال بعد صورت حالات یہ تھی کہ برطانویوں کو تازہ وارد

اتوام کی درست برد نے انگلستان کے مغرب کی طرف مار بٹایا تھا۔ اور اب وہ جنوب کی طرف ڈیون شائر۔ اور کورنوال دیا مغربی ویلز میں۔ مغرب کی طرف شمالی ویلز کے پہاڑوں میں اور شمال کی طرف کبرلینڈ۔ ویسٹ مورلینڈ۔ اور لنکاشائر میں جوان دونوں واسطے کا ٹائیڈ، کہلاتا تھا سر چھپانے پر مجبور تھے۔ اسی زمانے میں وہ "ولیش" کے نام سے بھی پکارے جانے لگے۔ کیونکہ اینگل اس نام سے ان اجنبیوں اور پردیسیوں کو پکارتے تھے۔ جی بولی ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ ملک کے باقی تمام حصے پر جوٹ اینگل اور سیکسن قابض تھے۔ جنہیں ولیش تیکسن ہی کے عام نام سے پکارتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ ایک متحد قوم ہو جانے کے بعد وہ اجس فوج تو انگلو سیکسن کہلاتے تھے۔ اور عام طور پر اپنے آپ کو



آپس میں "انگلش" کہتے تھے۔ آبنائے انگلستان سے لیکر خلیج فورٹہ تک بنیاد کے ریاست ہائے ہفت گانہ اس ترکیبے مفہوم کی غلطی۔ تمام مشرقی حصے میں ان کا عمل دخل تھا۔ جو ذیل کی سات بڑی حکومتوں میں منقسم تھا۔ کینٹ پر جرٹ قابض تھے۔ سیکس ویکس اور ایکس کے مالک سیکس تھے۔ نارٹھمبریا۔ اینگلیا

اور مرشیا پرائنگل حکماں تھے۔ یہ سات حکومتیں بعض دفعہ بیٹاری کی "ریاست ہائے ہفت گانہ" کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں۔ لیکن ہمیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ حکومتوں کے موجودہ مفہوم کے لحاظ سے یہ علاقے کسی مقررہ ضابطے کے پابند تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ انکو سیکس قوم ایک آزاد قوم تھی۔ جو علاحدہ علیحدہ دستور پر اپنی پسند کے سرداروں کے ہمراہ آئی تھی۔ اور ہر گروہ کی اپنی خواہش تھی کہ جو علاقہ جس کے ہاتھ آجائے اس پر قبضہ جانیے۔ جب تک برطانویوں سے مقابلہ رہا ان کے حصوں میں ابکار رہا۔ لیکن جب اوجھڑ سے یکسوئی ہوئی تو یہ جائعین آپس میں لڑنے لگتی تھیں۔ اور ہر ایک فریق کی اپنی غرض و غایت ہوتی تھی کہ وہی سب پر بھاری رہے۔ چنانچہ انگریزوں کے ایک قوم ہونے سے پہلے یہ مختلف حکومتیں بار بار بکڑتی اور نئے سرے سے بنتی رہیں۔

قدیم زمانے کے انگریز کاؤنٹ اس زمانے کے تاریخی حالات سمجھنے کے لیے ہمیں اپنے پروردہ نگاہ پر ایک احاطہ ملک کا نقشہ کیونچنا چاہئے۔

جس میں گھنے جنگل کھڑے ہوں۔ بڑی بڑی دلدلیں پھیلی ہوئی ہوں۔ اور میدانوں میں زمین ویران وغیرہ آباد پڑی ہو۔ زیادہ تر آباد حصوں میں رومیوں کے عہد کی سڑکیں ابھی تک موجود تھیں۔ لیکن مغربی علاقے میں سڑکوں کے قائم مقام صرف وہ تنگ اور دشوار گزار درے تھے۔ جو پہاڑوں میں سے گزرتے تھے کہ برطانویوں نے بھاگ کر یہیں پناہ لی تھی۔ ملک کے مشرقی حصے میں سپاٹ میدانوں پر یا نشیب و فراز والی زمین پر کہیں کہیں کسی انگریزی قبیلے کے گاؤں بے ہوئے نظر آجاتے تھے۔ جن کے گرد گرد کچھ چھٹی باڑی ہوتی تھی۔ شہروں میں جنہیں رومیوں نے آباد کیا تھا بہت کم لوگ بود و باش رکھتے تھے۔ اور وہ اچڑتے جاتے تھے۔

رئیس اور رعیت۔

لگاؤں کے باشندے اکثر اور قوی ہیکل آزاد لوگ تھے۔ جنہوں نے سمندر کی زندگی چھوڑ کر دیہاتی زندگی نئی نئی اختیار کی تھی۔ سب سے بڑا مکان "ایٹھلنگ" یا "وآرل" (رئیس) کا ہوتا تھا جو کسی شریف تر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ اور دوسروں کی بہ نسبت زیادہ آناٹہ والا ہوتا تھا۔ لیکن کابل "یا زیندار بھی ایک خاص حیثیت رکھتے تھے۔ یہ طبقہ کمزور طبقے کے آزاد اشخاص کا تھا۔ جن میں سے ہر ایک صاحبِ جاداد ہوتا تھا۔ اپنی اپنے مکان کا مالک آپ ہوتا تھا۔ جسے وہ اپنی ملکوکہ زمین پر جو کاشت کے لیے اسے پختہ رسدی دی جاتی تھی۔ تہہ کرتا تھا۔ ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی تھا جو مالکانِ اراضی تو نہ تھے۔ لیکن باقی ہر حیثیت سے آزاد تھے۔ "پلیٹ" خوش باش اور غلام۔ (خوش باش) کہلاتے تھے۔ ان کے علاوہ ایک بہت بڑا گروہ غلاموں کا بھی تھا۔ یہ غلام یا تو مفتوح برطانوی تھے یا وہ اشخاص تھے جو اپنی آزادی بیچ یا کھو بیٹھے تھے۔ ان غلاموں کے آقاؤں کو حق تھا کہ انہیں یا تو خود ملک کے اندر یا غیر ملک میں کسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالیں۔ لیکن بحالتِ مجموعی آبادی کا بیشتر حصہ آزاد اشخاص سے مرکب تھا۔ جو اپنے مکانات اور زمینوں کے مالک تھے۔ اور گاؤں کی "موٹ" یعنی گاؤں کی پچایت | پچایت میں بائے دینے کا حق رکھتے تھے۔ پچایت کا اجلاس ایک مقدس درخت کے نیچے منعقد ہوتا تھا۔ اور اسکے سائے میں لوگوں کے جھگڑے حل کئے جاتے تھے۔ اور زمین تقسیم کی جاتی تھی۔ جس شخص سے کوئی جرم سرزد ہوتا تھا اس کے مقدمے کی سماعت اُس کے برابر والے کرتے تھے۔ اور اگر چھپ جاتی ضمانت دینی آزمائش | معتبر لوگ قسم کھاتے تھے کہ وہ بے خطا ہے تو وہ بری کر دیا جاتا تھا۔ یہ طریقہ حلفی ضمانت کہلاتا تھا۔ اگر اس طور سے اُس کی برائت ممکن نہ ہوتی تو اس کے لیے غیبی آزمائش کا چارہ کار موجود تھا۔ جس کی شکل یہ تھی کہ وہ انگلیوں پر پٹی باندھ کر بٹلتے ہوئے سرخ بوسے پر ننگے پاؤں چلتا تھا۔ یا کھولتے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈبو دیتا تھا۔ اگر اسے کوئی گزند نہ پہنچتا تو اعلان کر دیا جاتا تھا کہ وہ بے گناہ ہے۔

سیکڑے ہر گاؤں یا سنی کے گرد اگر ایک بے ڈھنگی سی باڑہ ہوتی تھی جسے  
 "ٹرن" کہتے تھے۔ اور اس کے اور دوسری باڑہ کے درمیان  
 غیر آباد زمین کا ایک سرحدی ٹکڑا حاصل ہوتا تھا۔ جس پر کسی کو ملکیت کا حق حاصل  
 نہ تھا۔ اگر کوئی اجنبی اس سرحد سے گزرتا تھا تو ایک سنگہ بجا دیتا تھا۔ ورنہ تیرن  
 بجا دیتا تھا کہ اسے جان سے مار ڈالے۔ سوسو سٹیوں کو بلا کر متعدد حلقے قائم کیے  
 گئے تھے۔ اور یہ حلقے "سکڑے" کہلاتے تھے۔ لوگوں کو سب جنگ کے  
 لیے یا کسی اہم مسئلے کے تعقیب کی غرض سے جمع ہونے کی ضرورت پیش آتی تھی  
 تو ہر گاؤں کے کچھ آزاد استخاص مل گزرنوک موت یا قبیلے کی بڑی مجلس منعقد کرتے تھے  
 مجلس قبائل اور مجلس جس میں قوم کا سرخیج منتخب ہوتا تھا۔ سرخیج کا انتخاب  
 رؤسائیں سے ہوتا تھا۔ اور اس کا کام یہ تھا کہ اپنی قوم کو  
 جنگ کے لیے تیار کر کے دشمن کے مقابلہ میں لے جائے  
 یا "ڈن جاسٹ" (دانش مندوں کی مجلس) میں اس کی نمائندگی کرے۔ جہاں قانون  
 بنائے جاتے تھے۔ اور صلح یا جنگ کے فیصلے کیے جاتے تھے۔ برطانیہ  
 میں انگریزوں کے آنے سے پہلے ہر گروہ اپنے اپنے قبیلے کے سرخیج کا محکوم ہوتا  
 تھا۔ لیکن اب انھیں ایک غیر قوم کے مقابلے میں باہمی اتحاد پر مجبور ہونا پڑا۔  
 اس لیے انھیں ایک بڑے سردار کے انتخاب کی ضرورت پیش آئی جو ہمیشہ  
 بادشاہ کے تھا۔ اور تمام دوسرے گروہوں کے سرداروں سے اس میں بڑا  
 تھا۔ لیکن اگرچہ بادشاہ کے پاس جیدہ جیدہ جنگ آزا بہادروں کا ایک  
 دستہ موجود تھا جسے "تھین" (جمعیت رکاب) کہتے تھے۔ پھر بھی مجلس دانشمندان  
 کی منظوری اور تمام قوم کی رضامندی کے بغیر وہ کچھ نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ اسے  
 اپنے ولی عہد کے نامزد کرنے کا بھی اختیار حاصل نہ تھا۔ ہر بادشاہ بذریعہ انتخاب  
 مقرر ہوتا تھا۔ اگرچہ عام دستور یہی تھا کہ بادشاہ ایک ہی خاندان سے منتخب کیے  
 جاتے۔ اس لیے کہ۔ لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ خاص خاص خاندان ان کے لڑائی  
 کے دیوتا دوؤں کی نسل سے ہیں۔  
 حقیقت یہ ہے کہ اینگل قوم جس کا ہم ذکر کرتے چلے آ رہے ہیں  
 بت پرستی

ابھی تک بت پرست تھی۔ اور اگرچہ برطانوی جنھیں اس نے بڑی خوشنمیر مطلع کر لیا تھا۔ مسیحی مذہب رکھتے تھے۔ پھر بھی اُن سے اس نے کچھ نہ سیکھا۔ ہمارے دنوں کے نام ابھی تک ہمارے دنوں میں ہمارے آبا و اجداد کے دیوتاؤں کی یا تازہ کرتے ہیں "ڈیٹلٹس" (چہار شنبہ) اصل میں "ڈوٹس ڈے" (دو ڈن کا دن) ہے۔ "تھر ڈے" (پنچشنبہ) تھا رکا دن ہے۔ جو گرج کا دیوتا تھا۔ "فرائٹس" (جمعہ) فریڈا کا دن ہے۔ جو امن و صلح اور پھلنے بھونکنے کی دیوی ہے۔ ایسا طر موسم بہار کی دیوی ہے۔ اور ہمارا جشن ایسا طر اسی کے نام سے موسوم ہے۔ ان خاص خاص دیوتاؤں اور دیوتاؤں کے علاوہ یہ لوگ پانی پر تیرتوں۔ جنگل کے بھوتوں۔ زمین اور سوا میں بسنے والی روحوں۔ دیوتاؤں کے درجے تک پہنچے ہوئے قومی بہادروں اور جادوگریوں کو بھی مانتے تھے۔ لیکن قدیم زمانہ کے ان انگریزوں کا اصلی و حقیقی مذہب ان ادہام کی پرستش نہ تھا۔ بلکہ حق انصاف اور آزادی کے جذبات اور موت و زندگی کے اسرار ان کے عقیدے کی جان تھے۔ اور اُن کے فصوص ہی کا نتیجہ تھا کہ جب مسیحی مذہب کی ان میں اشاعت ہوئی تو اس نے ان کے دنوں میں گھر کر لیا۔

سبیت مسیحی مذہب کی اشاعت انگلستان میں بہت ہی آہستہ آہستہ اور بڑی جدوجہد کے بعد ہوئی۔ پاپائے گریگوری نے جو تاریخ میں اعظم کے لقب سے مشہور ہے اپنی جوانی کے ایام میں ایک مرتبہ چند نوخیز سنہرے بالوں والے لڑکوں کو دیکھا تھا۔ جو روما کے بازار میں غلام بنا کر بیچے جا رہے تھے۔ اُن کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر اس نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں اور جب اسے بتایا گیا کہ یہ انگل ہیں تو اس کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ انگل نہیں یہ تو دراصل "دفرشتے" ہیں کہ ان کی شکل و صورت فرشتوں کی سی ہے۔ آگے چل کر جب گریگوری پاپائے روما ہوا تو ان حین و جمیل بت پرست لڑکوں کی باد اُس کے دل میں تازہ ہو گئی۔ اور اُس نے ۵۹۷ء میں ایک رومی پادری گسٹائن نامی کو چالیس مسیحی راہبوں کے ساتھ انگریزوں میں دین مسیحی کی منادی کے لیے روانہ کیا۔ گسٹائن کیسٹ میں لنگر انداز ہوا۔ جہاں ایک

بادشاہ ایٹھلبرٹ حکماں تھا۔ اور اس کی شادی ایک فرنگی بادشاہ کی بیٹی سے ہوئی تھی جو دین عیسوی کی پیرو تھی۔ ایٹھلبرٹ انگلٹن سے جزیرہ ٹھینٹ میں ملا۔ لیکن اس ڈر سے کہ کہیں یہ پادری اس پر جاو نہ کر دے۔ اُس نے ملاقات کے لیے کھلا میدان تجویز کیا۔ انگلٹن کی باتوں کو وہ صبر و تحمل سے ٹھنڈے دل کینٹ میں دین عیسوی کے ساتھ سنتا رہا۔ اور آخر دوسری جون ۵۹۷ء کو اپنی قوم کی اشاعت ۵۹۷ء کے ایک بڑے حصہ سمیت کنٹربری کے بڑے بھانگ کے باہر

جہاں اب سینٹ مارٹن کا چھوٹا سا گرجا موجود ہے۔ ہیڈتھ لے کر عیسائی ہو گیا۔ اس وقت سے کینٹ کی حکومت مسیحی ہو گئی۔ اور انگلٹن کنٹربری کا پہلا لاٹ پادری مقرر ہوا۔

کینٹ سے یہ نیا مذہب پھیلتا ہوا مار تھمبریا میں پہنچا۔ جہاں کے بادشاہ ایڈون نے ایٹھلبرٹ کی بیٹی سے عقد کر لیا۔ اور وہ ایک مسیحی راہب پالاسٹس کو اپنے ساتھ اس شمالی سرزمین میں لیتی گئی۔ ایڈون نے اپنی مجلس دانش مندان کا ایک بڑا اجلاس منعقد کیا۔ اور بھری مجلس میں سب نے اس نئے دین کی حقیقت سنی۔ جس نے انھیں بتایا کہ موت کے بعد ایک نئی زندگی بھی آنے والی ہے۔ چنانچہ انھوں نے دین عیسوی قبول کر لیا۔ ایڈون ایک بڑا طاقتور بادشاہ تھا۔ کینٹ کے بادشاہ کے علاوہ باقی تمام بادشاہ اُسے اپنا سرتاج تسلیم کرتے تھے۔ اور اسی لحاظ سے وہ ”برٹو الڈا“ یعنی سرداروں کا سردار کہلاتا تھا۔ اُس کی حکومت کا انتظام ایسا اچھا تھا کہ اُس کے زمانے میں ایک معمولی عورت اپنے بچے کو گو د میں لیے ہوئے سمندر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچ گئی۔ پوری سلامتی کے ساتھ سفر کر سکتی تھی۔ اور ایسی فسادوں بھری سرزمین میں یہ ایک بڑی بات تھی۔

ایڈون کی عذاری میں ایک بادشاہ البتہ ایسا تھا جو شورش پسند واقع ہوا تھا۔ یہ بادشاہ مرشیا کا حکماں پنٹا تھا۔ پنڈا کی رعایا ابھی تک بت پرست تھی۔ اور اپنے قدیم دیوتاؤں کو پوجتی تھی۔

پنڈا کے ساتھ جنگ

۶۵۵-۶۵۳ء

چنانچہ مسیحیت کے خلاف اپنی تمام قوم کو بھڑاکا کر اور ایک ویش بادشاہ گڈ والرن کو اپنے ساتھ ملا کر پنڈا نے ایڈون پر چڑھائی کی۔ یہ پتھریلڈ کے مقام پر جو شمالی علاقے میں واقع ہے فریقین کے درمیان کشیدہ میں لڑائی ہوئی۔ اور ایڈون مارا گیا۔ اس کے بعد نارٹمبریا اور مرشیا کی حکومتوں کے درمیان ایک طویل سلسلہ جنگ شروع ہوا اور جب تک پنڈا زندہ رہا یہ کشمکش جاری رہی۔ آئے دن کی لڑائیوں اور جھڑپوں نے اہل ملک کو پریشان کیے رکھا یہاں تک کہ پنڈا ۶۵۵ء میں مارا گیا اور اہل مرشیا رفتہ رفتہ مسیحی ہو گئے۔ بالائینس اور اس کے ساتھی ایڈون کے مارے آئرلینڈ میں دین مسیحی کی منادی ۶۶۱ء۔

جانبے پر نارٹمبریا سے بھاگ گئے تھے۔ لیکن نئے مذہب کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کچھ اور پادری اُن کی جگہ آگئے تھے۔ اہل آئرلینڈ سو سال پیشہ سینٹ پٹرک کی کوششوں سے مسیحیت کے حلقہ بگوش ہو چکے تھے۔ آئرلینڈ ہی کے ایک راہب نے جس کا نام کولمبا تھا ایک چھوٹے سے پہاڑی جزیرے پر جو اسکاٹ لینڈ کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اور ایونا کے نام سے مشہور ہے تبلیغ دین عیسوی کا ایک مرکز قائم کیا۔ اور یہاں سے اس دین کی منادی کرنے والے انگلستان کے تمام شمالی علاقے میں جانے لگے۔ مانٹر دز کے راہب کتھبرٹ نے جو نارٹمبریا والوں میں تبلیغ کرنے کے لئے پایادہ بچھا کر رکھا تھا۔ اور دتھبی کے چوہان کٹیان نے جو انگریزی نسل کا پہلا شاعر ہے۔ آئرلینڈ کے انھیں نیکو کاری سہی راہبوں کے اوبستان میں تربیت پائی تھی۔ لیکن ۶۶۲ء میں کلیسائے مسیحی کے بعض مسائل کے متعلق ان راہبوں اور رومی پادریوں کے درمیان کچھ نزاع پیدا ہو گئی۔ جبکہ اس نے طول کھینچا۔ اور معاملہ نارٹمبریا کے بادشاہ آسوی تک پہنچا۔ جس نے رومی پادریوں کے حق میں فیصلہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آئرلینڈ کے اکثر راہب اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ اور دین عیسوی کی اشاعت اور تلقین کا کام روم کے پادریوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ باپائے روم نے طرسوس کے پادری تھیوڈور کو کنستنبول کا لاٹ پادری بنا کر بھیجا۔ اور اُس نے ایشیوں و اسقفوں کی انتظامی حدود و معین کلیسائے انگلستان کی تائید کر کے ہر گاؤں یا مجموعہ دیہات کے لئے "پریسٹ" (قسیس)

مقرر کیے غالباً اسی زمانے میں اول اول دیہات کے اس دینی ہونے کو دہ پیر میں کیسا کیسا طبقہ کا نام دیا گیا۔ بعد میں شمالی انگلستان کے لیے یارک کا ایک ارجنٹ شپ " اسقف اعظم یا لاٹ پادری، مقرر کیا گیا۔ اور اسقف اعظم۔ اسقف اور قیس پانچائیوں میں شریک ہو کر حکومت میں حصہ لینے لگے۔

شہروں کی ابتدا

اب مسیحی خانقاہیں جلد جلد جا بجا نمودار ہونے لگیں۔ اور

راہبوں نے ملک کی اکثر آزاد آبادی کے درمیان سکونت

اختیار کر کے انھیں امن اور خاموشی کے ساتھ محنت کرنے اور علم کی عزت

کرنے کے آداب سکھانے شروع کیے بڑھئی اور دوسرے پتہ و راہل حرفہ

خاندان ہوں اور صومعوں کے نواح میں آباد ہو گئے۔ صومعوں کے پھانگوں

کے سامنے بازار لگنے شروع ہوئے اور اس طور پر چھوٹے چھوٹے شہروں

کا اٹھان ہوئے لگاتار کی خاندان میں جو ڈیہم کے ساحل پر واقع ہے۔ بیتھ

جو تاریخ انگلستان کا سب سے پہلا راقم ہے۔ اپنی ساری عمر لبر کی اور پریسوں

کو تعلیم دینے کے علاوہ خاص طور پر اس نے چھ سو ساگر دوں کو عالم بنایا۔ اس

نے پیتا لیس کتابیں لکھی ہیں۔ جو سب کی سب لاطینی زبان

میں ہیں۔ کچھ کتابیں تو اس نے اپنے شاگردوں کو پڑھانے

کے لیے تصنیف کیں۔ کچھ رسائل انجیل پر تحریر کیے اور ایک مشہور و معروف

تاریخ قلمبند کی جو "انگریزی قوم کی کلیسا کی تاریخ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس

کے مطابق سے وہ تمام واقعات معلوم ہوتے ہیں۔ جو کینٹ میں انگلستان

کی لنگر اندازی کے ڈیڑھ سو سال بعد تک پیش آتے رہتے۔ بیتھ بڑا

نیک نیت اور بردبار واقع ہوا تھا۔ اور اس زمانے میں جبکہ مختلف چھوٹے

چھوٹے حکمران ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لیے آپس میں ٹکڑے

تھے۔ اور قوم ویلش کے علاقے پر علاقے فوج کرتے چلے جاتے تھے۔

انگریزوں کو بتدریج مذہب اور شاپتہ بنا ابیڈ ہی جیسے نیک نفسوں کا کام تھا

تمام انگریزوں پر اگرٹ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں اول اول نارنجبرہ یا کی حکومت سب

کی حکومت ۱۰۸۶ء سے زیادہ زبردست تھی۔ اس کے بعد شاہ آفا کے

عہد فرمانروائی میں جسے اس کی عظمت و شوکت کے لحاظ سے تاریخ نے "قہرمان" کا لقب دیا ہے۔ اور جس نے ۱۷۰۲ء سے لے کر ۱۷۵۲ء تک کا زمانہ پایا ہے۔ مرثیا کا اقتدار غالب ہو گیا۔ آفانے قوم ویلش کے حلوں کی روک تھام کے لیے چسٹر سے لے کر جیمس ٹک ایک عظیم الشان خندق تعمیر کی تھی۔ اور انگریز رازوں کی امداد کے لیے روپیہ بھیجا تھا۔ بالآخر ۱۷۰۷ء میں اگرٹ شاہ ویسکس و جوائس مشہور سردار سر ڈک کی قتل سے تھا۔ جس کی سرکردگی میں مغربی سیکسن ۱۷۰۷ء میں واریو برطانیہ ہوئے، مرثیا اور نارٹھمبریا کو فتح کر کے دریائے ٹیمز کے جنوب میں تمام انگریزوں کا بادشاہ اور فرہنگ آف نورٹھ تک روپیہ ڈالڈا، سرداروں کا سردار، ہو گیا۔ کینٹ سمکس اور الیکس کی ہستی جدا گانہ حکومتوں کی حیثیت سے بالکل مٹ چکی تھی۔ اس طور پر تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام انگریزی قوم برائیک بادشاہ کی حکومت قائم ہو گئی۔ آگے چل کر ہمیں معلوم ہو گا کہ آئندہ دو سال تک انگریزی قوم پر سب سے زیادہ اقتدار ویسکس کے بادشاہوں ہی کو حاصل رہا۔

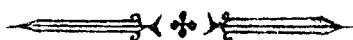






## تیسرا باب

### قوم ڈین کے ساتھ انگریزوں کی جدوجہد



انگریز اپنے اندرون جھگڑوں سے خانہ ہو کر بمشکل امن وامان کی زندگی شروع کرنے پائے تھے کہ انھیں ایک نئے خطرے نے اٹھیرا جس سے ان کی ترقی ایک طویل عرصے کے لئے رک گئی گوکہ آخر کار اسی نئے خطرے نے ان کو متحد کر دیا۔ اور ان کی مختلف حکومتیں مل کر ایک ہو گئیں۔ تم اوپر پڑا آئے ہو کہ جب ٹیوٹن قوم یورپ میں پھیل گئی (دیکھو صفحہ ۱۶) تو اس قوم کے کچھ لوگ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ان ملکوں میں چلے گئے جو آج ڈنمارک سویڈن اور ناروے کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ لوگ بدستور وحشی اور بت پرست چلے آتے تھے۔ دو ڈن دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ اور شمالی ملکوں کی بر فانی اور بخر سرزمینوں میں قوم یا اہل شمال کی ابتدا میں بود باش رکھنے کے باعث انھیں گذراوقات کے لئے بڑی سخت جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔ جس طرح ان سے پہلے ان کے ہم وطن یکنوں نے بحری قزاقی کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ اسی طرح انھوں نے بھی کھلے سمندروں میں لوٹ مار چھانی شروع کر دی۔ عرف عام میں وہ اہل شمال یا ”ڈین“ یا ”وائکنگ“ کے نام سے مشہور تھے۔ اور اس آخری لفظ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھانڈوں میں رہتے ہوں۔ جزائر آئرلینڈ اور جزیرہ یمن میں وہ پہلے ہی سے آباد ہو چکے تھے اور ایک طویل کشمکش کے بعد انھوں نے آئرلینڈ کے ساحل پر قدم جمالیے تھے جہاں ڈبلن لمبرک اور ڈارٹر فوڈان کے صدر مقام تھے۔ اب انھوں نے انگریزوں اہل شمال کے چلے کو تنگ کرنا شروع کیا کبھی تو مغرب کی طرف وہ قوم و بیلش کے ساتھ مل جاتے تھے۔ کبھی مشرقی ساحل پر آچھاپے مارتے تھے۔ اور کشتیوں پر سوار ہو کر دریاؤں کی راہ سے ملک کے اندر

چلے آتے تھے جہاں اپنا ایک صمدہ تمام قرار دے کر وہ اس کے گرد اگر دھڑکی کے  
 بڑے بڑے دندے بنا لیتے تھے۔ ان دندوں میں سے اکل کر وہ چاروں طرف  
 قتل غارت کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ شہروں اور خانقاہوں کو آگ لگا دیتے تھے  
 مردوں اور بچوں کو مار ڈالتے تھے۔ اور عورتوں کو لوٹ لیاں بنا کر کپڑا لہجاتے تھے ۱۱۹۸ء  
 میں اُن کی غارت گرانہ دست برد کی یہ کیفیت تھی کہ جیرو کی خانقاہ پر چھاپے مار کر اس کا  
 سب مال و متاع لوٹ لے گئے۔ اور اگبرٹ اگر ناتھمبہ یا کو زیر کر سکا تو اس کی وجہ  
 ایک حد تک یہ بھی تھی کہ یہ حکومت اُن کے بے در پے حلوں سے کمزور ہو چکی تھی۔  
 اول اول اُن کی چڑھا لیاں صرف گرمی کے موسم میں ہوتی تھیں۔ کہ آئے اور لوٹ کا  
 مال لے کر رخصت ہو گئے۔ لیکن اگبرٹ کی وفات کے بعد چوتھ ۱۲۱۵ء میں واقع ہوا  
 وہ اور زیادہ دراز دست ہو گئے۔ چنانچہ ۱۲۱۵ء میں جیب اگبرٹ کا بیٹا ایٹھولف  
 بر سر حکومت تھا۔ وہ جاڑوں بھر جزیرہ کپٹی میں جو دریائے ٹیمز کے دہانے پر واقع ہے  
 مقیم رہے۔ ۱۲۱۵ء میں ایک بہت بڑی ڈین فوج نے مشرقی اینگلیا پر حملہ کیا۔ اور  
 ایٹھولف شاہ دلیکس ۱۲۱۵ء-۱۲۱۶ء دریا کے ہمبہر کے پار اتر کر یادک پر قبضہ کرنے کے بعد ناتھمبہ یا  
 کا تمام جنوبی علاقہ تاراج کر ڈالا۔ یہاں سے جنوب کی طرف بڑھ  
 کر حملہ آور فوج مرشیا میں ناشنگم تک گھسٹی ہوئی چلی گئی۔ اور تمام علاقہ  
 پر پوری طرح سے قابض ہو جانے کے بعد تھسٹوڈ واقع نارفاک میں اس نے موسم  
 سرما بسر کیا۔ اور مشرقی اینگلیا کے بادشاہ ایڈمنڈ کو اس خطا پر ایک درخت سے  
 باندھ کر تیرہوں سے چھلنی کر دیا کہ اس نے مسیحی مذہب چھوڑنے سے انکار  
 کر دیا تھا۔

ایٹھولف۔ ایٹھولف اور  
 ایٹھولف اول۔ شاہان  
 دلیکس ۱۲۱۵ء-۱۲۱۶ء

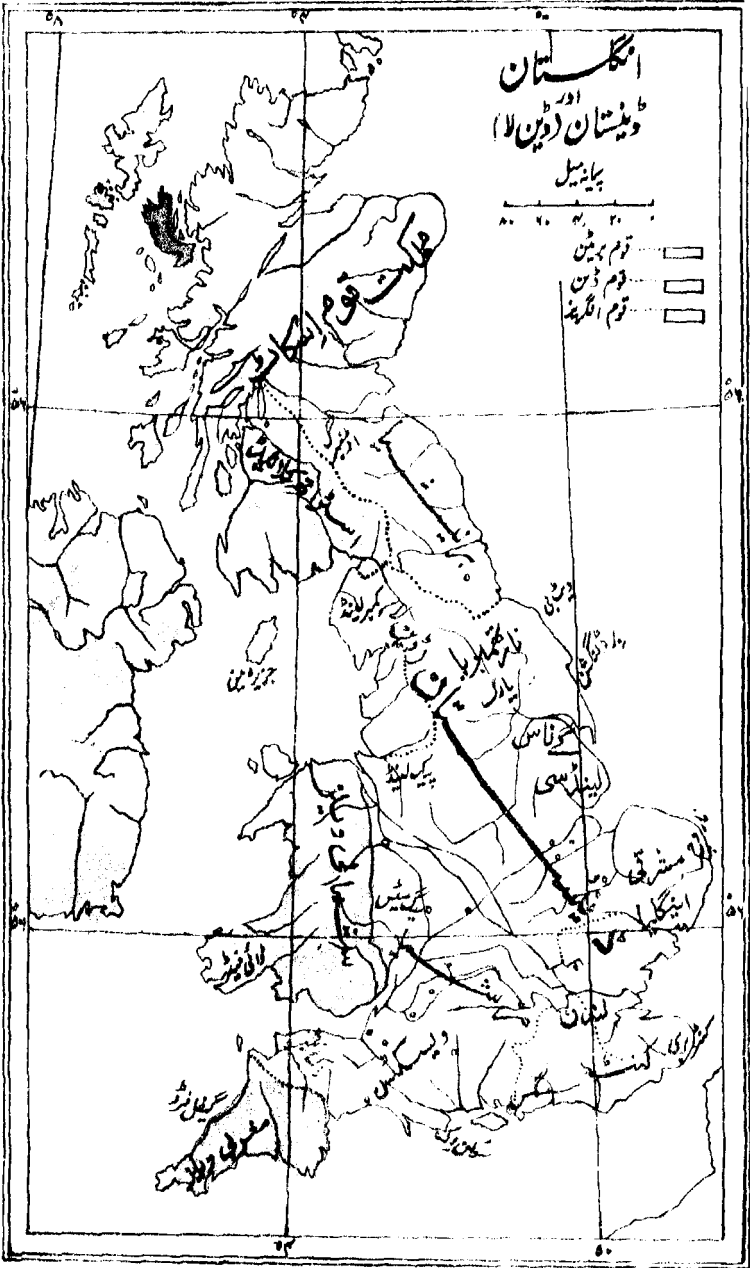
ناتھمبہ یا۔ مرشیا اور مشرقی اینگلیا کے ایک بڑے حصے کو  
 فتح کرنے اور ہر جگہ تباہی اور مصیبت پھیلانے کے بعد انہوں  
 نے ۱۲۱۵ء میں دلیکس پر چڑھائی کی۔ لیکن دلیکس کچھ منہ کا  
 نوالہ نہیں تھا۔ یہاں اُن کا مقابلہ براہر کی لڑائی ہوا۔ گزشتہ  
 تیرہ سال کی مدت میں ایٹھولف کے چار بیٹے یکے بعد دیگرے یہاں حکمران ہوئے  
 تھے۔ منجھل بھائی ایٹھولف اول نے اپنے چھوٹے بھائی الفریڈ کی مدد سے دشمن کو

مقابلہ بڑی جواں مردی کے ساتھ کیا۔ ساتھ ہی اُس نے کورنوال اور ویلز میں اپنے  
 ویش حریفوں کو نیچا دکھایا۔ اور جزیرہ مونٹگ کا تختہ پریش قدمی کی جس کا نام ٹیڈن  
 شاہ دارتھمبر نے انگلسی رکھا تھا۔ انگلسی اینگل اور ای سے مرکب ہے۔ ای جزیرہ کو کہتے  
 ہیں۔ اس لحاظ سے انگلسی کے منی اینگلوں کا جزیرہ ہونے کے۔ لیکن ایتھارڈ کی ان تمام  
 کوششوں کے باوجود ڈین حملہ آوروں کا پلہ بھارتی ہی ہوتا گیا۔ اور جب اس وقت میں کسی  
 وفات پر حکومت کے۔ لیڈ الفریڈ کا انتخاب عمل میں آیا تو حالت بہت ہی نازک ہو چکی  
 تھی۔

الفریڈ غور شاہ، لیڈ الفریڈ کی زندگی کے حالات پر جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔  
 کہ ایک نیک دل اور دانشمند شخص مشکلات پر کس طرح غالب  
 آیا کرتا ہے۔ الفریڈ مقام وائٹنج واقع برکشائر میں پیدا ہوا۔ پچیس ہی میں اُس نے بہت  
 سی پرانی سیکسن نظمیں حفظ کر لی تھیں۔ جو وہ اپنی ماں آسبرگہ کو سنایا کرتا تھا۔ ایک دن ماں  
 نے اپنے بچوں کو ایک کتاب دکھا کر کہا کہ اس کتاب کو جو چہ سب سے پہلے اذکر کے  
 فر فرنا دے گا اسی کو یہ کتاب بطور انعام کے دی جائے گی روایت کہتی ہے کہ کم سن الفریڈ  
 کتاب لیکر سیدھا اپنے اُستاد کے پاس چلا گیا۔ اور شروع سے لے کر آخر تک کتاب کو حفظ  
 الفریڈ کا بچپن۔ کر ڈالا۔ اور پھر ماں کو سنا کر انعام حاصل کیا۔ اگر یہ

روایت صحیح ہے تو ضرور ہے کہ اس وقت الفریڈ کی عمر چار سال سے بھی کم ہو۔ اس لیے  
 کہ چار سال کی عمر میں باپ نے اُسے روم بھیج دیا تھا۔ اور اس کے بعد پھر اسے اپنی  
 ماں کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ الفریڈ کو روم جاسے کا دوسری مرتبہ بھی اتفاق  
 ہوا اور اس دفعہ اس کا باپ اُس کے ساتھ تھا۔ غالباً زمانہ قیام روم ماہی میں اُسے  
 بہت سی وہ مفید معلومات حاصل ہوئیں جو آگے چل کر اُس کے بڑے کام آئیں۔ بیس  
 سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اُس کی شادی ہو گئی۔ اور بی بی ایسی ملی جس نے اُسے ہمیشہ  
 خوش رکھا۔ لیکن صحت کی خرابی اور مرگی کے دوروں نے اُس کا عیش تلخ کر دیا۔  
 جب اس ملک کی حکومت کی باگ اُس کے ہاتھ میں آئی چھ ڈین حملہ آوروں کی  
 بورشوں نے ویران کر رکھا تھا تو اُس کی عمر صرف اکیس سال تھی۔

الفریڈ کی فنانس نہایت خستہ تھی۔ بھائی کو مٹی دیئے ہوئے پورا ایک جہینہ بھی نہ گزرنے پایا تھا





اگر اُسے ان حملہ آوروں سے جنگ کرنی پڑی جس میں اُس نے شکست کھائی۔ اس کے  
 بعد اُس نے سبھی طرح کے جتن کئے کہ اُس طرح ڈینیوں کو نبھا دیکھا دے۔ لیکن کوئی تدبیر  
 کارگر نہ ہوئی۔ کبھی وہ روپیہ دے کر اُن کو ٹالنے کی کوشش کرتا تھا۔ کبھی اُن سے  
 لڑتا تھا۔ لیکن اُن کے حملے کسی طرح موقوف نہ ہوتے تھے۔ وہ روپیہ لے کر بھی  
 ان گنت تعداد میں سمندروں سے آکر اس کے ملک کو ناخست و تاراج کرتے رہتے تھے۔  
 ملک کی مصیبتیں اور پریشانیوں ان غارت گروں کے ہاتھوں روز بروز بڑھ رہی تھیں۔  
 براہب اور فیس بے خانماں ہو کر جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔  
 اپنا مال و اسباب لے کر بڑا عظیم یورپ کے ملکوں کی طرف ہجرت کر جاتے تھے۔  
 رعایا خستہ حال تھی اور ملک بے لکڑیے تک کو محتاج ہو گئی تھی۔ ملک ایک سرے سے  
 دوسرے سرے تک ویران اور برباد ہو گیا تھا۔ اور ویش قوم کے لوگ جنہی  
 ابھی تک ایک اچھی خاصی تعداد ویکس میں آباد تھی۔ ڈینیوں سے مل جانے اور  
 اُن کا ساتھ دینے پر تلے ہوئے نظر آتے تھے۔ آخر ۷۵۷ء میں سات سال کی  
 لگاتار لڑائیوں کے بعد چنپم کے مقام پر جو لوٹ شام میں واقع ہے۔ الفریڈ کو  
 ایسی کامل شکست ہوئی کہ اُسے کمبیس بدل کر سامریٹ شائر کے جنگلوں اور دلدلوں  
 میں بھاگ جانے پر مجبور ہونا پڑا۔ لیکن اُس کی مردانہ غیرت نے گوارا نہ لیا کہ وہ شہر  
 کے بادشاہ کی طرح اپنا ملک چھوڑ کر نکل جائے۔ اور رومیاں غریب الوطنی کے  
 دن کاٹ کر اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔ اُس کی قوم اس وقت بے شکایت و مصیبت  
 تھی۔ اُس کا فرض بھی تھا کہ اس اُڑے وقت میں قوم کے کام آئے۔  
 عہد نامہ ویڈ مور ۷۵۷ء بیان کیا جاتا ہے کہ اسی بیاباں نوروی کے دوران میں الفریڈ  
 نے ایک سو چار ہزار کے لے کی جھونپڑی میں پناہ لی تھی۔ اور ایک دن جب وہ  
 چرواہے کی بی بی کے لیے چوٹھے کے سامنے بیٹھا ہوا روٹیاں پکارتا تھا۔ تو اس  
 فکریں کہ اس کا ملک دشمن سے کس طرح نجات پا سکتا ہے۔ ایسا مستغرق ہوا کہ  
 روٹیاں جل کر کوئلہ ہو گئیں۔ روٹیاں تو اکارت گئیں۔ اور گھر والی نے اس پر اُسے  
 اوانٹ ڈپٹ بھی بہت کی لیکن اُس کی سوچ بچار یہ کار نہ لئی چنانچہ ایسٹلن میں جو سامریٹ شائر  
 کی دلدلوں کا ایک جزیرہ ہے۔ اُس نے رفتہ رفتہ چھ عمارتیں بنوائیں کی ایک

جمعیت فراہم کر لی۔ اور موسم بہار میں اپنے ملک کو نئے سرے سے فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ رستے میں لوگ ادھر ادھر سے جوق جوق آکر اس کے جھنڈے تلے جمع ہوتے گئے۔ اور ایک زبردست فوج طیار ہو گئی۔ ادھر سے ڈین اپنا لشکر لے کر بڑھے۔ اور ایڈمکٹن کے مقام پر جو چھپنم کے قریب واقع ہے انگلستان کا رن پڑا۔ ڈین بری طرح سے ہارے۔ اور الفریڈ نے فاتحانہ حیثیت سے ڈین سردار کتھم کو عہد نامہ ویڈ مور پر باقرار صالح دستخط کرنے کے لیے مجبور کیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے ڈین پابند ہوئے کہ وہ دریائے ٹیمز سے لے کر یڈ فوڈ اور یڈ فوڈ سے چل کر دریائے آؤز کے کنارے کنارے قدیم رومن ٹرک وائلنگ اسٹریٹ اور وائلنگ اسٹریٹ سے بڑھکر چرٹر ٹرک کے درمیانی خطہ کو ہرگز عبور نہ کریں گے۔ لیکن اتنا بہت سا علاقہ نکل جانے پر بھی سارے کا سارا ناتھہریا تمام مشرقی اینگلیا اور مشرقی کالیک حصہ جو ڈینوں کے پانچ اضلاع کے نام سے مشہور تھا۔ ڈینوں کے پاس رہ گیا۔ اور اس تمام علاقے کو ڈین "کانام" دیا گیا (دیکھو نقشہ نمبر ۲)۔ الفریڈ کے قبضے میں صرف دیسکس اور مشرقی کالیک حصہ آیا۔ لیکن اس کی جانباً زائد کوششوں سے یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ فساد اور غارت گری کی جگہ امن و امان قائم ہو گیا۔ اور چونکہ کتھم نے اصطبلغ نے کر دین عیسوی اختیار کر لیا تھا۔ اور اس کے بہت سے سردار بھی اس کے ساتھ بت پرستی چھوڑ کر عیسوی ہو گئے تھے۔ اس لیے ڈین اور انگریز ملک میں پہلے کی بہ نسبت زیادہ صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

الفریڈ کا نظام حکومت | اب الفریڈ کو موقع ملا کہ دیسکس کا انتظام دانائی اور سلیقہ سے کرے۔ اور اپنی حکومت کو مضبوط اور طاقتور بنائے۔

اس نے انگریزوں کے پر اس نے قوانین جمع کئے اور ان میں دس احکام ربانی اور شریعت موسوی کے بعض ضوابط شامل کر کے مجلس دانش منداں کو آمادہ کیا کہ یہی مجموعہ قوانین ملک کا قانون قرار دیا جائے۔ اس کو اس بات کا بڑا خیال رہتا تھا کہ اعلیٰ و ادنیٰ امیر و غریب سب کے ساتھ یکساں انصاف کا سلوک کیا جائے۔ جو عیسوی خالق ہیں اور نہ سے بند پڑے تھے۔ اس کے حکم سے از سرے نو



اکھوے گئے۔ اور متعدد نئے مدارس اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں۔ جن میں طالبان علم کو تعلیم دینے کے لیے اُس نے اطراف و اکناف ملک کے اہل علم کو دعوت دی۔ ویلش نسل کا مشہور عالم ایسا اسی گروہ خاص میں شریک ہے۔ جسے الفرڈ کی قدر دانی کیلئے لائی تھی۔ ایک مدرسہ محل شاہی میں قائم کیا گیا تھا۔ جس میں افراد کے بچے پڑھتے تھے۔ اس مدرسے کی نگرانی الفرڈ خود کرتا تھا۔ اور ہر آزاد لڑکے کو جسے تحصیل علم کی توفیق تھی اُس کی طرف سے تاکید ہوتی تھی کہ جب تک انگریزی زبان اچھی طرح سیکھ نہ لے کتاب کا مطالعہ برابر جاری رکھے۔ الفرڈ نے بیڈ کی تاریخ اور بعض دوسری تصانیف کا ترجمہ خود انگریزی زبان میں کیا۔ اور طلبہ کے لیے نصاب تعلیم کا انتخاب بھی خود ہی ترتیب دیا۔ اس کے علاوہ اُس کی نگرانی میں سیکسن قوم کی تاریخ مرتب ہوئی شروع ہوئی۔ اور یہ کام سرگرمی سے انجام دیا جانے لگا۔ اس لحاظ سے الفرڈ انگریزی فن ادب کا بانی ہے۔ اس لئے کہ اُس کے وقت تک بجز قدیم سیکسن نظموں اور کیڈ مان کے ایک گیت کے باقی تمام کتابیں لاطینی زبان میں تھیں۔

خارج پطرس

الفرڈ کی سرگرمیاں تعلیمی امور تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ انکا دائرہ بہت زیادہ وسیع تھا۔ ملکی اغراض کے لیے اُس نے

اپنی رعایا کو دو گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ جو باری باری سے جنگی خدمات انجام دیتے تھے۔ اور گھریار کی حفاظت کرتے تھے۔ ایک فوج قلعوں کی حفاظت کے لیے ہر وقت ہتھیار باند سے تیار رہتی تھی۔ الفرڈ نے متعدد جہاز بھی بنوائے تھے۔ جن سے اس نے ڈینیوں کے ایک زبردست بحری حملے کو پسپا کیا اور انھیں جہازوں سے ہمارے انگریزی بیڑے کی ابتدا ہوئی۔ لنڈن کو جو کچھ تو آگ سے جل گیا تھا۔ اور رہا سہا لوٹ مار سے ابرطچکا تھا۔ اُس نے از سر نو بنوایا۔ سیاح اور مسافر اُس کی حوصلہ افزائی سے ناروے یوروشلیم بلکہ ہندوستان تک کا سفر کرتے تھے۔ پطرس پنس“ (خارج پطرس) کی ابتدا اول اول آفا کے زمانے میں ہوئی تھی (دیکھو صفحہ ۳۲) جبکہ اُس نے زائرین رومہ کے لیے کچھ رقم امداد بھیجی تھی۔ الفرڈ کے عہد حکومت میں یہ رقم لوگوں سے سالانہ وصول کر کے پاپائے روم کو بطور خراج بھیجی جانے لگی

چند ہی سال ہوتے ہیں یعنی ۱۱۳۳ء کہ سیکسن قوم کے تقریبی سکوں کا ایک دھینہ روم میں برآمد ہوا تھا۔ جن پر الفریڈ کے پوتوں ایٹھلسٹن اور ایڈمنڈ کا نشان منقوش تھا۔ اپنی رعایا کے لئے الفریڈ نے اپنی ذات سے جاں فشانی۔ اپنا نفس۔ صبر و تحمل اور رحمت کشی کی مثال قائم کر کے ان کے دلوں میں ایسا نگہ کر لیا تھا کہ اس سے پہلے کسی بادشاہ کو یہ بات نصیب نہ ہوئی تھی۔ اپنے دن رات کے اوقات کو اس نے فرائض کی بجا آوری کے لئے تقسیم کر رکھا تھا۔ مونی سمعیں جو دو گھنٹے میں جل کر ختم ہو جاتی تھیں۔ وقت کا اندازہ بتاتی تھیں کہ فلاں وقت عبادت کرنی چاہیے۔ فلاں وقت علمی مشاغل میں گزارنا چاہئے۔ فلاں وقت دوسرے کام کاج میں بسر کرنا چاہیے۔ الفریڈ کی طبیعت پر مذہب کا رنگ غالب تھا۔ اور اس نے اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کی تھی۔ کہ ان میں فرائض شناسی کا گہرا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ خدا نے اسے اولاد کثرت سے دی تھی۔ ان میں سے تاریخ میں دو کا نام مشہور ہے۔ ایک تو اس کی بیٹی ایٹھلفلڈ جس کی شادی ایک امیر کیر سے ہوئی اور بیوہ ہو کر وہ مرشیا پر حکومت کرتی رہی۔ اور ایک اس کا بیٹا ایڈورڈ جو ۹۴۸ء میں باپ کے مرنے پر وارث تخت و تاج ہوا۔

الفریڈ کے خاندان کے زیر سایہ اب ایک نیا دور شروع ہوا۔ اسی سال تک انگریزی قوم انگلستان کا نشو و نما۔ اہل شمال کے حلوں سے گویا بالکل ہی محفوظ رہی۔ لیکن پھر

بھی ملک میں بہت سی مختلف حکومتیں موجود تھیں جنہیں ایک دوسرے کا اقتدار ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ اس کے علاوہ قوم ویلس جسے انگریز نچا دکھا چکے تھے مغرب میں ان کے لئے خار پہلو بنی ہوئی تھی۔ اور مشرق میں قوم ڈین کا دور دورہ تھا۔ جس کے آگے خود ان کی حیثیت نیم مفتوحانہ تھی۔ ایسی حالت میں کس طرح ممکن تھا کہ ملک میں امن و امان قائم رہے۔ چنانچہ مرشیا کی رئیسہ ایٹھلفلڈ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ہی مردانہ دانتوں اور نیام سے نکالی اور ڈینیون کے پانچوں اضلاع داربی لنکن۔ لیٹر۔ اسٹیمپٹون و ناٹنگھم یکے بعد دیگرے فتح کر لئے۔ اس کے انتقال پر ایڈورڈ نے "ڈین لا" کا باقی تمام علاقہ تسخیر کیا۔ اور ہارنمبیرگ کی کل آبادی نے جس میں ڈین اور انگریز دونوں شریک تھے۔ اور

ایڈورڈ کا این ۹۲۵ء

ویلز۔ اس طرح کلاڈ اور اسکاٹ لینڈ کے حکمرانوں نے اسے اپنا متحدہ آقا اور فرمانروا تسلیم کر لیا۔

ایٹھلسٹن ۹۲۵ء۔

اس سے معلوم ہو گا کہ حقیقت میں سارے ملک کی باگ ایڈورڈ کے ہاتھ میں تھی۔ اُس کا بیٹا ایٹھلسٹن جو اس کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اکثر اپنے آپ کو شہنشاہ برطانیہ کہا کرتا تھا۔ پھر بھی ایٹھلسٹن کو قوم اسکاٹ اور اسٹریٹھ کلاڈ کے ویلش باشندوں کے مقابلے میں جو ڈینیوں کے ساتھ مل کر اُس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سخت وقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن دریائے ہمبر کے شمال کی جانب بروزن ہرا کی مشہور لڑائی میں اُس کے ان حریفوں کو شکست ہوئی۔ ایڈمنڈ ایڈورڈ اور ایڈوی کی عمر بھی جو ایٹھلسٹن کے بعد مسند حکومت پر بیٹھے۔ اور رشتے میں ایڈورڈ کے بیٹے اور پوتے ہوتے تھے اپنے مختصر عہد میں چاروں طرف سے شورشوں اور بغاوتوں کا مقابلہ کرتے گزری۔ آخر کار جب ۹۵۹ء میں ایڈوی کا بھائی اور الفرڈ کا پر پوتا ایڈگر تخت نشین ہوا۔ تو ملک کو بیس سال کے لیے امن نصیب ہوا۔ قوم کی حالت۔

اس امن و امان کی بڑی وجہ ایک نہایت ہی بیدار و شہنشاہ کی قابلیت تھی۔ جس کا نام ڈنلش تھا۔ ڈنلش ۹۲۵ء میں بمقام گلیسٹن بری پیدا ہوا تھا۔ اور ایڈگر کی سلطنت کے انتظام میں اسی کے دانشمندانہ مشورے و خیل تھے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ایڈگر جس قوم پر حکمراں تھا اُس کی نوعیت اور حیثیت کیا تھی۔ اس لیے کہ اس مدت میں نہ صرف نظم و انضام مملکت کے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ بادشاہ کی قوت زمانہ سابق کے بہ نسبت بہت کچھ بڑھ گئی تھی۔ گاؤں کے سینکڑوں اب طبقے بن گئے تھے۔ ہر حلقہ ”شائر“ کہلاتا تھا۔ جو بادشاہ کے ایک خاص افر کے سپرد ہوتا تھا۔ جسے ”شائر ریو“ کہتے تھے۔ موجودہ انگریزی لفظ ”شیرف“ شاہی عامل۔ جس کے معنی عامل کے ہیں۔ اسی سے نکلا ہے۔ اس عامل کا کام یہ ہوتا تھا کہ شاہی محصولات وصول کرے اور

سوتیج اور اسقف کے ساتھ کہ اس کا تقرر بھی ہمیشہ بادشاہ کی طرف سے عمل میں

آتا تھا۔ حلقے کی پنچایت میں شریک ہو۔ رکاب کی فوجی جمعیت کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ اور چونکہ بادشاہ انھیں علاقہ صرف خاص سے جاگیریں دیتا تھا۔ اس لیے جنگی خدمت کے لیے وہ انھیں ہر وقت طلب کر سکتا تھا۔ رکاب کے انھی سرداروں سے امر اکا ایک نیا طبقہ پیدا ہو گیا جنھیں درجہ امارت قدیم روسا کی طرح کچھ اس وجہ سے حاصل نہ تھا کہ وہ قدیم خاندانی روسا کی نسل سے تھے۔ بلکہ اس لیے کہ بادشاہ نے انھیں امیر بنادیا تھا۔ زمینداروں کی حیثیت میں بھی ایک نیا تصور واقع ہو گیا تھا۔ جن دنوں ملک میں شورش برپا تھی۔ زمینداروں کو اپنے گھر یا کسی خطا طے میں بڑی مشکل پیش آیا کرتی تھی۔ اس لیے انھوں نے اپنی بھلائی اسی میں سمجھی کہ کسی ایسے شخص کی حمایت میں آجائیں جو ان سے زیادہ دولت مند اور طاقتور ہو۔ شہروں میں اس قرارداد کی چنداں ضرورت انھیں ہائے امن

پیش نہ آنے پائی۔ اس لیے کہ شہروں نے قیام امن کے لیے انھیں قائم کر لی تھیں۔ اور خطرے کے وقت ان انجنیئروں کے اراکین دشمن کا مقابلہ دوش بدوش ہو کر کرتے تھے۔ لیکن دیہات میں اکثر درجے کے آزاد انتخاب ایک نہ ایک امیر کی پناہ میں آکر اس کی رعایا بننے لگے۔ امیریں پناہ وہی کا معاوضہ ان سے خاص خاص خدمات کی شکل میں لیتا تھا۔ اور انھیں "ولین" کہا جاتا تھا۔ "ولین" لاطینی لفظ "ولینس" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی کاشتکار کے ہیں۔ ان کا آقا "ہلا فورڈ" یا لارڈ کہلاتا تھا جس سے مراد ان دانا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی ان کی حالت کچھ ایسی بری نہ تھی۔ زمیندار حیثیت میں گھٹ کر وہ اپنے مکانوں کے آپ مالک تھے۔ ان کے دسترخوان پر رکھانے کو جو کی روٹی۔ شہد۔ مچھلی ترکاری اور میوہ اور پینے کو چھاپچھوٹی تھی۔ ان کی حیثیت میں فرق صرف اس قدر

آتا تھا کہ سابق میں انھیں گاؤں کی پنچایت کی طرف سے زمین استحقاق ملتی تھی۔ مگر شخص پنچایت میں پوری آزادی کے ساتھ رائے دے سکتا تھا۔ اور کسی شے آگے سر نہ جھکا تھا۔ برخلاف اس کے اب انھیں زمین اپنے "ان دانا" کے

کی طرف سے ملتی تھی۔ اپنی زمین چھوڑ کر وہ کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کر سکتے تھے۔ اور ملک کی حکومت میں اس کی وساطت کے بغیر انھیں بہت ہی کم دخل تھا۔ بلکہ بالکل نہ تھا۔

پھر بھی ابھی تک بہت سے ایسے زمیندار باقی تھے جو انشائی علاقہ کے سفید پوش اپنی اپنی زمینداروں کے اندر آزادانہ حیثیت سے رہتے تھے۔ اُن کے مرد سو فی مئیس نینا کار جو بی کوٹ اور چمڑے کے جوتے پہنے مٹانگوں پر سو فی مٹیاں باندھے گلیتوں میں اپنے مزدوروں اور غلاموں سے کام لیتے اور گھر کی مالکہ بوطیدار گون میں لمبوس باریک پارچہ کا نقاب منہ پر ڈالے اپنی اسیلوں سے کام لیتی تھی۔ جو یا تو زنانے میں بیٹھی ہوئی چرخہ کا تا کر تی تھیں یا اورچی خانے کے کام کاج کے علاوہ خانہ داری کے دوسرے فرائض سجالاتی تھیں۔ متوسط طبقے کے یہ زمیندار اب بھی ویسے ہی آزاد تھے جیسے قدیم زمانے میں۔ اور آگے پہل کر جفاکش مختاری زمینداروں کا جو طبقہ تیو میں (سفید پوش) کے نام سے مشہور ہوا۔ وہ انھیں کی نسل سے تھا۔ اُن کے گھروں میں ہا اوقات یہی ٹھکانے لگا آتا جو خود امرا کے گھروں میں پایا جاتا تھا۔ آقا اور نوکر دیوان خانہ کی لمبی میز پر ایک ساتھ بیٹ کر کھانا کھاتے تھے اور اس میں گاہے اور دہانے کا گوشت اور جو کی میٹھی اور کڑوی شرا بیں ہوتی تھیں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ اُن سے کوئی خدمت لے یا اُن کی آزادی کو محدود کرے۔ یہ آزاد سفید پوش زمیندار زیادہ تر انگلستان کے شمالی علاقے میں بود و باش رکھتے تھے۔ اور اپنے ہم پیمناؤں کی سرکردگی میں اکثر ان کی جھڑپ جنوبی علاقے کے بڑے بڑے اہل اسے ہوا کرتی تھی۔ جو کاشتکاروں کی ایک بڑی تعداد کے مالک ہو جاسکے۔ یہ رفتہ رفتہ بہت زبردست ہو چکے تھے۔

امرا اور اساقفت۔ امرا کا وقت اپنی اپنی جاگیروں میں بے کاری اور بے اوقات آوارگی میں گزرتا تھا۔ اُن کی کاشتکار رعایا اُن سے کوئی بھی طرح کے کام آتی تھی۔ وہ زمین جو تھی تھی۔ بڑھی اور لوہار اور موچی کا کام کرتی تھی۔ یا غلاموں کی حیثیت سے پرورش پاکریج ڈالی جاتی تھی۔ اُن کے دسترخوان پر

پلے ہوئے جانوروں اور شکار کا گوشت با فرط موجود ہوتا تھا۔ مینے کو عمدہ قسم کی تراب  
 بکثرت ہوتی تھی امن کے زمانے میں کتے کا شکار۔ باز کا شکار۔ تیشی اور گھوڑ دوڑ  
 ان کے خاص خاص دل بہلاؤ کے سامان تھے۔ امیرزادیاں چرخہ کاتتی یا کشیدہ  
 کاڑھتی تھیں۔ اور امرائے آبائی دیوان خانوں میں مطرب گانا سنا کر یا خانہ بدوش  
 مدارسی اور نٹ اپنے کرتب دکھا کر اہل محفل کا دل بہلاتے تھے۔ جنگ کے  
 ایام میں امرابادشاہ کا حکم پا کر جمع ہو جاتے تھے۔ اور اس وقت مجلس دانشمندان  
 میں ان کی اور اساتف کی آواز سب پر غالب ہوتی تھی انھیں اختیار حاصل تھا کہ  
 بادشاہ کو منتخب کریں۔ یا تخت سے اتار دیں۔ وادری کریں۔ عہد ناموں  
 کی تکمیل۔ اراضی کی تقسیم اور سلطنت کا انتظام کریں۔ اس طور پر رعایا اور بادشاہ  
 کے درمیان حاجب ہونے کی حیثیت سے امر اور اساتف کا رسوخ بہت  
 بڑھ گیا۔ اور صرف لندن اور نیسٹر کے بڑے شہر دجاں دانش مندوں کی مجلسیں  
 منعقد ہوتی تھیں اور لوگوں کو شرکت کا موقع ملتا تھا۔ ایسے رہ گئے جن میں  
 عام آزادانہ انتخاب کی آواز ابھی تک سنی جاتی تھی۔ تمام مشرقی ساحل کے کنارے کچھ  
 انگریزوں اور ڈینیوں کی چلی ڈینیوں اور انگریزوں کی آبادی کے مخلوط ہو جانے کے باعث  
 الفریڈ کے زمانے کے بعد ملک کی حالت میں ایک اور بہت

آبادی۔

بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ ڈین فاتحانہ حیثیت سے اگر آباد  
 ہوئے تھے۔ اس لیے وہ ہرگز اس بات کے روادار نہ ہو سکتے تھے کہ ان کے  
 حقوق میں کسی قسم کی دست اندازی کی جائے۔ چنانچہ بجز بادشاہ کے وہ اور کسی کو  
 خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اور جب کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوتی تھی تو  
 خود بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے سے بھی نہ رکھتے تھے اس طور پر شمال کی آزاد  
 آبادی کی طرح ان کا طبقہ بھی مکمل طور پر آزاد واقع ہوا تھا۔

ڈنسن کی حکومت ملک کی حالت کا یہ عام نقشہ تھا کہ ڈنسن جس کی ابھی ہیں  
 ہی بیگنے پائی تھیں۔ ایچلسٹن کے دربار میں آیا۔ لیکن  
 شیخ چشم امرا اور بارنے جو اس کے علم اور قابلیت کے باعث اس کے حاسد ہو گئے  
 تھے۔ اسے وہاں ٹکنے نہ دیا۔ ایک شدید مرض میں مبتلا ہونے کے بعد ڈنسن

نے دنیا چھوڑ دی۔ اور رہبانیت اختیار کر لی۔ ایامند نے اسے کلیسٹن بری کی خانقاہ کا راہب اعظم مقرر کیا۔ اور جب وہ آگے چل کر بادشاہ کا وزیر ہو گیا۔ تو ملک کے انتظام میں اسے اپنی ریاست کے جوہر دکھائے پہلے اس نے قوم اسکاٹ کے بادشاہ میکلم کو کمر لینڈ کا علاقہ دے کر اپنا دوست بنالیا۔ اور اس دوستی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ڈینیول کو میکلم کی طرف سے کوئی گناہ نہ ملنے پائی۔

ایڈمز ۹۶۴ء

ایڈمز ۹۶۷ء

ایڈمز ۹۵۵ء

اس کے بعد اس نے ڈینیول کو بھی اس بات کی اجازت دے کر خوش کر دیا کہ وہ اپنے تومی رسم و رواج اور قوانین اختیار کر سکتے ہیں۔ امیروں اور غریبوں کے ساتھ وہ بلا رو در عایت ایک ساسلوک کرتا تھا۔ اور اس کے اس ناظر فدا رائے نظر

سے پریشاں حال ملک میں تھوٹا بہت انصاف قائم ہو گیا تھا۔ ایڈمز کو ۹۶۷ء میں ایک باغی نے جس کا نام لیاف تھا قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد ایڈمز تخت پر بیٹھا۔ ڈنسلن اس کے عہد میں بھی برابر منصب وزارت پر فائز رہا اور اگرچہ ایڈمز کے جانشین ایڈوزی نے اس بات پر ناراض ہو کر کہ ڈنسلن نے بادشاہ کو رشتہ کی ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے روکا تھا جلاوطن کر دیا۔ لیکن جب ۹۵۹ء میں ایڈگز جس کی عمر اس وقت صرف چودہ سال تھی۔ تخت پر بیٹھا تو دیوکس کی مجلس دانش مندان کے فیصلے سے قلمدان وزارت پھر ڈنسلن کے سپرد ہوا۔

ایڈگز لقب بہ جمع دوست کنٹر بری کے استغف اعظم ہونے کی حیثیت سے ڈنسلن کا زمانہ حکومت وہ زمانہ ہے جس میں اہل ملک رفتہ رفتہ ترقی کر کے ایک قوم بن گئے۔ ایڈگز "صلح دوست" کے

۹۵۹-۹۶۵ء

لقب سے ملقب ہوا۔ اور جہاں ایڈگز کے قوانین کی دانش مندانہ اور منصفانہ یاد دہانی فسلوں تک قائم رہی۔ وہاں اس کے عہد فرمانروائی میں ملک سب سے پہلی مرتبہ انگلینڈ کے نام سے موسوم ہوا یعنی وہ سر زمین جس میں انگل یا انگریز بستے ہیں۔ نارتمبریا کا شمالی حصہ جو نو تھین کہلاتا ہے۔ کینتھ شاہ اسکاٹ لینڈ کو دے دیا گیا جو اس پر ایڈگز کی طرف سے حکمراں ہوا اور اس طود پر شمال کی

مشورہ پشت آبادی رام کر لی گئی۔ اسکا ٹلینڈ کے بادشاہ بھی اب زیادہ تر میدانی  
 پوتھیں کا علاقہ اسکا ٹلینڈ  
 علاقوں میں رہتے گئے اور ایڈنبرا اسکا ٹلینڈ کا پائے تخت  
 ہو گیا۔ ویلز کے سرکش بادشاہ اڈوال کو سرطاعت ختم کرنا  
 پڑا۔ اور اس کی طرف سے تین سو بھیڑیوں کے سربراہ سال بطور

خراج کے وصول ہونے لگے دو سرری قوموں کے ساتھ تجارت کا سلسلہ اب  
 ترقی کر چلا رہنروں اور غارت گردوں کی دست برد سے مال تجارت کو بچانے کو این نہایت سخت  
 ترقی تجارت۔  
 تھے۔ اور ایڈنبرا نے جہازوں کے تین بیڑے خاص

اس کام پر لگا رکھے تھے کہ ساحل کو شب و روز ڈین قوم کے بحری خزانوں کی  
 دست داری سے بچاتے رہیں تاکہ فرانس اور جرمنی کے سوداگر اپنا مال لے کر  
 صحیح و سلامت لندن پہنچ سکیں۔ لندن میں اہل حرفہ نے اپنی مخصوص انجمنیں قائم  
 کئی شروع کیں۔ کلیسا کی حلقہ متحد ہو کر "دارڈ" (صدر حلقہ) بن گئے۔  
 یہ صدر حلقہ کا انتظام ایک سرپنچ سے متعلق ہو گیا۔ اور "ہربرا" یعنی قصبہ  
 کے مکان داروں کی طرف سے یہ مطالبہ جوئے لگا کر انھیں اپنے اوپر آپ  
 حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔

ایڈورڈ الملقب پشیدہ ڈنلسٹن نے تعلیم میں نئے سرے سے جان ڈالی۔ اور  
 ۹۴۹-۹۵۰ء  
 کوشش کی کہ خائفانہ ہوں اور مدرسوں میں راہب زیادہ تر  
 پاکیزانہ زندگی بسر کریں۔ اور شاگردوں کو زیادہ محنت اور

شوق سے درس دیں۔ لیکن کلیسا کی حمایت میں اس کی یہ سرگرمی انجام کار حکومت  
 سے اس کی برطرفی کا باعث ہوئی۔ اگرچہ متاہل پادریوں کو اس سے اپنے اپنے  
 منصبوں پر قرار رہنے دیا تھا۔ پھر بھی اس کی کوشش ہی تھی کہ قانون تہجد کو ان میں  
 از سر نو رواج دیا جائے چنانچہ ویران شدہ خانقاہوں کو جو رہبانیت کی کہیں کا نہیں  
 نئے سرے سے بنوا کر اس نے راہبوں کے ساتھ خاص رعایت کی کہیں اور  
 ایڈگر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جو زمینیں ان سے لے لی گئی تھیں۔ بحال کر دی جائیں۔  
 اس سے عام طور پر بڑی بددی بھیل گئی۔ اور جب ایڈگر کی وفات پر اس کا من مٹا  
 ایڈورڈ چار سال کے قلیل عہد حکومت کے بعد اپنی سوتیلی ماں ایلفر تھ کے حکم سے



مارڈا لایا تو فوج رکاب کے سرداروں نے ایلفرڈ کے خرد سال بیٹے ایٹھلڈ کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلطنت کی باگ ایلفرڈ اور اس کے منہ لگے سردار ایٹھلڈوں کے ہاتھ آگئی۔ ڈنسلن کٹر بری میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ اور نو سال بعد وہیں اس نے وفات پائی۔

ایٹھلڈ الملقب بمجمل | بد نصیب انگلستان پر پھر مصیبتوں اور پریشانیوں کا دل بادل  
چھا گیا۔ ایٹھلڈ کو تاریخ نے ”مجمل“ کا خطاب دیا ہے۔ اور  
”خود رائے“ بھی کہا ہے۔ کیونکہ وہ دوسروں کے مشورے

پر کبھی عمل نہ کرتا تھا۔ اور اپنی ہی رائے پر چلتا تھا۔ جب وہ بڑا ہو کر فرمانروائی کے قابل ہوا تو اپنے کلیسیائی مشیروں سے جھگڑا کر اس نے من مانی حکومت کا ڈول ڈالا اور اس فکر میں ہوا کہ فوج رکاب کے سرداروں کی طاقت کو کھیل ڈالے۔ لیکن ان کی طاقت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں پھر متحد و چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ جو بڑی آسانی سے ڈین حملہ آوروں کا نقصان سکتی تھیں۔ چنانچہ ڈنکارک اور زاروے کے بادشاہ سوین (دیا سوین) اور الف ایکسٹڈی دل لے ہوئے آئے اور ملک ان غارت گروں کے حلوں کا پھر تختہ مشق بن گیا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر انگریزوں پر اس وقت کوئی اچھا بادشاہ حکمران ہوتا تو وہ دشمن کی مدافعت ضرور

ڈین قوم کا دوسرا حملہ | پوری کاسیائی کیساتھ کرتے۔ اسلئے کہ مشرقی یکسوں کے سردار برتھناتھ الملقب بے ”پیر مرد“ کی جانبازی کا افسانہ نہیں بھولے جس نے ڈینیوں کا مقابلہ کیا اور لوفٹہ میں مالڈن کی مشہور جنگ میں لڑتے لڑتے مار لیا۔ لیکن ایٹھلڈ نے کیا تو یہ کیا کہ ”ڈین گلڈ“ (ڈینیوں کا خراج) کے نام سے زمین پر ایک محصول لگا دیا

اور پہلے تو سولہ ہزار پونڈ کے برابر رقم دے کر انھیں ٹالا۔ پھر چند سال بعد چوبیس ہزار پونڈ کا مزید نذرانہ پیش کر کے کچھ عرصے کے لئے ان کی پیشقدمی کو روکا۔ اس کے بعد اس نے نارمنڈی کے ڈیوک (امیر الامرا) رچرڈ کی بیٹی ایما سے اس امید پر شادی کی کہ تو نارمن اس کی دستگیری کرے گی۔ جب یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی تو اس نے بدرجہ اخیر یہ حیلہ سوچا کہ مجلس دانش مندان کو ڈینیوں کے قتل عام پر آمادہ کرے مجلس پہلے ہی ان سے فارغ کھائے بیٹھی تھی۔ ایٹھلڈ کا اشارہ جلتی آگ پڑیل ہو گیا

اور مجلس کے خفیہ احکام کی بنا پر سمنٹ برائس والے دن ۱۳ نومبر ۱۸۰۱ء کو کثیر التعداد و  
ڈین تلوار کے گھاٹ آ کر سے گئے۔

سلطنت کے لیے بددہد جو لوگ قتل ہوئے تھے ان میں سویں کی بہن گن ہلڈ اور گن ہلڈ  
کا خاوند اور بیٹا بھی شامل تھا۔ سویں کو جب اس واقعے کی خبر ملی

تو اس نے قسم کھائی کہ ان کا انتقام لے کر رہوں گا۔ چنانچہ ایک بہت بڑی فوج لیکر  
وہ انگلستان پر حملہ آور ہوا۔ اور اس کے پیچھے ہی پیچھے اسی تھر کل ڈینوں کا ایک

زیر دست جتھا لے کر آیا۔ دونوں نے ملکر ملک بھر میں لوٹ مار مچا دی  
اور کنٹربری کا اسقف اعظم الفیج بڑی سیدھی سے ڈینوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ایٹھڑ

نے دو مرتبہ اور اپنے دشمنوں کو روپیہ دے دلا کر ٹالا۔ لیکن انگریز اس کے ظلم و ستم  
سے تنگ آ گئے تھے۔ نار تمبیر یا اور مرشیا کی حکومتیں سویں کے ساتھ مل گئیں اور

ویکس کے فوجی سردار بھی اس کے مطیع ہو گئے۔ ایٹھڑ اب اپنے اہل و عیال سمیت  
بھاگ کر نار منڈی چلا گیا۔ اور سویں ملک کا بادشاہ ہو گیا۔ یہ سچ ہے کہ ایک جینے

بعد جب سویں نے وفات پائی تو ایٹھڑ پھر واپس آ گیا لیکن اب سویں کا بیٹا نوٹ اس کے  
مقابلے کے لیے موجود تھا۔ دو سال دونوں میں کشمکش ہوتی رہی۔ آخر نوٹ نے ایٹھڑ

کا انتقال ہو گیا۔ لندن کے باشندوں نے ایٹھڑ کی وفات پر اس کے بیٹے ایڈمنڈ کو جب کا  
ایڈمنڈ الملک بنو لا دیلو

بقب فولاد پہلو ہے اپنا بادشاہ منتخب کیا لیکن انگلستان کی  
باقی تمام آبادی کی طرف سے نوٹ بادشاہی کے لیے تجویز ہوا۔

ایڈمنڈ بڑی بہادری سے لڑا اور چھ فیصلہ کن لڑائیوں کے بعد  
سلطنت اس کے اور نوٹ کے درمیان تقسیم ہو گئی لیکن

سات جینے کی حکومت کے بعد اس کا رشتہ حیات منقطع ہو گیا۔ اور ڈینوں اور  
انگریزوں نے بالآ اتفاق نوٹ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

نوٹ ۱۸۰۱ء - پچیس سال کی پریشاں کن بد و جہد کے بعد رعایا کو اب پھر ایک  
زیر دست حکمران نصیب ہوا۔ اور اٹھارہ سال تک ملک میں

امن و امان کا دور دورہ رہا۔ نوٹ نے جی میں ٹھان لی تھی کہ ملک پر اس انداز سے حکومت  
کرے گا جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ ان کا بادشاہ گویا ایک انگریز ہے۔ اگرچہ اپنے عہد

فرماں روانی کے شروع میں جبکہ اس کا تخت محفوظ رہا تھا۔ وہ بہت سختی اور بے رحمی کرتا تھا۔ لیکن آگے بڑھ کر اس نے اپنے انصاف اور دانش مندی سے لوگوں کے دل میں گھر کر لیا۔ جس طرح تمام انگریزی نسل کے بادشاہوں کا قاعدہ تھا کہ تخت و تاج انھیں اپنی قوم کی مجلس و دانش مندان کی طرف سے ملا کر آتا تھا۔ اسی طرح اس نے بھی یہ امتیاز مجلس ہی سے حاصل کیا۔ ملک میں اس نے ایسا کر ہی کیا۔ اس کے قوانین قائم رکھے اور دستخط ڈال دیے۔ اس کے ساتھ ساتھ کر کے رکھا گیا اور زیادہ تر اگر دیکھ کر لیا۔ اور وہ دین بھی خوش تھا کہ ان کا بادشاہ انھیں کی نسل سے ہے۔ نوٹ۔ لے انگلستان کو چار صوبوں والی میں تقسیم کر دیا۔ جن کے حاکم اسلایا بنجاراں کہلاتے تھے۔ تین زبان میں یہ منصب اس زمانے کے اٹھارہ سال انگریزی منصب آیا۔ تین درجن باسردار کا ہم معنی ہے۔

انگریز حاکم نامہ اور جو سب سے پہلے میں سب سے زیادہ طاقتور و امیر تھے۔ ایک تویشیا کا امیر یا ملک اور ایک ڈیکس کا امیر کا نام۔ جو نوٹ کا وزیر تھا اور بادشاہ یا بجی ہم بیابا بھی کیا تھا نوٹ نے اپنی تین فوج برطرف کر دی اور جنگی ضروریات کے لئے صرف نصف خاص کی ایک جمعیت رہت رہی۔ انگریزوں کی قیادت میں اس وجہ سے ہوا تھا کہ جب اس نے ہمارے پرچم والی کی تو انگریزی سپاہ اپنے ہمراہ لیتا گیا۔ ملک میں اب اس قائم تھا۔ لوگ فراغت اور اطمینان سے وہ لوگوں کی صفائی اور جنگوں کی کاٹ چھانٹ میں مصروف ہو گئے۔ زمینوں میں کاشت کر رہے تھے۔ اور تجارت اور صنعت و حرفت کو ترقی دیتے تھے۔ ویش اور انگریز غلاموں کی خرید و فروخت کا جو شرمناک سلسلہ جاری تھا۔ اس کی روک تھام کے لئے بھی ایک طرح نوٹ نے بہت کوششیں کیں۔ لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ باوجودیکہ بروہ فریڈی کا قانون نافذ تھا۔ اور پادری بھی لوگوں کو دغظ و نصیحت کے ذریعے سے سمجھاتے تھے کہ انسان کا کوئی غلام بنا کر بیچنا یا خریدنا درست نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی نوغ مردوں اور عورتوں کے کھپ کے کھپ برٹل سے جہانوں میں بھر کر دیا گیا۔ اب اس نے اور آئرلینڈ میں تینوں کے ہاتھ فروخت کر دیے جاتے تھے۔

اگر نوٹ کے وہاں فرزند پیدا ہوئے اور ہارٹانوٹ حاصل و دانا ہوئے تو ان کا نام

ہر سلطنت میں خود چلنے والے بادشاہوں سے خالی نہ ہو جاتا لیکن ان دونوں نے اپنے  
 تعلیم زاد حکومت میں رعایا پر وہ تم ڈھاسے کر چند ہی روز میں ملک میں خاک اڑنے لگی  
 اور اہل برطانیہ کو جو ڈین بادشاہوں سے نفرت تھی اس کی نسبت  
 یہاں تک پہنچی کہ جب ہارٹمانوٹ شہنشاہ میں ایک تقریب ولیم  
 کے موقع پر دفعۃً گرفت ہوا تو اس کے دوستوں نے بھاگ کر فرار  
 کی یا وہ شاہی سے انگریز بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ ایٹھ لاکھ اور ایٹھ لاکھ اور ان کے  
 قیدیوں کے ساتھ ساتھ رہے تھے۔ اس زمانے سے جس قدر ڈین انگلستان میں بس گئے  
 خود ان سب نے انگریزوں سے شیر و شکر ہونا شروع کر دیا اور ان دونوں قوموں میں  
 اتنی جلد میں بول ہو کہ لوگوں کو چند ہی قروں کے بعد انگریزوں اور فرینچوں میں فریق پڑا  
 ہو گیا۔ بریں ہم اس زمانے میں بھی فرینچوں کا پتہ لگانا مشکل نہیں ہے، یارک اور لنکن  
 کے اضلاع میں جو مشنڈے اور زیادہ بھورے بانوں والے کسان وزیمندار  
 دکھائی دیتے ہیں وہ ان ہی فرینچوں کی یادگار ہیں۔ اُس قوم نے جن شہروں کو آباد  
 کیا تھا وہ ابھی تک باقی رہ گئے ہیں اور ان کے نام لفظ "بی" (By) پر ختم ہوتے ہیں  
 اور اسی علامت سے ان کی شناخت کی جاتی ہے۔ "بی" کے وہی معنی ہیں جو  
 انگلو سیکسن ٹون (Tun) اور ہیم (Ham) کے ہیں اور جن کا مفہوم شہر و قریہ اور  
 مینڈ و موضع جاگیر وغیرہ کا ہے چنانچہ ڈاربی۔ ویٹ بی اور ریک بی ایسے شہر ہیں جن کو  
 ڈینوں نے بسایا تھا مگر اس کے برخلاف نائٹنگیم ڈھم اور بریڈنگٹن کے ناموں  
 سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو نوادہ انگریزوں نے آباد کیا تھا۔



## چوتھا باب

انگلستان میں نارین قوم کے اثر کا آئینہ

لوگ اگرچہ خوش رہتے کہ انگریز کی اولاد پھر وارث تاج و تخت ہوئی ہے۔ اور انھیں پھر ایک ایسا بادشاہ نصیب ہوا ہے جو انھیں میں سے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں نے سب سے زیادہ بدیسی ہو گیا تھا۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ہمیں ڈیڑھ سو سال پہلے کے واقعات پر نظر ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ فرانس کے شمالی ساحل پر کیا واقعات پیش آ رہے تھے۔ جس زمانہ میں قوم ڈین نے نارین قوم فرانس میں انگریزوں کا انگلستان میں قافہ تنگ کر رکھا تھا تو انھیں بحری قزاقوں کے غول کے غول کشیوں پر سوار فرانس کے

سنہ ۱۶۹۰ء

اس علاقے میں لوٹ مار چار رہے تھے جو دیارے سین کے فوج میں واقع ہے۔ اور جس طرح ان کے بھائی بند انگلستان میں قتل و غارت کا بازار گرم کر رہے تھے۔ اسی طرح انھوں نے فرانس میں تاخت و تاراج کا ہنگامہ بیکار رکھا تھا۔ ان لٹیروں کی ایک جماعت نے رالف یارو نوام ایک مشہور سردار کی سرکردگی میں دیارے سین کے اندر اپنا بیڑا لاکر شہر روٹن پر قبضہ کر لیا۔ رالف کی غارتگرانہ دست برد نے چاروں طرف بے تباہی پھیلائی۔ ان کے حالات متعدد روایات کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں مگر یقینی طور پر صرف اس قدر معلوم ہے کہ سنہ ۱۶۹۳ء میں عین اُس وقت جبکہ ایٹھ اندازہ در اندازہ انگلستان میں علاقہ ڈین لایسنی قوم ڈین کی حکومتوں کو فتح کر رہے تھے۔

ریاست نارمنڈی (دیکھو صفحہ ۴۵) چارلس الثقب "اسپیل" (سادہ لوح) شاہ فرانس نے رالف کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ جس کی

سنہ ۱۶۹۳ء

رو سے دیارے سین کے دونوں کناروں کا علاقہ رالف کو مل گیا۔ اور شہر روٹن اس علاقے کا دار الحکومت قرار پایا۔ اس کے بعد رالف نے بادشاہ فرانس کی بیٹی سے شادی کر کے عیسوی مذہب اختیار کر لیا۔ جس علاقے پر وہ ڈیوک (امیر الامرا) کی حیثیت سے

حکمران تھا۔ نڈی یعنی اہل شمال کی سرزمین کے نام سے موسوم ہوا۔ اور اس کے پورے  
 اسکی اطوار اس پر حکومت کرنی رہی تو  
 مائیں فرانسیس ہو گئے۔ غرض فرانس کے مائیں اور انگلستان کے ڈین ایک ہی نسل سے  
 تھے۔ البتہ فرانس میں قومیں کے ملک میں مائیں آکر آباد ہو گئے  
 تھے۔ اور پھر کے ساتھ انھوں نے شادی کیا۔ ان کے تعلقات بھی قائم کر لئے تھے۔ مگر پھر  
 سے انھیں غلط تھی۔ انھیں اور مائیں میں اگرچہ فرانس میں انگریزوں کی طرح کے نہ تھے۔  
 لیکن تہذیب و شہر آشوب میں ان سے کہیں بڑے ہوئے تھے۔ اس لیے کہ دنیا کا  
 تہذیب و فراز انھوں نے بہت زیادہ دیکھا تھا۔ اور وہ مائیں بہت آبادی سے انھیں  
 بہت زیادہ ساقی بنا تھا۔ وہ بہت خوش و شہر سے رہتے تھے۔ ان تہذیب میں انھیں خاص  
 تجارت تھی۔ سنی دیا تھا۔ ان کی ذراست و دیباغی اور خوش طبعی و شگفتہ مزاجی ان کے نمایاں اوصاف  
 تھے۔ کس طرح انھیں ثقاہت اور عارفانہ اثر نہ دیکھا تھے۔ زیادہ عرصہ گزارنے پر انھیں ایک  
 چھوٹے سے علاقے کے جو بیٹے کے خارج میں واقع ہے باقی تمام علاقے کے مائیں فرانس میں  
 رنگ میں رہ گئے۔ زبان بھی فرانس میں اختیار کر لی۔ عادات و اطوار میں بھی فرانس میں  
 ہو گئے۔ اور انکی سپاہیانہ اور جفاکش طبیعتیں فرانس میں انکی زیادہ لطیف طبیعتوں کے  
 ساتھ گھل مل کر ایک ذات ہو گئیں۔ اس سے کہیں مظلوم نہ کیا ہو گا کہ سو سال کی  
 عید وادھان مائیں تھا۔ مدت گزار جانے کے بعد جب انھیں انقلاب بھجول کی شادی  
 کر رہے تھے۔ اس پر چڑکی ملی یعنی بحری قزاقوں کے سردار رالف  
 کی پروری سے ہوئی۔ جو اس قوم اہل فرانس کی خواہ اختیار کر کے فرانس میں چلی  
 تھی اور اس سماعت سے انھیں لڑکا بیٹا لڈورڈ جو ایما کے وطن سے تھا انگلستان  
 میں پیدا ہوئے۔ ان کے وجود اور مصائب فرانس تھا۔ اس کے علاوہ اسکی عمر بھی نو ہی سال  
 کی تھی کہ وہ اپنے بھائی انفریڈ سمیت اپنے والدین کے ساتھ انگلستان سے  
 فرار ہو کر نارمنڈی چلا گیا تھا۔ اس کی ماں ایما تو کچھ مدت بعد انگلستان واپس آئی  
 جہاں انھیں لڈورڈ کی وفات کے بعد اس نے نوٹ سے نکاح کیا۔ اور اس کا بھائی  
 انفریڈ بھی میر لڈ کے زمانہ حکومت میں انگلستان چلا آیا۔ مگر میر لڈ کے آدمیوں نے  
 نظم و فریب سے اس پر سچا رسے کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اسکا انتقال بہ مقام پولی

ہو گیا۔ لیکن خود ایڈورڈ نے یہ تمام زمانہ نارمن دربار ہی میں گزارا۔ وہ نارمنڈی ہی میں تھا کہ اس کے چچا ہارڈیا ویلیم کی عمر صرف سات سال تھی۔ نارمنڈی کا رئیس ہو گیا اور دونوں پیر سے بعد انوں کے تعلقات نہایت ہی دوستانہ ہو گئے۔

ایڈورڈ الملک چاہتا تھا کہ اس کے سوتیلے بھائی ہارٹھولڈ نے انگلستان پر بھیجا۔ جہاں وہ بہت جلد بادشاہ منتخب ہو کر

تخت پر بیٹھا گیا۔ اس کے ہمراہ بہت سے نارمن امرا اور شیوا یان دین بھی آئے تھے۔ جنھیں بڑے بڑے منصب اور فرائض دیے گئے۔

اور ایسا ہونا ایک بالکل قدرتی بات تھی۔ ایڈورڈ طبیعت کا نرم بہت مسکین اور ہر گز بادشاہ تھا۔ تخت پر بیٹھے ہوئے اس سے زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ

ایک نارمن رابرٹ ساگن جیسے کو اس نے لندن کا اسقف اور ایک نارمن رابرٹ آلف کو رچسٹر کا اسقف مقرر کیا۔ پادری رابرٹ بادشاہ کے مزاج میں ہر ایک

درخیز ہو گیا تھا کہ چند سال بعد بادشاہ نے اسے زہر پری کے صدر اسقف کی خدمت میں سوئپ دی۔ لیکن اس شخص کا اثر ملک کے حق میں بہت مضرت ثابت ہوا۔

میں صرف ایک ہی شخص ایسا موجود تھا جو بادشاہ کے ان سب بگے خوشی کی حد تک ہر شے ہوئی بے غوائیوں کی روک تھام کرتا رہتا تھا۔ یہ جلیل القدر شخص ولکس تھا۔

ایر کا ڈون تھا۔ جسکی بیٹی ایڈورڈ سے ایڈورڈ نے عقد کیا تھا۔ ملک کے انتظام کی ایک نئی تحقیقت گاڈون کی کے ہاتھ میں تھی۔ اور اسکا طریقہ حکومت خوب تھا۔ اس کے

شعوبی قسمت سے اس کا سب سے بڑا بیٹا سوٹن ایک ہموار و بے ہمار شخص واقع ہوا تھا۔ جسکی علیحدہ کاریوں نے کیا بادشاہ اور کیا رعایا دونوں کو ناراض کر دیا۔

گاڈون کے دشمن تو تک میں لگے ہی بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع اس سے یہ کہ لینے کا انھیں اور کیا ہاتھ آ سکتا تھا۔ سوٹن کی خطائیں گاڈون کو نچا دکھانے

کا بہانہ بن گئیں۔ اسی زمانہ میں ایڈورڈ کے بہنوئی یوسٹس امبرولون کی دودھ

دالوں کے ساتھ جھڑپ ہو گئی اور کشتہ خون تک نہایت ہی جہیں بہت سے آدمی مارے گئے۔ یوسٹس کو اصرار تھا کہ اہل دودھ کو مارنے کے

تبرہ کی بادشاہ میں منہادی جاہلے ۔ اور ہنگاموں کہتا تھا کہ کامل عقیقت کے  
 بغیر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے گی ۔ اور اگرچہ اس طرز عمل کے  
 مخالف سے وہ حق بجانب تھا لیکن نامزد اور خود انگریزی امر ابھی جن کے دل میں  
 اس کا بڑھا ہوا رسوخ کا نشان بن کر کھٹک رہا تھا اس کی مخالفت میں بادشاہ کے  
 طرفانہ ہو گئے چنانچہ گاڈون اپنے بیٹوں سمیت باقی قرار دیا گیا ۔ وہ اگرچہ تاتو  
 حکومت کا مقابلہ کرتا ۔ اور ملک میں فائدہ پہنچایا ہو جاتی لیکن اس کے نسبت وطن نے  
 بہت گوارا نہ کی ۔ اور اسی لئے وہ وطن چھوڑ کر فلینڈرس چلا گیا جہاں وہ کوئی سال بعد  
 انگلستان کی تاریخ میں یہ سال یاد رکھنے کے قابل ہے ۔ اس لئے کہ گاڈون کی نسبت  
 میں جب کہ نارمن فوجی سردار اور پادری حکومت کے سیاہ پیفید کے مالک  
 ولیم ایڈورڈ سے لیتے تھے ۔ اپنے جیسے تھے ۔ نارمنڈی کا فرار و ولیم جواب ایک پسندیدہ  
 اور جملہ شکیل نوجوان تھا ۔ ایڈورڈ کے لئے انگلستان آیا

بیان کیا جاتا ہے کہ اسی ملاقات کے دوران میں ایڈورڈ نے  
 جولاد ولد تھا ۔ ولیم سے وعدہ کیا کہ اپنے بعد انگلستان کے تخت و تاج کا وارث میں میں  
 قرار دیتا ہوں ۔ اپنے چچا زاد بھائی سے ایڈورڈ کو محبت تھی وہ عیسے ہی دندہ کی مقتضی  
 تھی ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاج انگلستان کچھ اسکی ملکیت نہ تھا جسے وہ اپنی سرنی سے  
 کسی دوسرے کے حواسے کر سکتا ۔ یہ اختیار صرف مجلس دانشمندان کو حاصل تھا ۔  
 اور چونکہ ولیم کی رگوں میں انگریزی خون کا ایک قطرہ بھی نہ تھا ۔ اسلئے تاج انگلستان پر  
 اسے سطلق کوئی حق نہ تھا ۔

گاڈون کی واپسی انگلستان کی حالت گاڈون کے بغیر بدستہ بدتر ہوئی گئی اور جب  
 وہ دوسرے سال اپنے چھوٹے بیٹوں کے ہمراہ انگلستان  
 واپس آیا تو اس کی پیشوائی کے لئے لوگوں کا ایک انہو کثیر  
 جمع ہو گیا جو اس کے ایک اشارے پر لانے مرنے کے لئے آمادہ تھے ۔ وہ اس بات کا  
 رد و دار تو نہ ہوا کہ لوگ بادشاہ کی فوج سے مقابلہ کریں ۔ البتہ اس حق کا اس نے  
 ضرور مطالبہ کیا کہ اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا جائے ۔ اور اگرچہ بادشاہ  
 اسکی بلدیابی پر کسی طرح رضا مند نہ ہوتا تھا ۔ لیکن مجلس دانشمندان نے نہایت خوشی سے



اسکی جاگہ اور اقتدار کو بحال کر دیا۔ جب ان نارس امر کو جو بادشاہ کی نگاہ کے بال سے  
 معلوم ہوا کہ گاڈون کا سوخ شہابی دربار میں پھر قائم ہو گیا ہے۔ تو وہ جاکر فرانس پہنچے  
 گئے۔ البتہ ایک بڑی تعداد ان امر کی جو زیادہ سہراوردہ نہ تھے انگلستان ہی میں مقیم ہی۔  
 ہیرلڈ کی حکومت | اب ۱۲۵۲ء سے لیکر ۱۲۵۸ء تک چودہ سال کا وہ دور  
 شروع ہوا جس میں انگلستان کی حکومت کی باگ خود فرزند ان  
 انگلستان ہی کے ہاتھ میں رہی۔ اور جس طرح شمع کا شعلہ بجھنے سے پہلے دفعۃً بھڑک  
 اٹھا کرتا ہے۔ یا بار بار سے پہلے سنبھالا لیتا ہے اسی طرح یہ زمانہ بھی قوم کے لئے  
 فرخی و فزائی کا آخری دور تھا۔ دوسرے سال گاڈون کا ضیانت کے ایک جشن میں  
 ایک بیک انتقال ہو گیا۔ اور اسکا دو صاحب بیٹا ہیرلڈ جو ایک من چلا سپاہی ہونے کے  
 ساتھ ایک بیدار مغز اور حوصلہ مند بزرگ بھی تھا۔ اسکا قائم مقام ہوا۔ ایڈورڈ اپنا تمام وقت  
 یا تو سپر وٹس کاریں گزارتا تھا۔ یا سینٹ پیٹر کے اُس بڑے گر جا کی عمارت کو جتنے دیکھتا رہتا تھا  
 جو ویسٹ منسٹر میں اسی مقام پر تعمیر کی جا رہی تھی۔ جہاں اب ویسٹ منسٹر ایبے (خاندان)  
 کی عمارت کھڑی ہے۔ عنان انتقام ہیرلڈ کے ہاتھ میں تھی۔ جو مرشیا کے امیر لیا فرک  
 اور بارک کے صدر اسقف ایڈورڈ کی مدد سے انگلستان پر حکومت کر رہا تھا۔ لیا فرک  
 کا گھرانہ گاڈون کے خاندان کا قریب تھا۔ اور اسکے بیٹے آئے دن ہیرلڈ کو پریشان  
 کرتے رہتے تھے۔ لیکن ان کا دیرینہ سال باپ، یعنی لیا فرک اپنے ملک کا سچا خیر خواہ  
 تھا اور اُس نے ہیرلڈ جیسے لائق بادشاہ کی ہوش حمایت کرنا شروع  
 ویلز کی تسخیر | مجموعی حیثیت سے رعایا ایسی خوش حال تھی کہ بجز خند شور شوں کے  
 جو ویلز اور نارٹھمبر لینڈ میں وقوع پذیر ہوئیں۔ اس زمانہ کا ادراک کوئی  
 واقعہ قابل ذکر نہیں۔ گاڈون کی جلا وطنی کے زمانہ سے ویلز کا بادشاہ گروفلڈ  
 انگلستان کے مغربی علاقے کو تاخت و تاراج کر رہا تھا لیکن ہیرلڈ نے برسر اقتدار  
 ہوتے ہی اپنے بھائی ٹاسک کی مدد سے اسکو بزور شمشیر مطیع کر لیا اور ایڈورڈ کی  
 شہنشاہی اُس سے منوا کر چھوڑی۔ لیکن نارٹھمبر لینڈ کی حالت ایسی قابل اطمینان تھی۔  
 اس علاقہ کا شہور امیر سیورڈ جس نے اسکا لینڈ کے نو عمر بادشاہ میلکم کو سیکھنے کی  
 غاصبانہ دست برد سے نجات دلانے اور اس کے زیر کرنے میں مدد دی تھی ۱۲۵۵ء

میں وفات پا گیا۔ اور ٹاسک اس کی جگہ نارتھ لینڈ کا امیر مقرر ہوا۔ ٹاسک  
ایڈورڈ کا بہت ہنہ لگا تھا۔ اور اپنے علانے کے انتظام پر توجہ کرنے کے بجائے ہر وقت  
نارتھ لینڈ کی بغاوت اور بادشاہ کی دربار داری کیا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نارتھ لینڈ میں  
ٹاسک کا باغی قرار دیا جانے لگا۔ بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ لوگوں نے جمع ہو کر یا فرک  
کے پوتے مارکیر کو اپنا امیر منتخب کیا۔ اور ایک جم غفیر نے خوب  
کی طرف بڑھ کر مطالبہ کیا کہ ٹاسک کو جلا وطن کر دیا جائے۔ ہیرلڈ نے اتنی قوت  
اپنے آپ میں نہ پائی کہ بغاوت کی حمایت میں سینہ سپر ہو سکے۔ چنانچہ ٹاسک باغی قرار  
دیا گیا۔ اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر غلینڈرس چلا گیا۔ اسی وقت سے وہ اپنے  
بغاوتی کا دشمن ہو گیا۔ اور یہی دشمنی آگے چل کر ہیرلڈ کے نوال کا ایک بڑا باعث بن گئی۔  
آج انگلستان کے عہد دار ہیرلڈ اس وقت انگلستان کا حقیقی حاکم اٹھلی تھا۔ لوگ اسکی  
زبردست حکومت کے سائیں میں خوش و خرم تھے۔ اور چونکہ

ایڈورڈ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لیے وہ ہیرلڈ ہی کو اپنا آئندہ بادشاہ سمجھنے  
لگے تھے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ایڈورڈ نے فی الحقیقت ولیم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ  
میرے بعد وارث تخت و تاج تم ہو گے لیکن اگر ایسا کوئی وعدہ ہوا بھی تھا تو ایڈورڈ  
نے دیکھ لیا کہ بحالت موجودہ اس کا ایسا حال ہے چنانچہ اس نے ایڈمنڈ فولا پھلو  
کے بیٹے ایڈورڈ کو ہنگری سے اپنی جانشینی کے لیے بلا بھیجا۔ لیکن انگلستان پہنچنے  
کے کچھ ہی دن بعد بادشاہ سے بے بغیر اسکا انتقال ہو گیا۔ اس کی یادگار  
صرف ایک کم سن لڑکا ایڈگر باقی رہ گیا۔ جس کے حالات پھر ہمارے سامنے  
آئیں گے۔

ہیرلڈ کی قسم | ادھر ولیم فرانزوائے ہارمنڈی کو ابھی تک یہ امید بندھی  
ہوئی تھی کہ ایڈورڈ کا وعدہ پورا ہو گا۔ ایک مرتبہ جب ہیرلڈ کا  
جہاز فوٹان میں گھر کر ہارمنڈی کے ساحل پر غرق ہو گیا۔ اور پانچویں کے حکم نے  
اسے گرفتار کر کے روٹن سمجھ دیا۔ تو بیان کیا جاتا ہے کہ ولیم نے اس سے  
قسم لی کہ ولیم کے غصہ کی تاب نہ لے کرے۔ اور اس عہد کو زیادہ دیش بنائے گی  
فرس سے اس قربانگاہ کے سینے جس پر حلف اٹھایا گیا تھا ہیرلڈ کے علم کے بغیر

مسیحی اولیا کے کچھ تبرکات بھی چھپا دیئے۔ ان واقعات کی اصلیت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ایڈورڈ یا ہیرلڈ کسی کو بھی تاج انگلستان کے وعدے کا اختیار نہ تھا۔

ایڈورڈ کی وفات ۵ جنوری ۱۶۶۰ء کو ایڈورڈ نے وفات پائی کلیسا نے ویسٹ منسٹر کے افتتاح کی رسم کو صرف ایک ہی ہفتہ گزرا

تھا۔ ایڈورڈ کو کیا معلوم تھا کہ اسی عمارت میں جو اسے اس درجہ عزیز تھی۔ اس کا جسم غریب حوالہ خاک ہونے والا ہے۔ ایڈورڈ اگر طبیعت کا کم زور تھا۔ لیکن اس کے اتقا اور پرہیزگاری میں کلام نہیں۔ چنانچہ اس کی وفات کے کوئی سو سال بعد ۱۷۶۳ء میں پاپائے انگریز ثالث نے مسیحی اولیا کی فہرست میں اس کا نام شامل کرتے وقت اسے امین معاصی کے لقب سے ملقب کیا۔ مرنے سے پہلے ایڈورڈ نے ہیرلڈ کو اپنی جائینی کے بیٹے نامزد کیا۔ اور مجلس دانشمنداں نے جس کے اراکین اس وقت لندن میں جمع تھے۔ اسی دن جلسہ کر کے اس نامزدگی کی اپنے انتخاب سے تصدیق کر دی۔ اور ہیرلڈ کی تاج پوشی کی رسم صدر استقف ایڈورڈ کے انھوں بہ مقام ویسٹ منسٹر محل میں آئی۔

ہیرلڈ ثانی ۵ جنوری ۱۶۶۰ء کو تخت پر بیٹھا۔ حالانکہ شاہی خون اس کی رگوں میں صرف اس قدر تھا کہ اس کی ماں ایک ڈین شہزادی تھی۔ لیکن یہ نئی عزت بہت تھوڑے دن کے لئے نصیب ہوئی تھی کیونکہ نامزدگی کے امیر ولیم کو جب ان تمام واقعات کا علم ہوا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ ہیرلڈ کو میں ایفائے عہد پر مجبور کروں گا اور تخت انگلستان اس سے لیکر رہوں گا۔ چنانچہ اس نے بلا درنگ جہازوں کا ایک بیڑا بنوانا اور فرانس کے اطراف و جوانب سے ایک لشکر حار جمع کرنا شروع کر دیا۔ اسی کے ساتھ اس نے پاپائے انگریز کو عریضہ لکھ بھیجا۔ کہ جس شخص نے اولیا کے تبرکات کی موجودگی میں اپنا عہد توڑا ہے اس پر فوج کشی کرنے کی مجھے اجازت دی جائے۔ اور میری کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

شومی ہیرلڈ کی مشکلات بڑھانے کے لئے خود اس کے بھائی کو لیتھی آئی۔ اس کا شک

نے جو ماروے چلا گیا تھا۔ اپنی کھوئی ہوئی امارت حاصل کرنے کے لیے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ اور پہلے تو جنوبی ساحل کو لوٹا پھر شمال کی طرف بڑھا اور ناروے کے بادشاہ ہیرلڈ ہارڈراڈ کو ساتھ لیے ہوئے دریائے ہمبر میں داخل ہو کر یارک شائر میں لنگر انداز ہوا۔

اسٹیفن ڈیچ کی لڑائی | ہیرلڈ کو اب ہر طرف خطرے کا سامنا تھا۔ پہلے تو چند مہینے تک وہ جنوبی ساحل پر دشمن کے نو دھارہوں نے ٹکا انتظار کرتا رہا۔

لیکن جب ولیم نے آیا تو ان چھوٹوں کو جنہیں بھرتی کر کے اس نے اپنا جگہ پیر کیا تھا مجبوراً منتشر ہونے کی اجازت دے کر وہ ٹاسٹنگ کے مقابلے کے لیے شمال کی طرف بڑھا۔ اسٹیفن ڈیچ پر جو یارک شائر میں واقع ہے ناروے کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور ٹاسٹنگ اور شاہ ہارڈراڈ دونوں مارے گئے۔ لیکن جشن فتح کے شادیاں بھی بچ ہی رہے تھے کہ ایک قاصد نے آکر میونس واقع سسکس میں نارمن حملہ آوروں کی لنگر اندازی کی خبر سنائی۔

ہیرلڈ کی لڑائی | بادشاہ یہ خبر سنتے ہی پھر جنوب کی طرف پلٹا۔ اور لندن پہنچ کر تمام قوم کو حفاظت ملک کی خاطر جان لڑا دینے کے لیے طلب کیا۔ لیکن

صرف جنوبی علاقہ کی آبادی نے اس آواز پر کان دھرا۔ ہیرلڈ انہیں کو لے کر کوچ کرنا ہوا۔ ہیرلڈ نے کہا کہ اتنی مختصر سی فوج کے ساتھ غنیمت پر حملہ کرنا دانشمندی کا فعل نہیں۔ مناسب یہ ہو گا کہ چاروں طرف کا علاقہ دیران کر دیا جائے۔ تاکہ ولیم رسد کے نہ ملنے سے خود ہی مجبوراً تھک دے۔ لیکن ہیرلڈ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ اپنے وطن کو خود ہی برباد کرے۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کو آگ لگائے۔ چنانچہ بتایا کہ ۱۱۴۱ء کو تو ایک بہاڑی پرچکا نام سناک ہے۔ اور جو شہر سے ٹھنڈا سا تھیل ہو گی ہیرلڈ کی شہر لڑائی وقوع میں آئی۔ یہ جنگ نہایت ہی خونریز تھی۔ انگریزی فوج کے سپاہی جو پانیادہ تھے زہرہ بکتر پہنے نیزوں اور دو دستی تیشوں سے مسلح تھے۔ اور بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ باقاعدہ فوج کے علاوہ انگریزوں کی طرف سے لڑائی میں دیہاتی آبادی بھی شریک تھی۔ جو بھالے اور چھوٹے لیے ہوئے جس طرح بھی پڑتا تھا

دشمن کا قابض کر رہی تھی۔ دوسری طرف نارمن فوج بھی پوری دوشجاعت دے رہی تھی۔ نارمن قادر انداز تیروں کی پوچھا کر رہے تھے۔ اور زرہ پوش سوار خود پہنے نارمن بھٹا ٹیلر کی سرکردگی میں پہاڑی پر دھاوا کر رہے تھے کہ کسی طرح انگریزی صفوں کو الٹ ڈالیں۔ اس دھاوے میں سب سے پہلا جو شخص کام آیا۔ وہ ہی بھٹا ٹیلر تھا۔ انگریز شجاعت اور پامردی کی دیوار بنے ہوئے کھڑے تھے۔ اور ان کے تلواروں نے چاروں طرف تڑپتی ہوئی لاشوں کے ڈھیر لگا رکھے تھے۔ ایک مرتبہ جب انگریزی حملے کے دباؤ سے نارمن بھینسا پیچھے ہٹنے لگیں تو ایک آواز بلند ہوئی کہ نارمنڈی کا امیر مارا گیا۔ اس پر ولیم نے اپنا خود اتار بیٹھا اور چلا کر کہا کہ میں جیتا جاگتا موجود ہوں۔ اور خدا کی تائید سے اب بھی یہ میدان مار کر رہوں گا۔ یہ کہہ کر اُس نے جیلے کی راہ سے اپنی فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیا۔ انگریز اس جھڑپ میں آگئے۔ اور یہ سمجھ کر کہ دشمن فرار ہو رہا ہے۔ بے ترستی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اتر آئے۔ نارمن اسی موقع کے منتظر تھے۔ انھوں نے دھمکتے پلٹ کر انگریزوں کو تلواروں کی بارہ کے آگے رکھ لیا۔ ساری فوج کٹ گئی۔ اور صرف انگریزی امراء و شہنشاہ کا ایک مختصر سا گروہ باقی رہ گیا۔ جو لڑتے بھڑتے پہاڑی کی چوٹی پر جا پہنچے۔ اور بادشاہ اور اُس کے جھنڈے کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ وہی مقام تھا جہاں آگے چل کر ”بیکل ای“ (خافقاہ جنگ) کی عمارت تعمیر ہوئی۔ ولیم نے اب اپنے تیر اندازوں کو آگے لاکر حکم دیا کہ تیرا پر کی طرف چلائیں تاکہ وہ انگریزوں پر اوپر سے اکر گریں۔ غرض تیروں کی بارش ہونے لگی۔ ایک تیر ہیرلڈ کی دھننی آنکھ میں لگا۔ اور وہ ہیرلڈ کی موت | تیوراکر نیچے گرا۔ اس پر ولیم نے دھاوا بول دیا اور اُس کی فوج پہاڑی پر چڑھ آئی۔ انگریز اپنے بادشاہ پر آخر وقت تک اپنی جانیں نہایت بہادری سے قربان کرتے رہے۔ لیکن اُسکی دولت کے خاتمے کا وقت آچکا تھا۔ سیکن نسل کے آخری تاجدار کو چار نارمن سرداروں کی جان رستاں ضربوں نے خاک و خون میں ملا دیا۔ اور فتح کا سہرا ولیم کے سر پہ بگادوں کی دیرینہ سال بوہ گاتھا نے فاتح سے اپنے بیٹے کی لاش کی التجا کی جو قبول کر لی گئی۔ اور ولیم کی اجازت سے وہ ایک انوغوانی خدمت میں کفن کر شاہی اعزاز کی آخری علامت کے ساتھ سکس کی پہاڑیوں میں پتھروں کے ایک ڈھیر کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

ولیم فوج کو لیئے ہوئے سیدھا لندن پہنچا۔ میدان اب بالکل صاف تھا۔ کوئی ایسی طاقت باقی نہ تھی جو اُس کی سنگ راہ ہو سکے۔

اس لیئے کہ انگریزی قوم کے جدید و جدیدہ لوگ سب کے سب سٹلاک کی ہاڑی پر کام آچکے تھے۔ یہ سمجھے کہ اہل لندن نے کم سن ایڈگر ایتھلنگ کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا تھا۔ لیکن جب ولیم، ساوتھ ورک کو جلا کر خاک سیاہ کرتا ہوا اپنے لشکر جبار کے ساتھ سر پر اپنچا۔ تو اُن کا جی بیٹھ گیا۔ اور بجز سراطاعت خم کرنے کے اُنھوں نے اور کوئی چارہ نہ دیکھا چنانچہ مجلس دانشمنداں کی طرف سے کمرس والے دن ولیم کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور ویسٹ منسٹر میں اُسی صدر استقف ایڈلڈرڈ نے اُس کے سر پر تاج رکھا جس نے ہیرلڈ کی رسم تاج پوشی ادا کی تھی۔ انگلستان کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ انگریز اور نارمن

ساحلوں پر واقع تھا بہت بڑی جمیعت کے ساتھ آکر برطانویوں کو بیویں کے قریب بہ مقام ایڈریڈ ایچا دکھایا تھا۔ اب زمانے نے پلٹا دکھایا۔ اور خود انگریزوں کو اغیار کا مطیع بنکر اپنی گردن اُنکے سامنے جھکانی پڑی۔ لیکن اس فتح کی نوعیت جداگانہ تھی نارمن حملہ آور بیشک بہت بڑی تعداد میں آئے تھے۔ پھر بھی انکی ساری قوم اس چڑھائی میں شریک نہ تھی اور انگریزوں کو جو فی الحقیقت اُنکے ہم نسل تھے اُنھوں نے ملک سے نکال بھی نہ تھا اس کے علاوہ ولیم فاتح ایک دانشمند اور عالی حوصلہ فرمانروا تھا۔ اور جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا۔ انگریز اُس کے خل حمایت میں آگئے تھے۔ اس حمایت کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ انگریزوں کا وجود اُس کے لیئے مفید ثابت ہوا تھا۔ اور ایک باعث یہ تھا کہ وہ حقیقت میں ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرتا چاہتا تھا۔ آخر میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ انگریزوں کی قوم اب ایک زبردست قوم بن چکی تھی۔ اور یہ لوگ کراہیل اور جیوٹ ہونے کے ساتھ ایسے رخن کے پکے۔ اور آزادہ رو واقع ہوئے تھے کہ ایسی مطلق العنان بادشاہی بھی جیسی کہ اُنکے ملک میں قائم ہوئی، ان کی ہمت کو بالکل پست اور شکست نہ کر سکتی تھی اور ایک ہی سہی کے اندر خود نارمن انگریزی قومیت میں جذب ہو کر انگریز بن گئے۔ اور انگلستان کو فخریہ اپنا وطن کہنے لگے۔

## حصہ دوم

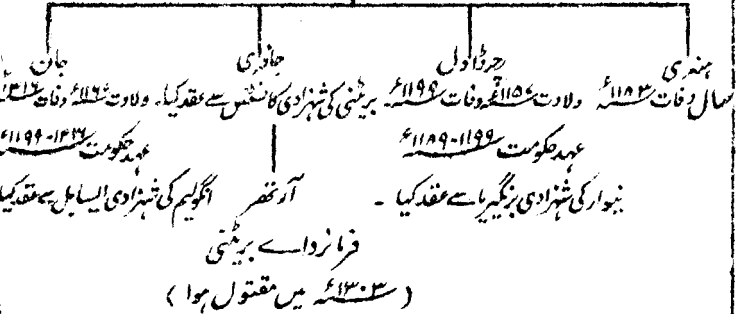
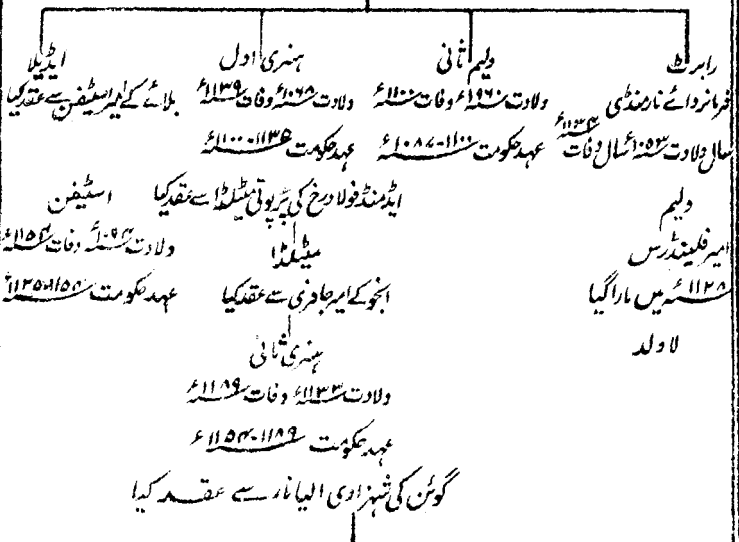
اس حصے میں وہ واقعات درج ہیں جو نارسن فتح سے لے کر قباکرا عظم کے صد و یکم وقوع میں آئے۔

(۵)

## ولیم اول

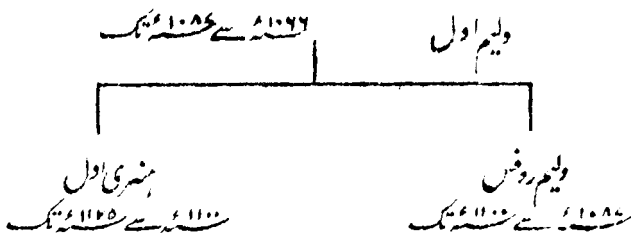
سال ولادت ۱۸۰۲ء سال وفات ۱۸۸۱ء

فلینڈرس کی شہزادی میٹلڈا سے عقد کیا۔



## پانچواں باب

انگلستان میں نارمن حکومت



(۴)

ولیم اول ۱۰۶۶-۱۰۸۷ء اب ہمارے ملک کی حالت بہت کچھ بدل گئی اور ساتھ ہی لوگ معیشتوں اور سختیوں میں مبتلا ہو گئے۔ مغربی سیکسن نسل کے انگریزی بادشاہوں کا سلسلہ قطع ہو گیا۔ اور اُس وقت سے لیکر آج کے دن تک خاص انگلو سیکسن نسل کا کوئی تاجدار انگلستان کے تخت پر نہیں بیٹھا۔ انکی جانشینی نارمنڈی کے فرزند ولیم کو میسر ہوئی جو کسی اعتبار سے بھی انگریز نہ تھا۔ اس لئے کہ اسکا باپ رابرٹ الملقب بہ بلا بلیس، نارمنڈی کا امیر تھا۔ اور اُس کی ماں آرنوٹا ایک نارمن چرم سازی بیٹی تھی۔ باب کی وفات پر جب ولیم نارمنڈی کی مسند حکومت پر بیٹھا تو اسکی سیس بھی اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھیں۔ لیکن منزل شباب میں قدم رکھتے ہی اُس نے خوب ہاتھ پاؤں کھلے اور تمام شور و پشت نارمن سرداروں پر اپنے اقتدار کا سکہ بٹھا کر میں کا علاقہ فتح کر لیا۔ ۱۰۵۳ء میں اُس نے امیر فائنڈرس کی بیٹی میلڈا سے عقد کیا۔ اور اپنی بی بی کوں سے اس کا سلوک ہمیشہ اچھا رہا۔

جب وہ انگلستان کا بادشاہ ہوا تو اُس کا سن چالیس سال کے ملک بھگ تھا۔ قلباً تھا۔ چہرے سے شان شانہ نمایاں تھی۔ طبیعت درشت اور سخت گیر واقع ہوئی تھی۔ اور اپنا کام نکالنے کے لئے وہ بار بار بے رحمانہ کارروائیاں بھی کر بیٹھتا تھا۔



لیکن لمبکی سیرت پر جب ہم عام نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ بحیثیت مجموعی وہ ایک عادل فرماؤ اور ایک جلیل القدر سپہ سالار اور ایک دانشمند مدبر تھا۔ اپنی طرف سے وہ یہی کوشش کرتا تھا کہ انگلستان کے لوگ اسکی حکومت سے خوش رہیں۔ اور جہاں تک اس سے بن پڑا ملک کے قوانین اور رسم و رواج میں اس نے کوئی تبدیلی نہ کی۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ وہ بدیسوں کے ایک لشکر کے ساتھ ملک پر قبضہ کرنے کے لئے آیا تھا اور اس قبضہ کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انگریزوں کی آزادی یا مال اور انھیں طرح طرح کی تکلیفیں ہوں؛

تاجپوشی کی تقریب پر آئرش نئی اور تو اور ویسٹ منسٹر میں ولیم کی تاجپوشی ہی کی تقریب پر جب لوگوں نے اپنی قومی عادت کے مطابق نصرے بلند کیے تو کچھ فہم نہ رہیں سپاہی جو باہر کھڑے تھے اُن نعروں کا اٹنا مطلب سمجھ کر ایسے بدحواس ہوئے کہ آس پاس کے مکانوں کو آگ لگا دی۔ اور لوگوں کو گویا یہ بتا دیا کہ اُن کے لئے خوف و ہیبت کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ یہی سپاہی اور ان کے افسر ولیم کے دست راست تھے۔ اور جو جنگی کامیاں اُسے اُن کی بدولت ہوئی تھیں ان کا وہی صلہ پانے کے متوقع تھے؛

اراضی کی خطبیطی یہ صلہ انھیں جلد مل گیا۔ تاج پوشی کے جشن کے بعد ولیم نے شامانہ خدمت و چشم کے ساتھ انگلستان کے جنوبی اور مشرقی علاقے کا دورہ کیا۔

یہی علامتہ اُس نے حقیقی معنوں میں بڑے شمشیر فتح کیا تھا پھر ساری زمین اپنے امیروں اور سرداروں اور سپاہیوں میں بانٹ دی۔ اپنے اس طرز عمل کو ولیم نے یہ کہہ کر حق بجانب ثابت کرنا چاہا کہ ایڈورڈ کی وفات کے بعد سے استحقاقاً اس ملک کا بادشاہ میں ہوں۔ قوم نے اگر میرے بجائے ہیرلڈ کی اطاعت کی تو گویا مجھ سے باغی ہو گئی۔ اس بناوٹ کی یہی سنہا ہو سکتی تھی کہ کلیسا کے اوقاف کو چھوڑ کر باقی سب زمین بحق بادشاہ منطبق کر لی جائے تھا ہر ہے کہ یہ دعوے بالکل مہمل تھا لیکن ولیم کی کارروائی پر انصاف کا نمائشی پردہ ڈالنے کے لئے اچھا بہانہ تھا۔ افریڈ کے زمانے سے شاملات میں یعنی اس زمین اراضی شاملات خالصہ ہو گئی میں جو رعایا کی مشترکہ ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کا عمل دخل بڑھ رہا تھا۔ لیکن اب تو اس کی نوعیت بالکل ہی

شاہی مالک کی ہو گئی۔ رہیں ان لوگوں کی خانگی جاہلادیں جو میدان جنگ میں کام آچکے تھے۔ یا وطن چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔ سو وہ نارمن امر میں تقسیم کر دی گئیں۔ اس طور پر کینٹ کا سب اور سری اور سکس کا قریب قریب سارا علاقہ اور دوسرے اضلاع کا بھی بہت بڑا رقبہ نارمن بالکوں کے قبضے میں چلا گیا۔ البتہ بعض ہواؤں اور یتیموں اور چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو وہم نے کچھ معافیاں معاش کے طور پر دیدیں۔ لیکن ان چند ویشا لوں سے قطع نظر کر کے باقی کسی انگریز کو مالکا حیثیت سے زمین رکھنے کا حق نہ تھا۔ کسی انگریز کے پاس زمین کا کوئی ٹکڑا ہوتا بھی تو وہ یا تو کسی کا عطیہ ہوتا تھا یا کسی سے خریدا ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں اس کے قبضے کی حیثیت ملوکانہ ہوتی تھی۔ اس حالت کا مقابلہ الفریڈ کے زمانے کی حالت سے کیا جائے تو زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ اُس وقت انگریز بالکل آزاد تھے۔ لوگ استحقاقاً زمین کے مالک ہوتے تھے۔ اور اپنی ملکیت کی حفاظت فوجی خدمت سے کرتے تھے۔ اور ایسا سرخ بھی وہ خود ہی منتخب کرتے تھے۔ اور بادشاہ کے انتخاب میں سر پنچ حصہ لیتا تھا۔ لیکن اب معاملہ بالکل دگرگوں ہو گیا۔ پرانا انگریزی نظام نیچے سے چلتا تھا۔ اور اوپر کی طرف آتا تھا۔ یعنی رعایا کے ایک آزاد فرد سے اس سلسلے کی ابتدا ہوتی تھی جو بادشاہ پر جا کر منتہی ہوتا تھا۔ بخلاف اس کے نارمن طرز حکومت بلندی سے شروع ہو کر پستی کی طرف آتا تھا۔ زمین بادشاہ کی ملک ہوتی تھی۔ بادشاہ اسے امیر الامراؤں امیروں اور سرداروں کو (جو انگریزی فوجی سرداروں کے گویا قائم مقام تھے) دیتا تھا۔ اور وہ نظام جاگیر سرداری | اس پر ماتمنا حیثیت سے منصرف ہوتے تھے۔ پھر اسی طرح وہ اپنی طرف سے کمر درجے کے زمینداروں کو زمینیں دیتے تھے۔ ملوک نہتا اور ننگے سر اپنے آقا کے سامنے گھٹنے ٹیکتا تھا۔ اور اُس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بندگی کا حلف اٹھاتا تھا۔ اور اقرار کرتا تھا کہ مرتے دم تک وفاداری کے ساتھ اُس کی اطاعت کا دم بھرتا رہے گا۔ اس پر آقا ملوک کو بوسہ دیکر جاگیر بخش دیتا تھا۔ کہ ملوک اور اس کے جانشین سلسلہ بعد نسل اور بلحاظ بعد بطریق ہمیشہ کے لیے اس رقبہ بعض منصرف رہیں گے۔ لیکن اس کے معاوضے میں ایک مقررہ فوجی جمعیت آقا کی جنگی خدمات بجالانے کے لیے ہم ہنچا کر کریں گے۔

ناصر انگریزوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور حکومت کی طرف سے کوئی جبر یا تشدد بھی ان نئے انتظامات میں روا نہیں رکھا گیا۔ لیکن پھر بھی ہم ان لوگوں کے دل کی کیفیت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں جو دیکھ رہے تھے کہ اجنبیوں نے ان کے ملک میں آکر ان کے کیا کیا حقوق ان سے لئے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کاشتکاروں اور غلاموں تک کی قیمت کا فیصلہ بھی اب یہی اجنبی کرنے لگے تھے۔ اس لیے کہ زمین کے ساتھ اس کے جملہ حقوق تعلق برنیا ملک متصرف ہو جاتا تھا۔ نارمن امر خود اپنے ملک میں بھی ہمیشہ سے اپنی بے ہماری کے لیے مشہور تھے۔ اور کسی سے نہ دیتے تھے۔ اور چونکہ وہ خوش وضع مکانوں میں رہتے۔ اور نفیس غذائیں کھاتے آئے تھے اور درباری آداب سے آشنا تھے۔ اس لیے انگریزوں کے ہنگام مکانوں گنوارو کھانوں اور بنڈیزز شرب بخواری کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور بس اوقات اپنے یاورچی اور درزی اور عمار اور خانہ سال بھی اپنے ساتھ ہی لاتے تھے۔

اب ملک میں جا بجا بڑے بڑے مضبوط قلعے بھی تعمیر کیے جانے لگے۔ اپنے خشن تاج پوشی کے تین مہینے بعد جب ولیم نے نارمنڈی کو مہجرت کی تو انتظام سلطنت اپنے بحالی اسقف اور ڈوائیکریٹ اور اپنے دوست فیلڈ اسبرٹ امیر ہیر فرڈ کے سپرد کرنا لگا۔ اور ان سے کہتا گیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو ہر جگہ قلعے بنواتے جائیں۔ غرض لندن میں دریا کے ٹیمز کے کنارے دو وائٹ ٹاور (مضبوط) تعمیر ہوا۔ اور یسٹنگلڈ۔ نیچ۔ کیشیری۔ پراسٹر۔ بریمبر۔ لیونز۔ کیر سبروک۔ ونڈسٹر۔ اور دوسرے مقامات میں بڑے بڑے ٹیلین برہنہ نو دار ہو گئے۔ اور معتبر نارمن افسروں کی سرکردگی میں یہاں دوں اور سواروں کی نہر دست جمعی تھیں ان میں متعین کی گئیں تاکہ اس فوجی قوت سے ملک پر نارمن قبضہ حال رہے۔ انگریزوں نے جو آزادی کے دلدادہ تھے۔ اور پتھر کی دیواروں سے ہمیشہ کی ضد رکھتے تھے۔ جب ان دیو پکریقوں کو اپنے ملک میں جلتے دیکھا تو ان کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ اور ولیم کی غیبت میں نارمن امر انے انگریزوں کو ستاؤ شروع کیا۔ ان کی جائیدادیں ہتھیانے لگے۔ ان کی میوں اور میٹھوں کی بے ترمیمی کرنے لگے۔ انگریزوں کے دل پہلے ہی زخمی ہو رہے تھے۔ ان سختیوں نے

انہوں پر اور نمک چھڑکا۔ کینیٹ اور ہیرڈ میں جا بجا بناوٹیں برپا ہوئیں۔ ساتھ ہی مغرب کی طرف ہیرلڈ کے بیٹوں اور شمال میں انگریزی اہلکاروں نے ملک کو از سر نو فتح کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ آخر جب ولیم نے سنا کہ سیمین شاہ ڈنمارک انگریزوں کی امداد کے لئے آ رہا ہے تو وہ فوراً انگلستان لوٹ آیا۔

انگریزی بحران وطن کے چار سال تک ولیم فاتح اور انگلستان کے بحرانوں کے درمیان ساتھ ساتھ جاری رہا۔ مسلسل جدوجہد ہوتی رہی۔ بادشاہ نے اول فروری ۱۷۹۷ء کی شورش کو فرو کیا۔ اور حکم دیا کہ کسی طرح ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا جائے۔ اس کے بعد شیردل سیورڈ کا بیٹا وائٹیا ف اور

لیا فرک کے پوتے ایڈون اور مارکیر میگل ٹاٹ فرمازدائے اسکاتلینڈ کی شاہ پاکر شمال میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بالآخر ۱۷۹۹ء میں ناقصہ پاکر کے باشندوں نے ایڈگر ایتھلنگ کو اپنا بادشاہ منتخب کیا۔ اور ڈینوں کی مدد سے یارک سر کر لیا۔ اس معرکے میں تین ہزار نائن کام آئے۔

شمالی علاقہ کی بربادی ولیم کا انتقام بڑا سخت تھا۔ جب اس واقعے کی خبر اسے پہنچی تو وہ ڈین کے جنگل میں شکار کھیل رہا تھا۔ اسی وقت لشکر کے

غیرم پر چڑھ دوڑا اور پہلا ہی کام یہ کیا کہ ڈین بیڑے کے ایڈلبرگ کی ٹھہری گرم کر کے اسے اپنا بنا لیا۔ پھر یارک پر حملہ کر کے نئے سرے سے اسے فتح کیا۔ اور فوج لے ہوئے تمام اس علاقے میں جو یارک اور ڈربم کے درمیان واقع ہے دورہ کیا۔

اور جو کچھ سامنے آیا اسے تباہ کر دیا۔ شہر گاؤں۔ سویشی فضلیں کو ہی جیسا جیسی نہ تھی جو حوالہ تیغ و آتش ہونے سے بچی ہو۔ بد نصیب رعایا تو تھار کے گھاٹ اتاری گئی اور ہیر جدا اسکاتلینڈ کے اس پار بھاگادی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ سے اوپر

بے گناہ بندگان خدا ایک فقط قحط ہی سے ضائع ہوئے ہوں گے۔ زمین ایسی ویران ہو گئی تھی کہ نو سال تک کسی کو اس میں اہل جوئے کا حوصلہ نہ ہوا۔ یہ سب کچھ ہوا

لیکن ولیم کی بات پوری ہو گئی تھی شمالی انگلستان مسخر ہو کر رہا۔ اب صرف ایک شہر ہیڑیسا باقی رہ گیا تھا جو اس کی شمالی فتوحات کے رستے میں حاصل تھا۔ اس کھٹکتے کانٹے کے سبھی

کھال دینے کا فیصلہ کر کے عین کرکڑا تے جاروں میں برف کے ٹکڑوں کو چیرا چڑھی ہوئی

ندیوں کے پار تیرنا اور دلدلی میدانوں کو قطع کرتا ہوا وہ اپنے رحمت کش سپاہیوں کو لئے ہوئے چمڑے کے سامنے جا بیٹھا۔ اور اسے بھی فتح ہو کر لیا۔ واضح رہے کہ ان تمام مقامات میں جس شخص نے ذرا بھی سر اٹھایا اس کی زمین ضبط کر لی گئی۔ اور اس طور پر نارمن زمینداروں کی تعداد میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

جب وطن سرداروں کا لیکن ابھی تک انگریزی مہمان وطن کے دم خم میں فرق نہ آیا تھا۔ اگرچہ اب ان کا ایک مختصر سا گروہ باقی رہ گیا تھا جن کو حکومت باغی قرار دے چکی تھی۔ لیکن انھوں نے اپنے صد ہا دم وطن کو جزیرہ ایلی

میں اپنے گرد جمع کر لیا۔ یہ جزیرہ چاروں طرف ندیوں اور دلدلوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور یہیں یہ فزا کاران وطن اپنے شہور باغی سردار ہیر دارڈ (الملقب بریدارٹشم) اور ایک اور سردار ریکی سرکردگی میں کوئی ایک سال تک ولیم کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخر ولیم نے دلدل پر دو میل لمبا پل تیار کر لیا۔ اور گھمسان کی لڑائی کے بعد اسٹٹہ میں یہ آخری کیمپ گاہ بھی سر ہو گئی۔ جب وطن سردار تتر بتر ہو گئے۔ ایڈون پہلے ہی کام آچکا تھا۔ غریب و ناتوان ایتھلنگ ایک کچھ مدت باہر گزار کر انگلستان چلا آیا۔ اور اس کی گزران کے لئے حکومت نے وظیفہ مقرر کر دیا۔ رہا بہادر ہیر دارڈ سویان کیا جاتا ہے کہ ولیم کا اس کے ساتھ دو ستانہ سمجھوتا ہو گیا۔ ایک فقط و اتھیا ف ایسا تھا جسکی پانچ سال بعد اس جرم میں گردن ہاری گئی کہ اسے بادشاہ کے خلاف نارمن امر کی ایک سازش کا علم ہوا اور پھر بھی اس نے بادشاہ کو اطلاع نہیں دی۔ ولیم کے عہد میں اگر قتل کا کوئی بیدار ذاتہ ہے تو وہ یہی ہے۔ اور ولیم کو اس فعل پر جس مصلحت نے براکت دے دیا وہ غالباً یہ تھی کہ لوگ و اتھیا ف کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ولیم کو ڈر تھا کہ مبادا یہ ہر دل عزیز ہی اس کے حق میں کوئی خطرناک نتیجہ پیدا کرے۔

امن و امان کے سولہ سال غرض ان مہمان وطن کی آخری یادگار کو ملت پرستی کی خاطر شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ اور جزیرہ ایلی کی تسخیر کے بعد ولیم کے عہد حکومت

کا باقی زمانہ عام طور پر امن سے گزرا۔ ولیم کی حکومت بڑے ٹھاطرے اور بد سبے کی تھی۔ ہر ضلع میں اس نے بارہ اکابر کی ایک جماعت انگریزوں کے قومی قوانین کا اعلان کرنے کے لئے مقرر کر رکھی تھی۔ اور ان قوانین کو اختیار کر لیا تھا۔ انصلاع کے انتظامی کام پر شاہی

حاصل ہو رہے تھے۔ اور سابقہ کی ترتیب کی خدمت شاہی کلیسا کے محرموں سے متعلق تھی۔ صدر کاتب "چانسلر" کے نام سے موسوم تھا۔ اس لئے کہ اس کی نشست ایک طرف کے کچے ہوتی تھی۔ جسے لاطینی زبان میں "کنسیل" کہتے ہیں۔ اپنے آراء کی بے عنوانیوں کا سد باب ولیم نے اس طرح کر رکھا تھا کہ مستغیثوں کو بادشاہ کی عدالت میں استغاثہ دائر کرنے کا حق حاصل تھا۔ جہاں نادروں اور انگریزوں کے ساتھ یکساں انصاف ہوتا تھا۔

حلف اطاعت

سلطنت میں ولیم نے اپنے دار الحکومت سالسبری میں ایک دربار منعقد کیا۔ اور تمام انگریزی نسل کے مالکان اراضی سے اطاعت کا حلف اٹھوایا کہ اسی کو اپنا سب سے بڑا آقا سمجھیں گے اور اس کی اطاعت کو اپنا اولین فرض خیال کریں گے۔ جیسا کہ ہم کو آگے چل کر معلوم ہوگا۔ ولیم کی اسی حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ دوسرے ممالک کی طرح انگلستان میں رعایا جاگیرداروں اور امیروں کے پنجم استبداد میں اسیر نہ ہونے پائی۔

صدر اسقف لینفرانک

۱۱۰۰ء

ولیم نے اس بات کا بھی خاص خیال رکھا کہ کلیسا پر اس کا اقتدار قائم رہے۔ انگلستان کے کسی بادشاہ نے آج تک پایائے روم کی حلقہ گمشادی اختیار نہ کی تھی۔ اسی طرح اس نے بھی اپنی آزادانہ حیثیت برقرار رکھی۔ اور کبھی اس بات کا روا دار نہ ہوا کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کا کوئی ملوک دائرہ کلیسا سے خارج یا برکات کلیسا سے محروم کر دیا جائے۔ سلطنت میں اس نے لینفرانک کو جولاہہ ڈی کا ایک دانشمند عالم تھا۔ کٹر بری کا صدر اسقف مقرر کیا۔ اور رفتہ رفتہ اساتذہ کی تمام خدمتیں بدیسوں کو دے دیں۔ اور جاگیرداروں کی طرح زمین دے کر ان کو بھی اپنا ناسزمنہ بنالیا۔ پارلیمنٹ کے لئے اس نے جداگانہ میسی کچھیاں مقرر کیں۔ اور اب انھوں نے پنچوں اور عاقلوں کے عدالتی اجلاس میں شریک ہونا چھوڑ دیا۔ لینفرانک نے اپنے کلیسائی علاقے کا انتظام نہایت اچھا کیا اس کے زمانے میں پارلیمنٹ اور خانقاہوں کی حالت رو بہ اصلاح ہو گئی۔ اور جاگیردارانہ کی بے عنوانیوں کا بھی ایک حد تک سد باب ہوتا رہا۔ اگرچہ لینفرانک اس ملک کی صحبت اور غلامیت سے بارہا اس درجہ متاثر ہوتا تھا کہ ملک کو چھوڑ کر

چلے جانے کی آرزو ظاہر کیا کرتا تھا۔  
آج جو شاندار نارسن وضع کے گرجا ہم انگلستان میں دیکھتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر اسی زمانے کے بنے ہوئے ہیں۔ اور جو بات اس عہد کی سب سے زیادہ قابل ستائش ہے۔ وہ یہ ہے کہ برٹش میں غلاموں کی تجارت کا جو شرم ناک سلسلہ جاری تھا اس کے موقوف کرنے میں لینفرتنگ اور بادشاہ دونوں نے مل کر کوئی دقیقہ کوشش کا اٹھانہ رکھا۔

نسب جنگل

اس تمام تفصیل سے واضح ہوا ہو گا کہ ولیم اگرچہ سخت گیر تھا لیکن مجموعی لحاظ سے اُس کی حکمرانی منصفانہ تھی۔ اپنے ذاتی خاندان کی خاطر صرف دو باتوں میں وہ بے انصافی کا مرتکب ہوا۔ ایک تو اُس نے ہمسایہ زمین نوے ہزار ایکڑ سے بھی اوپر قبضہ زمین اپنی شکار گاہ کے لیے ایک نیا جنگل قائم کرنے کی غرض سے اجڑا ڈالا۔ اور حکم دیا کہ جو شخص کسی بہن کا نکاح کرے اُس کی آنکھیں نکلوا دی جائیں۔ دوسرا غلام اُس کا یہ تھا کہ وینچسٹر میں دولت کا جو خزانہ اُس نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا۔ اس کا انبار بڑھانے کے لیے اس نے رعایا پر جابرانہ ٹیکس لگائے۔ اور ایڈورڈ اول لقب بہ "امین معاصی" نے جو "دین مجتہد" جو معمول معاملہ

کر دیا تھا وہ از سر نو وصول کرنا شروع کیا۔

کتاب الخراج

ولیم کے حکم سے انگلستان کی عام پائش کی گئی تاکہ اراضی کی تقسیم اور کاشت کی کیفیت معلوم کی جاسکے اور اندازہ لگایا جاسکے کہ ہر شخص کو کس قدر مالیہ ادا کرنا چاہیے۔ لوگ اس پر بہت جڑے لیکن اس کارروائی کے وجہی ہونے میں کام نہیں۔ پائش کے نتائج ایک کتاب میں درج کیے جاتے تھے جس کا نام "ڈومنز کے بک" (کتاب الخراج) تھا اور اسی کے مطالعے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر زمین نارسنوں کے قبضے میں چلی گئی۔ اس کتاب میں جو اعداد و شمار ملک کی آبادی کے متعلق درج ہیں۔ اُن سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں انگلستان کی آبادی بیس لاکھ سے زائد نہ تھی۔ یعنی لندن کی موجودہ مردم شماری کے نصف سے بھی کم تھی۔ کئی نسلیں تک یہ آبادی بڑھنے نہ پائی بلکہ ایک ہی حال پر قائم رہی۔ حالانکہ ولیم کے بعد کے دو فرمانرواؤں کے زمانے میں فلینڈرس کے کثیر التعداد

باشندے اور روین اور کین کے بہت سے تاجر نقل وطن کر کے انگلستان چلے آئے تھے اور یہودیوں نے بھی غیر مالک سے آکر انگلستان میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ اور شہروں میں اپنے خاص محلوں کا مذہب شاہ کے نقل حیات میں رہتے تھے۔ باوجود اس اضافے کے آبادی کا ساکن رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ کثیر تعداد نفوس جنگ اور قحط کی اُن بلاؤں کی بھینٹ چڑھے ہوں گے جو نارمن فتح کے بعد ملک پر آئے دن نازل ہوتی رہیں پڑے

ولیم کی شکلات اور وفات  
ولیم کو اپنے عہد حکومت کے آخری حصے میں انواع و اقسام کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۰۸۶ء میں اُس کے سب سے بڑے بیٹے رابرٹ نے اُس کے خلاف نارمنڈی

میں علم بغاوت بلند کیا۔ باپ بیٹوں میں جنگ ہوئی اور ولیم دھوکے میں خود اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اس ناخاندانی واقعے کی یاد ابھی تازہ ہی تھی کہ اُس کے سوتیلے بھائی اسقف اوڈو نے امرا کے ساتھ مل کر اُس کے خلاف سازش کی جسکی پاداش میں اوڈو کو قید ہونا پڑا۔ بالآخر ۱۰۸۷ء میں ملپ شاہ فرانس نے نارمنڈی پر چڑھائی کی۔ اور ولیم کو اپنا علاقہ اُس کی دستبرد میں چھوڑنا پڑا اس معاہدے کے دوران میں جب شہر مانس کو آگ لگا کر دھوڑے پر سوار جلتی بھول پر سے گزر رہا تھا تو گھوڑے نے ناخن لیا اور زین کے ساتھ ٹکرانے سے وہ تیرا کر نیچے گرا۔ اُس کے جاں نثار اُسے ہاتھوں ہاتھ روین لے گئے۔ بہت کچھ علاج کیا گیا لیکن پایہ نمک بریز ہو چکا تھا۔ ۱۰۸۷ء کو اُس نے وفات پائی اور کین میں دفن کیا گیا پڑے

ولیم کے چار بیٹے تھے۔ رابرٹ۔ چرڈ۔ ولیم ماورنہری۔ ان میں سے چرڈ کا انتقال چھپن ہی میں ہو چکا تھا۔ رابرٹ کو نارمنڈی اور برٹن کی حکومت ورٹھیں ملی۔ ہنری کے لئے ولیم نے پانچ ہزار پونڈ کا ترکہ چھوڑا۔ انگلستان کے تخت و تاج کا وارث ولیم قرار پایا۔ چنانچہ ولیم کو اُس نے لینفرائک کے نام ایک چٹھی دے کر فراروانہ انگلستان کر دیا۔ اس چٹھی میں لینفرائک سے استغاثی گئی تھی کہ تاج ولیم کے سر پر رکھا جائے ولیم خوب جانتا تھا کہ رابرٹ جیسے مطلق العنان اور طبیعت کے کمرور شخص سے انگلستان کی حکومت نہ چل سکے گی پڑے



## ولیم روس

المعروف بہ شاہ سرخ رنگ  
۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۱ء تک

فصل و شبہت اور سیرت

ولیم فاتح کا سنبھلا مٹا ولیم ثانی جو مسند انگلستان پر بیٹھنے کے یٹھ باب کی انگشتی تھے کر لینفرائنگ کے پاس آ کر ایک تنوسند اور تندر خو شخص تھا۔ چہرے کی رنگت سرخ تھی۔ بال بھورے تھے نگہیں بخلی اور نکلوں حصیں۔ باب کی اطاعت سے اُس نے کبھی منہ نہ موڑا تھا۔ اور بہادری میں وہ اپنے باب کی جتنی جاگتی تصویر تھا۔ لیکن بدترانہ دماغ نہ پایا تھا۔ قانون یا مذہب سے اُسے بہت کم لگاؤ تھا۔ اور اُس کی زندگی بے عنوانیوں اور بدکرداریوں میں بسر ہوئی تھی ؟

امرا کی بغاوت ۱۸۰۱ء لینفرائنگ نے جو اُس کا اتالیق رہ چکا تھا اس ڈر سے کہ مسادار ابرٹ اپنا دعوے پیش کر کے گھنڈت ڈال دے فوراً ہی ۲۶ ستمبر ۱۸۰۱ء کو ویسٹ منسٹر میں اُس کے سر تاج رکھ دیا۔ تاج پوشی کی رسم ادا کرتے وقت لینفرائنگ نے ولیم سے اقرار لے لیا تھا کہ رعایا پر انصاف سے حکومت کرے گا۔ اور ۱۸۰۹ء تک جو لینفرائنگ کے انتقال کی تاریخ ہے اس عدے کا ایسا بھی ہوتا رہا۔ لیکن امرا بھی قانع نہ تھے۔ اُن کا رجحان طبیعت کے کمزور گرننگ مزاج ابرٹ کی طرف تھا۔ تین تینے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اُنہوں نے بغاوت کر دی اور فتنہ پرداز اسقف اوڈو کی سرکردگی میں اپنے قلعوں کو مستحکم کر کے زمینیں اجاڑ ڈالیں۔ اور شاہی محمولات اور رقوم واجب الوصول کو تصرف میں لے آئے۔ ولیم فاتح نے انگریزوں پر حکومت کرنے کے لیے جس دانشندانہ حکمت عملی کی بنیاد ڈالی تھی اُس کے انگریزی قوم بادشاہ کا نتائج اب ظاہر ہوئے۔ یعنی امرا کے مقابلے میں بادشاہ کو جو رعایا اپنے حقوق کا محافظ سمجھنے کی خوگر ہو گئی تھی اُس کی مصلحت اب کھلی

ساتھ دیتی ہے

جب ولیم نے اس کرپٹے وقت میں ہر اُس شخص سے جو اباج نہ ہو یہ کہہ کر بددماغی کر اہل ملک کے ساتھ لطف و احسان کا برتاؤ کیا جائے گا۔ اور جنگل کے سخت قوانین منسوخ کر دیئے جائیں گے۔ تو لوگ چاروں طرف سے امن لے آئے

اور گروہ دیگر وہ اس کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے۔ اس جم غفیر کے ساتھ ولیم باقیوں کی سرکوبی کو نکلانا نہ صرف امر ہی نے شکست کھائی بلکہ اس نے ان سپاہیوں کو بھی مار بھگا یا جنہیں رابرٹ نے ایک جنگی بیڑے کے ساتھ نارمنڈی سے اپنے بھائی کے مقابلے پر بھیجا تھا۔ اور پونسی میں جہاں اول اول سلاسلہ میں نارمن حملہ آور نکلے انداز ہوئے تھے۔ یہ عجیب و غریب منظر دیکھنے میں آیا کہ انگریزوں نے ایک نارمن بادشاہ کا ساتھ دے کر نارمنوں ہی کے ایک لشکر جزا کو شکست فاش دیدی ڈی

نارمن محکمہ اور انگریزی لیکن ولیم نے اہل انگلستان سے جو وعدے کیے تھے سب بھلا دیئے۔ لیکن ان کی وفات کے بعد صدر اسقف کا عہدہ چار سال تک خالی رہا اور کوئی ایسا صاحب اثر شخص موجود نہ تھا

جو بادشاہ کی بے راہ روی کو روکے۔ سن ۱۱۵۵ء میں ولیم نے اپنے بھائی رابرٹ پر نارمنڈی میں چڑھائی کی۔ اور جب آخر کار دونوں بھائیوں میں اس شرط پر صلح ہو گئی کہ دونوں میں سے جسکی عمر زیادہ ہو وہی نارمنڈی اور انگلستان کا مشترکہ بادشاہ ہو تو دونوں نے مل کر ہنری پر فوج کشی کر دی لیکن ان لڑائیوں میں انگلستان ہی کا رویہ صرف ہو رہا تھا۔ اور انگلستان ہی کے سپاہی کام آ رہے تھے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان سپاہیوں کو سرکاری خزانے سے باقاعدہ خواہ ملتی تھی۔ بلکہ اس زمانے میں سپاہی زمینداروں کے مالک ہوتے تھے۔ اور میدان جنگ میں بادشاہ کے لیے فاکر لڑنا یہ معنی رکھتا تھا کہ یہ لوگ اپنا مہر کر کے سب کام کاج چھوڑ کر اپنا خون پسینہ ایک کریں۔ ولیم ایک بہادر سپہ سالار تھا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرتا تھا اور بارہا اپنے دشمنوں سے بھی ہمدردی پیش آتا تھا۔ اطراف و اکناف ملک سے اس کی خدمت بجالانے کے لیے جوق جوق آتے تھے اور وہ انعام و اکرام سے انہیں نواز کر دیتا تھا۔ اور بڑی دصوم و دعام سے انکی ضیافتیں کرتا تھا۔ لیکن اسے کسی مجاہد کے سے بھی خیال نہ آیا کہ جو روپیہ وہ یوں بے دریغ لٹا رہا ہے وہ قوم کا روپیہ ہے ڈی

عالمی کاموں کے لیے منصف مقرر تھے۔ اور ولیم فاتح کے عہد میں صدر منصف کا عہدہ اول اول ”جیشیر“ (میر عدل)

کے نام سے موسوم ہوا۔ میر عدل کے اقتدارات نہایت وسیع ہوتے تھے۔ بادشاہ جب کہیں باہر چلا جاتا تو میر عدل ہی اُس کے بجائے حکومت کرتا تھا۔ اور اسی کے نام سے تمام فرمان جاری ہوتے تھے۔ ولیم ثانی نے اپنا میر عدل رالف فلامبرگ کو مقرر کیا یہ شخص بڑا ہی اکھڑا اور بدتمیز واقع ہوا تھا۔ اور جب روپیہ خزانے میں بکھڑا جاتا تو لوگوں پر اُس کی طرف سے طرح طرح کی سختیاں ہونے لگتی تھیں جب کسی اسقف یا رہبان کا انتقال ہوتا تو متونی کی خدمت کو وہ یا تو بیچ ڈالتا تھا یا خالی رہنے دیتا تھا اور فرحت سے جو روپیہ وصول ہوتا تھا شاہی خزانے میں داخل کر دیتا تھا۔ امراسے وہ بڑی بڑی رتیں آئے دن کسی نہ کسی بہانے سے وصول کرتا رہتا تھا۔ مثلاً کسی جائیداد کا کوئی وارث اگر اپنی آباءی الماک پر تصرف ہوتا تو اُس موقع پر ایک بیش قرار رقم اُسے سرکاریہ داخل کرنی پڑتی تھی۔ اور تو اس کو کوئی شخص اگر بادشاہ سے اپنی مٹی کے کھج کی اجازت مانگتا تھا تو اس تقریب پر بھی ایک معقول نذرانہ اُسے دینا پڑتا تھا۔ امر او شرفا کے علاوہ عوام سے بھی ناجائز ٹیکس وصول کیے جاتے تھے۔ اور چور اور اٹھائی گیر سے بھی اگر جرم بدیہہ دیتے تھے تو سزا پانے سے بچ جاتے تھے۔ رالف لامب سرکاری دیکھا دیکھی بادشاہ کے امر اور بارے بھی رعایا کے مال و الماک پر دست نقرہ مردم آزاری

باشندوں کی ہر ایک چیز پر بلا تکلف قبضہ کر لیتے تھے۔ انھیں لکھا پھین کر کھا جاتے تھے اُن کے کھوڑوں پر سوار ہوتے تھے۔ ان کی فصلیں ج ڈالتے تھے۔ اور جو چیز پسند آتی تھی ہتیا لیتے تھے۔ تاریخ قوم سیکسن میں مرقوم ہے کہ ہر وہ بات جو خدا کی نگاہ میں منسوب اور انسان کے حق میں سختی کا موجب ہو سکتی تھی۔ ولیم کے عہد میں اس ملک کا تیرہویں ہونی لگی اور یہی وجہ ہے کہ ولیم کو ملکی قریب قریب تمام رعایا نفرت کی نظر سے دیکھتی تھی اور خدا کو بھی اُس سے نفرت تھی۔ بد نصیب انگریزوں کے لیے کوئی بات موجب تسلی تھی تو یہ تھی کہ کم از کم امیروں اور جاگیرداروں کو بادشاہ سزا خانے دیتا تھا۔ اور ملک میں امن و امان قائم تھا۔

تسخیر ویز | دو کام اس بادشاہ نے ایسے کیے جن کا نتیجہ انگلستان کے حق میں اچھا نکلا۔ اول تو سن ۱۱۹۱ء میں اُس نے عام اعلان کر دیا کہ ویز کا جو علاقہ جو شخص فتح کر سکے وہ اسی کی جاگیر ہو جائے گا۔ اور خود بھی دوسرے

ویلز پر فوج کشی کی۔ ان چڑھائیوں میں ویلز کے بہت سے نئے علاقے خصوصاً غلغلہ پیمبر وک و کارڈیفن برڈوشیر مسخر کیے گئے۔ اور ان میں قلعے بنائے گئے۔ اس کے علاوہ ولیم ثانی نے ۱۰۹۲ء میں کمبرلینڈ پر جو اس وقت تک اسٹیوکلارڈ کے رقبے میں کمبرلینڈ کا محاق انگلستان کا شامل تھا قبضہ کر لیا۔ کارلال میں اس نے ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کرایا اور جیشاؤ کے کسانوں کو اس فوج میں آباد کر کے محل علاقے کی ایک جداگانہ انگریزی امارت بنادی۔ اسی کے ساتھ اس نے میلکم ثلث شاہ اسکاتلینڈ کو باج گزارانہ اطاعت پر مجبور کیا؛

اسلم اسقف اعظم کی مصیبت کے وقت ہمیشہ فدا یا د آیا کرتا ہے۔ ولیم بھی اس قاعدے سے متاثر نہ تھا۔ ۱۰۹۳ء میں جب وہ سخت بیمار ہوا تو اپنی بدکرداریوں اور مردہ آزاریوں پر بہت کڑھا اور اپنے پچھلے گناہوں کے کفارے کے طور پر ایک نہایت صالح اور فاضل شخص اسلم نامی کو جو بیک کی خانقاہ کا راہب تھا کٹر بری کا اسقف اعظم مقرر کیا۔ اسلم کو اس عہدے کے قبول کرنے میں تامل تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ولیم کے ساتھ مل کر حکومت کرنا اس کے لئے نہایت مشکل ہوگا۔ ایک کمزور و ناتوان بھیڑ اور ایک دیوانہ و جوشی سانڈیک رسی میں کیونکر باندھے جاسکتے ہیں۔ اسلم کو جس قدر انکار تھا اسی قدر دوسرے تمام اساقف کو اصرار تھا اور آخر ان کے اصرار پر بدل ناخواستہ اسلم کو کلیسا کا نصاب کا موت اپنے ہاتھ میں لینا پڑا۔ لیکن جب بادشاہ نے صحت یاب ہونے کے بعد ضمیر کا سبق بھلا دیا اور پھر اسی جو دستور کا بازار گرم کر دیا تو اسلم نے یہ نہیں کیا کہ اس کی ہاں میں ہاں ملاتا جائے بلکہ قابل اعتراض انکار و انافی کی مخالفت کرنے سے اپنی زبردست قوت اخلاقی کا ثبوت دیا۔ ولیم نے جب اس سے اس کے تقرر کا معاوضہ ایک بیش قرار نہانے کی شکل میں طلب کیا تو اس نے رقم ادا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور بادشاہ کو اس کے طریقہ استحقاق یا بھر پر بڑی جرات سے ملامت کی۔ لیکن ولیم کی طبیعت میں جو خوں بد چھوٹ ہو چکی تھی وہ بھلا اس قسم کی زبردستی سے کہیں زائل ہو سکتی تھی۔ چار سال تک اس جلی شہادت کے برخلاف بے سود جدوجہد کرتے رہنے کے بعد آخر اسلم ۱۰۹۷ء میں اپنے عہدے سے سبکدوش ہو کر روبا چلا گیا۔ اور ولیم کی بد اعمالیوں کو اسی بے مہاری کی

حالت میں چھوڑا گیا ۛ

رابرٹ پہلی صلیبی مہم پر اس اثنا میں رابرٹ سے ولیم کی پھر لڑائی چھڑ گئی تھی بارشا فرانس رابرٹ کا طرف دار تھا۔ اس سے ٹوٹنے کے لیے ولیم کو ایک

بہت بڑی رقم خرچ کرنی پڑی۔ آخر رابرٹ نے اس شہر پر اس سے صلح کر لی کہ نارمنڈی کا علاقہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ پاؤنڈ کے عوض ولیم کے پاس کھول رہے۔ اور رابرٹ یہ رقم لے کر بیت المقدس کی مہم پر چلا جائے۔ یہ وہ زمانہ ہے (۱۱۹۱ء) جبکہ یورپ بھر میں ایک مذہبی آگ سی لگی ہوئی تھی اور یورپ والے بے تاب تھے کہ جس طرح بن پڑے یورشلم میں جا پہنچیں اور ترکوں کو جو سچی زائرین پر سختیاں کرتے تھے اس مقدس شہر سے بیدخل کر کے ان کے مظالم کی قرار دھکی سنادیں۔ جن زائروں کے ساتھ ترکوں نے بدسلوکی کی تھی۔ ان میں ایک رابن پطرس کو پایائے ابن رابع نے یہ پیٹی پڑھائی کہ جو لوگ مزار مقدس کو عبادت کی غرض سے جاتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں خوفناک مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کے مصائب سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور اس غرض کے لیے پرجوش وعظموں اور منادیوں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اور خود پایا نے تمام مسیحیوں کو دعوت عام دی کہ جو شخص نجات کا طالب ہے وہ ایک رنگین صلیب کا نشان اپنی بائیں آستین پر سیکرنگ صلیبی کے لیے روانہ ہو جائے اور ارض مقدس کو آزاد کرنے کا بیڑا اٹھائے پایا کا یہی وہ حکم تھا جس کی متابعت میں رابرٹ عازم بیت المقدس ہوا اور اس کے ساتھ بہت سے انگریز اور فرانسیسی بھی گئے۔ اس طور پر ولیم کچھ وقت کے لیے نارمنڈی اور فرانس کے بعض بہترین علاقوں کا حاکم ہو گیا ۛ

ولیم سرخ رنگ کی وفات سے پہلے رے انگریزوں کو ان تمام کارروائیوں کا بری طرح سے خمیازہ کھینچا پڑا۔ "تاریخ قوم سیکسن" میں مذکور ہے کہ ۱۱۹۶ء گونا گوں محسولات اور خط سالی کی وجہ سے بڑی مصیبت کا سال

تھا اور اس کے بعد بھی تین سال تک یہی حالت رہی لیکن اس باپ کے کٹنے کا وقت قریب آچکی تھا۔ ۱۱۹۸ء کے ماہ اگست کی دوسری تاریخ تھی کہ ولیم جسے متذکرہ دیا گیا تھا کہ آج کے دن کی صید انگلی اس کے لیے خطرناک ہے اس انتباہ کو مطلق خاطر میں

نہ لاکر نئے جنگل میں شکار کھیلنے گیا۔ جنگل میں پہنچکر وہ قضا کار اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا۔ اور کچھ دیر بعد کسانوں کو ایک مقام پر اُس کی لاش اس میٹھ میں دستیاب ہوئی کہ ایک تیر سینے کے پار تھا۔ بعض لوگوں کو نیال ہوا کہ ایک نرائیسی سردار ولیم ٹلی کا تیر اتفاقہ طور پر اس کے سینے میں ترازو ہو گیا لیکن ٹرل نے حلف اٹھا کر اس سے انکار کیا لیکن غالب یہ ہے کہ کسی ستم رسید نے اپنی مظلومیت کا انتقام لینے کے لئے موقع پا کر اُسے قتل کر دیا۔ ولیم کی لاش ایک دھقان چھکڑے میں ڈال کر دھنچھڑ پہنچائی گئی اور اس بنا پر کہ اُس نے مرنے سے پہلے اپنے گناہوں کا اقرار نہ کیا تھا اور کلیسا نے اُس کے معامی کی آلودگی کو پاک نہ کیا تھا کسی نہ مہی رسم کی بجا آوری کے بغیر وہ یوں ہی سپرد خاک کر دیا گیا۔ رابرٹ ابھی تک ارض مقدس ہی میں تھا اور اس دُش سے کہ مبادا تحت نشینی کے لئے کوئی شخص اُس کا نام تجویز کر دے ولیم کا بھائی ہنری جو شریک شکار تھا گھوڑے پر سوار ہو کر یا گیس اٹھائے چھپٹر کی طرف روانہ ہوا۔ اور جب تک وہاں پہنچ کر تخت پر قابض نہ ہو گیا دم نہ لیا؛

## ہنری اول المخاطب، ”یوکلارک“ (بانکا اویب)

سنہ ۱۵۳۵ء

ولیم ثانی کے بعد پینتیس سال تک ملک میں عدل و انصاف کا دور دورہ رہا۔ یہ سچ ہے کہ رعایا کو پریشانیوں لاحق رہیں اور بھاری معمولات ادا کرنے پر طے لیکن یہ زمانہ کا اقتضا تھا۔ ولیم فتح کا سب سے چھوٹا بیٹا ہنری ایک متین اور محتاط شخص تھا۔ آنکھوں میں ذکاوت اور فراست کا نور چمکتا نظر آتا تھا۔ علمی مشاغل سے اُسے ہنری اول کی سیرت ایک خاص دل بستی تھی۔ دماغ بہت روشن پایا تھا گو دل کا اچھا نہ تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ملکی دولت کے برقرار رہنے کی صرف یہی ایک شکل ہے کہ رعایا پر ملکی سے حکومت کرے اور اُن کا دل ٹھھی میں لیے رہے۔ ولیم کے قتل ہی کے روز یعنی ۲ اگست کو اُس نے تمام اُس شاہی خزانے پر جو دس گھنٹہ میں تھا قبضہ کر لیا اور وہاں سے سرعت تمام لندن پہنچا جہاں تھوڑی بہت بحث کے بعد ۵ اگست سنہ ۱۵۳۵ء کو یکشنبہ کے روز وہ لیٹ فکسٹر میں بادشاہ منتخب ہوا۔ رعایا اُس کی محنت نشینی پر بہت خوش ہوئی اس لیے کہ ولیم فتح کے بیٹوں میں صرف وہی ایک ایسا تھا جسکی ولادت اور تعلیم انگلستان میں ہوئی تھی۔ اُس کے علاوہ ہلای کام جس سے لوگ اُس کے گرویدہ ہو گئے اُس نے یہ کیا کہ رالف فلامبرڈ کی گرفتاری کا حکم دیا اور اُس نابکار کونڈن کے قتلے میں قید کر کے نیک تہاواستغف النعم کو واپس بلا لیا۔

اُس کا قبلا | اُس کے بعد اُس نے ایک قبلا نافذ کیا جس میں یہ وعدہ درج تھا کہ زمانہ سابق کے عہد قوانین کو از سر نو رواج دوں گا رعایا اور پادری جن نادوجب تنکایف میں مبتلا ہیں انھیں رفع کر دوں گا بیواؤں اور ترکہ پلنے والی لڑکیوں کو اُنکی خواہش کے خلاف شادی کرنے پر مجبور نہ کروں گا اور رعایا کو اس بات کی اجازت دوں گا کہ اپنی جائیداد جس کے نام چاہیں چھوڑ جائیں۔ جاگیر داروں سے بھی اُس نے یہ وعدہ لے لیا کہ جو مراعات حکومت کی طرف سے اُن کے حق میں روا رکھی گئی ہیں وہی وہ اپنی آسامیوں کے ساتھ مرلی کہیں گے۔ ایڈمٹھ کے ساتھ

جو حکم شاہ اسکاٹ لینڈ کے صوبہ اور اس کی ملکہ مارگرٹ (ایڈمنڈ نولادیلو کی پوتی) کے  
 بطن اور اس پر انگلستان کی شاہی نسل سے تھی عقد کر کے اس نے انگریزوں کے  
 ایک انگریزی شہزادی | دل میں اور زیادہ گھر کر لیا۔ انگلستان کے تمام بادشاہ اور  
 کے ساتھ اسکی شادی | بادشاہزادیاں چاہیں تو آج کے دن تک ملکہ ایڈتھ ہی کی مسامت  
 سے اپنا سلسلہ نسب پہلے مغربی سیکسن بادشاہ سر ڈک سے  
 ملا سکتی ہیں۔ لیکن نارمنوں کی تالیف قلب کے لیے ایڈتھ لے اپنا نام مصلحتاً تبدیل کر کے  
 ماڈیا ٹیلڈا اختیار کر لیا۔

پہنچی برائی کی اڑائی | رابرٹ جس کے کام ہمیشہ تائید و تساہل سے بگڑتے تھے جب  
 ارض مقدس سے لوٹا تو یہ تمام واقعات رونما ہو چکے تھے۔

تاہم اس کی مزاحمت پر جاگیرداروں نے اس کی حمایت کی  
 اور حکومت وقت کے خلاف حسب معمول علم بغاوت بلند کیا۔ لیکن اس مرتبہ بغاوت  
 بہت جلد فرو کر دی گئی۔ رابرٹ اپنا لشکر لے کر پورسٹھ کے ساحل پر اتر آیا لیکن  
 اسلم اور رابرٹ تنوٹن میولان نے دونوں بھائیوں میں صلح کرادی اور رابرٹ  
 ہنری سے پیار ہزار نقد فی مارک کا وظیفہ لے کر رخصت ہو گیا پھر بھی جاگیردار پغلی نہ بیٹھے۔  
 اور پانچ سال تک انگلستان اور نیز نارمنڈی میں لوگوں کو ہنری کے خلاف اگستاتے  
 رہے۔ شہر و سہری اور انڈل کے امیر رابرٹ باشندہ سلیم نے جو ایک سفاک  
 اور دغا باز شخص تھا۔ لوگوں کو بھڑکا کر ایک خطرناک بغاوت کرا دی۔ اس علت میں  
 وہ جلا وطن کر کے نارمنڈی بھیجا گیا جہاں موقع پاتے ہی اس نے ہنری کے  
 مقبوضات پر پھر حملہ کر دیا۔ ادھر امیر رابرٹ کی حکومت کا انتظام ایسا برتا تھا کہ نارمنڈی  
 کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے تھے۔ آخر ہنری کو غم و غشی پر مجبور ہونا پڑا۔ ایک انگریزی  
 لشکر کے ساتھ اس نے نارمنڈی پر چڑھائی کی اور ٹنچی برائی کی شہر لڑائی میں اس نے شور و سر  
 امر کا مکمل رک دیکر اپنا مطیع و متقاعد بنالیا۔ رابرٹ کو وہ اپنے ساتھ انگلستان لیتا آیا جہاں رابرٹ نے باقی عمر  
 رابرٹ قید کر دیا گیا | قید خانے میں گزاری۔ رابرٹ سر بھر اصرار و تمنا اور اسکی طبیعت  
 بھی لاابالی تھی۔ لیکن اس کی نیک نفسی اور نیک دلی سے  
 انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کا ہمت انگیز انجام دیکھ کر قدرت کی نیزگیوں کا ساں آنکھوں میں



پھرتا ہے۔ ٹینیسی کی جنگ پر انگریزوں کو بڑا فخر تھا اس لئے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ نارمنوں کو خود انھیں کے ملک میں شکست دینے سے انھوں نے جنگ ہیشٹنگز کی برائی کا داغ مٹا دیا ہے ۛ

نارمنڈی اور انگلستان اب پھر ایک فرمانروا کے زیرِ نگین آ گئے۔ نارمن جاگیرداروں کے ساتھ انگریزی حکومت کی یہ کشمکش انگلستان کے حق میں نہایت اہم ثابت ہوئی۔ ایک تو اس لئے کہ ہنری نے اپنی انگریزی فوج کو فرانسیسی رسالے سے مقابلہ کرنے اور اس سے عہدہ براہِ منہ کا کر سکھا دیا۔ اور اس طور پر انگریز سپاہی کے دل سے نارمن سوار کی ہیبت جاتی رہی۔ دوسرا بڑا نتیجہ اس جدوجہد کا یہ ہوا کہ ہنری نے باغی امرا سے اُن کی انگریزی جاگیریں چھین کر ایسے لوگوں میں تقسیم کر دیں جن کی قوت ذرا گھٹتی ہوئی تھی۔ اور جن کی وفاداری پر اُسے بھروسہ تھا۔ اصلاح کی علامت حکومت بسا اوقات ان نئے امرا کے تفویض کی جاتی تھی اگرچہ وہ نسل کے نارمن تھے۔

نئے امرا نے انگریزی قیامت اختیار کر لی کوئی جالامذکر رکھنے کے باعث وہ انگلستان ہی کو اپنا وطن سمجھتے تھے۔ اور انگریزوں ہی میں شادی بیاہ کرتے تھے۔ اس طرح پر انگریزوں اور نارمنوں کا نسلی امتیاز رفتہ رفتہ مٹا چلا اور اس امتیاز کے مٹانے میں اس واقعے نے خصوصیت کے ساتھ حصہ لیا کہ انگریزی زبان کا رواج دوبار کے سوا باقی ہر جگہ عام ہو گیا۔ آج کے دن تک ہم اس بات کا سراغ لگا سکتے ہیں کہ امرا کی زبان انگلستان میں کچھ عرصے تک فرانسیسی تھی مثلاً شیب (بجیٹر) واکسن (دبیل) اور "کاف" (بجیٹر) قدیم انگریزی نام ہیں۔ اس لئے کہ کاشتکاران جانوروں کو پالتے تھے۔ لیکن جب انھیں جانوروں کا گوشت نارمن دسترخوان پر آتا تھا تو بھیر کا گوشت "مٹن" کہلاتا تھا جس کی فرانسیسی شکل "موتان" ہے۔ گائے کے گوشت کو "بیف" کہتے تھے جو فرانسیسی میں "بون" ہے۔ اور بکھرے کے گوشت کو "ڈویل" کا نام دیا جاتا تھا جو فرانسیسی میں "وو" ہے۔ علیٰ ہذا القیاس "ساورن" (تاجدار)۔ "ما-میج" انگریزی زبان میں فرانسیسی (بندگی) "ویلیس" (موت) اور "کیسل" (قلعہ) نارمن الفاظ ہیں اور "ہرنٹ" (چلھا) اور "ہوم" (گھر) قدیم انگریزی الفاظ ہیں

غرض جس طرح انگلستان میں نارمن خون کی آمرزش سے انگریزی قوم کی جدوت و کدوت ہمت و استقامت اور شائستگی و فداست بڑھ گئی۔ اسی طرح فرانسیسی انقلاب کی آمد سے انگریزی زبان کی بوتلمونی اور دل آویزی میں اضافہ ہو گیا۔

اسقف راجہ عدل مقرر ہوا۔ و دونوں قوموں کو ہمتری کے بے لگ بعد حکومت کے عدل و انصاف نے ایک دوسرے سے اور بھی زیادہ قریب کر دیا۔ سن ۱۱۸۱ء میں

اُس نے سالبری کے اسقف راجہ کو اپنا میر بدل مقرر کیا اور اس مشہور و معروف شخص نے سلطنت کے قوانین اور مالگزاری کا انتظام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے کیا۔ رعایا کو دوبارہ وہی نجاتیں بنانے کی اجازت دی۔ اصلاح کے اعمال ہر سال آتے اور لگان اور تادان وغیرہ ہر قسم کے محصول بادشاہ کے محکمے میں داخل کر جاتے تھے۔ اراد شدہ کی رسید کے طور پر انھیں گاڑی کی چھوٹی چھتیاں دے دی جاتی تھیں۔ تختیوں کے دونوں کناروں پر آئینے سامنے مساوی فاصلے سے کٹاؤ پڑے ہوتے تھے۔

جس سے رقم ابدال شدہ کا تعین مقصود ہوتا تھا۔ ان تختیوں کو بیچ میں سے توڑ دیا جاتا تھا۔ ایک ٹکڑا بادشاہ کے محکمے میں وثیقے کے طور پر رہتا دوسرا ٹکڑا عامل کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔

جس میں پیر و پیہ گنا جاتا اس پر بساط شرط کی وضع کا ایک چارخانہ بچھا رہتا تھا۔ اور جب محکمہ خزانہ بعض شاہی حسابات مرتب ہو جاتے تھے تو اس چارخانے پر رقوم جوڑ لی جاتی تھیں۔ دفتر شمار رقوم کو جو "کورٹ آف دی اکسچر" (شہرخی محکمہ) کہا جاتا ہے تو اس کی وجہ تسمیہ یہی چارخانہ کا کپڑا ہے۔ اگر کسی شخص کو مال کے خلاف کوئی شکایت ہوتی تھی تو وہ شاہی عدالت کے افسروں سے استغاثہ کر سکتا تھا جو تعین محصولات اور فصل خصومات کے لیے سال میں ایک مرتبہ سارے ملک کا دورہ کیا کرتے تھے۔

شہر دوہ | شہروں نے پہلی اول سے بہت سی جدید مراعات نذرانے دے کر خرید لیں۔ چنانچہ لندن نے ایک خاص قبائلی مراعات حاصل کیا اور اپنے لیے ایک جدا گانہ عامل اور میر عدل مقرر کیا۔ اس قبائلی کی رو سے جائز نہ تھا کہ اہل لندن پہ لندن کی شہر پناہ سے باہر کوئی مقدم چلایا جاسکے "ڈین گلڈ" کا خراج انھیں معاف تھا۔ اُن کی تجارت جنگی کے محصول سے مستثنیٰ تھی۔ نارمن امر نے

شہر دوہ | شہروں نے پہلی اول سے بہت سی جدید مراعات نذرانے دے کر خرید لیں۔ چنانچہ لندن نے ایک خاص قبائلی مراعات حاصل کیا اور اپنے لیے ایک جدا گانہ عامل اور میر عدل مقرر کیا۔ اس قبائلی کی رو سے

جائز نہ تھا کہ اہل لندن پہ لندن کی شہر پناہ سے باہر کوئی مقدم چلایا جاسکے "ڈین گلڈ" کا خراج انھیں معاف تھا۔ اُن کی تجارت جنگی کے محصول سے مستثنیٰ تھی۔ نارمن امر نے

ملک کے بعض حصوں میں غلبہ آزادی کے طریقے کے بجائے مبارزہ کا جو طریقہ لازم کو بری الذمہ قرار دینے یا مجرم گردانے کے لئے جاری کر رکھا تھا لندن والے اس کی زد سے بھی باہر تھے دوسرے دیہاتی اور قصبائی لوگوں کی حالت بھی بہ نسبت سابق بہت بہتر تھی۔ اس لئے کہ گوجل اور فٹکار کے قوانین اب تک نہایت سخت تھے جو بھی عورتوں اور بڑا کوڑوں کو سولی پر لٹکایا جاتا تھا اور باداعالیوں کے لئے سخت سزا جس مقرر تھی تاریخ قوم سیکسن میں لکھا ہے کہ دو ہنری بڑا اچھا بادشاہ تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی رعیت نہایت وجہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اس کے عہد میں کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ کسی پر ہاتھ اٹھائے پڑے

قلمنگ پارچہ بانہ اور سترشیں راہب

عہد قوانین کے نفاذ کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان میں ان فنون کو ترقی ہونے لگی جو امن و امان کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اس عہد میں وہ زراعی وسیع کی نوآبادیاں قائم ہوئیں۔

ہنری نے غلینڈرس کے کچھ طوٹان زہہ باشندوں کو ہمدرد شہر میں آباد ہونے کی اجازت دی اور ان کی نسل آج تک یہاں موجود ہے۔ اس کے بعد غلینڈرس شہر میں طبقے کے کچھ راہبوں نے اول اول دیوہری واقع سرسی میں اور آگے چل کر شمالی اور مغربی اقل میں کیرب سب کے سب نہایت ہی ویران علاقے تھے اپنی بستیوں بسائی شروع کیں۔ یہ طبقہ ابتدائی طور پر جو روٹن کے قریب ہے قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کے راہب اپنے شعار کے پورے پارہ اور بڑے غنتی اور جفاکش تھے انھوں نے تو اپنی نوآبادی میں پھیٹیں پالیں اور اقتدار زمین کو غلبہ رانی کے قابل بنایا اور غلینڈرس والوں نے ادنیٰ کپڑا پہنے کا خرم ملک میں رائج کیا اور اس طور پر یہ دونوں نوآبادیاں انگلستان کے لئے مفید ثابت ہوئیں پڑے

اساقف کا انتخاب

ہنری کے عہد کے دو اور واقعات کا بیان کرنا اس مقام پر پائے روما کا سفیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ان واقعات کی اہمیت آگے چل کر کھلے گی۔ پہلا واقعہ تو یہ ہے کہ صدر اسقف انسلم کے ساتھ بہت

کچھ بحث کرنے کے بعد ہنری اس بات پر رضامند ہو گیا کہ گرجاؤں کے باور دی اپنے اساتذہ کا انتخاب آپ کر لیا کریں تاکہ ولیم سرخ رنگ کی طرح بادشاہ انکی خدمت میں غامی

دور رکھ سکے۔ لیکن یہ منظوری ہنری نے اس شرط سے دی کہ انتخاب بادشاہ کے دربار میں ہو کرے اور اساتذہ اُن جاگیرات کے لیے جو بادشاہ کی طرف سے انھیں عطا ہوں مراسم اطاعت و بندگی بجالائیں۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ہنری نے پایا سے روما کو دربار انگلستان میں اپنا سفیر متعین کرنے کی اجازت دی۔ اگرچہ ایک عرصہ دراز تک پایا کی طرف سے اس حق کا مطالبہ معوض التوا میں پڑا رہا لیکن آگے چل کر اسی کی وجہ سے مشکلات بھی پیدا ہو گئیں۔

ہنری کا اکلوتا بیٹا ڈیوڈ گیا عین اس عالم میں جبکہ اسن واماں کی برکتیں ملک کو نصیب ہو چکی تھیں ہنری کی تقدیر نے پلٹا کھایا اور مصیبت کا ایک

سنہ ۱۵۰۸ء

بہت بڑا پہاڑ اُس پر ٹوٹ پڑا۔ تین سال سے وہ ناز منڈی میں ناسن امر اکا مقابلہ کر رہا تھا جب وہاں سے منظر منظر ہو کر لوٹا تو اسکا اکلوتا بیٹا ولیم ساتھ تھا۔ لیکن ولیم کی تھلاہی ساتھ تھی۔ وہاں ٹٹ ٹپ (سفید جہاز) جس پر ولیم سوار تھا ایک چٹان سے ٹکرایا اور اہل کشتی سب کے سب غرق ہو گئے۔ جو ان بیٹے کی موت ہنری کی تمام انگلیں اور خوشیاں اپنے ساتھ لیتی گئی۔ کہتے ہیں کہ اس سانحہ کے بعد ہنری کو کسی نے کبھی مسکراتے نہ دیکھا۔ اب یہ سوال یہ ہوا کہ ہنری کے بعد تخت پر کون بیٹھے۔ اگر ہنری عقلمند اور ساتھ ہی کشادہ دل بھی ہوتا تو اپنے نو عمر بھتیجے ولیم یعنی اپنے نظر بند بھائی رابرٹ کے بیٹے کو اپنا جانشین قرار دیتا۔ ولیم ایک سعادت مند اور نیک نفس نوجوان تھا اور تاج و تخت کا سب سے زیادہ قریبی وارث بھی وہی تھا۔ لیکن ہنری کو یہ ہوس دامنگیر تھی کہ کسی طرح تاج انگلستان اُس کے گھر ہی میں رہے۔ چنانچہ اُس نے اپنی بیٹی میڈلڈ ایوڈ شہنشاہ جرمنی کا عقد طوفری امیر رنچو سے کر دیا کہ صرف بیٹی کی دشمنی کا اُسے اندیشہ تھا۔ اُس کے بعد اُس نے ہنری امر کو مجبور کرتا ہے کہ اگر بڑی امر کو حلف اٹھانے پر آمادہ کیا کہ پہلے میڈلڈ کو تخت پر بیٹھا دے اور اُس کے بعد اُس کے بچے کو اپنا بادشاہ بنا لینگے۔ اگرچہ اس غرض میں نوجوان ولیم جنگ میں کام آچکا تھا پھر بھی امر نے ہنری کا حکم ببول مانعاً تسلیم کیا اس لیے کہ یہ شعور پسند گروہ نہ چاہتا تھا کہ عورت ذات اُس پر حکمران ہو۔ غرض صورت حالات

ہنری امر کو مجبور کرتا ہے کہ اگر بڑی امر کو حلف اٹھانے پر آمادہ کیا کہ پہلے میڈلڈ کو تخت پر بیٹھا دے اور اُس کے بعد اُس کے بچے کو اپنا بادشاہ بنا لینگے۔ اگرچہ اس غرض میں نوجوان ولیم جنگ میں کام آچکا تھا پھر بھی امر نے ہنری کا حکم ببول مانعاً تسلیم کیا اس لیے کہ یہ شعور پسند گروہ نہ چاہتا تھا کہ عورت ذات اُس پر حکمران ہو۔ غرض صورت حالات

نہایت ہی پریشان کن تھی اور مقدر نے مطلع کو بھی اور زیادہ مکدر کر دیا۔ مگر یہ سب فروری ۱۸۰۱ء کو باربرٹ نے اپنے زنداں میں انتقال کیا اور یکم دسمبر ۱۸۰۱ء کو نہری نے اپنے شکار گاہ واقع نارمنڈی میں بخار سے وفات پائی جو اُسے مورینہ چھلی کھانے سے آگیا تھا۔ اُس کی لاش انگلستان لائی گئی اور ریڈنگ منسٹر میں دفن کر دی گئی۔ لیکن اُس کا جوازہ ابھی سر قبر پہنچے بھی نہ پایا تھا کہ ایک اور بادشاہ تخت انگلستان پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔

## چٹا باب

## اسٹیفن کا عہد حکومت

فساد اور شورش کے انیس سال (۱۱۳۵ء تا ۱۱۵۵ء)

انیس سال تک جس مصیبت میں خونریزی اور خونخواری سے انگلستان کو دوچار ہونا پڑا وہ اس سے پہلے کبھی اُس نے نہیں دیکھی تھی اور خدائے رحمان کے کہ آئندہ یہ افتاد اس کی بھی نہ پڑے۔ بلائے کا امیر اسٹیفن جو اپنے بچا کے مرتے ہی انگلستان چلا آیا ولیم فاتح کی بیٹی ایلی بلا کے بطن سے تھا جس نے بلائے کے ایک امیر سے عقد کیا تھا اسٹیفن کے دامادی (دیکھو شجر نسب صفحہ ۱۰۷) تخت انگلستان کے ورثائے دعو میں اب یا تو ایک دہ باڑی بھائیامیٹلڈ کا ایک ہم پیری گنوا اسٹیفن ویر فاتح کا لوہا سا اور ہنری کا پوتا ہونے کے علاوہ غلام بنامرت ہر ولیم ویر فاتح اور ہنری مردوت نورمان تھا اور ہنری اول اُسے بہت چاہتا تھا کیوں اس کی طبیعت خوشامی و استغناء واقع ہوئی تھی اور اس لئے وہ ہرگز اس قابل نہ تھا کہ حکومت کی باگہ اُس کے ہاتھ میں دی جائے۔ ہاشمہ گران لندن نے اس خیال سے کہ انیس تخت انگلستان پر کسی ملک کا بیٹا اور نہ تھا اُس کا جیر مقدم کیا اور راجا اسقف سالبری اور اس کے حقیقی بھائی ہنری اسقف وینچسٹر نے اُس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ ۲۶ دسمبر ۱۱۳۵ء کو سخت سردی کے زمانے میں وہ بادشاہ منتخب ہوا اور تخت نشینی کے وقت اس نے عہد کیا کہ میں عدل و انصاف سے حکومت کروں گا اور مراٹے جنگجوؤں اور خوشنوں کو مشا و کٹا قندلے کی لڑائی لیکن اسٹیفن نے وعدہ کیا تھا جس کا ایفا اُس کے ارکان سے نہ ہوا۔

بابر غلام ہنری کی ہر دستہ طبیعت کے اُچھٹے ہی امرائے کھلم کھلا بغاوت کر دی اور اپنے فکروں کو سنبھل کر کہ کچھ تو میٹلڈ کے طرفدار ہو گئے جس کا ساتھ دینے کے واسطے اُن کا حامی بھر چکے تھے اور کچھ اسٹیفن کے مدد و معاون بن گئے جو اس وقت

واقع میں مندرجہ تھا۔ لیکن ان کی حقیقی غرض و غایت صرف یہ تھی کہ ان میں ملک کو اجاڑنے اور تباہ کرنے کی قوت پیدا ہو جائے۔ دیوڈ شاہ اسکاٹ لینڈ کے جو میٹلڈا کا چچا تھا اپنی بھتیجی کی حمایت میں تلوار نیام سے بھائی لیکن جھنڈے کی مشہور لڑائی میں جو کاؤٹن مور کے میدان میں واقع ہوئی اُس نے شکست کھائی۔ کاؤٹن مور تار خیلڈن کے قریب یا ایک شاہر میں واقع ہے اور اس لڑائی کو جھنڈے کی لڑائی اس لیے کہتے ہیں کہ انگریزوں نے ایک جہاز کے مسئول پر ایک جہاز کی لگا دی تھی جس پر صلیب کی جھنڈی اور اسی کو اپنا جھنڈا قرار دیا تھا۔

میر عدل اور وزیر خزانہ کی ۱۱۳۹ء میں اسٹیفن سے ایک نہایت احمقانہ حرکت سرزد ہوئی اور اس کی شورش جب حد سے زیادہ بڑھنے لگی تو اس وقت تک کہ اپنے مال و

املاک کی طرف سے خطرہ دانگ ہو گیا۔ اور اسی لیے انھوں نے اپنے قلمی حکم کرنے شروع کیے۔ اسٹیفن بدحواس ہو کر سمجھا کہ یہ لوگ اُسے دغا دے کر لینڈ کے ساتھ مل جائے گی۔ فکریں ہیں۔ اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ کئی استغفوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں میر عدل اور بھی تھا۔ جو اس کا بہترین دوست تھا۔ راجہ کاٹیا جو وزیر خزانہ تھا اور راجہ کا جھنڈا بھی اسی جی جو خزانہ داری کے منصب پر مامور تھا اسی لپیٹ میں آ گئے۔ اسٹیفن نے راجہ کے بیڑیاں ڈال کر دھکی دی کہ اگر تم لوگوں کے قلوب کی خواہگی فوراً عمل میں نہ آئی تو تم ہمارے بیٹے کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اسٹیفن راجہ اس سلوک سے شکستہ دل ہو کر گمشدہ نشین ہو گیا اور اسٹیفن اپنے بہترین مددگار کو کھو بیٹھا۔ اس واقعے کے بعد ملک میں کوئی قاعدہ و قانون نہ رہا اور نظام امن و امان درجہ درجہ برباد ہو گیا۔

میٹلڈا کی انگلستان میں ۱۱۳۹ء میں اسٹیفن کا بیٹا رابرٹ جو میٹلڈا کا سوتیلہ بھائی تھا اپنی بہن کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا اور شمالی اور مغربی علاقوں کے ممالک و داروں کے بھی اس کی تقلید کی۔ البتہ مشرقی اور جنوبی علاقوں کے امرا اسٹیفن کے ساتھ رہے۔

میٹلڈا ۱۱۳۹ء میں بھاؤ پورے انگلستان میں بھائی اور خانہ جنگی کا سلسلہ پوری شدت کے ساتھ چھوڑ گیا۔ رن پر رن لگے۔ ایک جنگ کے ختم ہوتے ہی دوسری جنگ شروع ہوتی تھی۔ محال ہے کہ ان تمام معرکوں کا تفصیلی حال سپرد قلم کیا جاسکے اس لیے کہ آٹھ سال کے دوران میں ایک ہفتہ بھی ایسا نہ گزرا ہو گا جس میں کوئی نہ کوئی لڑائی کسی نہ کسی ممالک میں نہ ہوئی ہو ایک موقع پر اسٹیفن گرفتار ہو کر قلعہ لینڈن میں قید کر دیا گیا اور میٹلڈا فتح و نصرت

کا پھر لڑائی ہوئی لندن میں داخل ہوئی اور اس کے لئے اس کے ملک ہونے کا اعلان ہی کر دیا گیا۔ لیکن دو کچھ ایسی سخت گیر اور بد دماغ واقع ہوئی تھی کہ اہل لندن اس سے خوف ہو گئے۔ اور اس کی تلخ پوشی کی رسم کبھی بھی ادا نہ ہوئے پائی۔ اب انٹین کی بہادر ملکہ میٹلڈا اٹلیہ بولون کی بہادری کے جوہر کھلے۔ اس نے لندن کے باشندوں کے دلوں میں اٹینن کی حمایت کا جوش بھردیا اور انھیں اس بات پر بھارا کہ ایک ہزار زرہ پوش تلواریں بھیج کر دیکھنے کا محاصرہ کر لیں۔ چنانچہ اس زبردست جمعیت نے ایک ہی لیٹار میں اس شہر کو سخت و تاراج کر ڈالا اور امیر گلاسکو کو قید کر کے اس کے معاونت میں اسٹیفن کو چھڑا لیا۔ اسٹیفن کے آزاد ہونے ہی لڑائی کا رنگ بدل گیا اب میٹلڈا انرے میں آکر اس فوڈ میں قلعہ بند ہو گئی اسٹیفن نے اس کے لئے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اس کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک غیدہ میٹلڈا انگلستان سے سخت لباوہ اور دھکراتوں رات برف سے پٹے ہوئے میدانوں کو قطع کرتی ہوئی فرار ہو گئی۔ آخر کئی معرکوں کے بعد بہت ہار کر اس نے ملک چھوڑ دیا۔

یہ انگلستان کو خیر باد کہا اور اسی زمانے میں اس کے حامی امیر رابرٹ کا بھی انتقال ہو گیا۔ لیکن امن و امان اب بھی کوسوں دور تھا اس لیے کہ امریکی باہمی کشمکش کی طرح ختم ہونے ہی میں نہ آتی تھی ہر قلعہ بجائے خود ایک آزاد ریاست بن گیا تھا جس کا مالک اپنے نام کا سکہ جاری کرتا اپنا قانون خود بناتا اور گردنوں کے علاقے میں مار دھاڑ کرتا رہتا تھا۔ تاریخ قوم سکین میں اس پر آشوب زمانے کے مصیبت خیز حالات کی تصویر اس طرح کھینچی گئی ہے "امرا" بدعصب کسانوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کرتے تھے انھیں بیکار میں پکڑ کر قلعے کی تعمیر کے کام پر لگاتے اور جب قلعہ بن چلتا تو اسے نہایت شہریر لوگوں سے بھر دیتے تھے جس شخص کی نسبت انھیں یہ خیال بھی ہو جاتا کہ اس کے گھر میں کچھ اثاثہ موجود ہے اسے بلا تفریق مرد و زن لٹا لٹاؤ وقت و ساعت، گرفتار کر کے قید میں ڈال دیتے تھے رعایا کے مصائب اور شکنجوں میں کھینچ کھینچ کر اور انوع و اقسام کے عذاب دے دیکر غریب قیدیوں سے ان کا اند و خیرہ رکھوا لیتے تھے۔ ہزاروں بکیوں کو انھوں نے فاقہ دیدیکر جان طلب کر دیا اس ملک کے شوریدہ بخت باشندوں کو ان امریکہ کے ہاتھوں جو جو عقوق تھے اور اذیتیں پہنچیں ان کا بیان کرنا میرے امکان سے خارج ہے اور اگر بیان کرنا چاہوں بھی نہیں کر سکتا یہ زمانہ انیس سال تک قائم رہا جبکہ اسٹیفن بربر حکومت تھا اور حالت بہتے بدتر ہوئی



چلی گئی یہ وہ زمانہ ہے جبکہ اناج ہنگامہ تھا گوشت پتیر اور مکھن مہنگے داموں بھی نہ ملتے تھے اس لیے کہ یہ قیمتیں ملک میں باقی ہی نہ رہی تھیں..... کچھ زمانے کے بعد ان امرا کی دراز دستی یہاں تک بڑھ گئی کہ کلیسیا تو ایک طرف رہے قبرستان بھی ان کے تصرف سے نہ بچے۔ ان تبرک مقامات میں بھی وہ جو کچھ پاتے اڑالے جاتے اور غضب یہ کہ لوٹ کا مال ہتھیانے کے بعد گرجاؤں اور خانقاہوں کو آگ لگا کر کھنڈر کر دیتے تھے زمین میں اناج پیدا نہ ہوتا تھا اس لیے کہ ساری کی ساری زمین راجا لڑپڑی تھی اور لوگ علانیہ کہتے تھے کہ جاب مسیح آوے اور ان کے اولیاء سوتے پڑے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب انسان کی مصیبت حدت بڑھ جاتی ہے تو اسے خدا یاد آنے لگتا ہے انگلستان کے باشندوں پر مصیبت اور موت کا دل بادل چھایا ہوا تھا اسی کا لی گمشائے چھٹیوں نے لوگوں کو جنھیں بدسی یا درلوں نے اتنی مدت سے تھپک تھپک کر سلا رکھا تھا، بیدار کر دیا اور طاعت و اتقا کی وہ قدیم روح جو قہرناقرن مذہبی احیا سے بے حس و حرکت پڑی تھی آخر جاگ اٹھی۔ شہر والے قریوں میں لوگوں کی جماعتیں عبادت کی غرض سے قائم ہو گئیں انہوں نے جنگلوں میں بسیرا کیا اور جیسے جیسے شیشین طبقے کے زراعت و مویشین رشت و بیابان میں پھیلنے لگے اسیر و غریب اعلیٰ و ارقی سب کے سب ان کا خیر مقدم کرنے لگے۔ جاگیرداروں کی شہرتوں اور خجاستوں سے لوگوں کے دلوں میں نیکی اور پرہیزگاری کا دلولہ پیدا کر دیا اور آخر راحت و آسائش کی ساعت آ پہنچی۔

۱۱۵۰ء میں جب روم میں ایک نئے پایا کا انتخاب ہوا تو اس نے کٹر بری کے صدر اسٹیفن تھو بالڈ کو جو نہایت حق شناس تھا، اپنا سفیر مقرر کیا۔ تھیو بالڈ نے اپنے نئے اختیارات سے فائدہ اٹھا کر اسٹیفن کو ترغیب دی کہ میٹلڈا کے بیٹے ہنری کو جس کی عمر اب بیس سال کی ہو گئی تھی اپنا جانشین مان لے۔ انھیں دونوں اسٹیفن کے بیٹے یوٹیس کا انتقال ہو گیا۔ اور نوجوان ہنری انگلستان کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اس کے آتے ہی اس امید میں کہ ان جھگڑوں کا کوئی فیصلہ ہو بہت سے لوگ اسکے عہد نامہ و لیٹنر ڈ کے چارہ نہ تھا چنانچہ ۱۱۵۳ء میں عہد نامہ و لیٹنر دستبرداشت ہوا۔

جس کی رو سے ہنری وارث تاج و تخت تسلیم کیا گیا۔ اب چر عدل و انصاف کا زمانہ آگیا۔ اس بچے کو تمام وہ لوگ جو نواہان اسن و امان آتھے باغیوں کی سرکوبی کے لیے متعی ہو گئے۔ اس کے علاوہ آئینض بھی قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا ۲۵ اکتوبر ۱۵۵۱ء کو اس نے وفات پائی اور تاج انگلستان تیرہ برس میں ہنری کے لیے چھوڑنا گیا۔ یہی سال ہے جس میں تاریخ قوم سیکسن کی تحریر ختم ہوئی۔ اور اس تاریخ کے آخری جزا خاتما پٹیر برویس حوالہ عظم ہو گئے۔





# ساتواں باب

## ہنری پنجنٹ اور اس کے بیٹے

### (خاندان انجویہ)

ہنری ثانی ۱۱۵۴ء تا ۱۱۸۹ء

ریچرڈ ۱۱۸۹ء تا ۱۱۹۹ء جان ۱۱۹۹ء تا ۱۲۱۵ء

اسٹیفن کے انتقال کے وقت جو ان سال ہنری انگلستان میں موجود تھا لیکن اس کی مراجعت کے وقت تک صدر اسقف تھیوبالڈ نے پورا امن و امان قائم رکھا اور ۱۱۸۹ء میں اس کی ۱۱۵۴ء کو ہنری کیس سال کی عمر میں تخت انگلستان پر بیٹھا اور ایسٹ منسٹر میں اس کی اداس کی ملکہ کی رسم تاج پوشی اور گائی تخت پر بیٹھے ہی اس نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک قبائلی کے اجلاسے رعایا کو آزادی کے نئے حقوق عطا کیے اگرچہ فرانس میں اس کے مقبوضات بلحاظ رقبہ تمام انگلستان سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور بیس سال کی حکومت میں اس نے اٹھارہ سال سے بھی زائد زمانہ انگلستان سے باہر بسر کیا۔ پھر ہی اس کا شمار انگلستان کے بہترین بادشاہوں میں ہے۔

ہنری ثانی ۱۱۵۴ء تا ۱۱۸۹ء  
بعض مصنفین سلسلہ پنجنٹ (جارجیہ) کہتے ہیں اس لیے کہ ہنری کا باپ جاقوی امیر انجو مھاؤ کی ایک شاخ کو جس سے مھاؤ دہانی جاتی ہے نشان کے طور پر طے کی جگہ لگاتا تھا لیکن ایک اور جماعت مورخین کی انھیں فرمانروان سلسلہ انجویہ کے نام سے یاد کرتی ہے جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ یہ فرمانروا شاہان انجو کی اولاد و اتحاد ہیں میرے نزدیک لفظ پنجنٹ محض ایک علامت امتیازی ہونے کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہے۔ دوسرا نام سن کرا یا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک نئی بدیسی

اسل کے فرمانروا باہر سے ہم پر حکومت کرنے آئے تھے بخلاف اس کے ولیم فاتح کے زمانے کے بعد ہنری انگلستان کا پہلا وہ بادشاہ تھا جس کی رگوں میں مغربی سیکسن خون دوڑ رہا تھا وہ والی انجو کا بیٹا ضرور تھا لیکن اس کی ماں نارمن ہونے کے ساتھ سیکسن بھی تھی۔ اس سبب کہ وہ ولیم فاتح کی پوتی اور ایڈمنڈ فولڈ وپلو کے پوتے کی نواسی ہوتی تھی اس کے علاوہ جیسا کہ ہمیں آگے پہل کر معلوم ہوگا کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ امارت انجو ہنری کے جانشینوں کے ہاتھ سے بالکل ہی کھل گئی۔ لیکن خود ہنری ایک وسیع قلمرو پر حکمران ہنری کے مقبوضات اور اس کا عقد جو فرانسیسی جبلت کا خاصہ ہے۔ انجو اور نورمین کے صوبے آئے

باپ سے ترکے میں ملے تھے۔ اور نارمنڈی اور انگلستان کی حکومتیں اُسے اپنی ماں اور نانا کی طرف سے بطور میراث ہاتھ آئی تھیں۔ ہنری پر وہ اپنے بیٹے جعفری کی وساطت سے حکومت کرتا تھا جو کانسٹنس رئیسہ ہنری کا شوہر تھا۔ اور پاپیہ ایکٹین اور گائنی کے علاقے اسے اپنی بی بی الیانا کے جہیز میں ملے تھے۔ الیانا جس کا سن اُس سے زیادہ تھا۔ لونی ہفتم شاہ فرانس کی ملکہ تھی۔ لونی نے اُسے طلاق دے دی تھی اور طلاق کے چند ہی ہفتے بعد ہنری نے اُس سے عقد کر لیا تھا۔

شکل و شبابت اور سیرت ہنری دوسرے بدن کا فریب اندام شخص تھا بال جھوٹے چھبے لے اور سرخی مائل بھروسے رنگ کے تھے۔ آنکھیں نیلگوں اور خوب نمایاں تھیں چست و چالاک ایسا تھا کہ کھانے کے اوقات کے علاوہ

شاہ و نادری کرسی پر بیٹھتا تھا وہ صبح کہیں ہوتا تھا اور شام کہیں۔ لوگوں کو کبھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس وقت وہ کہاں ہے اور اپنی اسی مسلسل نقل و حرکت کی بدولت وہ ہمیشہ منہا کو قابو میں رکھتا تھا تعلیم اُس نے اچھی پائی تھی۔ اور بیوپاری اور بیچ بیچ سے خوب واقف تھا طبیعت جوشیلی تھی۔ اور جب حزم پر جوش غالب نہ ہوتا تھا تو اُس کی بھیمانہ تدبیر کے جوہر کھلتے تھے۔ اُس کے بیٹے اگرچہ ناخلف تھے لیکن وہ ان کے ساتھ ہمیشہ شفقت کا سلوک کرتا رہا۔ البتہ بی بی سے اس کی ان بن تھی۔ ملکہ کو اپنے شہر برکی بے اعلیٰ اور بیوفانی کا گھارہتا تھا اور تعلقات کی اس کشیدگی سے بہت سی مشکلات پیدا ہوئیں۔

انگریزوں کو اپنے طاقتور اور عادل بادشاہ کی اپنی شخصیت کے فوائد بہت جلد

انہوں نے لیکے تھیو بالڈ کے مشورے پر کار بند ہو کر ہنری نے جاگیر داروں کو ان تمام ملکوں کے انہدام پر مجبور کیا جو شاہی اجازت کے بغیر تعمیر کیے گئے تھے۔ تمام وہ خالصہ اراضیات وہاں سے لیں جن سے شیفن نے اپنے متوسلین کی شکم پڑی کی تھی اور ان بدسی انوں کو جیض وہ اپنے ہمراہ انگلستان لایا تھا زحمت کر دیا۔ اُس نے عدالتوں کا از سر نو افتتاح کیا اور ایچر ڈوڈی لوسی جیسے نیک اور متدین شخص کو ججیس سال تک اُس کا خدمت گزار رہا اپنا میر عدل بنایا وزارت خزانہ کی خدمت پر اُس نے لٹریٹری کے نائب صدر اسقف ٹامس بیکٹ کا تقرر کیا۔ ٹامس بیکٹ وزیر خزانہ۔ ٹامس بیکٹ کا باپ ایک دوئمند نارمن تاجر گلبرٹ بیکٹ تھا جو فنا کا شاہ بندر اور صدر اسقف تھیو بالڈ کا دوست اور شاگرد تھا۔

مقرر ہوا۔

اب دس سال تک انگلستان میں امن و سکون رہا اور باوجود کچھ ہنری کو بہت سی بیرونی لڑائیوں میں مصروف رہنا پڑا اور ۱۱۵۵ء سے لے کر ۱۱۶۳ء تک وہ ملک سے باہر رہا پھر بھی کسی قسم کی شورش اس زمانے میں نہ ہونے پائی۔ لیکن باہر رہنے کے باوجود بھی ہنری معاملات انگلستان میں براہ مشغول رہا اور اس دس سال کے عرصے میں اُس نے رعایا کے لیے بہت سے عمدہ قوانین وضع کیے اُس کی خواہش تھی کہ کسی طرح جاگیر داروں کی حد سے بڑھتی ہوئی قوت گھٹ جائے اور اسی کے ساتھ اپنی فوج کو جو بیرونی جہات میں شریک تھی تھکا دینے کے لیے وہ بڑے بڑے کوفی سپیل نکالنی چاہتا تھا۔ اس کی شکل اُس نے یہ نکالی کہ معمول جنگ۔

کے ہمراہ جلسے پر مجبور تھے۔ اجازت دی کہ اگر چاہیں جنگ میں شریک ہونے کے عوض ایک ہندھی رقم بطور فدیہ سرکاری خزانے میں داخل کر دیں اس ایک کہشے سے ہنری کے دو کام نکل آئے کسانوں کو جہاں یہ فائدہ ہوا کہ گھر پر وہ کفص کی کاشت کیلئے انھیں جمعیت خاطر نصیب ہوئی۔ وہاں جاگیر داروں کی سطح تعداد خود بخود کم ہو گئی۔

عدالتی حلیے اور جو ریاں اب عدالتی حکام پہلے کی بہ نسبت زیادہ باقاعدگی کے ساتھ اپنے فرائض مفوضہ کی انجام دہی کے لیے دورہ کرتے گئے۔ اس لیے

کہ ہنری نے ملک کو چھ اضلاع یا عدالتی حلقوں میں اس ہدایت کے ساتھ تقسیم کر دیا تھا کہ "ہر سینکڑے" میں بارہ اشخاص اور ہر شہر کے چار اشخاص ان تمام الزامات کی تفتیش کریں جو ان کے علاقے کے بدماشوں پر لگائے ہوئے ہیں۔ اور الزامات کے صحیح ثابت ہونے کی

صورت میں ملزمین کو حکام مذکور کے اجلاس میں پیش کریں اور حلف اٹھائیں کہ ملزمین نے واقعی ارتکاب جرم کیا ہے۔ اس طور پر اس بڑی جوری (پنچایت) کی ابتدا ہوئی جو آج کے دن تک کمیلقدر سریم کے ساتھ ہمارے نظام عدالت کا جزو ہے۔ جوری کے ارکان جو ”جور“ ثالث یا حکم کہلاتے تھے لفظ ”جور“ لاطینی مادہ ”جور“ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ”میں قسم کھاتا ہوں“ جو روکے ارکان جو خود قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ ملزم پر جرم ثابت ہے اس لیے انہیں ”جور“ کہا جاتا تھا یعنی وہ جو قسم کھائے۔ اس ابتدائی کارروائی کے بعد ملزمین کے مقدمے کی سماعت ہوتی تھی اور غیبی آزمائش کے قدیم سیکسن طریقے کے مطابق فیصلے ہوتے تھے لیکن چالیس سال بعد جات کے بعد حکومت میں غیبی آزمائش کا طریقہ منسوخ ہو گیا اور بڑی پنچایت کے اجلاس سے ملزم ایک اور پنچایت کے سپرد ہونے لگا جو چھوٹی جوری کے نام سے موسوم ہوئی یہ پنچایت بھی بارہ ایسے اراکین پر مشتمل ہوتی تھی جن کی نسبت گمان غالب تھا کہ مقدمے کے تمام واقعات کا انھیں علم ہے یہ اراکین اپنے ذاتی علم و یقین کی بنا پر تجویز کرتے تھے کہ بڑی پنچایت کا قائم کیا ہوا الزام صحیح ہے یا نہیں۔ یہ تجویز ”ورڈ کرٹ“ کہلاتی تھی جس سے مراد قول صحیح یا مختصر فیصلہ ہے آگے چلا کر چھوٹی پنچایت کو بھی اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ الزام زیر تجویز کی بابت جو باتیں دوسروں کو معلوم ہیں ان کی چھان بین کی جائے۔ اور اس طور پر گواہوں کی شہادت طلب کرنے کا طریقہ۔

رواج پذیر ۱۷۴۶ء

کلیرنڈن کی عدالت مشن اب لوگوں کو دوا خواہی کے لیے ہر طرح کی آسانیاں میسر ہو گئیں اور کلیرنڈن کی عدالت مشن نے ۱۷۶۶ء اور ۱۷۶۷ء میں عدالت مشن

۱۷۶۶ء

۱۷۶۶ء میں جو فیصلجات صادر کئے ان میں یہ تمام تبدیلیاں پایہ توثیق کو پہنچ گئیں اور آج کے دن بھی یہ فیصلجات انگریزوں کی آزادی کے قبائے تصور ہو سکتے ہیں ان عہد قوانین کے نفاذ کی بدولت ملک کو جو امن و امان نصیب ہوا اس سے فائدہ اٹھا کر بہت سے لوگوں کو جو بد امنی کے دور میں علمی مشاغل جاری نہ رکھ سکتے تھے تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا اور اعلیٰ آکسفورڈ کے اولین اور ہم پہلی مرتبہ آکسفورڈ میں طلبہ کو فاضل راہبوں سے کہ جس زمانے میں سب سے اچھے معلم وہی تھے درس لیتے ہوئے سنتے ہیں ابتدا میں درس دتدریس کی اگرچہ مختصر سے پیان پر ہوئی لیکن آگے چل کر یہی کتب

طالب العلم

ایک بہت بڑا دارالعلم ہو گیا۔



لیکن عدالتوں کے انتظام کی اصلاح کرنے کے لئے ہنری نے ایک بہت بڑی کمیٹی مولی۔ اُس کا وزیر خزانہ ٹامس بیکٹ بڑے درجے پر پہنچ گیا تھا اور اس کا وزیر ترین دوست ہو گیا تھا جبہ تھیو بولٹ نے وفات پائی تو ہنری کو موقع ملا کہ امر کی طرح پادریوں کی حالت بھی لگے ہاتھوں درست کرے اور اس خیال سے کہ اس کام میں بیکٹ اُس کا ہاتھ بٹائے گا اُس نے بیکٹ کا تقرر صدر استغنی اُسے کنٹر بری کا صدر اسقف مقرر کر دیا لیکن ہنری نے بیکٹ کے انداز فرائنس شناسی کا صحیح اندازہ نہ کیا تھا۔ بیکٹ کو جو کام کرنا ہوتا تھا اُس میں ہمت نہ ہو جاتا تھا اور اس کے انصرام میں اپنی زبان لڑا دیتا تھا۔ جب وہ وزیر خزانہ رہا اپنے آپ کو بادشاہ کا نوکر سمجھتا رہا اور حق یہ ہے کہ نوکر کی کا اُس نے حق ادا کر دیا۔ لیکن صدر اسقف بنتے ہی اُس نے سمجھ لیا کہ اب میں بادشاہ کا نہیں بلکہ کلیسا کے مسیحی کا نوکر ہوں چنانچہ اُس نے اپنا پر تکلف لباس اتار بھینکا اور مکمل کا لباس سپر کرٹیسٹ کے حقوق کی حمایت کا عزم بالجبرم کر لیا۔

یاد ہو گا کہ ولیم اول نے پادریوں کے مقدمات کی سماعت کے لئے رقیسی عدالتیں مقرر کی تھیں (دیکھو صفحہ ۸۳) اُن عدالتوں میں آئے دن انصاف کا خون ہوا کرتا تھا۔ پادریوں کے مقدمات اس لیے کہ اس زمانے میں قریب قریب تمام کلبے بڑے لوگ نویں خدمتوں پر مامور ہونے کے باوجود قیسی منصب رکھتے تھے اور یہ لوگ جن جرائم کے مرتکب ہوتے تھے یہاں تک کہ سر قتل

جیسے سنگین جرم بھی ان سے سرزد ہوتے تھے تو ان سے کوئی خاص مواخذہ نہ ہوتا تھا اور وہ بہ آسانی چھوٹ جاتے تھے کیونکہ کلیسا کے قانون میں کوئی سنگین نرا موجودہ تھی اور عدالتوں کو ان پر کچھ اختیار نہ تھا ہنری کو اصرار تھا کہ معمولی نوعیت کے جرائم کے لئے پادریوں پر شاہی عدالت میں مقدمات چلائے جائیں اور جس طرح ایڈورڈو الخطاب بہ نائب کے زمانے میں ان کو عام مجرموں کی طرح سزا دی جاتی تھیں اسی طرح اب بھی دی جائیں۔ تمام اساتذہ اس امر پر رضامند ہوئے مگر بیکٹ کسی طرح راضی نہ ہوا۔ آخر بعد وقت اُسے اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ آئین کا یزیدن کو جو حکومت کی طرف سے قیسی معاملات میں مداخلت کرنے کے متعلق ۱۱۶۴ء میں مرتب ہوئے تھے تسلیم کر لے۔ لیکن دوسرے ہی دن اپنے ایک پریشیمان ہو کر اُس نے اپنی رضامندی واپس لے لی اور پاپا سے درخواست کی کہ

اس سے کلیسا کے مقابلے میں سرزد وہ اپ اس کی اسے معافی دی جائے۔  
 شہزادہ ہنری کی تاج پوشی اپنے دوست کی اس حرکت پر ہنری کو بے انتہا غلیظ آئی۔ اور اپنا غصہ  
 اس نے اس طرح نکالا کہ کلیٹ کو طح طح دیں اور سو اگرنا شروع  
 کیا۔ کلیٹ بادشاہ کے عتاب کی تاب نہ لا سکا اور فرار ہو کر فرانس چلا گیا۔ جہاں اس نے  
 چھ سال گزارے۔ ہنری کی آتش غضب اس کی غیبت میں بھی فرو نہ ہوئی اور کلیٹ کے  
 تمام دوست اور رشتہ دار چن چن کر جلا وطن کیے گئے۔ ۱۱۷۱ء میں بادشاہ نے جاپا شہزادہ  
 ہنری کے سر پر تاج رکھا جائے تاکہ اس کے زمانہ غیبت میں عثمان حکومت شہزادے کے  
 ہاتھوں میں رہے۔ کلیٹ چونکہ انگلستان میں موجود تھا اس لیے تاج پوشی کی رسم بارکس  
 کے صدر اسقف راجر کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ کنزبری کے صدر اسقف کی اس سے بڑھ کر  
 توہین اور کیا ہو سکتی تھی۔ پاپا کی برا فروتنی کی کوئی حد نہ رہی اور اس نے ہنری کو ایک  
 تہذیب آمیز پیام اس مضمون کا بھیجا کہ اگر شاہ انگلستان کلیٹ کو فرانس سے واپس طلب  
 کرے گا تو حلقہ کلیسا سے تاج کر دیا جائے گا۔

کلیٹ کا قتل  
 ۲۹ دسمبر ۱۱۷۱ء  
 غرض ہنری جو اس وقت فرانس میں تھا معاملت پر مجبور ہوا اور  
 کلیٹ کو انگلستان واپس جانے کی اجازت دے دی۔ اب کلیٹ  
 کے نام پر غضب کے مشتعل ہونے کی باری آئی۔ ساحل انگلستان

پر لشکر انداز ہوتے ہی اس نے شہزادے کو تاج پہنانے کے الزام میں یارک کے صدر  
 کو معطل کر دیا۔ کلیٹ کے اس خصومت آمیز برعکس کے احمقانہ ہونے میں کلام نہیں  
 لیکن ہنری کا جنون انگیز جوش غضب اور بھی زیادہ احمقانہ تھا کہ اس واقعے کی خبر پاتے  
 ہی وہ اپنے سے باہر ہو گیا اور پکارا تھا کہ کوئی ہے جو اس فتنہ پرداز پادری سے میرا پیچھا  
 چھڑائے؟ چار فوجی سردار یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور انگلستان پہنچ کر کلیٹ کو  
 جس کی استقامت اور پامردی میں آخر وقت تک فرق نہ آنے پایا کنزبری میں خود اسی  
 کے گرجا کے فرش پر گولے ٹکڑے کر ڈالا۔

غصے اور انتقام کے جذبات کے نتائج یہی ہوا کرتے ہیں قانون کے بدلے  
 میں ہنری بالکل حق بجانب تھا۔ اور کلیٹ نے جو ہنری کی مخالفت کی محض اپنا فرض  
 سمجھ کر کی۔ لیکن آگے چل کر دونوں سیدھے رستے سے بھٹک گئے۔ کلیٹ نے اس

بحر و تشہد کا انتقام لینا چاہا جو اس پر روا رکھا گیا تھا اور یہی مقناہ خواہش اسس کی  
بے راہہ روی کی حرکت بن گئی۔ ہنری تختے کے جوش میں بے قابو ہو گیا اور اپنے عزیز  
و دوست کا قاتل ٹھہرا۔

ہنری کو جب بیکٹ کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو سخت شیمان ہوا اور  
اسی وقت اپنے خاص قاصدوں کے ہاتھ پا پا کو کہلا بھیجا کہ بیکٹ کے ناشدنی قتل  
میں اس کے ارادے یا اچھا کو ہرگز دخل نہ تھا۔ اس کے بعد اس وقت تک کے لیے کہ اس  
کی برادرت کا فرمان صادر ہو کلیسا کی حد عقاب سے پرے پرے رہنے کا ارادہ کر کے  
وہ انگلستان چلا آیا اور انگلستان سے آئرلینڈ روانہ ہو گیا۔

آئرلینڈ میں بڑے بڑے انقلاب ہو رہے تھے۔ ۱۵۹۵ء سے  
جب کہ قوم ڈوین نے اس ملک پر حملہ کیا اہل ملک بے وقتلے اور لوٹ  
جاسے تھے اور ان کی حالت وحشیوں سے بدتر ہو رہی تھی۔ اسلئے میں آئرلینڈ کے  
نامور سردار براہین بورڈنے ڈین علیہ آدروں کو ایک نئی ریزموکے میں شکست دیکر  
ملک سے باہر نکال دیا تھا اگرچہ وہ خود بھی اس موکے میں کام آیا اس زمانے سے  
آئرلینڈ میں طوائف الملوکی کا بازار گرم ہو گیا اور چھوٹے چھوٹے بادشاہ اور سردار  
آپس میں برسر پیکار رہنے لگے ہنری نے اپنے عہد حکومت کے اوائل میں آئرلینڈ کے  
فتح کرنے کی اجازت پا پا سے حاصل کر لی تھی اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کی  
نوبت دیر تک نہ آنے پائی۔ اسلئے میں آئرلینڈ کے ایک فرمانبردار ڈرماٹ والی  
لینٹر نے اپنے ہم چشموں کے خلاف ہنری سے مدد مانگی۔ اس پر ہنری نے میروک  
کے امیر رچرڈ ڈوی کلیر کو جو کبھی کمان کے لقب سے لقب تھا آئرلینڈ پر چڑھائی کا  
اذن دیا۔ امیر موصوف قسمت آزمائے توریوں کا ایک جھٹالے کر چڑھ دوڑا اور لینٹر کے  
قریب قریب سارے علاقے کو زور شمشیر مسخر کر لیا۔ ہنری جواب ایک لشکر جہاز کر لیا  
عازم آئرلینڈ ہوا تو اس کا مقصد یہی تھا کہ اس نے علاقے پر اپنا تسلط جمائے۔ وہ  
ایک سال تک ڈبلن کے باہر ڈیرے ڈالے پڑا رہا اور اس عرصے میں اپنی قوت  
کو مضبوط کرتا رہا۔ اپنے ہمراہیوں کو اس نے مفتوحہ علاقے میں جاگیرت عطا  
کیں۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے اور آئرلینڈ کے فرمانروا ہونے کی حیثیت سے ملک کے

ہنری تائی فرماں روا کے تمام سرداروں سے اطاعت کا حلف لیا۔ پانچ سال بعد اس نے اپنے چھپتے بیٹے جان کو جا کر آئرلینڈ بنا کر بھیجا۔ لیکن جان نے اپنی بے عنوانیوں سے اپنے اتنے دشمن بنا لیے کہ اسے واپس انگلستان آنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اگرچہ آئرلینڈ کا یہ اولین زمانہ ہے لیکن اس ملک کی حقیقی فتح ہمیں تین سو سال بعد جا کر انگریزوں کے ہاتھ میں آئی اور ہنری اپنی سلطنت کی حد و وسعت ہنری کے بیٹوں کی بنیاد دے رہا تھا اور اس کے بیٹے اور دوسرے دشمنان دولت اس ملک سے فائدہ اٹھا کر جو بیکٹ کے قتل نے ملک بھر میں ڈال دیا تھا اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے میں مصروف تھے۔ شہزادہ ہنری آرزو مند تھا کہ باپ کے جیسے جی ہی انگلستان یا نارمنڈی کا مطلق العنان فرمانروا بن جائے۔ جافرے اور چرچ چاہتے تھے کہ فرانس میں بڑے بڑے علاقوں کے خود مختار حاکم ہو جائیں۔ لکوالیانا کے دل میں اپنے خاوند کی طرف سے جو اس کی جانب ملتفت نہ ہوتا تھا پہلے ہی نفرت بیٹی ہوئی تھی شاہ فرانس ہنری کے بڑے بڑے اقتدار کو ایک آنکھ نہ دیکھ سکتا تھا باغیوں کو امداد دینے کے لیے موقع کا منتظر تھا اسکا ٹیلینڈ کا بادشاہ ولیم مخاطب بہ شیر ہر گاہ اس تاک میں تھا کہ انگلستان کے شمالی اضلاع کو دوبارہ فتح کر کے اپنی عداوت میں شامل کرے۔ اور انگلستان کے جاگیر دار اس افراط فری میں اپنی گھوٹی ہوئی قوت کی بحالی کے منصوبے جدا گانہ رہتے تھے۔ لیکن ہنری کا کفارہ اور اپنے ہنری ایک اکیلا ان سب پر بھاری تھلا آئرلینڈ سے وہ پایا کے حریفوں پر غلبہ قاصدوں کی پیشوائی کے لیے جو اس کی معافی کا فرمان لائے تھے سیدھا نارمنڈی گیا۔ ادھر سے مطمئن ہو کر اس نے بیٹوں کی باغی شورش فرو کی اور ملک الیانا کو زندان میں ڈال دیا جہاں وہ اس کی وفات تک قید رہی اس کے بعد اس نے بیکٹ کے خراج پر نفس کشی کرنے سے اپنی رعایا کا دل مٹھی میں لے لیا اور کٹر بری کی چار دیواری سے چلے بھینچ کر وہ نکلا ہی تھا کہ ولیم دلیوی اسکا ٹیلینڈ کے قید ہونے کی خبر آئی۔ اس قید سے ولیم کو اس وقت تک رہائی نصیب نہ ہوئی جب تک کہ اس نے انگلستان کی باجگاری کا حلف نہ اٹھالیا۔ کٹر بری سے ہنری فوجیں لیے ہوئے ہنسگٹن کی طرف اپنے باغی جاگیر داروں کی سرکوبی کے لیے بڑھا۔ اور انھیں شکست دے کر از سر نو اپنا حلقہ بگوش بنایا۔ غرض ایک سال کے اندر اندر اس نے تمام حریفوں کو زیر کر کے

اپنا پورا اقتدار قائم کر لیا۔

فوج روڈین کا قیام

۱۱۸۱ء

اس تمام جدوجہد نے ہنری کو ایک ایسی انگریزی فوج کی ضرورت محسوس کرائی جس پر وہ اڑے وقت میں پورا بھروسہ کر سکے چنانچہ ۱۱۸۱ء میں اس نے لازمی فوجی خدمت کے اس قدیم مغربی مہمن

قانون کو از سر نو رواج دیا جس کی رو سے تمام آزاد اشخاص کو ہتھیار دے دیئے جاتے تھے اور ان سے عہد لے لیا جاتا تھا کہ خطبہ کے وقت اپنے بادشاہ اور ملک کی حفاظت کریں گے۔

فوجی خدمت کا یہ طریقہ اس جاگیردارانہ طریقے سے بالکل مختلف تھا جس کے بموجب رعایا بوقت ضرورت اپنے آقا کے لئے جنگی خدمت انجام دیتی تھی۔ یہ نیا فوجی قانون ہماری ”فلیشیا“ (فوج

روڈین) کی بنیاد قرار پایا کہ اس فوج سے قومی سپاہیوں کی ایک ایسی سمیت مراد ہے جو بطور فوج باقاعدہ طیار کی جائے لیکن جس سے جنگی خدمت صرف اسی وقت لی جائے جب ملک

کو غم سے بچانے کی ضرورت پیش آئے۔ ہنری کی عمر کا باقی حصہ زیادہ تر انگلستان سے باہر گزرا۔ اگرچہ اس عرصے میں وہ چار مرتبہ خود بھی انگلستان آیا لیکن انتظام حکومت ناپائیدار حیثیت

سے ریشلف ڈی گلیغول کے تفویض رہا جو دوسری کے فن کا ماہر اور نہایت قابل مہتمن تھا۔ اسی زمانے میں لندن کا پرنسپل ٹیمپر ہونا شروع ہوا۔ یہ پہلا سنگین پل تھا جو دریائے ٹیمز پر

باندھا گیا۔ اور چار سال تک قائم رہا۔ نیا پل جو اس کی جگہ از سر نو بنایا گیا ۱۲۷۲ء میں تعمیر ہوا۔

ہنری کی وفات ۱۱۸۲ء ہنری کے ناخلف بیٹے ابھی تک اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تھے اور آئے دن باپ سے اُٹھتے رہتے تھے۔ آخر ٹبرے بیٹے ہنری کا

۱۱۸۲ء میں اور سنچھلے بیٹے بافری کا ۱۱۸۳ء میں انتقال ہو گیا۔ صرف رچرڈ اور جان باقی رہ گئے اور ان کی سعادت مندی کی یکہیت تھی کہ رچرڈ نے فلپ شاہ فرانس کی مدد سے

اپنے باپ کو جس کی محنت اب بگڑتی جا رہی تھی شکست دے کر نورین کے علاقے سے نکال دیا۔ شکستہ دل اور سقیم احوال ہنری نے جب بخار کی حالت میں باغیوں کی فہرست ملاحظہ

کے لئے طلب کی اور چوٹی پر اپنے جیتے بیٹے جان کا نام راج پایا تو مایوس ہو کر کہنے لگا کہ اب حقیقت میں دنیا میرے لئے تنگ ہو گئی جیوں تو کس کے لئے اور کس امید پر اب

کے دوسرے ہی دن اس کا انتقال ہو گیا۔

انگلستان کے بادشاہوں میں ہنری کا نام ہمیشہ نیکی سے یاد کیا جائے گا۔ انگریزوں کو اُس کے عہد حکومت میں امن و امان اور عدل و انصاف کی برکتیں نصیب ہوئیں اور جو عہدہ توغین اُسے نافذ کیے وہ آج کے دن تک برقرار ہیں۔

## رچرڈ المناطیب شیردل

### ۱۱۹۹ء لغایت ۱۱۹۹ء

ہنری کے بعد رچرڈ وارث تاج و تخت ہوا۔ سپاہیانہ اوصاف سے قطع نظر کے باقی ہر ایک بات میں وہ اپنے باپ کی ضد تھا۔ اگرچہ اس کی پیدائش انگلستان کی تھی لیکن چونکہ اُس کا ایک بڑا بھائی بھی موجود تھا جو ولی عہد سلطنت تھا لہذا ایکوٹین کے علاقے کی حکومت اُس کے حصے میں بطور ترکہ آئی تھی اور اُسی حیثیت سے اُس کی تعلیم و تربیت باہری ہوئی تھی۔ رچرڈ حقیقی معنی میں انگلستان انگریزی زبان کا شاید وہ ایک فقرہ بھی نہ بول سکتا تھا اور اپنے کا بادشاہ نہ تھا۔ دو سالہ عہد حکومت میں اُسے انگلستان آنے کا اتفاق صرف دو مرتبہ ہوا اور دونوں بار اس کا قیام صرف چند مہینے رہا۔ وہ سرلیں اور دنی البلع ضرر تھا لیکن شباغت اور مرآت کے اوصاف اُس کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے جس کا دوست بن جاتا تھا اس کا آخر وقت تک ساتھ دیتا تھا اور جس کا دشمن ہو جاتا تھا اُس کی جان ہی لے کر چھوڑتا تھا۔ اپنی رعایا کے سونہ ہرود کی اُسے کچھ پروا نہ تھی البتہ نہ رب کے نام پر مٹا ہوا تھا اور حروب صلیبیہ میں اُس کے مراد کارنامے یادگار و روگاہیں۔ اسی لئے انگریزی قوم کو اُس کی ذات پر فخر تھا لیکن انگلستان کی تاریخ پر اُس کا کوئی احسان نہیں یہ گاڑی اس کے حین حیات میں اُس کے بغیر ہی چلتی رہی۔

رچرڈ عہدے اور منصب پر چڑھنے کی تلج پوشی کی رسم بتاریخ ۳ دسمبر ۱۱۹۹ء غل میں آئی تخت فرخت کرتا ہے۔ پر مٹھتے ہی اس نے تمام سرکاری عہدے اور اعزاز اور کلیسائی اوقاف اور خالصہ اراضیات جن پر اس کا قابو پل سکا فروخت

کرنی شروع کر دیں۔ اور تو اور جینی جبک کے لئے روپیہ جمع کرنے کی غرض سے اُس نے  
 فرماں روا کے اسکاٹ لینڈ کے حلف اطاعت تک کو بیچ کر دام کھڑے کر لئے اور اس طور پر  
 اُسے انگلستان کی باجگداری سے سبکدوش کر دیا۔ صلیبی بہم کے اخراجات کے لئے رقم فراہم  
 کرنے کی دس میں ایک مرتبہ اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر کوئی خریدار نظر آئے تو مجھے اُس  
 کے ہاتھ لندن تک بیچ ڈالنے میں عذر نہیں۔ غرض دسمبر کے مہینے میں خلیفہ شاہ فرانس کے  
 ساتھ جاملے کیلئے کہ وہ بھی ارض مقدس کو ہار ہاتھ چڑھ انگلستان سے روانہ ہو گیا اور اپنی  
 ماں الیازار اور اپنے میر عدل ولیم لانگ شانی کو اپنی غیبت میں ملک کا انتظام کرنے کے لئے  
 چھوڑ گیا۔

لانگ شانی ایک فرومایہ شخص تھا جس نے وزارت خزانہ کا عہدہ ایک ہفتی  
 رقم دے کر چھوڑ دیا تھا۔ لہذا یہ کہ ایسا ذلیل شخص ملک داری کا کسی طرح اہل  
 نہ ہو سکتا تھا۔ انگلستان کے نصیب اچھے تھے کہ رچرڈ کا باپ اپنی زندگی میں دانشمندانہ  
 قوانین بنا گیا تھا اور انہیں قوانین کی ملک میں اسلی حکومت تھی ورنہ لانگ شانی جمیوں  
 نے تو غلام کو تہہ بالا ہی کر دیا ہوتا۔ لانگ شانی صرف دو سال حکومت کرنے پایا ملک کے  
 بچنے امرا اور بانیہ دار تھے سب کو اُس سے بلی نفرت تھی۔ اُس کی قوت اگر قائم تھی تو وہ  
 ملک الیازار کے سہارے۔ چنانچہ جب ملکہ ۱۱۹۱ء میں عازم جزیرہ صقلیہ ہوئی تو شہنشاہ

لانگ شانی کا عزل

۱۱۹۱ء

اُسے برطرف کر دیا اور وہ فرار ہو کر نارمنڈی چلا گیا۔ لندن کے  
 "لارڈ میئر" (رئیس بلدیہ) کا عہدہ غالباً اُسی وقت کی بدولت  
 قائم ہوا ہے۔ اس لئے کہ جان نے باشندگان لندن کی خدمات کا اعتراف اس شکل  
 میں کیا کہ اول تو ان کی مجلس انتظامی کے حقوق کے برقرار رکھنے کا حلف اٹھایا اور اسی کے  
 ساتھ سب سے پہلی مرتبہ ان کے لئے ایک رئیس بلدیہ مقرر کیا جس کے اختیارات شہر کی  
 لندن کا پیرا رئیس حدود کے اندر قریب قریب شاہانہ اقتدارات کے مساوی تھے۔

۱۱۹۱ء

لندن کا پہلا رئیس بلدیہ ہنری فوٹر آ لون مقرر ہوا اور جب تیس  
 سال بعد اُس نے وفات پائی تو بادشاہ وقت جان نے اپنا  
 رئیس بلدیہ آپ منتخب کرنے کا حق باشندگان لندن کے ہاتھ میں ڈالا۔

اس اثناء میں رچرڈ نے یہ سن کر کہ لوگ لانگ شانی سے ناراض ہیں ایک اور شخص کا تقریر میر عدل کے عہدے پر کر دیا۔ ملکہ الیانا بھی مقفلہ سے واپس آگئی جس کا اثر یہ ہوا کہ جان کو جو سخت و تاج غضب کرنے کے منصوبے کا منھ رہا تھا اپنے غائبانہ ارادے سے باز آنا پڑا۔ ارض مقدس سے شاہ رچرڈ کے شجاعانہ کارناموں کی خبریں انگریزی قوم کو دینے لگی تھیں رہتی تھیں تا آنکہ ایک دن یہ خبر آئی کہ واپسی پر امیر آتش باندھے اُسے گرفتار کر کے رچرڈ کا قیدی بنا لیا۔ شہنشاہ جرمنی کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے اور جب تک کہ اُسے قیدی دیکھ چھڑایا نہ جائے اُس کی رہائی کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی فیصلے کی رقم ایک لاکھ پاؤنڈ تھی اور اس رقم کی فراہمی کے لیے ضرورت تھا کہ انگلستان کا ہر باشندہ اپنی سالانہ آمدنی اور مال و املاک کا چوتھا حصہ دے اور اس کے علاوہ چار جدید محمولہ ادا کرے۔ اسی غرض سے لگائے جانے تجویز ہوئے تھے۔ جان نے ازراہ غدارۃ شہنشاہ جرمنی کو بہت کچھ آمادہ کرنا چاہا کہ کسی طرح رچرڈ کو قیدی رکھے لیکن اس کوشش میں اسے کامیابی نہ ہوئی اور قیدی کے ادا ہونے پر رچرڈ ۲۰ مارچ ۱۱۹۳ء کو بمقام سینڈویچ لنگر انداز ہوا۔ اس مرتبہ اپنے چہار ماہہ قیام انگلستان کا زمانہ اس نے بیرون دی لڑائیوں کے اخراجات کے لیے روپیہ لازم کرنے میں گزارا اور اسیری سے رہا ہونے پر صدر اسٹیف کی دعائیں لے کر وہ مئی کے مہینے میں روانہ نارمنڈی ہو گیا جس کے بعد اُسے انگلستان واپس آنا پھر کبھی نصیب نہ ہوا۔ جان نے غذائے سفر پن کی راہ سے جو سلوک اُس کے ساتھ کیا تھا اس کی پاداش میں اُس نے جان کی تمام جاگیریں اور قلعے ضبط کر لیے لیکن اس سے زیادہ اور کوئی سزا نہ دی بلکہ فیاضی سے کام لے کر بے مہربانی کو معاف کر دیا۔

غیر ملکی لڑائیوں کے اخراجات آئندہ چار سال تک انگلستان کی عیان حکومت ہیو برٹ والٹر اور جعفری فلٹز پیٹر کے ہاتھوں میں رہی۔ یہ دونوں میر عدل اپنی خدمات نائب السلطنت ہونے کی حیثیت سے وفاداری کے ساتھ انجام دیتے رہے اور رچرڈ کو اپنی معرکہ آرائیوں کے لیے جن بیش قرار قوم کی ضرورت پڑتی رہتی تھی انھیں محمولات کی شکل میں اہل ملک پر جسد رسدی عاید کرتے وقت انھوں نے تابعدار امکان عدل و انصاف سے کام لیا۔ ایک فائدہ قوم و ملک کو اس سے



ضرور ہوا۔ تمام قلمرو میں چونکہ اب امن و امان کا دور دورہ تھا اس لیے لوگوں نے سوچنا شروع کیا کہ آیا یہ بات مناسب اور قرین صواب ہے کہ بادشاہ اس بے دریغ طریقے سے رعایا پر ٹیکس لگاتا چلا جائے اور رعایا اس سے کوئی باز پرس نہ کرے۔ شدہ شدہ ان خیالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر فراہمی رقم کے موقع پر نائبان سلطنت کو قانونی مجالس منعقد کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ ایک مرتبہ تو لکن اور سالبری کے استغفوں نے روپیہ دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم گنہگار کے اوقات کا حاصل غیر ملکی ڈاڑھیوں کے اخراجات کے لیے نہیں دے سکتے۔ اس طور پر اہل ملک کے دل میں یہ خیال مضبوطی سے جھنا شروع ہو گیا کہ اس بات کے تصفیے میں قوم کی آواز کو بھی دخل ہونا چاہیے کہ حکومت کو رعایا پر کون کون سے ٹیکس لگانے چاہئیں۔

رجر ڈکی وفات ۱۱۹۹ء آخر ایک دن یکایک خبر آئی کہ وہ اپنی اولاد کو لیمو ہی کے قریب قلند شاہ کو کا حاضر کرتے ہوئے رچرڈ تیرہ ایک سالہ کاری زخم کھا کر انتقال کر گیا۔ وہ شجاعت جو رچرڈ کا خاصہ تھی مرتے دم تک قائم رہی چنانچہ جس تیر انداز نے اسے نشانہ اجل بنایا تھا اس کو اس نے کشادہ دلی سے معاف کر دیا۔ لیکن جب رچرڈ کی آنکھیں بند ہوئیں تو یہ معافی نظر انداز کر دی گئی اور وہ شخص بے رحمی سے مار ڈالا گیا۔

## جان المخاطب پنجم

۱۱۹۹ء لغایت ۱۲۱۶ء

اب ہم انگلستان کے ایک ایسے بادشاہ کے حالات پر غلام اٹھاتے ہیں جس کی نسبت ایک کلمہ خیر بھی نہیں کہا جاسکتا۔ یہ سچ ہے کہ اس کا زمانہ انگلستان کے لیے نہایت اہم تھا جان کی سیرت اور اس کے عہد میں اہل انگلستان کو آزادی کے بڑے حقوق حاصل ہوئے لیکن برائی سے یہ اچھائی محض اس لیے پیدا ہوئی کہ بادشاہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر رعایا اٹھ کھڑی ہوئی اور حق و عدل کے حقوق اس سے جبراً لے کر رہی۔ جان دوجیہ و شکیل اور خوش طبع و رنگین مزاج تھا۔ تعلیم بھی اچھی پائی

تھی قابلیت بھی رکھتا تھا لیکن پرلے درجے کا سفاک عیاش طاع بدعبد اور نفس پرست واقع ہوا تھا۔ باپ کو اُس نے دغا دی۔ بھائی کے ساتھ اس نے غداری کی تخت بادرشا ہی چڑھا تو بھتیجے کی اس نے بیخ کنی کر رکھایا کو اس نے ستایا خرض کسی موقع پر اپنے شاہانہ قول و قرار کا پاس نہ کیا۔ رچرڈ کی وفات کے وقت جان پاس ہی موجود تھا حاضر الوقت امرائے آرمیہ اور شاہ فرانس کے اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کر کے اس کی اطاعت کا حلف اٹھایا اور ساتھ جنگ انگلستان میں بھی وہ باپس و پیش حکمران منتخب ہو گیا اس لیے کہ باغی کے بیٹے آر تھروالڈ برٹنی کی عمر صرف بارہ سال کی تھی اور اسی لیے

اُس کا ساتھ دل سے کسی نے نہ دیا۔ البتہ فرانس کی حالت انگلستان سے جداگانہ تھی۔ بیان نے نارمنڈی۔ پائٹو اور ایکویشین کے صوبوں پر تو کسی قدر جدوجہد کے بعد قبضہ کر لیا لیکن صوبہ انجو کا حصہ امیر آر تھروالڈ اسی لیے انجو اور برٹنی کے علاقوں کی آبادی اُس کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئی۔ دیرینہ سال ملک الیا نار نے جس کی عراب اسی برس کی ہو چکی تھی جان کی طرف داری کا اعلان کیا اور فرانس کا بادشاہ فلپ آر تھر کی حمایت میں تیغ بکڑ بکڑا یہ جنگ کچھ کچھ وقفہ کے ساتھ تین سال تک جاری رہی تا آنکہ شہزادہ آر تھر کو جس نے سویڈیا لٹو کے قلعہ مراہل میں اپنی داوی الیا نار کو گھیر رکھا تھا جان نے شکست دیکھ کر فنا کر لیا۔

آر تھر کا قتل ہوا اب ایک ایسا فاضل شجاع وقوع میں آیا جس کی یاد سے آج تک ہمارے روئنے کھڑے ہو جاتے ہیں گرفتاری کے وقت آر تھر کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ جان نے اُسے روٹ کے تے حصہ میں قید کر دیا مگر جادو راج کے لئے صاف کہہ دیا کہ میں تاج انگلستان کے دعوے سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ہی وہ دنیا کے پردے سے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا شیکا پیر نے اپنے نامک میں اس شجاع و نویر شہزادے کے شرمناک قتل کی تصویر کھینچ کر ہمارے دلوں میں غصہ و غضب اور رنج و ہمدردی کے جذبات کا کلا طے پا کر دیا ہے لیکن یہ ایک ڈراما نویس کی جادو نگاری کا کرشمہ ہے۔ اصل حقیقت کا علم ہمیں صرف اس قدر ہے کہ یورپ بھر میں گھوم گھر اس بات کے چرچے ہوئے لگے کہ جان نے اپنے بھتیجے کو مردا ڈالا ہے اور اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ الزام درست تھا۔ جان کا قبضہ اپنی فرانسیسی جاگیرات پر فلپ شاہ فرانس کے محکوم ہو چکی

حیثیت سے تھا چنانچہ قلیپ نے اُسے حکم دیا کہ آرتھر کے قتل کا جواب اِدام اُس پر لگایا جا رہا  
 مارمنڈی اور انجو کے علاقے | بے اُس کی صفائی اپنے ہم چشم امراءے دولت کے مواہجہ میں  
 جان کے قبضے سے | آکر پیش کرے۔ جان نے انتقال اُس سے پہلو پتی کی۔ اس پر قلیپ  
 نے اُس کی تمام فرانسیسی جاگیرات کی ضابطی کا اعلان کر دیا۔ ملک کے  
 نخل گئے۔

اکثر امرا بھی اُس کے مخالف ہو گئے اور اس کی ماں بھی انتقال  
 کر گئی۔ بالآخر ہجیرہ امن جزائر کے جو آبائے انگلستان میں واقع ہیں (دیکھو نقشہ نمبر ۳) شمالی  
 فرانس کے تمام مقبوضات جان کے ہاتھ سے نخل گئے۔ متبائے جنوب میں ایک فقط کا سکتی  
 کا علاقہ جو اُس کی ماں کی ملک سے تھا اور صوبہ ایکوٹین کا ایک حصہ قلیپ اُس کے قبضے  
 میں رہا مارمنڈی اور انجو کو از سر نو مسخر کرنے کے لیے اس نے بیشک متعدد کوششیں کیں  
 لیکن یہ سب کوششیں راہگاہ گئیں۔ غرض اُس ناپاک قتل کی یاداش میں جس کے ارتکاب  
 سے اُس نے تخت انگلستان پر قبضہ کیا اُس کا تمام آبائی ترکہ ایک ساتھ اس کے ہاتھ سے  
 جاتا رہا۔ جان کے اس نقصان سے انگلستان کو یہ ایک بہت بڑا فائدہ ضرور ہوا کہ آئندہ  
 کے لیے اس ملک کے تاجدار اور امرا اسی کے ہو گئے۔ اب تک وہ انگریزی قوم کا رویہ  
 خبیث کر کے غیر ملکوں میں جنگ کیا کرتے تھے۔ اب ضرور ہوا کہ وہ انگلستان ہی کو اپنا گھر بنائیں  
 اور اہل انگلستان ہی کے ساتھ قربت اور دوستی کے رشتے قائم کریں۔

اسٹیفن لینگٹن کا انتخاب | لیکن جان کے لیے جلد ہی ایک نئی الجھن پیدا ہو گئی رگرشٹہ  
 پانچ سال سے صدر اسقف ہیو برٹ وزرات خزانہ کے منصب پر

ماور تھا اور ملک کا انتظام اُس نے نہایت اچھا کیا تھا۔ جب سٹیفن نے اُس کا انتقال  
 ہوا تو کٹر بری کے پادریوں نے اس خیال سے کہ جان یقیناً اس ذمہ داری کی خدمت پر  
 کسی اپنے ماشیہ نشین ہی کا تقرر کرے گا خفیہ طور پر خود ایک صدر اسقف منتخب کر لیا۔ جان  
 کو جب اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان میں سے بعض پادریوں کو ایک اور  
 صدر اسقف کے انتخاب پر مجبور کیا۔ دونوں اسقفوں نے پاپائے انوسنٹ ثالث سے  
 فریاد کی لیکن پاپائے دونوں کو الگ کر دیا اور جن چھ پادریوں کو وہ فریاد لے کر آیا تھا  
 اُن سے قرعہ انتخاب ایک نیک نفس اور متدین انگریزی میس لینگٹن کے نام ڈلوادیا  
 جو اس وقت روم میں قیام پذیر تھا۔ جان نے لینگٹن کا داخلہ انگلستان ہی بند کر دیا اور

ہے اس فیصلہ پر ایسا اثر کہ آخر پاپائے سنہ ۱۲۷۱ء میں سارے انگلستان کے حق انگلستان کے لیے یہی میں مذہبی بندش کا حکم جاری کر دیا یعنی تمام پادریوں کو مذہبیت بندی سنہ ۱۲۷۱ء۔

میں مردوں کو دفن ہونے دیں اور رسم الصلحہ کی انجام دہی یا کسی دم توڑتے شخص کے حق میں دعا مانگنے کے علاوہ گرجا میں دعا یا نماز کی قسم سے کوئی مذہبی رسم نہ انجام دیں۔ چار سال تک یہ سخت بندی قائم رہی۔ مگر جاؤں کی کوئی گنجش نہ بچی۔ کوئی دعا مانگنی گئی۔ کوئی نماز نہ ادا کی گئی۔ مردے مذہبی رسوم کے بغیر کھائیوں اور چراگاہوں میں گڑے کھود کر کاڑ دیے جاتے رہے۔

حلقہ کلیسا سے جان ملک کے حق میں یہ بہت بڑی سختی تھی اس لیے کہ جھگڑا تو اصل میں حکومت اور کلیسا کے درمیان تھا اور رعایا بچاری مفت میں صحبت جمیل رہی تھی لیکن جان کو اس کی خس برابر بھی پروا نہ ہوئی۔

وہ انشا کہ تو زنی پر اترا آیا اور کلیسا سے اس طرح بدلہ لیا کہ اسقفوں اور قیسوں کا تمام مال دامناک ضبط کر کے جو رقم اس طرح وصول ہوئی اس سے آئر لینڈ اسکاتلینڈ اور ولز کی لڑائیوں کا خرچ پورا کیا۔ اس پر انونٹ نے سنہ ۱۲۷۹ء میں جان کو کلیسا کی برادری کے حلقے سے خارج کر کے اس حکم کو عام کر دیا کہ کوئی شخص جان کی اطاعت نہ کرے اب بھی جان کے بھانوس نہ ہو بلکہ جن جن لوگوں نے پاپائے احکام کی پیروی کی انہیں سزائیں دینی شروع کیں۔ چنانچہ نارنچ کے بڑے پادری کو عدول چھٹی کی پاداش میں اس نے سیسے کے ایک گرانبار سر پوش کے نیچے پھلوا ڈالا۔ امرائے سلطنت جب بار بار سے ایک ایک کر کے فصحت ہو گئے تو جان نے ان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا ان کے بچوں کو گرفتار کر لیا اور ان کی بیٹیوں اور بیٹیوں کے ساتھ شرمناک سلوک کیا۔ آخر سنہ ۱۲۷۱ء میں پاپائے روم نے جان کی مزدوری کے اعلان کے ساتھ فلیشہ فرانس کو انگلستان پر فوج کشی کا حکم صادر کر دیا۔

جان پاپا کی اطاعت قبول کرتا ہے سنہ ۱۲۷۱ء اب جان کے حواس ذرا ٹھکانے ہوئے اس لیے کہ خود اس کی ذات کو نقصان پہنچتا نظر آتا تھا۔ اگر اس کے تعلقات رعایا سے اچھے ہوتے تو اسے پاپا اور فلپ دونوں کی مخالفت

کی پروانہ ہوتی لیکن اس کی بدکرداریوں نے تمام لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف سے نفرت ڈال دی تھی اور کوئی شخص اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ کسی منہج نے پیشین گوئی کی تھی کہ "اسنشن ڈے" (یومِ صوبہ) سے پہلے پہلے کہ یہ دن جان کے جلوں کی سالگرہ کا دن تھا جان کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اُس پیشین گوئی سے اس باختم ہو کر اُس نے نہ صرف لینگٹن کا تقرر صدر اسقف کے عہدے پر منظور کر لیا بلکہ ازراہ غایت تذلل تلج انگلستان پاپا کے دلیل مطلق پنڈ لف کے حوالے کر کے پھر وہی تاج پاپا کی باجگذار رعایا ہونے کی حیثیت سے واپس لیا۔ اپنے اس طرز عمل سے جان نے پاپا یان روما اور تاجداران انگلستان کے درمیان ایک طویل و مدید کشمکش کی بنا ڈال دی جس کا سلسلہ تین سو سال سے زیادہ عرصے تک قائم رہا۔

قوم کی بھٹی طافت | جان نے لینگٹن کا تقرر منظور کرنے کو تو کر لیا لیکن یہی تقرر وہ اس کے گلے کا مار ہو گیا۔ ہنری ثانی اور چرچ کے خاموش و پرامن دور

حکومت میں قوم کی قوت سا لہا سال سے بڑھ رہی تھی شہروں میں جب صدارت جس پر اہل شہر کا جلسہ منعقد ہوتا تھا جلسے کے اراکین امور پر بحث پر آزادی سے گفتگو کرنے کے نوگر ہو چلے تھے۔ تجارت کی مجالس تجارت کے ضابطے معین کرتی تھیں۔ پیشہ وروں کی مجالس اہل حرفہ کو ارباب اقتدار کی سخت گیر یوں سے بچاتی تھیں۔ اور جب کبھی بادشاہ وقت کو روپے کی ضرورت پیش آتی لوگ روپیہ دے کر نئی مراعات نہیں کر لیتے تھے۔ یونیورسٹیوں میں طلبہ کو سادات کا سبق ملنے لگا تھا۔ انگریز۔ فارس۔ آئرلینڈ اور ویش انس کے طالبان علم بلا لحاظ درجہ ورتبہ عام اس سے کہ وہ امیر زادے ہوں یا دھقان زادے دوستانہ اور ہمتانہ برابری کی حیثیت سے آپس میں ملتے تھے۔ دستانہ میں بھی آزادی کی یہ روح اپنا کام کر رہی تھی۔ مالک و ملوک کی باہمی ذمہ داریوں کا تعین قانون نے کر دیا تھا۔ دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل میں خاص خاص مفاد حاصل تھے۔ مزاج بسا اوقات آزاد ہوتا تھا اور بجائے محنت کے اپنے آقا کا حق خدمت ایک بندھی رقم کے ذریعے سے ادا کر دیتا تھا۔ غرض قوم کے مختلف طبقوں میں اب اس قدر یک جہتی تھی کہ ایک ظالم بادشاہ کے مقابلے میں عوام الناس اور امرائے متحد ہو جانے کی صورت نکل آتی تھی۔

امرائی طرف سے تیار اور ان کا سرگروہ بنے۔ یہ بڑا لینکشن نے اٹھایا اور علم انقلاب کے بلند ہونے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ۴۰ اگست ۱۷۸۳ء کو

مستقوں امیروں اور شہروں کے شریفوں کا ایک جلسہ اس سلسلے پر غور کرنے کے لیے منعقد ہوا کہ جن استغفوں کا مال و متاع جان نے لوٹ لیا ہے اُن کی کس قدر قسم

حکومت کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس پر جاذبی فٹریٹر میر عدل نے امرا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگ جہان کے مظالم اور سخت گیر یوں کو برداشت کرنے پر رضا مند ہیں تو اس میں کسی کا کیا تصور ہے۔ ساری خطا خود آپ لوگوں کی ہے۔ ورنہ

اگر آپ چاہیں تو اتھاقنا بادشاہ کو بہتری اول کے قوانین کے اتباع پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اس کے چند ہفتے بعد سینٹ ہال کے گرجا میں ایک اور جلسہ ہوا جس میں اسٹیفن لینکشن نے

بہتری اول کا ضابطہ قوانین پیش کیا اور جلسے کے متفقہ فیصلے کے موافق فٹریٹر نے دونوں جلسوں کے مطالبات جان کے رد پر پیش کردے تھائے کارعین اسی زمانے میں

فٹریٹر کا انتقال ہو گیا اور جان نے میر عدل کے عہدے پر اپنے ایک بدسی حاشیشین کو مامور کر دیا۔ لیکن حقوق طلبی کی جنگ کا سلسلہ صدر اسقف لینکشن نے برابر جاری رکھا اور شمالی و جنوبی علاقہ جات کے امرائے مقام اڈمنڈ سبری خفیہ طور پر مجدد پیمان کیا کہ

یا تو حقوق کے ایک نئے منشور پر جان سے دستخط کر کر رہیں گے یا تلو اسے اُس کا مقابلہ کر میں گے۔ چنانچہ ۱۷۸۴ء کے ماہ جنوری میں انھوں نے اپنے مطالبات بادشاہ کے سامنے پیش کر دیے۔ امرا کی اس اچانک کارروائی نے جان کے ہوش پر گندہ کر دیئے

جان منشور اعظم پر دستخط اور تو اس سے اس وقت پر کچھ بن نہ پڑا البتہ تین مہینے کی مدت کر تا ہے ۱۷۸۵ء۔ ان کے مطالبات پر غور کرنے کے لیے طلب کی۔ یہ بھی اس کا ایک

داؤں تھا۔ بجائے اُس کے کہ وہ اہل ملک کے حقوق کی نوعیت کی سختیاں کرتا اُس نے جیکے جیکے فوج فراہم کرنی شروع کر دی اور اپنا نام صلیبی جنگ کے ناموں کی فہرست میں داخل کر لیا تا کہ اس کے خلاف جنگ کرنے والا دینی بے حرمتی کا مرتکب سمجھا جائے۔ لیکن امراچی گولیاں نہ کھیلے تھے۔ انھوں نے تلواریں نیاں بے خیالیں اور سارا ملک ان کے ساتھ ہو گیا۔ جان کی تمام امیدیں اب خاک میں مل گئیں سارا

ملک ایک طرف تھا اور وہ یکہ انتہا ایک طرف۔ جون سات فوجی سرداروں نے اُس کا حق رفاقت ادا کیا اور وہ انہیں کوٹے کر اپنے رکنس امراسے رلی میڈ میں جو وینٹر کے قریب دریائے ٹیمز کے کنارے واقع ہے مقابل ہوا اور جون شکستہ کو اُس نے اپنی مرضی کے خلاف طوعاً و کرہاً مشورۃً اعظم پر دستخط ثبت کئے اور یہی وہ اساسی ضابطہ ہے جس نے اس وقت سے لے کر آج کے دن تک انگریزوں کی آزادیوں کی نگہداشت کی ہے اس قبلاً اعظم کے اکثر قوانین کچھ تھے نہیں تھے بلکہ پہلے سے دوسرے شاہی مشوروں کے اندر درج چلے آتے تھے۔ اس کے دو فقرے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پہلے فقرے کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ مجاز نہ ہو گا کہ اپنی مرضی سے اپنی رعایا کو جبراً اور جس طرح چاہے قید کر دے یا سزا دے۔ بلکہ ضرور ہے کہ ہر شخص کے دوسرے اُس کے برابر والے ہوں دوسرے فقرے کی رو سے بادشاہ کو استغناء امیر الامراء اور بزرگ اور چھوٹے درجے کے جاگیرداروں کی رضامندی کے بغیر ٹیکس لگانے کا اختیار حاصل نہ تھا۔ باقی فقرات کے ذریعے سے زیادہ تر قدیم حقوق کی تجدید کی گئی تھی۔ لیکن بڑی بات اس قبائے میں یہ تھی کہ دوسرے مشوروں میں تو بادشاہ اپنے جلوس کے وقت جس مشورۃً اعظم کے فوائد۔ ان قوانین کا اعلان کر دیا کرتا تھا جن سے رعایا پر حکومت کرنی مقصود ہوتی تھی اور یہ مشورۃً اعظم ایک مابہ و محتاج پر دستخط کرنے کے لیے رعایا نے ایک ظالم بادشاہ کو مجبور کیا تھا۔ قوم اب اس قدر طاقتور ہو گئی تھی کہ قوانین کی بجا آوری اور دوسروں کے حقوق کی تکریم پر کیا رعایا اور کیا بادشاہ دونوں کو یکساں مجبور کر سکتی تھی۔ امرائے اپنے اور نیز حوام کے حقوق کے نفاذ کا یہاں تک تہیہ کر لیا تھا کہ اُن میں سے کچھ امیروں کی ایک مجلس اس غرض سے مقرر کی گئی کہ بادشاہ نے جو وعدے کئے ہیں اُن کے ایفا کی نگرانی کرے اور اس کو یہ اختیار دیا گیا کہ نقص عہد کی صورت میں شاہی قلعوں اور زمینوں پر قبضہ کر لے جان جی میں ٹھانج کا جان اور اس کے امراتھا کہ اپنا عہد کبھی پورا نہ کرے گا۔ امر کو وہ بطاعت اچھٹان کی جنگ۔ رہا اور ساتھ ساتھ ہدیسوں کی فوج فراہم کرتا رہا۔ پاپا سے بھی اُس نے عدد مانگ بھیجی اور بالآخر خانہ جنگی کا بازار گرم ہو گیا جان کو متحدہ ممبروں میں فتح حاصل ہوئی اور انگلستان کے شمال میں جو کچھ اُس کے

سناٹے آیا حال تیغ و آتش ہوتا گیا۔ آخر کار جان کی غدارانہ بہ عہد یوں نے امر کا پیمانہ پھیر  
 لوئی فوج لے کر آتا ہے چھلکا دیا اور انھوں نے شاہ فرانس کے سب سے بڑے بیٹے  
 لوئی کو انگلستان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے  
 بلا بھیجا۔ چنانچہ لوئی ایک لشکر ہزار لے کر روانہ ہو گیا لیکن موت نے چند مہینے بولنگٹن  
 کو اس ظالم فرمانروا کی گرفت پیدا سے چھڑا لیا۔ لیکن شائر کی دلدلوں میں وائش  
 کی ندی کو عبور کرتے وقت جان کا تمام خیمہ و خرگاہ ادراجہ رات اور تاج جو اسے اپنی  
 رعایا سے کہیں زیادہ محبوب تھا مروج کی نذر ہو گیا۔ دوسرے دن ”سوائمنز ہسٹ“  
 (سرخوک) کے مٹھ میں اس کی طبیعت بگڑ گئی مگر وہ بیماری کی حالت ہی میں آگے بڑھا  
 جان کی وفات چلا گیا۔ اور ۱۹ اکتوبر ۱۲۱۷ء کو بمقام نیوارک انتقال کر گیا۔  
 جان نے دو کم سن لڑکے ہنری اور رچرڈ یا دیگر چھوٹے اور  
 جب اس کی آنکھیں بند ہوئی ہیں تو ملک کی یہ حالت تھی کہ  
 چاروں طرف خانہ جنگی کا ہنگامہ برپا تھا اور غیر ملکی افواج کی قطاروں سے میدان بھر  
 پڑے تھے۔



## حصہ سوم انگریزی پارلیمنٹ کی انٹھان

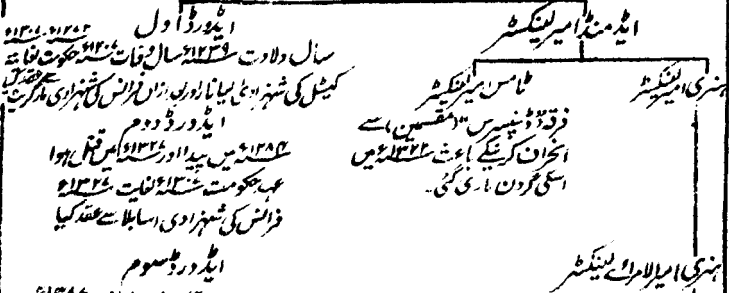
قبلاہ اعظم سے لے کر فرما نروایان خانہ دان لینکسٹر تک کے بادشاہ  
جان

دیکھو نقشہ مندرجہ صفحہ ۷۳

## ہنری سوم

سال ولادت ۱۲۷۱ء سال وفات ۱۲۷۲ء عہد حکومت ۱۲۷۱ء تا ۱۲۷۲ء

پراونس کی شہزادی الیانا سے عقد کیا

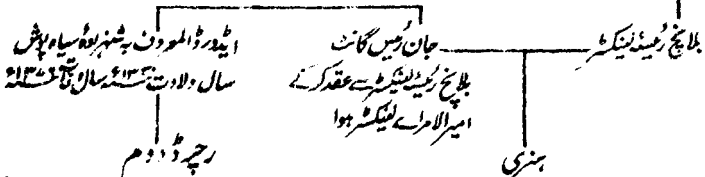


ایڈمز دوم

سال ولادت ۱۲۷۳ء سال وفات ۱۲۷۴ء

عہد حکومت ۱۲۷۳ء تا ۱۲۷۴ء

ہنری امیر لارک لینکسٹر



۱۲۷۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۲۷۹ء میں تخت سے اٹھا گیا

زمانہ حکومت ۱۲۷۹ء تا ۱۲۸۰ء

پہلے بوہیمیا کی شہزادی ایکن بعد ازاں فرانس کی شہزادی اسابل سے عقد کیا

ایڈمز امیر لارک لینکسٹر

ہنری امیر لارک لینکسٹر

جو آگے چل کر ہنری چہارم کے لقب سے تخت نشین انگلستان ہوا

# آٹھواں باب

## امرا کی جنگ

ہنری سوم ۱۲۱۶ء لغایت ۱۲۷۲ء

شاہ جان اس دنیا سے اٹھ چکا تھا اور فرشتہ اجل نے اُس سے عہد کرنے یا عہد کو توڑنے کی قابلیت چھین لی تھی۔ امرائے فرانس کے شہزادہ لوئی کو دعوت دینے میں جو غلطی کی تھی اُس پر پشیمان ہونے کی نوبت اب آچلی تھی کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ شہزادہ لوئی اُن کی جاگیریں اپنے فرانسیسی امیروں کو بخش دے گا۔ اسی لیے وہ انگلستان کے کمسن شہزادہ ہنری کو جس کی عمر اس وقت صرف نو سال کی تھی اپنا بادشاہ بنانے کے لیے بلینٹنر آباد تھے۔ غرض وینچسٹر کے اسقف نے جان کی وفات کے دس دن بعد گلاسٹر میں نو عمر ہنری کی تخت نشینی شہزادہ کے سر پر تاج رکھا۔ تاج تو دریا میں غرق ہو گیا تھا اسی لیے ۱۲۱۶ء تا چوٹی کی رسم ایک سادہ طلائی صفے کے ذریعے سے انجام دی گئی اور ہنری نے پاپا کے وکیل مطلق کو الو کے سامنے باجگزارانہ جنتیت

سے روماک اطاعت کا حلف اٹھایا۔ اس موقع پر قبائلی اعظم از سر نو شائع کیا گیا لیکن وہ فرد مذکور کر دیا گیا جس کا یہ مضمون تھا کہ ٹیکس لگانے کے لیے بادشاہ کو رعایا کی رضامندی حاصل کرنی لازم ہوگی۔ پھر دو کا دیرینہ سال اور دانشمند امیر ولیم مارشل جو ہنری کے پاپ دادا کی رفاقت میں ثابت قدم رہتا چلا آیا تھا بادشاہ کا اتالیق اور نائب السلطنۃ شہزادہ لوئی کی فرانس کو مقرر ہوا رفتہ رفتہ تمام امرائے جو جادہ اطاعت سے منحرف ہو گئے تھے حکومت کے آگے سرمنا بہت غم کر دیا شہزادہ لوئی تخت انگلستان پر قبضہ کرنے کے لیے ابھی تک جدوجہد کر رہا تھا لیکن انگریزی قوم کی متفقہ طاقت کے آگے اس کی کچھ پیش نہ گئی۔ ۱۲۱۷ء کو امیر میروک نے اُس کی فوج کو مکمل کے کوچوں میں شکست دی اور ۱۲۲۱ء کو ہیو برٹ ڈی برلے کے ہاتھوں اُس کے بیٹے نے آبنائے انگلستان میں نرک اٹھائی ان حالات میں اُس نے اس معاہدہ کو بہت

شہزادہ لوئی کی فرانس کو  
مراجعت ۱۲۱۶ء

غلبت سمجھا جو فریقین کے درمیان بقام لپیٹتہ قلبند ہوا اور جس کی روسے روپے کی کچھ رقم  
 اس کے ہاتھ آئی۔ چنانچہ وہ یہ رقم لے کر انگلستان سے خست ہو گیا دو سال بعد کہن سال  
 بادشاہ کا عہد طفولیت کا پیروک کا انتقال ہو گیا اور پیٹر ڈی روسے اسقف وینچسٹر نوینر  
 فرما کر دیا کہ اتالیق مقرر ہوا یہ حکومت کا انتظام ہیو برٹ ڈی براویل  
 اور نیک نہاد شیپن لینگش صدر اسقف کے سپرد ہوا۔ ۱۲۱۲ء میں  
 صدر اسقف نے ہنری کی تخت نشینی کی رسم دوبارہ انجام دی اور ۱۲۱۳ء میں یو بست سنگی  
 اس نے نظم و نسق سلطنت کی عنان خود اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اول اول اس تیسرے  
 سلطنت کے انتظام میں کوئی حقیقی فرق نہ آنے پایا اس لئے کہ ہنری کے تیسرے اس کی خام  
 مجلس شوری کی حیثیت سے برابر کام انجام دیتے رہے۔ اسی مجلس سے اس کو نسل کی  
 ابتدا ہوئی جو چارے زمانے میں "پریوی کونسل" کے نام سے مشہور ہے شہر و دیہد دونوں  
 رعایا کی حالت | جگہ کی رعایا خوش حال تھی۔ یہ سچ ہے کہ خاندانگی کا طوفان  
 ملک بھر میں اپنے پیچھے فساد و اضطراب کی ایک لہر چھوڑ گیا  
 تھا۔ بڑوں اور شاہراہوں پر رابن ہڈ۔ لٹل (کوچک) ا جان اور فرایڈ (برادر) ایک کی  
 وضع و قماش کے دیدہ دلیر ڈاکو منڈلاتے پھرتے تھے لیکن ان قزاقوں کا قاعدہ تھا کہ  
 زیادہ تر مال دار مسافروں ہی کو لوٹتے تھے لوگوں کے گھروں پر چھاپے نہ مانتے تھے  
 فصلیں عموماً اچھی ہوتی تھیں۔ مزدوری پیشہ لوگوں تک کو جو اور کبھی کبھی گھوٹوں کی روٹی  
 کھاتے کو اور جو کی شراب پینے کو بکثرت مل جاتی تھی۔ دسترخوان پر بھلی بھی ہوتی تھی اور پیر  
 بھی۔ لوگ موسم سرما میں اپنے سینے کا کپڑا خود مجتے تھے۔ چڑے کی دباغت خود کرتے تھے  
 اور کلڑی کے جن اوزاروں کی ضرورت ہوتی تھی خود تیار کرتے تھے۔ کشتی چینیستی اور تیز ناک  
 جس کا سیکسنا قاذونا لازمی تھا ان کے دل لگی کے مشغلے تھے۔ سال میں چند مرتبہ دیہی عدالت  
 اور پنچایت کے جلسے بھی ہوتے تھے جس سے کسان اور زمیندار کی زندگی کی یکسانی میں فی الجہ  
 متفرع اور کبھی پیدا ہو جاتی تھی۔ کبھی کبھی کوئی دیہاتی اپنے آقا سے کسی شہر میں جا کر تجارت  
 کرنے کی اجازت لے لیتا تھا یا فرج میں بھرتی ہو کر بادشاہ کے دشمنوں سے لڑنے کے  
 لئے انگلستان سے باہر چلا جاتا تھا یا گاؤں کے پادری سے لکھنا پڑھنا سیکھ کر اس کی سفار  
 پر قلم کومل کرنے کے لئے یونیورسٹی میں جا داخل ہوتا تھا شہروں میں بھی گرانبار شاہی

محصولات کے باوجود اندرونی اور بیرونی تجارت ترقی کرنی باقی تھی۔ دیہات کے باشندے  
 جو چیزیں اپنے لیے خود نہ بنا سکتے تھے انھیں جاگیر کا خاناں  
 سالانہ سیلوں سے خرید لیتا تھا۔ یہ میلے بادشاہ کی خاص اجازت سے  
 ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں بھرتے تھے اور جو سامان ان میں فروخت ہوتا اُس پر  
 بادشاہ محصول وصول کرتا تھا۔ ان سیلوں سے رعایا کو بہت بڑا فائدہ پہنچتا تھا اگرچہ بعض  
 دفعہ جب ہنری کو روپیے کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ لندن جیسے مقامات میں بھی جہاں اُن  
 کی کچھ ضرورت نہ تھی اُن کے لگائے جانے کا حکم دے دیتا تھا اور اس سے مستقل کاندرا  
 کو نقصان پہنچ جاتا تھا۔ اسی عہد کے اندر ۱۲۵۶ء میں اول اول ملانی کے انگلستان میں مسکوک  
 ہوئے لیکن ان کا عام چلن کہیں ۱۳۴۴ء میں جا کر ہوا۔

پاپا انگلستان سے روپیہ رعایا اگرچہ خوش حال و فارغ البال تھی لیکن بادشاہ اور امارا کے  
 تعلقات کشیدہ ہو کر پھر ایک خطرناک صورت اختیار کر رہے تھے۔  
 وصول کرتا ہے۔

۱۲۵۶ء میں صدر مستف لیگشن کا انتقال ہو گیا اور اس کی وفات  
 کے بعد پاپاے گرگوری نہم انگلستان کے ساتھ اس طرح سلوک کرنے لگا گویا کہ یہ ملک  
 اُس کی ذاتی جاگیر ہے۔ آٹھ دن بڑی بڑی رقیں منگوا بھیجتا تھا اور اپنے جنگی مصارف  
 ادا کرنے کے لیے انگلستان کے ہر پادری کے مال و املاک تک کا دسواں حصہ ہتھ لیتا تھا۔  
 اس پاپا نے انگلستان کے اعلیٰ و ادنیٰ کلیساؤں کے مناصب پر بھی اطالوی پادریوں کو مقرر کر دیا  
 تھا اور وہ انگریزی روپیے نہ جیسے بھرتے چلے جاتے تھے۔ ان بدیسی پادریوں کو رعایا کے  
 سود و بہبود کی مطلق پروا نہ تھی اور اگر پیشوا یا مذہب کی اُس جماعت کے دو جدید بنے  
 انگلستان میں آکر اشاعت علم کی خدمت سر انجام نہ دیتے جو فراتر یعنی انخوان کے نام سے  
 موسوم ہے تو لوگ جہالت اور وحشت کی پستی میں پڑے رہتے۔ اُن میں ایک طبقہ مذہبی  
 یا انخوان سموڈ کہلاتا تھا۔ ڈومینیکی انھیں اس لیے کہتے تھے کہ ان کے پیشوا کا نام فرینک  
 طبقہ برادران کلیسا تھا جو ایک ہسپانوی نژاد راہب تھا۔ دوسرا طبقہ ایک اطالوی راہب  
 فرانسس ساکن اسیسی کی پیروی کے باعث فرینسکی یا "بیض"

کے نام سے موسوم تھا۔ راہبوں کی یہ برادری مختلف اقوام کے نیک نفس افراد سے  
 مرکب تھی جنہوں نے فقیرانہ زندگی بسر کرنے کی منت مان رکھی تھی۔ وہ تمام ایشیا اور

یورپ میں نئے پاؤں سفر کرتے پھرتے تھے اور لباس کی قسم سے ان کے ہسم پر ایک ادنیٰ لبادہ ہوتا تھا جس کے گرد ان کا ایک ٹیٹا بندھا رہتا۔ انگلستان میں آکر انہوں نے اس ملک کے شہروں کے ذلیل و ذلیل ترین مخلوق میں سکونت اختیار کی اور لوگوں کی اصلاح کے لئے جا بجا پھرتے اور شبانہ روز کوشش کرتے رہے۔ انہیں برادران کلیسیا میں سے ایک برادر مشہور و معروف راجر کیبن بنے جس کی مکتبہ آثار تصنیف اولیں مجلس نے اول اولوں کی توجہ کو مسائل حکمیہ کی طرف منطوق کیا۔

۱۳۳۳ء میں بادشاہ نے ہیو برٹ ڈی براکی طرف سے بدگمان ہو کر ہنری مطلق العنان ہو کر حکومت کرتا ہے ۱۳۳۳ء لغایت ۱۳۵۲ء میں لے کر ان مشیران باتریر کی جگہ جو اس خوش اسلوبی سے حکومت کا انتظام کرتے چلے آئے تھے مخفی معمولی کا رکن مقرر کر دئے۔ اسی

دن سے شیرازہ نظم و نسق درہم و برہم ہونے لگا۔ اس لئے کہ ہنری متکون مزاج خود بین مسرف و کانوں کا کچا تھا اس میں کچھ خوبیاں بھی ضرورتیں مثلاً اس کے اخلاق وسیع تھے شاعری اور فنون لطیفہ سے اسے خاص لگاؤ تھا۔ ولیٹ فلسفہ ان کی عمارت کو موجودہ شکل میں اسی نے مکر تعمیر کرایا اور انگریزی فن عمارت کو اسی کے ذوق سلیم نے ترقی دی لیکن ننگہ اسی کے فن سے وہ نا آشنا تھا۔ آج جس شخص پر اعتبار کرتا تھا اسی پر شبہ کرتا تھا۔ اس نے لگاتار اور اگرچہ طبیعت کا نرم اور نیت کا نیک تھا لیکن کمزور ایسا واقع ہوا تھا کہ تو کبھی اپنے ضمیر ہی کے حق سے عہدہ برآ ہو سکا اور نہ کسی دوسرے ہی کا اس نے کبھی ساتھ دیا۔

۱۳۳۳ء کا اکھاڑا۔ ہنری کی ماں اسابیلا نے اپنے شوہر شاہ جان کی وفات کے بعد ایک فرانسیسی ایستہ شادی کر لی تھی اور اس سے کئی اولادیں بھی ہوئی تھیں۔ ہنری نے اب اپنے نوعِ علاقائی بھائیوں کو روپیہ اور جاگیریں بخشی شروع کیں اور انگریزی اشرافیاں فرانسیسی بیویوں میں لکھنے لگیں پھر ۱۳۳۳ء میں اس نے پراونس کی شہزادی الیانا کے ساتھ عقد کیا اور اب اس کی سسرال والوں کے نہال ہونے کی باری آئی۔ فرانسیسی بیویوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ اس کے دربار میں آجے اور اس لئے انگلستان کی امیرزادیوں کو ان کے ساتھ بیاہنا شروع کر دیا۔ اس لئے کہ

جنوب میں لندن کا جو حصہ ابھی تک سیواٹے کہلاتا ہے اُس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس جگہ ملکہ الیانا کے ایک چچا پٹریمیر سیواٹے کا محل واقع تھا۔

پارلیمنٹ کا آغاز | پاپا کے عطلوں کے اختصار بالبحر اور بدسیوں کی حرص و آرز کی متفقہ دست برد سے انگلستان مفلس ہوتا چلا جا رہا تھا۔ خود بادشاہ

بھی حد کا فضول خرچ تھا اور ملک کے روز افزوں افلاس میں اُس کی مسرفانہ عادات کے علاوہ اس کی یہ کوشش بھی حصہ لے رہی تھی کہ کسی طرح اُس کے باپ کے فرانسیسی مقبوضات اُسے واپس مل جائیں ان گونا گوں ضرورتوں کے لئے روپیہ فراہم کرنے کی غرض سے وہ اُمراء و عمائد اسرافت کی مجلسیں منعقد کرنے پر وقتاً فوقتاً مجبور ہوتا تھا۔ یہ مجلسیں اب پہلی مرتبہ پارلیمنٹ کے نام سے موسوم ہوئیں۔ پارلیمنٹ ایک فرانسیسی لفظ پارلیان سے لیا گیا ہے اور پارلے کے معنی بولنے کے ہیں۔ ان جلسوں میں امرا بادشاہ کو رٹم کی منظوری یا تنہیج کیصیح کر دیتے تھے اور جدید مطالبے کے وقت اصرار کرتے تھے کہ مخارج کی جانچ پرتال اور نگرانی کے لئے ایک ذمہ دار میر عدل ایک وزیر مال اور ایک افسر خزانہ مقرر ہونا چاہئے۔ بادشاہ زبانی وعدے تو بہت کرتا تھا اور چھ مرتبہ اُس نے قبائل جات کی توثیق بھی کی لیکن کسی وعدے کے ایفا کی نوبت کبھی نہ آئی۔ ہر سال جب بادشاہ کی طرف سے رٹم کا مطالبہ ہوتا تو ہمیشہ مشکلات پیش آتی تھیں اور جیسا جیسا روپیہ کا تقاضا رہتا جاتا تھا یہ مشکلات زیا دہ چمپیدہ ہوتی جاتی تھیں تا آنکہ امرا کو یہ بات جی میں ٹھان لینی پڑی کہ ان آسے دن کے لئے درجہ مصارف کی روک تھام کرنی چاہئے اور بادشاہ کے بدسی منہ گلوں کی افزائش کا قصہ پاک کرنا چاہئے۔

سائین ڈی مانٹ فرٹ | انکن کے اسقف گراسٹن، کنٹر بری کے صدر اسقف ایڈمنڈ رچ یہاں تک کہ خود بادشاہ کے بھائی رچرڈ امیر کورنوال نے طرح طرح

کے جنبن کے کہ جو ابتری پھیلی ہوئی ہے اُس کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن اس تمام جدوجہد میں امرا کا خاص سرغنہ امیر لیٹر سائینڈی مانٹ فرٹ تھا۔ بادشاہ کی بہن الیانا رسائین کے احبابہ عقید میں آئی تھی اور اس لحاظ سے وہ رشتہ میں بادشاہ کا مہنوی ہوتا تھا۔ اگرچہ امیر سائین کے ماں باپ بدسی تھے لیکن اُس کی داری انگلش تھی اور شاید اسی لئے وہ انگلستان کا سچا دوست اور سہی خواہ تھا۔ اُس کے قول و فعل سے راستی آشکارا تھی جو کی

حمایت پر وہ ہر وقت کمر بستہ نظر آتا تھا اور اس کے دوست گرانٹ اور فرانسس سلی طے کے ایک راست کردار راہب آدم مارش نے اس آرزو کا گہرا نقش اُس کے دل میں بٹھا دیا تھا کہ کسی طرح لوگوں پر عدل و انصاف کی حکومت ہو۔ کئی سال تک بادشاہ کے نائب ہونے کی حیثیت سے وہ گلاسگونی کے علاقے پر حکومت کرتا رہا اگرچہ بادشاہ نے اس زمانے میں اُس کے ساتھ یہ شرمناک سلوک کیا کہ نہ تو روپیہ ہی سے اُس کی مدد کی نہ فوج ہی سے۔ آخر جب وہ انگلستان آیا تو بادشاہ کی بے عنوانیوں اور حماقتوں پر اُسے متنبہ کرنا چاہا لیکن یہ تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ بائیس سال تک حالت بد سے بد نظمی کے بائیس سال بدتر ہوئی چلی گئی۔ سنہ ۱۷۷۱ء میں جب پرجہ کا انتقال ہوا تو ہنری نے ملکہ کے چچا یا بی بیس امیر سیدائے کو جو ابھی عنفوان شباب میں ہی تھا کٹر بری کا صدر اسقف مقرر کر دیا۔ سنہ ۱۷۷۳ء میں گرانٹ نے بھی وفات پائی مگر مرتے سے پہلے وہ اہل ملک کی شکایات کی ایک فہرست مرتب کر کے سائمن سے قسم لیتا گیا کہ آخر وقت تک حق و انصاف کی حمایت سے دستکش نہ ہوگا اس وعدے کو امیر سائمن نے پورا کرنے دکھا دیا۔

پاکستان صلیبیہ کا تاج ۱۷۷۴ء میں پاپائے انوسنٹ چہارم کی کانٹرولر شہنشاہ جرمنی سے سرپر رکھنا چاہتا ہے۔ جھوٹ ہو گئی۔ اور پاپائے اُسے جزیرہ صقلیہ کی حکومت سے بیدخل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ہنری کے چھوٹے بیٹے ایڈمنڈ کی عمر اس وقت صرف سال کی تھی پاپائے ہنری کو کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ مل کر کانٹرولر کو سسلی سے نکال دو تو تاج صقلیہ ایڈمنڈ کے سر پر رکھا جاسکتا ہے۔ ہنری نے ازراہ حماقت یہ تجویز منظور کر لی اور اگرچہ انوسنٹ کا عین اسی زمانے میں انتقال ہو گیا لیکن یہ سمجھوتا بے قرار رہا اور انوسنٹ کا جانشین پاپائے الکزنڈر چہارم ہنری کی طرف سے ہنری ہی کی مالی امداد کے سہارے کانٹرولر پر حملہ آور ہوا۔ سنہ ۱۷۷۵ء میں جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو بادشاہ کو اعتراض کرنا پڑا کہ اس کے ذمے پاپا کا قرضہ بقدر ایک لاکھ پینتیس ہزار مارک (یا تو ہزار پاؤنڈ) واجب الادا ہے۔

مجنون پارلیمنٹ ۱۷۷۵ء سن کر امر کی بھی کی کوئی حد نہ رہی۔ اور ان کا برہم ہونا اور جی بھڑکا

اس لئے کہ عقلیہ کی جنگ کے معاملہ کی انہیں کانوں کان خبر نہ ہونے پائی تھی اور ادھر خزانہ  
 تعالیٰ موتا چلا جا رہا تھا۔ آخر انھوں نے بہت کچھ رد و قبیح کے بعد صرف باؤن ہزار مارک  
 کی منظوری دی اور جب ۱۱ جون ۱۷۵۷ء کو آکسفورڈ میں پارلیمنٹ پھر منعقد ہوئی تو وہ پورے  
 طرح سے مسلح ہو کر آئے۔ اس موقع پر ان کی طرف سے یہ مطالبہ پیش ہوا کہ جو بیس امرا کی  
 مجلس نظام حکومت کی اصلاح کے لئے مقرر کی جلتے اور راکین مجلس میں سے بارہ کو تو باؤ  
 نامزد کرے اور بارہ کا انتخاب خود ان کی جانب سے عمل میں آئے۔ اصلاحات کی تفصیل  
 حسب ذیل تھی: (۱) ہر سال تین پارلیمنٹوں کا انعقاد ہو کرے (۲) قلعے انگریزوں کو  
 واپس مل جائیں (۳) بادشاہ کو مصلح و مشورہ دینے کے لئے ایک مستقل پرہیزی کو نسل  
 (خاص مجلس شوریٰ) مقرر ہو (۴) میر عدل۔ وزیر مال اور افسر خزانہ جن کا تقرر مجلس امرا  
 کے اعضاء سے عمل میں آئے ہر سال کے خاتمے پر اپنی کارروائیوں کی رپورٹ پرہیزی کو نسل  
 کے سامنے پیش کیا کریں۔

ضوابط آکسفورڈ | بادشاہ کے طغیانوں کی جماعت امرا کے اس طرز عمل سے سخت  
 ناراض ہوئی اور اس پارلیمنٹ کو تو لفظاً "مجموعہ پارلیمنٹ" کے  
 نام سے موسوم کیا لیکن ہنری نے بجز تسلیم خر کرنے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا چنانچہ اُس  
 نے اور اس کے بڑے بیٹے ایڈورڈ نے جو اس وقت نوزدہ سالہ تھا باقرار صلح عہد کیا  
 کہ ان "ضوابط آکسفورڈ" پر حرف بھرن عمل کیا جائیگا۔ سب سے پہلا شخص جس نے بدیہی  
 ہونے کی حیثیت سے اپنے قلعہ حکومت کے حوالے کر دیے۔ خود امیر سامین تھا چالٹ  
 دیکھ کر بادشاہ کے بہت سے فرانسیسی حاشیہ نشین اپنے وطن کو فرار ہو گئے اور ان کے  
 عہدوں اور منصبوں پر انگریز مقرر ہوئے۔

حکومت اب امرا کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن ان کا اقتدار صرف  
 چار سال تک قائم رہا۔ اس لئے کہ ان میں سے اکثر کو سلاطین  
 اصلاحات سے چنناں دیکھی نہ تھی۔ ان کے لئے جی اٹھینان کا فی تھا کہ بدیہیوں کو انہیں  
 نے ملک سے نکال دیا۔ رہا امیر سامین سوائس کی اہلی چھٹی خواہش صرف اس قدر تھی  
 کہ کسی طرح حکومت کا انتظام خوش اسلوبی سے چلتا رہے۔ شہزادہ ایڈورڈ اپنی جسمی  
 انصاف ہندی اور نیک نفسی کے اقتضا سے سامین کی حمایت پر آمادہ تھا لیکن انشا

جاکر آسمان  
 ۱۷۵۷ء



کی نیت بخیر نہ تھی۔ اُس نے پاپا کو پہلے ہی سے گھبرایا تھا کہ ایسا عہد سے اُسے بری کر دیا جائے۔ چنانچہ فرمانِ براءت کے وصول ہوتے ہی اُس نے قلعہ لندن پر قبضہ کر لیا اور تمام اضلاع کے نام احکام جاری کر دیئے کہ امر کی طرف سے جو افسر مقرر ہیں اُن کا ہرگز حکم نہ مانیں۔ اس پر اُمرا طیش میں آکر تیغ برف ہو گئے۔ اور بلکہ نے گھبرا کر قلعہ لندن میں پناہ لی۔ ذیقین جنگ پرتے ہوئے تھے اور چھوٹی چھوٹی جھڑپیں بھی ہوئیں اگرچہ کوئی بڑا موقع پیش نہیں آیا۔ آخر جانبین کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ اس بحث کا ثالث کوئی نہم شاہ فرانس کو قرار دینا چاہئے جو اپنے زہد و اتقا اور شرافت نفس کے لحاظ سے ہر حصے کے کی تنظیم کا مستحق ہے۔ وہ جو فیصلہ کہے گا وہ دونوں کو منظور ہوگا۔ کوئی نے اس کا نام ۱۲۹۵ء میں کلیسا کے حلقہ اولیا کی فہرست میں داخل ہوا) امور باب النزاع پر غور کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ بادشاہ کو خود مختارانہ حکمرانی کا حق حاصل ہے اور اسی کے لحاظ سے بقام آسمان اُس نے اپنے محاکمہ میں فیصلہ قطعی بحق نہری صادر کیا۔

امرا کی جنگ

۱۲۶۳ء

اب وہ مشہور جنگ چھ گنی جو "امرا کی جنگ" کے نام سے موسوم ہے اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ اور امرا کے درمیان حصولِ اقتدار کیلئے شاہ جان ہی کے زلمے سے کشمکش چلی آتی تھی۔ پندرہ ہزار باشندگان لندن امیر سائمن کے جھنڈے کے نیچے آ جمع ہوئے۔ اور جب ملکہ الیسا تار قلعے سے نکل جانے کی کوشش کر رہی تھی تو عوام کے ایک جم غفیر نے اُس کی تدلیس و توہین کے ساتھ اُس پر کچھ اور پتھروں کی بوچھاڑ کی۔ امرا کا ایک گروہ بادشاہ کا بھی طرفدار ہو گیا اور شہزادہ ایڈورڈ نے جب دیکھا کہ نوبت کھلم کھلا لڑائی تک آ پہنچی ہے تو ساری بددستی فرج لے کر اپنے باپ کے ساتھ آ ملا۔ اور امیر سائمن کے طرفداروں کی بھی ایک بہت بڑی جماعت تھی۔

جنگ بیوین

۱۲۶۴ء

۲۴ مئی ۱۲۶۴ء کو کئی چھوٹی چھوٹی جھڑپوں کے بعد دونوں فوجوں کا بیوین کے قریب مقابلہ ہوا اول اول تو شاہی لشکر کا ہلہ بھاری رہا لیکن شہزادہ ایڈورڈ جس نے حملے کی ابتداء کی ان دنوں والوں کو شکست دے کر اُس توہین کی غضب آلودیا دیں جو انہوں نے اُس کی نسبت حق میں روا رکھی تھی دوستک رگیدتا ہوائے گیا اسی ایک واقعہ نے لڑائی کا جنگ بدل دیا

اور جب وہ قاقب سے واپس آیا تو میدان ہاتھ سے ہاچکا تھا اور بادشاہ حریف کی قید میں تھا خود ایڈورڈ کے لئے بھی اب بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دے۔

بادشاہ اور ولیعہد قیدی اس کے بعد امیر سامین نے ایک سال سے کچھ اوپر بادشاہ کے نام سے انگلستان پر حکومت کی اور ہنری اُس کی حراست میں رہا۔ ۲۰ جنوری ۱۲۶۵ء کو اس نے ویسٹ منسٹر میں پارلیمنٹ کی ایک

اجلاس منعقد کیا۔ اس اجلاس کے شرکار اگرچہ ہنری وہی لوگ تھے جو اس کے دست و بازو تھے پھر بھی اُسے بہت بڑی تاریخی اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ سامین نے ۱۲۵۵ء کے طرز عمل کا اعادہ کرتے ہوئے نہ صرف ہر ضلع سے دوسروں کو شرکت کی دعوت دی بلکہ ہر شہر کے دو باشندوں کو بھی امرائے ساتھ پارلیمنٹ کی کارروائی میں حصہ لینے کیلئے احصا اور عوام کی شرکت طلب کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ شہری آبادی یا عوام کے نائب بھی پارلیمنٹ ۲۰ جنوری ۱۲۶۵ء پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ سرداروں کو اضلاع کے زمیندار ضلع کی عدالت میں جو زمانہ قدیم کے چنپاتی طے کی قائم مقام اپنی منتخب کرتے تھے اور یہ نائب گویا آج کل کے ممبران پارلیمنٹ کی جگہ تھے جنہیں اب بھی ہائوس آف دی شایر (سرداران ضلع) کے تاریخی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ شہروں کے ممبروں کا انتخاب شہر والوں کی طرف سے عمل میں آیا تھا۔

لیکن سامین اپنی جماعت کا اتحاد اب پھر قائم نہ کر سکے۔ امرائے کے اقتدار کو شک و رقابت کی نظروں سے دیکھنے لگے تھے خصوصاً امیر گلاسٹر اُس کا بہت بڑا رقیب تھا۔

شہزادہ ایڈورڈ کا فرار سامین کے بیٹوں کی بددماغی بھی لوگوں کو گوارا نہ تھی اور اُس کے علاوہ وہ بادشاہ کا قیدی بنا رہنا پسند نہ کرتے تھے۔ ایک دن غمزدہ ایڈورڈ نے جوہیر فرڈیں نظر بند تھا پہرہ والے سنتریوں سے گھوڑ دوڑ کرائی۔ اور جب شرط کے بعد اُن کے گھوڑے شک گئے تو خود اپنے ساتھ دم باد پا کو ایڑ بنا کر چمپیت ہو گیا۔

اُس کا قید سے رہا ہونا تھا کہ اُس کے قدیم ہوا خواہوں کا جھٹا اُس کے

اگر جمع ہو گیا اور امیگلاٹر ایک زبردست جمعیت کے گرد آس کے ساتھ آملہ شہنشاہ اور دربار کے سیورن کے کنارے کنارے یا ناکرتا ہوا جڑ ہا۔ گلاٹر اور دارٹر کو سرکہ کے آس نے بلوں کو توڑ ڈالا اور سائمن کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ اُسے بھاگ کر ویز کے حکمران کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ اس کے بعد شہنشاہ نے کینلور تھ میں چٹج کرمان جنگ ایوشام کے بیٹے کو شکست دی جو اپنے باپ کی کمک کے لئے آ رہا تھا۔ ۱۲۶۵ء اس معرکہ سے فارغ ہو کر اور ان جھنڈوں کو جو سائمن کے بیٹے کی فوج کے سرداروں سے چھینے گئے تھے اپنی فوج کے سامنے رکھا۔

ایڈورڈ ایک ہی تاخت میں اس پھرتی سے ایوشام واقع دارٹر شایر میں کہن سال ۱۲۶۵ء سائمن کے سر پہنچ گیا کہ اُسے خبر بھی نہ ہونے پائی کہ دشمن اس قدر قریب آ گیا ہے۔ شہنشاہ کے ساتھ اس وقت ویز کے نائبیت یافتہ جوانوں کی محض ایک مختصر سی جمعیت تھی۔ یہ دیکھ کر کہ اب موت کے پیچھے سے بچ کھنا محال ہے سائمن نے ان چند امیروں سے جو اس کے شریک حال تھے کہا کہ بھائیو! آؤ ہم اپنی رو میں خدا کو سونپ دیں کیوں کہ ہمارے جیسوں پر تو دشمن کا قبضہ ہو چکا۔ یہ کہہ کر وہ روانہ دارٹنیم کی صف میں گھس گیا اور مرتے دم تک اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری رہے کہ ”یہ خدا کا فضل ہے۔“

صلحنامہ کینلور تھ ۱۲۶۶ء سائمن کے ساتھ اس کی جماعت کی امیروں کا خاتمہ ہو گیا۔ خانہ جنگی کا سلسلہ اور ایک سال قائم رہا اور اس کے بعد فرانس کے درمیان کینلور تھ کے مقام پر ایک صلحنامہ مرتب ہوا جس

کی رو سے بادشاہ نے اکثر امر کو ان کی جاگیرات واپس دے دیں۔ ۱۲۶۷ء میں ہنری نے ”نوا بلو آکسفرڈ“ کی از سر نو توثیق کی اور آئندہ چھ سال کا زمانہ اس دامن سے بھر ہوا۔ شہنشاہ ایڈورڈ ۱۲۷۱ء میں بغرض شرکت حرب صلیب انگلستان سے روانہ ہو گیا اور ابھی وہ باہر ہی تھا کہ بادشاہ نے ۱۲۷۲ء میں وفات پائی۔ ہنری نے چار سال سے اور چھ مہینے کی اور یہ زمانہ زیادہ تر فسادوں میں گذرا۔ اس مدت میں اُس نے دیدہ و دلالتہ قوم و ملک کو کبھی کوئی ضرر پہنچانے کا قصد نہیں کیا۔ پھر بھی انگلستان کو بے انتہائی تیز جھیلنی پڑی جس کی وجہ محض اس قدر ہے کہ چشیت بادشاہ ہنری بالکل فضول اور بھلا تھا۔

## نوال باب

### ویلزا اور اسکا ٹلینڈ کے ساتھ شمش

ایڈورڈ اول (منسوب بہ ویسٹ منسٹر) ۱۲۷۲ء  
ایڈورڈ دوم (منسوب بہ کارناروان) ۱۲۷۲ء

شاہی کونسل کی نیابت امپری کی وفات پر شاہی کونسل نے شہزادہ ایڈورڈ کی بادشاہی  
کا اعلان کیا اور اُس کی غیبت میں ناٹیانہ حیثیت سے کوئی  
دو سال تک امن وامان کے ساتھ حکومت کی تا آنکہ اُس نے

انگلستان کو معاودت کی اور بتاریخ ۱۹ اگست ۱۲۷۲ء سر برٹن بادشاہی رکھا  
اس وقت ایڈورڈ کی عمر پینتیس سال تھی۔ قد لمبا تھا جسم توانا تھا۔ بال سیاہ  
تھے آنکھوں سے حلم کا نور چھٹتا نظر آتا تھا لیکن برا فرخندگی کے وقت یہی آنکھیں  
قہر کے شرار سے برسا لے لگتی تھیں اُس کا شمار انگلستان کے بہترین  
ایڈورڈ اول کی شکل بادشاہوں میں ہے۔ اور ملک کے قوانین پر اُس  
کی بہت سی اصلاحوں کا احسان ہے۔ وہ ایک  
فرماں بردار فرزند ایک وفادار شوہر اور ایک شفیق باپ

تھا۔ اُس کی سعادت مندی اور شرافت کا یہی ثبوت کیا کہ ہے کب لندن والوں  
نے اُس کی ماں کی امانت کی توجوش غیرت سے وہ بیتاب ہو گیا۔ اُس کی پاکباز  
خفرت کی نشانیاں اگر ڈھونڈ لی ہوں تو اُن صلیبوں کو دیکھ لو جو آج کے دن تک  
ہر اس مقام پر نصب نظر آتی ہیں جہاں اس کی پہلی بی بی ملکہ اداکار کا جنازہ لنگشائر  
اور ویسٹ منسٹر کے درمیان ٹھہرا تھا۔ چیزنگ ٹراں کی وجہ تسمیہ انھیں میں سے  
ایک صلیب ہے بہادری سجائی اور استقامت اُس کے خاص جوہر تھے۔  
اُس کا مقولہ تھا کہ ”ہمیشہ راست کردار اور راست گفتار ہو“ باپ کی غلطیاں  
چونکہ اُس کے پیش نظر تھیں اس لیے اُس کی ہمیشہ ہی خواہش تھی کہ کسی طرح

رعایا کا دل متحی میں لے اور اُن کے لئے عمدہ قوانین جاری کرے غلیل  
اُس سے بھی ضرور ہوتی تھیں اور زیادتیاں وہ بھی کر بیٹھتا تھا۔ لیکن اس کا  
باعث صرف وہی قدیم خیال تھا جو ابھی تک اُس کے دماغ میں سما یا ہوا تھا کہ  
بادشاہ کے لئے قانون کا توڑ ڈالنا بھی جائز ہے۔

پہلا نامور وزیر <sup>۱۵۵۸ء</sup> امر کی جنگ کے بعد میر عدل کے عہدے کی تجدید نہ ہونے  
پائی۔ وزیر مال (گویا صدر اعظم) کے اختیارات اب بادشاہ  
سے دوسرے درجے پر تھے اور رابرٹ برنل جس کا تقرر وزارت مال پر ہوا انگلستان  
کا پہلا نامور وزیر مال تھا ایڈورڈ نے مستند حکومت پر بیٹھے ہی نظام سلطنت کی خرابیوں  
کی اصلاح شروع کر دی۔ امر کو قیمت ادا کئے بغیر موشیوں کو اپنے قلعوں کے اندر  
ٹانگ لے جانے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور اُن کو سختی سے ہدایت کر دی گئی کہ اپنی  
رعایا سے ناجائز رقوم کسی صورت میں وصول نہ کریں۔ ایک قانون اس مضمون  
کا وضع کیا گیا کہ شریفوں اور عدالت کے دوسرے حاکموں کے آزادانہ انتخاب کا  
حق رعایا کو حاصل ہونا چاہئے۔ ایڈورڈ نے ملک کے سترہ رائج الوقت کی بھی اصلاح  
کی اور چاندی کی نصف پیاں اور فارونگ مسکوکہ کرائے۔ الفریڈ کے زمانے  
نصف پنی اور فارونگ سے اس وقت تک سکہ کی حالت یہ تھی کہ چاندی کی پنی پر صلیب  
کے سکوں کی تسلیک کا ایک گہرا نشان کندہ ہوتا تھا اور لوگوں کو جب خوردہ کی  
ضرورت پڑتی تھی تو حسب حاجت اس کا نصف یا ربع لے لیا کرتے تھے۔

ایڈورڈ نے اب اپنی توجہ ویلز پر مبذول کی جو آٹے دن کی شورشوں  
اور فسادوں کا گھر بنا ہوا تھا۔ قدیم نسل کے برطانویوں کے قبضے سے قریباً تمام  
وہ علاقہ جو ابھی اُن کی ملک تھا بتدریج نکل چکا تھا۔ اسٹریٹھم کلاڈ اور کمبرلینڈ  
کے انگلستان اور اسکاٹلینڈ میں ضم ہو چکے تھے۔ مغربی ویلز یعنی ڈیون اور کالونول  
ویلز کے اضلاع کا الحاق جنوبی انگلستان سے ہو چکا تھا اور ویلز کے جنوبی  
اضلاع کو بھی نارمن امرانے فتح کر لیا تھا۔ یہ امرادیلز سکہ سرحدی علاقے  
میں سکونت رکھتے تھے اور اسی لحاظ سے "علاقہ داران سرحد" ویلز کہلاتے تھے۔

البتہ ویلڈ کا صرف شمالی رقبہ ایسا رہ گیا تھا جہاں اولاد وطن مقامی سرداروں کے زیر نگین تھی۔ ان لوگوں کے دلوں میں سکس قوم سے نفرت اور کینہ تھا اور اس نفرت کو ان کے قومی بھارت نیک نہاد شاہ آرتھر کے لڑیں عہد کی خوبیاں اور سکسوں کی بُرائیاں جوش انگیز ترانوں میں بیان کر کے اور زیادہ ابھارتے رہتے تھے۔ ان سرداروں میں سب سے بڑا لیولن امیر سنوڈن رئیس ویلڈ تھا جس نے لیولن اطاعت سے امیر سائن کو اس کے خرچ میں مدد دی تھی اور جنگ امر کے انکار کرتا ہے دوران میں خود مختار راہ حیثیت سے حکومت کی تھی لیڈورڈ نے جب اسے باجگزامی کا حلف اٹھانے کے لئے انگلستان بلایا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ ایڈورڈ نے چاہتا تھا کہ نہایت جنگ تک پہنچے۔ دو سال تک بلکہ اس سے بھی اوپر اس نے بھی جتن کئے کہ کسی طرح معاملہ صلح و صفائی سے طے ہو جائے۔ لیکن لیولن نے کسی طرح نہ مانا آخر مسئلہ میں بادشاہ نے ویلڈ پر فوج کشی کی اور لیولن کو ڈک اٹھا کر کوہستانی کمین گاہوں میں پناہ لینے پڑی۔ شاہی فوجوں کے بڑھتے دباؤ کی تاب نہ لا کر لیولن کو مجبوراً ہتھیار ڈالنے پڑے اور ایڈورڈ نے خاص خاص شرائط کے ساتھ اس کا درجہ و اقتدار بحال رکھ کر اسے امیر سائین ڈی مانٹرفٹ کی بیٹی سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔

لیکن چار سال بعد ویلڈ میں پھر بغاوت برپا ہو گئی لیولن ایک شجاع اور شریف شخص سردار تھا لیکن اس کے بھائی ڈیوڈ (داؤد) کو جو ایک مرتبہ لیولن کو دغا دے کر انگریزوں سے جاملتا تھا کبھی ایک حال پر قرار نہ تھا۔ اب اس نے غدارانہ کا دوسرا پہلو اختیار کیا۔ فلنٹ شائر میں قلعہ ہارڈن پر جا چھا پہارا۔ ویلڈ کی انگریزی عدالت کے حاکم اعلیٰ کو گرفتار کر لیا اور لیولن اور دوسرے سرداران ویلڈ کو بھڑکایا کہ اٹھ کھڑے ہوں اور ”سرحدا ت“ کو لوٹ لیں۔ ویلڈ میں مدت سے ایک تیشیں کوئی چلی آتی تھی کہ جب انگریزی سکہ کی شکل گول ہو جائے گی تو ویلڈ کے ایک شہزادے کے سر پر لندن میں تاج رکھا جائے گا۔ جب ٹوٹی ہوئی مینوں کی بجائے چھوٹے تسخیر ویلڈ ۱۲۸۲ء اور گول سکہ مضروب ہوئے تو لوگوں کو یقین ہو چلا کہ اس

پیشیں کوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ غرض بادشاہ کو دوبارہ ویزا پر چلنا  
 کرنی پڑی۔ ویزا کے جاڑے بڑے سخت ہوتے ہیں ایڈورڈ کو بھی زحمتوں اور  
 مشقتوں کا سامنا ہوا۔ لیکن اُس کے پائے ثبات میں مطلق بغرض نہ آنے پائی  
 آخر تقدیر نے یادری کی دریاے والی کے کنارے ایک چھوٹے سے معرکہ میں  
 بہادر لیولن بڑی مردانگی سے کام آیا اور اُس کے مرنے کے ساتھ ہی انگلستان کا  
 پھر راولین برائے لگا۔ چند جیلے بعد ڈیوڈ پوکا گیا اور خدا ارادہ ناک حوامی کی  
 پاداش میں لاسالہ اس کی گردن ماری گئی۔ ایڈورڈ نے پورا ایک سال ویزا پر گزارا  
 اور داد گسٹری کے لئے عمرہ قوانین نافذ کئے۔ ان ہی دنوں بمقام کانٹنار وائسٹن  
 میں اُس کو خدا نے ایک بیٹا دیا جس کا نام ایڈورڈ رکھا گیا۔ اس زمانے سے ویزا کا  
 پہلا انگریزی شہزادہ بلز الحاق انگلستان سے ہو گیا۔ اگرچہ ویزا کے قوانین انگلستان کے  
 قوانین سے جدا گانہ تھے۔ ایسا ناسکے چار بیٹوں میں سے ایڈورڈ  
 ہی جو ویزا میں پیدا ہوا تھا زندہ رہا۔ سن ۱۳۱۲ء میں ایڈورڈ نے

اس شہزادے کو شہزادہ ویزا کا لقب عطا کیا۔ اہل ویزا اس لڑکے کو بے حد عزیز  
 رکھتے تھے اور وہ پہلا انگریزی شہزادہ تھا جو شہزادہ ویزا کے لقب سے ملقب  
 ہوا۔ سن ۱۳۱۲ء جب وہ تخت انگلستان پر بیٹھا تو لوگوں نے اُس قدیم پیشیں کوئی کو  
 حرف بحرف پورا ہوتے دیکھ لیا کہ ویزا کے ایک شہزادے کے سر پر لندن میں تاج  
 رکھا جائے گا۔

آئندہ بارہ سال کا زمانہ جس کے دوران میں تین سال کے لیے ایڈورڈ  
 انگلستان سے باہر مان زیادہ تر قانونی اصلاحات میں بسر ہوا جو آج کے دن تک قائم ہیں  
 قانون دست شل قوانین اراضی نہایت احتیاط سے منضبط کئے گئے اور اُس  
 مشہور و معروف قانون دست شل کا نفاذ عمل میں آیا جس کی  
 رو سے سرکاری اجازت کے حصول کے بغیر اراضی کا ”دست شل“

کے قبضے میں رہنا ممنوع قرار پایا جو جاگیردار فوجی خدمت سے پہلو تہی کرنا چاہتے تھے  
 وہ یہ حیلہ اختیار کرتے تھے کہ اپنی اراضیات بنائے ملو پر کلیسا یا کسی مذہبی انجمن کو  
 دے ڈالتے تھے۔ اس قانون کی وجہ سے ایسی حیلہ گری ممنوع قرار پائی۔ اسی سن ۱۳۱۲ء

میں عدالتیں جن پر پہلے صرف میرے عدل کی نگرانی ہوتی تھی تین شاخوں میں تقسیم کر دی گئیں (۱) عدالت شاہی جس میں سرکاری مقدمات فیصلہ ہوتے تھے عدالتوں کی تنظیم (۲) عدالت خصوصیات عامہ جس میں رعایا کے خانگی مقدمات دائر ہوتے تھے (۳) عدالت مال جس میں کٹری

مالگزاری کے تمام مقدمات کا تصفیہ ہوتا تھا۔ وزیر مال کے اجلاس میں اب وہ تمام مشنیں بھی پیش ہونے لگیں جن میں رعایا کی طرف سے بادشاہ کی خدمت میں رحم و کرم کی التجا ہوتی تھی اور اس طور پر وزیر مال رفتہ رفتہ ایڈورڈ سوم کے عہد کے آغاز میں عدالت "چانسلری" (عدالت عالیہ صیغہ دیوانی) کا حاکم اعلیٰ ہو گیا۔ بالآخر جن مقدمات کا ان میں سے کسی عدالت میں بھی تصفیہ نہ ہوتا تھا وہ خود بادشاہ کی حضور میں باجلاس پر یوی کونسل پیش ہوتے تھے تاکہ اگر بے انصافی ہوئی ہو تو اس کی تلافی کر دی جائے۔

ایڈورڈ اب ڈکیتی اور غارتگری کے انداد کی طرف متوجہ ہوا۔ اس زمانے میں بڑی بڑی جماعتیں ایسے دراز دست لوگوں کی موجود تھیں جو لوٹ مار اور استحصال بالجبر پر اوقات بسر کرتے تھے۔ ان لوگوں کے غارتگرانہ طرز عمل کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ جاگیرداروں کا ایک جتھا لنکن شائر میں بوسٹن کے میلے کی تقریب پر بھرے میلے میں آگھسا اور سوداگروں کو لوٹنے اور جان سے مار ڈالنے کے بعد ان کا تمام مال و متاع اٹھا لیا۔ جہازوں میں لے گیا جو بندرگاہ میں اسی غرض کے لئے پہلے سے لاکرتیار رکھے گئے تھے۔ ایسی مفسدانہ غارتگریوں کی روک تھام کے لئے ایک قانون وضع کیا گیا جس کی رسم سے ہر شخص کا فرض قرار پایا کہ جب کبھی ایسا موقع پیش آئے تو مسلح ہو کر محافظان امر ہو جائیں ہنگامہ دار و گیر میں شریک ہو جائیں اور غارت گروں کی

۱۵۰۰ء میں جب عدالتوں کے ضابطے کی ترمیم کی گئی تو یہ عدالت انگلستان کی عدالت عالیہ کی شاخ دیوانی بنادی گئی اور اس میں اور بھی بہت سے تغیرات کئے گئے۔



گرفتاری میں مدد سے شہر کے ہر ضلع سے ایک خطاب یافتہ سردار اس غرض سے منتخب ہوا کہ ”محافظ امن“ کی خدمات سر انجام دینے کے علاوہ ضلع کے شریف کی بھی نگرانی کرے کہ مجرم سزایاب ہوتے ہیں یا نہیں یہی محافظان امن آگے چل کر نظام فوجداری اضلاع ہو گئے جواب اپنے اپنے علاقے میں جدارتی مقدمات کی سماعت کر کے جرائم کے لئے سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

ان مفید اصلاحات کے اُچلے دامن پر یہودیوں کا اخراج ایک بدنام انگلستان سے یہودیوں کو دھتّا ثابت ہوا۔ بادشاہان انگلستان میں سے اکثر کے کا اخراج ۱۲۹۹ء ظلم حمایت میں زندگی بسر کرنے والے یہودی سود کھا کھا کر خوب دولت مند ہو گئے تھے۔ اُمراؤں سے بسا اوقات

چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو تباہ کرنے کا کام لیتے تھے یعنی اُمرا کے ایما سے یہودی ان زمینداروں کو روپیہ قرض دیتے اور جب قرضدار روپیہ نہ ادا کر سکتے تو ان کی زمینیں قرق کر لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں کو ان سے سخت عداوت ہو گئی ان پر سنگسار کا راج الوقت کی چاندی تراش لینے اور کئی اور طرح کی خیانتوں اور بددیانتیوں کا الزام بھی لگایا جاتا تھا اور یہ الزام شاید واقعی تھا پہلے بھی رچرڈ اول کی تخت نشینی کے وقت لندن اور یارک میں یہودیوں کا بڑے غضب کا قتل عام وقوع میں آچکا تھا اور جنگ امر کے دوران میں یہودیوں کی بستیوں کی بستیاں غارت کی جا چکی تھیں۔ گراسٹنٹ اور سائٹن ڈی اینٹ فرٹ دونوں کی بھی خواہش تھی کہ یہودی جلا وطن کر دئے جائیں۔ غرض سارا ملک یہودیوں کی مخالفت پر ایک عرصے سے تلا ہوا تھا اب ایڈورڈ نے عام حکم جاری کر دیا کہ یہودی مسیحی مذہب اختیار کر لیں ورنہ انگلستان سے نکل جائیں۔ یہ سچ ہے کہ اُس نے اُن کی دولت سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ اُن کو اجازت دے دی کہ اپنی سب جمع جتھا اپنے ساتھ لے جائیں اور اس طور پر اُن کو دیس نکالا دینے سے اُس نے بذاتِ خود ایک ذریعہ آمدنی کا کھودیا لیکن پھر بھی یہ ایک ظالمانہ فعل تھا۔ خانہ بدوش یہودیوں کا قافلہ جب جہازوں پر سوار ہو کر فرانس کو روانہ ہوا تو ان میں سے اکثر راستے ہی میں لوٹ لئے گئے

اور شریفوں کو بھی بد معاشرت کیا تھا ان سب مصیبتوں کا خمیازہ کھینچنا پڑا۔ اس وقت سے لے کر کر آم دل کے زمانے تک انگلستان میں چھ کوئی یہودی آباد نہ ہوئے پایا۔ لیکن ایک ظالمانہ حرکت تھی تو اس کے ساتھ ہی ایڈورڈ کے اس حرمت نواز طرز عمل کی ستائش بھی کی جاسکتی ہے کہ اُس نے خواص و عوام کو پارلیمنٹ میں شرکت کی دعوت دینے کا وہ طریقہ اختیار کیا جو سائمن ڈی لٹ فرط کا تجویز کیا ہوا تھا۔ ایڈورڈ کو پارلیمنٹ میں مال کی منظوری صرف امر اور اسقف پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس سے مل سکتی تھی۔ باشندگان اضلاع ساکنان شہر اور عام قیسوں سے پارلیمنٹ کے باہر جداگانہ منظوری لینا پڑتی تھی اور اس میں بسا اوقات بڑی بڑی قیمتیں آتی تھیں اب ضلع سے دوسراوں شہر سے دوسرے شہروں اور ہر قسم کے قیسوں کو پارلیمنٹ کی کنیت کی دعوت دیکر شیل آسان کر لی گئی۔ اس لئے کہ یہ اراکین اپنے انتخابی حلقوں کی جانب سے وعدہ کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ ایڈورڈ نے خود ایک موقع پر بیان کیا حتی وانصاف اسی کا مقصد تھا کہ جو حالات جمہور سے تعلق رکھتے ہوں ان کے بارے میں جمہور سے استصواب بھی کر لیا جائے غرض ۱۲۹۵ء میں بادشاہ کے حکم سے پارلیمنٹ کا کامل و مکمل اجلاس منعقد ہوا۔ امرائے بلائے کے لئے شاہی فرمان اسم وارجاری ہوا۔ فوجی سردار اور شہری، شریف کے برادنے کے ذریعہ سے بلائے گئے۔ یہ پارلیمنٹ آج کل کی پارلیمنٹ کے بہت کچھ مشابہ تھی البتہ امر اور عوام کی نشست یک جاتھی اور اہل کلیسا بھی موجود تھے۔ آگے چل کر قیسوں نے پارلیمنٹ کی شرکت سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم خود اپنی جداگانہ مجلس منعقد کر کے روپے کی منظوری دے دیا کوں گے یہی وجہ ہے کہ دارالعوام میں آج کل قیسین کا کوئی وکیل شریک نہیں ہے بعض دوسری باتوں میں بھی یہ قدیم پارلیمنٹ کی پارلیمنٹوں سے مختلف تھیں مثلاً ہر اجلاس کے لئے ارکان کا انتخاب ہوتا تھا ارکان پارلیمنٹ کماتاد اور ان کے مصارف قوم کو ادا کرتے پڑتے تھے۔ ہر شہری کو دو شلنگ یومیہ ملتے تھے اور ہر سردار کو چار شلنگ۔ ہمارے زمانے کے۔ سکہ کی قیمت کے لحاظ سے اس کی مقدار علی الترتیب پانچ شلنگ اور۔

دس شلنگ کے قریب ہوتی ہے۔ مگر اس زیرباری اور خراج کو نہ تو قوم ہی پسند کرتی تھی اور نہ دکانے قوم ہی کچھ بہت اچھا سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ پارلیمنٹ کا ہر اجلاس لوگوں کے نزدیک بادشاہ کی طرف سے روپیے کے مطالبے کا محض ایک نیا حیلہ تھا اور بس۔ انھیں یہ نہ معلوم تھا کہ آگے چل کر اپنے دکانوں کے طفیل انھیں کتنی بڑی طاقت حاصل ہونے والی ہے۔

پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس کامل کے ایک سال بعد ایڈورڈ کو اسکاٹ لینڈ پر فوج کشی کرنی پڑی۔ دونوں ملکوں میں عرصہ دراز سے صلح و آشتی کے تعلقات قائم تھے اور سو سال سے جنگ نہ ہونے پائی تھی۔ اب جو یہ تعلقات کشیدہ ہو کر منہجہ جنگ ہوئے تو اس کا باعث یہ تھا کہ ۱۲۹۷ء میں الگنڈر سوم بادشاہ اسکاٹ لینڈ نے انتقال کیا اور اُس کے مصلی جانشینوں میں صرف اُس کی پوتی مارگرٹ جہاںگیر تخت اسکاٹ لینڈ خالی رہ گیا۔ شاہ ناروے کی بیٹی تھی باقی رہ گئی ۱۲۹۷ء کے موسم گرما میں ناروے کی کین شہزادی کا رناروان کے شہزادہ ایڈورڈ سے منسوب ہونے کیلئے انگلستان

آ رہی تھی کہ قضا کار اُس کا بھی انتقال ہو گیا اور تخت اسکاٹ لینڈ بالکل ہی خالی رہ گیا۔ اسکاٹ لینڈ چونکہ ایڈورڈ کے زیر سیادت تھا اس لئے اسکاٹ لینڈ کی کونسل نے نئے بادشاہ کے انتخاب کا مسئلہ اُسی کی رائے پر چھوڑ دیا۔ پانچ امرا تاج اسکاٹ لینڈ کے دعویدار تھے۔ ان پانچوں کے نام کونسل نے ایڈورڈ کے سامنے پیش کر دیے کہ ان میں سے جن کو زیادہ مستحق سمجھے اُسی کے حق میں فیصلہ کرے۔ غرض ایڈورڈ اسکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ کے اراکین سے نارہم میں جبر وک کے قریب سرحد پر واقع ہے ملا اور ان سے اطاعت کا حلف لے کر جان بیلیل۔ رابرٹ بروکس اور جان بیٹنگ کے حقوق پر نظر غائر ڈالی۔ یہ تینوں امراتین بہنوں کی نسل سے تھے جن کا مورث اعلیٰ ڈیوڈ اول شاہ اسکاٹ لینڈ تھا اور دوسرے دعویداروں کے مقابلہ میں حق بھی انھیں جان بیلیل کا انتخاب کا مرجع تھا ایڈورڈ نے سب سے بڑی بہن کے پوتے جان بیلیل کو مغن کیا جس نے جان شاہ اسکاٹ لینڈ کا لقب اختیار کر کے

سلہ اسکرڈ کے بیٹیل کا لچ کا بانی اسی شخص کا باپ تھا

ایڈورڈ کی اطاعت کا حلف اٹھایا۔ کچھ عرصہ تو اس کے بعد خیریت سے گزر لیکن  
ایڈورڈ اس سے بھی زیادہ اپنے اختیار و سبک کرنا چاہتا تھا جو واجبی طور پر اس  
کا حق تھا چنانچہ اول تو اس نے حکم دیا کہ اسکا ٹلینڈ کے امرا اور عوام مجاز ہوں گے  
کہ اسکا ٹلینڈ کی عدالتوں کے فیصلے سے کام لیں اس کے اجلاس میں کریں اور  
پھر جب علاقہ گوین کے بارے میں شاہ فرانس سے اس کی جنگ ہوئی تو اس  
نے امرائے اسکا ٹلینڈ کو بلا دیا بھیجا کہ اس کے ساتھ مل کر فرانسیسیوں کا مقابلہ  
کریں۔ انھوں نے ناراض ہو کر اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا اور انگلستان  
کی اطاعت کا جواپے کندھے سے اتار کھینکے کی دھم میں شاہ فرانس کے ساتھ  
ایک خفیہ معاہدہ کر کے سرحد انگلستان سے گزرتے وقت کمر لینڈ کا علاقہ  
مناخت و تاراج کر ڈالا۔

ان واقعات نے ایڈورڈ کو سخت برا فروختہ کیا۔ بھائی کو تو اس نے  
اپنے عوض گا سکنی بھیجا اور خود ایک لشکر جزائرے کر شمال کی طرف روانہ  
ہوا۔ بروک کا شہر انگریزی فوجوں کے ایک زبردست حملے میں سر ہو گیا اہل  
نے حملہ آور کو دل خراش طعنے دئے تھے۔ ان چبھتے ہوئے فقروں کی پاداش میں  
جوش غمغبن سے از خود رفتہ ہو کر ایڈورڈ نے ایک متنفس کو بھی زندہ نہ چھوڑا  
اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن بیلیل ابھی تک برسر جنگ تھا اس لیے  
اسکا ٹلینڈ میں پہلی جنگ ایڈورڈ نے ایڈمز اسٹرلنگ اور پرتھ پر قبضہ کر لیا۔ بیلیل بھی  
مانٹروزیں شکست کھا کر گرفتار ہوا اور انگلستان بھیج دیا گیا۔

اب ایڈورڈ نے انتظام مملکت کے لیے ایک انگریزی کونسل  
قائم کی اور اسکا ٹلینڈ کے شاہی جواہرات اور اسکون کا وہ متبرک چھپرے ساتھ  
انگلستان لیتا گیا جس پر بیٹھ کر شاہان اسکا ٹلینڈ تخت نشینی کی رسم ادا کیا کرتے  
تھے۔ اس پتھر سے انگلستان کا شاہی تخت بنایا گیا جو ویسٹ منسٹر میں رکھا ہوا  
ہے اور آج کے دن تک تخت نشینی کی تقریب پر فرماں روا یاں انگلستان اسی  
تخت پر بیٹھ کر تاج پہنا کرتے ہیں اہل اسکا ٹلینڈ کا عقیدہ تھا کہ اُن کی قومی حکومت  
اس پتھر سے جدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ جب پتھر انگلستان چلا آیا تو انھوں نے

اپنے اس عقیدے کو علی الاملان ظاہر کر دیا اور کہا کہ جس ملک میں یہ پتھر ہوگا اُس پر ایک نہ ایک دن اسکا ٹلینڈ کے بادشاہوں کی حکومت مہلکی بیٹھیں گویں نیز اول کی تاج پوشی کے وقت پوری ہو کر رہی۔

ایڈورڈ سمجھا تھا کہ ویلز کی طرح اسکا ٹلینڈ بھی اُس کا کمال مطیع و منقاد ہوگا ہے لیکن جس قوم سے اب اُس کا پیلا ٹراؤن کی افتاد طبیعت کی اُسے خبر نہ تھی۔ بلند حوصلہ اہل اسکا ٹلینڈ اپنی آزادی کھو کر اندر ہی اندر بیچ و تاب کھا رہے تھے۔ اور جب ایک بہادر سردار ولیم والس نے جو جم خلاف ورنزی باسر کا رکی پادشاہ میں قانونا باغی قرار دیا گیا تھا علم بغاوت بلند کیا تو لوگ اُس کے جھنڈے تلے جوق در جوق آ جمع ہوئے۔ ولیم دلیریوں کے ساتھ فن سپہگری میں ملاق تھا اُس نے لائزک کی قلع بند انگریزی فوج کو گا جرمولی کی طرح کاٹ ڈالا ولیم والس ۱۲۹۷ء

اور اسکون پر دھاوا کر کے انگریزی میر عدل کو وہاں سے نکال دیا پھر ایک اور باغی سردار سر ولیم ڈگلز کی مدد سے اُس نے انگریزی فوج کو بمقام اسٹرننگ شکست دے کر شاہ جہان کی طرف سے اپنے وہ محافظ ملک و ملت ہونے کا اعلان کر دیا۔

اس وقت انگلستان اور فرانس دست و گریبان ہو رہے تھے فلیپ چارم شاہ فرانس فلینڈرس کی بندرگاہوں میں انگریزی اودن پر قبضہ کرنے میں مصروف تھا اور ایڈورڈ اُس کے مقابلے میں اہل فلینڈرس کو مدد دے رہا تھا۔ ایڈورڈ کے لیے یہ بڑے امتحان کا وقت تھا ہر طرف مشکلات ہی مشکلات نظر آتی تھیں آئر لینڈ میں بے چینی کے آثار نمودار تھے۔ ویلز میں بغاوت برپا تھی فلیپ گوتین ایڈورڈ بھاری حوصلہ کا علاقہ ہتھیلے کی فکریں تھا۔ روپیہ ٹھٹھانے پر جب لگتا ہے ۱۲۹۷ء اخراجات جنگ کے لیے اُس نے پادریوں سے اُن کی نصف سالانہ آمدنی طلب کی تو حسب الحکم پاپا پادریوں نے

اکھا کر دیا اور جب تک ایڈورڈ نے انھیں یہ دھکی نہ دی کہ قانونی حدالتوں میں اُن کی آئندہ کوئی دادرسی نہ ہوگی، اس وقت تک یہ پادری اپنی ضد پراٹھ رہے۔ ایک نئی مشکل یہ آن پڑی کہ انگلستان کے بعض امراء نے گویں جا کر فرانسیزیوں کا مقابلہ

کرنے سے انکار کر دیا۔ بات یہ تھی کہ ان امر کے نزدیک بیرونی مقبوضات کیلئے  
غیر مالک تھے جا کر لڑنا مفت میں اپنی دولت کا لٹانا اور قوت کا ضائع کرنا تھا۔  
ان کا خیال تھا کہ جب گھر ہی میں آتش جنگ کے شعلے جا بجا بلند ہیں تو یہ کہاں  
کی عقل بندی ہے کہ باہر کی آگ بجھانے کی فکر کی جائے۔ ایڈورڈ کو یہ فکر مل گئی  
کنے والی تھی کہ تاجدار فرانس کہیں بازی نہ لے جائے حریف کو تیرا دکھانے کے لئے  
روپیہ کا ہونا ضروری تھا اور روپیہ کی بہم رسی کی صرف یہی ایک شکل تھی کہ رعایا پر  
ٹیکس لگائے جائیں چنانچہ اُس نے اہل انگلستان پر گران بار محصول کا  
ایک تار باندھ دیا۔ اُن پر جس قدر محصول پہلے لیا جاتا تھا اُس سے پھر گنا زائد  
لیا جانے لگا۔ اضلاع کے نام احکام جاری کر دیئے گئے کہ فوج کے لئے کثیر حصہ  
میں سامان رسد بھیجیں اطراف ملک کے شرفا کو ایما ہوا کہ سرداری کے اعزاز کی  
طیعت میں شریک ہو جائیں اور اس شرکت کے لئے انھیں معتد بہ فیس ادا کرنی  
پڑی۔ اس کے علاوہ تمام مالکان اراضی سے جنگ کے لئے سپاہی طلب کیئے  
گئے۔ ان تمام غمیوں کی تاب نہ لا کر پارلیمنٹ بگڑ بیٹھی اور بادشاہ کے احکام سے  
مستتابی کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ ارکان پارلیمنٹ نے جب ایڈورڈ پر غیر واجبی اور  
نامنصفانہ ٹیکس وصول کرنے کا الزام لگایا تو اُس نے انکسار بخش کی وہ پندیت  
روش اختیار کی جس نے رعایا کو اس کا اتنا گرویدہ بنا دیا تھا۔ یعنی اُس نے  
اپنے قصہ کا اعتراف کر لیا لیکن ساتھ ہی یہ ہمت کہا کہ مجھ سے اگر غلطی بھی ہوئی ہے تو  
انگلستان کی عزت و آبرو کے برقرار رکھنے کی نیت سے ہوئی ہے۔ اور ایسی حالت  
میں اگر کسی مفاد داری کا مستغنی یہ ہے کہ آپ میری امداد کریں اس پر ارکان پارلیمنٹ  
پارلیمنٹ بادشاہ نے جنگ جاری رکھنے کی منظوری دے دی لیکن ساتھ ہی  
آزادی کے لئے قہرے ایک نیا قبالہ مرتب کر کے بادشاہ کے پاس غلطیوں سے بچنے والے  
حاصل رہے۔ بادشاہ نے اس پر دستخط کر دیئے اور منجملہ دیگر امور کے ایک  
وعدہ اس میں یہ کیا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر آئندہ  
میں کچھ روپیہ دیا جائے وصول نہ کروں گا اور ہر جدید رقم کی منظوری سے پہلے  
رعایا کی شکایتیں رفع کر دی جائیں گی۔

ان تمام پریشانیوں کے ہوتے ہوئے اب ایڈورڈ کو یہ خبر ملی کہ اسکاٹ لینڈ واپس  
 انگلستان کے شمالی علاقے کو تباہ و برباد کر رہے ہیں اس خبر نے اُسے بے تاب  
 کر دیا۔ فوراً ہی انگلستان واپس آکر وہ ایک زبردست لشکر کے ساتھ اسکاٹ لینڈ پر  
 چڑھ دوڑا۔ فالکلرک کے قریب یہاں والس کی فوجیں صف آرا تھیں فریقین کی  
 مٹ بھٹ ہوئی اور قہرمان کارن پڑا۔ اسکاٹ لینڈ والے بڑی بہادری سے لڑے۔  
 جنگ فالکلرک ۱۲۹۵ء | والس نے اُن کی صف بندی میں فن حرب کا یہ استادانہ کلمہ  
 ملحوظ رکھا تھا کہ اُن کی جمہیتوں کو مربع شکلوں میں آراستہ کیا  
 تھا۔ چنانچہ جنگ کے وقت یہ مربع بندی اب بھی ہماری سپاہ میں رائج ہے۔  
 لیکن انگریزوں اور اُن کے حریفوں میں تین اور ایک کی نسبت تھی۔ انگریزی  
 تیراندازوں نے جن کا روسہ زمین پر چوہا بن تھا غنیم کی صف میں ایک مقام  
 پر اپنی تیرباری سے بہت ہلکا شکاف ڈال دیا۔ انگریزی اسواروں کا ٹڈی دل  
 گھوڑے ڈھکاتا ہوا اُس شکاف کے اندر گھس گیا۔ انگریزی تلواروں نے  
 اسکاٹ لینڈ والوں کے پندے اُڑا دیے اور اُن کی فوج تباہ و برباد کر دی گئی  
 ایڈورڈ نے باغی اور کومعاف کر دیا۔ لیکن والس جو میدان جنگ سے بچ نکلا  
 والس سولی پر لٹکا دیا گیا تھا ایڈورڈ کے مراسم خصروانہ سے بہرہ اندوز ہونے پر پشیمان  
 ۲۴ اگست ۱۲۹۵ء | نہ ہوا۔ سات سال بعد اُس کے نوکر جیک شارٹ کی غذا  
 نشان دہی پر قلعہ ڈنبرٹن کے قلعدار سلطان ٹائیٹھ نے اسے  
 گرفتار کر لیا اور ۲۴ اگست ۱۲۹۵ء کو ٹاور ہل کی پہاڑی پر اسے پھانسی دیدی گئی۔  
 جنگ فالکلرک کے بعد آٹھ سال تک ایڈورڈ اس کوشش میں لگا رہا کہ  
 کسی طرح انگلستان اور اسکاٹ لینڈ والے متحد ہو کر ایک قوم ہو جائیں لیکن یہ کوشش  
 راکھیں گئی بلبل کے بھتیجے جان کالین کی سرکردگی میں اسکاٹ لینڈ کے امرا رہ رہ کر  
 بغاوتیں کرتے تھے اور اُن کی شوریدہ سرری سے آئے دن نئے فتنے پھا ہوتے  
 رہتے تھے آخر خدا ارادہ کر کے کہیں ۱۲۹۵ء میں امن و آشتی کی صورت پیدا ہوئی۔  
 انھیں رفون اسکاٹ لینڈ کا ایک ہوا سال امیر رابرٹ بروس نامی ایڈورڈ کے  
 دربار میں ترمیم پارہا تھا۔ یہ بہادر امیر جس کو کیرک کی امارت اور ایشیل کی ریت

آبائی میراث میں ملی تھی اُس رابرٹ بروس کا پوتا تھا جو ۱۲۹۱ء میں اسکاٹ لینڈ کا ایک دعویدار تھا۔ ایڈورڈ کے دل میں فوجیان رابرٹ بروس کی حوصلہ مندوں بروس کے ماتحتی کا ان کی طرف سے کھٹکا لگا رہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ اُسے ہمیشہ کا قتل ماہ فروری ۱۳۰۵ء اپنے پاس رکھتا تھا۔ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے اتحاد کی ایک شکل ایڈورڈ نے یہ سوچی تھی کہ دونوں قوموں کی شرکت سے ایک پارلیمنٹ ترتیب دی جائے۔ کارلائل میں اس پارلیمنٹ کے انعقاد کے منصوبے پر وہ غور کر رہی رہا تھا کہ ایک دن کالن کی معرفت یہ خبر آتی ہوئی اُس تک پہنچی کہ بروس اسکاٹ لینڈ والوں کے ساتھ مل کر سازش کر رہا ہے۔ دوسرے دن صبح کے وقت بروس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اور پھر جو اُس کی خبر آئی تو غیر کامیاب یہ تھا کہ ڈمفریز کے ایک گرجا میں کالن سے اُس کی جھڑپ ہو گئی۔ کالن مارا گیا اور انگریزی حکام عدالت شہر سے نکال دیئے گئے۔

ابتدا تو ابھی نہ تھی اس لئے کہ کالن کا ایک گرجا میں مارا جانا بوجہ مٹی کلیسہ اور قتل انسان کے دہرے گناہ کا حکم رکھتا تھا لیکن بروس کی خوبی تقدیر نے امر کا ایک گروہ اُس کے گرد جمع کر دیا اور چھ ماہ بعد بوکن کی دلیرانہ مہم نے اپنے ماتحتوں سے بمقام اسکون اُس کے سر پر تاج حکومت رکھا رائیڈ بوکن خاندان میکڈف سے تھی اور عوام میں یہ روایت ایک عرصے سے مشہور چلی آتی تھی کہ مندر ہے کہ رابرٹ بروس بادشاہ شاہ اسکاٹ لینڈ پر خاندان میکڈف ہی کا کوئی شخص تاج رکھے اسکاٹ لینڈ بنایا جاتا ہے شاہ ایڈورڈ نے یہ خبر وینچسٹر میں سنی۔ وہ اُس وقت بیمار تھا۔ اور پیرا نہ سالی کی کمزوریوں پر طرح طرح کے آلام و افکار مستزاد تھے لیکن پھر بھی اُس نے قصد کر لیا کہ جو ہو سو ہو

اسکاٹ لینڈ پر اور ایک دفعہ ضرور فوج کشی کروں گا۔ روانگی سے پہلے اُس نے ”ٹائٹس ٹپلرس“ (اُن جنگ جو راہبوں کا طبقہ مجنوں نے حروب صلیبیہ کے دوران میں بیت المقدس کی جنگی حفاظت کا عہد کر لیا تھا) کے گرجا میں جیسے آجکل ٹپل

ٹپلرس مسیحی راہبوں کا ایک دولت مند طبقہ تھا جس کی اٹھان حروب صلیبیہ کے دوران میں



(دبیکل) کہتے ہیں بڑی دھوم دھام کے ساتھ اپنے بیٹے شہزادہ ویلز کو بہادری کا اعزاز عطا کیا۔ اس رسم کے بعد جو جشن ضیافت ترتیب دیا گیا اس میں اس نے کالین کے قتل کے انتقام کا حلفیہ عہد کیا اور اپنی رعایا کو تاکید دی وصیت کی کہ اگر گرسے میں میرا انتقال ہو جائے تو میرا جنازہ اسکاٹلینڈ کے سٹورہونے تک لشکر کے آگے آگے رہے۔

ایڈورڈ خود آہستہ آہستہ سفر کرتا ہوا کارلائل پہنچا اور فوج کو امیر پیروک کی کمان میں دے کر آگے روانہ کر دیا۔ امیر موصوف نے اسکاٹلینڈ کے بہت سے امر اگرقتار کر لئے اور بروس کو زک دے کر کوہستان گراپیان میں پناہ لینے پر مجبور کیا۔ ایڈورڈ نے جس کا غصہ بلا کا تھا اب کے بار اپنے دشمنوں سے پھر سخت انتقام لیا۔ امرا سولیوں پر لٹکا دئے گئے اور رئیسہ بوکن ایک چوبی ایڈورڈ کا آخری سفر قفس میں بند کر کے قلعہ بروک کی فصیل پر رکھ دی گئی۔ لیکن قفسا بھی اس کینہ جو بادشاہ کے سر پر منڈلا ہی تھی۔ اس نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح منزل مقصود تک پہنچ جائے لیکن موت سنگ راہ ہو گئی اور ۷ جولائی ۱۳۲۷ء کو بمقام براؤن ڈی سینڈز جہاں سے اسکاٹلینڈ کی حد نظر آ رہی تھی اس نے دم دیدیا۔ اپنے بڑے بیٹے ایڈورڈ کے علاوہ اس نے اپنی فرانسیسی ملکہ مارگرٹ کے بطن سے دو بیٹے یا دو گار چھوڑے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہوئی فرانس کا بادشاہ فلپ ان کے مل والاک پر دست تصرف راز کرنے کی فکر میں تھا اور پاس خاطر فلپ پاپاے رومانے ان کی بچ کنی کے احکام بھی جاری کر دئے۔ ایڈورڈ اعلیٰ کے جانشین کے عہد میں اس طبقہ کا استیصال دوسرے مقامات کی طرح انگلستان میں بھی کر دیا گیا (۱۳۱۲-۱۳۱۹ء) انگلستان میں انکی جائداد زیادہ تر طبقہ بہا، ان سینٹ جان کو بخش دی گئی۔ اور انھوں نے ٹمپل کا ایک حصہ قانون خوان طالب علموں کو کر لئے پر دے دیا اور وہ اس طور پر "ان آف کورٹ"، (سرائے عدالت) کے نام سے موسوم ہو گیا۔

## ایڈورڈ دوم

۱۳۰۷ء لغایت ۱۳۱۲ء

دیرینہ سال بادشاہ کی وفات نے صورت حالات کا نقشہ ہی بدل دیا۔ اگر ایڈورڈ اول کو قضا نے کچھ اور بولت دی ہوتی تو اس میں ذرا شک نہیں کہ برس زیر ہو جاتا یا کم از کم کچھ عرصے کے لیے تو اسے ضرور ہی مغلوب ہونا پڑتا۔ لیکن ایڈورڈ ثانی نے اچھے میں نہک نفس اور عالی دماغ والدین کی خوبیاں دہرائی تھیں۔ بچپن میں ماں باپ نے بڑے ناز و نعمت سے پالا۔ ہر خواہش پوری کی ہر شوخی برداشت کی۔ اس لاڈ پیار کا نتیجہ ہو سکتا تھا وہی ہوا۔ شہزاد نے جب منزل شباب میں قدم رکھا تو کاپی اور غیر مستقل مزاجی کا پتا تھا اور بڑے باپ کو اپنی ناہمواریوں اور بدالواریوں سے بہت کچھ تکلیف دے چکا تھا۔ اس وقت اس کی عمر تینیس سال تھی۔ دیکھنے میں مسیحا و جمیل تھا مگر انتہا کا خود راے کمینوں کی صحبت کا دل دادہ عیش پرست اور وارستہ مزاج واقع ہوا تھا۔ بیس سال بعد جس حسرتناک طریق پر اس کا خاتمہ ہوا وہ بھی ہمارے دل تک ایسے نالایق بادشاہ کی طرف سے ہمدردی کا کوئی جذبہ نہیں پیدا کرتا۔

باپ نے بہت زر و مال پر بیٹے کو تین وصیتیں کی تھیں۔ اول یہ کہ جب تک اسکا لینڈ مسخر نہ ہوئے جنگ برابر جاری رکھے۔ دوم یہ کہ اس کا دل پہلو سے نکال کر ارض مقدس میں بھیج دے سوم یہ کہ ایک بڑے شخص پر اس کی وسعت نامی کو جو گاسکنی کا رہنے والا تھا اور جسے ایڈورڈ اول نے

جلا وطن کر دیا تھا کبھی واپس نہ بلائے سعادت منہ بیٹے نے ان میں سے ایک وصیت بھی پوری نہ کی۔ میدان جنگ سے فوراً ہی جنوب کی طرف پلٹ کر اس نے برسوں سے تین سال تک مطلق کچھ تعرض نہ کیا اور وہ اس عرصے میں اپنی قوت خوب بڑھاتا۔ باپ کو ویسٹ منسٹر میں دفن کر دیا اور باپ کی وفات کو ایک مہینہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اس نے گیوسٹن کو بلا کر انعام و اکرام سے نہال کر دیا۔ پھر

خود تو فلپ چہارم کی بیٹی سا بیلا سے شادی کرنے کے لئے فرانس کو روانہ ہوا اور اپنی غیبت میں دو چھیٹے کے لئے گیوسٹن کو نائب السلطنہ بنا کر چھوڑ گیا۔

فرانس سے واپس آنے پر ۲۵ فروری ۱۳۱۲ء کو ایڈورڈ اور اس کی کمسن ملکہ کی رسم جلوس عمل میں آئی۔ اور عنان حکومت گیوسٹن کے ہاتھ میں دیدی گئی۔ مجلس فرما فرمایا کہ گیوسٹن جو رنگین مزاجی اور شوخ چشتی کے ساتھ اپنے مقاصد کو ملحوظ رکھنے میں بلند نظر بھی واقع ہوا تھا بادشاہ کے ساتھ

عیش و عشرت کی صحبتوں اور سیر و تفریح کے جلسوں میں شریک ہوتا تھا اور امر کو دلتوں پر ذلتیں دیتا تھا۔ دو مرتبہ وہ جلا وطن بھی کیا گیا لیکن ایڈورڈ ہر بار اسے واپس بلالیتا تھا۔ ایک سال پارلیمنٹ نے حکومت کا انتظام بادشاہ کے ہاتھ سے لے کر اس وقت اور امر کی ایک مجلس کے سپرد کر دیا جو مجلس فرمایا کہ نام سے موسوم ہوئی اور جس نے بعض فرامین کے نفاذ سے بادشاہ کے گیوسٹن کا قتل کیا۔ اقتدارات کو محمد و کر دیا۔ پہلی مرتبہ جو پارلیمنٹ ملٹوی کی گئی وہ یہی پارلیمنٹ ہے یعنی کچھ عرصے کے لئے بنجاست کر دی

گئی اور پھر اراکین کے جدید انتخاب کے بغیر اس کا دوبارہ اجلاس ہوا۔ گیوسٹن کچھ عرصے تک جلا وطن رہا لیکن آخر واپس آیا اور اس دفعہ قضا کو بھی اپنے ساتھ لایا۔ اسکا برو میں پہنچتے ہی امرائے اسے گرفتار کر لیا۔ اور امیر وارک نے جو اس کا جانی دشمن تھا ۱۹ جون ۱۳۱۲ء کو اسے بادشاہ کے چمیرے بھائی ٹاکس امیر لینکسٹر کے روبرو بلیکلو کی پہاڑی پر قتل کر دیا۔

ایڈورڈ اداہران لنویات میں بچلا تھا اور اسکا ٹلینڈ اس کے ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا۔ ۱۳۱۲ء سے لے کر اس وقت تک بروس کئی مہروں پر قبضہ کر چکا تھا اور ۱۳۱۲ء میں ایڈورڈ اور گیوسٹن نے لشکر کشی کی تو وہ بھی سراسر ناکام ثابت ہوئی تھی۔ ۱۳۱۲ء میں بحر اسٹرنگ اور بروک کے باقی اور کوئی مقام ایسا نہ رہا تھا جہاں بروس کا اقتدار تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ قلعہ اسٹرنگ کے قلعدار پر جنگ بینک برن بروس کی فوجوں نے ایسا دیا ڈوڈالا کہ کک نہ پہنچنے کی صورت میں اس نے سینٹ جان دانے دن یعنی ۲۴ جون ۱۳۱۲ء

قلعے کی حوالگی کا وعدہ کر لیا تھا آخر ایڈورڈ جو اپنے چہیتے مصاحب کو ہمیشہ کے لیے لکھو بیٹھا تھا اور جو باوجود کاہل اور آرام طلب ہونے کے موقع آپڑنے پر بہادری کے جوہر بھی دکھا سکتا تھا فوجیں لے کر شمال کی طرف بڑھا اور ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے جس کا نام بینک برن ہے اور جہاں سے قلعہ اسٹرلنگ نظر آ رہا تھا بروکس کے لشکر پر جا پڑا۔ اسٹاکلینڈ کا ہر سپاہی بھی جان پہچانی پر رکھے مرنے مارنے کے لیے تیار تھا۔ وہ وقت گنیا تھا کہ اسٹاکلینڈ یا تو اپنی آزادی حاصل کر لے یا کھو بیٹھے۔ لڑائی سینٹ جان والے دن ہوئے۔ اسٹاکلینڈ کے شاعر برنس کا ایک مشہور ترانہ ہے۔

دشمن کو جن کے جوہر داس دکھا چکا ہے جن کو بروکس اکثر میدان میں لا چکا ہے وہ ہیں یہی بہادر اسٹاکلینڈ والے

یہ ترانہ واقع بینک برن کے چار سو سال بعد سپرد قلم ہوا تھا اور اس کے سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک برن کی یاد ابھی تک اسٹاکلینڈ کے دل میں تازہ ہے۔ شاہ رابرٹ نے اپنی فوج کے سامنے بڑے بڑے گڑھے کھدوا کر انھیں گھاس اور ٹہنیوں سے چھاد دیا تھا۔ اور دھنس کی مانند اپنے اُن سپاہیوں کی جو برجھوں سے سلج تھے اس طرح مچ بندی یا دائرہ بندی کی تھی کہ دائرے اور مربع بیچ میں سے خالی تھے اور سامنے والی صفوں کے جوان گھٹنے ٹیکے ہوئے تھے انگریزی قادر اندازوں کے تیروں کی پوچھا ٹرنے انھیں بے حد نقصان پہنچایا اور اُن کے پرے کے پرے صاف ہو گئے لیکن اُن کی پامردی کا یہ عالم تھا کہ جو سپاہی گرتا اُس کی جگہ جھٹ دوڑا موجود ہوتا تھا۔ انگریزی ہواؤں کے دستے رہ رہ کر حملے کرتے تھے لیکن ہر دفعہ تھے ہوئے برجھوں کی ہزاروں انیاں اپنے سامنے پاتے تھے یہاں تک کہ پھر انھیں آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ ہوا اور ان میں سخت اتہری اسٹاکلینڈ کی آزادی پھیل گئی۔ اُس وقت کو تاتی نوکروں کی ایک جماعت پہاڑی پچھے

اُترتی ہوئی نظر آئی۔ انگریز سمجھے کہ غنیمت کی تازہ دم فوج آ رہی ہے اس غلط فہمی سے اُن میں کھلبلی پڑ گئی اور امرا اور فوجی سردار سر پر پاؤں رکھ کر ایسا بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا خود ایڈورڈ نے بھی میدان جنگ سے فرار ہو کر بروکس میں جا بیٹھا لیکن اس کی ساری فوج منتشر ہو گئی۔ امراقید کر لیے گئے اور بہت بڑا مال غنیمت دشمن کے ہاتھ آیا غرض ایک ہی موقع میں اسٹاکلینڈ نے انگلستان کی اطاعت کا جو اپنے کندھے سے

اتار چھینکا۔ اس شکست سے انگلستان کی ذلت و سوائی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور چھ سال کا زمانہ جو واقعہ بیک برن کے بعد گزرا مصائب و آلام سے بھرا ہوا تھا۔ ملک کی آبادی کا ایک اچھا حصہ تفریح کی نذر ہو چکا تھا۔ زندگی کے کام و بار کے لئے آدمی نہ ملتے تھے۔ اس پر یہ ہنگامی دباؤ مواسمی اور شاہی محال کی دستبرد سے مل ملا کر گرائی اجناس کی شکل پیدا کر دی۔ پارلیمنٹ نے اس گرائی کو ناقابل عاقبت اندیشی کی راہ سے قانوناً رد کرنا اور اشیاء خوردنی کا نرخ جبراً ارزاں کرنا چاہا نتیجہ یہ ہوا کہ ماکولات کا ستانخ و کچھ کر لوگوں نے بہت زیادہ مقدار میں جنس خریدنی شروع کر دی جس سے ملک میں فحش پڑ گیا اور بہت سی فحش اور شور شراب جاتیں تلف ہوئیں۔ اسکاٹ لینڈ والوں نے بھی انگلستان کے شمالی علاقے میں لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ اور رابرٹ کا بھائی ایڈورڈ چہودا

آئر لینڈ پر حملہ کر رہا تھا۔ ۱۳۲۷ء میں ایڈورڈ کی چشم افکات ایک نئے مصاحب سمیت جولائی ۱۳۲۷ء میں بریجی جس نے اپنے باپ کے ساتھ مل کر ٹامس امیر لینکسٹر کو صدارت عظمیٰ کے منصب سے الگ کر دیا اور حکومت کی باگ خود اپنے ہاتھ لے لے لی ڈیپنس اور اس کا نیا مصاحب ہو ڈیپنس باپ، گیوٹن سے بہر حال اچھے تھے لیکن پھر بھی امرائے سلطنت سے بہت جلد ان کی ان بن ہو گئی اور امرائے رابرٹ مارٹینر شیب کی

۱۳۲۷-۱۳۲۸ء

اور امیر بیرفرڈ اور امیر لینکسٹر کی سرکردگی میں علم بغاوت بلند کر کے حکومت پر مسلط ہو جانے کے قصد سے شاد اسکاٹ لینڈ کے ساتھ ساز باز خضر کر دی تھی

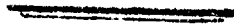
لیکن اس مرتبہ ایڈورڈ چوکنا تھا۔ اسکاٹ لینڈ کی طرف سے باغیوں کو کمک پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ اس نے انہیں جالیا۔ امیر بیرفرڈ مارا گیا۔ مارٹینر لندن کے قلعے میں نظر بند کر دیا گیا۔ اور ٹامس امیر لینکسٹر جس کا گیوٹن کے قتل میں شریک ہونا لینکسٹر کا قتل ایڈورڈ کو کبھی بھی فراموش نہ ہوا تھا قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے یارک میں پارلیمنٹ کا ایک اجلاس منعقد کر کے مجلس

۱۳۲۷ء

کار فرمایا ان کے احکام و ضوابط کو منسوخ کر دیا اور چونکہ وہ امرائی قوت گھٹانی چاہتا تھا اس لئے پارلیمنٹ کو اس نے ایک نہایت ہی اہم قانون کے نفاذ پر آمادہ کیا۔ وہ قانون یہ تھا کہ "تمام امور کا تشفیہ بادشاہ تیسوں امیروں جاگیرداروں

وضع قوانین میں عوام حصہ لے سکتے ہیں اور عوام کی اتفاق رائے سے ہونا چاہیے۔ وضع قوانین کے اختیارات میں عوام کو حصہ ملنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ اس سے پہلے ان سے صرف محصولات کے بارے میں مشورہ لیا جاتا تھا۔ حکومت اب پہلے عوام کے پاس کے ہاتھوں میں تھی حکومت کیا تھی اب تری بے عنوانی کا دور تھا۔ لوگ کارفرمایان حکومت کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ملکا سا بیلا بھی اس لحاظ سے اہل ملک کی شریک حال تھی۔ ۱۳۳۷ء کے اوائل میں ریاست گونین کی بابت اپنے بھائی چارلس راج سے ایک نزاع کا تصفیہ کرنے کے لئے ملکا سا بیلا فرانس گئی۔ اور چند مہینے بعد اپنے بیٹے شہزادہ ایڈورڈ کو جس کی عمر اُس وقت یہ سال تھی بلا بھیجا کہ اگر اُس گونین ہو چکی حیثیت سے شاہ فرانس کی اطاعت کا حلف اٹھا لے۔ لیکن اب نہ تو ملک ہی انگلستان وہاں گئی نہ شہزادہ کی اصل مطلب اس بیلا کا کچھ اور تھا۔ لارڈ مارٹین فلم لندن سے فرار ہو کر فرانس چلا آیا تھا اور ملکا اس کے ساتھ مل کر سازش کر رہی تھی کسی طرح ایڈورڈ کو سخت سے اتار دیا جائے۔ اور اس کی جگہ اُس کے بیٹے کے سر پر تاج رکھا جائے چنانچہ ۲۴ ستمبر ۱۳۳۷ء کو وہ ایک مختصر سے دستہ فوج کے ساتھ سفوک میں نکلوا نڈر ہوئی۔ اور آٹھ صد راقص اور تمام امر اپنی اپنی جمعیٹوں کے ساتھ آئے۔ یہ دیکھ کر کہ اُس کا ساتھ دینے والا کوئی نہیں رہا اور چاروں طرف سے مایوس ہو کر بے نصیب ایڈورڈ نے لپسٹون میں معصاجوں کو ساتھ لیا اور وینز کا رخ کیا۔ لیکن اس کے دشمنوں نے وہاں بھی اُس کا پھانسا نہ چھوڑا اور گلیٹرین میں رفیقو سمیت اُسے گرفتار کر لیا۔ بیولی ڈینس اور اُس کا باپ تو سوئی پر لٹکا دیے گئے اور بادشاہ کو ایک پارلیمنٹ نے جس کا اجلاس بتایا، جنوری ۱۳۳۸ء کیسٹنٹر میں منعقد ہوا حکومت کے ناقابل قرار دیا اُس کا حصے فرامردانی توڑ ڈالا۔ ایڈورڈ دوم تخت سے اتار دیا گیا اور اُس کی جگہ نو عمر شہزادہ ایڈورڈ کی بادشاہی کا اعلان کیا گیا۔ قتل کر دیا گیا۔ ۱۳۳۷ء اس موقع پر بادشاہ کے منہ سے جو فقرے نکلے وہ بڑے عزیز ناک ہیں۔ درود بھرے لہجے میں اُس نے حاضرین سے اس طرح خطاب کیا کہ مجھے اپنی رعایا کے دل میں گھر نہ کر سکنے کا بہت رنج ہے اور میں اُن سب سے جو یہاں موجود ہیں معافی مانگتا ہوں۔ لیکن جو بات ہو کر رہنے والی تھی وہ مل کس طرح سکتی ہے ایسی حالت میں یہ بھی غیبت ہے کہ آپ نے میرے سب سے بڑے ملک کو بادشاہ

محب کیا جس کے لیے میں آپ کا ممنون ہوں۔ اس کے بعد ایدورڈ قید کر دیا گیا اور ایک  
 قلعے سے دوسرے قلعے میں نقل ہوتا رہا تا آنکہ ۳۱ ستمبر ۱۲۷۲ء کو قلعہ بارکلی میں مانچر  
 کے حکم سے وہ بے دروی سے قتل کر دیا گیا۔



## دسواں باب جنگ صد سالہ۔ کسانوں کی بغاوت

ایڈورڈ سوم ۱۳۲۷ء تا ۱۳۶۰ء

شہزادہ سیاہ پوش سال وفات ۱۳۶۷ء

جرچرڈ دوم ۱۳۶۷ء تا ۱۳۹۹ء

۲۹۔ جنوری ۱۳۲۷ء کو نو عمر شہزادہ کی رسم جلوس گل میں آئی چونکہ کم سن تھا اس لئے اس کی طرف سے نیابتہ حکومت کرنے کیلئے

۱۳۳۶-۱۳۳۷ء

نامیعی مقرر کیئے گئے لیکن چار سال تک حقیقی حکومت ملکہ اسابیل اور اس کے منظور نظر لارڈ مارٹیر کے فاصبانہ ہاتھوں میں رہی۔ اس کے بعد ایڈورڈ خود

صاحبکار ہو گیا۔ ۱۳۲۷ء میں اس نے اس بینالٹ کی بیٹی فلپا سے عقد کیا۔ ۱۳۳۷ء کو اس کا پہلا بیٹا پیدا ہوا جس نے آگے چل کر شہزادہ ”سیاہ پوش“ کے لقب سے شہرت عام

حاصل کی۔ اسی سال ماہ نومبر میں مارٹیر کے اشارے سے بادشاہ کے چچا امینٹ مارٹیر کا انجام

کی گردن ماری گئی۔ اس واقعے نے فوخیز بادشاہ کی آنکھیں کھول دیں چند دوستوں کو ساتھ لے کر وہ آدھی رات کے وقت قلوٹاشنگھ میں

بھاگے۔ ۱۷ مارٹیر کو قید کر لیا۔ پھر اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ امرائے متعدد و جرائم کے ارتکاب کی پاداش میں اس کی نسبت سزائے موت تجویز کی اور بتاریخ ۲۹ نومبر ۱۳۳۷ء وہ ٹاؤن

میں جس کا نام ان دنوں ”وی ایلس“ تھا سولی پر لٹکا دیا گیا۔ رہی ملکہ اسابیل اسودہ بقیہ عمر کے لئے قلوٹاشنگھ و اقوتارفاک میں نظر بند کر دی گئی۔

ان تمام واقعات سے واضح ہوا ہوگا کہ اسی سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی ایڈورڈ شادی بھی کر چکا تھا صاحبہ اولاد بھی ہو گیا تھا اور شاہانہ اختیارات سے بھی کام

لیئے لگا تھا۔ اس کے عہد حکومت کے وزیر کئی پہلے ہیں۔ انگلستان اس کے زمانے میں



بیرونی لڑائیوں میں بھی شریک رہا اور خود ملک کے اندر بھی ٹرسے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے۔ ان دونوں پہلوؤں پر ہمیں الگ الگ نظر ڈالنی ہوگی۔ اسکا ٹیلیٹڈ اگرچہ اب آزاد تھا لیکن باہمی کشمکش کا سلسلہ دونوں طرف سے بدستور جاری تھا۔ اور جب شاہ رابرٹ صرف ایک ہفت سالہ رہا تو اپنا جانشین تعیناد کر کے اسے ملکہ ہائی ہوواؤڈ اور ڈسوم نے فرانس کے ساتھ نزاع اسکا ٹیلیٹڈ پر چڑھائی کر کے ہان ٹیلیٹڈ کے سب سے بڑے ٹرسے کے اسباب۔ ایڈورڈ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس کے کچھ ہی دن ہی ٹیلیٹڈ کو اسکا ٹیلیٹڈ کے حجام وطن نے پھر بار کر نکال دیا چونکہ فرانسیسی اہل اسکا ٹیلیٹڈ

کے حلیف تھے لہذا فلپ سادس شاہ فرانس جو گوئین پر دستبرد لگا کر رہا کرتا تھا یہ جہت نکال کر کہ ایڈورڈ نے اس کے جلیفوں کے عدالت پر فوج کشی کی سب سے گانگنی کسب یہ چڑھ دوڑا۔ انہیں دونوں اہل ٹیلیٹڈ نے جو انگلستان کے ساتھ وسیع پیمانے پر اون کی تجارت کرتے تھے اپنے نا اہل حکمران امیر ہونی کے اختیار سے تنگ آ کر ایڈورڈ سے ایڈورڈ سے اہل ٹیلیٹڈ اس امان طلب کی اہل ٹیلیٹڈ کی قومی آندوں کا ترجمان ایک شخص جیمز وان آرشیوٹڈ نامی تھا جسے عدالت صاحبان کا کھانا لکھتے تھے

اُس نے ایڈورڈ سے امداد کی استدعا کی اور ساتھ ہی درخواست پیش کی کہ ایڈورڈ شاہ فرانس کا لقب اختیار کر لے تاکہ فلپ سادس واسے اپنا جائز فرما دے تاکہ جان کر اُس کی اطاعت اختیار کر سکیں۔

ایڈورڈ نے یہ تجویز قبول کر لی۔ اپنی ڈیٹال پر فرانس کا شاہی نشان "فلورڈی لی" ثبت کر کے اور

ایڈورڈ تخت فرانس کا اختیار کر کے اُس نے تخت فرانس کا اس بنا پر دعوے پیش کیا کہ اُس کی ماں اسابیل فرانس کے شاہی خاندان کی شاخ اکبر سے

تعلق رکھتی تھی اُن کے فلپ سادس کا تعلق شاخ اصغر سے تھا جو بالکل مہمل تھا اس لیے کہ فرانسیسی قانون کی رو سے عورت واسطہ وراثت نہ تھی۔

## فلپ ثالث شاہ فرانس

فلپ راج

چارلس شہزادہ و ہیلے

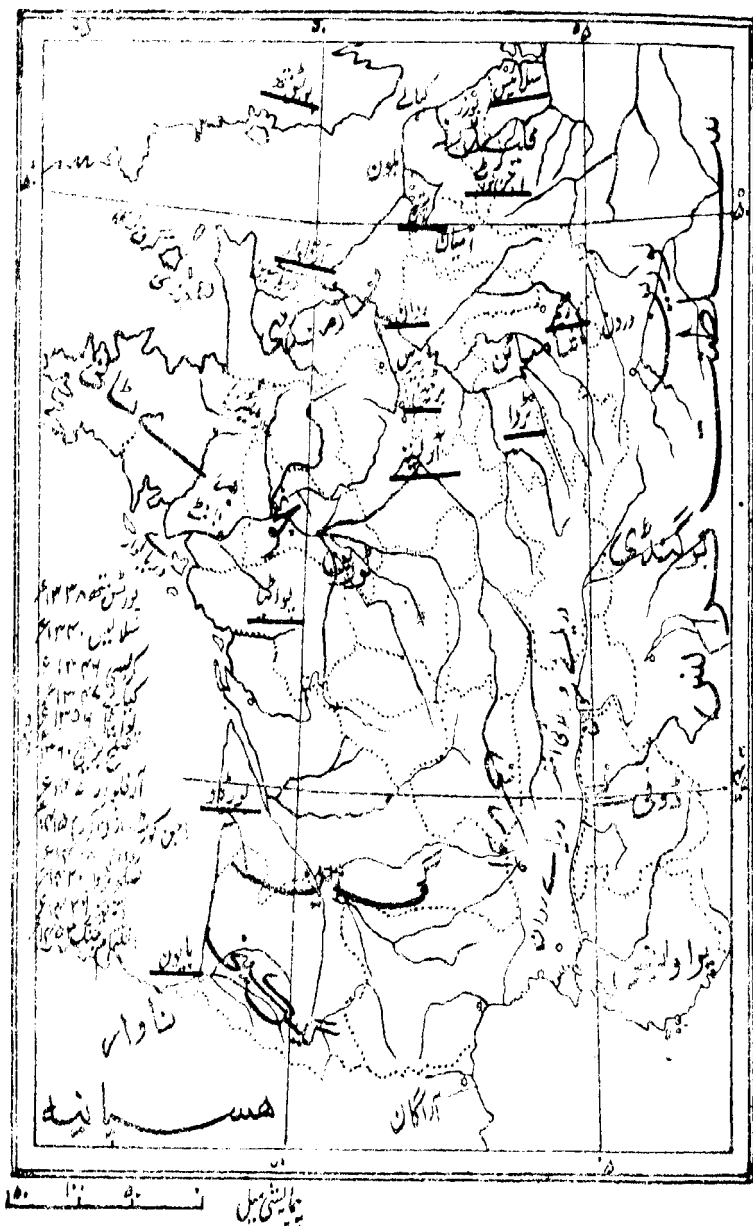
فلپ سادس شاہ فرانس

مشکوٰۃ اور ڈنکنی ..... اسبیلہ پاریس راج فلپ خاص نوئی دہم  
شاہ انگلستان

ایڈورڈ ثالث شاہ انگلستان بین جیمز

فلپ سادس کی تخت نشینی پر اگرچہ ایڈورڈ نے اس بات کو تو تسلیم کر لیا کہ عورت ذات خود تخت فرانس کی وارث نہیں ہو سکتی لیکن وہ براہِ رحمت کیے جاتا تھا کہ اگر عورت کا وارث جنسِ مذکر سے ہو اور فرمانروائے سابق سے قریب ترین رشتہ رکھتا ہو تو وہ ضرورتاً تاج فرانس کا حقدار ہو سکتا ہے اس بحث سے پہلے کھینچا اس مشہور جنگ صد سالہ کی شکل اختیار کی جس کا سلسلہ کچھ کچھ دقت کے ساتھ انگلستان کے پانچ بادشاہوں کے عہد تک قائم رہا۔ بنائے فساد اگرچہ ابتداً غلینڈرس والے تھے لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرے پایا تھا کہ ان کا اس جنگ سے کچھ تعلق نہ رہا۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک افسوس ناک جنگ تھی جس کا مقصد بجز جلبِ قہر کے اور کچھ نہ تھا اور دونوں قوموں کو اس آویزش سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا تھا۔ لیکن جس زمانے کے یہ واقعات ہیں اس کا اخلاقی مبادی بھی آج کل سے بالکل بدلتا تھا۔ یہ عہد فوت و دورِ موت کا دور کہلاتا ہے جبکہ فنونِ سپرنگ کے انگلوں تک میں اپنی بہادری اور شجاعت کے کرتیوں کی نمائش کے لئے امر اپنی جان پھیل جانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اس جانبازانہ شجاعت اور بہادری شرافت نفس میں جو اس عہد کا خاصہ ہے اگرچہ بہت سی باتیں قابلِ تعریف ہیں لیکن ان خصوصیات سے امر آپس میں ایک دوسرے ہی کو فیض پہنچاتے تھے۔ خواہ اس سے گزر کر یہ فیض عوام تک نہ پہنچا تھا۔ امر جب جنگ کو ٹھکتے تو جیتے ہوئے گاؤں اجڑی ہوئی کھیتیاں اور تارکستان میں مصیبت زدہ و محروم لوگوں پر انھیں ذرا رحم نہ آتا تھا جنھیں وہ اُس زمانے کی اصطلاح میں "اسکل" (بدعاش) کہتے تھے۔

نقشہ نمبر ۱۰ مشہور محاربات و محاصرات جنگ صد سالہ ۱۵۰۰ء تا ۱۶۰۰ء





کہتے تھے جن کا عدم وجود برابر تھا۔

ایڈورڈ کے عہد میں جنگ صد سالہ تین سو کروڑ پونے کی جاسکتی ہے۔ پہلے  
سفر کا آغاز ۱۳۳۷ء میں فرانسیسیوں کے پورٹ پورٹ پر حملہ کر کے ۱۳۴۰ء۔ اس سفر کا دور

جنگ صد سالہ پہلا سفر ۱۳۳۷ء میں ختم ہوا اور کینٹسٹ مجبوری انگریز اس میں کامیاب ہوئے  
۱۳۴۰ء میں انھیں ایک بہت بڑی بحری فتح سالار کے قریب

حاصل ہوئی جو فلینڈرس کی بندرگاہ پر واقع ہے اور ۲۶ اگست  
۱۳۴۰ء کو کریسی ورت شمال فرانس میں انھیں ایک اور فتح نصیب ہوئی کریسی کی لڑائی

میں انگریزی تیراندازوں نے بہادران فرانس کی حصیں الٹ دیں اور اربوت کا استعمال ہی  
اول اول اسی لڑائی میں ہوا۔ ایڈورڈ شہزادہ ویزو شہزادہ سیاہ پوش کے لقب سے مشہور

ہے اس وقت شانزدہ سالہ تھا کریسی کی لڑائی میں اُس نے ایسی شجاعت کا ثبوت دیا کہ اس  
کسی ہی میں اُسے ”ناٹ“ کے معزز خطاب سے مخاطب کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے لیکن

یہ روایت کسی قدر مشتبہ ہے کہ کریسی کی لڑائی کے بعد ہی شہزادہ سیاہ پوش نے تین کشتیاں  
لنگانی شروع کر دیں اور قول ”اک ڈین“ (میرا کام خدمت کرنا ہے) بھی اختیار کر لیا۔ قول

آج بھی شہزادہ ویزو کا طعنہ اُٹھتا ہے۔  
خاصہ کیے

اس کے بعد کیے کا محاصرہ شروع ہوا اور ماہ جنوری ۱۳۴۰ء سے لے کر  
۲۶ اگست ۱۳۴۰ء تک پورے گیارہ مہینے قائم رہا۔ ۲۶ اگست

کو جب محصورین میں تاب مقاومت بالکل ہی باقی نہ رہی تو شہر کے چہ بہادر باشندے  
لنگے پاؤں اظہار تذلل کے لئے رستے ڈالے باہر آئے اور بچی بچے کہ اہل شہر پر رحم

کر کے انھیں معاف کر دیا جائے ایڈورڈ انھیں پھانسی دیے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن نیک شہزاد  
ملکہ فلپا کی التجائیں آڑے آگئیں اور ان کی جاں بخشی کی گئی کیلے میں ایڈورڈ نے انگریزوں کو

لا آبا و کیا اور دو سو سال تک اُس شہر پر انگریزی قبضہ رہا۔ آبنائے انگلستان کے جہازوں  
کے لئے کیلے کا بندرگاہ بہت بڑی جائے پناہ کا حکم رکھتا تھا اُسی

طرحہ کمارٹر ۱۳۴۵ء  
زمانے میں ایڈورڈ سوم نے شاید یادگار محاصرہ کیلے ”گارڈر“ کا  
مشہور اعزازی طبقہ قائم کیا جو چھبیس ہیل القدر را کین پر مشتمل تھا

چھبیسواں رکن خود بادشاہ تھا۔

دوسرا معرکہ ۱۳۵۵ء میں ہوا۔ یہاں تائی شاہ فرانس شروع ہوا۔ اس معرکہ کی سب سے زیادہ مشہور لڑائی پائیس کی لڑائی تھی جس کا سال دسویں ۱۳۵۶ء ہے۔ ۱۹ ستمبر والے روز شہزادہ سیاہ پوش نے صرف بارہ ہزار کی حمایت سے فرانسیسیوں کی ساٹھ ہزار فوج کو شکست فاش دی۔ شہزادہ نے تاکستانوں کے اندر ایک جنگ سے گزر گاہ کے سرے پر اپنی فوج کی صف بندی کی تھی۔ فرانسیسی جب قریب پہنچے تو انگریزی فوج کے تیر اندازوں پر تیروں کی بوچھاڑ کرتے تھے اور ان کے قدم اکھڑا کھڑ جاتے تھے۔

دوسرا معرکہ ۱۳۶۵-۱۳۶۶ فرانسیسی پھر بھی بڑی شجاعت سے لڑے لیکن فتح کا پلہ دوسری طرف جھکا۔ چکا تھا۔ شاہ جان مع اپنے کسٹن بیٹے فلپ کے گرفتار ہوا اور انگلستان بھیج دیا گیا جہاں آٹھ سال بعد جان نے لندن میں قصہ بولنے کے اندر وفات پائی۔ پائیس کی لڑائی کے دو سال بعد انگریزی فوج نے پیرس کی طرف کوچ کیا۔ جس علاقے میں اس کا گذر ہوا وہ بالکل اجاڑ ہو رہا تھا اور قدم قدم پر ان بے باک سپاہیوں کی غارتگریاں دیکھ کر ان کے نشان نظر آتے تھے۔ انھیں اس زمانے کی اصطلاح میں "جماعت آزادگان" کہتے تھے۔ بیگینی میں جو پیرس کی جانب جنوب واقع ہے وہ بھی سنہ ۱۳۶۷ء کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین ایک صلح نامہ مرتب ہوا۔ اس صلح نامہ کے بموجب ایڈورڈ تاج فرانس کے دعوے سے منکشف ہو گیا لیکن ایکوٹین۔ پائیس کا سکنی اور کیلے کی خود مختار راہ حکومت اس کے حصے میں آئی۔ غرض دوسرے معرکہ کا دور جب ختم ہوا تو انگریز فرانس کے ایک بڑے حصے پر قابض تھے لیکن تیسرے معرکہ میں انگریزوں نے شکست کھائی اور یہ علاقہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ شہزادہ سیاہ پوش نے جو امیر ایکوٹین ہو کر اس علاقے کے صدر مقام بورڈو میں حکومت کرنے گیا تھا سپانیہ کے ایک نزاعی مقام میں داخلت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز فرما نروائے فرانس نے از سر نو بساط جنگ بچھا دی۔ چارلس اپنے باپ جان کے نسبت زیادہ ہوشیار اور دجا لاک تھا۔ انگریزی فوج کا دوبارہ مقابلہ کرنے کے بجائے اس نے لڑائی کا ڈھنگ اس طرح ڈالا کہ جب انگریزی فوج پاس آتی تو تیسرا معرکہ وہ کتے کاٹ کر دور نکل جاتا اور غنیمت کو دیران وغیر آباد علاقوں میں لمبی لمبی نہیں مارنے سے پریشان کرتا رہتا تھا شہزادہ سیاہ پوش کی طبیعت ناساز تھی جنگ کی اس بدش نے اس کے مزاج کو اور چڑچڑا کر دیا۔ اور غنیمت قدم قدم پر

اُس سے گوئے سبقت لے جانے لگا۔ شہر لمبوجے کی رعایا اسی دوران میں شہزادہ سے منحرف ہو کر چارلس سے جا مل گئی۔ شہزادہ نے براہِ رختہ ہو کر اُن کے قتل عام کا حکم دے دیا اور اپنے نام نیک کو اس ایک خاندانِ فص سے بٹ لگا لیا۔ آخر جب اس کی صحت نے اُسے بالکل ہی جواب دے دیا تو وہ انگلستان واپس چلا آیا اور اس وقت سے انگریزوں کو شکستیں ہونے لگیں۔ ۱۳۷۱ء میں اُن کے بیٹے کو ہسپانیوں نے زک دی اور ۱۳۷۳ء کے ختم ہوتے ہوئے فرانسیسیوں نے کیلے، بورڈو اور بیان کے سوائے باقی تمام علاقہ انگریزوں سے واپس لے لیا۔ غرض اس معرکہ کے خاتمے پر انگریزوں کے قبضے میں چھتیس سال پہلے کی بہ نسبت بہت کم فرانسیسی علاقہ باقی رہ گیا۔

اب ہم ایڈورڈ کے اوائلِ عہد کے اُن واقعات پر نظر ڈالتے ہیں جو انگلستان کو اندر پیش آئے۔ یہ بات نظرِ عجیب معلوم ہوگی کہ جنگِ فرانس اہل انگلستان کے طبائع کو مرغِ غم نشودمانے قوم کے لئے جنگ پہلے ہی ایک دل پسند مشغلہ تھی۔ رہے عوامِ نہیں اب یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اگر بادشاہ کی رعایا کی تعداد زیادہ ہوگی

نشودمانے قوم  
۱۳۳۹ء - ۱۳۷۹ء

تو اسی نسبت سے اُن کے محصولات کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ اور شہزادہ سیاہ پوش کے جنگی کارناموں نے بھی لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا اور نام و نمود کے لئے وہ ایسے بہادر شہزادے کی ذات پر فخر کرنے لگے تھے۔ اس کے علاوہ جنگِ اولِ اول طبقہِ ادنیٰ کیلئے ذریعہٴ منفعت بھی ثابت ہوئی۔ فوجی سرداروں اور جاگیرداروں کو اپنے قیمتی سلاحِ جنگ کی اراضیات کے پٹے اور کشتکاک بہم رسانی اور باہر جا کر اپنا ٹھٹا قائم رکھنے کے لئے آئے دن روپے کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی اس ضرورت کو وہ اس طرح رفع کرتے تھے کہ اپنی جاگیریں اور زمینیں طویل مہداد کے لئے پٹہ پر دے دیتے

علاقوں کی آزادی

تھے اور ان "مزرعوں" پر پٹہ دار سے انھیں لگان مل جاتا تھا۔ اسی سے "مزرعوں" اور آزاد زمینیں رکھنے والے مزارعین کی آمد ہوتی وہ اپنے کاشتکاروں کو بھی جو اُن کی جاگیروں میں ان کی رعایا ہوتے تھے معاوضہ لے کر آزاد کر دیتے تھے یہاں تک کہ خود بادشاہ بھی روپے کی خاطر اپنی دیسی دیواریں جاگیروں میں اپنے مختاروں کو بھیج دیتا تھا کہ جو آسامیاں آزاد ہونا چاہیں ایک بندہ بھی رقم دے کر آزادی خرید لیں۔ ایڈورڈ اپنے ساتھ کچھ جو لاپے فلینڈرس سے لیتا آیا تھا اُن

پیشہ دروں نے اپنی بستیاں، نارفاک، سفاک اور سکیس میں بسالیں اور لوگوں کو پارچہ بانی کا ہنر سکھانا شروع کیا۔ پارچہ بانی تھوڑے سے ہی دنوں میں ملک کی ایک اہم اور سودمند دکان کی حریف اور تجارت کی جو گئی اور چونکہ ہر غلام کو جو کسی زمیندار کے قبضے سے نکل کر کسی شہر میں ایک سال اور ایک دن گزار دیتا تھا، کامل آزادی کا استحقاق ترقی۔

حاصل ہو جاتا تھا لہذا بہت سے لوگوں نے کسب معاش کے لئے پارچہ بانی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ غیر ملکوں کے ساتھ لین دین کے تعلقات قائم ہونے سے بازار تجارت بھی گرم ہو چلا۔ نارمنڈی کے ساتھ پھیلی اور لکڑی فلینڈرس کے ساتھ اون اور گاسنی کے ساتھ شراب اور نمک کا بیوپار ہوتا تھا جس سے لوگوں کے لئے معاش کی نئی راہیں کھل گئیں۔ اسی زمانے میں سکول رائج الوقت کی اصلاح ہوئی اور ۱۲۳۳ء میں اول اول سونے کے سکوں کا چلن ہوا۔ امرا اور باگیدار بدستور اپنے جنگی مشاغل میں مہمک تھے۔ اور انہیں کچھ خبر نہ تھی کہ ملک میں پیکہ ہی چپکا کیا انقلاب ہو رہا ہے اگر ان کی چشم بصیرت کھلی ہوتی تو انہیں سانہ نظر آگیا ہوتا کہ ان تمام ترقیوں کی بدولت آزاد شدہ غلام اور مطلق العنان مزدور اور کسان لگ احوار کی ایک زبردست جمعیت بنتے جاتے ہیں اور اب انھوں نے اپنے لئے وہ ضروریات پیدا کر لی ہیں جن کا اس سے پہلے انھیں کبھی احساس نہ ہوا تھا اور ان حقوق کے حصول کے ورپے ہیں جس کا مطالبہ مختیر انھوں نے کبھی نہ کیا تھا۔ واقعات کی یہ رفتار میں سال سے بھی زیادہ اسی طرح جاری رہی۔ اور اس آئنا میں بادشاہ برابر پارلیمنٹ سے مصارف جنگ کیلئے روپیہ مانگتا رہا۔ ۱۲۵۸ء میں بادشاہ نے ڈانس سے سخت براؤننگی کے عالم میں مراجعت کی۔ تمام وزراء اور اعلیٰ حکام عدالت کو برطرف کر دیا اور اپنے وزیر خزانہ اسٹروٹفروڈ پر جو کٹہری کا صدر استقفا تھا اور سرکاری آمدنی کے ناجائز طور پر صرف کر سنے کا الزام لگایا۔ بادشاہ اسٹروٹفروڈ سے بذاتجہ امر اور عوام وزیر خزانہ کی محاسبہ کرنے پر متفق تھا لیکن پارلیمنٹ کہتی تھی کہ کسی وزیر پر کوئی الزام نہیں لگایا جاسکتا جب تک کہ الزام کی سواخت پارلیمنٹ کے مجھے اجلاس میں لازم کے ہم چشموں کے رو برو نہ ہو۔ ۱۲۶۳ء میں ممبران پارلیمنٹ نے اپنی یہ بات منوکر چھوڑی کہ وزیر کا انتخاب ان کے مشورے سے عمل میں آئے اور وزراء ان کے سامنے قانون کے پابند رہنے کا حلف اٹھائیں۔ گزشتہ نو سال سے پارلیمنٹ کے اجلاس کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ باگیدار اور ساکنان شہر کی نشست تو پین ٹیڈ جیمز اور ان کے



میں ہوتی تھی، در امرے کبار اور اساتذہ کا اجلاس اُن سے انگ "و معاش چیمبر" (ایوان شہر) میں ہوتا تھا۔ گویا پارلیمنٹ کے اب دو حصے ہو گئے تھے دارالامرا اور دارالعوام۔ دونوں کے باہمی تعلقات پر نظر ڈالنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ امر احوام سے مشورہ لے لیا کرتے تھے اور عوامی رائے کا آزادی کے ساتھ اظہار کرتے تھے۔ پارلیمنٹ حکومت کے نظم و نسق میں اب ضرورت ایک حد تک ذمیل تھی اور سلطنت کا انتظام خوبی و خوش اسلوبی سے چلنے لگا تھا۔ میدان جنگ میں انگلستان کو جیت پر جیت دہری تھی۔ کرلیسی کے معرکہ میں فرانسیسیوں کو شکست ہوئی۔ نیول کرائس (متصل ڈرہم) کی لڑائی میں اسکاٹ لینڈ والوں کو ترک علی اور ان کا بادشاہ ڈیوڈ اول انگلستان میں پکڑ لیا گیا۔ کیلے پر بھی انگلستان کا قبضہ ہو چکا تھا اور اس بد نگاہ کی تیغ نے آئینے انگلستان کو ہر بھری غم کی دستبرد سے محفوظ کر دیا تھا۔ یہ تمام فتوحات ایسی نہ تھیں جن سے اہل انگلستان کے دل میں جوش مسرت پیدا نہ ہو۔ وہ خوش تھے کہ یہ میدان میں پالا انھیں۔ سسے کے ہاتھ رہا ہے۔

لیکن ایک بہت بڑی مصیبت کا پہاڑ سر پر ٹوٹنے کو تھا۔ ۱۳۵۵ء میں ایک فٹ ناک و باج "کالی موت" (طاعون) کے نام سے مشہور ہے اور پ میں نمودار ہوئی۔ اور اس کی

طاعون	کے ملکوں کا صفایا کرتی ہوئی انگلستان پہنچی۔ انگلستان میں اُس کا ایسا زور ہوا کہ شہروں کے بھرے غلے اور گاؤں کے اگے و آگے
-------	---

جنسوں پر سے سب ایک ساتھ فنا کے گھاٹ اتارنے لگے۔ موت کی گرم بازاری کا یہ عالم تھا کہ لاشوں کا دفن کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ جب تباہی کا یہ بادل چڑھا تو انگلستان کی ایک تہائی آبادی میوند زمین چھٹی تھی اور جو لوگ لڑائیوں میں حوالہ خاک و خون ہوئے اُن کا کوئی حساب ہی نہ تھا۔ اب زمینداروں کو بڑی مشکل پیش آئی کہ ان کا کام کون کرے۔ طاعون کے ہنگامے میں لوگوں نے سر اسیم ہو کر زراعت کا کاروبار بالکل ترک کر دیا تھا۔ کھیت و یران پڑے تھے۔ مزدور نام کو نہ ملے تھے اور جو تھے وہ مزدوری اتنی مانگتے تھے کہ زمینداروں میں اُس کے ادا کرنے کی توفیق نہ تھی۔ اب اس جماعت کے درمیان جو مال و املاک الی تھی یا صاحب سرمایہ تھی اور اُس جماعت کے درمیان جو محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتی سرمایہ اور محنت کی کشمکش تھی پہلی مرتبہ وہ کشمکش شروع ہوئی جس کا سلسلہ ابھی تک کسی کیسی شکل میں قائم ہے۔ طاعون کے زمانے میں ایک گروہ ایسے

مشنڈوں کا پیدا ہو گیا جو بھیک مانگ کر گزارہ کہتے تھے اور محنت سے جی چراتے تھے  
پارلیمنٹ نے یہ حالت دیکھ کر ایک قانون نافذ کیا جس کے داعی ہونے میں کلام نہیں کہ  
ہر شخص کے لئے جس کی عمر سات سال سے کم ہو کسی نہ کسی طرح کی محنت کرنی لازمی ہوگی۔  
لیکن اسی کے ساتھ پارلیمنٹ نے جو "قانون مزدوروں" وضع کیا وہ بڑا سخت تھا۔ اس  
قانون کی رو سے مزدوروں کی اجرت کی شرح وہی قرار دی گئی جو انھیں طاعون سے پہلے  
ملاکرتی تھی۔ مزدور اس پر رضامند نہ ہوئے اور ان لوگوں کی محنت کر کے جو زیادہ مزدوری  
دینے کی توفیق رکھتے تھے، قانون سے بچنے لگے۔ زمینداروں کے لئے اب بڑی مشکل پیش  
آئی۔ مزدوری تو انھیں پہلے کی نسبت زیادہ دینی پڑتی تھی۔ آلات زراعت اور تمام مصنوعات  
کے دام بھی بہت جھنگے ہو گئے تھے لیکن انج اور گوشت جو ان کی اراضی کی پیداوار تھیں  
زیادہ قیمت نہ پاتا تھا اس لئے کہ ملک کی گھٹی ہوئی آبادی میں خوراک کی مانگ کم تھی اس  
پر پارلیمنٹ نے جس کے اراکین میں زمینداروں کا عنصر بڑا زبردست تھا پرانے قوانین از سر نو  
سراج کر دیے جن کی رو سے ہر شخص اپنے آفاقی جاگیر میں رہ کر کام کرنے کا پابند بنا دیا گیا مزدور  
کے لئے اپنے طبقے سے باہر جانا ممنوع قرار پایا اور ایک قاعدہ اس مضمون کا وضع کیا گیا کہ  
جو شخص فرار ہو جائے اس کی پیشانی پر جلتے لوہے سے حرف "ایف" کا داغ دے دیا جائے  
یہ حرف "فیوجی ٹو" کا مخفف ہے جس کے معنی "مفرور" کے ہیں۔ اس طور پر بہت سے فرار شدہ غلام  
شہروں سے واپس گئے اور بعض ایسے غلاموں کو جو اپنی آزادی خرید چکے تھے اپنے پرانے  
قانون مزدوران مالکوں کے ناواجبی مطالبے کی بنا پر از سر نو ملکہ گمش ہو نا پڑا۔ مزدور اب  
اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے تھے کہ بحالت آزادی وہ زیادہ روپیہ کماسکتے  
ہیں۔ اسی لئے وہ اس ظالمانہ قانون کی گرفت میں نہ رہ کر پیچ و تاب کھاتے تھے اور اس گرفت  
سے چھوٹنے کیلئے طرح طرح کے حیلہ کرتے رہتے تھے۔

اسی زمانے میں انگلستان کے قادراں کلام شاعر چارلس اپنی مشہور تصنیف  
"کنیڈربری ٹیلیس" (قصص کنیڈربری) سپرد قلم کی اور لیٹنگلینڈ نے جس کی شاعری عوام میں بہت  
مقبول تھی ایک عجیب و غریب نظم لکھی جو "دی ورن آف پیرس بلاؤمین" (رویلے مہمان پر)  
کے نام سے موسوم ہے۔ ان دونوں نظموں کے مطالعے سے اس زمانے کے  
حالات کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے کہ ایک طرف تو جاگیردار اور امرائے دربار اور

<p>چاسر اور انگلینڈ کی تصانیف   مالدار قیس و راہب رنگ رلیاں منار ہے اور چھوٹے اٹار ہے ہیں اور دوسری طرف انہی طبقہ کی پریشیاں حال جماعتیں روز بروز زیادہ بے چین ہو رہی ہیں۔ انہیں دونوں بلیں کا ج آکسفرڈ کے صدر معلم جان وکلف نے جو انگلستان کا سب سے پہلا مصلح مذہب ہے پادریوں اور خصوصاً راہبوں کی بد اعمالیوں کا کچا چٹھا اور اس گروہ کی منافقانہ روش اور حرص و آرزو کا راز کھون شروع کیا۔ وکلف آکسفرڈ کا ایک مخلص اور نیک نیت واعظ تھا۔ اُس کا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ ملک میں بے بسنی پھیلے بلکہ وہ دین کی بھولی بھری روایتوں کو تازہ کرنا اور ارباب اقتدار کو ان کے ظلم و ستم پر سچے دل سے ملامت کرنی چاہتا تھا۔ چند سال بعد اس نے انجیل کا زبان انگریزی میں ترجمہ کیا اور بڑے رسوا پادریوں کی برہمنہ پاجامات کو جو مولے ٹھہوٹے کپڑے کے فرغ بننے والے لوگوں میں اس بات کی منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ ہر شخص خدا کے حضور میں اپنے افعال کا جواب دو خود ہے۔ خدا کی نظروں میں تمام انسان ایک درجہ رکھتے ہیں اور امرا اور پادریوں کا فرض ہے کہ حکومت عدل و انصاف سے کریں تاکہ خدا کی ساری مخلوق کا اس میں بھلا ہو۔ آزادی کے اُن دلولہ انجیل خیاں نے کسانوں میں جو پہلے ہی بد دل ہو رہے تھے ایک آگ سی لگا دی اور آئندہ عہد حکومت میں اس آگ کے شعلے آسمان تک نکلنے ہوئے نظر آئے۔</p>	
<p>پھر بھی بنیاد ہر امن و سکون قائم رہا اور آئندہ بیس سال کے عرصے میں پارلیمنٹ نے بہت سی مفید اصلاحات کو رواج دیا۔ ۱۳۵۱ء میں چونکہ فرانس اور انگلستان ایک دوسرے کے دشمن تھے اور پاپائے روما ایک فرانسیسی الاصل شخص تھا جو فرانس کے ایک شہر اونیان میں رہتا تھا لہذا پارلیمنٹ نے اس مضمون کا ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>پارلیمنٹ   اصلاحات پارلیمنٹ کے دشمن تھے اور پاپائے روما ایک فرانسیسی الاصل شخص تھا جو فرانس کے ایک شہر اونیان میں رہتا تھا لہذا پارلیمنٹ نے اس مضمون کا ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>پارلیمنٹ   اصلاحات پارلیمنٹ کے دشمن تھے اور پاپائے روما ایک فرانسیسی الاصل شخص تھا جو فرانس کے ایک شہر اونیان میں رہتا تھا لہذا پارلیمنٹ نے اس مضمون کا ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>پارلیمنٹ   اصلاحات پارلیمنٹ کے دشمن تھے اور پاپائے روما ایک فرانسیسی الاصل شخص تھا جو فرانس کے ایک شہر اونیان میں رہتا تھا لہذا پارلیمنٹ نے اس مضمون کا ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>پارلیمنٹ   اصلاحات پارلیمنٹ کے دشمن تھے اور پاپائے روما ایک فرانسیسی الاصل شخص تھا جو فرانس کے ایک شہر اونیان میں رہتا تھا لہذا پارلیمنٹ نے اس مضمون کا ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>پارلیمنٹ   اصلاحات پارلیمنٹ کے دشمن تھے اور پاپائے روما ایک فرانسیسی الاصل شخص تھا جو فرانس کے ایک شہر اونیان میں رہتا تھا لہذا پارلیمنٹ نے اس مضمون کا ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	
<p>ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ عمان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کیجٹ زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء</p>	

کی جٹائی۔ ساتھ ہی قاعدہ بھی جاری کر دیا گیا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر بادشاہ آئندہ سے ان محصولات وصول کرنے نہ پائے گا حکومت نے آئرلینڈ کیلئے بھی ایک ضابطہ قوانین مرتب کرنا چاہا لیکن یہ قانون ابتدائی سطح تک پہنچا اور اٹھایا بھی گئے۔ اس وقت آئرلینڈ میں ہر قسم کی رعایا آباد تھی اور لاقیدم بل آئرلینڈ میں کچھ جھگڑا ہی ہوا تھا۔ تنہا ثنائی وہ انگریز جو مدت ہوئی نقل وطن کر کے یہاں آجسے تھے اور قدیم باشندوں کے ساتھ شادی بیاہ کو کے ہیں کے ہو سہہ تھے۔ ثالثاً وہ انگریز جو آئرلینڈ پر حکومت کرتے آئے تھے اس میں شک نہیں کہ پہلے اور دوسرے طبقے کی جماعتیں غیر مہذب اور نیم وحشی تھیں لیکن جو تباؤ ان کے حاکموں نے ان کے ساتھ روا رکھا وہ بڑا ہی شرم انگیز تھا۔ آئین کلکٹی کی ریس بل آئرلینڈ کے ساتھ انگریزوں کے ازدواجی تعلقات ممنوع قرار پائے۔ آئین کلکٹی

۱۷۸۳ء

انہیں حکم دیا گیا کہ اپنی بول چال چھوڑ کر انگریزی زبان بولیں اور انگریزی ریس اختیار کریں۔ بادشاہ کے بیٹے لایونل امیر کلیرنس نے جو آئرلینڈ میں نائب السلطنہ ہو کر گیا حکم دے رکھا تھا کہ کوئی شخص جو آئرلینڈ میں پیدا ہوا ہو میری خیمہ گاہ کے قریب بھی نہ بیٹھنے پائے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی حکومت کے ماتحت اصل آئرلینڈ کبھی اطمینان و قناعت کی زندگی نہ بسر کر سکتے تھے۔

اسی طرح اور دس سال گزر گئے۔ فرانس میں تیسرا امریکہ شکستوں پر ختم ہوا۔ بادشاہ کا ضعیفی کا عالم تھا نیک نہاد ملکہ فلپا گزر چکی تھی اور بادشاہ کے مزاج میں ایک سلفہ منش عورت ایس پیرس وخیل ہو گئی تھی۔ بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا شہزادہ سیاہ پوشش بستر نزع پر پڑا دم توڑ رہا تھا۔ چھوٹے بیٹے کی عمر جو ولعہد سلطنت تھا صرف دس سال تھی حکومت دراصل بادشاہ کے تیسرے بیٹے جان ریمس گانٹ و امیر لیکسٹر کے ہاتھ میں تھی جس نے اپنی مرضی کے وزراء منتخب کر رکھے تھے اور اس کے تیور کہہ دیتے تھے کہ وہ تخت سلطنت پر خاصانہ قبضہ جمائے کی فکر میں ہے۔ آخر ۱۷۸۳ء میں ایک نئی پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا جو "نیک پارلیمنٹ" کے عرف سے مشہور ہے۔ اس پارلیمنٹ کے اراکین دارالعلوم نے پہلی مرتبہ یہ جرات دکھائی کہ وزارت سلطنت پر ان کی بے عزتی کی پاداش میں فرد قرار واد جرم لگا کر دارالامرا میں ان پر مقدمہ چلایا۔ وزراء پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے سرکاری رقم میں غلبہ کیا ہے۔ بلا اجازت

نیک پارلیمنٹ

۱۷۸۳ء

نمایا پرنسپس لگا سکے ہیں اور پچاس لاکھ سال بادشاہ کو روپیہ قرض کے حاصل سے سو گنا زیادہ وصول کیا ہے۔ امپرنسپس نے ان حصوں کے روکنے کیلئے سبھی طرح کے جتن کئے لیکن شہزادہ سیاہ پوش نے بستر مرگ پر پڑے پڑے بھی دارالعوام کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔ غرض وزیر اپنے عہدوں سے ہٹا دئے گئے اور ایلیس پیرس ایوان شاہی سے نکال باہر کی گئی اگرچہ اس نے جلد ہی واپس آکر پھر اپنا رنگ جمالیا۔ ان واقعات کے دو مہینے بعد جب ۱۷ جون ۱۷۷۱ء کو شہزادہ سیاہ پوش نے شہزادہ سیاہ پوش کی وفات پائی تو صدر اسقف کسن شہزادہ رچرڈ کو پارلیمنٹ میں لے آیا اور شہزادہ ولی عہد سلطنت تسلیم کر لیا گیا۔ بایں ہمہ جان رئیس گناٹ نے از سر نو اقتدار حاصل کر لیا اور ۱۷۷۳ء کی پارلیمنٹ نے سب کے کر لیا پر پانی پھیر کر ایک نیا محصول اہل ملک پر لگا دیا کہ ہر شخص سے اس قدر رقم بھروسہ وصول کی جائے کرے۔ اس پارلیمنٹ میں دارالعوام کا صدر نشین پہلی مرتبہ "اسپیکر" (رئیس تقریر) کے لقب سے پہلا انفرادی محصول ۱۷۷۳ء کی سال ۱۷۷۳ء جون ۱۷۷۳ء کو ایڈورڈ سوم نے انتقال کیا اور تخت انگلستان جس پر گونا گوں مشکلات کا بادل چھایا ہوا تھا صاف گھلارہ سال کے سن میں شہزادہ رچرڈ کو نصیب ہوا۔

## رحمہ و دوم

### ۱۷۷۷ء لغایت ۱۷۹۹ء

رچرڈ کے سر پر تاج حکومت ۱۶ جولائی ۱۷۷۷ء کو رکھا گیا اور ایک مجلس انتظامی نظم و نسق کے لئے مقرر کی گئی بادشاہ کے چچا اس مجلس میں شریک نہ تھے لیکن جان رئیس گناٹ کو ابھی تک بہت بڑا رسوخ حاصل تھا۔ جنگ فرانس برابر جاری تھی اور انگلستان بہت بڑی طرح سے اس کا حمیازہ کھینچ رہا تھا۔ مصارف جنگ کا بوجھ محصولات کی شکل میں تمام ملک کی گردن پر تھا۔ انفرادی محصول لوگوں پر پھر عائد کر دیا گیا۔ امپرنسپس کو چھ پائونڈ تیرہ شلنگ پانس کی رقم ادا کرنی پڑتی تھی۔ اس سے کم دہے گئے امیر چار پائونڈ فی کس دیتے تھے تا آکہ دعایا تھے تمام طبقوں پر بھروسہ دے دیا ہوا یہ محصول سول سال سے زیادہ عرصے کے غریب سے غریب شخص تک

جا پہنچتا تھا جس سے فی کس چار پیس وصول کئے جاتے تھے۔ لیکن اس پر بھی جنگ کے اخراجات پورے نہ ہوتے تھے۔ اس لئے سال آئندہ اس محصول کی شرح بڑھادی گئی۔ غریبوں پر اس بوجھ انفرادی محصول سے نفرت کا دھڑا بڑھ چلا۔ پچیس سال پہلے جب قانون مزدور نافذ ہوا تھا تو کھاد اور اور زمینداروں کی رعایا اور مزدوری پیشہ جماعتوں پر بھاری بھاری محصول

لگا دئے گئے تھے جن کی وجہ سے ان میں بے چینی پیدا ہو گئی تھی جو برابر بڑھتی جاتی تھی۔ اس انفرادی محصول نے ان کے صبر و تحمل کا خاتمہ ہی کر دیا۔ جاہل و جاغیراء انہیں قائم ہونے لگیں اور کلف کے قیسی گماشتے جو اب "لارڈ" (خوش نوا) کہلاتے تھے اطراف و اکناف ملک میں پھر کر بگڑے ہوئے لوگوں کے مابین نام و پیام کی خدمت انجام دینے لگے بلکہ ان میں سے ایک پادری جان بالائی کو لندن کے اسقف نے فتنہ انگیزی کے جرم میں قید بھی کر دیا۔

ابھی ملک میں کوئی فساد بھی نہ ہونے پایا لیکن باروت سمجھ بچھی تھی اور چنگاری پڑنے کی کسر تھی۔ مشہور ڈارٹھرو میں ایک شخص سسی جان کھیریل بنانے کا پیشہ کرتا تھا۔ ایک محفل نے اس کی لڑکی کو چھڑا تو اس نے محفل کو چٹکی بجاتے میں مار ڈالا۔ اس خبر کا شہور ہونا تھا کہ تمام ملک میں ایک آگ سی لگ گئی۔ اور صاف ظاہر ہو گیا کہ لوگوں کے درمیان کوئی نفیہ سمجھو تا پہلے سے قائم ہے۔ اس لئے کہ یارک شائر۔ لنکاشائر۔ ڈیون۔ سفاک۔ ایکس اور کینٹ تمام مقامات کسانوں کا مفید و

کی آبادی ایک ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اہل کینٹ نے وارنٹ ٹایلر کی سرکردگی میں کہ وہ اور جان ساکن ڈارٹھرو ہم پیشہ تھے علم انقلاب بلند کیا اور جان بال میڈلٹن کے جیل خانہ سے چھڑا کر کوچ کرتے ہوئے حیدرے بلیک ہاٹھ پہنچے جہاں وارنٹ ٹایلر نے ایک پر جوش تقریر میں ان کو تمام انسانوں کی مساوات کا سبق پڑھایا اور با د از بند یہ شعر دہرائے

اے چلائے تھے ہمارے جدا مجد جن دنوں اور چہرہ کا تنا تھا شغل وادی جان کا  
تھی کہاں اسوقت یہ شایستگی اے منمو! آدمی پر جس سے ہوتا ہے گساں حیوان کا

اصل شعر کا لفظی ترجمہ اس قدر ہے:۔ جب آدم کہ ال سے زمین کھودتے تھے اور چہرہ کا  
کا لٹی نہیں تو اس وقت شریف کون تھا میں نے فحوائے کلام کے لحاظ سے اس مطلب کو ذرا چھپکا  
ہو جان کر دیا ہے۔ مترجم۔

عالم اس تہذیب سے نا آشنا تھا اُن دنوں - جس نے انسان کو بنایا ہے غلام انسان کا ایک چھپر چھپائے والے نے جس کا نام جیک اسٹرا تھا ایکس میں سڑاٹھایا۔ سب لوگ اُس کے پیچھے ہوئے اور لٹھوں زنگ آلودہ تلواروں اور کمانوں سے مسلح ہو کر ہجوم میں آئے۔ ہر ٹھڈا ٹھڈا کے باشندوں نے بھی یہی کیا اس بلور پر ایک لاکھ آدمی اکٹھے ہو گئے اور یہ جم غفیر منہ لیں مارتا ہوا المندن پہنچا۔ خود لندن میں بھی کھلبلی مچی ہوئی تھی اندر کے بلوایوں نے شہر کے چھانک کھول دئے اور باہر والے اندر آ گئے۔ سارا جوں کو انھوں نے پائے تخت کے تمام قید خانے توڑ پھوڑ ڈالے۔ جان رئیس گانٹ کی طرف سے اُن کے دل میں خاص نفرت بٹھی ہوئی تھی۔ قصہ سیوا کے کو جو اُس کا گھر تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ پٹیل کی نئی سڑے میں بھی آگ لگا دی اور اُن تمام مکانات کو جن میں فلینڈرس والے آباد تھے برباد کر ڈالا۔ پھر بھی انہوں نے نہ تو کسی کا مال لوٹا نہ کہیں چوری کی بلکہ رات ہوتے ہی سکون اور خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ اہل کینٹ نے ٹاور ہل پر جا بسیر کیا۔ اہل ایکس نے مائل اینڈ میں مقام کیا اور ہر ٹھڈا ٹھڈا ہر والے ہائی ہری میں شب باش ہوئے۔

یہ افتاد ایسی ناگہانی تھی کہ امرا اور مجلس انتظامی کے اراکین مارے خوف کے بدحواس ہو گئے اور اس سراسیمگی کے عالم میں اُن سے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑا۔ اس موقع پر صرف ایک شخص ایسا تھا جس کے اوسان خطا نہ ہونے پائے اور وہ نوحہ بادشاہ تھا اگرچہ وہ ابھی پورے سولہ سال کا بھی نہ ہونے پایا تھا لیکن اُس نے حیرت انگیز جرات اور ہمت کا ثبوت دیا۔ علی الصبح گھوڑے پر سوار ہو کر وہ مائل اینڈ پہنچا اور بلوایوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ لوگو میں تمہارا بادشاہ ہوں اور تم میری رعایا ہو۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم آزادی چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ جابرانہ محصول اور چوکی کے مطالبات موقوف کر دئے جائیں اور بیگار کی بجائے ہم سے لگان لیا جاسکے۔ رچرڈ نے اُن کے تمام مطالبات کی منظوری کا وعدہ کیا اور ہر حلقے کے باشندوں کے لئے فرمان آزادی سپرد قلم کرنے پر تیس ہفتہ روں کو مامور کیا۔ یہ فرامین لے کر مائل اینڈ کا ہجوم تو منتشر ہو گیا لیکن پورا فتنہ ابھی فرو نہ ہوا تھا۔ رچرڈ جس وقت ایکس والوں کو دم دلاسا دینے میں مصروف تھا مینٹ والے ایک نیا ہنگامہ بنا کر رہے تھے قہر ٹاور میں گھس کر انھوں نے صدر استغف کو جو وزیر خزانہ تھا قتل کر دیا۔ اور خزانے دار کو بھی جس سے انھیں نفرت تھی مار ڈالا اور وارنٹ مائل

رچرڈ اپنی رعایا سے تیس ہزار آدمی لئے ابھی تک لندن میں موجود تھا۔ رچرڈ اُن سے دوسرے دن اسمتھ فیلڈ میں ملا اور جب واٹ ٹائیلر نے آگے بڑھ کر بادشاہ کے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ ڈالا تو لندن کے رئیس بلند نے ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا یہ دیکھ کر لوگوں کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ چاروں طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ ہمارا سردار مارڈالا گیا۔ اُس کا بدلہ لو اور جو سامنے آئے اُسے مار ڈالو۔ اُس کے جواب میں رچرڈ پکارا کہ لوگوں میں ہمارا سردار ہوں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اُس آواز میں کچھ ایسا بلا کا اثر تھا کہ سننے والے اُس کے پیچھے ہوئے اور امن و سکون کے ساتھ اسلنگٹن تک اُس کے ساتھ ساتھ آئے۔ اب اتنی خرابی کے بعد فوج کو بھی ہوش آیا تھا اور وہ اسلنگٹن میں صف بستہ موجود تھی۔ لیکن رچرڈ اس بات کا روادار نہ تھا کہ اُس کی سپاہیوں سے کچھ بھی تعرض کرے بلکہ اُس نے آزادی کے تحریری فرمان لکھ لکھ کر اُنکے حوالے کئے اور وہ مطمئن ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اس طرح لندن میں فساد کا خاتمہ ہو گیا لیکن درودست مقامات میں آئندہ پندرہ دن کے اندر بہت سی جانیں ضائع ہوئیں اور مال کا نقصان بھی بہت کچھ ہوا۔ بادشاہ ایک لشکر جوارے کر مفسدوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور کینٹ اور ایکس کے علاقوں میں حثیت بٹھاتا ہوا گزر جان بال اسٹراڈ صدا ہا دیگر شخص اس گرفتار کر کے مار ڈالے گئے اور جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو تمام وہ شخص آزادی جو بادشاہ نے جاری کئے تھے اس بنا پر کالعدم قرار دیے گئے کہ بادشاہ امرائے حقوق، عوام کو بخش دینے کا مجاز نہیں ہو سکتا غرض اس تمام سنگسار آرائی کے باوجود غلامی بتدیج مٹ جاتی ہے قوم بظاہر گھمائے ہی میں رہی لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ظاہری نقصان ایک بہت بڑے حقیقی نفع کی مہمید تھا۔ یعنی اگرچہ اول اول

ارباب اقتدار کا تشدد اور زیادہ بڑھ گیا اور غریبوں پر پہلے سے بھی بڑھ کر ظلم ہونے لگا تاہم امر اکوئل اس حقیقت کا احساس ہو گیا کہ لوگوں کو غلامی پر مجبور کرنے میں بہت بڑا خطرہ ہے چنانچہ آئندہ ڈیڑھ سو سال کے دوران میں جبری محنت کی غلامانہ رسم رفتہ رفتہ بالکل ہی موقوف ہو گئی اور اس کی جگہ آزاد رضا مندانہ محنت نے لے لی۔ بہت سی امیدیں اس دنیا میں لایا جگیاں جایا کرتی ہیں۔ رچرڈ کے عہد حکومت کا آغاز بہت شاندار ہوا تھا لیکن اُس کا دور فرمانروائی اُس کے حق میں سراسر ناکام اور حسرت ناک ثابت ہوا۔ اُن ناکامیوں کا





جان رئیس گارنٹ کے جاتے ہی ٹامس امیر گلکسٹر برسر اختیار ہو گیا اور ۱۳۸۹ء میں جبکہ  
 گیارہ اراکین کی مجلس رچرڈ نابلغ تھا اُس نے امیر ارٹھل کے ساتھ مل کر پارلیمنٹ کو  
 اس بات پر آمادہ کیا کہ سرکاری رقم کے صرف بیجا کی پاداش  
 ۱۳۸۹ء میں رچرڈ کے وزیر امیر سفاک پر مقدمہ چلایا جائے اور بادشاہ  
 کے معاملات کی نگرانی کے لیے گیارہ اشخاص کی ایک مجلس مقرر کی جائے۔ رچرڈ  
 کو اس سخت طیش آیا اُس نے پارلیمنٹ کو دھتکارا بی اور لوگوں کو بھڑکا کر اپنے  
 ساتھ ملا لینے کی کوشش شروع کر دی۔ ظاہر ہے کہ اس کا یہ فعل امتحانہ اور خود سزا  
 تھا اس لیے کہ ابھی تک حکومت کا اختیار اُس کے ہاتھ میں نہ آنے پایا تھا دوسرے  
 سال ایک پارلیمنٹ کے اجلاس میں جو بیرحم پارلیمنٹ کے  
 نام سے مشہور ہے دارالامرا کے اراکین گلکسٹر، آرٹھل، وارک  
 ٹانگھم، اور ڈاربی نے جو امراءے مراغین کہلاتے ہیں بادشاہ  
 کے مقربین کے خلاف بجلت بغاوت مرفعہ دائر کیا۔ اور ان میں سے سات کو پھانسی  
 پر چڑھا دیا۔ ایک دیرینہ سال بہادر سردار سر سائمن برلی بھی اس لمبیٹ میں آگیا اور  
 ٹوٹی پر لٹکا یا گیا۔ بادشاہ اس کو بہت چاہتا تھا۔ اور اس کی بڑی قدر کرتا تھا ملکہ نے یہاں تک کہ خود  
 ہنری امیر ڈاربی نے بڑی منت و سماجت کی کہ اس کی جان نہ لی جائے لیکن گلکسٹر کے  
 ہتھوڑ پر ان التجاؤں کا اثر نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ رچرڈ نے دیکھ لیا کہ کیسے بیرحم اور سفاک  
 شخص سے اُس کا پالا پڑا ہے اور ایسے شخص سے عہدہ براہوئے کے لیے اُس قدر جزم  
 رچرڈ خان حکومت خود احتیاط کی ضرورت ہے۔ سال آئندہ ۱۳۸۹ء میں اُس نے  
 اپنے ہاتھ میں آئندہ ۱۳۸۹ء اس ناگہانی اعلان سے مجلس کے تمام اراکین کو مبہوت و ششدر  
 کر دیا کہ چونکہ میری عمر تیس سال کی ہو گئی ہے اس لیے آئندہ  
 سے میں خود حکومت کا انتظام کیا کروں گا۔ خاتم شاہی امیر ارٹھل کے قبضے میں تھی رچرڈ  
 نے اسے حکم دیا کہ لاؤ میری جہر میرے حوالے کرو ایک تو اُس کے بگڑے تیور دیکھ کر  
 سب کے ماتھے خشک گئے دوسرے اس کی بات بھی داہبی تھی۔ خواہی خواہی سب  
 نے سر تسلیم خم کر دیا اور رچرڈ نے تمام اختیارات خود نبھال لیے۔  
 آٹھ سال تک رچرڈ نے دانشمندی اور سلیقے سے حکومت کی اور

اچھے اچھے قوانین بنا کر ملک میں نافذ کئے۔ اُسی زمانے میں دوسرے قانون اقتلاع مداخلت  
پاپا کا نفاذ ہوا۔ اس قانون کا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی شخص انگلستان میں پاپا سے روکا  
کوئی ایسا فرمان لے کر آئے گا جس کی رو سے کسی شخص کو سچی برادری سے اخراج کی سزا  
دوسرے قانون اقتلاع مداخلت دی گئی ہو، تو وہ مستوجب سزائے قید ہوگا اور اس کی جائیداد بھی ضبط  
کر لی جائے گی جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا اس قانون سے

پاپا۔ ۱۳۹۷ء

ہنری آٹھم کے عہد حکمرانی میں بڑے بڑے اہم نتائج مرتب ہوئے۔ ہنری  
نے آئرلینڈ پر کامیاب فتوحات کیا اور وہاں کے باشندوں سے شفقت اور ملاحظت کے ساتھ  
پیش آیا۔ اس انسان میں ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے اُس کے بقیوں اور جو انھیں  
کو قتل کیا تھا اُس کی طرف سے بظاہر کوئی برابر تاؤ نہ ہونے پایا۔ لیکن وہ ان اوقات  
کو بھولا نہ تھا۔ یہ کانٹے اُس کے دل میں برابر کھٹک رہے تھے۔ اسی لئے وہ اس  
کی بی بی این نے جو بوہیمیا کی شہزادی تھی انتقال کیا اور اُس نے ۱۳۹۷ء میں شاہ  
فرانس کی بیٹی سے جس کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی اس مصلحت سے عہد کیا کہ  
فرانس کے ساتھ پچیس سال کے لئے صلح کی جاسکے۔

اب رچرڈ ہر طرف سے فارغ ہو گیا اور وقت آ پہنچا کہ وہ اپنے دشمنوں سے  
گرن برگن کر انتقام لے۔ فرانس کے ساتھ ہنگامی صلح ہو جانے کے باعث چونکہ سلسلہ  
جنگ منقطع ہو گیا اس لیے امرانا راض ہو گئے اور اس کے خلاف جوڑ توڑ کرنے لگے۔

اس سے بہتر انتقام کا موقع اور کیا ہاتھ آسکتا تھا۔ گلاسٹارڈل  
اور وارک کی گرفتاری کا فرمان جاری ہوا اور وہ چند ہی گھنٹوں میں  
قید کر لئے گئے۔ گلاسٹارڈل کو کیلے بھیج دیا گیا جہاں سے دو ہفتے بعد اس

رچرڈ کا انتقام

۱۳۹۷ء

کی وفات کی خبر گئی۔ آرٹڈل پر اعلیٰ خلافت وزری باسکار پارلیمنٹ کے اجلاس میں  
مقدمہ چلا گیا اور ثبوت جرم پر اُس کی گردن ماری گئی۔ رہا وارک سوائے جس دوام  
کی سزا دی گئی۔ پارلیمنٹ اب کمزور ہو گئی اور اُسے طوعاً و کرہاً رچرڈ کے آگے سر تسلیم  
خام کر کے بادشاہ کے تمام مطالبات کی منظوری دیتے ہی بنی۔ بادشاہ کے لیے انتقام  
سالانہ معاش مقرر ہو گئی اور اُسے اپنے مقربین و مصاحبین کی ایک خاص مجلس کے قیام  
کی اجازت بھی مل گئی جسے یہ اختیار حاصل تھا کہ جو عرضیاں پارلیمنٹ میں پیش ہوں

ان پر نظر ثانی کر کے پارلیمنٹ کے فیصلے کو توڑ دے۔ قصہ مختصر یہ کہ رچرڈ ایک بالکل خود مختار اور مطلق العنان بادشاہ بن گیا لیکن یہی خود سری اُس کے زوال کا باعث ہوئی۔ اُس کی بے عنوانی اور غیرہ سری حدت بڑھ گئی۔ وہ کسی کی نہ سننا تھا اور اختلاف رائے کی ذرا تاہم رچرڈ کی خود مختاری نہ لاسکتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُس نے نئے محمول لگا کر لوگوں پر تشدد شروع کیا اور عدالتیں بھی اُس کی مداخلت سے محفوظ نہ رہیں۔ ان

تمام باتوں نے رعایا کا دل اُس کی طرف سے پھیر دیا اور لوہے کی پٹی کی گئی کاس کی اچھی بات بھی لوگوں کو بری لگتی تھی۔ مثلاً زمینداروں کے مقابلے میں مزدوروں کے حقوق کی حفاظت یا لارڈ طبقے کے منادی کرنے والوں کی حمایت ایسی باتیں تھیں جن کیلئے عامہ خلایق کو رچرڈ کا ممنون ہونا چاہئے تھا لیکن وہ پھر بھی اُس کو نفرت ہی کی نظر سے دیکھتے تھے اس لئے کہ اُس کی رعایا پروری بھی شان استبداد لئے ہوئے تھی اور وہ لوگوں کو جتنا ناپسند تھا کہ میں اپنی مرضی کا مالک و مختار ہوں اور جو چاہوں کر سکتا ہوں۔

ہنری امیر سیریز کی جلاوطنی  
امراے مرافہ میں سے ابھی دو امیر انگلستان میں موجود تھے ایک تو ٹاماس کلیم تھا جو اب نارنک کی امیر لامارنی کے منصب پر فائز تھا اور دوسرا ہنری بالنگبروک امیر سیریز تھا جو جان ریس گانٹ کا بیٹا

اور رچرڈ کا ابن عم ہوتا تھا۔ اگرچہ یہ دونوں امیر بادشاہ کے ہوا خواہ تھے لیکن وہ اُن کے وجود کو اپنے حق میں خطرہ سے خالی نہ پاتا تھا۔ اسی لئے جب اُن میں ۱۳۹۱ء میں باہم نزاع ہوئی تو رچرڈ نے اُس نزاع سے فائدہ اٹھا کر دونوں کو جلاوطن کر دیا نارنک کو عمر بھر کے لئے اور ہنری کو چھ سال کے لئے۔ یہ دونوں باتیں نہایت ہی خلاف انصاف تھیں اور چونکہ ہنری ہر دلعزیز تھا اس لئے اس کا دیس نکالا لوگوں کی کمال برہمی کا باعث ہوا۔ لیکن رچرڈ کو رعایا کی ناراضی کی خس برابر بھی پروا نہ تھی اُسے اپنی قوت کا زعم اور اپنے اقتدار کا گھمنڈ تھا۔ سال آئندہ جب جان ریس گانٹ کا انتقال ہوا تو اُس نے مستوفی کی تمام جاگیرات جو اس تھا تھا ہنری کو ترکے میں پہنچی تھیں ضبط کر لیں اور اب اس اطمینان کو دل میں جگہ دیئے ہوئے کہ انگلستان میں اُس کا کوئی دشمن نہیں رہا وہ ۱۳۹۹ء میں دوبارہ روانہ آئرلینڈ ہو گیا۔ لیکن عین اُس وقت جب کہ اُسے اپنی سلامتی کا پورا یقین تھا تقدیر نے پائٹا کیا یا اور اس کے قہر اقتدار کا ستون دھم سے زمین پر آ رہا۔

رچرڈ کا زوال

۱۳۹۹ء

ہنری جو باپ کی وفات پر لیکسٹر کی امیرالامرائی پر سرفراز ہوا تھا اپنی جاگیرات کا دعویٰ پیش کرنے کے لئے یارک شایر میں لنگر انداز ہوا اُس کی آمد کی خبر سننے ہی ناظمہ لینیڈ کے خاندان پر تسی کے لوگ،

ولسٹ مور کا امیر نیول یہاں تک کہ خود رچرڈ کا چچا امیر یارک جسے رچرڈ نایب السلطنہ بنا کر چھوڑا گیا تھا اُس سے آئے۔ رچرڈ کا کیا اب اُس کے آگے آیا۔ اُس نے اہل انگلستان کو جبر و استبداد سے دبانایا تھا۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ سارا انگلستان اس کے خلاف نہ اٹھ کھڑا ہو۔ جب وہ دو مہینے بعد ویلز میں لنگر انداز ہوا تو سلطنت اُس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ رچرڈ کی طرح ہنری ایڈورڈ سوم کا پوتا تھا اور ماں کی طرف سے بھی اُس کا سلسلہ نسب ہنری سوم سے ملتا تھا (دیکھو نقشہ مندرجہ صفحہ ۱۷۶) اور اگرچہ امیر کلارنس کا پوتا امیر رچرڈ تخت انگلستان کا سب سے زیادہ قریبی حقدار تھا لیکن اس وقت اُس کی عمر صرف چھ سال کی تھی۔ غرض قوم رچرڈ کے ظلم و ستم سے تنگ آئی ہوئی تھی ہنری کا آنا تھا کہ سارے ملک نے اُس کا خیر مقدم کیا اور بلیب خاطر اُس کو اپنا حکمران بنا لیا۔

ویلز پہنچ کر رچرڈ فلٹ کیسل میں قلعہ بند ہوا۔ لیکن امیر ناظمہ لینیڈ کی غداری نے مقابلے کی نوبت بھی نہ آنے دی اور اُسے ہنری کے حوالے کر دیا۔ ہنری نے اُسے قید کر کے قلعہ لندن میں بھیج دیا جہاں ۱۹ ستمبر ۱۳۹۹ء کو اُس نے سلطنت سے رچرڈ کی منقودہ انجیری دست برداری کے اقرار نامے پر دستخط کر دیئے۔ دوسرے دن پارلیمنٹ نے ہنری کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ سال بھر بعد

جب رچرڈ کو دوبارہ تخت پر بٹھانے کے لئے ملک میں ایک جماعت نے بناوت برپا کی تو بیان کیا گیا کہ رچرڈ کا انتقال ہو چکا ہے اور اُس کے ثبوت میں اُس کی لاش بھی لگوں کو دکھائی گئی لیکن اُس بات کو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اُس کا خاتمہ کیونکر ہوا۔ البتہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ خفیہ طور پر اُس کا کام تمام کر دیا گیا ہوگا۔ غرض سلطنت اس طور پر خاندان لیکسٹر میں منتقل ہو گئی۔ لیکن یہ بات التزانیہ رکھنے کے قابل ہے کہ سلطنت کا قریب ترین حقدار خاندان کلارنس سے تھا اور ہنری اور اُس کا جانشین مالک تاج و تخت محض اس لئے ہوئے کہ پارلیمنٹ کی طرف سے اُن کا انتخاب عمل

میں آیا تھا۔ اس لیے کہ یہی واقعہ اُس فساد کا محرک ہوا جس کا خاتمہ گلابوں والی لڑائی پر ہوا۔ اب ہم اُس زمانے سے لے کر جب قبائل اعظم نے انگریزی آزادی کی بنیادیں استوار کیں تقریباً دو سو سال کے واقعات پر نظر ڈال چکے ہیں ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اس مدت میں پارلیمنٹ نے نشوونما پا کر ملک کے طبقہ عوام کے منتخب کیئے ہوئے دہلا کو کرنت کا حق حاصل کر لیا۔ دیا۔ محصولات پر اپنی نگرانی قائم کی اور بادشاہ سے یہ حق حاصل کیا کہ واقعات کا خلاصہ پہلے اُسے رعایا کی شکایات رفع کرنی ہوگی اور اُس کے ذرا کو اپنے افعال کے لیے پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ پارلیمنٹ میں امرا اور عوام کے اجلاس الگ الگ منعقد ہونے لگے لیکن تمام معاملات اُن کے باہمی مشورے سے طے ہونے لگے اور دو بادشاہ محض اس لیے تخت سے اتار دئے گئے کہ انھوں نے اپنی رعایا کی پروانہ کی تھی اور من مانی کارروائیاں کرنی چاہی تھیں۔ لیکن ان دونوں بادشاہوں کی علیحدگی کے بانی مہابی سلطنت کے امراء کبار تھے عوام نے یہ بیڑا اٹھایا تھا اس لئے کہ شاہ جان کی زمانے کی طرح ابھی تک ایسی حالتوں میں جبکہ بادشاہ کمزور یا کرش ہوتا تھا ملک کی حکومت کی باگ امرابی کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اسی زمانے میں ویلنکا انگلستان کے ساتھ الحاق ہو گیا۔ اور اسکاٹلینڈ نے آزادی حاصل کر کے اپنے قومی بادشاہوں کا ایک سلسلہ قائم کر لیا۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ انگلستان نے رفتہ رفتہ خود کو اُس بھاری خراج کے بوجھ سے سبکدوش کر لیا جو پاپایان رومانے سے وصول کر رہے تھے جب کہ شاہ جان نے پاپا کی اطاعت کا حلف اٹھا کر تلج انگلستان اپنے سر پر رومانے کے باجگذار ہونے کی حیثیت سے رکھا تھا۔ ساتھ ہی ٹینڈرس کے ساتھ ایک وسیع پیمانے پر اُن کے بیوپار کے باعث تجارت میں ترقی ہوتی گئی اور شہروں نے جو تجارتی حقوق بتدریج حاصل کر لیے تھے ان کی بدولت سوداگروں کو بہت بڑا منافع حاصل ہونے لگا اس کے علاوہ قدیم زمانے میں جو تکلیف درجہ حصول بادشاہ رعایا سے وصول کیا کرتے تھے وہ بھی موقوف ہو گئے ہم نے اُس تحریک کو بارور ہوتے بھی دیکھ لیا ہے جس نے قوم کے طبقہ عوام میں ہیجان پیدا کر کے ملک میں جمہوریت کی روح پھونک دی کہ پہلے تو امرا اور جاگیرداروں کے

علاقوں نے رفتہ رفتہ آزادی حاصل کر لی۔ پھر کاشتکاروں نے مالکوں کی محنت کرنے کی بجائے انھیں لگان دینا شروع کیا۔ پھر وکلف نے عوام کو آزادی ضمیر کی تعلیم دی اور بائبل کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر ڈالا جس سے لوگ اس قابل ہو گئے کہ کتاب مقدس کو خود پڑھ کر اُس پر غور کر سکیں اور اس طور سے گویا اصلاح کلیسا کی پہلی داغ بیل ڈال دی۔ خود وکلف اسقف لندن کے ساتھ ایک طولانی مباحثے کے بعد اپنے مطلقہ لٹرورتھ میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا جہاں اس نے ۱۷۲۹ء میں وفات پائی۔ لیکن اُس کے پیروں کا گردہ یعنی جتھہ لارڈ ڈبلیو ستور قائم رہا اور آئندہ عہد میں ہمیں ان سے ابھی بہت کچھ سائبقہ پڑے گا۔

ان دو صدیوں کے خاتمے پر ہم انگلستان کو فرانس سے برسہا برس جنگ چھوڑتے ہیں۔ اس لیے کہ جو ہنگامی صلح چرچوٹے کی تھی وہ اُسی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ بیرونی جنگ کے علاوہ انگلستان ایک اندرونی کشمکش میں بھی مبتلا ہوا ہی چاہتا ہے اور اس خانہ جنگی کا باعث یہ ہے کہ تخت انگلستان کے سب سے زیادہ قدیمی حقدار کے موجود ہوتے ہوئے ہنری تھریٹین ہو گیا تھا آگے چل کر ہمیں معلوم ہو گا کہ اُس جنگ میں جو فرانس سے چھڑی ہوئی تھی اور اُن ملکوں میں جو خود ملک کے اندر پیش آئے اسے زیادہ خاندان تباہ ہو گئے کہ جب یہ سحر ختم ہوا تو امرائے کبار کا دو طبقہ جو بادشاہ اور اس کی رعایا کے درمیان حائل تھا پہلی حالت میں باقی نہ رہا تھا۔

## گیارھواں باب

## خاندان لینکسٹر

ہنری چہارم ۱۳۹۹ء لغایت ۱۴۱۳ء

ہنری پنجم ۱۴۱۳ء لغایت ۱۴۲۲ء

ہنری ششم ۱۴۲۲ء لغایت ۱۴۶۱ء

(دخست سے اتار دیا گیا)

۱۴۱۳ء جس کے حالات اب ہمارے پیش نظر ہیں تاریخ انگلستان کے ایک ایسے دور کی تہہ ہے جس میں بہت سخت آفات تفری پڑی رہی۔ آئندہ اسی سال کے زمانے میں کسی بادشاہ کو بھی بلا غل و غش حکومت کرنی ہشتاد و سلازائی دور نصیب نہ ہوئی۔ سلطنت کا ایک نہ ایک دعوے دار ہر وقت موجود ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے فسادوں اور خانہ جنگیوں کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا۔ قدیم خاندانوں کا ایک بڑا حصہ اسی آپس کے کشت و خون میں تباہ ہو گیا۔ اور امرا کے اکٹھے گھرانے بے چراغ ہو گئے۔

ہنری چہارم کے پہلے ہی دو حریف موجود تھے۔ یعنی رچرڈ دوم جو یارک شائر کے قلعہ پائٹی فرکٹ میں قید تھا اور بادشاہ کا کٹس بھتیجا ایڈمنڈ اٹھارہ امیر مارچ جو اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ قلعہ ونڈسیر میں پرورش پا رہا تھا۔ ہنری کے خلاف بغاوتیں ہنری کو تخت پر بیٹھے پورے تیس مہینے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ بتیخ ۳ جنوری ۱۴۱۳ء کینٹ ہینٹنگڈن اور ساتبری کے امرا نے لارڈ ڈسیر کے ساتھ مل کر چرڈ کو از سر نو تخت پر بیٹھانے کے لیے آپس میں سازش کی لیکن یہ سازشت از بام ہو گیا اور ب شرکائے سازش قتل کر دیئے گئے۔ غالباً اس بات کا علم ہمیں کبھی بھی نہ ہو سکے گا کہ چرڈ اپنی موت سے مرایا یہ سازش اس کی موت







کا باعث ہوئی۔ لیکن یہ ایک واقعہ ہے کہ چند ہی ہفتہ بعد چرڈ کی وفات کا اعلان کیا گیا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھائی گئی اگرچہ بہت سے لوگوں کو شک تھا کہ لاش واقع میں چرڈ کی ہے بھی یا نہیں۔ اس کے کچھ ہی روز بعد ویلز کے ایک رئیس اوون گلنڈو ورنے جو لیون کی شاہی نسل سے تھا اور چرڈ قوم کی جان نثارانہ رفاقت کا حتیٰ ادا کرتا چلا آیا تھا ویلز میں بغاوت کی اور تمام باشندگان ویلز اس کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوئے نہری نے کئی دفعہ اس پر چڑھائی کی اور اپنے نو عمر بیٹے شہزادہ ویلز کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا لیکن گلنڈو ورنہ بہت کمزور تھا کہ ہستانی کمین گاہوں میں جا چھپتا تھا اور انگریزی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے برف و باد کو اپنا قائم مقام چھوڑ جاتا تھا اور جب یہ فوج رخصت ہو جاتی تھی تو پھر آکر ملک پر تسلط جما لیتا تھا۔

جنگ ہول دن ہل اسکاتلینڈ کے ساتھ بھی لڑائی چھڑی ہوئی تھی اور خاندان پرسی یعنی امیر نارتھمبر لینڈ اور اس کا جنگ آزمایہ بیٹا ہیری ہارٹسٹون نے نہری کو تخت پر بٹھانے میں مدد دی تھی انگلستان کے شمالی علاقہ کو اسکاتلینڈ والوں کے حملوں سے

بچانے میں مصروف تھے۔ دریائے ٹین کے کنارے مولڈن ہل پر ایک جنگ ہوئی جس میں اسکاتلینڈ کی فوج نے شکست کھائی اور بہت سے سربراہان قیدی باپ بیٹوں کے ساتھ آئے۔ ان قیدیوں کے فدیہ سے انھیں بہت بڑی رقم وصول ہونے کی امید تھی لیکن نہری نے قیدیوں پر اپنا حق ثابت کر کے انھیں ناراض کر دیا۔ ایک اور بات بھی ان دونوں امرا کی برہمی کا باعث ہوئی تھی اور وہ یہ کہ ایڈمنڈ ہارٹمر کو جو ہیری ہارٹسٹون کا برادر بستی تھا نہری ویلز میں بحالت قید چھوڑ آیا تھا یہ سمجھ کر کہ بادشاہ احسان فراموش ہے دونوں باپ بیٹے اس سے بگڑ گئے اور گلنڈو ورن سے جا ملے۔ ادھر ملک میں یہ غلط فہمی بلند ہو کہ امرائے خاندان پرسی اور گلنڈو ورن چرڈ اسکاتلینڈ میں ابھی تک جیتا جاگتا موجود ہے۔

ساتھ ہی فرانسیسوں نے باغیوں کی امداد کے لئے کچھ فوج ویلز میں لاتاری۔ اور ہنری کو اپنے تخت و تاج کی حفاظت کے لئے پھر ایک بار تیغ بکھڑا ہونا پڑا۔ اپنے دو نو عمر بیٹوں ہنری شہزادہ ویلز اور جان امیر بیڈفرڈ کو ساتھ لئے ہوئے بادشاہ باغیوں کے مقابلے کے لئے بڑھوا۔ شروسبری کی مشہور لڑائی میں باغیوں کو شکست ہوئی میری ہائٹس میدان جنگ میں کام آیا۔ اور بہت سے امر اگر فتنہ ہو کر قتل کر دیئے گئے۔

لیکن ناقصہ لیبینڈ کا کہن سال امیر برسی ابھی باقی تھا۔ مسئلہ میں لیڈی ڈس بن سرکسن امیر راج کو وڈ سر سے بھگائے گئی۔ شوخوت ہنری نے اس لڑکے کو دوبارہ گرفتار کیا ہی تھا کہ شمال کی طرف سے ایک نئی موبری اور اسکروپ کی بغاوت کے چھوٹے کی خبر آئی شاہی فوجیں اس کے فرو کرنے کے لئے فوراً روانہ ہو گئیں اور باغی منتشر کر دیئے گئے۔ اس مرتبہ امیر موبری اور چرڈ اسکروپ صدر اعظم یارک بعلت بغاوت قتل کر دیئے گئے۔

اس کے بعد ہنری کو اس نصیب ہوا اور کوئی مزید شورش اس کے اطمینان میں مغل نہ ہوئی۔ مسئلہ میں شہزادہ جیمز ولیم جیڈ اسکاتلینڈ فرانس کو جا رہا تھا کہ رستے میں انگریزی جہازوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ ہنری اس شہزادہ کو اپنے پاس رکھ کر اس کی تربیت اپنی نگرانی میں کرنے لگا۔ اور اس حکمت عملی کا آخر یہ ہوا کہ اسکاتلینڈ والوں نے اس کے خلاف پھر سزا اٹھایا۔ فرانس کی طرف سے بھی اب کوئی کھٹکانہ رہا اس لئے کہ چارلس ششم شاہ فرانس تو دیوانہ ہو گیا تھا اور آریٹس اور برگنڈی کے دونوں امیر کبیر نائب السلطنت کے منصب پر فائز ہونے کے لئے آپس میں لڑ رہے تھے انھیں اتنی فرصت کہاں تھی کہ گلینڈور کو امداد بھیجیں چنانچہ ہنری شہزادہ ویلز نے جو اس نو عمری ہی میں پہلے ہی کے جوہر دکھائے تھے گلینڈور کو رفتہ رفتہ ویلز کے جنوبی علاقے سے بے دخل کر دیا اور وہ پہاڑوں اور دروڑوں میں مارا مارا پھرنے لگا۔ بالآخر مسئلہ میں

امیر نارتھمبر لینڈ میدان جنگ میں ارا گیا اور پھر کسی کو نہری کی مخالفت کا حوصلہ نہ ہوا۔

لیکن مسلسل بے اطمینانی اور تذبذب کا یہ مہفت سالہ دور بادشاہ کے لئے سخت پریشان کن تھا۔ اپنے امرا پر وہ بھروسہ کر نہ سکتا تھا اس لئے مجبوراً پارلیمنٹ اور کلیک کو اس سے اپنا بٹا بنا پڑا۔ فرانس کی طویل جنگ کے مصارف دارالعوام کو روپیہ کی منظوری دینے کا حق حاصل دیتے ہوئے بہت کچھ سچکیا تھے اور بادشاہ کا ہوجانا بے مسئلہ ہوا۔

ہے اراکین دارالعوام نے اس پر دباؤ ڈالنا شروع کیا اور نہ صرف یہ کہ شاہی کونسل کے اراکین اور شاہی مجلس کے افسروں کا تقریباً اپنی مرضی کے موافق کر لیا بلکہ دارالامرا کو بھی مجبور کر کے یہ حق خاص اپنے لئے محفوظ کر لیا کہ بادشاہ کو جب روپیہ کی ضرورت پیش آئے تو انکی شکایات پر لحاظ مناسب کرنے کے بعد انھیں سے منظوری لیا کرے گا۔

قومی آزادی کی شاہراہ کے لئے یہ کارروائی گویا ایک نئی منزل کا طے کرنا تھی لیکن اسی زمانے میں ایک قانون ایسا بھی نافذ کیا گیا جس کے ظالمانہ تشدد کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس ظلم و ستم کا سلسلہ سو سال سے بھی زیادہ غرصے تک قائم رہا۔ نہری کے جلوس کے بعد دوسری عیسوی قانون اساسی اتحاد مجلس کا انعقاد صدر اسقف انڈل کی تحریک پر منعقد ہوا۔ اس مجلس نے بادشاہ کی خدمت میں اس مضمون کی ایک درخواست پیش کی کہ لارڈ طبقہ کے بدعقیدہ

پادریوں کا قلع و قمع کر دیا جائے چنانچہ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں یہ قانون جاری کیا گیا کہ جو شخص بدعتی تھاں رکھتا ہو اگر ایک دفعہ کی تنبیہ کے بعد بھی اپنے عقیدے پر قائم رہے گا تو افسران عدالت کے حوالے کر دیا جائے گا اور زندہ جلادیا جائے گا۔ اس خوفناک قانون کے وضع و نفاذ کے غالباً تین سبب تھے۔ اول تو پادریوں کو اس بات کا کھٹکا لگا ہوا تھا کہ

طبقہ لارڈ لوگوں کو گمراہ کر دے گا اور کلیسا کی جائیداد پر قابض ہو جائے گا۔  
 ثانیاً پارلیمنٹ بھی اس گروہ سے خالی نہ تھی اس لیے کہ وہ قانون اراضی  
 اور قانون محصولات میں ترمیم کا خواہاں تھا اور جو غلام جاگیرداروں کے  
 پاس باقی رہ گئے تھے اُن کو آزاد کرنا چاہتا تھا۔ ثالثاً خود ہنری بھی اس جماعت  
 سے ڈرتا تھا اس لیے کہ رچرڈ نے اُن کی حمایت کی تھی غرض ماہ فروری ۱۳۵۷ء  
 میں انسان نے پہلی مرتبہ وہ آشوب روشن کی جس کے شعلوں نے اُس کے  
 ہم جنسوں کو محض اختلاف عقائد کی پاداش میں جلا کر خاکستر کر دیا۔ نارفاک کا  
 ایک پادری ولیم ساثرنامی لارڈ عقاید کی متقین کے لیے لندن آیا تھا۔  
 اس بیچارے کو کچھ جتنا میں زندہ جلا دیا گیا۔

لیکن اگر اس واقعہ سے قطع نظر کی جائے کہ صدر اسقف ارنڈل طبقہ  
 لارڈ کے درپے آزار دینا چاہتا تو باقی ہر ایک لحاظ سے اُس کی فرست  
 اور قابلیت کی ہمیں داد دینی پڑتی ہے اور یہی قول ہنری کے سوتیلے بھائیوں  
 پر صادق آتا ہے جو بوفرفٹ کے خاندانی نام سے موسوم تھے اور ہنری  
 انھیں بوفرفٹ دیوڈ خزانہ کے عہد میں وزارت خزانہ کے منصب پر مامور ہوئے۔  
 یہ دونوں بھائی جان ٹیس گانٹ کے بیٹے تھے

۱۳۵۷ء

اُن کی ماں جان کی تیسری بی بی کیتھرائن سوین فرڈ تھی  
 (دیکھو نقشہ مندرجہ ص ۲۳۱) اور رچرڈ دوم نے ان کا اولاد جائز ہونا تسلیم  
 کر لیا تھا۔ ہنری کی صحت اب بگڑ گئی اور اُسے آٹھ دن دورے اٹھنے  
 لگے۔ باپ کی علامات کے باعث ولیم بعد سلطنت برسرِ اقتدار تھا اور برادران  
 بوفرفٹ اُس کے مشیر و ندیم ہونے کی حیثیت سے اپنی خدمات قابلیت  
 اور وفاداری کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک  
 مرتبہ انھوں نے بادشاہ سے خواہش بھی ظاہر کی کہ تخت و تاج سے  
 بحق ولیم دست بردار ہو جائے لیکن وہ اس بات پر رضا مند نہ ہوا۔  
 کچھ عرصے کے لیے بادشاہ کی صحت عود بھی کر آئی اور اس پر ولیم بعد جس  
 نے مجلس انتظامی میں نمایاں حصہ لیا تھا خانہ نشین ہو گیا اور وزارت خزانہ کا

قلمدان پھر آرٹڈل کے تفویض ہوا۔ یہ صورت حالات ایک مدت تک  
 اسی طرح قائم رہی تا آنکہ ایک دن جبکہ بادشاہ خالقہ ویسٹ منسٹر میں  
 عبادت کر رہا تھا اُسے یکایک دورہ اٹھا اور ۲۰ مارچ ۱۳۱۱ء کو  
 اُس کا انتقال ہو گیا۔ ہنری نے چار بیٹے یا دو گار چھوڑے:۔ (۱) ہنری  
 جو اُس کا جانشین ہوا (۲) ٹامس امیر کلارنس (۳) جان امیر بیٹوفرڈ  
 جس کی دانشمندی اور شرافت کا ہر چھوٹا بڑا معترف تھا اور (۴) ہنری  
 امیر گلاسٹوننگ خاندان تھا و

## پنجمی باب

۱۳۱۳ء لغایت ۱۳۲۲ء

اب نو سال تک انگلستان کو غیر ممالک میں پھر شاندار فتوحات نصیب ہوتی رہیں۔ باپ کی وفات پر پنہری پنجم کی عمر پچیس سال کی تھی اور ایک فتنہ پسہ سالار اور تجربہ کار مدبر ہونے کی حیثیت سے اُس کا نام پہلے ہی نکل چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ جوانی میں وہ بہت کچھ وارستہ مزاج تھا اور قانون کی خلاف ورزی کرنے کی پاداش میں جج گیسکارن نے اُسے ایک دفعہ قید بھی کر دیا تھا۔ لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہو تو اس کی تلافی کے لئے اس کی دوسری خوبیاں کچھ کم نہ تھیں۔ اُس نے گلنڈورور کو شکست دیکر ایک بڑے زبردست دشمن کو نیچا دکھایا تھا۔ جب اراکین دارالعوام نے کلیسا کی جائیداد ضبط کر لینی چاہی تھی تو اُس نے بڑی جرأت سے اُن کی مخالفت کی تھی اور مجلس انتظامی کے رکن رکین ہونے کی حیثیت سے نظم و نسق سلطنت کا کام بڑی خوش اسلوبی سے چلایا تھا جو سلطنت اُسے میراث میں ملی تھی اُس کی بنیادیں اُس کے باپ کے زبردست و عدل گنتہ عہد حکومت میں استوار ہو چکی تھیں اور مبداء فیاض سے اُس کو اس بات کی توفیق عطا ہوئی تھی کہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے۔ اپنی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں اُس نے اراکین دارالعوام کو ایک مسودات قانون کی ایسا حق بخش دیا جس کی انھیں مدت سے تمنا تھی یعنی یہ کہ اُن کی عرضداشتیں جواب مسودات قانون کے نام سے موسوم ہونے لگی تھیں اُن کے اجلاس سے مرتب ہونے کے بعد کسی ترمیم و تغیر کے بغیر بشکل قانون نافذ ہو جایا کریں اور جس شکل میں وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوں اُسی شکل میں منظور یا منظور ہو کریں۔ اسی سال پارلیمنٹ نے اس امر کی نسبت بھی اپنی رضامندی کا



آجہا کر کے کہ ملک غیر کی مذہبی جہتوں کا تحفظ اور قافہ برقرار  
 باشندگان ملک غیر کی حقوق و آزادیوں کا تحفظ و برقرار  
 رہا و شاد کا مقصد ہے۔

کسی مزدور کی بی بی تھوڑی سی بی بی تھوڑی سی تھی کہ رزق کا پٹکا باندھے یا دو شلنگ (موجودہ زمانے کے بیس شلنگ کے مساوی) فی گز سے زیادہ قیمت کے کپڑے کا لباس پہنے۔ ہالینڈ، ساحل بالٹک، فلینڈرس، وینس اور دیگر ممالک کے ساتھ تجارت کو فروغ دینے کے لیے جو نئے معاہدات سپرد قلم ہوئے قوم کی حالت اُن سے جہاز سازی کی ترقی اور تجارت کی گرم بازاری کا ثبوت ملتا ہے۔ نیوکسپل کے کوئیلے کا بیویا بہت با منفعت ہو رہا تھا اور اگرچہ فرانز وایان انگلستان ازراہ حماقت سکڑا لیج الوقت کو معشوش کرنے یعنی چاندی کی قنداد لگھٹانے اور کھوسٹ کی مقدار بڑھانے میں لگے تھے پھر بھی سسکہ کا چلن خوب تھا۔ سودا گروں کا طبقہ دولت مند اور طاقتور تھا۔ ٹارک و ٹنگٹن جو تین مرتبہ لندن کا ریش بلدی مقب ہوا اسی جیسے کا ایک مشہور رکن ہے۔ بیشہ وروں نے انھیں قائم کر رکھی تھیں جو مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کرنی تھیں اور اپنے کام کرنے والوں کے حوصلے بڑھاتی تھیں۔

لوگوں میں اگر کوئی بے چینی پائی جاتی تھی تو اُس کا باعث لارڈ تھے جن کے خیالات و عقائد ملک میں دور دور پھیل گئے تھے۔ سر جان اولڈ کیسل ایک دہنگ - جاگیردار تھا جو کابھم کی ریٹھ کے ساتھ عقد کر کے اور اپنی بی بی کی آبائی امارت سے حصہ پا کر لارڈ کابھم کے لقب سے مقرب ہوا تھا۔ جماعت لارڈ کئی سال سے اُس کے زیر حمایت تھی۔ ثنوں سپہگزی میں طاق ہونے کے علاوہ وہ پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا اور دارالعوام میں قدر منزلت کی رنگہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اگرچہ فرقہ لارڈ کے پیروں نے فرقہ لارڈ کی بغاوت سے اُس کے سلفے کو جو علاقہ کینٹ میں بہ مقام کوٹنگ واقع تھا اپنا صدر مقام بنا رکھا تھا مگر کبھی کہ اُس سے

تقرض کرنے کا جو صلہ نہ ملتا تھا۔ منبری انجم نے بار بار کوشش کی کہ کسی طرح وہ اپنے عقائد سے رجوع کرے لیکن اس دھن کے بچے نے ایک نہ مانی اور برابر اپنے عقیدے پر چمکا رہا۔ آخر بادشاہ کے حکم سے وہ گرفتار کر لیا گیا۔

اور اُس کے حق میں سزائے موت تجویز کی گئی لیکن نہ پایا ہونے سے پہلے ہی وہ قلعہ لندن سے فرار ہو گیا۔ اُس کا فرار ہونا تھا کہ فرقہ لارڈ کے سپروائیک ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت سفاحات لندن کے سیدانوں میں یہ مقام سینٹ جانز آف جمع ہوئی۔ لیکن ہنری اس غصے کا سرکینے کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ اُس نے شہر کے تمام پھاٹک بند کرادیئے کہ باغی اذکرکھنے نہ پائیں اور شاہی فوجوں نے آگے بڑھ کر ساری جماعت کو ایک ہی جگہ میں منتشر کر دیا فرقہ لارڈ کے انتالیس اکابر قتل کیئے گئے اور لارڈ کا ہم ویز بھاگ گیا۔ لیکن سلاسل میں گرفتار ہو کر طوق و سلاسل میں بکڑا گیا۔ اسی حالت میں اُسے سوئی پر لٹکا دیا گیا اور اس کی لاش جلادی گئی۔

اس کے بعد لارڈ بتدریج معدوم ہو گئے۔ لیکن ملک میں عام طور پر بے چینی کے آثار باقی رہے اور یہی وجہ تھی کہ فرانسیسیوں نے بساط جنگ از سر نو بچھا دی اساتھ چاہتے تھے کہ لوگوں کی توجہ فرقہ لارڈ اور اُس کی تسلیم کی طرف سے ہٹ جائے اور ساتھ ہی وہ اس بات کے بھی خواہشمند تھے کہ کسی طرح پارلیمنٹ کلیا کے اوتاف کی ضابطی کے خیال سے باز آجائے۔ دوسری طرف سوداگروں کی آرزو تھی کہ اُن کے لئے تجارت کی نئی راہیں جنگ فرانس کی تجدید کھل جائیں۔ رہے امرا سو وہ امن وامان کی حالت کے اسباب سے پہلے ہی تنگ آئے ہوئے تھے۔ ان ایام میں جنگ فتوحات اور تغیر مالک کو بادشاہوں اور قوموں کی

عزت کا ذریعہ سمجھتے تھے ہنری کی اولوالعزمی بھی جاہ طلبی کا یہی پہلو لئے ہوئے تھی اور اس کے علاوہ اُسے یخیاں پیدا ہو گیا تھا کہ فرانس میں جو فائدہ جنگی چھڑی ہوئی ہے وہ اگر کسی طرح ختم کر دی جائے تو یہ بات ہر پہلو سے قرین مصلحت ہوگی پس اگرچہ تاج فرانس پر اُس کا حق ایڈورڈ سوم کے برابر بھی نہ تھا تاہم اس لئے ماہ اپریل ۱۵۴۷ء میں باضابطہ طور پر اعلان کر دیا کہ تخت فرانس کا جائز حقدار میں ہوں اور جنگ سے بھر شروع ہو گئی۔

<p>۱۶۴۱ گشت ۱۵۱۱ء کو ہنری نارفمنڈی کی بسندہ گاہ بارفیلور کے قریب لنگر انداز ہوا اور ایک ہولناک محاصرے کے بعد اس کو سر کر لیا۔ اس محاصرے کے دوران میں انگریزی فوج میں بیماری پھیل گئی اور کئی ہزار آدمیوں کا نقصان ہوا۔ نسیم ہنری کے بعد ہنری کیلے کی طرف بڑھا۔ ایک کورٹ کے میدان پر جو پیرس میں واقع ہے اس کے مقابلے کے لئے ساٹھ ہزار فرانسیسی موجود تھے جنہوں نے اب آپس میں ایک کر لیا تھا۔ ہنری کی فوج جنگ ایک کورٹ کی تعداد زیادہ سے زیادہ فوج ہونگی لیکن انگریزی اکتہ ۱۵۱۱ء</p>	<p>محاصرہ بارفیلور ۱۵۱۱ء</p>
<p>۱۵۱۱ء میں کام آئے جن میں ایک سو سے اوپر امر اور ہزاروں تھے اس فتح عظیم کے باوجود ہنری کو مراجعت انگلستان پر مجبور ہونا پڑا اس لئے کہ اس کی فوج بہت ہی خستہ و ماذہ ہو گئی تھی کہیں دو سال بعد ۱۵۱۱ء میں وہ تیس ہزار فوج کے ساتھ پھر لٹا اور علاقہ نارفمنڈی کے تمام قلعوں اور شہروں اور بندرگاہوں کو فتح کر لیا۔ یہ معرکہ بڑا شدید اور عادل تھا ۱۵۱۱ء میں ایک شہر روین ہی کے محاصرے پر چھ مہینے کی مدت میں شہر موٹی شہر والوں نے آخر وقت تک مقابلہ کرتے رہنے کا غم کر لیا تھا۔ مارے فاقوں کے وہ جاں طلب تھے مگر تھیں اور ان کو اور ان کے گھرانوں کے ساتھ بارہ ہزار فاقہ کش مردوں عورتوں اور بچوں کو شہر کے پھاٹکوں کے باہر نکال دیا تھا اور یہ چارے فصل شہر اور انگریزی فوج کے درمیان بھوک کے غلاب سے پڑے دم توڑ رہے تھے</p>	<p>محاصرہ روین ۱۵۱۱ء</p>
<p>آخر جب ہمارے مصورین نے شہر کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر ڈالنے کی دھمکی دی تو ہنری نے ان کے ساتھ صلح کر لی لیکن ان کے جو اعزہ سردار امین بلد نشرو کو قتل کر دیا۔ سال آئندہ ہنری نے پائینز کو مسخر کیا اور پیرس کے محاصرے کی تیاریاں</p>	<p>محاصرہ پیرس ۱۵۱۱ء</p>

کر ہی رہا تھا کہ تقدیر نے یابوری کی اور غیب سے ایسی کامیابی کے سامان پیدا ہو گئے جس کا اُسے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ جان اسبرگنڈی پارلیمنٹ میں فرانس سے کسی امر خاص میں مشورہ کرنے گیا تھا۔ امیر آئرلینڈ کے رفقائے اُسے دھوکا دے کر ولیعہد کے سوا کسی اور میں فتنہ کر دیا۔ اہل برگنڈی آئرلینڈ والوں کی اس غداری پر آپے سے باہر ہو گئے اور ہنری سے جا ملے۔ اور تو اور سلوب، الجواں شاہ فرانس کی ملکہ اسابیل بھی اپنے بیٹے کی مخالف ہو گئی اور اپنی بیٹی کیتھرائن کا ہاتھ قرابت ہنری کو دے دیا۔ فرانس ۱۶۲۳ء کو ٹرائن میں ایک عہد نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے ہنری نائب السلطنت فرانس ہنری فرانس کا نائب السلطنت مقرر ہوا اور ساتھ ہی جانشینی مقرر ہوا۔ ۱۶۲۳ء تخت و تاج کے لیے بھی نامزد کیا گیا۔ ہنری اپنے اپنی فوجیں ملکہ کو سپرد ہوئے فرانس کے نائب السلطنت ہوئے۔ کی حیثیت سے مظفر و منصور انگلستان کی طرف بڑھا تو سارا انگلستان اپنے بادشاہ کی ذات پر فخر کرتا نظر آیا۔ اس وقت کو ان بادشاہ کے عہد شاہ انگلستان و فرانس عہد میں انگلستان والوں کو ان بادشاہ کی وفات ۱۶۲۳ء اور ان زریں کامیابیوں کا کیا خمیاں چھینتا پڑا۔ ہر دسمبر ۱۶۲۳ء کو ملکہ کیتھرائن کے ہلن سے ایک شہزادہ پیدا ہوا جس کا نام ہنری رکھا گیا۔ بادشاہ اس وقت فرانس میں ولیعہد فرانس سے برسرِ جنگ تھا اُس کی صحت جوابدہ سے چکی تھی اور پانچ ماہ بعد مر گیا۔ ۱۶۲۳ء کو صرف چونتیس سال کی عمر میں بمقام ویننٹی اُس کا انتقال ہو گیا۔ دو بیٹے بعد فرانس کے بادشاہ بنے۔ چارلس ششم نے بھی وفات پائی اور انگلستان کا وہ بادشاہ ہوا جو انگلستان اور فرانس کا بادشاہ ہوا۔

## ہنری ششم

۱۴۲۲ء تا ۱۴۶۱ء

ہنری ششم کے انتقال کے وقت انگلستان کی شہرت و ناموری کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اراکین پارلیمنٹ اہل کلیسا اور عام خلق نے متفقہ طور پر بادشاہ کا ساتھ دیا تھا اور اس نے اپنی شاندار فتوحات سے یورپ کی نظروں میں اُن کی قدرو منزلت بہت کچھ بڑھا دی تھی لیکن یہ عزت محض دکھاوے کی عزت تھی۔ اور یہ سارا شکوہ و طعناقی نامائشی تھا اس لئے کہ حکومت قرض میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ملک کمزور ہو رہا تھا۔ فوج کے لئے آدمی ملنے مشکل تھے اور خزانہ روپے سے خالی تھا۔ ہنری کی وصیت کے بموجب امیر بیڈفروڈ عاقبت اور خرد سال شاہزادے کا اتالیق مقرر ہوا لیکن فرانس کے نائب السلطنت کا منصب بھی اُسی کے تقویض ہوا اور اُس کی غیبت میں حکومت انگلستان کا انتظام امیر گلاسٹر اور شاہزادے کے عہد طفولیت میں حکومت کا انتظام کو تائید کر دی تھی کہ چارلس ششم کے بیٹے سے کبھی صلح نہ کریں اور برگنڈی کے امیر کے ساتھ کبھی نہ لگاڑیں۔

ساتھ ہی اُس نے گلاسٹر کو متنبہ کر دیا تھا کہ ملک کی اغراض پر اپنی اغراض کو کبھی مقدم نہ رکھے۔ یہ انتباہ بے وجہ نہ تھا۔ گلاسٹر کی فطرت میں خود غرضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ پورا ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ گلاسٹر کی اپنی بی بی کے ترکے کے بارے میں امیر برگنڈی سے نزاع ہو گئی اور اپنے چچا ہنری بوفورٹ سے بھی جو وزیر خزانہ تھا اُس کی چل گئی چنانچہ تین سال بعد بیڈفروڈ کو وہ فوج میں صلح کرانے کیلئے مجبوراً فرانس سے واپس آنا پڑا۔

خلاصہ ۱۴۲۲-۱۴۶۱ء بخلاف اُس کے بیڈفروڈ نے فرانس میں رہ کر اپنے

فرانس مفوظہ بخوبی و خوش اسلوبی انجام دیئے۔ امیر یگنڈی کی بہن سے عقد کر کے اُس نے بعد وقت اُن مشکلات کو رفع کیا جو گلاسٹر کے جھگڑے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ پھر پانچ سال کناندر پے در پے فتوحات سے اُس نے دریائے لائر کے شمال کی جانب رارافرانس سر کر لیا اور آ لینٹس کو محصور کر کے وہ یہاں بھی فتح و نصرت کا پھر پرا اڑانے ہی کے قریب تھا کہ اس شہر کو وہ حیرت انگیز تائیپ پیچ لگتی جس کا افسانہ بہتی دنیا تک زبان زد خلق رہے گا۔

شمسین اور لورین کے مصافات میں ڈاچی ایک قصبہ ہے اُس قصبے کے ایک مزدور کی ایک بیٹی تھی جس کا نام بتین ڈارک تھا۔ انگریزی زبان میں غلطی سے یہ نام چون ساکن آ کر ہو گیا۔ یہ سیدھی سادی و بہتان زادی جسکی عمر اٹھارہ سال تھی اپنے ملک کی مصیبت اور تباہی دیکھ دیکھ کر جی ہی جی میں گر لھا کرتی تھی۔ قدیم الا یام سے فرانس میں ایک پیشین گوئی چلی آئی

جین ڈارک کی داستان  
۱۳۳۱-۱۳۲۹ء

تھی کہ جب یہ ملک تباہ ہونے کے بالکل ہی قریب ہو گا تو لورین کی ایک دوشیزہ راک کی اٹھ کر اپنی قوت بازو سے اسے بچا لے گی یہ پیشین گوئی جین ڈارک کے دل پر نقش تھی اور وہ خود کو اس کا مصداق سمجھنے لگی تھی۔ عالم رویا میں کئی بار اُس کو محسوس ہوا کہ فرشتہ میکائیل نمودار ہوا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ ولیمہ فرانس کے پاس جا اور اس کو خوش خبری سنا کہ میں تیری مظفر و منصور فوجوں کو ریفرنگ لے جانے پر مامور ہوئی ہوں جہاں کلیسا کا مقدس رومن تیرے سر پر ملا جائے گا۔ اور اس سر راج بادشاہی رکھا جائے گا۔ گاٹوں کے پادری اور باقی تمام گاٹوں والوں نے جب راک کی اُن بشارتوں کا حال سنا تو سمجھے کہ راک کی سٹرن ہو گئی۔ انہوں نے اسے بہتر ارادہ کا مگر وہ نہ مانی اپنے علاقے کی فوج کے کپتان کو سمجھا بھجا کر راضی کر لیا کہ اسے ولیمہ کے خدمت گاہ تک لے چلے۔ وہاں پہنچ کر اُس نے اپنا مقصد بیان کیا۔ ڈوبنے کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے۔ ولیمہ نے





سچا لیا تھا لیکن وہ ایسے احسان فراموش ثابت ہوئے کہ اپنی محسنہ کو موت کے  
 منہ میں جاتے دیکھ کر اُس کے بچانے کے لیے انگلی تک نہ اٹھائی۔ انگریزوں نے  
 اُس کی شجاعت و دلادری کے کارنامے اپنی آنکھوں دیکھے تھے لیکن اُن کو  
 ایک بہادر دشمن کی قدر کرنے کی توفیق نہ ہوئی شہر دم و نہ امت کے دماغ سے  
 اگر کسی کی پیشانی پاک ہے تو وہ خود اس بھولی بھالی لڑکی کی پیشانی ہے۔

۱۷۹۳ء کو جاوہر گرنی ہونے کے الزام میں یہ غریب بمقام ریون زندہ  
 جلا دی گئی اور اُس کی پاک روح بدعہد دوستوں اور بے رحم دشمنوں کے  
 پیچھے سے کھل کر اُس عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی جہاں اشہد ار کسی کو ایذا  
 نہیں پہنچا سکتے اور خشکی و فرسودگی آسائش و آسودگی سے بدل جاتی ہے۔  
 جنگ ابھی تک ختم نہ ہوئی تھی اس لیے کہ چارلس پیرس پہنچنے نہ پایا تھا  
 اور چین ڈارک کی وفات والے سال ہی میں بو فرٹ نے اس شہر میں  
 تاج فرانس ہنری ششم کے سر پر رکھ دیا تھا۔ لیکن اسی وقت سے انگریزوں  
 جنگ صد سالہ کا خاتمہ کے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے دو سال بعد بیڈ فرڈ  
 کا انتقال ہو گیا اور جنگ کا اہتمام رچرڈ امیر بارک اور  
 جان ٹالبٹ کے سپرد ہوا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت

۱۷۹۳ء -

نظر نہیں آتی تھی کیونکہ بیڈ فرڈ کی آنکھ بند ہوتے ہی برگنڈی والے شاہ فرانس  
 سے جا ملے۔ ۱۷۹۳ء میں جب ہنری ششم نے انجو کی شہزادی مارگرٹ سے  
 شادی کی تو انگریزوں کی طرف سے وعدہ ہوا کہ انجو اور مین کا علاقہ مارگرٹ  
 کے باب ریتنی کو ویدیا جائے گا اور ساتھ ہی فرانس کے ساتھ عارضی صلح کا  
 عہد بھی ہو گیا۔ لیکن یہ عہد آٹھ دن ٹوٹا رہتا تھا۔ ۱۷۹۳ء میں چارلس ہفتم نے  
 مارمنڈی کو دوبارہ فتح کر لیا اور مزید چار سال کے عرصے میں گوین  
 اور بورڈو پر بھی اُس کا قبضہ ہو گیا۔ غرض ٹالبٹ کے مارے جانے پر  
 جب ۱۷۹۳ء میں جنگ صد سالہ کا خاتمہ ہوا تو فرانسیسی مقبوضات میں سے  
 انگلستان کے پاس صرف کیلے باقی رہ گیا تھا۔

ادھر تو فرانس میں انگریزوں کو پے در پے شکستیں ہو رہی تھیں اور

علاقہ برطانیہ سے نکلا جلا جاتا تھا اور ہر خود گھر کی بیچالت تھی کہ امیر گلاسٹر اور وزیر خزانہ بوفرت آپس میں دست و گریباں ہو رہے تھے۔ گلاسٹر ہر دفعہ وزیر اور جاہ طلب تھا مگر بدبرانہ و باغ نہ رکھتا تھا۔ گلاسٹر اور بوفرت جب کسی معاملے کو سلجھانا چاہتا تھا تو وہ جھٹ کہہ جگاڑے۔ اس میں انھیں ڈال دیتا تھا ایک مرتبہ تو گلاسٹر کے ہاتھ سے تنگ آکر بوفرت انگلستان ہی سے چلا گیا۔ خود سید خرد کا گلاسٹر نے ناک میں دم کر رکھا تھا چنانچہ بچارے خرد سال بادشاہ کو ایک دفعہ جبکہ اس کی عمر گیارہ سال کی تھی بہت اپنے چچاؤں سے التجا کرتی پڑی کہ ازراستے خدا لڑیں جھگڑیں نہیں بلکہ صلح اور صفائی کے ساتھ رہیں۔ جب سن ۱۲۲۹ء میں ہنری کی تخت نشینی کی رسم عمل میں آئی تو گلاسٹر کا اقتدار ختم ہو گیا لیکن بوفرت جواب کر دینا لکے کلیسائی منصب پر فائز تھا معاملات سلطنت میں برابر ذخیل رہا اور اس کا رسوخ سن ۱۲۳۲ء تک جو اس کا سال وفات ہے قائم رہا۔

ان دنوں پارلیمنٹ کی قوت روز بروز گھٹ رہی تھی اور بادشاہ کی پیروی کو نسل زیادہ طاقتور ہوتی جاتی تھی۔ اسکا ایک سبب یہ تھا کہ پارلیمنٹ کی رکنیت کے لئے رائے دینے کا اختیار پہلے تمام ان لوگوں کو حاصل تھا پارلیمنٹ کا اخطا۔ جو مرکز انتخاب یعنی ضلع کی عدالت میں حاضر ہوتے تھے یہ حق ہنری ششم کی حکومت کے اٹھویں سال میں موقوف ہو گیا۔ اور صرف انھیں لوگوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا جو چالیس شلنگ (اس زمانے کے) میں تیس پاونڈ کے مساوی) کی مالیت کی اراضی یا مکانات کے مالک ہوں۔ اس کے ساتھ شہروں کے انتخاب پر شہریوں کی ایک ”مختب جماعت“ نے قابو پالیا اور چونکہ حکام عدالت اس انتخاب میں بہت کچھ دخل ہوتے تھے اس لئے بادشاہ اور امرا آسانی سے اپنا اثر ڈال کر اپنی کوں کے رکن مختب کرا سکتے تھے۔ غرض اس طور پر دارالعوام کی وقعت وزیرائے سلطنت کے آئندہ کار بر آری سے کچھ ہی زیادہ رہ گئی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جب وزیر آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے تو پارلیمنٹ کے

ٹھیک پارلیمنٹ اراکین بھی اجلاس میں مسلح ہو کر آتے تھے۔ ۱۲۲۵ء میں ایک انوکھی پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا جو ٹھیک پارلیمنٹ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چونکہ وہ نکلے فساد کے دور سے ممبروں کو پارلیمنٹ میں ہتھیار باندھ کر آنے کی ممانعت کر دی گئی تھی اس لیے وہ آستینوں میں ڈنڈے چھپا کر لیتے آئے۔ پارلیمنٹ کی کمزوری کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ ۱۲۴۱ء میں بادشاہ نے اپنی کونسل کے اراکین کا انتخاب پارلیمنٹ کی رائے پر رکھنے کے بجائے بذات خود کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت کا حقیقی اختیار اس کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اختیار فی الحقیقت خود اس کے اپنے ہاتھوں میں منتقل ہوا۔ اس لیے کہ ہنری جو ۱۲۴۲ء میں ذمہ داری کے سن کو پہنچا اپنی کوئی رائے نہ رکھتا تھا وہ پاکباز و صابر تھا سنگسار مزاج رحیم و آزاد ہنری ششم کی سیرت اگر ہم نفس تھا یہ سب کچھ تھا لیکن نہ اسے جسمانی توانائی تھی نہ بہرہ ملا تھا نہ اس کے قواسی دماغی صحیح تھے۔

آخر عمر میں اسے رہ رہ کر جنون کے دورے اٹھنا پڑتے تھے اور یہ مرض اسے نخیال سے ترک میں پہنچا تھا اس لیے کہ اس کا نانا چارلس ششم اور شاہ فرانس جنون تھا۔ اٹن کا مدرسہ اور کیمبرج کالج (شاہی دارالعلوم) اسی کے قائم کیے ہوئے ہیں اور ان دونوں تعلیم کا ہوں کے ساتھ اسے ایک خاص دل لگی تھی۔ اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں بھی وہ کوتاہی نہ کرتا تھا اور ہمیشہ کوشش کرتا رہتا تھا کہ اس کے مشیروں اور صلاح کاروں میں باہم صلح اور آشتی رہے لیکن سلطنت کے تمام اہم کاموں میں وہ کوئی بختہ ارادہ نہ رکھتا تھا اور اپنے سے زیادہ مستقل مزاج لوگوں کی پیروی میں کبھی ایک رائے اختیار کرتا کبھی دوسری ڈ

۱۲۴۵ء میں ہنری نے مارگرٹ ریڈ انجو کے ساتھ عقد کیا تھا اس تاریخ سے وہی ہنری پر حاوی ہو گئی اور عرصہ زیادہ تر اسی کے اشارے پر چلنے لگا وزیر میں سے اول اول امیر مفاک کو ملکہ کے مزاج میں دخل تھا آگے چل کر

امیر سامرٹ کا رسوخ بڑھ گیا۔ انگلستان کو جب جنگ میں نقصان ہونے لگا تو انگلستان نے تلافی کرتی چاہی کہ جو علاقے ہاتھ سے نکل گئے ہیں کسی طرح پھر ہاتھ آجائیں لیکن مارگرٹ فرانسیسی ہونے کے باعث بالطبع اپنے وطن سے ہمدردی رکھتی تھی اور اس کی خواہش تھی کہ صلح ہو جائے۔ ۱۴۴۵ء میں گلاسٹنبرگ بغاوت کا الزام لگا گیا اور پانچ دن بعد وہ اپنے بستر پر مروہ پایا گیا۔ قیاس چاہتا ہے کہ اس کے دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہو گا۔ غناں اقتدار اب سفاک کے ہاتھ میں آئی اور اس نے اپنے اختیارات مناسب طور پر استعمال کیے۔ لیکن چھپے دشمن اس کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ انھوں نے اب یہ شہر چھلانگ دے کر فرانس کے ساتھ دبا کر صلح کر رہا ہے۔ غرض اس پر ۱۴۵۳ء میں مقدمہ چلایا گیا اور بعد ثبوت الزم اسے جلا وطن کی سزا دی گئی لیکن وہ بڑا ظلم یورپ تک۔ جان سیاست نے کر چھپنے والا بلکہ انا میرے انگلستان کو چھوڑ کر گئے وقت رستے ہی میں مار ڈالا گیا تو گھٹ اب گرانبار محصول اور کرتے کرتے تنگ آ گئے تھے لیکن ساتھ ہی اس بات پر بھی ناراض تھے کہ کیون فرانس کے ساتھ صلح کر لی گئی۔ چونکہ ایسی کوئی زبردست قوت ملک میں موجود نہ تھی جو انھیں قابو میں رکھ سکے اس لیے انھوں نے بغاوت کر دی۔

جیک کیڈ کی بغاوت آئرلینڈ کے ایک باشندے نے جس کا نام جیک کیڈ تھا اور جو اپنے تئیں خاندان مارٹیر سے ظاہر کرتا تھا کینٹ شہر سے آئرلینڈ کے بیس ہزار جوانوں کے ساتھ بلیک ہیڈ کالن

کا رخ کیا اور وہاں سے لندن کی طرف روانہ ہوا۔ سنہ ۱۴۵۵ء میں ڈاٹ ٹائیلر کی سرکردگی میں جس جماعت نے علم فضا و بلد کیا تھا اس کے مقابلے میں جیک کیڈ کے پیرامیوں کی حالت بہتر نظر آتی ہے اس لیے کہ ان لوگوں نے نہ تو غلامی کی شکایت کی نہ اجرت کی کمی کا شکوہ کیا بلکہ صرف اس قدر مطالبہ کیا کہ پارلیمنٹ کے انتخابات آزادانہ طور پر عمل میں آئیں حکومت کے بددینی منہ لگنے ملک سے نکال دیئے جائیں۔ ان لوگوں نے

لندن کے اندر داخل ہو کر افسر خزانہ لارڈ سے کو قتل کر دیا لیکن آخر ایک لڑائی میں جو لندن کے پل پر ہوئی شکست کھا کر منتشر ہو گئے اور بادشاہ نے ازراہ مراحم خسروانہ ان کا جرم معاف کر دیا۔ البتہ جیک کیڈ آگے چل کر لیویز کے قریب مارا گیا۔ اسی سال کے ماہ نومبر میں لندن کے لارڈ میئر (رئیس بلد) کے انتخاب کی تقریب پر رئیس بلد کا پہلا جشن غامش برپا ہوا۔ جیک کیڈ کی بناوت سے یہ اس روز روشن کی طرح آشکارا ہو گیا تھا کہ حکومت کے انتظام پر اب کسی ایسے شخص کو مامور ہونا چاہیے جو زبردست انتظامی قابلیت رکھتا ہو چنانچہ کچھ سال بعد رچرڈ امیر یارک جو فرانس اور پرتگال کے بادشاہ کی طرف سے فرانس کا رہنما تھا انگلستان آیا اور ملک کے سنبھالنے کے لیے ویر سامرست کی جگہ لے کر ۱۴۵۵ء میں محافظہ سلطنت کے منصب پر مقرر ہوا تاکہ بحیثیت نائب سلطنت غریب بادشاہ کی طرف سے جو عارضہ اختلال حواس میں مبتلا تھا حکومت کے کاروبار کو سرانجام دے

یارک کا یہ امیر چرڈ ہنری کا قریب ترین رشتہ دار تھا اور گلاسٹر کی وفات کے وقت سے لے کر ۱۴۵۳ء تک جب کہ ہنری کا بیٹا ایڈورڈ پیدا ہوا رچرڈ ہی ولیعہد سلطنت رہا۔ ایڈورڈ کی ولادت کے بعد بھی اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ایک لحاظ سے رچرڈ ہی تخت انگلستان کا سب سے زیادہ حقدار تھا اس لیے کہ اس کی ماں امیر کلاrens کے سلسلہ نسب میں خاندان مارٹیم کی اُس شاخ کیر سے تعلق رکھتی تھی (دیکھو نقشہ مندرجہ) جس کا دعویٰ تخت و تاج ہمیشہ نظر انداز ہوتا رہا۔ لیکن بات یہ ہے کہ خاندان لینکسٹر تین سو سال سے انگلستان میں برسر حکومت تھا اور امیر یارک اُس وقت مہام سلطنت میں صرف بادشاہ کا ہاتھ بٹانے آیا تھا۔ سال آئندہ جب ہنری کا مزاج بحال ہوا تو ارگرٹ نے بادشاہ کو یہ بی بی بڑھائی کہ یارک کو الگ کر کے سامرست جنگ سینٹ آلبنس کو پھر واپس بلائے۔ ایک تو جانیشی کا موقع ہاتھ سے ۲۲ مئی ۱۴۵۵ء نکل جانا دوسرے حکومت کے تمام اختیارات کھو بیٹھنا یہ دونوں سختیاں ایسی تھیں جنہیں امیر یارک آسانی سے

سہہ سکتا۔ اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ علم انقلاب بلند کر دیا۔ امیر سالبری  
امیر نیول اور امیر دارک بھی اپنی اپنی جمیعتوں کے ساتھ اُس کے شریک ہو گئے  
ملکہ کی جماعت بھی بڑے ٹھانڈے سے کھلی۔ سینٹ آبنس کے مقام پر دونوں  
کا مقابلہ ہوا۔ امیر یارک کو فتح ہوئی اور سامرسٹ مارا گیا۔

اس طور پر وہ خوزیز آویزشیں شروع ہو گئی جو گلاب کے پھولوں  
یا گلابوں والی لڑائی کے نام سے مشہور ہے۔ طرف داران خاندان لینکسٹر  
یعنی ملکہ کے ہوا خواہوں کی علامت سنخ گلاب تھی جو ہمیشہ سے اُن کا اتنازی  
نشان چلا آیا تھا اور طرف داران خاندان یارک نے اپنے لئے سفید گلاب کا  
جنگ گلاب۔ نشان تجویز کیا۔ جنگ کا پلہ کبھی ایک فریق کی طرف  
۱۷۵۷ء کو لڑا گیا تھا۔ ۱۷۵۷ء جنگ جاتا تھا کبھی دوسرے کی جانب۔ ۱۷۵۷ء میں  
بادشاہ کو پھر جنون کا دورہ اٹھا اور امیر یارک حسب سابق

محافظ سلطنت مقرر ہوا۔ اس مرتبہ جب بادشاہ کو افاقہ ہوا تو اُس نے  
امیر موصوف اور ملکہ میں صلح کرا دینی چاہی۔ لیکن مارگرٹ اُس کو اپنے بیٹے  
کا کرا لینٹ سمجھتی تھی۔ ایسی حالت میں کس طرح ممکن تھا کہ دونوں پر صافحت  
ہو سکے۔ ملکہ چپکے چپکے توڑ توڑ کرتی رہی اور پارلیمنٹ کو اس بات پر آمادہ  
کر لیا کہ ایک مسودہ قانون خلافت ورزی باسرا مرتب کیا جائے جس میں امیر یارک  
مسودہ قانون خلافت اور اُس کے ہوا خواہوں کو بعلت بغاوت متوجہ سزا دے موت  
ورزی باسرا کر۔ قرار دیا جائے۔ اس مسودہ قانون کی زد میں جو شخص آتا تھا اُسے  
پارلیمنٹ باغیہ قانونی کارروائی کے بغیر مجرم قرار دے کر اس کے خاندان

کو باغی کر دیتی تھی اور یہ لوگ جہاد سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتے تھے۔  
جنگ گلاب کے معرکوں کے دوران میں ہر ذی اختیار فریق فریق ثانی کے  
اکابر و علماء کو اُس قانون کی زد میں لاکر باغی منتشر کر دیتا رہا اور جتنے امرا  
میدان جنگ میں کام آئے اُن سے کچھ کم اس قانون کا شکار نہ ہو سہے ہونگے  
جنگ نار تھمپٹن مسودہ قانون خلافت ورزی باسرا کی گرفت سے  
امیر یارک بچا رہا اس لئے کہ وہ آئر لینڈ میں تھا جہاں  
جولائی ۱۷۵۷ء

اس کے حریف نہ پہنچ سکتے تھے۔ ۱۲۶۱ء میں وہ ایک لشکر جہاز لیکر آیا اور  
نارنٹھمٹن کی لڑائی میں اپنے حریفوں کو شکست فاش دے دی۔ ہنری ششم تو  
گرفتار کر لیا گیا اور مارگرٹ نے اپنے بیٹے کے ساتھ میدان جنگ سے  
فرار ہو کر اسکاٹ لینڈ میں جا پناہ لی۔

اب امیر یارک نے دعویٰ پیش کیا کہ تخت انگلستان میراثی ہے اور  
ایک پارلیمنٹ نے جس کا اجلاس اسی سال کے موسم خزاں میں منعقد ہوا  
اس کا دعویٰ تسلیم کر کے اسے ہنری کا جانشین قرار دیا اور ایڈورڈ شہزادہ ویلز  
کو الگ کر دیا۔ لیکن میدان ابھی خالی نہ ہونے پایا تھا۔ فریق ثانی براہ تیاریاں  
جنگ و کفیلہ کر رہا تھا پانچ مہینے بعد وینفیلڈ کے میدان میں پھر ایک جنگ  
۲۴ دسمبر ۱۲۶۴ء ہوئی جس نے سارا نقشہ ہی بدل دیا۔

فریق لینکسٹر کو فتح ہوئی۔ امیر یارک مارا گیا اور اس کا بیٹا  
امیر رلیگنڈ جنگ کے بعد قتل کر دیا گیا۔

رچرڈ کے بعد اس کے خلف اکبر ایڈورڈ نے امارت یارک کی مسند پر فائز ہو کر  
اپنے خاندان کے حریفوں کا مقابلہ شروع کیا۔ اور مارٹھبرگ کو اس کے مقام پر  
جو بیہ فرزند شاہ کے خلع میں واقع ہے امیر ممبروک کو شکست دیکر سیدھا لندن  
کی طرف بڑھا۔ اگرچہ انگلستان کے شمال کی آبادی خاندان لینکسٹر کی طرفدار تھی  
جنگ مارٹھبرگ کو اس لیے تمام بڑے بڑے سچا رقی شہر خاندان یارک کے دلی ہوا تھا  
تھے۔ صورت حالات اس وقت یہ ہو رہی تھی کہ ادھر صرف

۱۲۶۱ء  
امیر یارک نے ملکہ پر حملہ کیا جس نے اسے شکست دے کر اپنے  
خاندان کو چھڑا لیا اور شمالی علاقے کی طرف چلی گئی اور ایڈورڈ اپنی فوجیں  
لے کر لندن میں داخل ہو گیا اور اہل شہر نے بڑے تپاک سے اس کا  
خیر مقدم کرتے وقت زندہ ہوائندہ بادشاہ ایڈورڈ کے نعرے لگائے  
شروع کیے۔ لوگ اس اہل میں ہنری کی بودی حکومت سے تنگ آ گئے تھے  
ایڈورڈ کی بادشاہی کا اعلان اور کسی قوی بازو بادشاہ کی حکمرانی کی تائید کرنے لگے تھے  
۱۲۶۱ء  
کہ انھیں اس کے ظل حمایت میں امن اور چین تو نصیب ہو۔

دو دن بعد اسیر وارک بھی لندن آگیا۔ تمام امرا جو خاندان یارک کے حلیف تھے جمع ہوئے اور ہر راجہ سلسلہ کو ایڈورڈ کی بادشاہی کا اعلان کر دیا گیا۔ لیکن اس کامیابی کی خوشیاں منانے کا ابھی وقت نہ تھا کیونکہ ملکہ ایک بہت بڑی فوج شمال میں جمع کر رہی تھی۔ ایڈورڈ اور وارک اس خطرے کے وسیعے کے لیے بلا درنگ شمالی علاقے کی طرف بڑھے۔ اولستر سے ملکہ بھی تیار ہو کر نکلی۔ دونوں جنگ توشن

توجوں کا ٹوشن کے میدان پر مقابلہ ہوا جو یارک شائر میں واقع ہے اس سارے مہر کے کی یہ غریب ترین لڑائی تھی۔

فینکس والوں کی طرف سے میں ہزار آدمی کھیت رہے۔

یارک والوں کا بھی قریب قریب اسی قدر نقصان ہوا لیکن میدان اُنکے اٹھ رہا۔ ہنری اور مارگرٹ نے اسکاٹ لینڈ میں چاہا لی۔ بہت سے امراء یا میدان جنگ میں کام آئے یا قتل کر دیے گئے۔ ایڈورڈ مظفر و منصور ہو کر لندن واپس آیا اور ۲۸ جون ۱۲۶۱ء کو ویسٹ منسٹر میں تاج سلطنت اُس کے سر پر رکھا گیا۔



## بارہواں باب خاندان یارک

ایڈورڈ چہارم ۱۳۹۱ء تا ۱۴۰۵ء

ایڈورڈ چہارم ۱۳۹۱ء تا ۱۴۰۵ء

ایڈورڈ چہارم ۱۳۹۱ء تا ۱۴۰۵ء

آئندہ دس سال کا زمانہ کشت و خون اور لڑائیوں کا ایک سلسلہ تھا و انگیزہ دور ہے۔  
مارگرٹ اپنے خاوند اور بیٹے کو دوبارہ تخت سلطنت دلوانے کے لیے روانہ دار  
جد و جہد کرتی رہی ۱۳۹۱ء میں پہلی مور اور ہیکیم کے عہدائوں پر دو لڑائیاں ہوئیں اور  
ہنری ششم کی نظربندی فرانسیدوں اور اسکاٹلینڈ والوں کی امداد کے باوجود مارگرٹ کو  
قلعہ لندن میں۔ دونوں میں شکست ہوئی۔ ہر طرف سے عاجز ہو کر وہ اپنے  
بیٹے کو لیے ہوئے فلینڈس چلی گئی اور شاہ ہنری رونکشاہ

میں روپوش تھا اگر تیار کیا گیا اور لندن کے قلعہ میں بھیج دیا گیا جس سے ان دونوں قلعہ  
کے علاوہ حمل شاہی کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ یہاں بحالیت نظر بند اس کے ساتھ چھا  
برتاؤ ہوتا تھا۔ لیکن نگرانی سخت تھی کہ فرار نہ ہونے پائے۔

ایڈورڈ نے اسی زمانے میں سر جان کرے کی بیوہ الزبتھ وڈویل کے ساتھ نکاح کر کے  
امیر وارک کو تخت نامراض کر دیا اور موصوف کو امید تھی کہ اس کے مشورے سے بادشاہ  
کسی فرانسیسی شہزادی کو اپنے حوالہ عقد میں لائے گا اور اس کو پراس کا اقتدار  
مستحکم ہو جائے گا یا اگر یہ ممکن نہ ہوا تو اپنی بیٹی اسے دے دے گا۔ لیکن ایڈورڈ  
شہزادی عقد۔ نے اس کی تمام امیدوں پر پانی پیو دیا اور یہی نہیں کیا کہ ایک

بے حیثیت اور بے اثاثہ عاقبت سے شادی کر لی بلکہ بہت بد  
اپنے خیر لاڈورڈ رنریس اور اپنے دوسرے سہاویوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور  
کرنا شروع کیا۔ وارک نے اس کے جواب میں اپنی بیٹی اسابیلانیول کا نکاح ایڈورڈ سے کر  
بھائی امیر کلائس سے کر دیا کہ ایڈورڈ کے بعد وارث تخت و تاج مہی تھا اور یہ بات

بادشاہ کی ناراضی کا موجب ہوئی۔

انھیں ایام میں فریق لینکسٹر نے شمل انگلستان میں ایک شورش برپا کی جس کا اثر دور تک جا پہنچا اور ایڈورڈ کو اپنے حریفوں سے پھر معرکہ آرا ہونا پڑا۔ ایجکوسٹ کے مقام پر جو اس سفر دشواری میں واقع ہے فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ایڈورڈ کی جماعت کو شکست ہوئی۔

بنگ ایجکوسٹ فریق لینکسٹر اکثر تعداد امرا جن میں ملکہ کے بھی کئی شہنشاہ شامل تھے مارے گئے۔ خود ایڈورڈ جو میدان میں اکیلا رہ گیا تھا گرفتار ہو کر کچھ

دیر کے لیے وارک کے بھائی صدر اسقف نیول کے پاس قید رہا۔ لیکن بعد میں اُسے لندن واپس جانے کی اجازت دے دی گئی جہاں پہنچ کر اُس نے وارک اور اپنے سگے بھائی امیر کلارنس کو باغی قرار دیکر اُس کی گرفتاری کا اشتہار جاری کر دیا۔ اب اُن دونوں کو بجز اس کے چارہ نہ رہا کہ فرانس بھاگ جائیں۔ یہاں معزول شدہ ملکہ مارگرٹ پہلے سے موجود تھی۔ ملکہ سے وارک نے کہا کہ اگر آپ اس بات پر رضامند ہوں تو ایک مارگرٹ سے جائتا ہوں کہ آپ کے فرزند ایڈورڈ شہزادہ ویلز کی نسبت میری بیٹی این کے ساتھ طعیر جائے تو پھر میں آپ کا شریک حال ہو کر تخت انگلستان

پر دوبارہ قابض ہونے میں آپ کو ہر طرح کی امداد دینے کے لیے تیار ہوں وارک کی اس میں یہ مصلحت تھی کہ اُس کی دونوں بیٹیوں میں سے ایک نہ ایک کے لیے سلطنت کا رستہ صاف ہوا جاتا تھا۔ امیر کلارنس کے ساتھ جو خاندان یارک سے تھا اُس کی بیٹی اسابلا کا عقد ہو چکا تھا۔ شہزادہ ویلز کے ساتھ جس کا تعلق خاندان لینکسٹر کے ساتھ تھا اُس کی دوسری بیٹی این کی منگنی ہو جانے والی تھی۔ ایسی حالت میں یارک یا لینکسٹر جس فریق کا بھی پلہ بھاری ہوتا وارک کا فائدہ ہی فائدہ تھا۔

ایڈورڈ کا فرار | ملکہ اس تجویز پر رضامند ہو گئی اور وارک کی بیٹی کا رشتہ قبول کر لیا۔ اب وارک حب قرار واد فوج لے کر ڈارمیتھ میں لنگواںڈز ہوا

اور ایڈورڈ چہارم نے یہ دیکھ کر کہ جو اُس کے دست و بازو تھے وہی اُسے دغا دے گئے بے حواسی کے عالم میں راہ فرار اختیار کر کے فلینڈرس میں جا سچھپایا۔ اُسکی ملکہ الزبتھ وڈول خانقاہ ویسٹ منسٹر کے مامن میں پناہ گزین ہوئی اور یہیں اُس کا

ایسا نا بیٹا پیدا ہوا جس کی قسمت میں ایک دن ایڈورڈ پنجم کا لقب اختیار کر کے تخت انگلستان پر بیٹھنا اور پھر بہت جلد دنیا سے نامراد جانا لکھا تھا۔

بیچارہ ہنری اب درکنار برٹش سٹیم کو نظر بندی سے آزاد ہوا اور چھ مہینے کے لیے اسے پھر حکومت نصیب ہوئی۔ وارک جس کی کوششوں سے وہ دوبارہ تخت پر بیٹھا تھا اسی لیے ”بادشاہ گر“ کہلاتا ہے۔ لیکن فتح و شکست کے اس ہنری ششم مجھ جھینے پھر اتنا چڑھاؤ کا تسلسل اب ختم ہونے کو تھا۔ ایڈورڈ اپنے بادشاہی کرتا ہے۔

بہنوئی امیر برگنڈی سے مدد لیکر فرینسی فوج کے ایک مختصر سے دستے کے ساتھ اسی مقام پر نظر انداز ہوا جہاں بہتر سال قبل ہنری چہارم اترتا تھا اور اس کا بھائی امیر کلائنس بھی اس سے ملا۔ دونوں بھائی اپنی فوجیں لے کر ہوئے سیدھے لندن پہنچے جہاں ایڈورڈ کا خیر مقدم پھر پڑے جوش سے کیا گیا۔ بارنٹ کے میدان میں ایڈورڈ اور وارک کا مقابلہ ہوا اور وارک لڑائی میں مارا گیا۔ اب مارگرٹ نے جنگ کی تیاریاں شروع کیں اور جبکہ سپاہ فہم کر سکتی تھی ایڈورڈ کے مقابلے پر ٹیو کسبری کے میدان میں لائی جو کلا سٹر شایر میں واقع ہے۔ اس معرکہ میں اس نے بھی شکست فاش کھائی اور اس کا فوجی بیٹا شہزادہ ویلز شاہ ایڈورڈ کی آنکھوں کے سامنے میدان جنگ میں کاری زخم جنگ ٹیو کسبری پہنچا۔ لٹاکر کام آیا۔ دو ہفتہ بعد ہنری ششم بھی قلعہ لندن میں غالباً قاتل کے منہ سے ہلاک ہوا۔ اور اس طرح یہ طویل کشمکش آخر ختم ہو کر مارگرٹ گرفتار ہو کر قید کر دی گئی تھی لیکن اس کے باپ رینی نے شہنشاہ میں فدیہ دیکر بیٹی کو بچھڑا لیا اور وہ فرانس واپس چلی گئی۔

آخر خدا نذاکر کے ملک کو امن و امان نصیب ہوا۔ لیکن یہ حقیقت نظر انداز نہیں ہو سکتی کہ اگرچہ اس تمام عرض مدت میں امر اور ان کے متوسلین ایک دوسرے کا کلا کاٹنے میں مصروف تھے پھر بھی جدید طبقہ متوسط کی آبادی یعنی کسان و ہقان طبقہ متوسط کی خوش حالی سفید پوش بیوپاری اور سوداگر برابر ترقی کر رہے تھے۔ ملک کے نلوں و عرض میں جو لڑائیاں ہو رہی تھیں ان سے انھیں کچھ سروکار نہ تھا اس لیے کہ یہ جنگاں محض خاص خاص جاہلوں کی باہمی اویزشوں کا حکم رکھتے تھے

ملک کی عام آبادی کا اُن میں کوئی حصہ نہ تھا اگرچہ یہ درست ہے کہ ان ہنگاموں کے دوران میں جبہ ان کے مگر بارلٹ جاتے تھے تو ان کی کہیں شنوائی نہ ہوتی تھی اور اُن کے نقصان کی تلافی کی شکل مشکل سے پیدا ہوتی تھی۔ یہ حالات ہمیں بعض دل چسپ خطوط سے معلوم ہوئے ہیں جو اس زمانہ میں نارفاک کی ایک خاتون مارگرٹ پیٹن نے لکھے تھے۔ پھر کچھ بحیثیت مجموعی طبقہ متوسط کی خوش حالی بویترتی اور اس کی دولت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ جب ایڈورڈ نے تخت و تاج کی طرف سے مطمئن ہو کر فرانس پر حملہ آور ہونے کا قصد کیا اور چہ بالآخر شاہ فرانس سے ایک سالانہ وظیفہ ملنے پر یہ قصد اُس نے ترک کر دیا، تو بہت سے متمول تاجر اور دوسرے اہل دل ملک میں ایسے موجود تھے جنہوں نے ہدایا کے نام سے بڑی بڑی نذرانے کی رقمیں اُس کے آگے لاکر ڈھیر کر دیں

ہدایا جس سے اس بات کا یقین ثبوت ملتا ہے کہ ملک میں روپیہ کی کمی نہ تھی۔ اول اول تو یہ ہدایا لوگوں نے بطیب خاطر دیئے اس لیے کہ لوگ ایسی حکومت کو ایک نعمت خدا داد سمجھتے تھے جو اس قالم رکھتی ہو لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان نذرانوں کا ادا کرنا شہر والوں کو دو بھر ہو گیا بہر حال مجموعی اعتبار سے ملک بہت آسودہ تھا اور اس آسودگی میں ایک خوفناک وبا سے بھی کوئی فرق نہ آنے پایا جو مرض عرق ریز کے نام سے <sup>۱۳۵۷ء</sup> میں نمودار ہوئی اور ملک کی آبادی کے ایک بڑے حصے کا ضحایا کر گئی۔

ایڈورڈ کو اپنے اوائل عہد ہی میں ایک بندھی سالانہ رقم بطور وظیفہ بن جاتے ملنے لگی تھی اس لیے وہ مداخل کی طرف سے فارغ البال تھا اور یہی وجہ ہے کہ آٹھ سال کی طرف مدت میں پارلیمنٹ کی طلبی صرف ایک دفعہ ہوئی۔ ایسی حالت میں بادشاہ اور اُس کی کونسل کا مطلق العنان ہونا ایک بالکل قدرتی بات تھی۔ کوئی قوت ایسی موجود نہ تھی جو اُس کی خود سزا کا روائیوں کی روک تھام کر سکے بادشاہ چونکہ پہلے اور آوارہ تھا اس لیے رچرڈ دوم کی طرح اُس نے بھی رعایا پر تلخ طبع کی تحقیریں کیں شروع کیں اور اُن کی سخت گیریاں حد سے بڑھنے لگیں۔ پھر کچھ اُس کی ہردلعزیزی بدستور برقرار رہی اور تمام ان لوگوں کی بیچ کنی سے

جواؤں کے مزاج میں وہ امن تسلیم رکھنے میں کامیاب رہا۔ لیکن یہ کامیابی اس کے بہت ہی جھگڑے و اموں پڑی اس لیے کہ بغاوت کے ڈر سے اس نے خود اپنے حقیقی بھائی امیر کلائنس کو یہ الزام بغاوت دے کر فروری ۱۶۴۷ء کو قلعہ لندن میں امیر کلائنس کا قتل کر دیا۔  
 مراد والا۔ کلائنس کی موت کا واقعہ نہایت دردناک ہے۔  
 کہتے ہیں کہ یہ پیارہ شراب لہسی کے ایک خم میں بھینک دیا گیا اور اسی میں غوطے کھا کھا کر مر گیا۔

سیاست کے ان شور انگیز حوادث سے ہلٹ کر جب ہم معاشرت کی منزل میں قدم رکھتے ہیں تو ہمیں ایک سہانا منظر دکھائی دیتا ہے۔ ویسٹ منسٹر کی خانقاہ کے ایک چھوٹے سے گوشے میں جہاں ایک گرجا اور کچھ خیرات گھر موجود تھے ایک شخص چپکے چپکے ایک ایسا کام کرنے میں مصروف تھا جو بادشاہ اور اس کے امرا کے باہمی جھگڑوں سے کہیں زیادہ اہم تھا بلکہ شاید شہر کے تاجروں کی کوٹھیاں اور اہل حرفہ کی دستکاریاں بھی قدر قیمت میں اس سے بڑھ کر نہ تھیں یہ شخص جس کا نام ویم کیسٹن تھا انگلیں میں کینٹ سے فلنڈرس گیا تھا اور تیس سال وہاں گزار کر اور ویم کیسٹن اور اس کا مطبع  
 انگلستان واپس آیا تھا۔ ممالک غیر میں چھاپے کے فن کا نشوونما اور طبع کتب کے لیے ابھرے ہوئے حروف کی ایک ڈال چوبی تختیوں کی بجائے رفتہ رفتہ پیسے کے متحرک حروف کا رواج بکھلے خود ایک طویل داستان ہے۔ لیکن جب کیسٹن نے چھاپی کا کام انگلستان میں شروع کیا تو یہ تمام مراحل بتدریج طے ہوتے گئے۔ ۱۶۴۷ء سے پہلے انگلستان میں جس قدر کتابوں کی نئی نقول تیار ہوتی تھیں سب قلمی ہوتی تھیں اور اس سے اُن کے نایاب اور قیمتی ہونے کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اب کتابت طباعت سے بدل گئی اور کیسٹن نے شاہ ایڈورڈ اور ریچرڈ امیر گلاسٹر کی سرپرستی میں بہت سی شعر و سخن کی کتابیں چھاپ ڈالیں۔ اس کی گزراؤ کا ذریعہ بھی اس کا چھاپہ خانہ تھا۔ چنانچہ وہ یادریوں کے لیے دعا کی کتابیں و اغظوں کے لیے خطبے اور سرداریوں اور جاگیرداروں کے لیے عشق و حسن و

شجاعت کی داستانیں چھاپ چھاپ کر بچا کرتا تھا۔ ”ملفوظات و اقوال فلاسفہ“ پہلی کتاب تھی جو ۱۲۸۷ء میں انگلستان میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد چار سال کا کلام اور ٹیکسن ہسل کے نامور تاجدار کی داستان موسوم بہ ”انجامِ آخر“ شائع ہوئی۔ اُن کے علاوہ کیکسٹن نے متعدد غیر زبانوں کی تصانیف ترجمہ کر کے چھاپیں۔ مثال کے طور پر ”رینارڈ و لوٹری کی کہانی“ اور ”تاریخِ فرانسیسی“ کا نام لیا جاسکتا ہے۔ لیکن اُن کتابوں کی طبع و اشاعت سے بھی کہیں زیادہ اہم یہ واقعہ ہے کہ جب ۱۳۹۱ء کے قریب کیکسٹن کا انتقال ہوا تو چھاپہ کار فن جس نے دنیا میں ایسے ایسے حیرت انگیز انقلابات پیدا کر دیئے ہیں انگلستان میں مستقل طور پر شائع ہو چکا تھا۔ لیکن کیکسٹن ابھی زندہ ہی تھا کہ انگلستان پھر نئی مشکلات و مصائب میں مبتلا ہو گیا۔ ۹ اپریل ۱۳۹۳ء کو ایڈورڈ چہارم نے وفات پائی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے۔ ایڈورڈ شہزادہ ویلز جس کی عمر تیرہ سال تھی اور رچرڈ امیر یارک جس نے دسویں سال میں قدم رکھا تھا۔ اور جونئی جدوجہد اب ملک میں شروع ہوئی اس کا نتیجہ مشت بہی بچے تھے ۶

## ایڈورڈ پنجم

اپریل بغایت جون ۱۳۹۷ء

جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو حکومت پر دست تصرف دراز کرنے کے لیے دو فریق پہلے سے تیار بیٹھے تھے۔ ایک جماعت تو ملکہ اور اس کے اقربا کی تھی۔ دوسری جماعت کا سروراء بادشاہ کا بھائی رچرڈ امیر گلوسٹر تھا شہزادہ ویازا اس وقت اپنے ماموں لارڈ رورس اور اپنے سوتیلے بھائی سر رچرڈ کرے کی نگرانی میں مقیم لڈلو تھا۔ ملکہ کو جو مسٹر میں رہتی تھی اصرار تھا کہ اُس کے بیٹے کی ولایت اور سلطنت کی محافظت کے منصب پر کونسل کی طرف سے اسی کا تقرر ہونا چاہیے لیکن اراکین کونسل یہ خدمت رچرڈ کے تفویض کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اسے یا کہ سے جہاں وہ بحیثیت نائب حکمران تھا بلا بھیجا۔ رچرڈ نے

لارڈ روس اور ہرچرڈ کی گرفتاری -  
چھوٹے ہی ملکہ کی جماعت کے قلعہ واقع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔  
رستے میں اس کی اور اس کے رفیق امیر ملنگم کی لارڈ روس اور

ہرچرڈ کے سے ملٹ بھیڑ ہوئی جو شہزادہ کو لیے ہوئے  
لندن جا رہے تھے اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے بارک شاہ کے قلعہ یاٹلی کرکٹ  
میں بھیج دیا اور شہزادے سے یہ رہانہ کیا کہ تمہارا چچا اور سوتیلای بھائی تمہارے تخت  
وتاج کے خلاف سازش کر کے حکومت پر جو قبضہ کر لینے کی فکر میں تھے غریب  
لوہکا پھوٹ پھوٹ کر رونے اور اپنے دونوں عزیزوں کی حمایت کرنے لگا  
لیکن رچرڈ کا پھردل ذرا نہ پسپا اور شہزادے کو پھر ان دونوں سے ملنا کبھی  
نصیب نہ ہوا۔

ملکہ نے جب اپنے بھائی کی گرفتاری کی خبر سنی تو بے حد پریشان ہوئی اور  
اپنے چھوٹے بیٹے اور بیٹیوں کو لیکر خانقاہ ویسٹ منسٹر کے مامن میں جا چھپا لیا۔  
ہم یہی کہہ چرڈ اور ملنگم تو عمر بادشاہ کے ہم کاب داخل لندن ہوئے اور رچرڈ  
رچرڈ کا تقریبی نائب السلطنۃ اٹھا فظ سلطنت مقرر ہوا۔ رچرڈ کو اس منصب پر فائز  
ہم یہی کہہ چرڈ۔

ہونے میں لارڈ میٹنگ سے بہت بڑی مدد ملی۔ لارڈ موصوف  
کا شمار امرا کے طبقہ جدید میں تھا جو ملکہ کا خلاف تھا۔ اول  
اول ایڈورڈ پنجم کے قیام کے لیے اسقف لندن کا محل واقع سفیٹ ہال تجویز  
کیا گیا لیکن چند ہی روز بعد رچرڈ نے اسے قلعہ لندن کے محل میں منتقل کر دیا اور  
شومی قیمت سے ملکہ اس تجویز پر رضامند ہو گئی کہ چھوٹا شہزادہ امیر یارک بھی اپنے  
بڑے بھائی کے ساتھ ہی رہے۔

یہاں تک تمام واقعات آئینے کی طرح روشن ہیں۔ لیکن جو طرز عمل رچرڈ نے  
اس کے بعد اختیار کیا اس کی نسبت صحیح رائے قائم کرنی مشکل ہے یہ نہیں کہا جاسکتا  
کہ آیا ابتدا ہی سے سلطنت پر اس کا واپس تھا یا بعد میں اپنے دشمنوں کی سازش  
رچرڈ کی سیرت۔  
کا نوڑ کرنے کرتے یکایک اس کی نیت بدل گئی۔ اس کے

مخالفین کا بیان ہے کہ اس کی شکل و صورت نہایت کردہ  
تھی اور اس کے عادات و اطوار طبعی خوش آئند تھے لیکن یہ بیان بہت کچھ بالذامین

ہے۔ وہ نچھٹا ہوا اور تھکا ہوا اس کے ایک کندھے کی ساخت بھی کھینچ کر  
 ناقص تھی پھر بھی اس کے بشرے سے آثار غور و فکر ہو جاتے تھے اگرچہ آنکھوں کی بے قرارانہ  
 جنبش طبیعت کی سجاوٹ پر دلالت کرتی تھی۔ اس کے اطوار پسندیدہ تھے اور  
 علمی مشاغل سے اسے دل بستگی تھی۔ اس کے مکار اور بے اصول ہونے میں شک  
 نہیں لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اپنے بھائی ایڈورڈ کے ساتھ جب تک وہ  
 زندہ رہا اس کے تعلقات اخصانہ رہے اور یہیں اس کی نسبت یہی نیک گمان  
 رکھنا چاہیے کہ جو جرائم اس سے بعد میں سرزد ہوئے ان کے ارتکاب پر وہ شریع  
 ہی سے نہیں تامل بیٹھا تھا۔

ایڈورڈ پتیم کو تخت پر بیٹھے ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ ملکہ کے خواہاں ملزموں  
 کا جال بچھانے میں مصروف تھے اور فرقی مخالف کو نکال دینے کے لیے کسی  
 مناسب موقع کی تاک میں تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ہیسٹنگز بھی یہ دیکھ کر کہ  
 رچرڈ اپنے اختیار کی بالیں بہت ڈھیلی کرتا جاتا ہے ملکہ کی جماعت کے ساتھ آگیا۔  
 لارڈ ہیسٹنگز کا قتل ۱۱۔ رچرڈ کو بھی پل پل کی خبر لگ رہی تھی۔ ۱۲ جون کو دفعۃً کونسل  
 کے ایوان میں داخل ہو کر اس نے ہیسٹنگز پر اپنے خلاف  
 سازش کرنے کا الزام لگایا اور ملزم کو صفائی کا موقع دیے

جون ۱۱۔

غیر ایک مسلح جماعت کے پہرے میں دے دیا جس نے دوپہر ہوتے ہوئے  
 ٹاور گرین میں اس کا سر لٹڑی کے ایک لٹھ پر رکھ کر قلم کر دیا۔ نو دن بعد رچرڈ کی  
 خاصا نہ نیت ایک نیا رنگ لائی۔ ایک پادری نے سینٹ پالس کراس میں  
 امیر بیکٹھم نے گلہ ہال میں لوگوں کو یہ جل دینا چاہا کہ قانونی حیثیت سے الزبتھ  
 وڈول ایڈورڈ چارم کی بیاتہابی بی نہ تھی اس لئے کہ اس کو عقد میں لانے سے  
 پہلے ایڈورڈ ایک اور خاتون سے منسوب ہو چکا تھا۔ اور ایسی حالت میں دونوں  
 شہزادے جو اولادنا جائز تھے تخت و تاج کے حقیقی وارث نہ ہو سکتے تھے۔  
 یہ دونوں نہیں گیا لیکن اب بھی رچرڈ اور تخت سلطنت کے درمیان ایک  
 اور حجاب، علیل تھا۔ یعنی امیر کلارنس کے نو عمر بیٹے امیر وارک کا حق رچرڈ کے  
 شہزادے کے لیے ترجیح کے ساتھ قرار دینا تھا۔ یہ مشکل چکی جاسکتی تھی یوں مل کر لی گئی کہ وارک



سما باب باغی تھا اس لیے وہ تخت نشین نہیں ہو سکتا۔ غرض ۲۵ جون کو پارلیمنٹ کے امرا اور عوام کی ایک جماعت نے تاج شاہی رچرڈ کو پیش کیا اور اس کے دوسرے دن اُس نے ایوان ویسٹ منسٹر میں داخل ہو کر رچرڈ سوم کے لقب سے اُس سنگ مرمر کے تخت پر جلوس کیا جو رسم تخت نشینی کے لیے مخصوص ہے۔ اس کے چند دن بعد امیر روس اور سر رچرڈ کے کی پانچویں فیکٹ میں گردن مارا گئی اور ساتھ ہی ایڈورڈ پنجم کے عہد کا خاتمہ ہو گیا۔

### رچرڈ سوم ۱۲۷۲ء تا ۱۲۷۲ء

لیکن وہ سانحہ ابھی پیش نہ آیا تھا جس کی حسرت خیز یاد ابھی تک لوح روزگار پر نقش ہے۔ رچرڈ کی رسم جلوس اُس تمام ترک و اعلا شام کے ساتھ عمل میں آئی جس کی تیاریاں اُس کے بھتیجے کے لیے کی گئی تھیں۔ اُس کے بعد وہ اپنی ملکہ کے ساتھ لیڈز انگلستان کے شمالی علاقہ کی طرف روانہ ہوا جہاں اُس کی چال غیری میں کبھی بھی فرق آنے نہ پایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی تربیت میں امیر کلیم اپنے کچے پر بہت پیشان ہوا کہ کیوں میں نے اسے شمس کو تاج و تخت کا قبضہ دالنے میں ایسا اہتمام کیا کم سن شہزادوں کی امیری بھی تو کون کو کر ان گزرنے لگی اور اس قبضہ کے کمر چرچے شہزادوں کے دل کے چرچے ہونے لگے۔ انھیں آرام میں یہ خبر دور دور پھیل گئی کہ شہزادہ اڈن کے قلعہ میں قتل کر دیے گئے ہیں۔ لیکن کسی کو باور نہ آتا تھا کہ ایسی بے رحمی کا ارتکاب بھی ہو سکتا ہے۔ ہر شخص کو اسید لگی ہوئی تھی کہ رچرڈ اپنے دو فوجی بھتیجوں کو روز روشن میں لا کر وہ دھبے چھڑا دے گا جو ان بچوں کے قتل کی افواہ نے اُس کی شہرت کے دامن میں لگا رکھے ہیں۔ لیکن معصوموں کے خون کے یہ داغ کچھ کچھ کے دھبے نہ تھے۔ رچرڈ انھیں مرتے دم تک نہ چھڑا سکا۔ کوئی دو سو سال بعد شاہ چارلس دوم کے عہد میں کم سن شہزادوں کی عمر کے دواہ کون کی لاشیں قلعہ لندن کے برج سفید کے نیچے سے برآمد ہوئیں۔ اور خاندان ویسٹ منسٹر میں ہنری ہفتم کے

بیسے کے اندر دفن کر دی گئیں۔ اگرچہ ہم وفاق کے ساتھ کوئی حکم نہیں لگا سکتے لیکن  
 قلم گنٹن کے قلعہ دار سر جیمز رسل کے اس اقبالی بیان کی صحت میں کلام کی مطلقاً گنجائش  
 نہیں کہ رچرڈ کے حکم سے دونوں شہزادے اپنے بستر پر ہی گلا گھنٹا کر مار ڈالے  
 گئے اور پھر زینے کے نیچے گاڑ دئے گئے۔ رچرڈ کی زندگی اب اُس کے بیٹے  
 ادوال ہو گئی۔ اس کا جرم ضمیر اسے دم بھر کو چین نہ لینے دیتا تھا۔ ڈراو نے خواب  
 اسے راتوں کو جگا جگا دینے لگے اور سوتے میں چیخ چیخ اٹھتا تھا اور مصر ضمیر کی ملامت  
 کی یہ کیفیت تھی اور صر اُس کے دشمنوں کو بھی ناکردہ گناہ شہزادوں کے خون ناحق  
 رچرڈ کے عہد کے اصنام کے صدے میں اُس کے خلاف ایک اچھا خاصہ حربہ ہاتھ  
 آگیا تھا۔ بہر حال اپنے مختصر دو سالہ عہد حکومت میں اُس نے  
 سلطنت کا انتظام اچھی طرح کیا تجارت کی حفاظت کے لیے اُس نے عمدہ قوانین جاری  
 کیے اور اول اول اُسی نے غیر مالک میں انگریزی آبادی کے حقوق کی حفاظت  
 کے لیے مناسب تدابیر اختیار کیں۔ چنانچہ پایا میں جو انگریز آباد تھے اُن کے حقوق  
 کی نگہداشت کی خدمت اس نے فلائرس کے ایک سوداگر کے سپرد کی زمانہ حال کی  
 اصطلاح میں اُس عہد کو لفظ "نفل" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ رچرڈ ہی انگلستان  
 کا وہ پہلا تاجدار ہے جس نے شمال انگلستان اور بائیں تخت کے درمیان پیام رسانی  
 کے لیے ہر کاروں کا ایک باقاعدہ سلسلہ قائم کر کے گویا ڈاک کے انتظام  
 کی ابتدا کی۔ اُسی کے ساتھ اُس نے ایک قانون نافذ کر کے ہدایا کے اُس طریقہ  
 کو موثوت کر دیا جو ایڈورڈ چہارم نے جاری کیا تھا۔ اُس کے علاوہ اُس نے چھاپے  
 کو ترقی دی اور اشاعت کتب نے اُس کی سرپرستی میں بہت کچھ فروغ پایا۔ لیکن  
 بایں ہمدہ خوب جانتا تھا کہ لوگوں کو اُس سے عموماً نفرت ہے اور اُس کے  
 تباہ و برباد کرنے کے لیے سازشیں کی جا رہی ہیں۔

امیر ملکنگھم نے جواب رچرڈ کا پورا مخالفت ہو گیا تھا شاہی نسل سے ہونے کی بنا پر  
 پہلے تو دعوائے تخت و تاج خود کرنا چاہا لیکن پھر اُس ارادہ کو خلاف مصلحت سمجھ کر  
 ترک کر دیا۔ ہوا خواہان خاندان لینکلن نے ہنری ثیوڈر امیر رچمنڈ کو باہر سے بلا بھیجا  
 ہنری ثیوڈر کو انگلستان میں حکومت تھا کہ اگر رچرڈ کو حکومت سے بے دخل کرے اور خود

تحت و تاج سنبھال لے۔ اور صرف قیام کی جو رچرڈ سے تلبی نفرت رکھتا تھا یہ تجویز  
 تھی کہ ٹیوڈر ایڈورڈ چھام کی بیٹی الزبتھ سے عقد کر کے یا ایک اور لینکسٹر دونوں خاندانوں  
 کو ملا دے۔ ان حالات میں امیر لینکسٹر کو ہنری ٹیوڈر ہی کی تائید زیادہ مناسب معلوم  
 ہوئی۔ ہنری ٹیوڈر اور اس کے دعاوی کی حقیقت سمجھنے کے لئے ہمیں سو سال  
 پہلے ہنگوٹ ایڈورڈ سوم کے شجر پر نظر ڈالنی پڑے گی۔ دیکھو نقشہ مندرجہ ۲۳۱  
 اس نقشہ سے معلوم ہوگا کہ ہنری ٹیوڈر کی ماں مارگٹ بوفرڈ کیتھرائن سوین فرڈ کے  
 بطن سے جان رئیس گائٹ امیر لینکسٹر کی پوتی تھی لیکن اتنی دور کی تلاش کے بعد بھی حکایت  
 کا یہ استحقاق کچھ بہت زیادہ وزن دار نہیں ثابت ہوتا اس لئے کہ اول تو برادران  
 بوفرڈ کے نسب کی صحت کا اعلان بھی رچرڈ دوم ہی کی غایت سے ہوا ہے  
 ہنری ٹیوڈر کے باپ کی حیثیت بھی اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ ویلز کا ایک  
 شریف زادہ تھا اور اس کے باپ اودون ٹیوڈر کی شادی ہنری پنجم کی بیوی کیتھرائن  
 رئیسہ فرانس سے ہوئی تھی۔ (دیکھو نقشہ مندرجہ ۱۵۲) پھر جو انگریز ہنری امیر چیمپ  
 کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ  
 رچرڈ سے وہ کس حد تک بیزار ہوں گے۔

رچرڈ کو ان تمام سازشوں کا علم تھا۔ اسی لئے اس کے حریفوں کی کوشش  
 نامکام ثابت ہوئی۔ اور لینکسٹر گرفتار ہو کر ۱۲۰۲ء کو قتل کر دیا گیا۔ رچرڈ دو سال  
 تک حکمران رہا لیکن ۱۲۱۵ء میں اس کے بیٹے کا جو ولیعہد سلطنت تھا انتقال  
 ہنری چیمپ کی لگانداری ہو گیا۔ ایک سال بعد بتایا کہ ۱۲۱۷ء میں ہنری امیر چیمپ  
 نے مغربی بیہون کی بند گاہ میں جو پہرہ رک شایر میں واقع ہے  
 لنگر ڈالا لنگر اندازی کے وقت اس کے ساتھ صرف وہ ہزار

آدمیوں کی جمیعت موجود تھی۔ اسی مختصری جمیعت کے ساتھ اس نے کچ کیا  
 لیکن رستے میں لوگ اطراف و جانب سے آکر اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے  
 اور اس جمیعت نے بہت جلد ایک لشکر بڑا کر کی صورت اختیار کر لی۔ رچرڈ اگرچہ  
 اس خطرہ کو مطلق خاطر میں نہ لایا لیکن پھر بھی بمقتضائے احتیاط فوجیں لیے ہوئے  
 نکلا اور لیڈسٹر تک بڑھا چلا گیا۔ مارگٹ باسورنہ کے میدان پر شہر سے باہر

میدان باسورہ کی لڑائی  
سورگت ۱۸۵۷ء

دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی ابھی شروع بھی نہ ہونے  
پائی تھی کہ لارڈ اسٹینلی رچرڈ کا ساتھ چھوڑ کر اپنے تمام ہمراہوں  
سمیت دشمن سے جا ملا پرسی امیر تاجپھر لینگ نے بھی

غنت کے وقت وغادسی اور اپنا دستہ فوج لئے ہوئے دشمن کی فوج میں جا شریک  
ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر رچرڈ کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور اسے یقین ہو گیا کہ اب  
بنائے سے کچھ نہ بچے گا اس کے لیے اب میدان جنگ میں صرف عزت کی  
موت باقی رہ گئی تھی اور چونکہ دل کا بودا نہ تھا اس لئے اس کے ساتھ کہ ”میرے  
ساتھی مجھے وغادے گئے“ تلواریں سمونت کر غنیم کی صفوں میں جا گئے اور دادرہائی  
دیتا ہوا مارا گیا۔ اس کا تاج کیشی کی ایک بھاڑی کے نیچے پڑا ہوا تھا اور ہنری کے  
جنگ کلاب کا نام نہ

نے قتل و نہب اور خونریزی و غدار کی بازار ملک بھر میں  
گرم کر رکھا تھا خدا خدا کر کے ختم ہوا اور ملک کو پھر چین نصیب ہوا۔ اس کے  
کچھ ہی دن بعد ہنری ٹیوڈ نے خانہ دارن یارک کی شہزادی الزبتھ کے ساتھ جو  
ایلیور ڈیہام کی بیٹی تھی عقد کر کے نہ صرف تخت نشینی کے لیے قوی استحقاق پیدا کر لیا بلکہ  
لینکٹر اور یارک کے دونوں رقیب گمراہوں کو متحد کر دیا۔

جنگ کلاب کے خاتمے کے ساتھ انگلستان میں قرون وسطی کی تاریخ کا دور  
تمام ہوتا ہے۔ ان قرون میں امر کی طاقت کا پلہ نہایت زبردست تھا اور بادشاہ  
گویا ان کا سردار ہوتا تھا جسے اس وقت یعنی سرداران کلیسا اور جہاگیر دار یعنی  
امراء سلطنت بسا اوقات اپنے قابو میں رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ انگلستان کی  
قرون وسطی میں انگلستان  
اور براعظم یورپ کے گہرے  
تعلقات۔

حیثیت اس زمانے میں براعظم یورپ کے ایک حصے سے  
بڑھ کر نہ تھی۔ گویا یورپ ایک بہت بڑا خاندان تھا اور  
انگلستان اس خاندان کے ایک کنبے کا حکم رکھتا تھا۔  
امراء انگلستان و فرانس اکثر صورتوں میں ہم دگر قریب کے  
رشتہ دار ہوتے تھے اور جنگ و امن دونوں حالتوں میں گویا فوجی سرداروں  
کی اسی برادری سے تعلق رکھتے تھے جس کا شیرازہ اصول شجاعت و مروت

نے باندھ رکھا تھا۔ انگلستان کے علماء و فضلا اور قیسی اکثر صورتوں میں یا تو بدیہی ہوتے تھے یا باہر سے تعلیم پا کر آتے تھے۔ لندن کے تاجروں کی سب سے زیادہ بااقتدار جماعت ساحل بحیرہ بالٹک کے جرمن سوداگروں کی انجمن تھی اور انگریزوں کو حیشہ اس بات کی شکایت رہتی تھی کہ شاہان انگلستان کے درباروں میں تمام بڑی بڑی خدمتوں پر غیر محاکک کے باشندوں کا قبضہ ہے۔

لیکن کچھ دنوں سے یہ پرانی بندشیں رفتہ رفتہ ڈھیلی پڑنے لگی تھیں۔ گزشتہ پچاس سال سے امریکا کا طبقہ قدیم تباہ ہو رہا تھا۔ کچھ تو جنگ صد سالہ میں مر گئے تھے اور ایک بہت بڑی قحط و جنگ گلاب کے سوکوں میں کام آچکی تھی۔ ان خانہ جنگیوں کے دوران میں شاہی نسل کے جو افراد کام آئے انکا شمار قدیم طبقہ امریکی بریادی کسی طرح اتنی سے کم نہ تھا اور جب کوئی امیر باغی قرار دیا جاتا تھا اور یہ صورت اکثر پیش آتی رہتی تھی تو باغی کی تمام جائیداد بادشاہ کے قبضہ میں چلی جاتی تھی۔ جب ہنری ہفتم سربراہائے سلطنت ہوا تو اسکی پہلی پارلیمنٹ کے اجلاس میں صرف ستائیس امیر نامہ اور کمتر درجہ کے روسا اور جاگیر دار شریک ہونے کے لیے موجود تھے۔ بلاشبہ اس موقع پر کچھ امیر ایسے بھی تھے جو ہنری ہفتم کی سیادت تسلیم نہ کر لے کے باعث پارلیمنٹ میں نہ آئے لیکن یابن ہمہ ان ستائیس میں بھی کسی امیر ایسے تھے جنہیں منصب

نیا نیا عطا ہوا تھا۔

یہ سچ ہے کہ ان میں سے بعض امرائے طاقتور تھے اور ان کی اس بڑھی ہوئی طاقت کا باعث ایک خاص دستور تھا جو ہر برابری کے نام سے موسوم تھا۔ اس دستور کی رو سے امرائے اپنے علاقے کے تمام سفید پوشوں اور شریفوں کو جو ان کی طرف سے بجا و خدمت و حفاظت جتنی خدمات انجام دیتے تھے در دیاں اور نشان دیا کرتے تھے لیکن ان سربراہی کا دستور

طاقتور امیروں کے زور ٹوٹنے کا وقت قریب تھا۔ بارود نے جس کا استعمال عام ہو گیا تھا بادشاہ کے ہاتھ میں ایک نئی طاقت دے دی تھی جس کے آگے تیر و کان اور نیزہ و شمشیر بالکل بیکار تھے تو پسماندہ اور گولی

بارود کا ذخیرہ بادشاہ اور اس کے وزرا کی نگراںی میں رہتا تھا۔ اور توپوں کی ایک ہی باترہ امراس کے تیر اندازوں اور نیزہ برداروں کو منتشر اور ان کے قلعوں کو مسماہر کر سکتی تھی۔

امرا کا زور تو ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن شرفا اور متوسلین دولت و رسوخ میں ترقی کر رہے تھے۔ ان دونوں طبقوں کے جو افراد اپنے تمول با خدمت سرکار کے باعث اعلیٰ درج پر فائز تھے عہد قدیم کے مغرور امرا کے مقابلے میں بادشاہ کے زیادہ فرمانبردار تھے اور قیام امن و ترقی تجارت کے ساتھ غیر ملکی روائیوں کی بنسبت انھیں زیادہ فزون دہلی کی تحویل لہذا جدید کا

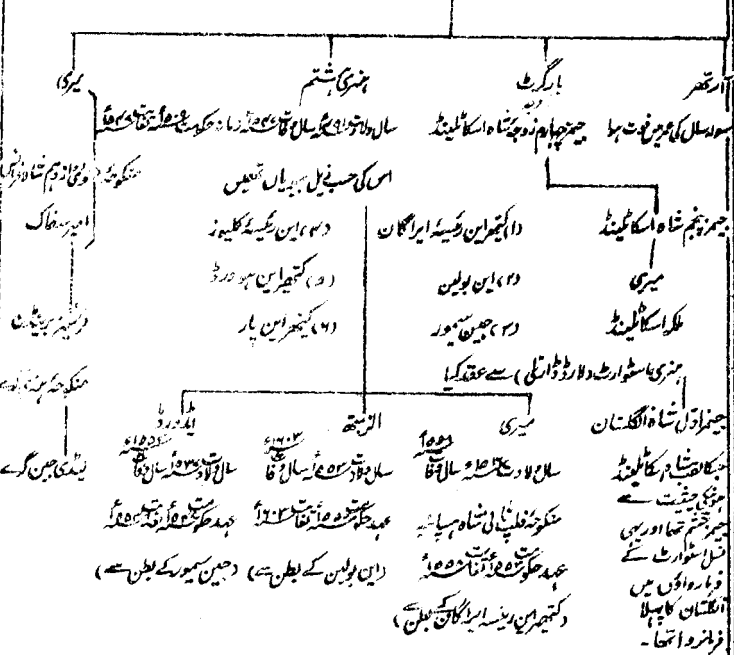
فرق ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ قدیم امرا تو غیر ممالک میں جا کر جنگ کر لے اور داد و تہور و مردانگی دینے کو زندگی کا بہترین مشغلہ سمجھتے تھے۔ بخلاف اس کے امرائے طبقہ جدید گھر میں رہ کر حریت شخصی کی نعمت سے بہرہ اندوز ہو لے اور علوم و فنون اور تجارت و صنعت سے شتمع ہونے ہی کو اپنا نصب العین خیال کر لے تھے ہنری ہفتم کی تخت نشینی کے ساتھ ہم ایک دور سے نکل کر دوسرے دور میں داخل ہو گئے ہیں اور اس میں ذرا شک نہیں کہ نئے انقلاب کا راستہ صاف کرنے کے لیے کئی ایک اعتبار سے وہ موزوں ترین شخص تھا۔

# باب سہم

سلسلہ ٹیوڈر کے تاجداروں کی زبردست حکومت

## خاندان ٹیوڈر کے فرمانروا

یہاں ہارٹ امر سامٹ جان ہارٹ امر سامٹ مارگرٹ ابورٹ مارگرٹ ابورٹ  
 ایڈورڈ چہارم ایڈورڈ چہارم ایڈورڈ چہارم  
 الیزبتھ ریڈ یارک الیزبتھ ریڈ یارک الیزبتھ ریڈ یارک  
 سال ۱۵۰۱ء سے سال ۱۵۰۹ء تک حکومت کرنے والے تھے



## تیرہواں باب

فرمانروایان نسل ٹیوڈر وور اصلاح کنیسہ

ہنری ہفتم ۱۵۰۲ء لغایت ۱۵۰۹ء

ہنری ہشتم ۱۵۰۹ء لغایت ۱۵۴۷ء

ہنری ہفتم کے عہد سے تاریخ انگلستان کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔  
 ۱۵۰۲ء کی طرح ۱۵۰۹ء کو ویسٹ منسٹر میں اس کے جلوس کی رسم عمل میں آئی اور سال آئندہ  
 وہ خاندان یارک کی چشمہ چراغ الیزبتھ کو اپنے حوالہ عقد میں لے آیا اور اس طور پر  
 دونوں رقیب گھرانے جنگی ایک مدت سے لڑائی چلی آتی تھی آپس میں مل گئے  
 ہنری ہفتم کی صورت اور بیعت ہنری چہریرے بدن کا ایک دبلا پتلا شخص تھا چہرے سے  
 ڈکاوت برستی تھی آنکھیں نیلگوں تھیں اور بشرے سے  
 روشنی اور بشارت شمع ہوتی تھی۔ نخیال کی طرف سے اس کا سلسلہ خاندان بوڈٹ  
 سے جاملتا تھا جس کے اراکین فرزانگی میں شہرہ آفاق اور فن نگاری میں ملکیت میں  
 یگانہ روزگار تھے اور انکی یہ دماغی قابلیت ہنری کو ترکے میں پہنچی تھی۔ اپنی فرانسیسی دوسری سے  
 اسے حکومت کا سلیقہ اور سیاسی شعور میراث میں ملا تھا اور بحالت جلاوطنی اس نے  
 فرانس میں رہ کر ریاست خارجہ میں ورغور حاصل کر لیا تھا اب اس کا سب سے  
 بڑا مقصد یہ تھا کہ داخلی اور خارجی اس قائم رکھے تاکہ فرانس میں روپیہ یا مداخلت جمع ہو سکے  
 اور ملک میں ایک زبردست حکومت قائم ہو پاسے۔

پارلیمنٹ نے تخت انگلستان پر اس کا اور اس کے جانشینوں کا دوامی حق تسلیم  
 کر لیا اور اس طور پر ویلز والے بھی خوش ہو گئے اس لیے کہ بادشاہ کے باپ کا وطن  
 ویلز تھا۔ لیکن یارک والے ابھی تک بہت بے چین تھے۔ انھیں یہ شکایت تھی  
 کہ بادشاہ کی بی بی اگرچہ نسل یارک سے ہے لیکن سلطنت میں ان کا جیسا چاہئے  
 دخل نہیں۔ بادشاہ خود خاندان یارک سے ہوتا چاہئے تھا۔ چنانچہ ۱۵۰۹ء میں  
 یارک کے راجہ برکنڈی اور جیمز چہارم شاہ اسکاٹ لینڈ کے درمیان سے انھوں نے



کچے بعد دیگرے تخت و تاج کے دو جھوٹے دعوے دار کھڑے بھی کر دیئے خاندان بابر کا ایک حقیقی وارث تخت و تاج جو ان سال ایڈورڈ امیر وارک ابھی تک زندہ موجود تھا۔ اور ہنری نے پیش بندی کی راہ سے اُسے قلعہ لندن میں نظر بند کر رکھا تھا۔ یہ ایڈورڈ اُس امیر کلاؤنس کا بیٹا تھا جو شراب مامسی کے خم میں ڈبو دیا گیا تھا لیکن ۱۴۸۳ء میں ایک جعلی امیر وارک آئرلینڈ میں نمودار ہوا اور امیر کلاؤنس کی مدد سے یہ جعل یہاں تک کامیاب ہوا کہ ڈبلن کے گرجا میں نقلی امیر وارک کے جلوس کی رسم بھی منائی گئی۔ طمع کی بھڑک

دو دن میں اتر جایا کرتی ہے ہنری نے اصلی امیر وارک کو باشندگان لندن کے سامنے پیش کر کے نقلی امیر کا پول کھول دیا اور اسٹوک کے مقام پر جو نو وارک کے قریب واقع ہے ماہ جون ۱۴۸۳ء میں اُس کی فوج کو بھی شکست فاش دے دی۔ ہنری کا یہ حریف جب گرفتار ہوا تو لیبرٹ سمنل نامی ایک لڑکا نکلا جس کا باپ آکسفورڈ میں بڑھئی کا پیشہ کرتا تھا۔ ہنری نے اُسے فقط اتنی سزا دی کہ شاہی باورچی خانے میں برتن مانجھنے کے کام پر لگا دیا۔

اس بناوت نے ہنری کی توجہ آئرلینڈ کی طرف پھیر دی جہاں انگریز کئی سال سے ساحل کے کنارے ایک قطعہ زمین پر جو ”احاطہ“ کہلاتا تھا آباد تھے۔ ”احاطہ“ کے یہ انگریز ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے اور اندرون ملک کے مقامی سرداروں سے بھی اُن کا آئے دن فساد ہوتا رہتا تھا۔ انھوں نے آئرلینڈ کی حالت۔

اپنی ایک جداگانہ پارلیمنٹ بھی بنائی تھی جو من مائے قوانین وضع کیا کرتی تھی۔ ۱۴۹۱ء میں ہنری نے سر ہنری پائنگلس کو جس کی عمدہ سپہ سالاری شہور تھی فوج دیکر آئرلینڈ روانہ کیا کہ اس ملک کا از سر نو انتظام کرے۔ پائنگلس نے آتے ہی حسن تدبیر سے فتنہ و فساد مٹا دیا۔ عدالتوں اور دوسرے سرشتوں میں انگریزی افسر مقرر کیے۔ باغی امیر کلاؤنس پائنگلس کا قانون۔

کو گرفتار کر کے انگلستان بھیج دیا۔ اور اس مضمون کا ایک قانون جاری کیا کہ آئندہ سے آئرلینڈ قوانین انگلستان ہی کا تابع ہوگا اور ”احاطہ“ کی پارلیمنٹ کو نیا قانون شاہی کونسل کی منظوری کے بغیر وضع نہ کر سکے گی۔ اسکے بعد

کلائیر جس سے وفادار رہنے کا عہد کیا تھا نائب السلطنت بنا کر آئرلینڈ واپس بھیج دیا گیا۔

سمن کی بغاوت سے ایک اور نتیجہ یہ مترتب ہوا کہ ہنری نے جلد ہی الزبتھ کے سر پر بلا انگلستان ہونے کی حیثیت سے تاج سلطنت رکھ دیا تاکہ فریبی یارک اسی محلے سے رام ہو جائے اس کے بعد اس نے اراکین پریمی کوئٹل میں سے ایک مجلس انتظامی منتخب کی جسے اُن طاقتور مجرموں کو مزاد دینے کے اختیار است دے دیے گئے جن پر عدالتیں ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈرتی تھیں یہ مجلس آگے چل کر اسٹارچیمبر دایوان کو اکب کی عدالت میں ضم ہو گئی جس عدالت کو اس پرانی کوئٹل کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے جس کی وساطت سے بادشاہ آزادانہ طور پر وادگستری کے اختیارات خود استعمال میں لاتا تھا۔ آئندہ بادشاہوں کے عہد میں اس عدالت کی سرگرمیاں بہت کچھ ایذا رساں ثابت ہوئیں لیکن ہنری کے زمانے میں اقدام بغاوت کا سختی کے ساتھ انسداد کرنے فتنوں اور رشورشوں کے بچہ روکنے اور اس طور پر ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لحاظ سے اُس کا وجود نہایت مفید تھا اسی عدالت کی مدد سے ہنری نے

دوسری ایسی کا دستور دیکھو صفحہ ۱۸۰ موقوف کر دیا جو امر کے ہاتھ میں رعایا پر ظلم کرنے عدالتوں کو دھمکانے اور اضلاع کے حاکمان عدالت کے انتخاب کو ذاتی اغراض و مقاصد کے پابند بنانے کا آلہ بنا ہوا تھا۔ ہنری عزم باجزم کر چکا تھا۔ کہ سلطنت کے بڑے بڑے امر کو اپنا مطیع و منقاد کر کے رہے گا اور چونکہ اُن کی تعداد اب پہلے سے بہ نسبت بہت کچھ گھٹ گئی تھی اس لیے اُن پر قابو پانا اُس کے لئے آسان تھا۔

اسی اثنا میں ایک اور بغاوت کا مواد یک رہا تھا۔ پرکن وارک نامی ایک نوجوان نے جو بعد میں ٹورنے کا رہنے والا ثابت ہوا یہ دعویٰ پیش کیا کہ جو دو فرد وائل شہزادے قلعہ لندن میں قید کیے گئے تھے میں انھیں میں سے ایک ہوں میرا نام رچرڈ امیر یارک ہے۔ اور رجب میرا بڑا بھائی ایڈورڈ پنجم قتل ہوا تھا۔ نو میں آئکھ بچا کر قلعے سے نکل بھاگا تھا۔ شاہ فرانس اور

پرکن دار بک  
۱۲۹۳-۱۲۹۴ء

مارگرسٹ رئیسہ برگنڈی کو اُس کی یہ باتیں باور اُنہیں - اور  
انہوں نے اُس کی وراثت کو تسلیم کر لیا۔ دول خارجہ کے  
درباروں میں سبھی اُس کی بڑی اُدبکت ہوئی غرض ایک

جمعیت فراہم کر کے اُس نے آئر لینڈ میں جا رہا اٹھایا اور جب یہاں ناکامی ہوئی  
تو اسکا ٹائڈ چلا گیا جہاں جیمز چارم نے اپنی جھنڈی کھینچ کر اُس کا روٹن سے اُس کا  
کر دیا اور ۱۲۹۴ء میں انگلستان پر چڑھائی کرنے کے لئے فوج سے بھی اُس کی مدد  
کی۔ اُس فوج کو امیر برستے نے شکست دی اور پرکن فرار ہو کر پھر آئر لینڈ چلا گیا۔  
یہاں سے اُس نے کارنوال کا رخ کیا جہاں محصولات کی زیادتی سے تنگ کر  
لوگوں نے بغاوت برپا کر دی تھی۔ کارنوال میں پرکن نے ایک فوج تیار کی  
پرکن کا قتلندن میں قید ہونا ۱۲۹۴ء۔  
جسے لے کر وہ آئر لینڈ کی طرف بڑھا لیکن ٹائٹن کے مقام پر  
شاہی افواج سے ٹکرائے ہوئے ہی جی چھوڑ بیٹھا اور  
بھاگ کر بولیوی کی خانقاہ میں جا چھپا۔ جہاں وہ گرفتار کر لیا گیا

اور ۱۲۹۴ء میں قلعہ لندن میں بھیج دیا گیا۔

ان بغاوتوں نے اگرچہ بادشاہ کو کسی قدر پریشان ضرور کیا لیکن ملک پر جس میں  
بڑے بڑے اہم انقلابات واقع ہو رہے تھے اُن کا بہت کم اثر ہوا۔ اپنے  
لائق وزیر صدر اسقف مارٹن کی مدد سے رچرڈ اپنے خزانے کو دولت سے  
بھر رہا تھا ہر اُس امیر کو جس کے متوسلین کی تعداد بہت زیادہ ہوتی جرمانے کی  
اک۔ بھاری رقم ادا کرنی پڑتی تھی۔ کہنے میں کہ ایک دفعہ جب بادشاہ امیر کسفرڈ  
کے گھر گیا اور اُس تقریب پر اُس نے چشم و حدم کی غیر معمولی نمائش کی تو بادشاہ  
نے اس علت میں کہ کیوں اُس نے اپنے خدام کو ایسی بھڑکیلی وردیاں پہنی  
ہیں اُس سے پر پندرہ ہزار پاؤنڈ جرمانہ صادر کیا اور جب تک یہ رقم خزانے  
میں داخل نہ کرالی دم نہ لیا۔ ”ہدایا“ جنھیں رچرڈ نے موقوف کر دیا تھا پھر وصول  
کیے جانے لگے۔ اور خانہ جنگیوں کے دوران میں چو افراتفری پڑ گئی تھی اُس  
سے خاندان اٹھا کر ہنری نے بہت سی واجب الوصول رفیں مطالبہ کر کے  
خزانے میں داخل کرالیں اور بہت سے زمینداروں کی جائدادوں پر جو سند ملکیت پیش نہ کر سکے

قبضہ کر لیا۔ اس سے ہنری کو دو فائدے ہوئے۔ ایک تو وہ امیر ہنری کا اتصال بالبحر اور خود مختار حکومت۔ اُس کا خزانہ بھر گیا۔ تاج فرانس پر شاہان انگلستان کے قیام و عہدے کو بھی اُس نے ذریعہ جلب منفعت بنایا اور بولون

سے اپنی فوجیں بٹھا لینے کے معاوضے میں بادشاہ فرانس سے اُس نے ایک بہت بڑی رقم وصول کی۔ ان تدبیروں سے اُس نے ڈھیروں دولت جمع کر لی۔ چنانچہ جب اُس کا انتقال ہوا تو اُس کے بیٹے کو اندانا نہیں لاکھ پاؤنڈ ترکہ میں ملے۔ افسوس ہے کہ اس دولت کا بڑا حصہ ناجائز وسائل سے جبراً فراہم ہوا تھا اور لوگوں کی اس میں بڑی بڑی حق تلفیاں ہوئی تھیں۔ ایپسن اور ڈولی نامی دو مقضن جو اس اصول کے خلاف کام میں عمر بھر بادشاہ کا ہاتھ بٹاتے رہے، بڑی نفرت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ لیکن ہنری کو اُس میں ایک اور فائدہ بھی ہوا۔ یعنی اس طور پر دولت سیٹھنے کے باعث وہ پارلیمنٹ کا دست نگر نہ رہا۔ اپنے عہد حکومت کے پچھلے تیرہ سال میں پارلیمنٹ کو اُس نے صرف ایک مرتبہ طلب کیا۔ اور اسی لیے وہ گویا ایک بالکل خود مختار اور مطلق العنان فرما ہوا تھا۔ اب ہنری کی بڑی آرزوی یہ تھی کہ کسی طرح ممالک غیر کے ساتھ صلح و آشتی کے تعلقات قائم ہو جائیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے اُس نے بڑی دانائی سے کام لیا۔ یورپ میں انگلستان کے سب سے بڑے حریف تین تاجدار تھے۔ چارلس ہشتم اور اُس کا جانشین لوئی دوازدہم شاہ فرانس اور فرڈیننڈ شاہ پورٹوگال۔ کیتھرن آف کاسٹیل اور اُس کا جانشین فرانس کی قوت چونکہ اب بہت بڑھ گئی تھی اور اُس کے علاوہ فرانیسی عیسیت اسکاٹلینڈ والوں کو مدد دینے کے لیے آمادہ

رہتے تھے اس لیے ضرور تھا کہ انگلستان کا کوئی ایسا حلیف موجود ہو جو فرانس کے مقابلے میں وقت بڑے پر کام آ سکے اور خود فرڈیننڈ انگلستان کی امداد کا دل سے تمنی تھا۔ غرض ان باہمی مصالح کو مد نظر رکھ کر دونوں نے آپس میں ایک کر لیا اور اس سیاسی اتحاد پر ہنری کے سب سے بڑے بیٹے آر تھر شاہ ہارڈ ویلز اور فرڈیننڈ کی بیٹی کیتھرائن شہزادی ایرلینڈ کے عقد نے مہر قرابت لگا دی

عقد سے پہلے نو عمر امیر دارک اور پرکن داربک اس الزام میں قتل کر دیئے گئے کہ مارگرٹ اوچیز چہارم شاہ اسکا ٹیڈ کا عقد لیکن اس دوسرے قتل کی علت غائی غالباً یہ تھی کہ فرڈیننڈ کو اس بات پر اصرار تھا کہ تخت و تاج کے تمام دعویداروں کا قصہ پاک کر دیا جائے اس کے سال پہلی مئی مارگرٹ کو بھی جیمز چہارم شاہ اسکا ٹیڈ سے بیاہ دیا اور اس طور پر یہ ملک بھی انگلستان کا دوست بن گیا اس ہسپانوی شادی کے تین جہینے بعد قضا کار شہزادہ آر تھ کے انتقال ہو گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ کیتھرین کی قسمت کا کیا فیصلہ کیا جائے۔ فرڈیننڈ اور پہلی دونوں کی تمنا تھی کہ جو رشتہ ان میں قائم ہوا ہے وہ کسی طرح ٹوٹنے نہ پائے۔ اس لیے آپس میں یہ بات طے ہوئی کہ چونکہ کیتھرین کا نکاح آر تھ کے ساتھ محض بی طور پر بندھا تھا اور زن و شوہر کھٹے نہ ہوئے تھے لہذا الٹا کی انگلستان ہی میں رہتے

پہلی شہزادہ ولز کی نکاح اور اپنے دیور کے ساتھ جو بعد میں پہلی ہمشتم کا لقب اختیار اپنی بیوہ بھوج کے ساتھ کر کے تخت نشین ہوا عقد کر کے غرض پا پائے رو مانے فرمان جو از نکاح حاصل کیا گیا۔ اور شہزادہ پہلی کو جس کی ابھی اچھی طرح میں بھی نہ بھینکنے پانی تھیں اپنے بڑے بھائی کی بیوہ کے ساتھ جو عمریں اس سے چھ سال بڑی تھی بیاہ دیا گیا۔ ہم آگے چل کر معلوم ہو گا کہ اس بے جوڑ شادی سے کیسے کیسے غیر متوقعہ نتائج مترتب ہوئے :

جن دونوں یورپ کے تاجدار اس طور پر آپس میں رشتہ ناتانے کے اپنی طاقت بڑھاتے رہے تھے اسی زمانے میں بعض اولوالعزم شخص جان جو کھوں میں ڈال کر ایسے ایسے کنکشتات کرنے میں مصروف تھے جن سے ساری دنیا کی کایا پلٹ ہو جانے والی تھی ۱۵۹۲ء میں شہر جنوا کے ایک باشندے نے کوہلس کے انکشافات جس کا نام کرسٹوفر کوکھلس تھا بھرا دیا قیونوس کی طرف سے ہندوستان کی راہ نکالنے کا بیڑا اٹھایا اور اسی کوشش میں ساحل امریکہ کے قریب وہ جزائر دریافت کیے جنہیں اس نے جزیرہ بھند کا نام دیا۔ چند سال بعد ۱۵۹۹ء میں اسکو لوی گانا نامی ایک پرتگیزی

اس امیہ کے گرد بچہ کے ہندوستان کا بحری رستہ دریافت کر لیا۔ اور اسی سال وینس  
 داسکو، پیرا اور کیٹ کے ایک باشندہ سے سبائین کیٹ نے شمالی و مغربی  
 سمندروں کی جہان مین کے لیے جہاں وہ اپنے باب کے  
 ۱۴۹۵-۱۴۹۶ء۔

ہزار سال بعد قبل ہوا تھا مہتری اہتم کی اجازت سے کر پڑا  
 لیڈنگ اسٹال۔ لیڈنگ کے ساحل اور بہت کی ان تیری ہوئی چٹانوں میں سے  
 کرنا ہوا جن پر قبلی یہ جہاں کا رہا تھا کیٹ نو ٹو لیڈنگ، جا پہنچی اور کاٹا چٹانوں  
 کی مشہور رشکار گاہ سے دنیا کو روشناس کیا۔

ان جغرافیہ کی کشفات کے ساتھ ساتھ اہل سے نئے نئے علوم و فنون  
 اگر انگلستان میں پھیل رہے تھے ۱۴۵۳ء میں ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ  
 کیا اور بہت سے یونانی علماء نے جو ہالک کرائی پٹا سے تھے ارض مغرب  
 کے رہنے والوں میں ادبیات یونان کو رواج دیا۔ کچھ تو ان جدید معلومات سے  
 اور کچھ کتب مطبوعہ کی اشاعت سے لوگوں کو فلاسفہ یونان  
 کی تصانیف اور یونانی زبان کی انجیل کے مطالعہ کا شوق

دلایا۔ اس سے پہلے خود قیس بھی انجیل زبان لاطینی پر جا کر نے سمجھے۔  
 ۱۴۹۶ء میں کالٹ نامی ایک انگلش پادری نے ہوائی ہوا کیا تھا آکسفورڈ میں چھپ کر  
 دے جن کا حروف سے خیالات سے لبریز تھا۔ ۱۴۹۵ء میں لائپز

مشہور عالم ازمس نے جو یونانیات میں مہارت رکھنے کے علاوہ ایک بہت بڑا  
 مصلح بھی تھا پہلی مرتبہ انگلستان کا سفر کیا اور سرٹامس میں رہنے جن کی قانون دانی  
 اور علم دوستی انگلستان میں مشہور ہے ۱۵۰۵ء میں ایڈورڈ چہم کی سوچ عمری قلبند کی

یہ پہلی کتاب تھی جو انگریزی نثر کے موجودہ رنگ میں لکھی گئی۔ یونیورسٹی میں  
 نئے خیالات کا دور دورہ تھا اور ایک نئے جوش سے بھرے ہوئے زندگی کے  
 آثار علی طقوں میں نمایاں تھے۔ دو تھر کے خطبہ جرمنی میں بل چل ڈالنے لگے تھے

لیکن اس بل چل کا آغاز ہی ہوا تھا کہ مہتری ہفتم اس محل میں جو اس نے رچمنڈ میں تعمیر  
 کیا تھا انتقال کر گیا اور خاتواہ ویسٹ منسٹر کے اس خوشما کینسے میں جو اسی کے  
 نام سے موسوم ہے دفن کیا گیا۔ اُس نے تین اولادیں یادگار چھوڑیں (۱) مارگریٹ

نوجہ چہارم شاہ اسکا لینڈ (۲۲) میری جس نے بعد میں ٹوٹی دوازدہم شاہ فرانس سے  
عقد کیا اور ۳۲، ہنری ایک حسین و جمیل بیحدہ سالہ نوجوان جس کے عہد بادشاہی میں  
بڑے بڑے تاریخی واقعات ہوئے۔

## ہنری ہشتم

۱۵۰۹ء لغایت ۱۵۴۷ء

ہنری ہشتم کے بادشاہ ہونے کی خوشی سارے انگلستان نے یکساں منائی۔  
اُس کی رگوں میں یارک اور لینکٹر وہ دونوں قبیلوں کا خون دوڑ رہا تھا خدا نے اسے  
طبیعت بھی ایسی دی تھی۔ بڑا خوش مزاج اور مفسار تھا۔ ہر شخص کی دلجوئی ہر ایک کے  
ساتھ مذاق اور دل لگی اُس کی فطرت میں داخل تھی۔ مزاج میں  
ہنری ہشتم کی میرت۔  
خیال نہایت بڑی تھا جس سے گمان ہوتا تھا کہ باپ کی جرسی  
اس میں نہ آنے پائے گی۔ تعلیم بھی بہت اچھی ہوئی تھی اس لئے کہ جب اُس کا بڑا بھائی  
زندہ تھا تو خیال یہ تھا وہ کٹر بری کے صدر اسقف کے منصب پر فائز ہوا اور  
ظاہر ہے کہ اس عہدے کے واسطے بڑی علمی قابلیت کی ضرورت تھی وہ فن موسیقی  
میں کمال رکھتا تھا اور شہسواری اور کشتی کے فنون میں بھی طاق تھا۔ وہ خود رائے  
ضرور تھا۔ اور پرے درجہ کا خود میں بھی واقع ہوا تھا لیکن اُس کے معاملہ فہم ہونے میں  
کلام نہیں۔ اس کے علاوہ رعایا میں ہر دغیر ہونے کی خواہش بھی ہمیشہ اس پر غالب  
رہتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود ان لغزشوں کے جو اس سے رہ رہ کر سرزد ہوتی  
تھیں لوگوں کے دلوں سے اپنے اگڑا کر رکھنے کے بجائے بادشاہ کی محبت کبھی پوری  
طرح سے زائل نہ ہونے پائی۔ اس کا سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ وہ حد سے  
زیادہ خود غرض اور نفس پرست تھا۔ اپنے کسی مدعا کے حاصل کرنے یا اپنی  
ہر دغیر بری کے برقرار رکھنے کے لئے وہ اپنے وفادار سے وفادار خادموں کو  
کبھی نہایت بیدردانہ طور پر قربان کر دیتا تھا اور چونکہ بڑھتی عمر کے ساتھ نفس پرستی  
بھی بڑھتی جاتی ہے جس نے مرتے دم تک ہنری کا ساتھ نہ چھوڑا اس لئے اخیر عمر

اُس کی حالت ایک وحشی اور بے درد ظالم کی ہو گئی تھی اور اگر اُسے یہ خوف نہ ہوتا کہ اُس کی بدولت نری جاتی رہے گی تو وہ معلوم وہ کیسا کچھ فعل کھیلتا۔

باب کی وفات کے بعد جلد ہی اُس نے اپنی ملکیت کی تھوڑی سی ایراگان کی شہزادی سے شادی کر لی اور ۲۲ جون ۱۵۷۱ء کو دونوں کی تاجپوشی کی رسم عمل میں آئی۔ ہنری نے زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد سب سے پہلا حکم یہ دیا کہ ایڈمیرل اور ڈیڑھ لاکھ کو گرفتار کر کے اُن پر مقدمہ چلایا جائے چنانچہ اُن دونوں کی گردن مار دی گئی اس کے بعد وہ انگلستان کے جنگی بیڑے کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اُس وقت تک اُس کے پاس صرف ایک جنگی جہاز تھا۔ یہ جہاز جس کا نام ”گریٹ ہیری“ تھا اُس کے باپ کے بعد حکومت میں بنایا تھا۔ لیکن ۱۵۷۱ء میں ایک بڑا جنگی جہاز ”دی لائن“ اسکاٹ لینڈ والوں سے غنیمت میں ملا اور سال آئندہ ایک اور جہاز موجودہ بٹانوی بیڑے کا

کرایا گیا۔ اس جہاز کو فرانسیسیوں نے غرق کر دیا۔ اُس پر ایک اُس سے بھی بڑا جہاز ”ہنری گریٹ ڈی ڈیو“ بنوایا گیا اور پھر متحدہ اور جہاز یکے بعد دیگرے تیار ہوئے جہاز سازی کے اہتمام کے علاوہ بادشاہ نے سر رشتہ امارت بحری کی بھی بنا ڈالی اور ۱۵۷۱ء میں شینٹ پیٹریکس (دارالتسلیمت) کی نجاس قائم کی جس نے روشنی کے مناروں کی تعمیر جہازوں کی رہنمائی کے لیے اب شناس بدرقوں کے باضابطہ تقرر جہاز رانی کے قوانین کی ترتیب اور خطرناک مقامات میں لنگر خانوں کی نشاندہی سے بہت کچھ مفید خدمات انجام دی ہیں۔ مزید براں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہنری نے ڈیپٹ فریڈ وچ اور پورٹسموتھ میں جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ موجودہ برطانوی بیڑے کا بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہسپانیہ اور جرمنی نے ایک کر کے ایک اتحاد مقدس قائم کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ پاپے روم کے مقبوضات کو فرانس کی دستبرد سے بچایا جائے۔ ہنری بھی اس اتحاد میں شریک ہو گیا لیکن اُس کا یہ فعل دانشمندانہ نہ تھا۔ جنگ نہایت نقصان رساں ثابت ہوئی۔ اور جان و مال کی بے دریغ قربانیاں کر نیلے بعد



جنگ ہمزہ - ۱۶ - ۱۵۱۳ء  
انگریزوں کو فلیٹڈرس میں صرف نہ توڑنے ہاتھ لگا جس  
معرکہ میں یہ شہر سواوہ جنگ ہمزہ کے نام سے موسوم  
ہے اور جنگ ہمزہ اسے اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح ہمزہ لگانے سے لفظ لڑائی  
بہتر لگتا ہے اسی طرح فرانسیسی بھی اس معرکہ میں سربراہوں کو لکھ کر بھاگے تھے  
۱۵۱۳ء میں فرانس کے ساتھ صلح ہو گئی۔ اور ہنزہ کی سب سے چھوٹی بہن بی بی  
فرانسس اول شاہ فرانس کی نوٹی دو از دہم سے شادی کر دی گئی۔ تین چھینے بعد  
۱۵۱۳ء -  
لوی کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹے فرانسس اول نے  
تخت فرانس پر جلوس کیا۔

اس اثنا میں اسکاٹ لینڈ والوں نے جو ہمیشہ سے فرانس کی دوستی کا دم بھرتے  
چلے آئے تھے موقع پاکر ۱۵۱۳ء میں انگلستان پر حملہ کر دیا۔ ہنزہ ملک میں موجود  
نہ تھا اس لیے اس کی بجائے امیر سر سے نے دشمن کا مقابلہ کیا اور فلاڈن کی شہر  
لڑائی میں شکست فاش دی۔ اور جیمز چارم حکمت رہا۔ ہنزہ کی بہن مارگرٹ جسکا  
بیٹا جیمز پنجم دو سال کا دودھ پیتا بچہ تھا اب حکومت اسکاٹ لینڈ  
جنگ فلاڈن ۱۵۱۳ء کی فخر کا رہن گئی۔ کئی سال تک امرائے اسکاٹ لینڈ کو آپس ہی کی  
لڑائی جھگڑاؤں سے اتنی فرصت نہ ملی کہ انگلستان کو پریشان کر سکیں لیکن ستائیس  
سال بعد جبکہ ہنزہ کا عہد حکومت ختم ہو رہا تھا اسی جیمز پنجم نے اپنے باپ کے  
جنگ سالوے ماس ۱۵۴۲ء  
نقش قدم پر چل کر انگلستان پر چڑھائی کی اور ۲۵ نومبر ۱۵۴۲ء کو  
سالوے ماس کی لڑائی میں شکست کھائی۔ نوجوان شاہ اسکاٹ لینڈ  
کو اس شکست کا ایسا بھج ہوا کہ وہ محل محل کر اسی غم میں مر گیا۔  
بد نصیب میری ملکہ اسکاٹ لینڈ اسی کی لڑائی تھی اور باپ کے مرنے کے وقت  
اس کا شیر خوارگی کا عالم تھا۔

اب ہمیں جانے کہ اپنی توجہ کسی اور طرف دینے نہ دیں اور ان کو ناگوار بات نہ منظر جائے جس جو  
انگلستان میں یکے بعد دیگرے پیش آئے رہے اس لیے کہ ہنزہ کا عہد حکومت کو بالکل ایک  
کھیل ہے جس طرح بالکل میں ایک تماشہ گزرتا ہے اور اپنا کھیل دکھا کر چلا جاتا ہے  
اسی طرح ہنزہ کے مزاج میں بھی کبھی کوئی عورت اور کبھی کوئی مرد خسیل ہو کر کچھ

دیر کیلئے اپنے اقتدار کے کھٹے دکھا کر رخصت ہو جاتا تھا اور اپنی جگہ کسی نئے  
 رتیب کے لئے خالی کر جاتا تھا۔ بادشاہ پر سب سے پہلے جس شخص نے اپنا  
 اثر ڈالا اور سب سے زیادہ اقتدار حاصل کیا وہ شہرہ آفاق کے ایک دولتمند  
 باشندے کا نوجوان بیٹا وٹزے نامی تھا۔ وٹزے ہنری ہفتم کے محل کا پادری  
 رہ چکا تھا اور فرانس میں ہنری ہشتم کے بڑے کام آیا تھا۔ فرانس سے واپس  
 وٹزے کی وزارت ۱۵۷۱ء آکر بادشاہ نے اسے یارک کا صدر اسقف اور وزیر خزانہ  
 مقرر کیا اور بعد میں پاپا نے اسے کارڈوسی نال کا درجہ عطا  
 فرمایا۔

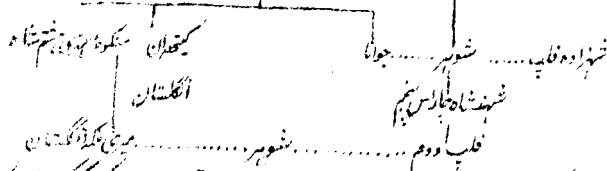
کر کے دربار لندن میں اپنا وکیل مطلق بھی بنا دیا اس سے  
 اس کے اختیارات نہایت وسیع ہو گئے وزیر خزانہ ہونے کی حیثیت سے  
 وہ سلطنت کا صدر اعظم تھا اور پاپا کے وکیل مطلق ہونے کے باعث اسے  
 کلیسا کے معاملات میں اکثر برسی کے صدر اسقف پر بھی تفوق حاصل تھا۔  
 وٹزے کی قابلیت اور روشن فہمی میں کلام نہیں۔ وہ علوم و فنون کا سرپرست تھا  
 اور اس سفر و کراشت چچ کالج اسی کا قائم کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ وہ  
 معاملات خارجہ میں بڑی واقفیت رکھتا تھا۔ ان خوبیوں کے ساتھ ایک  
 عیب بھی اس میں ضرور تھا۔ مملکت کے قطع و نسق میں عفریزی و جانکاهی کا  
 کوئی و تبقہ اس نے اٹھانا نہ رکھا تھا لیکن ملک کی اس ہی خواہی میں اس کی ایک  
 خاص غرض شریک تھی۔ اس کی بڑی تمنا یہ تھی کہ بادشاہ کی قوت بڑھائے اور  
 خود عزت و دولت پیدا کرے روپیہ کی فراہمی کے لئے اس نے انوع و اقسام  
 کے طریقے اختیار کر رکھے تھے کبھی ”ہدایا“ وصول کرنا تھا کبھی جبراً قرض  
 اٹھانا تھا کبھی عدالتوں سے لوگوں پر جرمانے کر دیتا تھا۔ اس طور پر اس نے  
 بادشاہ کے خزانے کو بھی بھر دیا اور خود بھی ہنری سے انعام و اکرام  
 لے لے کر مالا مال ہو گیا اس کی دولت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس  
 نے قصر جمپٹن کو رٹ اور قصر یارک ہاؤس دجو آگے چل کر وعاٹ ہال کے  
 نام سے موسوم ہوا جیسے شاندار محل خود اپنے رہنے کے لئے تعمیر کرائے  
 لیکن وٹزے کو یہ تمام دولت انگلستان ہی سے نہیں ہاتھ آئی تھی۔ یورپ کا

سب سے بڑا تاجدار اس وقت شہنشاہ چارلس پنجم تھا جسے ہسپانیہ کی سلطنت، اپنے  
 اناٹا فرڈیننڈ سے ترکے میں ملی تھی جرمنی کا تخت اپنے دادا میکسیملین کی وفات پر  
 انتخاب کیا تھا اور فرڈیننڈ کا علاقہ اپنی داوسی میری ریگہ برگنڈی سے میراث میں  
 ملا تھا۔ ذیل کے شجرہ نسب سے شاہان یورپ کے  
 ریاسیات یورپ -  
 بین الاقوامی تعلقات کی کیفیت اچھی طرح واضح ہوگی۔

ہسپانیہ

جرمنی

شہنشاہ میکسیملین شہر میری ریگہ برگنڈی فرڈیننڈ شاہ امراگان شوہر ایلیزابت سیکرڈی



چارلس پنجم جس کی سلطنت، اقتدار میں اتنی بہت سی سلطنتیں تھیں ہنری کی ملک کی تخت پر کما  
 خواہر زادہ تھا اور اس کی اور فرانسس اول تاجدار فرانس دونوں کی ہی مٹا تھی کہ انگلستان  
 اس کا ساتھ دے۔ ولزے دونوں سے برابری سماعت و ہدایا وصول کرتا اور دونوں  
 کی رقیبانہ چشمک میں اپنا الہیہ کار نامہ تاسعاہشتہ میں چارلس پنجم نے انگلستان  
 اگر ہنری ہشتم سے کنٹریری میں ملاقات کی اس کے چند بیٹے اور فرانسس اول نے  
 ہنری کو فرانس آسنے کی دعوت دی۔ ہنری نے یہ دعوت قبول کر لی اور دونوں تاجدار  
 اپنے اپنے حشم و خدم کے ساتھ گشت کے مقام پر جو بلوون سے کچھ زیادہ دور تھے  
 جے اپنے میں آکر ملے۔

میدان فرش زرتار  
 ۱۵۲۰ء  
 میری بان اور جان دونوں نے اس موقع پر اپنے نمایاں لمطراق  
 اور کردار کی نمائش کا کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھا۔ ہلکی دھوم دھما  
 سے جشن منائے جنگی کرتبوں کے شاندار دکھوں سے

توجہ ملیے سامان کیا۔ نافوش کی صحبتیں دونوں طرف سے گرم ہوئیں۔ جس میدان  
 پر اس ٹھکانے کے ساتھ یونان، پاپوا وہ اپنی غیر معمولی شان و شکوہ کے لحاظ سے  
 میدان فرش زرتار کہلاتا ہے۔ لیکن اخلاص و الفت کے پدنگ اس گرم جوشی

بڑھانے کے باوجود ہنری واپسی پر چارلس پنجم سے گریو لائنز میں پھر ملا اور دو سال بعد اُسے فرانسس پر حملہ آور ہونے میں مدد دی۔

اس میں نکتہ یہ تھا کہ ہنری خود دونوں بادشاہوں کی قوت میں توازن قائم رکھنا چاہتا تھا اور ولزے جسے پاپائے روما بننے کی ہوس تھی اُن میں سے اُس تاجدار کا ساتھ دینا چاہتا تھا جو اُس کے زیادہ کام آسکے چارلس پنجم نے اداکار وعدہ کیا تھا لیکن جب وہ موقع پے در پے ہاتھ سے نکل گئے تو ولزے چارلس سے بدگمان فرانس کے ساتھ اتحاد۔ ہو کر دوسری طرف جا ملا۔ ۱۵۶۲ء میں جو اٹلی کے شہر پیو بالی کے میدان پر چارلس پنجم اور فرانسس اول میں جنگ ہوئی۔

فرانسیسوں نے شکست کھائی اور اُن کا بادشاہ گرفتار کر لیا گیا۔ چارلس کی طاقت اب اس قدر بڑھتی جاتی تھی کہ ہنری اور ولزے خائف ہو گئے۔ غرض فریقین کے ساتھ یکے بعد دیگرے نامہ و پیام ہوا اور آخر میں فرانس کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا گیا۔ انگریزوں کو یہ معاہدہ ناگوار گزرا اس لیے کہ چارلس پنجم فرمانروائے ندرلینڈ تھا اور معاہدے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ فلیمنڈرس کے ساتھ اُن کی تجارت رک گئی ہنری نے اس تمام کارروائی کا الزام ولزے کے سر تعویپ دیا اور چونکہ لوگوں سے جو محصول وصول کیے جاتے تھے وہ بھی گرانبار تھے اس لیے ولزے کی طرف سے عام بددلی پھیلنے لگی۔

اب یہ تجویز قرار پائی کہ ہنری کی اکلوتی لڑکی شہزادی میری کا عقد شاہ فرانس کے ایک بیٹے سے کر دیا جائے لیکن ٹاربنز کے استغف نے اس پر یہ کہہ کر اعتراض کیا کہ ہنری نے اپنے بھائی کی بیوہ سے شادی کی تھی اس لیے میری اولاد جائز نہیں ہو سکتی۔ ہنری یہ سن کر سوچ میں پڑ گیا اور استغف ٹاربنز کا اعتراض اوجھٹھنے ہنری کیتھرائن کو طلاق دینا کے لیے کھیلنے کا بہانہ ہو گیا۔ کیتھرائن سے اسکی طبیعت اچاٹ ہو چکی تھی۔ دونوں کی شادی کو اٹھارہ سال چاہتا ہے۔

گزر چکے تھے اور اس شادی سے صرف ایک ہی اولاد میری موجود تھی حالانکہ ہنری اولاد نہ رہنے کا خواہشمند تھا۔ اس کے علاوہ وہ کیتھرائن کی ایک خواص این بولین پر عاشق بھی ہو گیا تھا اور اُس کو اپنے حبا کے عقد

میں لانا چاہتا تھا غرض ۱۵۶۶ء میں اُس نے پاپاے روما کلینٹ سابع کو کہلا بھیجا کہ میرا ضمیر متقاضی ہے کہ کیتھولک مذہب میری بیابنتابی نہیں ہے ایسی حالت میں بذریعہ طلاق میری اور اُس کی علحدگی عمل میں آئی چاہیے ہنری کو خیال تھا کہ پاپا اُسکی بات مان لے گا اس لئے کہ ابھی پانچ ہی سال ہوئے ہنری نے لوٹھر کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا اور پاپا نے لیوہم نے اس تصنیف کے صلے میں اُسے معامی دین خطاب دیا تھا لیکن پاپا کی یہ مجال نہ تھی کہ کیتھولک کے خواہر زادے جارجس پنجم کو ناراض کرے جس کی فوجیں پہلے ہی روما میں لوٹ مار مچا کر خود پاپا کو گرفتار کر چکی تھیں۔ پھر بھی کلینٹ سابع نے اپنا ایک خاص وکیل کیگیو انگلستان بھیجا اور اوکیل موصوف نے کیتھولک کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ تارک الدنیا ہو کر کسی خانقاہ میں جا بیٹھے لیکن اُس نے کسی طرح نہ مانا اور اپنے اور اپنی بیٹی کے حقوق لئے لینے سینہ سپر ہو گئی اس پر پاپا نے اس لئے کا تصفیہ کرنے کے لئے ہنری کو

روما بلا بھیجا۔

ولزے اگرچہ بادشاہ کی خدمت گزاری کا دل سے متمنی تھا لیکن اُس کی رائے میں یہ بات کسی طرح قرین مصلحت نہ تھی کہ ہنری این بولین سے نکاح کرے این بولین کو ولزے کے اس عہدے کا علم تھا اور چونکہ ان دونوں اُس کی کمان چڑھی ہوئی تھی اس لئے اس نے ہنری کے دل میں اپنے وفادارندیم کی طرف سے گرہ ڈال دی۔

ولزے کا عزل

۱۵۲۷ء - ۱۵۲۹ء

ولزے نے دیکھا کہ اب میری خیر نہیں۔ اُس نے اپنے خوش ناما محل بادشاہ کی نذر کر دیے اور وزارت سے الگ ہو کر یارک کی صدر اسقفی پر چلا گیا۔ لیکن وہاں جا کر اُس کی سرولنری

اس قدر بڑھ گئی کہ ہنری اُس سے اور بھی زیادہ کھٹنے لگا اور سال بھر لعلبت بناوت اس کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ اگرچہ ولزے کو اس وقت صرف اسیٹھواں سال تھا لیکن کثرت کار و ہجوم افکار نے اُسے بیمار و فرسودہ کر دیا تھا۔ اسی بیماری کی حالت میں لندن آئے ہوئے بیمار کو خانقاہ لیٹر میں مجبوراً قیام کرنا پڑا۔ اور خانقاہ کے راہب جب سامنے آئے تو دروہرے لہجہ میں اُن سے کہنے لگا کہ میں اپنی بڑیاں اس خانقاہ کے گوشے کو امانت سونپنے آیا ہوں۔ جس تندہی

سے میں نے بادشاہ کی اطاعت کی ہے کاش ویسی ہی جانفشانی میں نے طاعتِ معبود میں بھی دکھائی نہ ہوتی کہ بڑھاپے میں میری پٹی یوں خراب تو نہ ہوتی۔ ولزے کا مرض مرض الموت ثابت ہوا اور خانقاہ لیسٹر ہی میں ۲۰ نومبر ۱۵۵۷ء کو اُس کا انتقال ہو گیا ولزے کی جگہ وزارت خزانہ پر پہلے ہی سرٹامس مور کا تقرر ہو چکا تھا۔ جو ایک انصاف پسند اور نیک کردار شخص تھا لیکن ہنری کی رائے کے خلاف وہ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ چھ سال سے کوئی پارلیمنٹ منعقد نہ ہوئی تھی اس لیے کہ گزشتہ پارلیمنٹ نے بادشاہ کی خواہش کے مطابق رقم کی منظوری دینے سے انکار کر دیا تھا ہفت سالہ پارلیمنٹ ۱۵۵۷ء اور ۱۵۵۸ء میں جو پارلیمنٹ طلب کی گئی وہ برابر سات سال تک قائم رہی۔ اسی کی وجہ یہ تھی کہ اس پارلیمنٹ کے اراکین بادشاہ کی ہر رائے پر آمنا و صدقہ قرار دیتے اور اُس کے اٹھتے سیدھے تمام احکام کا اقبال کرنے کے لیے آمادہ تھے۔ اس پارلیمنٹ کے اجلاس کے زمانے میں انگلستان میں بعض نہایت ہی اہم تبدیلیاں وقوع میں آئیں۔ ہنری کی بڑی آرزو اب یہ تھی کہ کسی طرح پاپائی مذہبی سیاست کی قید سے آزاد ہو جائے تاکہ کیتھولک کو باسانی مطلق دے سکے۔ اس مشکل کے حل کرنے کے لیے اُسے ایک نیا وزیر مل گیا جو بہت بڑی قابلیت رکھتا تھا۔ اُس کا نام ٹامس کراویل تھا اور سابق میں وہ ولزے کا ملازم رہ چکا تھا ۱۵۵۷ء میں جب ٹامس کراویل کی وزارت ۱۵۵۷ء تا ۱۵۵۸ء کے عہد کا وہ قانون اقتناع مداخلت پاپا، یا دوالیا دیکھو صفحات (۱۴۹۱-۱۴۹۲) جس کی رو سے تمام اُن امتیازات پر سزا کے قید و جمعی جانداؤ عائد ہوتی تھی جو بادشاہ یا اُس کی سلطنت کے حق میں عدالتِ روم کی دست اندازی کو جائز سمجھیں ولزے نے پاپا کے وکیل مطلق ہونے کی حیثیت سے اس بھولے بھرے قانون کی خلاف ورزی کی تھی اور ہنری نے اس خلاف ورزی کو جائز سمجھا تھا لیکن اب ہنری نے ولزے کو اسی بنیاد پر مورد الزام قرار دیا اور اُن تمام پادریوں سے بھی جنھوں نے ولزے کا اتباع کیا تھا ولزے کی وفات کے بعد اسی علت میں مواخذہ کیا۔ اس پر پادری بہت

گہرائی کے کہیں اُن کے روزینے نہ چھن جائیں اور قید کی مصیبت اس پر مستزاد ہو بہتری بھی انھیں اسی طرح ڈھسب پرلانا چاہتا تھا عرض انھوں نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیج کر رحم و عفو کی التجا کی اور درگرا مول کی ہدایت پر اس عرضداشت میں ہنری کو "محافظ و پیشوا" کے عہدے کیساتھ بلا شرکتِ احدے کے القاب سے مخاطب ہنری کیساتھ پیشوا اعلیٰ کیا تھا۔ اب پارلیمنٹ نے جو شاہ جان کے زمانے ہی سے پایا کی مداخلت کو بنگاہِ اکراہ و بکھتی چلی آئی تھی ۱۵۳۲ء ۱۵۳۳ء میں دو جداگانہ قوانین نافذ کیے جن کی رو سے انگلستان میں پایا

کے اختیارات کا بالکل ہی خاتمہ ہو گیا۔ پہلے قانون کا مضمون یہ تھا کہ انگلستان کی عدالتوں کے فیصلوں کا کوئی مداخلت یا پائے روماسے نہ کیا جائے دوسرے قانون میں پادریوں کو ممانعت تھی کہ اپنی معاش کا پہلا ثمرہ جو وہ اب تک نذرانے کے طور پر پایا کو دیا کرتے تھے آئندہ سے مطلق نہ دیں ۱۵۳۵ء میں "قانون اعتقاد" کے نام سے ایک نیا قانون نافذ کیا گیا جس کی رو سے ہنری کو کیسا کے پیشوا اعلیٰ کا منصب عطا کیا گیا اور اسی زمانے سے تاجدارانِ انگلستان اپنی پارلیمنٹ کے ساتھ تمام مذہبی امور کا پایا کی دست اندازی کے بغیر خود فیصلہ کرتے چلے آئے ہیں۔

کیتھن کو طلاق اور این بولین سے عقدہ ۱۵۳۳ء کا ایک عالمِ کثیر جو پہلے بھی بادشاہ کی طرفداری کا حتیٰ اگر چہ تھا کثیر بری کا صدر اسقف مقرر کیا گیا اور اسقف کی ایک

مجلس مشوری کی مدد سے اُس نے کیتھن این کے ساتھ ہنری کے نکاح کو کالعدم قرار دیا ۱۵۳۳ء میں ہنری نے این بولین سے عقد کیا اور اسی سال کے ماہ ستمبر میں شہزادی الزبتھ پیدا ہوئی۔

وزرے کی غلطی کے بعد دینی اور دنیوی حکومت پر کامل و مطلق اقتدار کے حصول سے ہنری بالکل مطلق العنان ہو گیا اب یا تو وہ اپنی مرضی کا تابع تھا یا درامیل کے مشورے پر عمل کرتا تھا جو طبیعت کا درشت اور سخت گیر واقع ہوا تھا۔ اور ہر وقت اسی دھن میں لگا رہتا تھا کہ بادشاہ کے اقتدار میں یو یا فیو ما اضافہ ہو

ویلز میں قانون انگلستان کا  
نفاذ ہوا

کراہول نے ملک بھر میں اپنے جاسوس لگا رکھے تھے اور جو شخص بھی اس کا مزاحم ہوتا تھا اس کی خیر نہ ہوتی تھی پھر بھی حتیٰ یہ سب کہ اس نے ملک کا انتظام پورے خفیف و ہلکا سے کیا اور ولز کے کی طرح اپنے لیے دولت سیٹھنے کا اسے کبھی خیال تک نہ آیا۔ اسی کے عہد وزارت میں ولز کا بالآخر انگلستان کے ساتھ پورا الحاق ہو گیا اور ولز ولے انگریزی قانون اور انگریزی آزادی کے حقوق سے متمتع ہونے لگے۔ لیکن اسی کے ساتھ اس ظالمانہ قانون کا اجرا بھی اسی کے ایما سے ہوا کہ جن شخص پر بغاوت کا الزام لگایا جائے انھیں عذر داری یا صفائی کا موقع نہ دیا جائے قانون بغاوت۔

عجب عجز کا مقام ہے کہ جب کراہول اپنے عہد جلیا سے الگ ہوا تو خود اسی کو سب سے اول اس قانون کا غماز

کھینچنا پڑا سچ ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔

ایسٹ بولین کے ساتھ ہنری کے عقد کا اعلان ہوتے ہی دو قوانین کا نفاذ عمل میں آیا ایک قانون کی رو سے تو شہزادی میری وراٹ سے علیحدہ کر دی گئی اور سخت و تلخ کی جانشین ایسٹ بولین کی اولاد قرار پائی۔ دوسرے قانون کا مفاد یہ تھا کہ جو شخص قانون اعتلا کا منکر ہوگا وہ باغی سمجھا جائے گا۔ چونکہ لوگوں سے وقت فوقتہ ان قوانین کے جواز کا حلف بھی اٹھوایا جاتا تھا اس لیے کئی اشخاص نے جو انھیں حق بجانب نہ سمجھتے تھے اپنی حقیقی رائے

کا اظہار کر دیا اور اس کا خیال یہ کھینچا۔ پہلا شخص جس نے اپنے مستقدمات پر اپنی جان اس طرح نشانہ کی ہنری کا مخلص ترین رفیق اور مشیر سر ٹامس مور تھا۔ اس کی صداقت و دیانت اس کے علم و فضل اور اس کی سادگی و صفائی کی وجہ سے لوگ اسے بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہنری کے نکاح کے معاملے میں وہ سکوت ہی کو اولیٰ سمجھتا رہا لیکن بادشاہ نے اظہار اسے پر اس قدر اصرار کیا کہ بدرجہ مجبوری اسے اپنی رائے ظاہر کر دینی پڑی اور صاف کہہ دینا پڑا کہ ملکہ کیتھارین کی طلاق کو میں مستحسن نہیں خیال کرتا اور نہ اس طریقہ ہی کو پسندیدہ تصور کرتا ہوں جو طلاق حاصل کرنے کے لیے عمل میں لایا گیا۔ انھیں خیالات کا اظہار راجسٹر کے استقف فشر نے



کیا۔ ہنری نے دونوں کے قتل کا حکم دیا چنانچہ وہ گرفتار کر کے قلعہ لندن میں بھیج دیے گئے اور وہیں ان کی گردن ماری گئی۔ یورپ کی طبیعت کی شگفتگی مرتے دم تک بدستور قائم رہی۔ دار کا زینہ جب ذرا زرا تو مور نے قلعہ دار سے مزاحا کہا کہ دار پر فقط چڑھنا ذرا مشکل ہے اس کا انتظام تم کرو کہ سیج و سلامت اس کی چوٹی تک پہنچ جاؤں۔ نیچے میں خود چلا آؤں گا۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنی گردن کندھے پر رکھ دی اور جلا دے تینے کا وار پڑنے سے پہلے یہ آخری درد آؤ و ظریفانہ فقرہ آئندہ نسلوں کے لیے یادگار چھوڑا تا کہ ”میری یہ ڈاڑھی اگر کٹ گئی تو بڑے ہی افسوس کا مقام ہو گا اس لیے کہ اس بیچاری نے تو بناوت کے جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔“

انگلستان کے لیے یہ بڑی مصیبت اور پریشانی کا زمانہ تھا کیونکہ سارا نظام تمدن و رہسہم و برہم ہو رہا تھا۔ کچھ مدت سے غربا سختیاں جھیل رہے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ نئے امر اجنبی قدیم امر کی جاگیرات ہاتھ آئی تھیں مانج کی کاشت کے بجائے بھیڑوں کی چرائی سے زیادہ روپیہ پیدا کر سکتے تھے اور اس لیے بہت کم زمین رعایا کی حالت۔ زیر کاشت تھی اور اسی نسبت سے مزدور بھی ٹھٹ گئے۔

تھے بہت سے مزاح اور مزدور اپنے مکانات سے نکال دیئے گئے تھے اور اس اراضی شاملات کے اکثر حصے پر بھی جہاں ان لوگوں کے مویشی چرا کرتے تھے امر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ ایک اور بڑی خرابی یہ ہوئی کہ قدیم امر کے متوسلین نے ملازمت سے برطرف ہو کر بھیکاریوں اور بد معاشوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور اکثر آدمیوں کا گزارہ ڈکیتی اور قتل پر ہونے لگا۔

اس کے علاوہ مذہبی شکوک کے باعث لوگوں کے عقیدے بہت کچھ ڈھانڈل ہو رہے تھے۔ قدیم رشتے ٹوٹ چکے تھے اور نئے رشتے ابھی استوار

ہونے نہیں پائے تھے۔ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ میں جو عظیم الشان مذہبی انقلاب واقع ہو رہا تھا۔ اس کی کیفیت سن سن کر باشندگان انگلستان میں ایک کھلبلی سی نوعمر اور زودبکلی

زودبکلی نے اصلاح مذہب کا علم بند کیا تھا۔ اور پاپا اور قسبیں کے اکثر افعال و اعمال کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس اصول کی

تلقین کی تھی کہ کلیسا کی تعلیم کے بجائے ہمارے لیے انجیل کی ہدایت کافی ہے۔ اس نئے مذہب کے پیرو اقل اقل ۱۵ لاکھ میں پورٹسٹنٹ (دعوتِ جمیعین) کہلائے اور ان میں بہت سے جرمن شہزادے بھی شامل تھے۔ مگر مہتری نہ چاہتا تھا کہ یہ نیا اصلاح پذیر فتنہ مذہب انگلستان میں رائج ہو اس لیے کہ خود اپنے قلم سے وہ نو تھم کے رد میں ایک رسالہ لکھ چکا تھا لیکن پاپا کے اختیارات کا جو اپنے انگلستان میں مذہبی تبدیلیاں کندھے سے اتار پھینکنے میں مہتری ایک ایسی بڑی تحریک کو جنبش میں لے آیا تھا جس کا روکنا اس کے امکان سے

باہر تھا۔ کرامول اور کیرمہری وزارتوں کے عہد میں مذہب عیسوی کے معتقدات کا ایک خلاصہ مرتب کیا گیا مورتوں اور آئینہ کی پرستش ممنوع قرار دی گئی اور ٹنڈیل کا ترجمہ انجیل یہ تصحیح مائیلز کا درٹیل چھاپ کر شائع کیا گیا اور تمام گرجاؤں میں اسی کو رواج دیا گیا۔ نئے علوم کے حاشی اور نیز وہ لوگ جن کے دلوں میں وکلف اور جماعت لالارڈ کی تعلیم کی یاد زندہ تھی ان تبدیلیوں کو بے نگاہ و تحسان دیکھتے تھے اور کرامول نے خانقاہوں کے بند کردینے کا جو منصوبہ اپنے ذہن میں قائم کر رکھا تھا اس کی تکمیل میں اس تبدیلی خیالات سے مزید آسانی پیدا ہو گئی۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ قدیم الایام میں زاویہ نشین راہبوں نے ناشائستہ انگریزوں کو مذہب بنانے میں بڑی بڑی مفید خدمات انجام دی تھیں۔ لیکن ان راہبوں کی خانقاہیں جیسی جیسی دولت و ثمول میں ترقی کرتی گئیں اور راہبوں کے لیے حقیقی کارگزاری کے مواقع کم ہوتے گئے دیسی ویسی ان میں کاہلی اور نفس پرستی خانقاہوں کی تباہی آتی گئی چنانچہ اکثر چھوٹے درجے کی خانقاہیں بدانتظامی اور بد اطواری میں مشہور تھیں۔ ولزے ایک موقع پر پہلے ہی

پاپا کی ابازت لے کر چند خانقاہیں اور ان کے عیسائے کالج قائم کر چکا تھا۔ کرامول نے جسے بادشاہ کے لیے روپے کی ضرورت تھی ایک قدم اور گسٹہ پر صکر کریم کی مدد سے ان کا باطل ہی خاتمہ کر دیا۔ چھوٹی خانقاہیں تو ۱۵۳۵ء میں اٹھادی گئیں اور جو بڑی تھیں وہ ۱۵۴۰ء میں بے چراغ کر دی گئیں۔ تمام راہب مردوں اور راہبہ عورتوں کو

رہبانیت کے ان عزات کہ وہاں سے نکال دیا گیا۔ کچھ مرد اور عورتیں نو فلیضہ دے کر  
گھر چھا دی گئیں اور کچھ بھال خود پہنچے لڑی گئیں۔ جو رحم و ظرافت دے دلا کر کچی اُس کا  
کچھ حصہ تو جہانوں کی ساخت گرد جاول کی قیدیسی انجمنوں کی پرداخت اور کمبریج کے  
ٹرینٹی کالج (مدرسہ شیشیہ) کی تعمیر پر صرف کیا گیا لیکن اُس کا بڑا غالب بادشاہ کی  
جیب خاص میں چلا گیا۔ اراضی متعلقہ یا تو امیروں کو دے دی گئی یا برائے نام  
واموں پر اُن کے ہاتھ بیچ ڈالی گئی۔ اگرچہ کیا مول کی حکومت نہایت با برائے نام  
تھی اور راہبوں کی طرف سے بھی کوئی مخالفت یا مزاحمت نہ ہوتی تاہم یہ تمام  
کارروائی شورشوں اور فسادوں کے بغیر تکمیل کو نہ پہنچی۔

ایں بولین کا قتل اور  
چین جی ہو کے ساتھ عقد  
تھا۔ اس انشائیں ہنری نے ایک اور بی بی کے ساتھ عقد کر لیا  
تھا۔ مالک کی تہمات کا جب گوشہ گیری کے عالم میں انتقال ہو گیا  
تو اس کے چند چیلے بعد ۱۸۵۷ء میں ہنری نے این بولین پر  
بے عصمت ہونے اور متعدد آشناؤں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنے کا الزام  
لگایا۔ اس الزام میں اُس پر مقدمہ چلایا گیا اور وہ ۱۹ مئی ۱۸۵۷ء کو قتل کر دی گئی  
اُس کے دوسرے ہی دن ہنری اپنی مقتول ملک کی ایک خواص چین بیور کو اپنے  
حبالہ عقد میں لے آیا اور شہزادی الزبتھ اپنی سوتیلی بہن میری کی طرح اولاد ناجائز قرار  
دی گئی۔

اس بیچ جھاکاری اور بے دروازہ رفاکی سے ساری قوم میں ایک افراق برپا ہو گیا  
پڑ گئی۔ شمال انگلستان کی آبادی کچھ تو بیکارتی کچھ خانقاہوں کی ناگہانی بربادی اور کچھ  
نئے مذہب سے متفرق ہونے کے باعث پہلے ہی بھری بیٹھی تھی۔ این بولین  
کے بے رحمانہ قتل نے جلتی آگ پر اور تیل ڈال دیا۔ اور ایک خطرناک ہناو ست  
پھوٹ پڑی جس میں کیا امرا اور کیا کاشتکار سب کے سب شریک ہو گئے  
شمال اور مغرب میں نہایت باغیوں نے مطالبہ کیا کہ شہزادی میری وارث تخت و تاج  
قرار دی جائے پرانا مذہب از سر نو رواج پائے اور کرامول  
برطرف کر دیا جائے۔ لیکن کرامول اُن کے بس کا نہ تھا۔ اپنے جاسوسوں کے  
ذریعے سے اُس نے اُن کے تمام منصوبوں کا حال دریافت کر لیا تھا۔ پہلے

تو اُس نے سبھی طرح کے وعدے کر لیے اور انھیں دم دلا سا دے کر ٹالا لیکن پھر تمام مفسدہ پروازوں کو فوجی قوت سے منتشر کر دیا۔ باغیوں نے اپنی اسس انقلابی تحریک کا نام ”سفرِ راہِ خدا“ رکھا تھا۔ کرامول نے چند چھینے بعد اس تحریک کے سرغنوں کو گرفتار کر لیا اور شمالی علاقے کے بہت سے امر اقل کر دیے۔ انھیں ایام میں انگلستان کے مغربی علاقے لے بھی منٹھایا۔ لیکن کرامول نے اس فتنے کا سر بھی کیل دیا ایڈورڈ چہارم کا پوتا امیر الیٹر اور کچھ سال مارگٹ پنٹنٹ ٹیسیہ ماسبری دونوں کے دونوں اس مفسدہ کی سرکردگی کی علت میں گرفتار ہوئے اور بعد میں قتل کر دیے گئے۔

آخر ہنری کی مراد برآئی اور اسے اولاد نرینہ میسر ہوئی۔ ۱۲ اکتوبر ۱۵۳۳ء کو جین ہیر کے بطن سے ایک شہزادہ تولد ہوا جس کا نام ایڈورڈ رکھا گیا لیکن وضع حل کے دو گھنٹے بعد زچہ کا انتقال ہو گیا۔ اعضائے سلطنت اب دو مخالف جماعتوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک جماعت پرائسٹنٹ (اجتہادین) یا نئے مذہب والوں شہزادہ ایڈورڈ کی ولادت لگی تھی جن کا سردار جین سمیور کا بھائی اور ایڈورڈ کا مامول ۱۲ اکتوبر ۱۵۳۳ء امیر ہرفرڈ تھا۔ اور کرامول کا میلان بھی اسی فتنے کی جانب تھا۔ دوسری جماعت کیٹھولک (عمومین) یا پرانے مذہب والوں کی تھی۔ اس جماعت کے پیشوا امیر کیر نارٹاک اور اُس کا بیٹا امیر سرے تھے جن کا تعلق امرائے طبقہ قدیم سے تھا۔ کرامول چونکہ جرمنی کے پرائسٹنٹ شہزادوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنا چاہتا تھا اس لیے اُس نے ہنری کے لیے ایک پرائسٹنٹ شہزادی این ریکسہ کلیوز کا رشتہ تجویز کیا لیکن وہ شکل صورت کی کچھ اچھی نہ تھی اور اطوار بھی اُس کے ناپسندیدہ تھے۔ ہنری کی طبیعت اُس سے ایسی اٹھڑی کہ چھ ہی چھینے بعد اسے الگ کر دیا۔ اب ہنری کے عتاب کا نزلہ کرامول پر گر آیا کہ یہ سب کیا دھڑا اُسی کا تھا۔ ہنری کو اُس پر ایسا طیش آیا کہ ۱۵ جون ۱۵۳۵ء کو کونسل کے

ایوان ہی میں جہاں سب کے سب امرائے اُس کے دشمن تھے اُس کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ کرامول نے اپنی ٹوپی زمین پر دے ماری اور چلا کر کہا کہ کیا یہ میری تمام

وفا داریوں اور جاں نثاریوں کا صلہ ہے اذہاں خدا انصاف کرو گیا جس حقیقت میں  
جہم بغاوت کا مرتکب ہوں جو یوں گرفتار کیا جا رہا ہوں اس سوال کا جب اُسے کوئی  
جواب نہ ملا تو اُس نے کہا کہ جو کرنا ہے جلد کر چکو تاکہ میرا کام جلد تمام ہو اور میں  
کرامول کا قتل ۲۸ جولائی ۱۵۵۷ء میں پڑا ہوا ہمسکا کروں۔ چند دن بعد پارلیمنٹ نے بھرے اجلاس  
میں اُس پر بغاوت کا الزام عائد کیا اور اُسے اپنی صفائی میں  
لب کشائی کی اجازت نہ دی اور ۲۸ جولائی ۱۵۵۷ء کو وہ

ٹاؤر ہل پر قتل کر دیا گیا۔

اپنے وفا دار وزیر کے قتل والے دن ہی ہنری نے امیر نارفاک کی بھیجی  
کیٹھرائن ہاورڈ سے نکاح کر لیا جو اُس کی باپنجویں ملکہ تھی کچھ دنوں سے ہنری کو یہ خطہ  
دائرہ گیر ہونے لگا تھا کہ مذہب جدید کی طرف اُس کا میلان حد سے زیادہ متجاوز  
ہو چکا ہے۔ اور اب وہ پراسٹنٹ مذہب کے مایوس کی طرف جھک پڑا پارلیمنٹ نے  
کیٹھرائن ہاورڈ کے ساتھ اس کے اشارے سے پراسٹنٹوں کے خلاف ایک قانون  
عقد ۱۵۵۷ء جاری کر دیا اور کرامول کی موت کے دو دن بعد یہ عجیب و غریب

نظارہ لوگوں کے دیکھنے میں آیا کہچہ انخاص ایک گارڈی میں  
بیٹھے ہوئے قتل کی عفت جاری ہے جس میں سے تین نوکیٹھو لگے ہیں جنہوں  
نے قانون اعتلا کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور تین پراسٹنٹ  
میں جن کے لئے الحاد کے جہم میں الحاد سزائے موت تجویز ہوئی ہے۔ ہنری دوم  
کے زمانے سے اس وقت تک شاہان انگلستان آئرلینڈ کے مد امیر کہلاتے  
چلے آئے تھے اب شاہ نے ہنری نے یہ لقب ترک کر کے اقل اتول  
بادشاہ آئرلینڈ کا لقب اختیار کیا۔ کیٹھرائن ہاورڈ کے ساتھ ہنری کا رشتہ اندواج  
کیٹھرائن ہاورڈ کا قتل ۱۵۵۷ء زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اس لئے آگے جس کر یہ بات  
معلوم ہوئی کہ کیٹھرائن کی عصمت پر ادا دل عمر میں حرف اچکا

ہے اور اگرچہ اپنی زندگی کے اس افسوسناک واقعے کے لحاظ سے وہ دلچسپ لاجم  
ضروری تھی لیکن بادشاہ کی بجاہتانی بی ہونے کے قابل نہ رہی تھی۔ چنانچہ  
۲۸ فروری ۱۵۵۷ء کو وہ قتل کر دی گئی اور اگلے سال ہنری نے کیٹھرائن پر اسے شاہی

کر لی جو اُس کی وفات کے بعد زندہ رہی۔

بادشاہ کو اب اپنے کم سن بیٹے ایڈورڈ کی خانہ آبادی کی فکر ہوئی۔ ۱۵۴۲ء میں جب جیمز پنجم کی وفات پر اُس کی شیرخوار بیٹی اسکاتلینڈ کے تخت و تاج کی وارث ہوئی (دیکھو صفحہ ۲۰۷) تو ہنری نے شہزادہ ایڈورڈ کی نسبت اس سچی سے ٹھکرا دینی چاہی تھی لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اسکاتلینڈ اور فرانس دونوں کے ساتھ انگلستان پر سرِ جنگ تھا اور اس جنگ کا سلسلہ بدل کھینچتا چلا جا رہا تھا۔

فرانس کے مقابلے میں انگلستان کا بدلہ بھاری رہا اور شہر بولون ہنری کے ہاتھ آیا۔ اب ہنری نے فرانسٹنٹ اور روسن کی تھوڑی سی فوجوں کے ساتھ وکلاء یا تحائفوں کی ایک مجلس انتظامی کا انتخاب اس غرض سے کیا کہ اگر وہ اپنے بیٹے کے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے وفات پا جائے تو ولیعہد کی طفولیت کے

دوران میں انتظامِ مملکت اس مجلس کے سپرد ہو۔ لیکن مجلس میں ایڈورڈ کا ماموں امیر ہٹفرد بھی شامل تھا جس کا رواج ان دنوں بہت بڑھ چکا تھا اور بادشاہ اُس کی بات بہت ماننے لگا۔

عبادت کے انگریزی دستور اصل کا رواج۔

تھا۔ ایسی حالت میں ہٹفرد فریق کا غالب آنا ایک لازمی بات تھی۔ اس فریق نے کورنبرک کی مدد سے کلیساؤں میں انگریزی طریقہ عبادت کو رائج کر دیا اور بجائے لاطینی طریقہ عبادت کے گرجاؤں میں ہر صبح و شام نئے طریق پر سرستش ہونے لگی جو آداب عبادت ارکان دین احکام عشرہ اور وعائے مسیح پر مشتمل تھی۔

ہٹفرد امیر نارفاک کے اثر سے بہت خائف تھا۔ چنانچہ اُس نے بادشاہ کو یہ پتلی پڑھائی کہ امیر موصوف آئندہ اتالیقی پر متصرف ہو جانے کے لیے توڑ پھوٹ کر رہا ہے۔

ہٹفرد کا دارکار ہو گیا اور ہنری نے غلامانہ کارروائی کی جو اُس کے عہد حکومت کا آخری داغ ہے۔ یعنی امیر نارفاک کو تو اُس نے قلعہ لندن میں قید کر دیا اور اُس کے بیٹے امیر سرے کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ خود نارفاک کے قتل کی تیاری بھی اُس نے مقرر کر رکھی تھی لیکن یکایک اُسے موت نے آگیا اور نارفاک کے سر سے آئی ہوئی بلال گئی۔ ایک عرصہ سے ہنری کے جسم کا موٹا پا بڑھ رہا تھا اور ضعف رو بہ ترقی تھا۔ آخر اُس کا وقت آ پہنچا اور ۲۷ جنوری ۱۵۴۷ء کو وہ اس دنیا سے

کوچ کر گیا۔

انگلستان پر بھری کے بڑے بڑے احسان ہیں لیکن افسوس ہے کہ انسانیت  
اُس کی مطلق مرہون منت نہیں اور اسی لئے ہمارے دل میں اُس کی بہت کم قدر و منزلت  
باقی رہ جاتی ہے وراثت کے بارے میں اُس نے یہ وصیت کی تھی کہ اُس کا جانشین  
اُس کا بیٹا ایڈورڈ ہو اور اگر ایڈورڈ کوئی اولاد نہ چھوڑے تو میری بیٹی  
تھامس کی بیٹی ہوگی اور اُس کے بعد الزبتھ کی بیٹی اُسے۔ اگر تینوں اولاد مر جائیں  
تو پھر اُس کی چھوٹی بہن میری بیوی کوئی دوازدہم کی اولاد

قدر سلطنت سمجھی جائے جس نے بیوی کے بعد امیر سفاک سے شادی کر لی تھی۔ اُس  
سے واضح ہو گا کہ بھری نے اپنی سب سے بڑی بہن مارگریٹ کی بیوی میری ملکہ کاتھرین  
کا نام اپنے جانشینوں کے زمرے میں بالکل ہی شامل نہیں کیا۔ یہ قانون جانشینی جسکی  
روئے بادشاہ نے تاج و تخت اپنی اولاد و احفاد کے لئے ترک کے طور پر چھوڑا  
ظاہر کر رہا ہے کہ زمانہ سابق کے مقابلے میں جب قوم اپنے بادشاہ کا انتخاب  
اپنی مرضی سے کیا کرتی تھی اس وقت تک کتنی بڑی تبدیلی ملک میں واقع ہو چکی تھی۔

## چودھواں باب

## مسیحی فرقوں کی آدینرش

ایڈورڈ ششم ۱۵۴۷ء میں ۱۵۵۲ء | سیر ۱۵۵۲ء میں ۱۵۵۵ء

ہنری ششم کے بعد کے دو فرماؤں کا عہد جس کا مجموعی زمانہ صرف گیارہ سال ہوتا ہے  
پرائٹنٹ اور روس کیتھولک مذہب کی باہمی کشش کا ایک دور مسلسل ہے۔ ایڈورڈ ششم جب  
سیر آرائے سلطنت ہوا تو اس کی عمر صرف دس سال تھی۔ اس نے بچے پرائٹنٹ عقیدہ رکھنے  
والے اتالیقوں کی نگرانی میں ہیبت پائی تھی اور چونکہ اس کی طبیعت میں مبدعیت کا عنصر  
ایڈورڈ ششم ایک پکار پرائٹنٹ غور و فکر کا مادہ و دیت کیا تھا اور ذہن بھی اس نے زسایا تھا  
اس لیے وہ اپنی بساط سے کہیں بڑھ کر ان امور میں دل چسپی لیتا تھا

ایکویس سارمٹھ کا تقریر اس کاموں میں سرگھر ڈوج ہنری ششم کی ہیبت کی رو سے سارمٹھ کی  
محافظ سلطنت کے منصب پر امارت عالیہ کے درجے پر فائز ہوا تھا مجلس اتالیقی کا صدر نشین بن بیٹھا  
اور بہت جلد کم سن بادشاہ پر اپنا اثر ڈال کر محافظ سلطنت کے عہدہ جلیلہ

پر بھی اپنا تقریر کر لیا اور اس طور پر اسے قریب قریب شاہی اقتدار حاصل ہو گئے اس  
کے خلوص اور نیک نیتی میں کلام نہیں لیکن اصلاح مذہب کے میدان میں اس کی روش  
متعصبانہ تھی دولت کا بھی اسے بڑا لالچ تھا اور وہ فیئیر ملکت سے بھی وہ بچکا غور تھا

زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لیتے ہی سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ اسکاٹ لینڈ  
کی پرائٹنٹ جماعت کو اپنا حلیف بنایا اور ایک فوج جمع کر کے اسکاٹ لینڈ والوں سے بادشاہ  
کا ہاتھ اپنی مکہ شہزادہ ایڈورڈ سے بیاہ دیں۔ ایڈنبرگ کے قریب ٹکی ٹکیو کی مشہور لڑائی میں  
اسکاٹ لینڈ پر بے سود حملہ ہوا۔ سیر ۱۵۵۲ء میں اس نے انھیں شکست بھی دی لیکن اس کے بعد  
اس کو انگلستان واپس آنے پر مجبور ہونا پڑا اور یہ ہمہ راہ گئی اسکاٹ لینڈ

وہ اپنے شکست کھا کر مارے غصے کے اپنے آپ میں نہ رہے۔ اور  
اپنا جی اس طرح ٹھنڈا کر لیا کہ خود سال شہزادی میری کو جلد ہی فرانس بھیج دیا جہاں دس  
سال بعد اس کا عقد و عہد فرانس سے ہو گیا تو

انگلستان میں سارمٹھ اور سارمٹھ کے متفق کر رہے تھے بلادرنگ بڑی شد و مد کے



ساتھ پرائسٹ اصلاحات کی ترویج شروع کر دی۔ ایک نئے قانون کے لغذا سے تمام وہ احکام جو فرقہ لارڈ کے خلاف جاری کیے گئے تھے اور نیز پرائسٹ جماعت کے خلاف ہنری ہشتم کے پرائسٹ اصلاحات احکام ششگانہ ایک قلم منسوخ کر دیئے گئے تفسیروں کو مکمل کی اجازت دیدی گئی گرجاؤں میں کنفیو لک طریقہ عبادت منوع قرار دیا گیا اور تمام مورثین توڑ دی گئیں۔ ۱۵۴۸ء میں عبادت عمومی کی پہلی انگریزی کتاب کی اشاعت ہوئی۔ اور "وٹا نون وحدت عل" کے اجراء سے گرجاؤں میں اس کتاب کے علاوہ باقی تمام کتابوں کا استعمال روک دیا گیا اور لوگوں کے لئے نئے مذہب کی پیروی جگہ لازمی کر دی گئی۔ مزید پران کر نئے غیر مالک کے ان پرائسٹ عقیدہ رکھنے والے باشندوں کو جنہیں اپنے وطن میں امان نہ ملتی تھی انگلستان چلے آئے کی عام دعوت دے دی۔ ہسپانیہ اور ہالینڈ میں چارلس پنجم کے حکم سے تمام ملحدوں کو ایک خفیہ عدالت کے اجلاس میں جس کا نام محنت یا محکمہ احتساب تھا لے دی گئی کی علت میں طرح طرح کی عقوبت دیگر سزائیں دی جا رہی تھیں اور ان مالک کے پرائسٹ اپنے وطن سے فرار ہو رہے تھے۔ ان سب کو صلائے عام تھی کہ انگلستان میں آکر پود باش اختیار کریں۔

شہروں میں جہاں کے باشندے نئے مذہب کے عطیہ آزادی کی حقیقت شناسی کی اہلیت رکھتے تھے ان تیز رفت کاخیر مقدم خوشی سے کیا گیا لیکن دور دست دیہاتی علاقوں میں لوگ رومن کنفیو لک طریقہ عبادت کے متقاضی تھے جو انکی گھٹی میں پڑا تھا۔ چنانچہ مغربی اضلاع کی نہاد ۱۵۴۹ء میں دھٹانڈے کے تیوہار کے روز موضع سمپٹرو کوٹنی میں افساد ہو گیا جو پھیلنے پھیلنے کیونشاژ اور کارلڈال کے سارے علاقے پر چھا گیا۔ مفسدہ پردازوں نے اکیڈٹر کا معاہرہ کر لیا اور لارڈ گرے نے جین اور اٹاوی افواج کی مدد سے بڑی شکلوں میں انہیں شکست دی۔

اسی زمانے میں ایک اور شورش نارفاک کی زراعت پیشہ آبادی میں برپا ہوئی۔ رعایا میں ہر جگہ بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ اراضی شاطلات دیہہ پر امر کے ستعرف ہو جانے اور غریبوں کو فردوری نہ ملنے کے باعث ملک میں بد معاشوں غفلوں اور چوروں کی کثرت نارفاک میں نہاد ۱۵۴۹ء ہو گئی تھی اور رعایا کی اس معیبت کو اناج کی کمی اور سکے کے کھوٹ نے اور بھی بڑھا دیا تھا۔ ہنری ہشتم نے اپنے عہد کے اواخر میں

سلا راج الوقت کی چاندی کو بہت کچھ منوش کرنے سے پچاس ہزار پاؤنڈ کی رقم فراہم کی تھی  
 اس کے راج کو تین کھوٹ جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہر سکہ کی حقیقی مالیت اُس کی نام نہاد قیمت  
 کی ملوث سے کم رہ گئی تھی اور اب چونکہ سونے چاندی کی ایک مقدار کثیر امریکہ  
 سے آئے تھی اس لیے سکہ کی قیمت اور بھی گھٹ گئی۔ رفتہ رفتہ

ایک شنگ کا از بازار صرف چھپیس رہ گیا حالانکہ مزدوری کی شرح فی سکن کی وہ تعداد جو ہر  
 شخص کو اُس کی محنت کے مساوی ملتی تھی وہی رہی جو پہلے تھی۔ بایں ہمہ پارلیمنٹ نے  
 ۱۵۶۸ء ایک سخت قانون آوارہ گردی کے خلاف جاری کیا جس کے گویا یہ معنی تھے کہ کرنے  
 کو محنت بھی نہ ملے اور محنت کے مساوی میں روپیہ بھی دستیاب نہ ہو لیکن پھر بھی لوگ محنت  
 کرنے اور اپنی ضروریات زندگی کے واسطے سے لگاتے چلے جائیں۔ آخر یہ سختیاں  
 رنگ لائیں اور ۱۵۶۹ء میں رابرٹ کٹ نامی ایک ٹھیک کی سرکردگی میں ہزار آدمیوں نے  
 تاراج کے قریب جمع ہو کر شاہی افواج کو شکست دی اور مطالبہ کیا کہ غریبوں کی شکایات رفع  
 کی جائیں۔ الاراضی شاملات سے امرا بے دخل ہوں اور وزیر برطرف کر دیے جائیں۔

امیر وارک نے جس فوجوں کی مدد سے اس بغاوت کو دبا دیا لیکن پے در پے  
 اتنے بہت سے فسادوں کے پھوٹ پڑنے کے باعث سامر سٹ ہر دفعہ زبردستی اس کے  
 علاوہ اسی زمانے میں اُس نے خود اپنے حقیقی بھائی امیر البحر سمیور کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔  
 سامر سٹ کا قتل ۱۵۵۲ء  
 امیر البحر سمیور نے کبھی اس پار سے نکاح کر لیا تھا اور اُس کی وفات کے بعد  
 شہزادی انریسہ کو اپنے جانشین بنانا چاہا تھا۔ بھائی کا قتل گو وہ  
 کیسا ہی ضروری کیوں نہ ہوا ایک دل دہلا دینے والا واقعہ تھا جس نے

تمام قوم میں برہمی پھیلا دی اور کونسل نے محافظ سلطنت کے عہدے سے مستعفی ہونے پر  
 اُسے مجبور کیا۔ کونسل میں وہ اس کے بعد بھی تین سال تک شریک رہا لیکن امیر وارک نے  
 اُس کے اثر سے خائف ہو کر اس پر بغاوت کا الزام قائم کر دیا۔ چنانچہ ۲۷ مئی ۱۵۵۲ء  
 کو وہ قتل کر دیا گیا۔

امیر وارک محافظ سلطنت جان ڈولی امیر وارک جواب محافظ سلطنت مقرر ہوا اُس ڈولی کا بیٹا  
 مقرر ہوتا ہے  
 تھا جو نہری ہفتم کے لیے ہر جائز ناجائز چلے سے روپیہ وصول کیا کرتا تھا  
 یہ شخص بڑا ہی خود غرض واقع ہوا تھا اور حکمرانی کا سلیقہ نہ رکھتا تھا

لیکن خواہ اس میں سلیقہ موجود بھی ہوتا تاہم وہ فساد جو روپیہ کی گنتی ہونی تھی اور محنت کے بغیر اس سے پیدا ہونے والے فساد کی طرح ایک نہ سیکھنے پر مشتمل اور اس کی انتہائی ہی طاقتور طور پر کامیاب اور دیرسراستہ تھی اور باوجود اس قدر قدیم قیادت کی حمایت کی یاد اس میں قائم نہیں ہے۔ اور ان کی حکمت و پراگندگی اس قدر تھی اور ان کے نامی مامور دوسرا قانون وحدت عمل ہوئے ۱۵۵۲ء میں ایک اور کتاب عبادت ستائش کی گئی اور

۱۵۵۲ء

قانون وحدت عمل کا اجرا بھی کر ہوا تو عمر شہزادے کا ہمہ سنی خوش اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ مسیحیوں کے ساتھ ایک خفیہ سی بات پر جنگ ہونے ہوئے رہ گئی معاملہ صرف اس قدر تھا کہ شہزادے کی بہن میری کیتھولک عقائد رکھتی تھی اور شہزادے کو امر اس تھا کہ وہ اپنے گرجا میں اس طریقے پر عبادت نہ کیا کرے۔

ان مذہبی فرختوں اور نزاعوں کو چھوڑ کر جب ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ارباب علم و فضل کو اسی زمانے میں غریب بچوں کی تعلیم کی فکر ہو چلی تھی تو ان کو ایک گونہ اطمینان ہوتا ہے۔ ہنری ہشتم کے عہد میں پادری کالٹ نے مدرسہ سینٹ پال کی بنیاد ڈالی اور بہت سے لوگ ایلڈ وڈ ششم کے ابتدائی خانگی طور پر ابتدائی مدارس قائم کرنے لگے۔ ایلڈ وڈ ششم نے اس قسم کے پورے اٹھارہ مدارس کی بنیاد رکھی اور مختلف خانقاہوں کو بند

مدارس

کر کے جو روپیہ اس طریق پر چل رہا تھا وہ ان مدارس کے لئے وقف کر دیا۔ اسقف رڈے نے بادشاہ کے سامنے ایک وعظ کے دوران میں لندن کے غریبوں کے مصائب کا ذکر کیا تھا۔ بادشاہ کے قلب پر اس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ ۱۵۵۳ء میں نیامی اور لاوارث بچوں کے لئے یلو کوٹ اسکول یا کرائسٹ چرچ ہسپتال قائم کیا گیا۔

لیکن اب تو عمر بادشاہ کا عہد حکومت ختم ہونے والا تھا۔ اُسے سل کا مرض ہو گیا تھا اور اُس کے مذہبیوں کو صاف نظر آ رہا تھا کہ اس مرض صعب سے اُس کا جان بچنا دشوار ہے۔ وارک کو جو امراء خاندان پرسی کے ہاتھ سے بغاوت کی علت میں امارت ناظم لینڈ جانشینی کے لئے کے نکل جانے کے بعد ۱۵۵۱ء میں ناظم لینڈ کا امیر کیرنڈا گیا تھا۔ ایلڈی جین گرے کی نامزدگی ایک بہت بڑی مصیبت کا پہلاڑی بنے سر پر معلق نظر آیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر میری تخت نشین ہوئی تو روسن کیتھولک مذہب شاہی مذہب

ہو جائیگا اور میں ماراجاؤں گا۔ یہ سوچ کر اُس نے ایلڈ وڈ سے ایک دستاویز پر دستخط کر لئے

جن میں بادشاہ نے میری اور الزبتھ اپنی بہنوں کو الگ کر کے اپنا جانشین لیڈی جین گرے کو نامزد کیا جو ہنری آٹھم کی بہن میری کی فاسی تھی پڑ  
ایڈی جین گرے نے چند ہی ہفتے قبل امیرنا تھمبر لینڈ کے بیٹے لارڈ ہلڈ فرڈ ڈلی سے  
شادی کی تھی اور امیر موصوف کو امید تھی کہ اس طریقے سے حکومت اُس کے گھری میں رہے گی  
ایڈورڈ کے مصاحبوں میں جتنے بڑے بڑے لوگ تھے سب نے اس دستاویز پر دستخط کر دیئے  
اگرچہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر اس کی کوئی حقیقی قدر و قیمت نہ تھی۔ ۶ جولائی ۱۵۵۴ء  
کو کم سن بادشاہ کا صرف چھ سال کی حکومت کے بعد سولہ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا پڑ

## میری

۱۵۵۳ء غایت ۱۵۵۸ء

بادشاہ کی آنکھیں بند ہوتے ہی نارتھمبر لینڈ نے سپاہیوں کا ایک دستہ ہنڈن کو روانہ کر دیا جو ہنڈن و شائر میں واقع ہے تاکہ میری کو گرفتار کر لیں اور دوجانے تخت و تاج کے لیے اُسے لنڈن نہ آنے دیں۔ اس کے بعد وہ چار دوسرے امرا کے ہمراہ قعرِ آسیاں پاؤں میں گیا لیڈی جین گرے کی فرمانروائی جہاں لیڈی جین گرے فروکش تھی اور اس کے سامنے ادب کے ساتھ کا اعلان لنڈن میں ہو گیا جسکے کرائے مبارک باد دی کہ آج سے حضور انگلستان کی ملکہ ہیں اس شانزدہ سالہ حسین و جمیل لڑکی کو جو زیور علم و دانش سے آراستہ تھی ۱۵۳۳ء

کبھی بھولے سے بھی تخت سلطنت پر بیٹھنے کا خیال پیدا نہ ہوا تھا اور جب امرائے مہم مبارک باد دی تو مارے خوف کے اُس کا دل ہاتھوں اچھلنے لگا۔ کشت مذہب کا واسطہ ملا کہ اس کے مذہبی جذبات کو بہت ہی برا بیگنہ کیا گیا تو جب کہیں بڑی مشکل میں جا کر وہ میری کی مخالفت پر آمادہ ہو سکی نارتھمبر لینڈ نے ۱۰ جولائی کو لنڈن میں اُس کے ملکہ ہونے کا اعلان کیا لیکن لوگوں نے اس اعلان کو بہت ہی بددلی اور کبیدگی سے سنا اس لیے کہ ایک تو انھیں امیر نارتھمبر لینڈ سے نفرت تھی دوسرے میری کو وہ اپنا حائز اور آئینی فرمانروا تصور کرتے تھے۔

میری بھی اس عرصے میں پکار نہ بیٹھی تھی۔ اُس کے ہوا خواہوں نے نفیہ طور پر اُسے تمام واقعات سے آگاہ کر دیا تھا اور نارتھمبر لینڈ کے سپاہیوں کے آنے سے پہلے اُس نے فرار ہو کر امیر کیمبر نارفاک کے قبیلے میں جو خاندان ہاورڈ سے تھا جا پناہ لی تھی۔ یہاں بہت جلد ہزار ہا آدمی اس کی خاطر مرنے مارنے کے لیے آجے ہوئے اور اس جم غفیر کو ہمراہ میری کی فرمائروائی لیکر وہ سیدی لنڈن پہنچی جہاں لوگوں نے لغزہ ہائے مسرت و شادمانی کا اعلان لنڈن میں کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کیا۔ نارتھمبر لینڈ لنڈن چھوڑ کر کیمبرج چلا گیا ۱۰ جولائی ۱۵۵۳ء تھا اور جب کیمبرج میں میری کے ملکہ ہونے کا اعلان کیا گیا تو خود نارتھمبر لینڈ کو کبھی بادل ناخواست اپنی ٹوپی اچھالنے اور عوام کے ساتھ خوشی کے لغزہ مارنے پر مجبور ہونا پڑا۔ لیکن یہ لغزہ اُس کی جان نہ بچا سکے۔ اپنے بیٹے اور بہنو (لیڈی جین گرے) پر

حمیت وہ گرفتار ہو کر لندن میں قید کر دیا گیا جہاں پہنچے بھر بعد ۲۲ اگست (۱۷۵۳ء) کو اُس کی گردن مار دی گئی اور حق یہ ہے کہ اُس کے مرنے کا کسی کو بھی افسوس نہ ہوا۔  
ایک کیرنار خاک اور پادری باز اور پادری گارڈینز اب قلعہ لندن کے زندان سے رہا کر دیئے گئے اور ان کے بجائے پرائیٹس اساقف لطیف اور کیریئر اسی زندان میں ڈال دیئے گئے جب پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو میری کی صحت نسب کا اعلان کر دیا گیا اور ایڈورڈ کی تھوٹک مذہب کی اسکے عہد کے تمام مذہبی قوانین یک قلم منسوخ کر دیئے گئے۔ وہ قیس جنھوں نے شاہیاں کر لی تھیں گرجاؤں سے نکال دیئے گئے کتاب عبادت عمومی

کا رواج منزع قرار پایا اور کلیساؤں میں کینیٹوں کے طریقہ عبادت از سر نو جاری کیا گیا اگرچہ اس آخری تبدیلی پر پارلیمنٹ میں کئی دن تک مباحثہ ہوتا رہا۔ یانر لندن کا اسقف مقرر ہوا۔ گارڈینز کو وزارت خزانہ کا عہدہ جلیلہ تفویض کیا گیا اور ملکہ اکثر امور میں ہسپانوی سفیر سائین رینارڈ کے مشیر سے پرکار بند ہونے لگی۔

اب تک بجز لندن اور بعض دوسرے بڑے بڑے شہروں کے پرانے مذہب کے از سر نو رواج پانے سے اہل ملک عموماً مطمئن تھے۔ لیکن میری کی آرزو میں بہت زیادہ وسیع تھیں۔ اُس کے عہد حکومت میں جو جو ظلم ہوئے اور ملک پر جو جو سختیاں روا رکھی گئیں ان کی مہیت سمجھنے اور ان مظالم کو اُس کی نیک نیتی کا نتیجہ قرار دینے کے لئے میری کی سیرت

ہیں ان واقعات کا ترجمہ اُس کے نقطہ نظر سے کرنا چاہئے۔ وہ ایک ایماندار لیکن تنگ خیال عورت تھی جس نے بچپن سے لے کر اس وقت تک کہ اُس کی عمر ستتیس سال کی ہوئے کو اسی سختی بجز سختیاں پہنے اور کڑاں جھیلنے کے دنیا کا اور کچھ نہ دیکھا تھا۔ سب سے پہلے وہ نیم ہسپانوی تھی اور اپنی ماں اور اُس کی قوم کے ساتھ لیفا الفس تھی۔ جب اُسے خیال آتا تھا کہ اُس کی ماں کو بے وجہ اور بلا ضرورت طلاق دے دی گئی اور اُس کی آبرو و خاک میں ملا دی گئی اور اُس کے بچاے الیوتھ کی مالیت این بولین ملکہ بنا دی گئی تو اُس کے سینے پر سانپ سا لوٹ جاتا تھا بچپن ہی سے اُس کے دل میں یہ خیال بٹھا دیا گیا تھا کہ ان تمام مصائب و آلام کا اصلی باعث انگلستان کی طرف سے پاپائے روم کی مخالفت کا اعلان اور جدید مذہب کی ترویج ہے۔ باپ کا سلوک اس کے ساتھ ہمیشہ بے دروازہ رہا اور اس کی سوتیلی بہن الیوتھ جسے وہ کبھی شہزادی کہہ کر

نہ پکارتی تھی انگلستان کی آئینہ ملک نامزد کی گئی۔ اس کے بعد شہزادہ ایڈورڈ پیدا ہوا جو دونوں بہنوں کو مالک کر کے خود مالک تخت و تاج ہو گیا اور عمر بھر میری کو اپنے مذہب سے کنارہ کش ہونے پر مجبور کرتا رہا۔ ان حالات میں اگر اُس کا دل تمام ان اشخاص کی طرف سے جو اس پر سختیاں کرتے رہے خون ہو تو اُس میں تعجب کی کیا بات ہے!

اب اُس کے بھائی کی موت سے سارا نقشہ ہی بدل گیا۔ لوگ نارتھمبر لینڈ کے برتاؤ سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ میری کا تخت پر بیٹھنا تھا کہ ہر طرف سے مبارک سلامت کی آوازیں آئے لگیں۔ زندگی بھر میں یہ پہلا موقع تھا کہ اُسے آزادی نصیب ہوئی اور اختیارات بھی حاصل ہوئے۔ میری کی بیوی آرنو ویٹھی کہ کسی طرح

انگلستان میں پایا کے اختیارات سے بھرپور حال ہو جائیں۔ چنانچہ جب رینارڈ نے اس کو پیشورہ دیا کہ اس مقصد کی تکمیل کی بہترین شکل یہ ہے کہ وہ اپنے ابن عم فلپ شاہ ہسپانیہ خلف شہنشاہ چارلس پنجم و دیگر مغربی ممالک سے شادی کر لے جو کچھ نیک مذہب کا سب سے بڑا حامی ہے تو اُس نے اس مشورے کو بڑی توجہ سے سنا۔ غرض میری کی نسبت فلپ سے شہرہ گئی لیکن پارلیمنٹ کو اور ساری قوم کو یہ رشتہ بہت ہی ناگوار گذرا اس لیے کہ عام خواہش یہ تھی کہ اُس کا عقد ایڈورڈ چارم کے بیروٹے ایڈورڈ کو رکھنے امیر ڈیون سے ہو شاہ ہسپانیہ کے ساتھ ملک کے نکاح ہو جائے سے لوگوں کو خطرہ اس بات کا تھا کہ لیکن اس سے بہت زیادہ اختیارات حاصل ہو جائیں اور ہسپانیہ کی طرح وہ یہاں بھی تفتیش دان کو یزی شن کا خالمانہ محکمہ قائم کر دے!

ملکہ کے رشتے کی تجویز نے ملک بھر میں ایک کھلبلی سی ڈال دی۔ ڈیون شائر، ویلز اضلاع متوسط اور کینٹ میں ایک سازش ہوئی کہ امیر ڈیون سے شہزادی الزبتھ بیاہ دیا جائے اور میری کے بجائے ان دونوں کو تخت پر بٹھایا جائے۔ اس سازش کا جال توڑا وسیع تھا وائٹ کی لبادت لیکن شرکاء سازش کی بدانتظامی کے باعث صرف ضلع کینٹ ماہ فروری ۱۵۵۸ء کی آبادی ہی نے ایک ہیباور مقامی سردار سر ٹامس وائٹ کی سرکردگی میں سر اٹھایا۔ مفسدہ پروازوں نے دریا سے ٹھیک کے تمام جہازوں

اور توپوں پر قبضہ کر لیا اور سپاہ ردیف بھی جسے امیر نارفاک ان کے قلعہ کے لیے لایا تھا اپنے سپہ سالار کا ساتھ چھوڑ کر لادوائٹ کی جے اڈوائٹ کی جے پکارتی ہوئی باغیوں سے

جاملے۔ اس نازک موقع پر شکست کو فتح سے تبدیل کر کے کاہنہ خود میری کے سر پر بگھوڑے پر سوار ہو کر وہ مروانہ وار گنڈ ہال میں پہنچی اور ایک پرچوں تقریر سے اہل شہر کے جذبہ وفاداری کو ابھار کر ان سے وعدہ کیا کہ میں پارلیمنٹ کی مرضی بغیر ہرگز شادی نہ کروں گی۔ واٹل جب فروری کی تیسری تاریخ کو لندن پہنچا تو پچیس ہزار تیغ آزمائوں کو اپنے مقابلے میں سید سپر پایا اس زبردست جمعیت کے مقابلے میں رک اٹھا کر وہ ٹپیل باریں گرفتار ہوا اور قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

میری کا انتقام نہایت خوفناک تھا۔ اُس وقت تک لیڈی جین گرے کو اُس نے چھوڑ رکھا تھا لیکن اب وہ اس ناشاد خاتون اور اُس کے خاوند کے قتل پر آمادہ ہو گئی۔ چنانچہ دونوں کے دونوں ۱۲ فروری ۱۵۵۴ء کے روز قتل کر دیئے گئے۔ امیر گرے امیونفاک لیڈی جین گرے اور دیگر اسٹراس دایٹ اور بعض دوسرے اکابر کا سر اس کے چند دن بعد اشخاص قتل قلم ہوا۔ اور طبقہ عوام کے ایک سو سے اوپر افراد سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ شہزادی الزبتھ قلعہ لندن میں قید کر دی گئی اور رینارڈ کی خواہش تھی کہ اس کا بھی کام تمام کر دیا جائے لیکن وزیر خزانہ کارڈینر کی سفارش سے اُس کی جان بچ گئی۔ مغلنڈن سے نکال کر اُسے سرکاری پہرے میں پہلے قصر و سٹاک میں رکھا گیا جو اس سفر و شائر میں واقع ہے اور وہاں سے وہ بھٹ فیلڈ میں منتقل کر دی گئی جو ہرٹفرڈ شائر کے مضافات سے ہے۔

ان خونریزیوں کے چند مہینے بعد جولائی ۱۵۵۴ء میں میری کا عقد فلپ سے ہو گیا یہ شادی کچھ ہمارا دور مسرت بخش نہ ثابت ہوئی۔ پارلیمنٹ کو فلپ کے سر پر تاج انگلستان رکھنے سے انکار تھا اور فلپ کے دل میں اپنی اوصیٰ عمر کی بی بی کی الفت موجود نہ تھی۔ لہذا عقد ماہ جولائی ۱۵۵۴ء اگرچہ وہ ہمیشہ اس سے بد اخلاق پیش آتا رہا۔ اولاد زریذ کی تمنا میں فلپ نے ایک سال کا زمانہ انگلستان میں گزارا لیکن آخر یوس ہو کر اپنے ملک کو واپس چلا گیا اور میری اپنے منصوبوں کی تکمیل میں برابر مصروف تھی۔ کسی نہ کسی طرح اُس نے ایک ایسی پارلیمنٹ کا انتخاب کر ہی لیا جو بہت کچھ ہاپا کے وکیل مطلق کی آمد اس کی مرضی کے تابع تھی اور یہ پارلیمنٹ اس بات پر رضامند ہو گئی کہ ہاپا کا ایک وکیل مطلق دوبارہ انگلستان میں موجود رہے۔ چنانچہ



کارڈنیال پول بڑے کر وفر کے ساتھ چہار پرسیوار دربارے لیمیز میں داخل ہوا۔ اُس کے چہار کے اگلے حصہ پر چاندی کی ایک صلیب نصب تھی۔ اور جب اُس نے دارالامرا اور دارالعوام کے اراکین کو پاپا کی طرف سے فرمان معافی سنایا تو سب کے سب گھٹنوں کے بل اُس کے سامنے جھک گئے۔ یہ کارڈنیال پول اس رئیس سالسیری کا بیٹا تھا جو ہنری چہتم کے عہد میں کل ہوئی تھی ۱۵۵۷ء میں وہ کنزربری کا صلاہ اسقف مقرر ہوا۔ اور شاہی کونسل میں اس کا بڑا درجہ امر کی طرف سے کیسا کی جانے لگا۔

ہو گیا لیکن پاپا کو انگلستان پر اسے کوئی حقیقی اختیار حاصل ہونا بہت مشکل تھا اس لئے کہ ہنری چہتم نے غنائیوں کی جانکادیں اپنے امر میں بانٹ دی تھیں۔ پاپائے پال چہارم نے اگرچہ انگلستان کو اپنے فرمان عمومی کے اطلاق سے مستثنیٰ کر دیا تھا کہ تمام مذہبی اوقاف کلیسا کو واپس دئے جائیں مگر میری نے تمام وہ جائیداد جس پر اس کا قبضہ تھا اپنی خوشی سے واپس کر دی۔ امر اکو اب یہ نوبت ہوا کہ اگر پاپا دستور پھر رائج ہو گیا تو نتیجہ ہو گا کہ ایک نہ ایک دن سارا مال ضیعت اُس کے قبضے سے نکل جائیگا غرض انھوں نے آپس میں ایسا کر کے عہد کیا کہ جب تک اُن کی عمریں نیام اور نیام میں تلوار موجود ہے وہ اپنی جائیدادوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ میری کو کبھی معلوم ہو گیا کہ ملک میں ایک مذہب دست جماعت ایسی موجود ہے جو پاپا کے فیلہ اقتدار کی دل سے مخالف ہے۔ بایں ہنری میری اس بات کو اپنا فرض سمجھتی رہی کہ دین اقدس کے رستے میں روٹا اٹھانے والے تمام ملحدوں کا قلعہ و قلع کر دیا جائے۔ پول خود تو ایک رجم دل اور سیانہ رو شخص تھا اور اگر کسی کی رائے پر تمام معاملات ہوتے تو میری اس قدر فرقہ پرستیاں اجبر و تشدد نہ کرتی لیکن پول پاپائے پال چہارم سے جو سخت متعصب ۱۵۵۷ء تا ۱۵۵۸ء واقع ہوا تھا بہت ہی ڈرتا تھا فرقہ لاری کے خلاف ہنری چہارم اور ہنری پنجم کے عہد میں جو قوانین جاری کئے گئے تھے اُن کا اجرا نہ ہوا

عمل میں آیا اور سینٹ پال کے گر جا کا ایک پادری راجس اور گلاشر کا اسقف ہو پوراہ فروری ۱۵۵۵ء میں زندہ جلا دئے گئے۔ ان کے بعد جلد جلد دوسروں کی باری آئے لگی۔ چار شخص اپریل اور مئی میں جلائے گئے۔ چھ جون میں۔ گیارہ جولائی میں اور اٹھارہ اگست میں غرض مذہب کے نام پر جان قربان کرنے والوں کا شمار بڑھتا ہی جاتا تھا۔ اکثر کے کہ بہنیں میں لیشیر اور ڈوٹے زنجیروں سے پشت بہ پشت جکڑے ہوئے اسی پتھر تلے

کے لیے آئے جو پہلے ہی اتنی بھینٹیں لے چکی تھی تو

رٹلی اور ٹیمپسٹ جتنی آگ کے شعلوں میں جھونکے جانے لگے تو ٹیمپسٹ نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی رٹلی تمہارا ہارو اور مروانہ وارہاں دو آج اس آگ میں جھکر سہم انگلستان میں شعل روشن کریں گے جو خدا کے فضل سے کبھی گل ہوئے ہیں ٹیمپسٹ رٹلی اور کریمنر کا انہماک کی جو کچھ ٹیمپسٹ نے کہا تھا اس کا حرف پورا ہو کر باہل انگلستان کے لیے بحث طلب بات یہ تھی کہ کونسا مذہب سچا ہے اور کونسا جھوٹا ہے۔ سوال یہ تھا کہ آیا کسی شخص کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ اپنی ضمیر کی تلقین کے لحاظ سے کسی عقیدے پر قائم رہے اور اگر یہ حق حاصل ہے تو اس میں اس قدر طاقت ہے یا نہیں کہ اس حق کی حمایت میں سینہ سپر ہو سکے ٹیمپسٹ اور رٹلی کے بعد ۱۵۵۷ء میں صدر اسقف کریمنر بھی جلاویا گیا۔ کریمنر نے ایک موقع پر کریمنری دکھا کر اپنے عقاید سے رجوع کیا تھا اور توبہ نامہ پر دستخط کر دئے تھے۔ اب اس امرداد کے کفارہ کا وقت آیا چنانچہ جب اسے چتا کے پاس لائے تو اس نے سب سے پہلے اپنا دہنا ہاتھ جو توبہ نامہ پر دستخط ثبت کرے گا بزم تھا پکتے شعلوں میں دے دیا۔ ان شخصوں کے زندہ جلنے سے جو روجھل کے اندھیرے گھپ میں صداقت اور جرات کی وہ شمع روشن ہوئی جو آج تک برابر نور افشاں ہے۔ عرض میں سال کے اندر اندر کم سے کم دوسو ساتھی راست باز اور خداترس اشخاص اپنے مذہب پر قائم رہنے کی عتق میں ہلاک کئے گئے۔ ان کی ہلاکت رائیگاں نہ گئی اس لیے کہ ان ہیبت ناک واقعات سے خالیف ہو کر نہ صرف یہ کہ بہت سے نیک نفس لوگ وطن چھوڑ کر فرینکفرٹ اور جینا میں جا بسے بلکہ انگلستان کی کیا کیتھولک اور کیا پراسٹنٹ آبادی کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کسی فرمانروا کو اختلاف عقاید کی بنا پر رعایا کی جان لینے کا اختیار حاصل ہونا حد درجہ خطرناک ہے تو

لوگوں میں اب ملکہ کی خرابی صحت کے متعلق سرگوشیاں ہونے لگیں اور چپکے چپکے اسس مین کا اظہار ہونے لگا کہ خدا کرے یہ ظالم ملکہ جلد مرے اور ملک کو پھر چریٹسٹین جیڈ ۱۵۵۷ء میں فلپ کے دوسرے سفر انگلستان سے بھی صورت حالات میں کچھ اصلاح کیے کا بخیر فیض سے نکل جانا نہ ہوئی۔ اس کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ میری کو سمجھا بھجھا کر فرانس پر فوج کشی کرنے میں اپنے ساتھ شریک کرے شاہی کونسل میں جب

یہ معاملہ بحث کے لیے پیش ہوا تو اراکین کو نسل نے سخت مخالفت کی۔ لیکن آخر میری کی رائے غالب آئی اور بشرکت ہسپانیہ فرانس پر حملہ کر دیا گیا۔ آگے چل کر اپنی اس ہٹ کامیری کو بے حد رنج ہوا اس لیے کہ ۱۵۵۸ء میں کیلے کو جس کی حفاظت پر کافی فوج مامور تھی وہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک انگریزی قبضہ میں رہنے کے بعد فرانسیسیوں نے وہ بار فتح کر لیا۔ جب اُس کے کچھ ہی دن بعد نئے کا قلعہ جو فوج کیلے میں واقع ہے غنیم کے حوالے ہوا تو بڑا عظمیٰ یورپ میں انگریزوں کے پاس ایک چپہ زمین بھی باقی نہ رہی۔ کہتے ہیں کہ میری کو جب ان شکستوں کی خبر پہنچی تو بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا کہ جب میں مرنے لگا تو کیلے کا نام میرے دل پر نقش ہو گا میری کی صحت ایک مدت سے خراب ہو رہی تھی انہی ایام میں ایک قسم کا بخار لوگوں میں پھیل گیا اور وہ بھی اس میں مبتلا ہو کر ۱۵۵۸ء کو جہان سے گزر گئی۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کی وفات کے بائیس گھنٹے بعد کارڈینال پول کا بھی انتقال ہو گیا۔

## پندرہواں باب

دورنہ فی دفرنی

الزنجہ

۱۵۴۵ء لغات ۳۰۹

شہزادی الزنجہ بیٹ فلیڈ کے چمن میں، اسے غریب سے لے کر کو ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی کہ قاصد نے آکر اسے بلانے کا مشورہ سنایا۔ یہ خوشخبری سننے ہی وہ گلشنوں کے بل کر کر خدا کا شکر بجا لائی اور کہنے لگی کہ یہ قدرت خدا کا اولیٰ کرشمہ ہے اگرچہ ہماری نظر میں نہایت عجیب ہو جائے کے بعد جب اُس کے نام کا سکہ چلا تو طوائف سکوں پر اُس نے یہی الفاظ نقش کرادے اور اُس کے سارے عہد حکومت میں اسی طرح کے سکوں کا رواج رہا۔

جو خاص اوصاف عورتوں میں ہونے چاہئیں اُن سے الزنجہ ہماری تھی اور اس لحاظ سے اُس کی بہت سی بڑی بڑی لغزشیں گناہیں ہو سکتی ہیں لیکن فرماں روا ہونے کی حیثیت سے اُس کا حق شائستگی ہم سے پورا ادا نہیں ہو سکتا۔ اپنے خسروانہ فرائض سے وہ مدت العمر جس طریقہ پر مجبور رہا ہوا رہی اُس کا ذکر اپنے عہد کے تذکرہ پر خود اپنی زبان سے اُس نے اس طرح کیا ہے اور حق یہ ہے کہ ان الفاظ کا حرف حرف سچائی میں آواہو ہے، اُن میں نے ہمیشہ قیامت کے دن کو پیش نظر رکھا۔ اور اس طرح حکومت کرتی رہی کہ گویا مجھے ایک احکم الحاکمین کے حضور میں اپنے اعمال و اعمال کے لئے جواب دہ ہونا پڑا اور میں اسی بزرگ و بڑے پروردگار کے عدلیٰ کو اپنا گواہ قرار دیتی ہوں کہ میرے دل میں کبھی بھی کوئی خیال ایسا نہیں گزرا جس سے میری رعایا کی فلاح کا پہلو الزنجہ کی سیرت سے نہ نکلتا ہو۔ باپ کی طرف سے اُسے استقامت و جرات اور شوق ہر دوزخی کے اوصاف ترک ہیں، لے پھر اس کے علاوہ وہ باپ ہی کی طرح ان لوگوں کے ساتھ جوش کی اطاعت کا دم جھرتے تھے بہت کم غلغلہ نہ برتاؤ کرتی تھی اور بہت کم اُن ہی صاحب

ہوتی تھی۔ ماں کی سیرت سے اُسے زہد و شوق خوش لباسی اور ایسیلے پن کا حصہ ملا تھا۔ خود بھی کاعجب وہ لوگوں کی ہانپ سے اُس کی مشیر کہ میرات نکلتا۔ لیکن الزنجہ خود بھی روزگار فرنی ہی کی چیز چاہتی تھی بلکہ ایک وسیع فکر و ملک ہونے کے لحاظ سے اُسے اپنے شاہانہ فرائض اور ذمہ داریوں کا گہرا احساس تھا۔ معتدل جدا اولیٰ رسالتی سے اُس نے ہمیشہ اپنے مشیر و راجا انتخاب کیا

اور اپنی رعایا کی علاج و بہبود کے لیے جو باتیں اکثر اسے سوجھ بایا کرتی تھیں وہ نواؤں کے نہیں  
میں ہی نہ آتی تھیں۔ اس کو یہ کٹھن کام انجام دینا تھا کہ تخت سلطنت کو اپنی ذات کے لئے محفوظ  
رکھ کر مملکت کو بدیسی دشمنوں کے پنجے سے چھڑائے بھاری بھاری محصل کم کرے۔ اور نظام  
سلطنت کے دینی و دنیوی عناصر کی بے ترتیبی کو رفع کر کے از سر نو اس میں واپس قائم کرے تاکہ  
انگریزی قوم ضبوط و متحد ہو جائے۔ اس کا ارہم کے سر انجام دینے میں اگر اکثر موقعوں پر اس سے  
نا راستی اور نکتوں ظاہر ہوتا تھا تو جیسا کہ وہ خود کہتا کرتی تھی اس کا یہ عند ایک حد تک قابل پذیرائی  
ہے کہ یہ کروں عورت ذات ہوں اور کمزور ہوں پڑے پڑے زبردست دشمن لگتا ہے میرے  
ان کا توڑ مجھے ہر جیلے کرنا ہی پڑتا ہے۔

الزبتھ جب تخت پر بیٹھی ہے تو انگلستان کی حالت بہت ہی بتر ہو رہی تھی۔ کلیسا کے  
اوقاف سے استعاش اور فرانس کے ساتھ ایک تباہ کن جنگ میں مصروف ہو کر میری نے  
خزانہ بالکل خالی کر دیا تھا۔ رعایا پر جو خوفناک مذہبی تشدد روا رکھا گیا تھا اس سے تنگ آ کر اچھے  
انگلستان کی ابتداء ملت اچھے لوگ گھربار چھوڑ کر غیر ممالک میں چلے گئے تھے اور ملک عداوت  
پر آمادہ ہو گیا تھا۔ رعایا میں عام بے مینی بھیلی مچ رہی تھی۔ جان و مال خطرے

میں تھے میری جملے کاغذ شدہ ان اندرونی مصائب پر مستزاد تھا۔ آئر لینڈ میں ہائینڈل کی آگ الگ  
بھڑک رہی تھی اور اسکاٹ لینڈ کی ملکہ میری اسٹوارٹ جو ولیم بیفرانس سے عقد کر چکی تھی الزبتھ کو  
اور وانا جائز قرار دیکر تختہ انگلستان پر اپنا دعویٰ ثابت کر رہی تھی۔ بڑے عظم پوپ میں کینٹن لوگ اور  
پروٹسٹنٹ گروہوں کے درمیان ایک بہت بڑی کشمکش برپا تھی جو الزبتھ کے زمانے میں برابر جاری رہی۔  
ہنری دوم تاجدار فرانس اپنی پرائیولٹ رعایا کی بیخ کنی کے لئے جد و جہد کر رہا تھا اور فلپ ہسپانیہ  
براغظ پوپ میں مذہبی  
فرانس کا کٹھن تھا جو اس نے ابتدا ابتداء میں اس کے تعلقات  
الزبتھ کے ساتھ لیا ہر خاصا نہ سہے اگر وہ اس کا حقیقی بی خواہ کبھی بھی

نہ تھا اس کے علاوہ یاد مولا کا فلپ کے باپ چارلس پنجم کو ہالینڈ کا علاقہ اپنی داوی میری ریلیٹ  
برگنڈی سے جس نے شہنشاہ میکس سینیٹین سے شادی کر لی تھی ترکہ میں ملا تھا۔ ایل ہالینڈ نے  
چوکیدار اسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا اور یہ لوگ نہایت پختہ عقاید رکھتے تھے اس لیے فلپ دوم  
کی حکومت اور اس کے شرشتہ تغیش کی سختیاں انہیں دو بھر گز سے لگی تھیں۔ یہ بھی بالواسطہ

ٹیکٹ کے الزبتھ سے کشیدہ ہو جانے کی ایک نئی وجہ ہوئی۔ غرض یورپ اس وقت دو مخالف گروہوں کا اگلیڈا بنا ہوا تھا۔ ایک طرف کیتھولک تھے دوسری طرف پروٹسٹنٹ اور پاپائے پال چہارم جس نے بڑا نام حکومت میری انگلستان میں بہت سا کھویا ہوا اقتدار پھر حاصل کر لیا تھا اس انتظار میں تھا کہ الزبتھ کس فریق کا ساتھ دیتی ہے۔

الزبتھ نے واضح نشانی کی کہ اس سے اول اول دونوں میں سے کسی فریق کا ساتھ نہ دیا میری کی کونسل میں جو رکان سلطنت شریک تھے ان میں سے اکثر کو الزبتھ نے اپنی اپنی خدمتوں پر بحال رکھا اور ان میں ایک سیدار سفر برسر ولیم ہسل کا اضافہ کر دیا چونکہ چیک لارڈ برے کے لقب سے ملقب ہو کر صدارت عظمیٰ کے درجہ پر فائز ہوا اور مدت اخیر الزبتھ کی خدمات وفاداری سے بجا لاتا رہا اسلئے ولیم ہسل آئین اور مذہب کے خلاف وہ کوئی بات نہ کرنا چاہتی تھی چنانچہ جب کلیسا کے طریقہ عبادت کے بدلنے کا سوال پیدا ہوا تو اس سے اس وقت تک وہ روک دیا

کہ جب تک پارلیمنٹ کے اجلاس میں اس مسئلہ پر پوری طرح غور نہ ہوے میں خود کوئی حکم اس بارے میں صادر نہیں کر سکتی۔ ساتھ ہی اس نے یہ اعلان کر دیا کہ رعایا کی آزادی فیہ میں کوئی ممانعت نہ کی جائیگی بلکہ ہر شخص کو اختیار ہو گا کہ جس عقیدے سے پرچاہے قائم رہے لیکن شرط یہ ہے کہ عبادت کا جو عام طریقہ قانوناً مقرر ہو اس کی پیروی برابر کرے۔ جب ۲۵ جنوری ۱۵۵۵ء کو پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو اس کے لئے سب سے پہلا کام یہ تھا کہ الزبتھ کے جائز و حقیقی ملکہ انگلستان ہونے کا اعلان کر کے قوانین اعتقاد و وحدت عمل نافذ کرے پہلے قانون کی رو سے ہر پادری کا فرض تھا کہ امور دینیہ میں ملکہ کی سیادت کا حلف اٹھائے۔ دوسرے قانون کے بموجب ایڈورڈ ٹھٹھم کی کتاب عبادت عمومی بعض ترمیمات کے ساتھ جن سے فریق کیتھولک کی دل جوئی مقصود تھی اسے فوراً کٹی گئی اور تمام لوگ گرجاؤں میں عبادت کے لئے اوقات مقررہ حلف سیادت پر حاضر ہونے یا بھاری جرمانہ بھرنے پر مجبور کئے گئے اساقف کے کیتھولک تھے جن کے عقیدے میں دینی سیادت کا مرتبہ صرف پاپا کو حاصل تھا۔ اسلئے

بجز ایک کے باقی سب نے حلف سیادت اٹھانے سے انکار کر دیا چونکہ اس انکار کے صحیح معنی یہ تھے کہ وہ ملکہ کو اپنا پیشوا نہیں تسلیم کرتے لہذا وہ اپنی اپنی خدمتوں سے محروم کئے گئے اور ان کی بجائے پروٹسٹنٹ اساقف کا اقتدار عمل میں آیا۔ لیکن الزبتھ نے اس بارہ میں کمزور وجہ کے پادریوں پر زیادہ دباؤ ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ وہ پادری حلف اٹھانے نہ آئے اُن کی غیر حاضری نظر انداز

کردی تھی اور اکثر مقامات میں گھروں کے اندر تھوڑے بڑے قلعے بنوائے تھے۔ یہ طریقہ عوامیت میں تو ایسی آگے بڑھ چکا تھا کہ ہاؤس میں یہ طریقہ منوع تھا۔ لیکن پارلیمنٹ کے ایک غلط و مصلحت منہ عالم تھا۔ لٹل بیڈی کا صدر اسٹیف ستربرس وائسٹ اس طرح ایک عرصے تک الزبتھ کو ان مہمیں میں گفتات سے پہلو بیاٹی رہی جس کو وہ اپنے بیرونی حاکم کا کام نہ وہاں کر رکھا تھا۔

اسکاٹ لینڈ نے الزبتھ کے لیے ایک اور مشکل پیدا کر دی۔ میری اسٹوارٹس چونکہ اب فرانس کی ملکہ ہو گئی تھی اس لیے اس کی ماں میری ریڈ کے گائیدز نائب السلطنت ہونے کی حیثیت سے اسکاٹ لینڈ پر حکمران تھی۔ یہ ملک کئی سال سے بدترین پراسٹنٹ مذہب اختیار کر رہا تھا اور اگلی مذہب مخالفت اسوں کی دولت و اقتدار کو نگاہ رشک سے دیکھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ ان میں سے اکثر مذہب جدید کی اشاعت کے حامی تھے۔ خود سائین کے منکالم سے تنگ آئے انھوں نے کچھ اسکاٹ لینڈ پر حملے کیے تھے۔ انھوں نے یہ خیال منہم کیا کہ یہ ایک ایسا ملک تھا جس کی طبیعت کے سخت اور دھن کے پکے اسکاٹ لینڈ پر حملے کے لیے تھے۔ انھوں نے یہ خیال منہم کیا کہ یہ ایک ایسا ملک تھا جس کی طبیعت کے سخت اور دھن کے پکے اسکاٹ لینڈ کی حالت ہوئے کی وجہ سے اسکاٹ لینڈ والے مذہب کے معاملے میں انگریزوں سے بھی دو قدم آگے نکل کر جینوا کے نئے مصلح مذہب جان کیلون کے پیرو

ہو گئے تھے۔ ۱۵۵۷ء میں امرائے ایک انبوہ کثیر نے ایڈنبرا میں جلسہ کر کے آپس میں عہد کیا کہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے اور نئے عقیدے کی تبلیغ میں سرگرمی سے مدد دیں گے جس میں شاہ پر انھوں نے دھوکا دیا تھا وہ ایمان اول کہلاتا ہے اور انھوں نے اپنے نئے امرائے جماعت کا تیسری لقب جوڑ کر میری ریڈ گائیدز ایک کہہ کر دیا۔ لیکن ان سرگرمیوں کو کب ٹھنڈے دل سے دیکھ سکتی تھی اس نے جب یہ عقیدہ کا استیصال پھر کر لیا چاہا۔ اڈنبرا کیلون کے ایک مشہور پیرو جارج پائس اسکاٹ لینڈ کے امرائے جماعت کے غلط و پندس کر لوگوں نے گڑبازوں میں مرنوں کو ٹھپوڑ ڈالا۔ ۱۵۵۹ء اور اسی سال کو کہہ کر کھلا فساد پیدا ہو گئے۔ نائب السلطنت نے

اپنی حکومت ایک فرانسیسی فوج کی مدد سے قائم رکھنی چاہی لیکن امرائے جماعت نے ایڈنبرا پر قبضہ کیا اور وہاں ایک پارلیمنٹ منعقد کی۔ اپنے پیرائے حلیفوں یعنی فرانسیسیوں کی گرفت سے اب وہ آزاد ہونا چاہتے تھے اور بحث و مباحثہ کے بعد بالاتفاق یہی رائے قرار پائی کہ الزبتھ سے مدد مانگنی چاہئے۔

الزبتھ نے پہلے تو اتل کیا اس لیے کہ وہ باغیوں کی حکومت کے مقابلے میں مدد دینا پسند نہ کرتی تھی۔ لیکن اسکاٹ لینڈ میں ایک فرانسیسی فوج کا سوجھ بوجھ دھونا خود انگلستان کے لیے

بہت بڑے خطرے کا موجب بن گیا۔ اس نے بہت کچھ سوچ بچار کے بعد اس نے آخر کار انگریزی بیس  
 مہر نامہ ایڈمنٹنبرگ والی ایک شہنشاہی فرمائش دیا اور لارڈ کرے کی کمان میں آٹھ ہزار فوج محاصرہ لیتے  
 اس کے بعد اس میں ایک دہائی کے لئے روانہ کی۔ انہیں ایام میں نائب السلطنت ملکہ کا  
 انتقال ہو گیا اور امریکی اس مجلس نے جو حکومت کے انتظام کی ذمہ دار

ہوئی تھی ایڈمنبرگ میں ایک معاہدہ پر دستخط کر دئے جس کی رو سے فرانسیسیوں نے تو اسکا ٹینٹ ٹائل  
 کر دینے کا وعدہ کیا اور امریکی یہ ذمہ لیا کہ میری اسٹوارٹ تاج انگلستان کا دعویٰ نہ کرے گی۔  
 لیکن میری خود اس معاہدہ کی تصدیق پر کسی طرح رضامند نہ ہوئی اس پر اسکا ٹینٹ کی پارلیمنٹ نے  
 ۲۵ اگست ۱۷۹۱ء کو برٹش شہر کے ساتھ پراٹینٹ عقیقہ کا قانوناً اعلان کیا اور اسی زمانہ سے  
 میری کلمہ اسکا ٹینٹ کے معاہدہ اسکا ٹینٹ کا مذہب پراٹینٹ ہے چند ماہ بعد دسمبر ۱۷۹۱ء میں میری کا  
 اگست ۱۷۹۱ء فرانسیسی شہر شاہ فرانسس ثانی وفات پا گیا اور اگلے سال وہ  
 اجماع ہو گیا اپنے وطن واپس آئی تاکہ اسکا ٹینٹ ہونے کی حیثیت سے حکومت  
 کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیکن الزبتھ کو سردست اس سے کچھ اندیشہ نہ تھا اس لئے کہ تمام  
 پراٹینٹ امراس کے طرفدار تھے

انگلستان کو اس اثنا میں داخلی امن و امان کی وجہ سے خوش حالی کا موقع مل رہا تھا۔  
 کلیسا کے اوقات پر دوبارہ قابض ہو جائے اور اخراجات میں کفایت کرنے سے خزانہ بچھرمو ہو گیا  
 اس کے ساتھ ہی کھوئے سکوں کا چدن روک دینے اور روپیہ کو از سر نو اصلی قیمت پر چلانی سے  
 انگلستان کی خوش حالی اسکیل نے رعایا کو ایک بارگراں سے سبکدوش کر دیا۔ ۱۷۹۱ء میں ایک کمیشن  
 رعایا کی عسرت و پریشانی کے اسباب کی تحقیقات کے لئے مامور کیا  
 گیا اور ۱۷۹۲ء میں ہر شہر کے رئیس بلدیہ اور ہر گاؤں کے داروغہ کلیسا کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے علاقہ  
 کی آبادی سے اس علاقے کے غربا کی پرورش کے لئے چندہ اکٹھا کر کے ایک سرمایہ قائم کریں۔ یہ  
 گویا مضابطہ مساکین کی ابتدا تھی جس کی توثیق سن ۱۷۹۷ء میں پارلیمنٹ کے ایک قانون سے  
 عمل میں آئی اور جو سن ۱۸۳۲ء تک نافذ رہا۔ اگرچہ آگے چلکر یہ ضابطہ رعایا کے لئے ایک ناقابل برداشت  
 ضابطہ مساکین ۱۷۹۷-۱۸۰۱ء جو جمع ہو گیا لیکن اس زمانے میں اس کا نفاذ ہر پہلو سے قرین مصلحت سمجھا  
 اور قیام امن میں اس سے بڑی مدد ملی

لیکن رعایا کی خیر و فلاح میں الزبتھ کی جن دانشمندانہ تدابیر نے نمب سے

ترقی و سعادت



زیادہ حصہ لیا وہ یہ تھیں کہ ایک نواس نے جبر و استبداد کی محبت مٹادی دوسرے ناتوانوں کی جائیداد کو توانوں کی دست برد سے محفوظ کر دیا۔ مالکان اراضی اور شرفائے طبقہ متوسط اب اپنی زمین داریوں کا انتظام بہت اچھی طرح کرنے لگے مختلف قسم کی کھادوں کے استعمال پر توجہ ہونے لگی اور ایک کھیت میں مختلف فصلیں بدل بدل کر بننے کے طریقے پر عمل ہونے لگا۔ البتہ یہ ایک بہت بڑی خرابی تھی کہ پہلے کی طرح مزدوروں کے پاس خود اپنی زمینیں نہ تھیں بچہ بھی بہترین طریقہ کاشت کے رواج سے فصلوں کی پیداوار زیادہ ہونے لگی اور کھیتوں میں زیادہ مزدور کام پر لگائے جانے لگے۔

صنعت و حرفت و دستکاری اور تجارت میں بھی جان بڑھنے لگی اور محنت کرنے والوں کے لئے اس طور پر معاش کی ایک نئی صورت نکل آئی۔ نہ بھی دار دیگر سے تنگ آکر ندر لینڈ کے بہت سے دستکار نقل مکان کر کے انگلستان چلے آئے اور انگریزوں نے ان سے نفیس تر سوئی اور ریشمی کپڑا بننے صابن اور تدہین کے لئے روغن تیار کرنے اور اپنا کپڑا خود رنگنے تجارت اور صنعت و حرفت کا ہنر سیکھ لیا۔ شمالی علاقے کے شہر خوش حال اور متمول ہو چلے اور

اپنی ساخت کی پائیداری اور نفاست میں مشہور ہو گئیں اس کے علاوہ جو تجارتی مال اور وہیہ پہلے اطراف و اکناف عالم سے سیدھا انٹورپ جایا کرتا تھا اب براہ راست انگلستان آنے لگا۔ طلا و نقرہ خام امریکہ سے خاک طلا اور عاج افریقہ سے اور ریشمی اور سوئی تھان و بار مشرق سے آکر لندن کی منڈیوں میں فروخت ہونے لگے جہاں سرٹامس گریٹھم نے ۱۵۶۶ء میں شاہی حراۃ قائم کیا تاکہ اس کی عمارت میں سوداگر و بازار گاہاں اکٹھے ہو سکیں قیمت آزاہ بازاروں کی حوصلہ افزائی خود ملکہ کی طرف سے ہوتی تھی۔ اس سے تجارتی جہازوں کا ایک اچھا خاصہ بیڑا رفتہ رفتہ تیار ہو گیا جس کے جری ناخدا سمندروں میں جان ہتھیل پر لئے پھرتے تھے۔

غرض انگلستان نے آب شور کی اس تسخیر کی طرف اب قدم بڑھانا شروع کیا تھا جس نے اس کی عظمت و شکوہ میں چار چاند لگاوائے ہیں ۱۵۷۱ء میں مغربی علاقے کا ایک جہاز اراں جس کا نام فراشر تھا سمت شمال میں روانہ ہوا تاکہ شمالی و مغربی طرف سے ہندوستان کا بحری رستہ دریافت کرے اس جستجو میں اس نے آہائے خلیج پارس دریافت کر لی جزائی کشتی فائٹ ۱۵۸۳ء

جواچ تک اس کے نام سے موسوم ہے اسی سال جواں ہمت

سفری جگرٹ نے امیکہ کی تفتیش کے لیے ایک بحری سفر اختیار کیا اور اسی غرض سے ۱۵۸۳ء میں ایک اور سفر کیا جس کے دوران میں اُس نے یوفاڈنڈ لینڈ پر انگلستان کا جھنڈا جاگڑا لیکن بعد میں اس کا جہاز ضائع ہو گیا اور سب اہل کشتی غرق ہو گئے۔ ڈیوس ریٹ ہاکنس اور ڈریک یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے نام بحری اکتشافات کے لئے مشہور ہیں۔ ڈریک بعد انگریز ہے جس نے تمام دنیا کے گرد بحری سفر کیا لیکن ہاکنس کی یاد اس دماغ سے مٹ گئی ہے کہ مشہور میں سب سے پہلے وہی حبشی غلاموں کی ایک کھیڑ پ جہاز میں بھر کر افریقہ سے امریکہ لے گیا بہر حال ان اشخاص نے نئے نئے ممالک دریافت کئے اور تجارت کی نئی نئی راہیں کھولیں۔

دولت و ثروت کے اس اضافے کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کی زندگی زیادہ آرام و آسائش سے بسر ہونے لگی۔ مستحکم اور متحصن قلعوں کی بجائے شرفائے اپنے رہنے کے لئے دل کشا کوٹھیاں تعمیر کرائیں جن کی وضع فنِ عمارت میں الزبتھ کے نام سے موسوم ہے۔ ان شاندار ایوانوں کے زینت صنعت سنگ تراشی کا کمال ظاہر کرتے تھے اور کمروں کے فرش پر مختلف قلعوں سے آراستہ تھے۔ سفید پوشوں اور کسانوں کے مکانوں میں بھی اینٹ پتھر کی چٹائی ہونے لگی مکھڑکیوں میں آئینے نظر آنے لگے۔ اور

اس سوراخ کی بجائے جو پہلے چھت میں سے دھواں نکال کرتا تھا اب خوش وضع دودبان دکھائی دینے لگے۔ ہر طبقہ رعایا خصوصاً شرفا کا لباس پہلے سے زیادہ نفیس اور قیمتی ہونے لگا۔ خود ملک بھی اگرچہ بڑی سکھڑ اور کفایت شعار تھی لیکن طمطراق اور نمود پرستی ہوئی تھی اور جب ایک مقرب امیر کے گھر سے دوسرے کے گھر جاتی تھی تو دھوم و دھام کے جشنوں کی ترتیب اور زرق برق کی نمود و نمائش سے شہر و لہن بنا ہوا نظر آتا تھا اور اس گرمی ہنگامہ سے رعایا میں نیت نئی چہل پہل پیدا ہوتی رہتی تھی رعایا تو خوش حال اور فارغ البال تھی لیکن خود ملک الیبتھ طرح کے آلام و افکار میں مبتلا تھی۔ پاپائے پالیس رائج یہ دیکھ کر کہ نہ تو وہ انگلستان میں اس کے وکیل مطلق ہی کے سکونت پذیر ہونے کی روادار ہے اور نہ پاپائی کی مجلس عمومی میں جو بمقام ٹرنٹ ۱۵۵۷ء منعقد ہوئی اس نے اپنا سفیر بھیج کر حق تعظیم روماد کیا اُسے ایک سرکش ناجدار سمجھنے لگا۔ اور اسی لحاظ سے پاپائے فرقہ کی تھوٹک کے نام پر ایات جاری کر دیں کہ کوئی شخص عبادت کے لئے انگریزی گرجاؤں میں نہ جائے پارلیمنٹ کو یہ مداخلت ناگوار گزری اور اس کے ٹوٹنے کیلئے

اُس نے ایک قانون جاری کر دیا جس کی رو سے ہر رکن دارالعوام ہر سال کا عہدہ دار  
 نصف طاعت ۶۳ اور ہر قریس طبقہ کے لیے لازم قرار پایا کہ ملکہ کی اطاعت کا حلف اٹھانے  
 اور انگلستان میں پایا کا صاحب اختیار ہونا تسلیم کرے۔ اس قانون  
 کا بدیہی اثر یہ ہوا کہ تمام راسخ العقیدہ کیتھولک اشخاص کے لیے دارالعوام کا دروازہ بند ہو گیا۔  
 ایڈورڈ ششم کے عہد میں دین سچی کے جوائنٹس احکام ایک کتاب کی شکل میں مرتب کئے  
 گئے تھے اب قانوناً واجب الاتباع قرار پائے اور تمام پیشوایان مذہب سے اُن کی حقیقت  
 کا تجزیہ اعتراف کر لیا گیا۔ اس طور پر الزبتھ کی منشا کے خلاف مذہبی پھوٹ کا بیج اس کی رعایا  
 الزبتھ کا مناکحت سے کے دلوں میں جم گیا میری ملکہ اسکاٹ لینڈ بھی اب پھر الزبتھ کے اطمینان قلب  
 میں غلغلہ ڈالنے لگی تھی جانشینی اب بھی اُس کی طرف عود کرنا تھا

اس لیے کہ اگرچہ پارلیمنٹ نے بار بار الزبتھ سے عقد کے لیے اصرار کیا  
 اور اُس نے بھی کبھی وسیعہ آسٹریا کے پیغام کے ساتھ مشق ناز کی کبھی اپنے جیتے مقرب برابرٹ  
 ڈوڈلی امیر بیسٹر پر گوشہ انتقامت بند کر کے لیکن نتیجہ ان تمام باتوں کا کچھ نہ نکلا اور ملکہ کی ساری  
 عمر کو اپن ہی میں گزری حقیقت یہ ہے کہ ازدواج کے جمیلے میں پڑنا اُس کے لیے سخت مشکل  
 تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ اگر عقد کرتی تو یا تو کسی پرائسٹ سے کرتی یا کسی کیتھولک سے۔ دونوں صورتوں  
 میں اُس کی رعایا کا آدھا حصہ اُس سے ضرور برگشتہ ہو گیا ہوتا

غرض میری اسٹوارٹ ابھی تک الزبتھ کے لیے خارجہ پلوتھی جب وہ اول اول فرانس سے  
 اسکاٹ لینڈ واپس آئی تو تمام لوگ اپنی قبول صورت جو اس سال ملکہ کو جان و دل سے چاہتے تھے  
 اور انھیں اس میں بھی کوئی اعتراض نہ تھا کہ ملکہ اپنے کیتھولک عقیدے پر قائم رہے خصوصاً جبکہ  
 میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کا عقد ملکہ کا سوتیلہ بھائی امیر مرے جو پرائسٹ مذہب رکھتا تھا انغم و نسق ملک  
 لارڈ ڈارنلی کے ساتھ ۱۵۶۷ء میں اس کا تہہ بٹانے لگا تو کچھ ہی دن بعد ملکہ کو دوسرا نکاح کرنے کا خیال  
 پیدا ہوا اور ۱۵۷۰ء میں اُس نے اپنے نوجوان قرابت دار ہنری اسٹوارٹ

لارڈ ڈارنلی سے عقد کر لیا جو خود اُس کی طرح ہنری ششم کی بہن مارگرٹ ٹیوڈر کی نسل سے تھا۔  
 ڈارنلی کی تربیت انگلستان میں ہوئی تھی اور اُس کے خاندان والے جو لینا کس کہلاتے تھے قدیم  
 سے کیتھولک مذہب کے پیروں میں آتے تھے۔ اب اسکاٹ لینڈ میں کیتھولک اور ان کا غلبہ ہو گیا مرے  
 ملک بدر ہوئے۔ پھر مجبور ہوا اور الزبتھ کو میری اور ڈارنلی کی ملک گیرانہ پورش کی طرف سے ہر وقت

کھٹکا لگا رہے لگاؤ

لیکن میری نے بنانا یکھل اپنے ہاتھوں لگا ڈیا۔ ڈارنلی ایک مکرور طبیعت کا تفتی شخص تھا اسیے شوہر سے بھلا میری کی کس طرح بندھ سکتی تھی۔ ڈارنلی کی طرف سے اُس کی طبیعت جلد ہی اچاٹ ہو گئی۔ اُس کی بڑی آرزو یہ تھی کہ کیتھولک مذہب کا اقتدار از سر نو قائم ہو اور وہ خود انکلتا کی ملکہ ہو جائے۔ اسی غرض سے اُس نے پاپائے روم اور تاجدار ہسپانیہ کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کا سلسلہ قائم کر رکھا تھا اور اس کام میں اُسے اپنے لایق اطالوی متحدہ ڈیوڈ رزیو سے بڑی مدد ملی تھی۔ ڈارنلی ملکہ میری کے شوہر ہونے کی حیثیت سے سر پر تاج بادشاہی رکھنے کا آرزو مند تھا لیکن میری نے اُس کی تنہا پوری نہ ہونے دی۔ اُس پر ڈارنلی بہت ہی بگڑا اور رزیو کا ایسا دشمن ہو گیا کہ بعض پرائیونٹ اہلکار کو سکھا پڑھا کر اُس کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ رزیو کا قتل یہ امر الملکہ کے قصر ہولی رڈ میں داخل ہو کر رزیو کو اُس کے سامنے سے لٹا کر باہر لے آئے اور محل کے زیریں پر اُس کا کام تمام کر دیا۔ اُس کے بعد اُنھوں نے محل کے کچھانچوں پر اپنے پہرے بٹھادیئے اور ملکہ اُن کے قابو میں آگئی مصلحت وقت اسی میں تھی کہ وہ اُن کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور ڈارنلی کے ساتھ از سر نو مراسم ارتباط قائم کر لے لیکن یہ واقعہ اُسے کبھی فراموش نہ ہوا اور اُس کے دل میں رہ رہ کر کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا۔ تین مہینے بعد ۹ جون ۱۵۶۶ء کو اُس کے لیٹن سے ایک شہزادہ تولد ہوا اور اب اُسے ایک وارث تخت و تاج مل جانے سے الزبحہ پر ایک طرح کی فوقیت حاصل ہو گئی تو مہینے تک حالت سکون قائم رہی لیکن اُس کے بعد یکایک ایک خوفناک واقعہ پیش آیا۔ ڈارنلی کچھ دن سے بیمار تھا اور میری جو لیٹا ہوا اُس کی تیمارداری بڑی توجہ اور دجھوٹی سے کر رہی تھی اُسے تبدیل آب و ہوا کے لئے ایک پرانی خانقاہ میں جو کرک اوفلیڈ کے نام سے موسوم تھی اور ایڈنبرا کے باہر قصر ہولی رڈ کے قریب واقع تھی اٹھوالائی۔ ایک دن سر شام وہ اسے ایک ڈارنلی کا قتل

۹ مارچ ۱۵۶۷ء  
۹ فروری ۱۵۶۷ء

نوعر غلام بچہ کی نگرانی میں چھوڑ کر خود قصر ہولی رڈ میں اپنے ایک خادم کی شادی کا جلسہ دیکھنے چلی گئی۔ آدھی رات گزر گئی تھی دفعہ ایک ہیبت ناک دھماکا ہوا جس نے سارے شہر کی بنیادیں ہلادیں۔ کرک اوفلیڈ

کی خانقاہ بھٹک سے اڑ گئی تھی اور ڈارنلی اور غلام بچہ کی لاشیں پاس ہی ایک کھجبت میں پڑی ہوئی تھیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ملکہ کو اس واقعہ کا کس حد تک علم تھا لیکن اس میں ذرا

شک نہیں کہ یہ کام ایک نوجوان من چلے رئیس زادہ جیمز ہمبرن امیر باحتول کا تھا اور میری  
نے تین مہینے بعد ۱۵ مئی ۱۷۹۶ء کو اس سے عقد کر لیا تو

خاوند کے اس بیدروانہ قتل کا واقعہ ایسا نہ تھا کہ ایک سرے سے لے کر دوسرے  
سرے تک سارا اسکا ٹیکنڈ اس سے نفرت نہ کرنے لگے۔ اگرچہ بہت سے لوگ ایسے بھی تھے  
جنہیں اس کی بیگناہی کا یقین تھا۔ ایک مہینے تک وہ امر کے مقابلے کے لیے فوج جمع  
کرتی ہی لیکن جب وقت آیا تو کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ اور سب ایک ایک کر کے الگ  
ہو گئے باحتول نے تو اکثرینز میں جا کر پناہ لی اور وہاں سے بھاگ کر ڈنمارک چلا گیا جہاں اسکا  
انتقال ہو گیا۔ میری گرفتار کر لی گئی اور ایک سخت قلعہ میں جو علاقہ کنز اس شایر کی جھیل لیڈنکے  
نیچوں بیچ واقع تھا نظر بند کر دی گئی۔ امرائے اس حالت میں اسے تخت و تاج سے دست بردار  
ہونے پر مجبور کیا اور اس کا شیر خوار بچہ امیر مرے کی ولایت میں جیمز ششم کے لقب سے  
میری ذرا ہو کر انگلستان چل  
تخت اسکا ٹیکنڈ پر بٹھا یا گیا۔ ممال بھر بندہ وہ موقع پا کر قید سے نکل گئی  
اور اپنے حریفوں کے مقابلے کے لیے پھر ایک لشکر فراہم کر لیا لیکن  
جاتی ۷ مئی ۱۷۹۵ء

لقدیر یا ورنہ تھی۔ گلاسگو کے قریب لینکسٹاڈ کے میدان میں اس کے  
شکست کھانی اور میدان جنگ سے جان پی کر بھاگی۔ نوے میل تک ٹھہری کی بائیں اٹھا  
اور رستے میں بجز ڈاک بدلنے کے کہیں بھی ذرا دم نہ لیا۔ فیروزہ برابر سر پیٹ چلی گئی اور اتنی لمبی  
منزل مارنے کے بعد خلیج سالوے کو عبور کر کے کارلائل میں پناہ گزیں ہوئی تو

الزبتھ کو یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی کہ اس کی رقیب سرزمین انگلستان میں موجود  
ہو۔ ابھی سال ہی بھر ہوا تھا کہ پارلیمنٹ نے اس سے مکرر اصرار کیا تھا کہ اپنے نکاح  
اور جانشینی کے مسئلہ کو کسی صورت سے حل کرے۔ قوم کی بڑھتی خوش حالی کے ساتھ اس کی  
انگریزی پارلیمنٹ کی روز اوار العوام کی جرأت بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اب دیہات کے شرفدار العوام کی  
افزوں طاقت - رکنیت کے آرزو مند ہونے لگے تھے اور ان کی پارلیمنٹ میں شہرہ طلب  
کرنے کے بجائے اپنے ہم ایوں کی وکالت کرنے پر بلا معاوضہ۔

اظہارِ رائے کرتے تھے۔ یہ لوگ بالکل کمزادہ رو تھے اور اس بات کے دشمنی تھے کہ کسی طرح ان کے  
حقوق محفوظ رہیں۔ میری کے بیٹے کی ولادت کے بعد ہی انھوں نے مسئلہ جانشینی کے لئے  
کرنے کے لئے الزبتھ پر از سر نو رد و دان شروع کیا اور جب الزبتھ نے انھیں سختی سے کہلا بھیجا

کہ تم لوگوں کو اس معاملے میں کوئی دخل نہیں اس کا فیصلہ میری رائے پر چھوڑ دیا جائے تو دارلحکام کے ایک رکن ڈیوڈ ہامی نے اٹھ کر سوال کیا کہ کیا ملکہ کا یہ پیغام ہماری قومی آزادی کے منافی نہیں، ہے؟ آخر ملکہ نے وعدے وعید کر کے ان کو تسلی دی اور انھوں نے جب کہیں جا کر اس فوجی مہم کے مصارف کے لیے چوہ آئر لینڈ کو روانہ کرنا چاہتی تھی مطلوبہ رقم کی منظوری دی۔ آئر لینڈ ایک ولیہ اور بیدار مغز سردار شان اونیل کی سرکردگی میں ۱۵۶۵ء میں شان اونیل کی بغاوت سے کھلم کھلا برسر بغاوت تھا۔ لیکن زرو لشکر کے بل پر سر ہنری سٹونی نے ۱۵۶۵ء میں یہ بغاوت فساد کر دی اور قیام امن وامان کی امیدیں چلی و

عین ان ایام میں میری اسٹوارٹ کے بھاگ کر انگلستان چلے آنے سے الیبتھی کی شکست میں ایک نیا اضافہ ہو گیا۔ سوال یہ تھا کہ میری کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ میری چاہتی تھی کہ یا تو ایک فوج اُس کے ہمراہ کر دی جائے تاکہ وہ اسکاٹ لینڈ واپس چلی جائے یا اسے فرانس چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ الیبتھیہ اجازت نہ دے سکتی تھی اس لئے کہ میری کا انگلستان میں مقیم ہونا فرانس کو اس طور پر اسکاٹ لینڈ کے معاملات میں دست اندازی کا پھر موقع مل جاتا۔ البتہ مرے کو اُس نے ضرور کہلا بھیجا کہ اپنی ملکہ کو واپس بلا بھیجے لیکن اس لئے انکار کر دیا اور مرے نے اپنے انکار کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے چند خطوط پیش کئے جو میری اور باقیوں نے ایک دوسرے کو دکھائے تھے۔ اگر یہ خط و کتابت فرضی تھی بلکہ اصل تھی تو اُس سے ثابت ہوتا تھا کہ میری اپنے خاوند کے قتل کی سازش میں شریک تھی۔ عرض التوجہ نے اُسے انگلستان ہی میں رکھا اور پہلے تو اپنی نگرانی میں اُسے اضلاع کے ایک محل میں نظر بند کیا اور بعد ازاں دوسرے محل میں بھیج دیا۔ اکثر لوگوں نے الزبتھ پر میری کو مقید رکھنے کا الزام لگایا ہے بخلاف اُس کے ایک اور طبقہ ایسے لوگوں کا ہے جو میری کو ملزم ٹھہراتا ہے کہ آئندہ اٹھارہ سال تک وہ الزبتھ کے خلاف سازشوں میں شریک رہی۔ راقم الحروف کی رائے میں الزبتھ اور میری دونوں سے کسی دوسرے طرز عمل کی توقع رکھنا فطرت انسانی کا غلط اندازہ لگانا ہے۔ کیتھولک عقیدہ رکھنے اور کیتھولک فرقہ کی حامی ہونے کی حیثیت سے میری کا ایمان تھا کہ اگر تخت سلطنت پر کسی تدبیر سے اُس کا قبضہ ہو سکے تو ایسی تدبیر اختیار کرنے میں وہ سراسر حق بجانب ہوگی۔

میری اور الزبتھ

علیٰ بن النقیاس الزتجہ کو اپنی رعایا پر جو اسے عزیز رکھتی تھی اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے ہر ایک قسم کی کوشش کرنی لازم تھی۔ الزبتھ کو ایک بات میں میری پرفورٹ حاصل تھی اور وہ یہ کہ اگرچہ الزبتھ طبیعت کی سخت تھی لیکن اُس کا خیال ہمیشہ اپنی رعایا کی فلاح میں منہمک رہتا تھا۔ میری دلفریب اور پسندیدہ اطوار ضرور رکھتی تھی لیکن اس نے اپنے جذبات سے بے قابو ہو کر اپنا معاملہ خود بگاڑ لیا۔ جس وقت سے اس نے اپنے شوہر کے قاتل کے ساتھ عقد کیا دولت اقبال نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا اور کوئی امید اُس کی کامیابی کی باقی نہ رہی۔

اس وقت تک الزبتھ نے بڑی حکمت عملی سے اپنے آپ کو غیر ممالک کی لڑائیوں سے الگ تھلک رکھا تھا لیکن اب یہ غیر جانب داری اس کے لئے روز بروز زیادہ مشکل ہوتی جاتی تھی۔ میری اسٹوارٹ جب فرار ہو کر انگلستان چلی آئی تو انھیں ایام میں مندرینڈ کے محلے باشندوں یعنی ہائیڈریڈینڈ اور فلیٹہرس کی آبادی نے ولیم ریس آرج کی قیادت میں اپنے تمام اہل مندرینڈ کی بغاوت، سپاہیوں کے خلاف وہ خونریز جدوجہد شروع کر دی تھی جس کا سلسلہ مدتوں قائم رہا۔ اس جنگ میں انھیں انواع و اقسام کی سختیاں

۱۵۵۶ء

جھیلنی پڑیں اور بار بار فائدہ کشی تک نوبت آپہنچی آخر انھوں نے اپنے علاقے کے سیلابی مند توڑ والے اور تمام علاقے کو تباہ کر کے دشمن کو ملک سے نکال دیا۔ اس موقع پر اگر کوئی کیتھولک ملکہ فرمانروا لے انگلستان ہوتی تو فلف ثانی کا بہت کچھ ہاتھ بٹا لیکن الزبتھ کے لئے فریقین میں سے کسی کا بھی ساتھ دینا بہت مشکل تھا خود اس کی کونسل کے اراکین اس بارے میں مختلف اغراض کے حامی تھے سیسل اور تمام پرائیٹسٹ امرائے انجلیک تھے کہ مندرینڈ والوں کا ساتھ دیا جائے۔ امیر نارفاک اور کیتھولک امرائے چاہتے تھے کہ سپاہیوں کے ساتھ دھماکے مانتے مراسم قائم ہوں اور میری الزبتھ کی جانٹین نامزد ہو ملکہ نے ان دونوں جماعتوں کی متخالف اغراض میں توازن قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن کیتھولک امرائے قابو سے باہر ہو گئے۔ شمال انگلستان بغاوت چنانچہ میری کو امیر نارفاک کے جہاز عقد میں لانے کی سازش کی گئی اور جب اس سازش کے کھل جانے پر نارفاک قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا تو میری کو آزادی دلانے کے قہقہے سے امیر نارفاک نے لیتھ اور امیرینڈ

نومبر ۱۵۵۶ء

مورینڈ کی سرکردگی میں شمالی انگلستان کی آبادی نے بغاوت کر دی یہاں شکست کھا کر اسکاٹ لینڈ

بھاگ گئے اور چھ سو سے زیادہ ملاموں کی بجلت بغاوت گردن ماری گئی ہو  
 لیکن کیتھولک ابھی تک بے چین تھے۔ اگلے سال یعنی ۱۵۵۷ء میں پاپائے پانچویں  
 نے الزبتھ کو دائرہ کلیسا سے خارج کر دیا اور اس اخراج کے ساتھ ہی ملکہ کی رعایا کو فرض اطاعت  
 سے سبکدوش کر دیا۔ اس کے جواب میں پارلیمنٹ نے کیتھولک فرقے کے خلاف پہلے سے  
 دائرہ کلیسا سے الزبتھ کا اخراج بھی زیادہ سخت قوانین نافذ کئے اس اثنا میں امیر نارفاک نے ڈولفی  
 اور ڈولفی کی سازش کے نامی ایک گماشتے کو خفیہ طور پر فلپ شاہ ہسپانیہ کے پاس یہ پیغام دیکر  
 بھیجا کہ ہسپانوی فوج کا ایک دستہ انگلستان میں لنگر انداز ہو کر الزبتھ کو  
 قید کرے اور میری کو تخت پر بٹھا دے۔ پاپا نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور سازش کنندوں کو  
 اُن کے منصوبے کی تکمیل کے لیے کچھ رقم بھی دی لیکن ہسپانوی جرنیل الواجس کے سپرویز  
 مہم کی گئی تھی ابھی کچھ کرے بھی نہ پایا تھا کہ اس سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا اور لارڈ برے  
 کو سب باتیں معلوم ہو گئیں۔ نارفاک تو ۲ جون ۱۵۵۷ء کو قتل کر دیا گیا اور فیہر ہسپانیہ  
 انگلستان سے نکال دیا گیا۔ پارلیمنٹ نے الزبتھ پر اس بات کے لیے بھی بہت زور ڈالا  
 کہ ملکہ میری پر بجلت بغاوت مقدمہ چلایا جائے۔ لیکن وہ کسی طرح رضامند نہ ہوئی ہو  
 ہسپانیہ کی اس نیش زنی کے باوجود الزبتھ نے پہلے امیر انجو اور بعد ازاں اُس  
 کے چھوٹے بھائی کو پیغام عقد دیکر فرض کو اپنا بنا لیا تھا۔ لیکن اس اثنا میں ایک ایسا خوفناک  
 حادثہ وقوع میں آیا جس کی یاد سے روح لرز اٹھتی ہے۔ شاہ فرانس کی ماں کیتھرین دی ٹیسی  
 اور حاضرا وہ گایز کے کیتھولک امرا نے اس ڈر سے کہ مبادا فرانسیسی پراسٹنٹوں  
 ۱۵۵۷ء اگست ۱۵ء کو  
 کی طاقت بہت بڑھ جائے پیرس کے راڈل و انفار کو اُن کے  
 خلاف بٹھر کا دیا۔ جس کا نتیجہ ۲۴ اگست ۱۵۵۷ء کو وہ خوریز واقف ہوا  
 جو سینٹ بارتھالوميو کے قتل عام کے نام سے مشہور ہے اس دن  
 پیرس کے تمام پراسٹنٹ اکابر جن جن کے قتل کر ڈیئے گئے۔ اور بھلا کے جوش تعصب کا سیلاب  
 شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ ایسا الما کہ ایک لاکھ سے اوپر پراسٹنٹ قتل کر دیئے گئے کیتھولک  
 فریق کی اس مہیب کامیابی نے الزبتھ اور اُس کی رعایا کو متروک کر دیا لیکن اس پر بھی وہ پراسٹنٹ  
 جماعت کی ملائیم فدا رسی سے محتر زہری اور جب ندر لینڈ والوں نے ۱۵۵۷ء میں پرتنا ظاہر  
 کی کہ وہ اُن کی ملکہ بن جائے تو اُس نے اُن کی یہ دعوت رد کر دی البتہ اُن کی مدد کے لیے



کچھ روپیہ بچھڑایا

لیکن اُس نے اپنی رعایا کو انھیں مدد دینے کی مخالفت نہ کی چنانچہ لندن کے سوداگروں نے پانچ لاکھ اسٹرفلین ولیم ریلیس آرنج کے پاس بھجوا دیں اور پانچ ہزار سے زائد نوجوان انگریز ندر لینڈ کے بہادر مجاہدین وطن کے دوش بدوش لڑنے کے لئے اپنے وطن سے روانہ ہو گئے۔ کچھ انگریز اپنے جہازوں پر سوار ہو کر اہل ندر لینڈ کو بحری کمک ندر لینڈ والوں کو انگریزی دینے گئے اور آہٹائے انگلستان میں یہ فائر گر جہاز جو کلاب البحر کے نام سے پکارے جاتے تھے ٹڈی دل کی طرح پھیل کر فرانسس اور کمک

ہسپانوی تجارتی جہازوں پر حملہ کرنے لگے۔ ان کلاب البحر کی غرض ندر لینڈ والوں کو امداد و رسانی کے ساتھ ساتھ غالباً غارت گری بھی تھی۔ ہسپانوی اور پرتگیزی اُن دنوں نئی دنیا کے اُن خطوں پر قابض تھے جہاں سونا اور خزانہ دستیاب ہوتا تھا چنانچہ وہاں شہر کے ایک تیس زارے فرانس دیکھنے پہلے پہلے آئے اور پھر آئے۔ ایں ہسپانوی جنوبی امریکہ پر تاخت کی اور سونے سے لدے ہوئے جہاز لوٹ کر یہ خزانہ انگلستان لے آیا۔ فلپ نے قسم کھائی کہ اس ٹیڑھے سے انتقام لے لیڑہوں گا اور اُس کے طیش کی بڑی وجہ ہوئی کہ جب ڈریک مال غنیمت لے کر پلٹا تو اُس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی تھی اور اُس کا نام مشہور انگلستان کے دربار میں داخل ہو گیا تھا اس کے علاوہ ملکہ الزبتھ نے اُسے "سر" کا خطاب بھی عطا کیا تھا۔ لیکن سروسٹ فلپ کو دوسری بہت سی جہموں کے باعث اس انتقام کی فرصت نہ تھی اس کا وقت کہیں آٹھ سال کے بعد جا کر آیا جبکہ الزبتھ نے آخر کار امیر پرتگیزی اہل ندر لینڈ کی امداد پر مامور کیا اور ڈریک کو ۱۵۸۵ء میں بحیرہ ہسپانیہ کے امریکن مقبوضات پر چھاپہ مارنے کی اجازت دی جہاں سے وہ مال غنیمت لا کر لایا تھا اس وقت سے فلپ حقیقی طور پر انگلستان کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا لیکن اس کے مشہور ہسپانوی جنگی بیڑے کی تیاری میں جس سے انگلستان پر چڑھائی کرنی مقصود تھی ابھی ادیتین سال صرف ہوئے اور اس عرصہ میں بہت سے اہم واقعات پیش آئے۔ کچھ عرصے سے کیتھولک مذہب کے نوجوان انگریزوں کی ایک جماعت فرانس کے شہر ڈوہی میں اس غرض سے تیار کی جا رہی تھی کہ انھیں تبلیغ دین کیتھولک کے لئے انگلستان بھیجا جائے۔ یہ لوگ اس عقیدہ پر مضبوطی کر رہے تھے کہ اہل انگلستان کی تجارت اُخروی

کیتھولک مذہب کا تبلیغی کمیٹی کی ایک سبیل ہے کہ ان پر پاپائے رومی حکومت از سر نو  
 وفد انگلستان میں ۱۵۸۷ء قائم ہو جائے۔ ۱۵۸۷ء میں یہ جماعت انگلستان پہنچی اور اطراف ملک  
 میں خفیہ طور پر سفر کرنے اور سرگرمی سے اپنے عقائد کی اشاعت کرنے  
 لگی۔ حکومت کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اسے سخت تشویش لاحق ہوئی سانپ کا سر کھپنے کے  
 لئے فوری تدابیر اختیار کی گئیں۔ جو پادری یہ آگ لگائے آئے تھے وہ جہاں کہیں ملے گرفتار  
 کر لئے گئے اور آئندہ بیس سال کے زماں میں ان کی ایک بہت بڑی تعداد وقتاً فوقتاً قتل ہوئی۔  
 ہسپانوی سازشوں کا جال بھی ساتھ ساتھ برابر پھیلنا ہوا تھا۔ ۱۵۸۷ء ایک سازش دریافت  
 ہو جس حفاظت ملکہ الزبتھ اولیٰ کی ہو جس کا مقصد یہ تھا کہ الزبتھ قتل کر دی جائے اور میری کو اس کی  
 جگہ تخت پر بٹھایا جائے اس سازش کا بانی فرانسیس تھراگم رٹن نامی  
 ایک کیتھولک تھا اور سفیر ہسپانیہ کو بھی اس کی کل کیفیت معلوم تھی۔  
 تھراگم رٹن تو قتل کر دیا گیا لیکن انگلستان کے تمام سربراہ و وہ توگوں نے اب یہ دیکھ کر کہ انہی  
 ملک کی جان سخت ہی خطرہ میں ہے۔ ۱۵۸۷ء میں ایک مجلس قائم کی جس میں انھوں نے  
 یہ استصواب پارلیمنٹ تجویز مہد کیا کہ جو شخص ملکہ کے خلاف سازش کرے گا اور نیز جس شخص  
 کی خاطر یہ سازش کی گئی ہوگی ان سب کو جان سے مار ڈالیں گے۔ پو

ظاہر ہے کہ اس دھمکی میں ملکہ میری بھی شامل تھی چنانچہ خود اس سے اس تھراگم پر دستخط  
 کرائے گئے۔ لیکن تین سال بھی نہ گزرے پائے تھے کہ وزیر سلطنت سر فرانسس ولسٹم کو  
 ایک اور سازش کا علم ہوا جس کی منظوری میری نے اپنی طولانی اسیری کی صعوبتوں سے تنگ  
 میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کا قتل کر دے دی تھی۔ یہ سازش جس میں ایک فوجوان کیتھولک سینگٹن نامی  
 پیش پیش تھا اور جوبیلے کی طرح ہسپانیہ کی ریشہ وادانیوں سے عمل میں آئی  
 تھی آخر میری کی جان لیکر رہی۔ سازش کا ثبوت امر کی ایک مجلس کے روبرو

قلعہ فادرنگے واقع نارٹھیمپٹن شائر میں جہاں میری نظر نہ تھی پیش کیا گیا اور پارلیمنٹ  
 نے ۴ نومبر ۱۵۸۷ء میں اس کے لئے سزائے موت تجویز کی لوگ خوش تھے کہ اب عمر بھر کی  
 سازشوں اور منصوبوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس خوشی میں سارے لندن میں چراغاں کیا  
 گیا۔ لیکن الزبتھ کو قتل نامہ پر دستخط کرنے میں تامل نہ ہوا وہ ڈرتی تھی کہ سارا یورپ اس کے  
 ان فعل کو نا پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گا۔ آخر ایک عرصہ دراز کے بعد اس نے اپنے دستخط ثبت کر دیے

اور ۸۰۰ فروردی ۱۲۵۸ء کو مدجال گرہشت میں جنت لکے اسکا ٹینڈ کا سر قلم کیا گیا۔ جب اسے قتل میں لے چلے اور اس کی خواصیں زار و قطار روئے نگیں تو اس نے انھیں کیہ کہ تسلی دی کہ میرے لئے گریہ و زاری نہ کرو۔ میں نے اطمینان دلایا ہے کہ تمھاری کوئی خفا نہیں تم سے کسی طرح کا توفیق نہ کیا جائے گا۔ میرے تمام ہوا خواہوں کو میرا یہ آخری پیغام پہنچا دینا کہ میں مرتے دم تک صدق دل سے کیتھولک عقیدہ پر قائم رہی ہو

الزبتھ کو اب صرف ایک دشمن سے انتقام لینا باقی رہ گیا یہ دشمن فلپ تاجدار ہسپانیہ تھا جو انگلستان پر بڑے زور شور سے چڑھائی کر نے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ لکھنے کی جڑی نے اسے حسب معمول اس قدر رقم کی منظوری کی اجازت نہ دی کہ انگریزی بیڑا پوری طاقت کے ساتھ حریف کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائے۔ لیکن لارڈ ہاؤرڈا میر فٹنگھم اور اس کے بحری سرداروں کی سعی و ہمت نے ملک کی فروگزاشت کی تلافی کر دی سرفراز اس ڈریگ نے ۱۲۵۸ء میں تادم کی بندرگاہ پر دلاوراندہ ناخت کر کے غنیم کے جنگی بیڑے کے ایک حصہ کو آگ لگا دی اور انگلستان کے منغور ہسپانیہ کے جنگی بیڑے کی روٹی اشرفانے دشمن کے مقابلہ کے لئے اپنے فوج سے جہاز تیار کر دئے۔ آخر وہ ساعت بس کا کھٹکا لگا ہوا تھا اپنی فلیپ کے نامور سپہ سالار

۱۲ جولائی ۱۲۵۸ء

امیر پارما نے ندر لینڈ میں تیس ہزار ہسپانوی فوج پہلے سے جمع کر رکھی تھی کہ جنگی بیڑے کے پیچھے ہی آہٹے کو عبور کرتی ہوئی انگلستان میں جائزے اور فلپ کو پوچھیں تھا کہ انگلستان کے تمام کیتھولک اس کے ساتھ مل جائیں گے چنانچہ اسی یقین کو دل میں لئے ہوئے اس نے اپنا زبردست جنگی بیڑا جو ایک سو انتیس جہازوں پر مشتمل تھا امیر لدینا سدانیا کی کمان میں ۱۲ جولائی ۱۲۵۸ء کو ہم انگلستان پر روانہ کیا تو

فلپ نے غلط اندازہ لگایا تھا۔ ۱۹ جولائی کو ساحل روشنیوں کے ذریعے سے غنیم کے جنگی بیڑے کی آمد آمد کا اعلان ہونا ہی تھا کہ سارا انگلستان ایک ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور کب کیتھولک اور کیا پراٹسٹنٹ سب کے سب بلا تفریق و امتیاز اپنے ملک اور اپنی ملک کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو گئے تو

ہسپانوی جنگی بیڑے کی شکست لارڈ ہاؤرڈ کے پاس کلہم اسی جہاز اور نو ہزار کی بحری جمعیت تھی لیکن ان جہازوں کے کماندار لارڈ ہنری سیمور فرانسز ڈیک اور ہانس صلیو جیوٹ سورما تھے۔ بلکہ پھٹکے انگریزی جہازوں نے ہسپانوی بیڑے کے

۱۲ جولائی ۱۲۵۸ء

اگر اس وزن جہازوں کا تند و تیز حملوں سے ناک میں دم کر دیا۔ اور آٹھ آتش زن کشتیوں نے جو رات کے وقت کیلے کی بندرگاہ میں ناخداؤں کی رہنمائی کے بغیر موجوں کے حوالہ کر دی کئی بھیس ہسپانویوں میں ایسی سراسیمگی پھیل گئی کہ وہ لنگر اٹھا کر کھلے سمندر میں چلے گئے۔ اب انگریزی بیڑے نے جو اسی موقع کا منتظر تھا ان پر ایک زبردست حملہ کر کے ان کی راہ مراجعت قطع کر دی اور جب تک گولی بارود نے ساتھ دیا ان پر غضبناک آگ برساتا رہا۔ اس پر جوش حملے نے ہسپانویوں کی ہمت توڑ دی۔ موسم نے بھی انگریزوں کا ساتھ دیا اور سمندر میں ہوا کا ایک طوفان چلنے لگا جس نے ہسپانوی امیر البحر کو اسکا لینڈ کے شمال کی طرف سے چکر کاٹ کر اٹھے پاؤں ہسپانیہ واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ جزیرہ آرکینیز کے قریب مصیبت اور بڑھ گئی۔ غنیم کے جہاز چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے۔ اسکا لینڈ کے جزیروں کے ساحلوں پر ہسپانوی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ گیارہ ہزار ہسپانوی ساحل آر لینڈ پر ہلاک ہوئے اور صرف تیرہ تین لڑے چھوٹے جہاز اتنے بڑے بیڑے میں سے بچ کر بندرگاہ کارٹائیں واپس پہنچے ہسپانیہ کا یہ جب جنگی بیڑا جب اس طرح تباہ ہو گیا تو انگریزوں کے جوش مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ انھوں نے پورے دو کار عالم کا اس عظیم الشان کامیابی پر شکر ادا کیا۔ اور الزبتھ نے مسرت و اقبال کے انھیں جذبات سے متاثر ہو کر اس واقعہ کی یادگار میں یہ لاطینی مقولہ ایک نئے سکے پر نقش کر لیا کہ اللہ خدا کی ایک کچھونک نے انھیں منتشر کر دیا، ٹو

اب خدا خدا کر کے الزبتھ کو حقوڑا بہت اطمینان نصیب ہوا دنیا کی تمام قومیں اس کا ہوا مان گئیں۔ اس کا بیڑا لا سمندر کا فرمانروا بن گیا۔ اس کی رعایا بغاوت کی ہر نبرد آزما ترغیب پر غالب آئی اور جماعت کیتھولک بھی آخر یہ دیکھ کر کہ وہ دل خارجہ کے ساتھ ساز و باز انگلستان میں وحدت قومی کا کرنے کے بجائے خود اپنے ہی فرمان روا کی اطاعت کرنا اولیٰ و انسبی بنجور اور امن و امان کا قیام خاموش ہو کر بیٹھ گئی اور کم از کم دکھا دے کیلے نکلیاں انگلستان کے آداب کی پابند ہو گئی جس طریق کار ام کرنا سب سے زیادہ

مشکل تھا وہ انتہا پسند پراٹھنوں کی جماعت تھی جو «ہیویریٹن» (مستشفین) کہلاتے تھے اور جنہو اسے یہ عقیدہ اپنے ساتھ لائے تھے کہ معمول سے معمول رسوم کی پابندی بھی ناجائز ہے لیکن الزبتھ کے عہد حکومت میں یہ گروہ کچھ زیادہ سر نہ اٹھائے پایا۔ فرانس میں ہنری چہارم نے ان کا نام «پراٹھن» پر ۱۵۶۱ء کے مشہور و معروف فرمان نامہ میں کے صدر سے اپنی پراٹھن رعایا کو

ابتدائی پسند کا طریقہ عبادت اختیار کرنے کی آزادی دے دی اور اس سے بھی یورپ کے اسن قائم ہونے میں مدد ملی۔

قوم نے گزشتہ تیس سال کے عرصہ میں جو ترقی معلوم و غیر محسوس طور پر کی تھی اس کے نتائج آشکارا ہونے لگے انگریزی جہاز اطراف عالم کے سمندروں میں گشت لگاتے پھرتے تھے اور کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں انگلستان کے جہاز اس نہ پہنچے ہوں۔ سر واطریٹ ایٹ انڈیا کمپنی اسٹیمر نے سات بحری مہمات کیے بعد دیگرے شمال اور جنوبی امریکہ کو رفاہ کیں۔  
۱۵۹۹ء

لاہیں اور اگرچہ چینا کی نو آبادی جو سر واطریٹ نے قائم کی تھی سرسبز ہوئی لیکن اس کے قیام سے دوسری نوآبادیوں کے لئے رستہ صاف ہو گیا۔ سفر فرانسس ڈریک نے مشرق ہندوستان کی بحری راہ چار ماہوں کے لئے کھول دی چنانچہ انگلستان اور ہالینڈ دونوں کے تجارتی جہازوں کا مشرق تک ایک تاننا بندھ گیا بلکہ الریچہ نے تیانج مشرق دسمبر ۱۵۹۹ء لندن کے تاجروں کی ایک جماعت کو ہندوستان اور مالک مشرق کے ساتھ تجارت کرنے کی شاہی سند عطا کی۔ انگلستان کی مشہور و معروف ایٹ انڈیا کمپنی کے بانی مہالہ بی تاجر تھے۔ اس خارجہ ترقی کے چلو پہلو ذہین و عقل کی اندرونی نشوونما عمل بھی برابر جاری تھا۔ سو سال کے زمانے میں جو ہنری ڈیوڈ کی تخت نشینی کے وقت سے لے کر اب تک نقلی ہو ا تھا بڑے بڑے اہم واقعات ظہور پذیر ہو چکے تھے اور ایسے جیت انگیز علمی کشفات نے کوپرنیکس اور گیلیلیو

تھا کہ چھوٹی سی دنیا جس میں ہم رہتے ہیں مرکز کائنات نہیں ہے لیکن اسی کے ساتھ جوی سفر کرنے سے جو نئے ممالک دریافت ہوئے ان سے یہ بات بھی یابہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ قضاے اس چھوٹی سی دنیا کی جسامت اور عظمت کی نسبت جو رائے قائم کر رہی تھی اس سے اس کا درجہ برابر بڑھا ہوا ہے امریکہ جو سونے چاندی کا گھر تھا اور جس میں انسانوں کی متعدد عجیب و غریب نسلیں آباد تھیں دریافت ہو چکا تھا خود انگلستان میں مذہب جدید کی اشاعت فن طباعت کی ترویج اور یونانی و لاطینی ادبیات کے مطالعہ نے لوگوں کے دماغوں میں انکا

دکھائی دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ الزبتھ کے عہد کے فائدہ کے قریب فن تاریخ کا شوق تیار ہونے لگا۔ صدر اسقف پارک نے قدیم وقائع انگلستان کو ایک جاذبہ کر کے کی کوشش شروع کر دی اور سرواٹریس نے اپنی مکتبہ لائبریری

تاریخ عالم، کی طرح ڈالی جو عہد آئندہ میں سپر وقلم ہوئی۔ رسائل نویسیوں افسانہ نگاروں اور ہر موضوع پر خاصہ فرسانی کرنے والوں کی ایک تعداد کثیر کے علاوہ جن کے نتائج طبع موج وریا کی طرح آئے اور پہلے کئے الزبتھ کے زمانے میں بعض ایسے مشاہیر بھی پیدا ہوئے جن کے علمی کام شہرہ آفاق ہیں۔ مثلاً سرفریس بکن نے فلسفہ اور سائنس میں ایک نئی روح بھونک دی اسپنسر نے جو مختوری میں استادانہ درجہ رکھتا ہے "فیری کوئین" جیسی یادگار زمانہ کتاب لکھی۔ سرفیلپ سڈلی نے جو مڈلینڈ میں جنگ زلفوں کے موقع پر ایک مہلک زخم کھا کر کام آیا مشہور کتاب "آرکیڈیا" تصنیف کی۔ الزبتھ کا زمانہ شاعروں اور مانویسوں کی کثرت کے ساتھ مشہور ہے۔ ڈراما نویسوں کے ٹاکوں اور شاعروں کی نظموں کا چچا گھر گھر ہونے لگا۔ ناول کاؤں کے کلیوں شرانجاموں اور اے مکانات کے صحنوں یا تحفوں میں جواب لندن میں بن گئے تھے تماشا کر کے دکھائے جاتے تھے اور نظمیں بھی یہیں سنائی جاتی تھیں۔ ان تمام شعرا اور ڈراما نگاروں کا سرتاج شکسپیر ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوا۔ اُس کے ٹاکوں کا آج تک جواب نہیں ہوا ان میں فطرت انسانی کی تصویر اس خوبی اور صفائی سے کھینچی ہے کہ گئی ہے انکار اس درجہ حکیمانہ ہیں زبان میں وہ زور و قوت ہے اور خیالات اس قدر بلند ہیں کہ نہ صرف انگلستان بلکہ ساری دنیا کا ادب ان کا زیر بار احسان چلا آتا ہے۔

اب الزبتھ کے عہد کا فائدہ قریب آتا ہے۔ ۱۵۹۵ء میں سیسل و الملقب بہ لارڈ برے نے وفات پائی اور ملکہ کے گرد و پیش ایسے امرانظر آئے گئے جن کی عمریں کم تھیں مثلاً سرواٹریس جس کی شجاعت اور قابلیت مانی ہوئی تھی برے کا بیٹا ابرٹ سیسل جو ایک دانشمند مدبر تھا برے کی وفات ۱۵۹۵ء اور ابرٹ ڈیویس و امیر انیکس جس نے ایک شوخ اور بے چین طبیعت پائی تھی اور الزبتھ اس کے ساتھ بچوں کا سلوک کیا کرتی تھی کہ کبھی پار

کیا کبھی گھر کیا۔ آرلینڈ کا پرانا ناسورا بھی تک رس رہا تھا۔ فرقہ گیتھولک کے خلاف تعزیری قوانین کے نفاذ سمیت نفاذ اور رعایا کو کلیسا نے انگلستان کے طریق عبادت اور انگریزی کتاب عبادت

استعمال پر مجبور کرنے کی غیر مدبرانہ کوشش نے صورت حالات کو اور ابتر کر دیا۔ اس کے علاوہ جب پاپائے الزبتھ کو دائرہ کلیسا سے خارج کیا تو آئرلینڈ والے بڑے متذبذب ہیں ہواؤیل ایئرٹریو کی بنات پر لگے کہ کس کا ساتھ دیں پایا کا یا ملکہ کا۔ اور سر ہاپنوی انھیں بدراہنگستان ۱۵۹۵ء کو غایت مستلزم کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ تا آنکہ ۱۵۹۵ء میں آئرلینڈ کے ایک

بہادر سردار بیواؤیل ایئرٹریو نے فلپ نائی کی شہ پارک علم بغاوت بند کر دیا انگریزی فوج کو جو اس کے مقابلہ پر آئی مقام ارماغ کے قریب شکست ہوئی۔ اس پر ملکہ نے ایکس کو تیس ہزار فوج دیکر اس کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس ہم ہم بہت سی مشکلات ایکس کے سنگ راہ ہوئیں اور ٹایروں کی چرب زبانی کا قریب کھا کر اس نے حریف کے ساتھ صلح کر لی۔ اس احمقانہ عہدہ پیمان کے بعد وہ دل میں اس امید کو کھجھوئے ہوئے ایکس کی کشتی کو قتل انگلستان واپس چلایا کہ ملکہ کو سمجھ بھگا کر راہنی کرنے کا۔ لیکن ملکہ صلح کا حال سن کر سخت برہم ہوئی۔ اور ایکس اس کے حکم سے اپنے مکان میں نظر بند کر دیا گیا۔ اس برتاؤ سے بدول ہو کر شوریدہ سر ایکس نے

اپنے ہواخواہوں کی ایک جمعیت فراہم کی اور انھیں لے کر بغاوت سرپا کرنے کی نیت سے شہر میں نکلا۔ اس مقصد میں اسے قطعاً ناکامی ہوئی اور جرم بغاوت کے ثابت ہونے پر ماہ فروری ۱۶۰۱ء میں اس کی گردن ماری گئی تو

ایکس کے بعد آئرلینڈ کی ہم پر لارڈ ماونٹ جائے بھیجا گیا تھا جس نے وہاں پہنچ کر ٹایروں کا قافیہ ایسٹنگ کیا کہ آخر ۲۶ مارچ ۱۶۰۲ء کو اسے ہتھیار ڈالنے ہی بنی۔ اس تاریخ سے سارے آئرلینڈ پر انگلستان کی حکومت قائم ہو گئی اور الزبتھ کے جانشین کے عہد میں انگلستان آئرلینڈ پر تسلط سے انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے کثیر التعداد لوگوں کو لینڈسٹرا اور اسٹر کے صوبوں میں اس شرط پر زمینیں دی گئی کہ وہ وہاں امن و امان قائم رکھیں۔ انھیں اسٹرا کی حکومت اور لینڈسٹر کو آبادیاں کہتے ہیں اور ان کو آبادیوں کے قیام سے آئرلینڈ

کے شمال کا دو تہائی علاقہ بایسوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ لیکن اگرچہ اس تبدیلی سے بظاہر ملک خوش حال و آسودہ ہو گیا۔ پھر بھی چونکہ اکثر صورتوں میں اس نے عملہ مدد سے لوگوں کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ ہوا تھا اس لئے ان میں سخت بددلی پھیل گئی اور چند سال بعد اسی بددلی نے انگریزی حکومت کے لئے آئرلینڈ میں بڑی بڑی مشکلات پیدا کر دیں۔

اب ملکہ کا آخری وقت آپہنچا۔ اور وہ جلیل القدر عورت جس نے اتنی مدت تک اس مٹھاٹھ سے فرما زوال کی تھی آخر بستر مرگ پر دم توڑی نظر آئی انگلستان پر اس کے بڑے بڑے احسان ہیں وہ خود میں متکون غیر مستقل مزاج ضرورتی اور بار بار دوغ گوئی بھی کرتی تھی لیکن اس بات کا ہمیں غمازی بخجائی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اُس کی تخت نشینی کے وقت انگلستان کمزور تھا اور اس کی تین چار عمارتیں برباد تھیں

لی پھوٹ نے اُس کا شیرازہ بکھیر رکھا تھا لیکن جب اس کی بھگتیں بند ہوئیں تو مملکت قوی اور قوم متحد ہو چکی تھی پارلیمنٹ کی جو آزادی ہنری ششم کے عہد میں سلب ہو گئی تھی وہ بھی الزبتھ کے زمانہ میں ایک بڑی حد تک بحال ہو گئی۔ چنانچہ اپنے عہد کے سب سے آخری اجلاس پارلیمنٹ میں الزبتھ کو مسئلہ مرہات میں دارالعوام کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ مرہات سے مراد وہ حقوق خاص ہیں جو اکثر امرا و کو خاص خاص شیاؤ مثلاً شراب کی فروخت کے متعلق حاصل تھے جن کے استعمال سے وہ رعایا کو لوٹا اور اپنی جیبیں بھرا کرتے تھے پُ

الزبتھ کا انتقال  
۱۵۴۷ء مارچ ۶ سن ۵۴

لیکن ایک بات پر الزبتھ آخر وقت تک اڑی رہی یعنی اُس نے اپنے جانشین کو نامزد نہ کیا پر نہ کیا! البتہ ۱۵۴۷ء مارچ ۶ سن ۵۴ کی شام کو جب اُس کا طائر روح نفسِ حمیری سے پرواز کر رہا تھا اُس کے سر کی ایک خفیف سی جنبش سے اُس کے ارکانِ دولت یہ نتیجہ نکال سکے کہ وہ جیمز ششم فرما زوالی اسکاتلینڈ کی جانشینی پر رضامند ہے چنبش سر شیع ہستی کی آخری لوطی۔ ۱۵۴۷ء مارچ کو مجرورم انگلستان کی نامور ملکہ دنیا سے رخصت ہو گئی پُ

خاندان ٹیوڈر کا اقتاب اقبال اب غروب ہو گیا اور اُس کی جگہ ہائے دولت خاندان اسٹوارٹ کے سپر سایہ فلگن ہوا انگلستان کو ترقی کرتے ہوئے سو سال سے بھی زیادہ ہوئے تھے۔ اور اس عرصہ میں اُس نے محفلِ اقوام کی صد نشینی کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔ ہنری ششم کے بڑے اس حکمت عملی کی بنیاد ڈالی تھی کہ غیر مالک کی لڑائیوں میں حصہ نہ لیا جائے اور خود خاندان ٹیوڈر کے عہد کے اپنے ملک کے اندر سامراے سلطنت کو قابو میں رکھا جائے۔ ہنری ششم نے اُس کے نقش قدم پر چل کر بدیسی اقتدار کے نفوذ کو روک دیا یعنی واقعات کا خلاصہ

اپا پائے روما کو کلیسا پر جو اختیارات حاصل تھے اُن کا سد باب کر دیا۔

ایڈورڈ اور میری کے پر آشوب زمانہ حکومت میں لوگوں کو آزادی خیالات کی خواہش اور جبر و استبداد



سے نفرت پیدا ہوئی اور الزبتھ نے اپنی رعایا کو خوریزندہ کی شکستوں سے جن کی تباہیاں چاروں  
 طرف پھیلی ہوئی تھیں، پکڑ کر قوت پرکرنے اور ترقی کرنے کا موقع دیا۔ تجارت بڑھ گئی، زراعت مدھنی  
 اور راحت و آسائش کے اسباب میں اضافہ ہو گیا۔ ولیر جہاز رانوں نے دور دراز سمندروں کا  
 چپہ چپہ جان مارا یہاں تک کہ انگلستان کی جرأت اور جہان بازی کا اقصا سے عالم میں ڈنکا بچ گیا۔  
 اسی کے ساتھ نئے نئے خیالات کی روگوگوں کے دلوں میں دوڑ گئی اور جدید معلومات کی روز افزوں  
 وسعت نے ادب و حکمت کا ایک ایسا شاندار سرایہ فراہم کر دیا جس پر آج کل کا جدید ترقی بھی سلجھتی  
 نہیں ہے جاسکا۔ البتہ نظام حکومت میں جس کی بدولت یہ ساری ترقیاں ظہور پذیر ہوئیں ایک  
 کمزوری ضرورت تھی یعنی شہنشاہ ازہ بند صرف بادشاہ یا ملکہ وقت کا جوہر ذاتی تھا۔ جب تک ایک  
 دانشمند اور بیدار مغز فرمانروا سر پر آئے اسے سلطنت پر حکومت کا انتظام ابھی طرح رہا لیکن ایک  
 نااہل تاجدار کے برسر حکومت ہونے ہی مملکت میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ چنانچہ ایڈورڈ اور میری  
 کے عہد حکومت نے ثابت کر دکھایا کہ شاہی اختیارات اس قدر وسیع ہو گئے ہیں کہ ان کا استعمال  
 بے دانشی کے ساتھ ہوتے ہی قوم کے معاملات میں اتنی بڑی پرگئی اور شہنشاہ ملت بکھر کر رہ گیا الزبتھ  
 کی وفات کے بعد ایسے فرمانرواؤں کا دور آیا جن کا طرز حکومت دانشمندانہ نہ تھا اور اسی نے  
 جیسا کہ ہمیں اس کے چکر معلوم ہو گا تاجداران وقت اور پارلیمنٹ اور قوم کے درمیان ایک ایسی  
 کشمکش پیدا ہو گئی جس نے انگلستان کو پھر خانہ جنگی کے مصائب اور انواع و اقسام کے کلام  
 و تکالیف میں مبتلا کر دیا۔

## سولھواں باب شاہانہ استبداد اور جمہوریت کا تضاد جیمز اول

۱۶۰۳ء لغایت ۱۶۲۵ء

الزبتھ کی آنکھ بند ہوتے ہی مجلس وزراء نے قاصد دوڑا دیئے کہ میری اسٹوارٹ اور ڈارلے کے بیٹے اور ہنری ہفتم کی سب سے بڑی بیٹی مارگرٹ کے پروتے جیمز ششم فرمانروائے اسکاٹلینڈ کو ساتھ لیتے آئیں۔ اگرچہ ہنری ششم نے اپنی وصیت میں مارگرٹ کے حقوق جانشینی کو نظر انداز کر دیا تھا (دیکھو صفحہ ۲۱۵) لیکن اس میں کلام نہیں کہ جیمز نہ صرف تاج و تخت کا حقیقی وارث تھا بلکہ قوم بھی دل سے اسکو چاہتی تھی اور قرعہ انتخاب اسی کے نام پر پڑا تھا۔ اس طور پر اسکاٹلینڈ والوں کی پیشیں کوئی آخر پوری ہو کر رہی یعنی جب جیمز ششم فرمانروائے اسکاٹلینڈ نے جیمز اول شاہ انگلستان کا لقب اختیار کر کے خانقاہ ویسٹ منسٹر میں تاج حکومت سر پر رکھا تو اسکاٹلینڈ کا ایک بادشاہ اسکون کے مقدس پتھر پر پھر مسند نشین جیمز کی سیرت نظر آیا۔ اگرچہ جیمز کے عہد میں ایسے واقعات پیش نہیں آئے جو خاص طور پر قابل ذکر ہوں لیکن پھر بھی یہ عہد ایک اعتبار سے اہم ہے اس لئے کہ پارلیمنٹ کے ساتھ جیمز کے آٹھ دن کے تنازعات نے اُس کے بیٹے چارلس اول کے رستے میں کاشتہ بچھا کر ایک بہت بڑے انقلاب کی بنا ڈالی۔ جیمز بد باطن نہ تھا اور بادشاہ ہونے کی حیثیت سے بھی اُس کی سرشت پر حرف نہیں آسکتا البتہ اُسے گم کردہ راہ کہہ سکتے ہیں۔ روزمرہ کے انتظامی معاملات میں وہ بڑا زیرک اور ہوشمند تھا۔ دلدل والے علاقہ کو خشک کرانے کا خیال اسی کو پیدا ہوا جس سے بیکار زمینیں قابل زراعت ہو گئیں۔



۲۲

خود مختار انا حکومت کے خلاف قوم کی جدوجہد

فرمانروایان فاندان استوارٹ

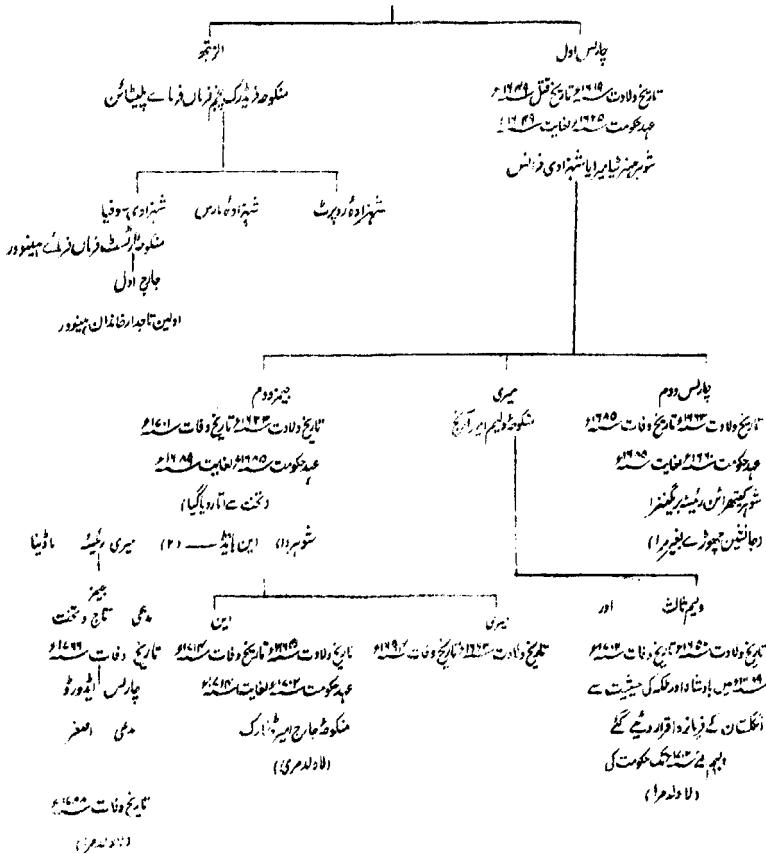
## جیمز اول شاہ انگلستان

جو جیمز ششم کے لقب سے شاہ اسکاٹ لینڈ بھی تھا،

تاریخ ولادت ۱۲۶۶ تا تاریخ وفات ۱۲۶۵

عمر حکومت ۱۹۰۰ء تا ۱۹۶۵ء

شهرستان شهباز و نمارک





ڈاکھانہ (صرف ممالک غیر کے لئے) اول اول اسی کے عہد میں قائم ہوا اور بہت سی مفید دستکاریاں مثلاً ریشم بافی اور پیلہ پروری اسی کی سرپرستی میں رائج ہوئیں۔ لیکن انگریزی قوم کی مزاج شناسی کا ملک اس میں کبھی بھی نہ پیدا ہوا۔ انگلستان آنے کے وقت اسکی عمر پچیس سال کی تھی اور چونکہ وہ اپنے سے بڑھ کر عقلند کسی کو نہ سمجھتا تھا اسلئے اس میں اس کے شخص سے جو اس درجہ خود میں ہوا انگریزوں کے مزاج داں ہونے کی توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ وہ فطرۃً لئسار اور نرم دل واقع ہوا تھا اور جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا اس کے عہد میں رعایا پر جو سختیاں روا رکھی گئیں ان میں زمانہ سابق کی وحشیانہ تعدی کا عنصر کبھی بھی شامل ہونے نہ پایا۔ لیکن اس میں خوش اطواری اور ممانت نام کو نہ تھی طبیعت میں جہل تھا مگر اس کے ظریفانہ فقرے کبھی گندہ دہانی سے خالی نہوتے تھے علم و فضل میں اُسے ید طولی حاصل تھا اور بات بات میں اپنے کمالات کی نمائش کرتے رہتا اس کی طبیعت ثانیہ ہو گیا تھا۔ ضد اور کٹھ جتنی اس کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور دوسروں کے مشورے پر عمل کرنے میں اپنی کسر نشان سمجھتا تھا لیکن چونکہ سید خوشامد ہندو درجہ کا کابل بھی تھا اس لئے اس کے منہ لگے بآسانی اُس پر قابو پا جاتے تھے۔

خدائی حق کا مسئلہ تاج انگلستان کو وہ اپنی آبائی میراث سمجھتا تھا اور اسے دل سے اس بات پر یقین تھا کہ سلطنت اُس کا خدائی حق بالفاظ دیگر وہ خود کو تمام انسانی ذمہ داریوں سے بالا تصور کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ قوم اور قوانین مملکت پر اُسے اختیارات مطلق حاصل ہیں تاجدارانہ خانہ ان یوڈر مطلق انسان ضرور تھے اور ہنری ہفتم کے اسٹارچمبرز ایوان کو اکبر اور "مجلس عالیہ نابین" نے جو انتظام کلیسا کے لئے الزبتھ کے حکم سے قائم ہوئی تھی تاجدارانہ وقت کو وسیع اختیارات دے رکھے تھے۔ لیکن ہنری ہشتم اور الزبتھ میں اپنی رعایا کی مزاج شناسی کا ملک موجود تھا اور اسی لئے وہ دونوں کے دونوں ہر دلعزیز تھے۔ جیسا کہ وصف سے عاری تھا اور رعایا کو بلا وجہ

وق کرتا رہتا تھا۔ پارلیمنٹ کے فیصلوں کو توڑنے کی اس نے بار بار کوشش کی اور ایک دفعہ تو اس نے دارالعوام کے اراکین سے صاف کہہ دیا کہ جسطح خدا کی قدرت میں چون و چرا کرنا کفر ہے اسی طرح رعایا کے لئے بادشاہ کے اختیارات پر حرف گیری کرنا یا یہ کہنا کہ بادشاہ کے لئے فلاں فلاں امور ناجائز ہیں سخت گستاخی ہے اور اس سے بادشاہ کی بہت بڑی تحقیر ہوتی ہے ظاہر ہے کہ یہ باتیں انگریزوں کی سی آزاد قوم کو کسی طرح گوارا نہ ہو سکتی تھیں یہ سچ ہے کہ انگریز اپنے بادشاہوں کا ادب بھی کرتے تھے اور ان کے ساتھ محبت بھی رکھتے تھے لیکن قدیم سیکن زمانہ سے وہ اس بات کے عادی چلے آئے تھے کہ اول اول مجلس عکلا میں بذات خود اور از اس بعد پارلیمنٹ میں اپنے وکلاء و سفرا کی زبانی ہر نئی تجویز پر "یاں" یا "نہیں نہیں" کی آواز بلند کریں۔ اور اپنے منہ پر کسی قوت سے دبے نہ دیں مزیروں جیمز کی تخت نشینی کے وقت قوم ایک زمانہ دراز کے امن و آمان کی بدولت قوم کی حالت

خوش حال و فانی السال تھی اور قوم ہر دلیور و طاقتور فرمانرواؤں کا زمانہ دیکھ چکی تھی۔ پھر بھلا وہ اس بات کی تاب کب لا سکتی تھی کہ ایک کمزور اور خود نما بادشاہ کے ماتحت نہیں کھڑی بن جائے۔ ضلع میں شرفا اور روحان اور مزدور و اسودہ تھے شہروں میں تجارت رو بہ ترقی تھی۔ لندن کی آبادی اس سرعت کیساتھ بڑھ گئی تھی کہ الزبتھ نے نئی عمارات کا بننا روک دیا تھا اور جیمز نے اپنے عہد میں ان شرفا کو جو اپنے خاندانوں سمیت باہر سے آکر پائے تخت میں سکونت اختیار کرنا چاہتے تھے دو مرتبہ فہائش کی کہ گھر جائیں اور وہیں رہیں اور اپنے کام سے کام رکھیں "بڑے بڑے شہروں میں لوگوں کے اجتماع اور مطبوعات خصوصاً انگریزی بائبل کی عام اشاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فحاش اور بے چارہ تر مذہبان سلطنت اور پارلیوں کا حصہ سمجھے جاتے تھے لوگ آزادی کے ساتھ غور و غوض اور رائے زنی کرنے لگ گئے۔

انگلستان میں اس وقت تین بڑی بڑی جماعتیں موجود تھیں۔

مستشرقین

پہلا گروہ متقشفین (پورٹن) کہلاتا تھا۔ یہ لوگ بے خلوص نیت اور ایسا نفس کے  
 جوہر سے آراستہ تھے اور لہو و لعب سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے یا وہ گوشتی  
 قمار بازی شہر انجھاری اور دوسری بد اعمالیوں سے جو شاہی درباروں  
 کا تیوہ عام ہو رہی تھیں انہیں سخت نفرت تھی۔ کلیسا کی تمام رسموں کو وہ  
 ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے اور دوران اضطراب میں صلیب کا نشان  
 بنانا یا قمیسی جبہ پہننا ان کے نزدیک میسوب تھا۔ اور چونکہ قانون وحدت علی  
 کی رو سے سچے اس طریقہ عبادت کے جو کتاب عبادت میں درج تھا کسی اور  
 طریقہ کی پیروی ممنوع تھی اس لئے متقشفین چاہتے تھے کہ عبادت و شہر کے  
 جماعت کلیسا انگلستان بعض ارکان تبدیل کر دینے جائیں وہ سرگروہ جو کتاب  
 نقد آدمیں سب سے بڑھا ہوا تھا پیر دان کلیسائے انگلستان  
 کا گروہ تھا۔ اس میں وہ لوگ شریک تھے جو چاہتے تھے کہ امور مذہبی میں  
 انہیں اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے جو الزبتھ قائم کر گئی تھی اور جو کچھ  
 کیتھولک ان کے اساتذہ انہیں ہدایت کریں اس کے بموجب انہیں  
 عمل کرنے دیا جائے یہ جماعت بادشاہوں کی مدد  
 سوا وں اور اس کے اقتدارات کی حمایت کرنے والی تھی تیسرا گروہ فرقہ  
 کیتھولک پر مشتمل تھا اور اس کی آرزو تھی کہ انگلستان میں کسی طرح کیتھولک  
 طریقہ عبادت کو از سر نو رواج ہو اور پاپا کے اختیارات پھر بحال ہو جائیں  
 الزبتھ نے حکمت عملی سے ان تینوں جماعتوں کو قابو میں رکھا تھا لیکن  
 جیمز میں یہ قابلیت موجود نہ تھی۔ وہ نہ ان کا ادراک شناس تھا نہ ان کو قابو  
 رکھ سکتا تھا۔ متقشفین اسے ایک آنکھ نہ بھاتے تھے اس لئے کہ ان کے  
 عقائد بھی وہی تھے جو فرقہ پریمیٹین یعنی اسکاتلینڈ کے فرقہ پرستوں کے تھے  
 مجلس شوریٰ منعقد اس فرقہ نے جیمز کو اسکاتلینڈ میں بہت دق کیا تھا اور جب اس نے  
 بیپٹن کوٹ جنوری ۱۶۶۱ء انگلستان کی جماعت متقشفین کے چار اراکین کو ماہ جنوری ۱۶۶۱ء  
 میں اس غرض سے دعوت دی کہ بیپٹن کورٹ میں اساتذہ  
 کی شرکت سے ایک مجلس شوریٰ منعقد کر کے بعض مسائل کا تصفیہ کریں تو اسے



معلوم ہوا کہ فرقہ پرستیں کی طرح یہ متقشفین بھی بڑے ہی ضدی ہیں اور اپنے عقائد سے سرسبز و محفوظ ہونے والے نہیں۔ جو دلائل جیمز کی طرف سے اس موقع پر پیش ہوئے وہ انھوں نے ایک ایک کر کے سب رد کر دیے۔ اس پر جیمز بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ یا تو میں تمہیں اپنی بات سنوا کر چھوڑوں گا یا وہ جگہ دلو ان ملک سے باہر نکال دوں گا۔ اس مجلس کے انعقاد سے صرف ایک ہی اچھا نتیجہ نکلا اور وہ یہہ جیمز نے حکم دیا کہ بعد نظر ثانی بائبل کا ترجمہ از سر نو مرتب کیا جائے یہ مصدقہ ترجمہ جو سالہ شائع ہوا آج تک مروج ہے اور جو زبان اس میں استعمال کی گئی ہے وہ نہایت ہی پیاری اور دلکش ہے۔ آج کل کی انگریزی زبان کو ترکیب دینے اور اس زبان کی پاکیزگی کے برقرار رکھنے میں جو فائدہ اس ترجمہ سے اور انگلیش کی تحریرات سے ہوا ہے حق یہ ہے کہ تمام دوسری تصانیف ایک طرف اور یہ ایک طرف جیمز نے جو دھکی متقشفین کو دی تھی اس سے پورا کر کے رہا۔ یعنی دس شخصوں کو جنھوں نے ترمیم طریقہ عبادت کی متقشفین پر سختیاں اور خواست پیش کی تھی مجلس "ایوان کوکب" کے حکم سے سترائے قید دی گئی اور مقررہ متقشفین کے تین سو پادری اپنی اپنی خدمتوں سے علیحدہ کر دیئے گئے۔

لوگوں کو جب مذہبی آزادی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو انھوں نے جی میں اٹھان لی کہ وطن چھوڑ کر کسی دوسرے ملک کو نکل جائیں۔ چنانچہ متقشفین کی ایک مختصر سی جماعت اپنے مذہبی پیشوا جان رابنسن اور اپنے فرقے کے ایک سرور ولیم بریوسٹر کے زیر ہدایت فرار ہو کر ایسٹرم اور لیڈن میں جا بسی۔ بارہ سال بعد یہ ایک سو بیس نفوس جو آگے چل کر آٹھائے زائرین کے مقب سے مقب ہوئے "مے فلا" نام کے ایک جہاز میں سوار ہو کر بحرالذاتیاؤس کو عبور کرتے ہوئے براعظم امریکہ میں جا پہنچے اور ورجینیا کے شمال میں جہاں پہلے سے ایک بارونق نوآبادی قائم تھی آباد ہو گئے۔ ان وطن کو چھوڑنے والوں کا قانون بائبل تھا۔ ان کی التماسد ان کی متقشفین کا نقل وطن باہمی اخوت تھی۔ اور اگرچہ ملک میسچوس کے بے برگ و نوا ساحل پر انھیں بے حد زحمتیں اٹھانی پڑیں لیکن انھوں نے نہیں آنے والوں کے لئے رستہ صاف کر دیا اور نیو انگلینڈ (انگلستان جدید) کی

آزاد حکومتوں کی دلغ بیل ڈال دی۔

ہیپین کورٹ کی مجلس شوریٰ کے انعقاد کے بعد ہی جیمز نے اپنی پہلی پارلیمنٹ کے بلائے کا فرمان جاری کیا اور بڑی غرابی یہ ہوئی کہ رعایا کو ہدایت کی گئی کہ اراکین کا انتخاب بادشاہ کی مرضی کے مطابق عمل میں آئے پارلیمنٹ کے دوسرے اجلاس میں اراکین دارالعوام کی طرف سے درخواست پیش ہوئی کہ فرقہ متفقین کے پارلیوں کو پہلی پارلیمنٹ کے ساتھ جھگڑا بدستور وعظ کرنے کی اجازت دی جائے لیکن جیمز نے سرے سے سنہ ۱۶۸۹ء لغایت سنہ ۱۶۸۹ء

اس کے جواب میں کیتھولک فرقہ کے خلاف سخت ترقیو اینین بنا دئے۔ جس پر جیمز نے مجبوراً بعض پارلیوں کو جلاوطن کر دیا اور از سر نو میں پاؤنڈ ماہوار کاٹا و ان تمام "منکرین" یعنی کیتھولک فرقہ کے ان افراد سے وصول کرنا شروع کیا جنہیں انگریزی طریقہ عبادت کی پیروی سے انکار تھا۔

اس پر کیتھولک ایسے جھلائے کہ ایک مختصر سی جماعت نے جس کی تہاد پندرہ سے زیادہ نہ ہوگی ایک جوشیلے شخص رابرٹ کیٹس کی سرکردگی میں ایک فتنہ انگیز منصوبہ باندھا کہ اقتلاع پارلیمنٹ کے موقع پر جب بادشاہ اپنے بڑے بیٹے ہنری کیساتھ وہاں موجود ہو تو ایوان پارلیمنٹ کو بھگ سے اڑا دیا جائے اور اس کے بعد بادشاہ کے چھوٹے بیٹوں میں سے ایک کو تخت پر بٹھا کر کیتھولک مذہب کو بارود والی سازشیں ہر نومبر سنہ ۱۶۸۹ء

ایک بار کو دعوت دی گئی کہ آئیں اور سب مل کر بغاوت برپا کر دیں۔

لیکن جب سب تیار ہاں نمل ہو چکیں تو آخری وقت میں شرکاء سازش میں سے ایک نے جس کا نام فرینس ٹریشم تھا اپنے برادر ہستی لارڈ مانٹگل کو ایکسپلجیٹ لکھ بھیجی کہ خبردار راج پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک نہ ہونا یہ اسرار چھپی جیمز کو لکھا لیکن اسکا ماتھا ٹھنکا کہ وال میں کچھ کا لاف نظر آتا ہے اسی وقت عمارت کی تلاشی لی گئی تو ایوان پارلیمنٹ کے نیچے ایک زمین دوز جہرے میں مارک شایر کا ایک باشندہ لگاٹی (یا گاڈو) فاکس نامی جو فلینڈرس میں نوکری کر چکا تھا دھکا ہوا نظر آیا۔ حجرے میں بارود

کئی کہوں کا دھمیاں لگا ہوا تھا اور قریب تھا کہ گامی فاکس بارود کو بتی دکھائے۔ اس  
 اہمقانہ سازش کا نتیجہ یہ ہوا کہ سازش کرنے والے تو اسی وقت مار ڈالے گئے  
 یا گرفتار ہو کر قتل ہوئے اور کیتھولک فرنی کی حالت بد سے بدتر ہو گئی اور کئی سٹون تک  
 اسی طرح رہی۔

انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کا لیکن جیمز اور اراکین دارالعوام کا باہمی اختلاف کچھ معاملات کیلئے  
 بڑا مسئلہ بن گیا۔ اسی پر موقوف نہ تھا۔ بات اہل میں یہ تھی کہ دربار میں اسکاٹ لینڈ  
 والوں کا راسخ بڑھا ہوا تھا اور انگریز انھیں رشک و حسد کی  
 نگاہ سے دیکھتے تھے کہ یہ کیوں حکومت میں اس قدر داخل ہوتے جاتے ہیں۔  
 بادشاہ نے جب یہ تجویز پیش کی کہ دونوں حکومتیں متحد ہو کر برطانیہ کا اہل کے  
 مشترکہ نام سے موسوم ہوں تو اس تجویز کی بڑی سخت مخالفت ہوئی۔ ہرن فرانسس بین  
 جو اس زمانے میں ایک نام آور بیرسٹر تھا اپنے موکلوں کے لئے زیادہ سے  
 زیادہ جو حمایت پارلیمنٹ سے حاصل کر سکا وہ صرف اس قدر تھی کہ جیمز کی  
 سخت نشینی کے بعد جو باشندگان اسکاٹ لینڈ پیدا ہوئے ہوں وہ انگلستان کے  
 ملکی سمجھے جائیں۔

انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کو متحد کر دینے کی تجویز کے لحاظ سے جیمز سراسر  
 بیجا نب تھا اور اس کی رعایا کا طرز عمل واجبی نہ تھا لیکن رعایا کی مخالفت کی  
 ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ہمیشہ اپنی مرضی کا مالک ہو کر رہنا چاہتا تھا اور ان کی رائے  
 کو جس برابر وقعت نہ دیتا تھا۔ چنانچہ مال تجارت کے متعلق اعلان جاری کرنے اور  
 علامات اور محصولات اس پر تاوان مقرر کرنے کے بارہ میں اس نے شروع سے لیکر  
 آخر تک جو کارروائی کی پارلیمنٹ کی رائے کے خلاف کی۔

یعنی اس خیال سے کہ کیڑا بھڑکنا جائے اس نے مسئلہ عیس اس مضمون کا ایک  
 اعلان جاری کیا کہ بے رنگا کیڑا باہر نہ بھیجا جائے۔ اسی کے ساتھ اس نے کیڑے  
 کے لینے اور درست کرنے کا حق بلا مشورہ غیرے ایڈرین کا لین کو عطا کر دیا  
 اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کیڑے کی تجارت قریباً برباد ہو گئی اور جیمز کو وہ شایہ سند  
 جو اس تجارت کے لئے عطا کی گئی تھی واپس لینے پڑی۔ اس کے بعد جب اسے

روپیہ کی ضرورت پیش آئی تو اس نے ارکان عدالت کی یہ رائے حاصل کر لی کہ اسے مال تجارت پر محصول لگانے کا حق حاصل ہے اور اس طور پر ایک سال کے عرصہ میں ستر ہزار پاونڈ کی رقم فراہم کر لی۔ جیمز کے دربار کے مصارف بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اسے آئرلینڈ میں ایک بڑا لشکر رکھنا پڑا تھا اس لئے کہ اسٹرکی نوآبادی (دیکھو صفحہ ۱۳۷) میں بڑی بددلی پھیلی ہوئی تھی۔ غرض جیمز کو پیسہ کے لئے بدرجہ مجبوری اراکین دارالعوام کے آگے ہاتھ پھیلا نا پڑا لیکن انھوں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک بادشاہ منسوخی اعلانات و موقوفی محصولات کا وعدہ بیانِ اعظم اور برطانیہ نہ کرے گا ہم ہرگز کسی رقم کی منظوری نہ دیں گے جیمز بھلا پارلیمنٹ - مسئلہ ایسی کڑی شرط کب مان سکتا تھا جو اس کے دب جانی کی دلیل ہو۔ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس پریسیل نے

جواب لارڈ سالسبری کے خطاب سے سرسرازا اور درجہ صدر اعظم پر فائز تھا اراکین دارالعوام کے ساتھ ایک قرار داد کر لینی چاہی جو بیانِ اعظم کے نام سے موسوم ہے۔ اس قرار داد کا حاصل یہ تھا کہ بادشاہ بعض حقوق سے جو اس کے لئے مختص تھے دست بردار ہو جائے اور پارلیمنٹ اس کیلئے دولاکھ پاونڈ سالانہ کی معاشش باوام الحیات مقرر کر دے۔ لیکن اراکین دارالعوام اس پر رضا مند نہ ہوئے۔ جیمز کو جب کوئی رقم ہاتھ نہ لگی تو اس نے پارلیمنٹ کو ماہ فروری ۱۶۸۹ء میں برطرف کر دیا۔ دو سال بعد اس نے ایک اور پارلیمنٹ کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور چند ہی ہفتوں میں اس کو بھی توڑ دیا اس لئے کہ بانجھ پارلیمنٹ اراکین دارالعوام اب کی مرتبہ بھی اپنی اسی ضد پر اڑے رہے۔ ۱۶۸۹ء کہ جب تک محصولات موقوف نہ ہوں گے بادشاہ کو کسی رقم کی منظوری نہ دی جائے گی۔ یہ دوسری پارلیمنٹ بانجھ

پارلیمنٹ کہلاتی ہے کہ اس نے اپنے مختصر زمانہ اقتدار میں ایک مسودہ قانون بھی نافذ نہیں کیا۔

بانجھ پارلیمنٹ کی برطانیہ کے بعد سات سال تک جیمز پارلیمنٹ کی مدد کے بغیر حکمرانی کرتا رہا۔ ۱۶۸۹ء میں جب لارڈ سالسبری کا انتقال ہو گیا تو اس نے

اسکا لینڈ کے ایک نوعمر شخص رابرٹ کارکو سلطنت کے مناصب عالیہ پر سرفراز کر کے امارت سامرست کا درجہ عطا کیا۔ لیکن یہ سبیل منڈھے نہ چڑھنے پانی بہا سہٹ نے امیر ایکس کی مطلقہ بی بی سے شادی کر لی اور اس الزام میں ملوث ہوا کہ دور مصاحبین <sup>۱۶۶۱ء</sup> اس کی بی بی نے ازراہ عناد و ستم اس اور بری کو زبردیا تھا اور وہ بھی اس جرم میں معین تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہ بادشاہ کی نفاہت <sup>۱۶۶۱ء</sup>

نظروں سے گر گیا اور اس کی بجائے جیمز کا منظور نظر جارج وڈزس ہوا جو آگے چل کر امیر کبیر بکنگھم کے لقب سے ملقب ہوا۔ بکنگھم نوعمر وجہ دھکیل اور دلیر و شجاع لیکن ساتھ ہی بڑا جلد باز اور خود سر تھا۔ جیمز اور اس کے چھوٹے بیٹے شہزادہ چارلس کے مزاج میں اسے اس قدر درخور تھا کہ جو لوگ دربار شاہی میں ترقی کرنا چاہتے تھے اسے رشوتیں دیتے تھے اور اس کی خوشامدیں کرتے تھے چنانچہ چند ہی سال میں وہ انگلستان کا سب سے زیادہ دولت مند اور طاقتور امیر بن گیا۔ اگر بادشاہ کا بڑا بیٹا بنری شہزادہ ویلز زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ صورت حالات بدلتی جاتی اس لئے کہ یہ شہزادہ ہونہار جانیاز اور بیدار مغز ہونے کے ساتھ ہی ہر دلعزیز بھی تھا۔ لیکن قضائے اسے مہلت نہ دی <sup>۱۶۶۱ء</sup> میں اس کا انتقال ہو گیا اور چارلس وراثت تخت و تاج ہو جو بہت کمزور اور تنہا بی پسند آدمی تھا۔

جیمز کی طبیعت نہایت صلح پسند واقع ہوئی تھی۔ اسی لئے انگلستان اور ہسپانیہ کی جنگ کو اس نے بہت دن سے موقوف کر دیا تھا۔ اب اس نے چاہا کہ شہزادہ چارلس کا عقد فلپ تالٹ کی بیٹی شہزادی میرا کے ساتھ ہو جائے۔ یہ تجویز دانشمندی سے بہت ہی بعید تھی اس لئے کہ انگریز ہسپانیوں سے نفرت رکھتے تھے اور کسی کیتھولک شہزادی کو بیاہ لانے کے روادار نہ تھے۔ ملکہ الزبتھ کو رعایا کی ان خواہشوں کا فوراً ہی احساس ہو گیا ہوتا اور وہ ادا شناس تاجدار ہسپانیہ کی شہزادی کے ایسے موقع پر ضرور اپنے ارادے سے باز آ جاتی لیکن جیمز میں ساتھ لیوہد کے عقد کی تجویز یہ بات کہاں تھی وہ بارہ سال تک اسی ادھیڑ بن میں ٹھہرا تا <sup>۱۶۶۱ء</sup> نہایت <sup>۱۶۶۱ء</sup> کہ کسی طرح ہسپانیہ کے ساتھ سدھیا کے تعلقات قائم ہو جائیں اور رعایا کو رہ رہ کر برا فروختہ کرتا رہا لیکن اس دوازدہ سالہ

منصوبہ بندی کا نتیجہ آخر کچھ بھی نہ نکلا۔ "میٹا چاری" اور "میٹا آئینی" کو چارلس اور کنگم کو جیمز پیار کے ان ناموں سے پکارا کرتا تھا رخت سفر باندھ کر ہسپانیہ بھی گئے مگر اُن کے اس رینگے سفر کا یہ حشر ہوا کہ شہزادی نے تو شہزادہ کی صورت دیکھتے ہی ناک بھوں چڑھالی اور اُس کے باوا نے شہزادے کی دامادی کو اس شہر طبرمحل کیا کہ وہ اپنا عقیدہ ترک کر کے کیتھولک ہو جائے۔ اس پر یہ رشتہ ۱۶۲۳ء میں ٹوٹ تو گیا لیکن جیمز کے عہد حکومت میں اس نے رعایا کو بہت دن پریشان کئے رکھا اور بادشاہ نے اگر عہد میں کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا جسے حقیقی معنوں میں ظالمانہ کہہ سکتے ہیں تو اس کا باعث اسی احمقانہ رشتہ کی تجویز تھی۔

ایرلینڈ استوارٹ کو جو ہماری ہفتم کی چوتھی پشت میں تھی جیمز کی بجائے تخت پر بٹھانچی سازش لگتی تھی جو انہر دسروالٹر ریٹے بھی اس سازش میں شریک تھا اور اس جرم میں اُس کے لئے سزائے موت تجویز ہوئی تھی تیرہ سال سے وہ قید میں تھا اور اس اسیری ہی میں اپنی کتاب "تاریخ عالم" لکھ رہا تھا۔ ۱۶۱۸ء میں اُس نے بادشاہ سے کہا کہ ملک گینا میں سونے کی سرورالٹر ریٹے کی تباہی ایک کان ہے اور اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کا سرخ و درخت لے کر آؤں گا۔ اُس نے ریٹے کو جھٹ آزاد کر دیا اور گینا کے سفر کی اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی بتا دیا کہ ہسپانیوں سے ہرگز نہ لڑے

ورنہ اُس کی جان کی خیر نہ ہوگی۔ اس حکم کا اقبال قریب قریب محال تھا اور ریٹے کی بحری فوج کا انجام بہت ہی برا ہوا ریٹے خود دریائے آری ٹو کو کے دبانے کی حفاظت کے لئے ٹھہرا رہا اور اپنے ساتھ کے باقی جہازوں کو معدن طلا کی تلاش کے لئے بھیج دیا مگر ان جہازوں نے وہ ناکام رہے رستہ میں ہسپانیوں نے اُن پر حملہ کر دیا جس پر انھوں نے ایک ہسپانوی کانوں جلا دیا اور اس ہنگامہ میں ریٹے کا میٹا مارا گیا۔ خالی ہاتھ واپس آنے کی عار سے بچنے کے لئے نے بعض خزانہ سے لدے ہوئے ہسپانوی جہازوں کو ہتھیار لینا چاہا لیکن اُس کے جہاز کا علمہ باغی ہو گیا اور وہ شکستہ دل ہو کر انگلستان واپس آیا جہاں اس فیصلہ کے لحاظ سے جو تیرہ سال قبل اُس کے حق میں صادر ہو چکا تھا اُس کا سر قلم کر دیا گیا۔ لوگوں کو

جنہیں خوب معلوم تھا کہ یہ کارروائی محض شاہ ہسپانیہ کے خوشنکس کرنے کے لئے کی گئی ہے اس نامور سیاح اور سوچ کی موت بہت ہی مشاق گزری اور جیمز کا یہ فعل قابلِ نفیر سمجھا گیا۔ ریٹے میں اور عیوب خواہ کئے اور کیسے ہی کیوں نہ ہوں اس کی بہادر ری اور شرافت میں کسی کو کلام نہ تھا۔

ریٹے کے قتل کے تین سال بعد جیمز کو ایک اور پارلیمنٹ کے احضار کی مجبوری محسوس ہوئی۔ اُس نے اپنی سب سے بڑی بیٹی الزبتھ کا عقد شادی میں فرما کر اسے ایلینا فریڈرک پنجم سے کر دیا تھا۔ فرما فرما کر موصوف جرنی کا ایک سربراہ اور وہ پراسٹنٹ تاجدار تھا اور ہیڈ برگ کے قریب دریا سے راین کے علاقہ پر حکمرانی کرتا تھا۔ چند سال بعد اہل بوسیمیا نے فریڈرک شہنشاہ جرنی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور فریڈرک کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ لیکن شاہ ہسپانیہ دوسرے کینٹولک فرمانرواؤں جرنی میں جنگ سی سالہ کی سمیت میں پراسٹنٹوں کے خلاف شہنشاہ جرنی کے ساتھ کا آغاز ۱۶۱۹ء شریک ہو گیا اور وہ خونخیز جنگ شروع ہو گئی جو جنگ سی سالہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ کی ابتدا ہی میں فریڈرک

نہ صرف بوسیمیا کھو بیٹھا بلکہ اپنے منصب فرما فرما سے بھی محروم ہو گیا اور بی بی سمیت اپنے ملک سے فرار ہونا پڑا۔ دونوں جیمز کے پاس اگر طالبِ امداد ہوئے لیکن پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر یہ امداد دینی اُس کے اختیار سے باہر تھی۔

اب وقت اس پہنچا کہ جیمز اپنے گزشتہ اعمال، افسانہ کا خمیازہ بری طرح کیسے۔ سات سال کی مدت میں سنگین جرمانوں دیوں جبر پر قرضوں اور دوسرے ناجائز ذریعوں سے اُس نے رعایا سے بڑی بڑی رقمیں وصول کی تھیں۔ فراہمی زر کا ایک اور ڈھنگ اُس نے یہ اختیار کیا تھا کہ امارت کے درجے رقومِ خیرہ کے عوض فروخت کر ڈالے تھے ہالینڈ کے شہروں کو اجازت دے رکھی تھی کہ آدھی رقم بکشت داخل کر کے اپنا اپنا قرض اتار دیں۔ اوپیرونٹ کے نام سے ایک ناجائز طلبِ منفعت اپنا اعزاز تجویز کیا تھا جسے ہر شخص سو پاؤنڈ دے کر خرید سکتا تھا۔ مزید برآں اُس نے بھی طرح کے اجارے بکھنمے اور اُس کے یار و ستوں کو دے رکھے تھے جن کی وجہ سے رعایا پر بڑا ہی جبر ہوتا تھا۔ عدالتیں

بھی نفرت انگیز طور پر بددیانت اور مرتشی تھیں۔ حکام عدالت جن کا تقریباً بادشاہ کرتا تھا بہت ہی قلیل مشاہرہ پاتے تھے اور مقدمات فیصلہ کرنے سے پہلے فریقین سے انذار وصول کرتے تھے۔

نئی پارلیمنٹ کے لیے جو اراکین منتخب ہوئے ان میں سے اکثر ایسے تھے جو بادشاہ کے اس جاہلانہ و خود مختارانہ طرز حکومت کا سدباب کرنے کے لئے تلے بیٹھے تھے ان میں بیشن بیش دو شخص تھے۔ ایک لوجان پیم جو پہلے حلفت کیسلن اور بعد ازاں حلقہ یوٹساک کی طرف سے منتخب ہوا اور دوسرا جان ہیمیڈن جو علاقہ جنگلم شایر کا ایک میس تھا۔ ان لوگوں کو لگی لپٹی نہ آتی تھی۔ راستہ تیار منتقل مزاج اور بڑے دیر تھے اور مرتے دم تک انگلستان کی آزادی کے لئے جدوجہد تیسری پارلیمنٹ کرتے رہنے کا امتیاز ان کا حصہ ہو چکا تھا۔ اس جدوجہد میں کچھ اور لوگ بھی ان کے شریک تھے مثلاً جنگلی میڈرے کا

۱۶۲۲-۱۶۲۱ء

امیر البحر سر جان الیٹ جو ایک آتش مزاج اور بے لاگ شخص تھا کوک اور سلٹون جو اس زمانہ کے دو مشہور قانون دان تھے۔ اور ونٹھور تھے جو کچھ مدت تک محض جنگلم سے بغض رکھنے کے باعث گروہ مجبان وطن کا طرہ دار رہا یہ سب لوگ اس لشکر میں جس کا سلسلہ آئندہ چالیس سال تک قائم رہا شریک غالب تھے۔

انہوں نے سامان جنگ کے لئے بادشاہ کو ایک قلیل رقم کی منظوری تو دی لیکن اس کے ساتھ ہی ناجائز جبرائوں اور اجاروں اور حکام عدالت کی رشوت ستانی کے خلاف صدامت احتجاج بلند کی۔ جیمز نے مجبور ہو کر اجاروں کی مراعات کو موقوف کر دیا اور اب اراکین دارالعوام نے موقع پا کر سرفرائس بیگن پر جولارڈ دیرولام کے لقب سے ملقب تھا بددیانتی اور رشوت ستانی کا الزام قائم کر کے بیگن کا چالان

۱۶۲۱ء

مقدمہ چلایا۔ بیگن جو تین سال سے وزارت خزانہ کے عہد پر امور تھا حال ہی میں اپنی مرکزہ الارٹھنٹیف "نودوم اریگنیم" شائع کر چکا تھا اور اپنے زمانہ کے مشاہیر اہل قلم کا سرتاج سمجھا جاتا تھا۔ لیکن انیسویں ہے کہ علمی یاقوت کے ساتھ اس میں دیانت کا جوہر موجود نہ تھا



جب دارالامرا میں اُس پر مقدمہ دائر ہوا تو اُس نے اپنی خطا کا اعتراف کر کے یہ خدر نش کیا کہ رشوت ستانی میں میں نے محض رواج عام کا اتباع کیا ہے۔ غرض پارلیمنٹ کی عدالت نے بعد ثبوت جرم اسے اُس کے عہدے سے برطرف کر دیا۔ اُس کے علاوہ سنگین جرم نامہ بھی تجویز کیا لیکن بادشاہ نے اُسے معافی دے دی اور وہ بارہ سو پاؤنڈ کے وظیفہ پر غلجہ ہو کر علمی خدمت میں مشغول ہو گیا۔

بادشاہ اس اثنا میں جنگ کی تیاری بے دلی کے ساتھ کر رہا تھا۔ ابھی تک یہ خیال اُس کے دل سے نکلنے نہ پایا تھا کہ شہنشاہ فرڈیننڈ سے برسرِ جنگ ہونے کے باوجود وہ ہسپانیہ کے ساتھ جو فرڈیننڈ کا حلیف تھا وہ مستانہ مراسم قائم رکھ سکتا ہو گا۔ ہر سب سے یہ خیال خام تھا اس لئے کہ شاہ ہسپانیہ شہنشاہ ہجر منی کے خلاف کبھی بھی نیام سے متوازنہ نکال سکتا تھا۔ چم اور کوک نے اب ایک محضر سیری پارلیمنٹ کی بڑنی مرتب کیا جس میں صاف صاف بیان کیا گیا تھا کہ بادشاہ کو ہسپانیہ کے ساتھ اپنے تعلقات قطع کر دینے چاہئیں اور

۱۶۲۲ء

شہزادہ چارلس کا عقد کسی ہر اسٹنٹ شہزادی سے کرنا چاہئے۔ یہ محضر جب اراکین دارالعوام نے بادشاہ کے اس بھیجا تو اُس نے سخت برہمی کا اظہار کیا اور اُن کے مشورے کو شوخی چشمانہ دخل و معقولہ است سمجھا۔ اس پر انھوں نے برسبیل احتجاج یہ دعوے کیا کہ ہمیں آزادی گفتار کا پورا حق حاصل ہے اب تو جیمز کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی۔ عالم غیظ و غضب میں اُس نے دارالعوام کی کتاب الآرا کے اُس ورق کو جس پر یہ احتجاج درج تھا بارہ بارہ کر دیا اور پارلیمنٹ توڑ کر چم کوک سلڈن اور دوسرے سربراہان اور اراکین کو قید کر دیا۔ غرض اس طور پر سیری پارلیمنٹ کا بھی خاتمہ ہو گیا جو نوٹ تو گئی لیکن اپنا تھوڑا بہت سک بٹھاتی گئی۔ یعنی اس نے اجاروں کے دستور کو جس سے رعایا کی صریح حق تلفی ہوتی تھی موقوف کر دیا۔ عدالتوں کے طرز عمل کی اصلاح کی۔ خطا کار ارباب اقتدار پر نالاش کرنے کا حق از سر نو حاصل کیا اور معاملات سلطنت میں رائے دینے کا حق منوا کر چھوڑا۔ لیکن بادشاہ اور پارلیمنٹ کی ناجاتی کا میدان روز بروز زیادہ وسیع ہوتا جاتا تھا۔ اسی زمانے میں

اول اول مکی خبروں کے مطبوعہ اوراق شایع ہونے لگے اور ۲۳ مئی ۱۶۲۲ء پہلا ہفتہ وار اخبار کو انگلستان کا پہلا ہفتہ وار اخبار جاری ہوا۔

سال آئندہ یعنی ۱۶۲۳ء میں ولیعہد کی ہسپانیہ کی نسبت ٹوٹ گئی اور چارلس اور چنگھم ہسپانیہ سے جنگ کرنے کا

شوق دل میں لئے ہوئے سفر سے واپس آ گئے۔ بادشاہ روپیہ فراہم کر لینے کی مشکلات سے خوب واقف تھا اس لئے جنگ سے بہت ہی کارہ تھا لیکن چنگھم کے پیہم اکسائے جانے سے آخر راضی ہو گیا اور ۱۶۲۳ء میں بہرمانی سامان جنگ

جو تھی پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرنے کے لئے ایک اور پارلیمنٹ طلب کی جو اس کے عہد کی چوتھی اور آخری پارلیمنٹ تھی۔ اس چوتھی ہسپانیہ میں عقد ہونے کا خدشہ بالکل مٹ چکا تھا

اس لئے دارالعوام نے چاہتا تھا کہ جنگ ہو جس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ پیلٹائن کی حکومت پر حاصل کرنے کے لئے جیمز فرانس کے ساتھ اتحاد فراہم کرنے اور فرانس کی شہزادی ہنریٹا کو چارلس کے جلالہندہ میں لائے گا تو شہنشاہ تھا کہ وہ بھی کیتھولک مذہب کی پیروی تھی۔ بہر حال اراکین دارالعوام نے صرف اس قدر رسم کی منظوری دی جس سے لائینڈ والز کو ہسپانیہ کے مقابلے میں مدد دی جائے اور انگریزی بندرگاہوں کی حفاظت کی جائے۔ اس کے بعد پارلیمنٹ نے اپنا اجلاس ملتوی کر دیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ اجلاس موسم سرما میں منعقد ہو گا اور اگر مزید رسم کی ضرورت ہوئی تو اس کی منظوری اس وقت دی جائے گی۔

اس اثنا میں چارلس اور شہزادی ہنریٹا کے عقد کے معاہدے پر دستخط ہو چکے تھے اور اس خیال سے کہ مینا ایک کیتھولک

شہزادی سے نکاح کرنے کا پابند ہو چکا ہے جیمز کو جو صد نہ پڑتا تھا کہ پارلیمنٹ کو منہ دکھائے۔ جو قلیل رقم اس کے پاس موجود تھی اس نے ایک مختصر سا لشکر ترتیب دیا اور موسم بہار میں ایک جرمن انجینئر کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ علاقہ پیلٹائن کی تحریک کے لئے روانہ کیا۔ اس مہم کا انتظام

نہایت ہی ناقص تھا۔ رسد تھمر گئی اور فوج میں بیماری پھوٹ پڑی جس سے نونہار آدمی ہلاک ہو گئے غرض یہ ہم سراسر ناکام رہی اور اس ناکامی کا جیمز پر اس قدر اثر ہوا کہ اُس کی صحت اُسے جواب دے گئی اور وہ تپ لرزہ میں مبتلا ہو کر جیمز کی وفات ۲۴ مارچ ۱۶۲۵ء کو انتقال کر گیا۔ اس نے کئی تصانیف ۲۴ مارچ ۱۶۲۵ء یا دو گار جھوڑیں منسلک اُن کے ایک رسالہ تنباکو کی مضر توں پر تھا۔ ایک میں جادو گر نبیوں کے حالات ورج تھے اور ایک کا موضوع بادشاہوں کی ظل الہی، تھا جیمز تصنیف و تالیف کی وادی کا خواہ کیسا ہی مرد میدان کیوں نہ قرار دیا جائے لیکن بادشاہ ہونے کی حیثیت سے وہ اپنی رعایا کے رستے میں بہت سے کانٹے بوتا گیا۔

## سترھواں باب

شاہ درعایا

چارلس اول

۱۶۲۵ء لغایت ۱۶۴۹ء

چارلس جب تخت پر بیٹھا تو بجز گنتی کے چند اشخاص کے باقی تمام قوم کو اس کی بات سے بڑی بڑی امیدیں تھیں شمایل و خصایل میں وہ اپنے باپ کی منہ واقع ہوا تھا۔ مسند نشینی کے وقت اگرچہ اس کی عمر صرف پچیس سال کی تھی لیکن مسانت و نکنت کی حیثی جاگتی تصویر معلوم ہوتا تھا۔ بال سیاہ تھہ پیشانی بلند تھی۔ بشرہ سنجیدہ تھا اور اس پر اسی چھائی بہتی تھی۔ کم سخنی کے باوجود اس کے اطوار پسندیدہ تھے۔ ملنے والوں سے نوازش اور ملاطفت کے ساتھ پیش آتا تھا۔ چارلس اول کے عادات اور کبھی اس جو بے غضب اور وزشت کلامی کا اظہار نہ کرتا تھا جو اس کے باپ کے مصاحبین کو گراں گزرا کرتی تھی۔ اس کے وخصایل۔

علاوہ چارلس کی ہر بعزیزی کی یہ وجہ بھی تھی کہ وہ سپانیہ سے جنگ کرنے کا خواہشمند تھا۔ لیکن ان معدود سے چند اشخاص کو جن کی نگاہ ذرا نگہ ہی تھی سنہ بادشاہ کی سیرت کے بہت سے نامحور وخصایل نظر آ گئے تھے۔ ان سے یہ بات پوشیدہ نہ تھی کہ باپ کی طرح چارلس بھی اپنے ذاتی دبدبہ اور رعب کے خیال پر مٹا ہوا ہے اور اس نقص کی تلافی کے لئے اس میں جبر کی مداخلت اور نیک حینتی نام کو موجود نہیں۔ اس کے خوش اطوار ہونے میں کلام نہیں لیکن اسی کے ساتھ اس کا ظاہر و باطن ایک نہ تھا اور طبیعت میں مندرجہ درجہ کی فتنی مذہب سے اسے خاص لگاؤ تھا اور اپنی اولاد کے ساتھ بہ شفقت پیش آتا تھا لیکن اپنی غرض کے لئے فریب دہی اور وعدہ خلافی کو گناہ نہ سمجھتا تھا۔ اس کی صدا اور سٹ

کا اندازہ اُس کے دربار کے ایک خوش فکر رکن کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ ”بھائیو خدا سے یہی دعا مانگو کہ اگر بادشاہ کسی بات پر رحم جائے تو وہ برسرِ حق ہو ورنہ اگر وہ غلطی پر اڑ گیا تو یاد رکھو کہ اس سے بڑھ کر ضدی اور خود سر دنیا کا کوئی فرمانروا نہ ہوا ہے نہ ہے اور نہ ہوگا“ اس قول کے لفظ لفظ سے حسرت آمیز سچائی ٹپک رہی ہے۔ اور جب ہم اس واقعہ کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ اراکین دارالعوام نے ابھی سے بادشاہ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر باہر اقامت رکھنے کا ڈھنگ ڈال دیا تھا تو ہمیں ذرا بھی تعجب نہیں ہوتا کہ چارلس کا عہد حکومت ایک سلسلہ نزاع پیہم تھا جس میں فریقین کی برہمی اور حق ناشناسی بجائے خود بڑھتی گئی تا آنکہ وہ ہیبت ناک انجام پیش آیا جو پیش آیا۔

یہ نزاع بہت جلد شروع ہو گئی۔ اس لئے کہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۸ جون ۱۶۲۵ء کو منعقد ہوا تو لوگ بالینڈ والی مہم کی تباہی سے پہلے ہی بہت دگر ہو رہے تھے اور کنگھم کو جو بادشاہ کے مزاج میں بے حد دخل تھا بے اعتباری کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اس کے علاوہ انھیں یہ بات بھی بہت ہی ناگوار گزری تھی کہ ملکہ اپنے ہم مشرب پادریوں کو اپنے ہمراہ لیتی آئی تھی اور سرزمین انگلستان میں اس کا ایک کیتھولک کنیسہ بھی موجود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اگرچہ چارلس نے چارلس کی پہلی پارلیمنٹ جنگ جاری رکھنے کے لئے تین لاکھ پاؤنڈ کی منظوری طلب کی لیکن دارالعوام نے صرف ایک لاکھ چالیس ہزار پاؤنڈ کا اجلاس۔

۱۸ جون ۱۶۲۵ء۔ منظور کئے اور اگرچہ یہ دستور قدیم سے چلا آتا تھا کہ شراب جو اور دوسرے خمریات کے ہر اٹھائیس من

منانہ و رطلانہ اور بعض اشیائے تجارت کے ہر رطل پر ”منانہ و رطلانہ“ کے نام سے ایک مقررہ محصول بادشاہ کو تا حدین حیات

دیا جاتا کرے لیکن دارالعوام نے اب یہ محصول چارلس کی ذات کے لئے صرف ایک سال کی مدت کے واسطے منظور کیا۔ بادشاہ اس پر بہت ہی بگڑا۔

پارلیمنٹ کی برطرفی۔ لندن میں طاعون پھیلایا ہوا تھا اس لئے اُس نے پارلیمنٹ کو برخواست کر کے حکم دیا کہ دوسرا اجلاس آگسٹ میں منعقد ہو

لیکن سود اتفاق اسے کہتے ہیں کہ انعقاد اجلاس سے پہلے خبر آئی کہ سات جہاز جو چارلس نے شاہ فرانس کو مستعار دئے تھے فرانسیسی ماسل پر لاروشل کے محاصرے میں پراشتنٹوں کے خلاف استعمال میں لائے گئے۔ اراکین دارالعوام نے بادشاہ کو فرقہ کی تصویب کی امداد کا الزام دیا اور علی الاعلان کہہ دیا کہ میں حکومت پر مطلق اعتماد نہیں۔ لیکن چارلس نے اپنے منہ لگے وزیر کے طرز عمل پر بحث ہونے کی اجازت نہ دی اور پارلیمنٹ کو برطرف کر دیا۔

چارلس اور کنگھم کو اب یہ امید ہوئی کہ ہسپانیہ کے ساتھ جنگ جاری رکھنے سے لوگوں میں ان کی ہر دلعزیزی قائم ہو جائیگی لیکن اس سے فاضل تھے کہ جنگ کے لئے ان کے پاس فوج اور روپیہ کچھ بھی نہ تھا۔ بہر حال تجارتی جہازوں کو بیگار میں بکڑ لینے سے جوں توں کر کے ایک بیڑا فراہم کر لیا گیا اور جو اس زمانہ میں کسی فوج باقاعدہ کا وجود نہ تھا اس لئے لوگوں کو گھروں سے بلا کر ایک لشکر بھی درست کر لیا گیا۔ سرائڈ ورڈ سیسل کو جو اس فوج کا سپہ سالار تھا حکم ملا کہ کسی ایک ہسپانوی شہر پر حملہ کر کے مال سے لدے ہوئے ہسپانوی جہازوں کو پکڑنے جو امریکہ سے آرہے ہوں۔ سپہ سالار موصوف بیڑا لئے ہوئے خلیج قادس میں پہنچا اور ایک قلعہ سر کر کے رسد کے بغیر کوچ کرنا ہوا اندرونی عدلانے کی طرف بڑھا۔ سپاہیوں کو رستہ میں شراب کے کچھ خم ہاتھ آ گئے اب کیا تھا۔ مہم کیڈز کی ناکامی مفت کی شراب پی بی کر ایسے بدست ہوئے کہ سر پر کاپڑا اکتوبر ۱۶۲۵ء۔

سوار کرنا پڑا۔ اب سیسل نے انگلستان کا رخ کیا۔ خیال تھا کہ رستہ میں خزانہ بردار جہازوں ہی پر چھاپہ مارنے کا موقع مل جائے گا لیکن یہ جہاز دو دن ہوئے راستہ کثیر الکر بخل بھی گئے تھے۔ بیچارے سیسل کو اپنا سامنے لیکر خالی ہاتھ وطن واپس آنا پڑا۔ اور اس بحری مہم کی ناکامی کے گھر گھر ایسے چرچے ہوئے کہ انگلستان میں مائیں اپنے بچوں کیوں لاریں دیا کرتی تھیں۔

بیڑا اتفاقاً ایک چل کے جو ہسپانیہ گیا پڑ جیسا کیا تھا وہاں ہی چل پھر کے آگیا۔ غرض موقع جس کے انتظار میں چارلس نے گھڑیاں گن گن کر کاٹی تھیں۔

منحوس ترین ہاکامی سے بدل گئی اور قرض کی ایک بھاری گھری بادشاہ کے سر پر چھوڑتی گئی اور اسے ایک اور پارلیمنٹ کے بلانے پر مجبور ہونا پڑا۔

لیکن پارلیمنٹ کے انتخاب سے پہلے چارلس ایک گہری چال چلا۔ یعنی چھپائی پارلیمنٹ میں جن اشخاص نے اسے بہت زیادہ حق کیا تھا ان میں سے بہت سے کو انتخاب کنندگی کے عہدہ پر مامور کر دیا تاکہ وہ خود اراکین کی حیثیت سے منتخب نہ ہو سکیں۔ لیکن یہ حکمت عملی بھی رائیگاں گئی۔ چارلس ایک شخص کو خاموش کرنا تھا تو اس کی جگہ آواز بلند کرنے والا دوسرا اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ دارالامرا اور دارالعوام کا اجتماع ہو۔ تو ہی سر جیمز الیٹ نے اٹھ کر مطالبہ کیا کہ اس بد نظمی اور ابتری کی کوئی تحقیق نہ ہوئی چاہئے جس کی وجہ سے ملک پر اس قدر تباہیاں نازل ہوئی ہیں اور اس مطالبہ کے ساتھ ہی اراکین دارالعوام نے ہنگامہ پر الزامات کا ایک طوار بانڈھ دیا۔ اس موقع پر الیٹ نے جو تقریر کی اس کے جسبہ فقرات دوسری پارلیمنٹ میں درج ذیل ہیں۔ "اُس شخص نے شاہی خزانہ اور سلطنت کے ذخائر ہنگامہ سے سوا خذہ۔ پر اٹھ صاف کر کے ہمارے نظام مملکت کے اعصاب شریفین کو قطع کر ڈالا ہے۔ اس کے بے دریغ مصارف اس کے

مصرفانہ جن اس کی شاندار عمارتیں اس کا یہ ستانہ و نوشاں اور اس کی بے محال عیش پرستیاں داخل شاہی کو ضایع کرتی چلی جا رہی ہیں۔ کسی شخص کا حق کسی شخص کا مفاد اس کی آرزوؤں کے لئے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہم پر جتنی مصیبتیں آئی ہیں اور آتی ہیں ان سب کا باعث یہی شخص ہے اور ان سب مصیبتوں کا علاج یہی ہے کہ اس کا قہر واقعی بندوبست کیا جائے۔ چارلس نے جواب دیا تو یہ دیا کہ الیٹ کو اور ڈگس کو بھی جس نے اس کی تائید کی تھی قلعہ لندن میں قید کر دیا جب اراکین دارالعوام نے ان دونوں کی شرکت کے بغیر اجلاس کی کارروائی جاری پارلیمنٹ کی برطرفی رکھنے سے انکار کر دیا اور ہنگامہ کی برطرفی کا مطالبہ کیا تو اس نے بالوں ناخواستہ الیٹ اور ڈگس کو رہا تو کر دیا لیکن روپیہ کی منظوری نے بغیر پارلیمنٹ کو فوراً توڑ بھی ڈالا۔

چارلس کو اب چاروں طرف شکلات ہی شکلات نظر آنے لگیں۔ حال ہی میں

لوئی سیزدہم تاجدار فرانس سے اُس کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ بنا و نزاع کچھ تو یہ تھی کہ اُسے بدرجہ مجبوری ملکہ ہنریٹا کے کیتھولک خدام کو رخصت کرنا پڑا تھا اور کچھ یہ تھی کہ لوئی سیزدہم کے مقابلے میں لاروشل کی پرائیٹسٹ فرانسسی رعایا کی طرف ذرا سی کرنا وہ اپنے فرانس میں داخل سمجھتا تھا۔ لیکن جنگ کرنے کے لئے ضرور تھا کہ اُس کے پاس روپیہ موجود ہو۔ منانہ اور رطلانہ کی رقم ناجائز طور پر وہ برابر وصول کرتا جاتا تھا اور فریق کیتھولک کے سرکارین سے تاوان بھی لیتا جاتا تھا لیکن پھر بھی روپیہ کی ایک بادشاہ لوگوں سے ہوا۔

فرانسیس میں بڑی کمی تھی۔ رعایا سے اُس نے نذرانہ کی اسد نامی روپیہ قرض لینا چاہتا تھا۔ لیکن کسی نے جھنجھکی کوڑی تک نہ دی۔ اس پر ایک شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ گواشاہ رعایا کو بطور ہدیہ روپیہ دینے پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن یہ بات تو اس کے اختیار میں ہے کہ انھیں روپیہ قرض دینے پر مجبور کرے۔ رعایا کے لئے یہ دونوں باتیں قریب قریب ایک سی تھیں اس لئے کہ چارلس سے قرضے کی ادائیگی کی بہت ہی کم امید ہو سکتی تھی۔ غرض بادشاہ نے اس مشورے پر عمل پیرا ہو کر ہر ضلع میں شاہی گمانتے روانہ کئے کہ ہر شخص سے بقدر استطاعت روپیہ قرض لیں۔

اس کارروائی سے رعایا میں سخت بددلی اور بے چینی پھیل گئی۔ سلسلہ ٹیوٹر کے فرمانرواؤں کے عہد میں ملک میں امن و امان قائم تھا اور محسول و خراج کا بوجھ ہلکا کر دیا گیا تھا۔ اور تو اور جیمز بھی بات چینی کی رسم وصول کرتا تھا یا دولت مندوں سے روپیہ لیتا تھا۔ مگر اب یہ حالت تھی کہ ہنگام کی مسرفانہ ضروریات پوری کرنے اور رعایا کی سخت بددلی۔ اُن لڑائیوں کے اخراجات بہم پہنچانے کے لئے جن کا خاتمہ انترامانڈلت ونا کامی پر ہوتا تھا ہر شخص کے خانگی حسابات کی جانچ پڑتال ہونے لگی اور اُس سے ایک بندھی رقم زبردستی وصول کی جانے لگی۔ لوگ اس آخصال باخبر سے ایسے تنگ آئے کہ ملک کے مختلف حصوں میں اتنی اکابر دعا بد نے رسم دینے سے صاف انکار کر دیا اور اس انکار کی پاداش میں قید ہوئے۔ غیر مستطیع طبقے کے جن لوگوں نے شاہی مطالبہ کے ماننے سے انکار کیا وہ جبراً فوج میں بھرتی کر لئے گئے یا انکے گھر دہرے ہو گئے۔



سیاہی تھا دسے گئے۔

آخر جنگ کی تیاریاں ہوں توں کر کے مکمل ہوئیں اور کنگھم ایک سو جہازوں کا بیڑا بنے ہوئے لارشل کی طرف روانہ ہوا جزیرہ رہتی میں پہنچ کر اُس نے قلعہ سینٹ مارٹن کا جو شہر کے بالمقابل واقع تھا محاصرہ کر لیا اور اگر وہ اس مہم میں کامیاب ہوتا تو اہل انگلستان جنگ کو ہنگامہ آستانہ دیکھتے اس لئے کہ اس سے پراسٹنٹ فرقہ کی امداد و مقصود تھی۔ لارشل کو ملک پہنچانے لیکن حسب معمول یہ مہم بھی ناکام رہی۔ فرانسیسیوں نے کنگھم کی ناکامی۔ انگریزی ہتھیاروں کو چیر کر قلعہ کے محصورین کو آذوقہ پہنچا دیا۔ کنگھم کی فوج بیماری سے ضائع ہو گئی اور اُسے ملک کے لئے مراجعت پر مجبور ہونا پڑا۔

انگریزی قوم کو اس ناکامی کا بڑا صدمہ ہوا۔ جب انھیں یہ خیال آتا تھا کہ یا تو کبھی ہماری سطوت و جبروت کا ڈٹکا بجتا تھا اور یا آج ہم دوسری قوموں کی نظروں میں رہ رہ کر ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں تو غم و غصہ کا ایک طوفان اُن کے سینے میں اٹھتا تھا وہ قوم بے کبھی اپنے قوانین پر ناز اور اپنی آزادی کا قید ہونے پر پانچ شرفا آخر تھا اب اس حال کو پہنچ گئی تھی کہ لوگ بے خطا و بے قصور کامراغصہ۔ قیدیوں ڈالے جا رہے تھے غرض پانچ قسباتی شرفانے جنہیں بلا سبب سزا سے قید دیکھی تھی عدالت میں مرافعہ دائر کر کے استدعا کی کہ اُن کے متعلق ”پروانہ شہادت جسدی“ جاری کیا جائے

اس پروانہ کی رو سے داروغہ مجلس قانوناً مجبور تھا کہ قیدی کو عدالت میں بجائے غرضی پیش کر کے حکمنامہ گرفتاری دکھائے جس میں اس الزام کی تصریح ہو جس کی بنا پر ملزم گرفتار ہوا تھا۔ ان پانچوں مصیبت زدوں کے خلاف دراصل کوئی الزام نہ تھا اس لیے کہ انھوں نے صرف روپیہ قرض دینے سے انکار کیا تھا اور روپیہ قرض دینے سے پہلو تہی کرنا قانوناً کوئی مجرم نہ تھا۔ قبالہ اعظم میں سے آزادی انگلستان کی اتنا سنا کہنا چاہئے صاف لکھا تھا کہ ”کوئی شخص گرفتار یا قید نہ کیا جائے گا تا وقتیکہ اُس کے ہم چشموں کی ایک جماعت اُس کے خلاف باضابطہ طور پر حجت نہ قائم کرے یا ملک کا قانون اُس کے خلاف فیصلہ

نہ صابر کرے۔ لیکن اس صاف و صیح قانون کے باوجود حکام عدالت نے محض بادشاہ کی خفگی کے خوف سے ان اشخاص کے واجبی احتجاج کو نظر انداز کر کے انہیں حوالہ است میں بھیج دیا تھا۔

پارلیمنٹ نے اب ان کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اور سر جان ایٹ اور ٹاس وٹور تھ نے نہایت دلیرانہ طور پر کہا کہ ہمیں اپنی قدیم آزادی کے حق پر قائم رہنے کے لئے اپنی تمام قوت صرف کر دینی چاہئے اور جو قوانین ہمارے آبا و اجداد نے بنا سے تھے ان کی وقعت قائم رکھنے کے لئے پوری ہمت سے کام لینا چاہئے۔ محض حقوق رعایا۔ اس پر دارالعوام نے ایک ”محضر حقوق“ مرتب کیا جس میں ۱۷۹۱ء۔ نا جائز محصولات ہدایا اور قید کے خلاف آواز بلند کی گئی تھی اور بادشاہ سے اس وعدہ کی استدعا کی گئی تھی کہ اولاً کسی

آزاد شخص سے پارلیمنٹ کے استعراج کے بغیر قرض نہ طلب کیا جائے گا اور ثانیاً کوئی آزاد شخص بلا اظہار وجہ قید نہ کیا جائے گا۔ دارالامرا نے اس محضر کے مضامین کے ساتھ اتفاق کیا اور اگرچہ بادشاہ نے اس کی بڑی سخت مخالفت کی لیکن اسے روپیہ کی ایسی شدید ضرورت تھی کہ آخر اسے تسلیم فرم کرتے ہی بنی اور اس محضر کی دونوں دفعات نے، جون ۱۷۹۱ء کو قانون کی شکل اختیار کر لی۔ اس قانون کے نفاذ پر جس نے قوم کی آزادی کو بحال کر دیا ملک بھر میں خوشیاں منائی گئیں۔ اظہار مسرت کے طور پر لوگوں نے جابجا الاؤ روشن کئے اور گھنٹیوں کی ٹن ٹن سے کلیسا گونج اٹھے اب اراکین دارالعوام نے اس رسم کی منظوری بھی دیدی جس کی چارلس کو ضرورت تھی لیکن جب وہ بنگلہم کی برطانی کا مطالبہ کرنے گئے تو بادشاہ نے ان کی بات سننے سے انکار کر دیا اور پارلیمنٹ کو کچھ عرصہ کے لئے برخاست کر دیا۔

بادشاہ کے اس مقرب پر دارالعوام کی طرف سے پھرے وے ہونے کی ضرورت قصا نے باقی نہ چھوڑی ۲۳۔ اگست کو جب بنگلہم لاروشل کی دوسری مہم پر پورٹسبھ سے روانہ ہونے کے لئے پارک بس تھا تو جان فلٹن نامی ایک مذہبی دیوانے نے جسے فوج میں ترقی نہ ملی تھی اور جو بنگلہم کو

پھر ملکہ ملٹ سمجھتا تھا شہر کے ایوان عام کے دروازے پر اس کے جگر میں ایک  
 بھنگم کا قتل چھرا بھونک دیا اور وار کرتے وقت چلا کر کہا کہ "خدا تجھے  
 ۲۲ اگست ۱۶۶۵ء رحم کرے یہ اس حادثہ کی وجہ سے حاضرین میں جو کھلبلی مچ گئی  
 تھی وہ جب رفع ہوئی تو قاتل برہنہ سر چہل قدمی کرتا ہوا اٹھا  
 وہ چاہتا تو اس ہنگامہ کی افراط فوری میں فرار ہو جاتا لیکن اس کی اس نے مطلق کوئی  
 کوشش نہ کی اور گرفتار ہو کر آخر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

بھنگم کے مرنے سے کچھ گھر خوشیاں ہوئیں لیکن یہ خوشیاں قبل از وقت  
 تھیں۔ چارلس نے ویسٹمنسٹر کو بھنگم کا مستعد علیہ تھا وزیر خزانہ بنا دیا اور سلطنت پھر  
 اسی پرانے ڈھڑے پر چلنے لگی۔ انگریزی بیڑے نے لاروشل بیچ کر منہ کی کھائی  
 اور ۱۶۶۵ء میں چارلس نے فرانس کے ساتھ صلح کر لی۔ ریشلیو کی قوت بازو نے  
 لاڈ اسٹف لندن مقرر لاروشل کے بروجوں پر فرانس کا جھنڈا اجاگاڑا تھا اور دنیا میں  
 ہوتا ہے۔ ۱۶۶۵ء انگلستان کی حیثیت بہت ہی ذلیل ہو گئی تھی۔ براعظم یورپ  
 میں کیتھولک ہر جگہ غلبہ حاصل کرتے جاتے تھے اور اسی لئے

جب بادشاہ نے لاڈ کو جو با تھا اور اس کا اسٹف تھا ترقی دیکر اسٹف لندن  
 بنا دیا تو اہل انگلستان کو بہت ہی تشویش ہوئی۔ اس تشویش کی وجہ یہ تھی کہ لاڈ  
 کو نمود ریب وزینٹ کا بڑا شوق تھا اور فرقہ کیتھولک کی طرح رسوم عبادت کا  
 بڑے طعناقی سے عمل میں لانا ضروری سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ اصول غیابت ربانی  
 اور بادشاہ کی کامل خود مختاری کی بھی وہ ہمیشہ حمایت کرتا رہتا تھا۔ اسب اس  
 خود مختار قوت سے چارلس نے اس طرح کام لینا شروع کیا کہ جب چاہتا تھا  
 منانہ اور رطلانہ وصول کر لیتا تھا اور جو سوداگریہ "ڈنڈ" بھرتا تھا اس کا مال ضبط  
 کر لیتا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ اس ضبط شدہ مال کا کچھ حصہ پارلیمنٹ کے ایک رکن  
 کی ملک سے تھا۔ چنانچہ جب دارالمبعوثین کا اجلاس پھر منعقد ہوا تو سر جان الیٹ  
 نے یہ صلاح دی کہ جنگی کے جن عہدہ داروں نے مال پھونڈہ کیا ہے انھیں طلب  
 کر کے سزا دی جائے۔ عہدہ دار جب حاضر ہوئے تو ان کی طہف سے یہ غدر

پارلیمنٹ کا اظہارِ تہجد  
۱۶۲۹ء۔ چارلس نے میر مجلس کو ایسا کیا کہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔

یہ التوا تو عمل میں آیا لیکن جب مبعوثین پھر جمع ہوئے اور فرمانِ التوا پہلے کی طرح کمر جاری ہوا تو مبعوثین نے امتثال امر سے صاف انکار کر دیا۔ میر مجلس نے جب اٹھ کر تقریر کرنی چاہی تو اراکین میں سے دو شخصوں نے اسے پکڑ کر زبردستی کرسی پر بٹھا دیا اور دروازے بند کر دیے۔ اسی کے ساتھ ایٹھ نے یہ تحریک پیش کی کہ ”وہ لوگ غدار ہیں جو مذہب میں تبدیلیاں پیدا کرنی چاہتے ہیں یا جو جنگی کما ایسا معمول وصول کرتے ہیں یا ادا کرتے ہیں جس کی باضابطہ منظوری پارلیمنٹ نے نہ دی ہو۔“ اس تحریک کی تائید میں مبعوثین ”ہمیں اتفاق ہے ہمیں اتفاق ہے“ افزا تقرری اور برطانی کا نعرہ بلند کر رہے تھے کہ پہرے کے سپاہی بادشاہ کے حکم سے دروازے توڑنے کے لئے آ پہنچے۔ لیکن اس تشدد کی نوبت

ہی نہ آنے پائی۔ اجلاس یک ایک ملتوی ہو گیا اور چند دن بعد بادشاہ نے پارلیمنٹ کو توڑ دیا ایٹھ اور اس کے ساتھ کئی اور مبعوثین قید کر دیئے گئے لیکن ان میں سے جنہوں نے اطاعتِ اختیار کر لی وہ بہت جلد چھوڑ دیئے گئے۔ سر جان ایٹھ کی وفات صرف تین شخص یعنی ایٹھ وینسٹن اور اسٹروڈ ثابت قدم رہے اور پارلیمنٹ کے حقوق کے برخلاف ان کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا۔ الٹ نے ساڑھے تین سال تک قلعہ لندن میں قید رہ کر وفات پائی۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے راہِ حریت میں

جان دی۔  
آئندہ گیارہ سال تک چارلس پارلیمنٹ کے بغیر حکمرانی کرتا رہا اور وزارت کے خاص خاص شعبوں کی ذمہ داریاں وینسٹن لاؤڈ اور ونٹورٹھ کے تفویض رہیں۔ ایٹھ اور پیم جیسے اشخاص کا پارلیمنٹ کی آزادی کی حمایت میں سینہ سپر ہونا ہمیں لکھ آئے ہیں۔ اب وہ بساطِ کین الٹ چلی تھی اور ایٹھ ویم کی طرح دو وھن کے بچے یعنی ونٹورٹھ (جو آگے چلکر لارڈ اسٹیفورڈ کے لقب سے مشہور ہوا) اور لارڈ بادشاہ کے جاہلانہ و خود مختارانہ اقتدار کے

برقرار رکھنے میں سامعی تھے۔ بحث طلب امر یہ تھا کہ فریقین میں سے آخر کار کچا میانی کا  
سہرا کس کے سر پہیگا۔ ورنہ تو تھ جس پر موس جاہ بہت ہی غالب تھی جنگم کے  
مرنے ہی اپنے پرانے رفیقوں کا ساتھ چھوڑ کر بادشاہ سے آٹھ تھارتی کے دراج  
طے کرتا ہوا وہ مجلس حلقہ شمالی کی صدر نشینی کے منصب پر فائز ہو گیا اور اپنے  
حاکمانہ اختیارات کا استعمال بڑے تشدد اور سختی سے کرنے لگا۔ لارڈ کا منیر ورنہ  
کے مقابلے میں بہت زیادہ بے لوث تھا اور وہ ایک رنگی کے وضع میں بھی ورنہ  
پر اتیار رکھتا تھا لیکن بڑی خرابی یہ ہوئی کہ وہ تنگ نظر اور متعصب واقع ہوا تھا۔  
اُن دونوں وزرانے پہلے تو اپنے آقا کی تباہی کا سامان کیا اور پھر اپنی جان اُسکے  
لیئے نثار کر دی۔

اس یازدہ سالہ دور کے پہلے پانچ سال کی مدت میں بظاہر ہر طرح کا امن و  
سکون قائم رہا۔ جو لوگ اعتدال پسند تھے انھیں اس بات کا احساس تھا کہ  
اراکین دارالعوام حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے اور بادشاہ کی توہین کرنے لگے تھے۔  
اور چونکہ ویسٹمنسٹر خانے کا انتظام سبت سے کرتا تھا اور لوگوں کے ساتھ محصول خرچ  
اندرونی ڈاک کے بارہ میں سختی نہ برتتا تھا اس لیے یہ لوگ قانع تھے۔  
اس زمانے میں (۱۶۳۵ء) میں اول اول ملک کے اندر ڈاکخانہ

کا سرشتہ قائم ہوا اور ہر ہفتہ ڈاک کے ذریعے سے چھٹیوں کی  
ردانگی کا انتظام عمل میں آیا۔ کرائے کی گاڑیاں بھی جن کا رواج پہلے پہل ۱۶۲۵ء میں  
ہوا تھا عام ہو گئیں انھیں اُن بازاروں سے گزرنے کی ممانعت تھی جہاں بھی بڑے زیادہ  
بارتوی۔ جارج ہربرٹ ہوشہر کے اندر لوگوں کی سواری کے لیے تام جھام کا رواج ۱۶۳۳ء  
میں ہوا۔ انھیں دنوں ایک بہت بڑے علمی اکتشاف نے  
اور ملٹن۔

معلومات انسانی میں ایک گرا ندر اضافہ کیا یعنی بادشاہ کے  
طیب باروی نے ۱۶۲۸ء میں مسئلہ دوران خون پر اپنی تصنیف شائع کی۔ ان ایام  
کی تصباتی زندگی پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں امن و فراغ خاطر کی ایک جہلک  
پادری جارج ہربرٹ جیسے نیک دل شاعر کی ایام گزاری میں نظر آ جاتی ہے جو  
اپنے مکان واقع بیرٹن ضلع ولٹ شائر میں بیٹھا ہوا نرالے رنگ کی مذہبی نظمیں

لکھا کرتا تھا اور پرکشوب زمانے کے آغاز سے پہلے ۱۶۳۳ء میں دارالعتبہ (کو  
سدھا رکھا گیا علیٰ ہذا اقیاس مشہور شاعر ملٹن نے ۱۶۳۳ء میں بمقام پارلیمنٹ واقعہ منع کچھ  
اپنی منظوم تصنیف ”کوس“ سیر و قلم کی ملٹن کو ارباب کلیسا آزادی کے ساتھ انہماک  
کی اجازت نہ دیتے تھے اس نئے وہ کلیسا ہی کو چھوڑ بیٹھا تھا۔

امریکہ کو متصل وطن اس عرصے میں فرقہ متعین کے لوگ تعداد میں وطن چھوڑ کر  
برابر انگلستان جدید (امریکہ) کو جا رہے تھے۔ ایک ہزار نفوس

کو جان و نہر اپ ۱۶۳۷ء میں اپنے ہمراہ لے گیا اور آئندہ گیارہ سال کے دوران  
میں بیس ہزار سے کم اشخاص نے سمندر پار سفر کیا ہو گا۔ لارڈ بالیمور نے بھی چوتھوں  
عقیدے کا پیرو تھا ۱۶۳۳ء میں میری لینڈ کے نام سے درجینا کے شمال کے  
جانب ایک جدید نوآبادی قائم کی تھی۔ اگرچہ اس نوآبادی کے قیام سے اصلی مقصود  
فرقہ کی تعویک کے ان اشخاص کی پناہ دہی تھا جو ”مسکین“ کہلاتے تھے یعنی حکومت  
کے مجوزہ طریقہ عبادت کے اختیار کرنے پر رضامند نہ ہوتے تھے لیکن پہلا قانون  
اس نوآبادی کا یہ تھا کہ ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے عقاید پر قائم رہنے کا  
مجاز ہو گا۔

اس قسم کی جائے پناہوں کی جہاں لوگ آزادی کے ساتھ زندگی  
بسر کر سکیں اب بڑی ضرورت تھی اس لئے کہ انگلستان میں صورت معاملات مغربوں  
اثر بہوتی چلی جا رہی تھی ۱۶۳۳ء میں ونڈر تھ آئر لینڈ کی حکومت پر مامور ہو جہاں  
انگریزوں اور اسکاتلینڈ والوں کی جدید نوآبادیوں نے اصلی باشندوں کا نامک میں  
آئر لینڈ میں ونڈر تھ کی حکومت دم کر رکھا تھا۔ ایک اعتبار سے ونڈر تھ کے طرز حکومت کو  
۱۶۳۳ء تا ۱۶۳۹ء اچھا بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس نے اہل آئر لینڈ کی ایک پارلیمنٹ  
قائم کر کے اس قدر رقم کی منظوری حاصل کر لی جس سے ایک

عہد قواعد داں فوج کے اخراجات برداشت کیے جا سکیں اور اس فوج سے  
اس نے ملک میں امن و امان قائم کر دیا۔ تجارت کو بھی اس نے ترقی دی اور  
شمالی علاقے میں سوئی پارچہ بانی کی صنعت اسی کے زمانے میں رائج ہوئی۔ لیکن اسے  
نہ اپنے وعدے کا پاس تھا اور نہ قانون کی اس کی نظروں میں کوئی وقعت تھی لارڈ کو

اُس نے ایک مرتبہ لکھ بھیجا کہ میں لگی پٹی نہیں جانتا۔ وہ ماتھ ہی کیا جو ایسا اوجھاڑے کہ تسمہ لگا رہ جائے اہل آئرلینڈ کی خواہشوں کی وہ مطلق پروا نہ کرتا تھا کیتھولک مذہب کو نہایت سختی سے دباتا تھا اور باوجودیکہ بادشاہ نے قول دیا تھا کہ کناٹ کے علاقہ میں کوئی انگریزی نوآبادی نہ بسائی جائے گی لیکن اُس نے باختیار خود ایک نوآبادی اس علاقے میں قائم کر دی۔ غرض اُس کی حکومت نہایت جاہلانہ تھی جس نے لوگوں کے دلوں میں ہیبت بٹھا دی تھی عنان اختیار جب تک اُس کے زبردست ہاتھوں میں رہی اہل آئرلینڈ کو سہراٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا لیکن جیسا کہ ہمیں آگے چلکر معلوم ہوگا اُس کے جاتے ہی اُس کے جبر و تشدد کے نتائج ایک خوفناک صورت میں آشکارا ہو گئے۔

جس سال دتھوٹھ آئرلینڈ کا نائب السلطنت بنا کر بھیجا گیا اسی سال کٹرہری کے صدر اسقف ایبٹ نے جس کا شیوہ ہمیشہ سے آشتی و مداراتنا وفات پائی۔ لاڈو اُس کی جگہ صدر اسقف مقرر ہوا اور دو سال بعد ۱۷۲۵ء میں جب ویسٹن کا انتقال ہو گیا۔ تو ساری قوت سمٹ سمٹ کر اُسی کے ہاتھ میں چلی گئی اور وہ علمی طور پر انگلستان کا گویا صدر اعظم ہو گیا۔ پہلا ہی کام اُس نے یہ کیا کہ مذہب میں متشقیں کے ساتھ لاڈو بہت سی ایسی باتیں داخل کر دیں جن سے کیتھولک رسموں کی شان منور ہوتی تھی مثلاً قربان گاہ کو جو عرصہ دراز سے

کے نزاع -  
گر جا کے وسط میں قائم کی جاتی تھی اگلے قاعدہ کے مطابق بدستور نصب کرادیئے۔ اور کلیسا سے لیتھ میں ایک صلیب جو وہاں سے ہٹائی گئی تھی پھر رکھوا دی۔ ان باتوں سے متشقیں میں بڑی سرسیمٹی پھیل گئی۔ اس زمانے میں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اگر کسی کلیسا کا طریقہ عبادت اُس کے عقیدے کے خلاف ہو تو کسی دوسری عبادت گاہ میں چلا جائے لیکن ان دلوں یہ بات ممکن نہ تھی۔  
گر جا ایک تھا، اس کا طریقہ واحد تھا اور ہر شخص اس میں اوقات مرتبہ پر حاضر ہونے کے لیے مجبور تھا۔ ایسی حالت میں لاڈو کی وضع و قماش کے حاکم وقت کی طرف سے کسی ایسے رد و بدل کا نفاذ جسے اکثر لوگ ناپسند کرتے ہوں بجز نساو کے اور

کوئی نتیجہ پیدا نہ کر سکتا تھا متقشفین کی تعداد اب بہت بڑھ گئی تھی اور پارلیمنٹ کے حکم سے یوم السبت کی حرمت کا ایام سابق کے بر نسبت بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا تھا اور بہو و عیب سے لوگوں کو حکماً روکا جاتا تھا۔ قدیم زمانے میں اتوار والے دن اکثر دیہات میں کھیل تماشے ہوا کرتے تھے لیکن اب حکام عدالت ویسے اس بنا پر انھیں روکنا شروع کیا تھا میلوں میں لوگ شرابیں بی بی کر بدست ہو جاتے ہیں جس سے شعائرِ بہت کی توہین ہوتی ہے۔ لارڈ اور بادشاہ نے قانون وقت کو بالائے طاق رکھ کر عزم بالجزم کر لیا کہ اتوار کو کھیل تماشے کا سلسلہ پھر جاری کر دیا جائے اور پارلیمنٹ کو حکم دیا کہ اس کی تائید میں دغظ کہیں۔ پارلیمنٹ نے اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا اور اس انکار کی پاداش میں فرقہ متقشفین کے صدر پارلیمنٹ اپنی خدمتوں سے الگ کر دئے گئے۔ حکومت نے اتنے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ انھیں ایام میں تین شخص عدالت ایوان کو اکٹبا سے لاڈر کی طرز حکومت کے خلاف رسایل یعنی کی علت میں سزا یا بھروسے ان میں سے ایک کا نام برن تھا جو کالت کا پیشہ کرتا تھا۔ دوسرا ہیٹسوک نامی ایک بلیب تھا اور برن ہیٹسوک اور برٹن کی تیسرا ایک پارلیمنٹ جس کا نام برٹن تھا۔ ان تینوں کے کان کاٹ لیے گئے اور جب یہ بچا کرے ہوئے تھے تو انھیں عمر بھر کے لیے قید کر دیا گیا۔ یہ جزا کات مذہبی ایسی تھیں کہ بہت سے اعتدال پسند لوگ بھی متقشفین کے طرفدار ہو گئے۔

غرض اس طور پر بادشاہ اور اس کے وزرا رعایا کی عقیدت و الفت سے برابر محروم ہوتے چلے جا رہے تھے۔

چارلس نے "محضر حقوق" میں نایندگان قوم سے جو وعدے کئے تھے انھیں وہ کسی کا فوٹ لیکھا تھا۔ اپنے پرانے دستور کے موافق رعایا سے ناجائز طور پر روپیہ وصول کرتا تھا اور جو لوگ مزاحمت کرتے تھے انھیں سخت سزا دیتا تھا۔ اب چونکہ ایک جنگی یڑ سے کی ضرورت آئی تھی اس لیے اس نے ساحل کی تمام بستیوں کے بادشاہ زرفیند وصول کرنا ہے نام احکام جاری کئے کہ جہاز ہر بیانیہ کے جنگی یڑے کی جڑھائی کے وقت اس وقت ۱۶۳۳ء و غایت ۱۶۳۴ء انھوں نے عذرت کی مدد کی تھی (دیکھو صفحہ ۲۴۴) اسی طرح اس کیلئے



بھی جہاز ہم پہنچائیں یا جہازوں کے بدلے ”زر سفینہ“ ادا کریں۔ یہ مطالبہ جیسا اُس وقت کے خلاف تھا جو بادشاہ نے رعایا سے ”مختصر حقوق“ میں کیا تھا اور جب اس سے ہیمپڈن کا مرقعہ۔

بھی متجاوز ہو کر اُس نے محصول زر سفینہ ساحلی آبادی کے علاوہ اندرون ملک کی آبادی سے وصول کرنا شروع کیا تو ایک گھمٹاؤ کے ایک رئیس جان ہیمپڈن نامی نے محصول ادا کرنے سے انکار کر دیا اور عدالت میں استغاثہ دائر کیا۔ اگرچہ اس وقت تمام حکام عدالت بادشاہ ہی کے مقرر کیے ہوئے تھے پھر بھی بارہ مہینے سے پانچ نے دلیل طور پر کہہ دیا کہ ہیمپڈن بالکل حق بجانب ہے۔ لیکن چونکہ کثرت رائے مدعی کے خلاف تھی اس لیے محصول برابر جاری رہا اور سارے انگلستان میں برہمی کی ایک لہر مچ گئی۔

اگر چارس اور لائیڈ نے اسکاٹ لینڈ والوں کو انگریزی کتاب عبادت کے استعمال کا حکم دینے سے ایک نیا جھگڑا اُنھیں دنوں میں مول نہ لیا ہوتا تو عجیب نہ تھا کہ یہ طوفان بھی گزر جاتا لیکن جو ہو۔ نے والا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ واقعہ اصلاح کینسہ کے وقت ہی سے اہل اسکاٹ لینڈ یا توجان ناکس کے آداب عبادت پر عمل کرتے چلے آئے تھے یا وقت کے وقت برجستہ الفاظ میں مفہوم چارس اہل اسکاٹ لینڈ کو کتاب عبادت کے استعمال کتاب عبادت کے استعمال کا حکم دیا گیا جس میں انھیں پاپا کا رنگ جھٹکنا ہوا نظر آتا تھا تو انھوں نے اقتتال امر سے صاف انکار کر دیا۔ ایڈنبرا کے سب سے بڑے گرجا میں جب پادری نے نئی کتاب کھول کر دعائیں شروع کی تو ایک بڑھئی نے ایک تپائی اٹھا کر اُس کے سر پر کھینچ ماری اور یہی شور رشت تمام اسکاٹ لینڈ میں پھیل گئی۔ اس پر بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ کلیساؤں میں عبادت گزاروں کو اس خیرہ سری سب سے باز آنا اور شاہی حکم مان لینا چاہئے لیکن اس پیغام نے آگ کو زیادہ بھڑکا دیا اور انھوں نے باقرار صالح اُس قومی عہد کی تجدیدی جو عہد ۱۵۵۷ء میں

مستعبد بن گیا تھا۔ اندھا دیکھو صفحہ ۲۷۳ اور شرفاد امر اور قیسمین اطراف و اکناف ملک میں ایک قرار نامہ لیئے ہوئے گشت لگاتے

پھرتے تھے جس پر لوگ ہر جگہ آباد کی تمام دستخط کر دیتے تھے۔  
 بادشاہ سخت برہم ہوا اور فوج لیکر سرکشوں کی تادیب کے لیے سرحد پر  
 پہنچ گیا۔ لیکن شورش کرنے والوں نے بھی تیاریاں کر رکھی تھیں۔ ادھر انگریزی  
 سپاہیوں نے اُن کے ساتھ ہمدردی کا اظہار شروع کر دیا اور چارلس کو متنبہ کر دیا  
 گیا اُس کی فوج کبھی نہ لڑے گی۔ غرض اقتضائے وقت سے مجبور ہو کر وہ لندن  
 واپس آیا لیکن جی میں ٹھان چکا تھا کہ دوبارہ فوج کشی کر کے اسکاٹ لینڈ کی گردن کو  
 لارڈ اسٹیفز کی واپسی توڑ کر رہیگا چنانچہ اُس نے دنگلور تھ کو جواب لارڈ اسٹیفز  
 انگلستان۔ کے لقب سے ملقب تھا آئر لینڈ سے واپس بلا بھیجا۔  
 اسٹیفز نے اگر بادشاہ کو تو ان تمام پارلیمنٹ کا مشورہ  
 دیا اور خود اپنی تربیت یافتہ اور قواعد داں فوج ہمراہ لائے گئے اُلٹے  
 پاؤں آئر لینڈ واپس گیا۔

لیکن نہ تو اسٹیفز کو اور نہ بادشاہ ہی کو اس بات کا علم تھا کہ رعایا میں کس  
 حد تک بددلی پھیل چکی ہے۔ پارلیمنٹ کا افتتاح ۱۳ اپریل ۱۶۴۲ء کو ہوا  
 لیکن اس کے اجلاس صرف تین ہفتہ تک منعقد ہونے پائے۔ روپے  
 کی منظوری دینے سے تو مبغوثین نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک ہماری  
 شکایات رفع نہ ہوں گی ہم ایک حبس نہ دیں گے اور جب  
 اسکاٹ لینڈ کے ساتھ جنگ کرنے کا سوال پیدا ہوا  
 چند روزہ پارلیمنٹ  
 تو انھوں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں غرض

چارلس نے حسب معمول اپنی ضد پر قائم رہ کر پارلیمنٹ کو توڑ دیا اور جو  
 تھوڑی بہت فوج فراہم کر کا تھا اُسی کو لیے ہوئے شمال کی طرف روانہ ہوا  
 لیکن اسکاٹ لینڈ والوں نے بھل کر کے نارنہم لینڈ پر حملہ کر دیا تھا اور اب انھوں  
 نے انگریزوں کو نیو برن کے مقام پر جونیو کیسل کے قریب واقع ہے۔  
 پساکھا اور ڈربم سے بالکل ہی نکال دیا۔ چارلس کو ایک بیش قرار رقم کے  
 وعدے کے ساتھ مجبوراً صلح کرنی پڑی لیکن بغیر ایک اور پارلیمنٹ کے روپے  
 کا ہاتھ آنا دشوار تھا۔

اب چونکہ چارلس مبتلائے مشکلات تھا اس لیے ضرور تھکا لاپ جواہر لینٹ آئے وہ اس کا دلیل ہو کر رہے چنانچہ اب جس پارلیمنٹ کا افتتاح ۳۰ نومبر ۱۶۷۹ء کو ہوا وہ ”طویل پارلیمنٹ“ کے نام سے موسوم ہے اور طویل وہ اس لیے کہلائے لگی کہ اس نے بادشاہ سے زیادہ عمر پائی۔ پہلا ہی کام مبعوثین دارالعوام نے یہ کیا کہ جن اشخاص کو کان کاٹ کر قید میں ڈال دیا گیا طویل پارلیمنٹ ۱۶۷۹ء میں

دل میں بہت ہی سخت گہ بڑی ہوئی تھی اس لیے کہ اس نے وقت پر اپنی جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور آئر لینڈ کی

ایک فوج کو انگلستان لانے کا منصوبہ باندھا تھا اور اسی کے ساتھ بادشاہ کو پارلیمنٹ کی مخالفت پر ابھارا تھا۔ وہ اس وقت یارک شائر میں تھا اور چاہتا تھا کہ آئر لینڈ چلا جائے لیکن چارلس نے اس کو یقین دلایا کہ اگر وہ لندن آئے گا تو اس کا بال بیکمانہ ہونے پائے گا۔ اس وعدے سے مطمئن ہو کر وہ اپنے سخت کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن جیب لندن پہنچ کر دارالامرا میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ کم اور اس کے ساتھ تین سو مبعوثین پارلیمنٹ کی عدالت کے سامنے کھڑے اسٹریفڈ کا انخود اور قتل ہو گیا۔

ہیں اور اس کے مواخذہ کیے جانے کا پیغام دارالعوام کی طرف سے لائے ہیں۔ غرض وہ گرفتار ہو کر قلعہ لندن کچھ حوالات میں بھیج دیا گیا اور ۳۰ جنوری ۱۶۷۹ء کو اس پر ویسٹ منسٹر ہال

میں مقدمہ چلایا گیا۔ دوران تحقیقات میں سر مہتری دین نے جس کا باپ بادشاہ کا صاحب تھا اور جو خود کم کا بہت بڑا دوست تھا اپنے باپ کے بعض کائنات سے اس بات کا ثبوت پیش کر دکھایا کہ اسٹریفڈ نے آئر لینڈ کی ایک فوج کی مدد سے ملک پر حکومت کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ بایں ہمہ ملزم کے خلاف قانون عام کی رو سے کوئی باضابطہ حجت قائم کر کے اسے سزا دینا اس قدر مشکل تھا کہ ضابطہ کی تحقیقات کے بجائے پارلیمنٹ نے ایک مسودہ قانون مشتمل بر حکم قصاص خاص طور پر جلدی کیا۔ مسودہ بادشاہ کے پاس دستخط کے لیے بھیجا گیا۔ پہلے تو چارلس نے دستخط نہیں کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب خلقت کا ایک غصے سے بھرا ہوا بنوہ

قصر و عمارت ہال کے چاروں طرف جمع ہو گیا اور ملکہ ٹانگٹ و ہراساں ہونے لگی تو بدیرجہ اخیر آنکھوں میں آنسو پھر کر اُس نے اس مسودہ قانون پر دستخط کرنے کے لیے جس نے اُس کے وفادار و فرمانبردار خادم کو حوالہ دار و سرن کروا دیا ایک جماعت نابینا مقرر کی۔ اسٹریفرڈ نے جس کا طرز عمل اس آخری وقت میں چارلس سے زیادہ شریفانہ نظر آتا ہے اپنے آقا کو لکھ بھیجا تھا کہ اُس وعدہ کے ایفا سے جو حضور نے میری حفاظت جان کے بارے میں کیا تھا میں حضور کو سبکدوش و بری الذمہ کرتا ہوں لیکن پھر بھی بادشاہ کا مصیبت کے وقت یوں ساتھ چھوڑ دینا اُسے بہت ہی تلخ گزار چنانچہ مرتے وقت اُس کے منہ سے یہ جملہ نکل ہی گیا کہ بادشاہوں پر کبھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔ اسکا سر ۱۶۴۱ء کو قلم کیا گیا اور لارڈ کے ساتھ ہی واقعہ کیس ۱۶۴۸ء میں جا کر پیش آیا۔

اسٹریفرڈ کے مرتے کے بعد پارلیمنٹ نے بڑی بڑی اصلاحات کو رواج دیا۔ دو قانون سہ سالہ کے نام سے ایک قانون اس مضمون کا وضع کیا گیا کہ کم سے کم ہر تین سال کے بعد ایک پارلیمنٹ کا انعقاد ہوگا اور آئینہ کوئی پارلیمنٹ خود اپنی رضا مندی کے بغیر نہ توڑی جاسکے گی۔ مجلس عداوت شالی - عدالت دیوانی انفاذ قانون سہ سالہ اور کو اکب اور عدالت عالیہ نابین کی موقوفی عمل میں آئی اور کچھ قوانین جاری - کیے گئے جن کی رو سے ناجائز محصولات کا لیا جانا ممنوع قرار پایا۔ اب پارلیمنٹ میں دو جماعتیں ہو گئی

تھیں۔ ایک تو طرفداران دربار کا گروہ تھا جس میں وہ اشخاص شریک تھے جو نہ چاہتے تھے کہ بادشاہ کے ساتھ بہت زیادہ سختی برتی جائے۔ اس گروہ کے دوسرے وار تھے - لارڈ فاکلینڈ اور ہائڈ - فاکلینڈ ایک بہادر کریم النفس اور شریف طبیعت امیر تھا اور ہائڈ وہی ہے جو آگے چل کر لارڈ فاکلینڈ کے لقب سے مشہور ہوا۔ دوسرا گروہ متعسفین کا تھا اور اس گروہ کا سرکردہ پم تھا۔ پم کی یہ تجویز تھی کہ آئندہ سے ارکان کونسل ارکان عدالت اور وزراء سلطنت کا تقعر پارلیمنٹ کے اختیار سے ہوا کرے۔ اس تجویز پر بحث ہوئی یہی تھی اور چارلس اسکا ٹیلیڈ میں ایک ہم پر گیا ہوا تھا کہ آئینہ سے دل ہلا دینے والی خبریں و معمول ہوں

اسٹریٹ ڈکانہ دوست ہاتھ اٹھتے ہی آرگلیمنڈ کی کیتھولک آبادی نے جس پر وہ بڑے  
 بڑے ظلم کرچکا تھا ۲۳ اکتوبر ۱۶۷۱ء کو ایک ہنگامہ عظیم برپا کر کے اسکاٹ لینڈ اور  
 انگلستان کی نفس کے مردوں عورتوں اور بچوں کو تلوار کی بارہ پر رکھ لیا۔ اور انھیں اپنے  
 مکان سے برف میں ٹھٹھٹھ کر مرنے پر مجبور کیا اور یا میں ڈوب مرنے کے لیے رگید رگید  
 کر نکال دیا۔

سارے انگلستان میں اس خبر کے پہنچنے ہی ایک سناٹا  
 چھا گیا اور جب آرگلیمنڈ والوں نے بادشاہ کا ایک سر بھر  
 فرمان پیش کیا جس میں انھیں کھلے بندوں ہتھیار اٹھانے کی  
 اجازت دی گئی تھی تو ملک میں ایک کھلبلی سی بڑی بیسج سے کہ ایسا قتل عام چالیس  
 کے دہم و گھمان میں بھی نہ گزرا تھا لیکن اس میں ذرا شک نہیں کہ اس نے آرگلیمنڈ  
 والوں کو انگریزی پارلیمنٹ کے خلاف بھڑکانے کا منصوبہ ضرور بازداشت کیا۔  
 اس منصوبہ میں اسے کامیابی تو ہوئی لیکن نہ اس شکل میں جو اس نے اپنے ذہن  
 میں قائم کی تھی اس لیے کہ کم اور ہیمپٹن نے پارلیمنٹ میں بڑی دلیری سے  
 اس بات کا اعلان کر دیا کہ ہم لوگ آئندہ سے نہ بادشاہ پر بھروسہ کر سکتے ہیں اور  
 نہ اس کے وزیر پر۔ چنانچہ ایک ”احتجاج عظیم“ ضبط تحریر میں لایا گیا جس میں  
 گزشتہ چار سال کے تمام نوائے مصائب کا جو انھیں  
 احتجاج عظیم۔  
 برداشت کرنے پڑے تھے یہ تفصیل اعادہ کرنے کے

بعد یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ زندہ کا قہر آئندہ سے پارلیمنٹ کیا کرے اس پر صبح  
 سے لیکر آدھی رات گئے تک ایک بڑی مجمعے کی بحث ہوتی رہی۔ اور  
 آخر ”احتجاج عظیم“ کا مسودہ ایک ایسے ہنگامے میں منظور ہوا کہ اگر ہیمپٹن جیسا  
 مستقل مزاج شخص موجود نہ ہوتا تو ضرور کشت و خون کی نوبت آ جاتی۔  
 پانچ دن بعد بادشاہ اسکاٹ لینڈ سے واپس آیا اور یہ سمجھ کر کہ اب بھی پارلیمنٹ کے  
 بہت سے اراکین اس کا ساتھ دیں گے اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ لارڈ گیلبلٹ اور  
 دارالموالم کے دیگر اراکین یعنی جم ہیمپٹن ہائس بیسٹن گیا اور اس طرح دہشت گردانہ قیام کر کے  
 مقدمہ چلایا جائے۔ اس نے اپنی ”شاہانہ عزت کی قسم کھا کر“ وعدہ کیا تھا کہ

اُسی قسم کا جبر و تشدد روا نہ رکھا جائے گا۔ لیکن دارالامرار و دارالعوام نے اُسکے قول کا مطلق اعتبار نہ کیا اور مبعوثین زیر عتاب کی حوالگی سے معاف انکار کر دیا۔ دوسرے دن چارلس اپنے قول سے پھر گیا اور کچھ سنتریوں اور مسلح سواروں کی ایک بڑی جمیعت لیے ہوئے پانچوں مبعوثین کی گرفتاری کے لیے ایوان پارلیمنٹ میں داخل ہوا۔ دیکھا تو پانچوں کی جگہ خالی تھی۔ اُن کے رفیقوں نے پیش بندی کر کے انھیں شہر کے اندر ایک محفوظ مقام میں بھیج دیا تھا۔ غرض بادشاہ نے تمام مبعوثین سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے قیدی یہاں نظر نہیں آتے اچھا جب آئیں تو آپ لوگ ہی انھیں میرے پاس بھیج دیں ورنہ اُن کا تپا میں آپ نگالوں گا یہ کہہ کر وہ غصے سے بھرا ہوا چل دیا اور مبعوثین چلائے رہے کہ ہم لوگ خاص حقوق رکھتے ہیں ہم لوگ گرفتاریوں سے مستثنیٰ ہیں۔

پانچ مبعوثین کی گرفتاری کا اقدام۔

پانچوں ملزمین کو چارلس کی ہوا تک نہ لکھنے پائی۔ شہر لندن جس کی طاقت پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ چکی تھی اب مطلقاً حامیان آزادی کا طرفدار ہو گیا۔ ہائے تخت انگلستان آج کل نہ تجارتی مال کے گوداموں اور دفتریوں کا مجموعہ نظر آتا ہے لیکن اُن دنوں اس کی یہ حالت نہ تھی۔ اُس زمانے میں تین لاکھ باشندے ہنسل بار اور اکسچینج کے درمیان بستے تھے۔ تجارت اپنے آراستہ و پیراستہ مکانوں میں رہتے تھے اور دکاندار اپنی دکانوں کی بالائی منزل میں اپنے شاگردوں کے ساتھ سکونت رکھتے

ہل لندن بادشاہ کو اُنکھ دکھاتے تھے۔ جن میں یہ شاگرد ”آئیے آئیے کس چیز کی ضرورت ہے“ کے آواز سے لگا لگا کر گاہکوں کو بلائے اور خریداری کی ترغیب دیتے تھے۔ ہر پیشہ کی ایک جدا گانہ جماعت ہوتی تھی۔ مثلاً درزیوں کی جماعت الگ تھی۔ پھل بیچنے والوں کی الگ۔ سناروں کی جدا۔ ان جماعتوں نے اپنی اپنی حفاظت کے لیے مسلح قواددوں دستہ تیار کر رکھے تھے جن میں تاجر دکاندار اور شاگرد افسروں اور سپاہیوں کا کام دیتے تھے۔ اس زبردست جمیعت کی حفاظت میں پانچوں مبعوثین اب دارالعوام کی ایک مجلس منتخبہ کے اجلاس میں ہر روز شریک

ہل لندن بادشاہ کو اُنکھ دکھاتے تھے۔

ہوئے گئے اور ایک ہفتے کے بعد بڑی دھوم دھام کیساتھ دریا کے کنارے کنارے پارلیمنٹ کے بھرے اجلاس میں پھر لائے گئے۔

نفاذ جنگی کارخانہ ۲۲۔ اب یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہو گئی کہ بادشاہ کا لندن میں کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔ چنانچہ وہ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر ہیمپٹن کورٹ کو روانہ ہو گیا۔ ملکہ بڑے بچوں کے ساتھ

جہاز پر سوار ہو کر بالینڈ چلی گئی اور روپیہ بہم پہنچانے کے لئے شاہی جواہرات اپنے سپرد لینی گئی۔ ۲۲۔ اگست ۱۶۴۶ء کو بادشاہ نے ناشنگم میں اپنا علم بلند کیا اور اسی وقت سے خانہ جنگی شروع ہو گئی۔

آئندہ چار سال کا زمانہ برابر جنگ میں گزرا اور انگلستان میں ہر طرف خونریزی کا سلسلہ جاری رہا۔ فریقین کا تعین نہ رہی طور پر یوں کیا جاسکتا ہے کہ مغربی اور شمالی علاقے کی آبادی تو بادشاہ کی طرفدار تھی اور مشرقی و جنوبی حصے کے لوگ پارلیمنٹ کے حامی تھے۔ سینٹ امر اور دارالعوام کے آدمے مبعوثین بادشاہ کے جمعہ سے ملے جمع ہو گئے بادشاہ کا بھتیجا شہزادہ روپرٹ جو فرما فرمائے پٹلیان شہسوار۔

کا بیٹا تھا شاہی رسالے کا سردار مقرر ہوا۔ رسالے میں شرفاء ملکہ اور ان کے بیٹے شریک تھے اور سب کے سب نہایت دلیر و شجاع اور فن شہسوار کی مطلق تھے۔ یہ رسالہ شہزادہ روپرٹ کا رسالہ کہلاتا تھا اور بادشاہ کے طرفداروں کی ساری جماعت ”شہسوار“ کے سر رکھتے

مبعوثین ہیں امر اور کثیر التعداد دیہاتی مغزین کسانوں تاجروں اور بیوپاریوں کے ساتھ پارلیمنٹ کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور جو کچھ تمام نوکرانہ اور کاندھاروں کے شاگردوں کی وضع یہ تھی کہ سر کے بال خشنماں تھے اس لیے شہسوار ازراہ حقارت انھیں ”سر گھٹے“ کہتے تھے۔

اول بادشاہ کا پلہ بھاری رہا۔ امیر الیکس جو پارلیمنٹ کی فوج کا سر لشکر تھا چارلس کو زیر کرنے کے بجائے اُس کے ساتھ خزانہ صلیح ملے کر لینے کا زیادہ خواہشمند تھا۔ ادھر شہزادہ روپرٹ کے پھر تیلے اور گریل سواروں نے اُن







کسانوں اور کاندراؤں کے چمکے پتھر رکھے تھے جنہوں نے اہل اور مرزا و باٹ  
چھوڑ کر سپاہیانہ زندگی کی نئی اختیار کی تھی۔ ۲۲۔ ہنری کو پاؤک برج اور ۲۳۔ راکسٹون کو ایچ ایل  
کے مقامات پر جو دارک شاہ میں واقع ہیں اگرچہ فریقین میں سے فتح کامل کا  
پاؤک برج اور لیچ ہل کے | سہاگ کسی کے سر بھی نہ رہا لیکن یقینیت مجموعی شاہی افواج  
معر کے ۱۶۷۱ء۔ | غالب رہیں اور ایکس سپاہیوں کا پارس پر اباس کا تعاقب  
کرتا۔ ہانا انک ۱۲۔ نومبر کو اس نے برمنگھم میں ہینچ کر لندن کو خطرے

میں ڈال دیا۔ اگرچہ پائے تخت پر اس کا قبضہ ہو جاتا اور اسکی ساری دولت اسکے  
ہاتھ آجاتی تو شاید جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہوتا لیکن اہل شہر کی قواعد و اسلحہ جماعتیں  
ویلر نے طور پر برے جائے ہونے حملہ آوروں کے مقابلے کے لیے ٹرم کریں تک۔  
آپرچس اور شاہی فوج کو سپاہ ہونا پڑا۔

چارلس نے اب اپنا مسقر اکسفورڈ میں قائم کر لیا اور جنوبی و مغربی اضلاع میں بتدریج  
شاہ پسندوں کا عمل دخل ہو گیا۔ اب طول و عرض ملک میں برطوت بازار قتال و جمل  
گرم تھا۔ شمال میں شاہی افواج نے پارلیمنٹ کے سر لشکر فیکس کا قافیہ تنگ  
کر رکھا تھا۔ مغرب میں اہل کارنوال جو بڑے پر جوش اور سرگرم شاہ پسند تھے  
شاہ پسندوں کی کامیابی | جرنیل ویلر کو شکستوں پر شکستیں دے رہے تھے۔ ادھر  
شہزادہ روڈرٹ اکسفورڈ شاہی ایکس سے جنگ کر رہا تھا پارلیمنٹ  
۱۶۴۴ء۔

کی کونسل کو براہی ہی امید لگی ہوئی تھی کہ فریق ثانی سے مسلح  
ہو جائے گی صرف ہم اور ہیپیڈن اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ فتح جنگ  
ہی سے اس آویزش کا خاتمہ ہو سکتا ہے لیکن ان دونوں جوانمردوں کا رشتہ حیات  
بہت جلد منقطع ہو جانے والا تھا۔ ۱۸۔ جون ۱۶۴۴ء کو ویلر کے مقابل میں مغرب کی  
طرف بڑھتے ہوئے ہیپیڈن کو جسکی ماتحتی میں سواروں کا ایک مختصر سادہ تھا کو شکست  
شاہ میں جا آئے کے | مقام پر شکست دی اور ہیپیڈن کا رسی زخم کھا کر میلن جنگ  
سے اس حالت میں نکلا کہ سر جھکا ہوا تھا اور ہاتھ گھوڑے کی گردن میں جاملے تھے چھ  
دن تک مقام پنجم میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا اور کونسل کے لیے  
اپنی تجاویز پر وقلم کرنے کی کوشش میں مصروف رہ کر اس نے دم توڑ دیا۔ مرتے وقت

اُس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ بار خدا یا میرے ملک کو بچاؤ آئندہ دو مہینے کے عرصے میں سیکھے بعد دیگرے متعہ دشمنوں پر شاہی افواج کا قبضہ ہو گیا۔ بالآخر آکسینڈر بسٹل ڈار جیٹر اور لگئی اور شہر نہ ہو گئے اور گلاسٹر کا شہر وند سے محاصرہ کر لیا گیا۔ پارلیمنٹ اس وقت بڑے خطرے میں تھی اس لئے کہ اہل لندن کی بے اطمینانی اور بے چینی صورت حالات کو دیکھ دیکھ کر بڑھتی جاتی تھی۔ لیکن ظلمت شب کے بعد سفیدہ سمرخودار ہونے کے قریب تھا۔ بڑی کوششوں سے ایسکس کی قیادت میں ایک نئی فوج فراہم کی گئی جس سے اُس نے محاصرہ گلاسٹر کی بساط الٹ دی یہاں سے پلٹ کر ۳۰ ستمبر ۱۶۴۳ء کو اُس کا مقابلہ شاہی افواج سے برٹائر میں بمقام نیو بری ہوا جہاں مارڈن فاکلینڈ زخموں سے چور ہو کر گرا اور صلح اُصلح ۱۱

پارلیمنٹ کی کامیابیاں  
فاکلینڈ کی موت  
۳۰ ستمبر ۱۶۴۳ء

کہتا ہوا عالم جاودانی کو سدھا گیا۔

اس اثنا میں یم نے سر مہرزی دین کو ملک مانگنے کے لئے اسکا ٹلینڈ بھیجا تھا اس امداد طلبی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بتاریخ ۲۵ ستمبر باقرار صالح ایک عہد نامہ مرتب ہوا جس میں اہل اسکا ٹلینڈ نے وعدہ کیا کہ اس شرط پر کہ پرسبیٹرن مذہب کی حفاظت کی جائے گی ہم پارلیمنٹ کی طرف سے ہو کر لڑیں گے۔ اس عہد نامہ پر دستخط ہوئے ہی تھے کہ یم جیسے فکروں نے گھلا دیا تھا ہر دسمبر کو انتقال کر گیا۔ لیکن اُس کی قائم مقامی کے لئے اہل اسکا ٹلینڈ کے ساتھ ایک اور سربراہ و شخص آئیور کرامویل پہلے ہی سے تیار تھا۔ قرار داد ۲۵ ستمبر ۱۶۴۳ء

دھن کا پکا اور بڑا پرجوش واقع ہوا تھا اور ایک مدت سے اپنے ملک کے مشکلات و مصائب کو دیکھ دیکھ کر گڑھ رہا تھا۔ ۱۶۴۵ء میں جب وہ محض حقوق کا نفاذ عمل میں آیا تو وہ دارالعوام میں مبعوث کی حیثیت سے شریک تھا۔ ۱۶۴۴ء میں اُس نے عدالت ایوان کو اکپ کے آئیور کرامویل۔

سفاکانہ مظالم کے خلاف ایک تقریر کی تھی اور جب جنگ شروع ہوئی تو اُس نے پارلیمنٹ کی فوج میں شرکت کی غرض سے ایک دستہ فوج فوراً فراہم کرنا شروع کر دیا۔ ابتدا سے جنگ ہی میں اُس نے دیکھ لیا تھا کہ پارلیمنٹ

کے جھنڈے تلے جو اراذل و افسار آجمع ہوئے تھے وہ ہرگز اس قابل نہ تھے کہ اولو العزم شہسواروں کا مقابلہ کر سکیں اور اسی خیال سے اُس نے جو دستہ فوج مرتب کیا اُس میں شرفا اور صاحب جائیداد اشخاص شریک کیے جو لوٹ مار کے لیے نہیں بلکہ آزادی اور مذہب کی خاطر جنگ کرتے تھے۔ اس وضع کی جماعت میں شخص کے مذہبی معتقات کا مختلف ہونا لازمی تھا۔ لیکن کراویل کو کسی کے عقیدے سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اُس کے نزدیک سپاہی کا ”پرسبیٹیرین“ کراویل کے فولاد پہلو۔

یابلسٹ ”اصطباغی“ یا ”ایڈمنڈنٹ“ دآراذخیل ہونا ایک تھا بشرطیکہ خدا کا عشق اُس کے دل میں ہو اور پارلیمنٹ کے لیے جان لڑا دینے پر وہ تیار ہوا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیم کی وفات سے بہت پہلے کراویل کا دستہ فوج جو ”فولاد پہلو“ کہلانے لگا تھا روپرٹ کے رسالے کی طرح مشہور ہو گیا اور جدھر یہ جڑا جمعیت جاتی تھی فتح اُن کے قدم بہ قدم رہتی تھی۔ پہلی بڑی جنگی کامیابی جو پارلیمنٹ کو حاصل ہوئی اسی فوج کی بدولت حاصل ہوئی۔ جس کی کیفیت جنگ مارشٹن مورم۔ یہ ہے کہ پیم کی وفات کے سات ہیپنے بعد۔ جولائی ۱۶۴۸ء۔ کواکٹلینڈ والوں اور سرگھٹوں کی متفقہ جمعیت نے جرنیل جولائی ۱۶۴۸ء۔ فینیکس کی سرداری میں مارشٹن مورم کے میدان پر شاہی افواج کو ہزیمت دی۔

کراویل کا اثر اب بہت بڑھ گیا تھا اور اُسے یہ بات صاف نظر آ رہی تھی کہ جنگ پارلیمنٹ کی فوج کے افسر زیادہ ثابت قدم اور مستقل مزاج نہ ہوں گے جنگ کبھی ختم نہ ہوگی۔ چنانچہ کونسل کے سامنے اُس نے تجویز پیش کی کہ فوجی انتظام از سر نو مرتب ہونا چاہیے اور اراکین پارلیمنٹ کے بجائے جو سر لشکر ہیں فوج کی سرداری پر فوجی افسر مقرر ہونے چاہئیں۔ یہ تجویز منظور کر لی گئی اور ایک ضابطہ کی رو سے جسے قانون ایثار ۱۶۴۹ء۔ ”قانون ایثار“ کا نام دیا گیا پارلیمنٹ کے اراکین اپنی اپنی سرداری سے دست کش ہو گئے فوج کی ترتیب از سر نو عمل میں آئی۔

سرٹانس فینیکس اس کا سپہ سالار مقرر ہوا اور اُس کی خاص استدعا پر کراویل کو ایک قلیل عرصے کے لیے لفٹننٹ جرنیل کے عہدے پر بدستور مامور رہنے دیا گیا اس قلیل

عرسے میں جو کام انجام دینا مقصود تھا اتمام کو پہنچ گیا۔ عسکر نمونہ جدید نے کہ فوج اب اسی جنگ تیسری ۱۷۴۵ء۔ جون ۱۷۴۵ء۔ نام سے پکاری جاتی تھی ۱۸۔ جون ۱۷۴۵ء کو نیسی کے مقام پر جونا تھپسٹن شائر میں واقع ہے شاہی افواج سے مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی۔ چارلس سیدان جنگ سے فرار ہو کر یلز چلا گیا اور بعد میں اسکا ٹیلنڈ کی فوج سے نیوارک میں جا ملا۔ اور رفتہ رفتہ تمام قلعہ بند فوجوں کو پارلیمنٹ کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اب کوئسل بادشاہ کو پھر اپنا سر تاج تسلیم کر لینے کے لیے آمادہ ہو گئی بشرطیکہ وہ ارکان کوئسل کو بیس سال کے لیے فوج پر مکمل اختیار دے دے اور متفقین کو مذہبی آزادی بھی عطا کرے لیکن چارلس ابھی تک اس بات پر تڑپا ہوا تھا کہ ایک فریق کو دوسرے فریق سے اڑا دے تاکہ دونوں کی باہمی مخالفت سے اس کی خود مختاری کا سامان پیدا ہو جائے آخر اسکا ٹیلنڈ والوں نے اس کی ریشہ دو اینٹوں اور منصوبہ بازیوں سے اکٹا کر متعارف جنگ کی بابت چارلکھ پاؤنڈ لینے منظور کر کے بادشاہ کو بتایا۔ ۳۰۔ جنوری ۱۷۴۶ء پارلیمنٹ کے حوالے کر دیا۔

چارلس کے فروکش ہونے کا انتظام ہو بھی پاؤس میں کیا گیا جونا تھپسٹن شائر میں واقع ہے اور اس کے ساتھ بڑے ادب و احترام کا برتاؤ کیا گیا۔ اسے جلد ہی پھر بادشاہ ہونے کی امید بھی بندھ چلی تھی اس لیے کہ پارلیمنٹ اور فوج کا آپس میں جھگڑا ہو چلا تھا۔ بات یہ تھی کہ جنگ چونکہ ختم ہو چکی تھی اس لیے پارلیمنٹ فوج کو تنخواہ کی بادشاہ قید میں ۱۷۴۶ء۔ بابت صرف چھٹا حصہ دے کر رخصت کر دینا چاہتی تھی۔ لیکن فوج ایسے اشخاص سے مرکب تھی جنہوں نے اپنے مذہب اور آزادی کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں۔ وہ بھلا اپنی حق تلفی کیونکر گوارا کر سکتے تھے۔ انھوں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک ہم سے یہ وعدہ نہ کیا جائے گا کہ ہم اپنی پسند کا طریقہ عبادت اختیار کرنے میں آزاد ہیں اور جب تک ہماری بقایا ادا نہ کی جائے گی اور بیواؤں اور یتیموں کے گزارے کا انتظام نہ کیا جائے گا ہم ہرگز رخصت نہ ہوں گے۔ دراصل وہ خوب جانتے تھے کہ قوت کا پلہ انھیں کی طرف جھکا ہوا ہے اور کسی کو ان کے گے مجال چون چرا نہیں۔ غرض ایک دن (۲۳۔ جون ۱۷۴۶ء کو) جبکہ پارلیمنٹ کے ساتھ ان کا

جھگڑا چل رہا تھا کارنٹ جاس کی کمان میں سواروں کا ایک دستہ مہوبی ہاؤس پہنچا بادشاہ کو فوج گنتا رہتی تھی اور بادشاہ کو پکڑ کر سیمپٹن کو روٹ لے گیا تاکہ سارے اختیارات کی باگ فوج ہی کے ہاتھ میں رہے۔ اسی درمیان میں شہر کے انفار و اجلاف کے ایک انبوه نے پارلیمنٹ پر دھاوا کر دیا اور سخت ہنگاموں کے وقوع کا احتمال پیدا ہو گیا۔ اس نازک حالت میں فوج کے ایک حصے نے کراویل اور فیفیکس کی سرکردگی میں لندن کی طرف کوچ کیا اور بادشاہ کے ساتھ اپنے طور پر شرائط طے کرنے کا مصمم عزم کر لیا۔

لیکن وہی پرانی داستان اب پھر دہرائی جانے لگی۔ بہانہ باز چارلس بظاہر تو کراویل اور فیفیکس کے ساتھ سمجھوتہ کرنے لگا لیکن درپردہ برابر آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ والوں سے ساز و باز کرتا رہا اور اس شرط پر کہ وہ اس کی حمایت میں تیغ بکھٹ اٹھ کھڑے ہوں دونوں کی متہانگی خواہشوں کے بر لانے کے وعدے کرتا رہا۔

چارلس اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ ۱۲۔ نومبر کو وہ فراہ ہو کر جزیرہ وائٹ میں جا پہنچا جہاں وہ پھر والوں کے ساتھ ساتھ باز قلعے کا سپردگ میں بند کر دیا گیا۔ لیکن اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں میں وہ اس حد تک ضرور کامیاب ہوا تھا کہ اسکاٹ لینڈ والوں کو قواس نے انگلستان پر فوج کشی کرنے پر راضی کر لیا اور ویلز کی

اور ایگس میں شاہ پسند جماعت سے ایک بغاوت برپا کرادی۔

اب دوسری مرتبہ ملک میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور یہی بادشاہ کی تباہی و بربادی کا باعث ثابت ہوئی۔ فیفیکس نے کینٹ اور ایسکس کی شورش دہادی کراویل نے ویلز کا ہنگامہ فر کر دیا اور اس کے بعد اسکاٹ لینڈ والوں کو پرش کے میدان میں تباہی ۱۷۔ اگست ۱۶۴۸ء شکست دی۔ سپاہی میدان جنگ سے جی میں یہ بات ٹھان کر واپس آئے کہ ایسے بادشاہ کا کام ہی تمام کر دینا چاہیے جو انھیں جھوٹے وعدے دے دو سری خانہ جنگی ۱۶۴۹ء طالتا اور فریب دیتا ہوا درپردہ جنگ کی آگ بھڑکتا ہو۔

انھیں اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ جب تک چارلس کے دم میں رہے گا ملک میں امن و امان ہرگز قائم نہ ہونے پائے گا۔ ارکان عدالت کو بادشاہ پر مقدمہ چلانے سے ضرور انکار تھا اور پارلیمنٹ بھی کوئی ایسی عدالت قائم کرنے پر

رضامند نہ تھی جو بادشاہ سے مواخذہ کرے۔ لیکن فوج کو جو اس وقت مختار جزوکل تھی ان باتوں کی مطلق پروا نہ تھی چنانچہ ایک دن صبح سویرے ہی کرائیل پرائڈ سپاہیوں کی ایک پلٹن لٹے ہوئے پارلیمنٹ کے دروازے پر اکھڑا ہوا اور سر ہنری دین کی طرح جن معوضین نے حضور پر اٹھا۔  
۱۵۔ دسمبر ۱۷۴۵ء۔  
اسے انکار کیا ان سب کو جبراً ایوان پارلیمنٹ سے نکال دیا۔

اس واقعے کو ”خروج پرائڈ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب یہ جبریہ کارروائی ختم ہو چکی تو صرف تیرہ مین معوضین باقی رہ گئے جنہوں نے ایک سو پینتیس اشخاص کی ایک عدالت مقرر کی۔ بریڈ شا جو اس زمانے کا ایک مشہور قانون دان تھا عدالت کا میر مجلس بنایا گیا اور کرا مول بھی اپنے داماد آرٹرن کے ساتھ اس میں شریک ہوا۔ لیکن جب مشہور جرنیل فرینکس کا نام پکارا گیا تو اس کی بولی بلی نے باواز بلند کہا کہ ”تو دیہاں موجود نہیں ہے اور کبھی آئے گا بھی نہیں۔“ آپ لوگ ناحق اس کا نام پکار رہے ہیں۔“

اس عدالت کے سامنے جکے اجلاس میں صرف تیرہ میٹھ رکن شریک ہوئے بادشاہ ۲۰۔ جنوری ۱۷۴۵ء کو طلب کیا گیا اور ظالم عذار اور قاتل ہونے کے الزامات اس پر قائم کیے گئے عدالت کی کارروائی کیا تھی قانون کا اچھا خاصہ مضحکہ تھا۔ بادشاہ صفائی کیا پیش کرتا۔ اس نے اپنی برائت میں ایک لفظ تک زبان سے نہ نکالا اور عدالت نے اس کے حق میں نہ رائے موت تجویز کی۔ نو دن بعد اس نے اپنے بادشاہ بعد تحقیقات دو سب سے چھوٹے بچوں ہنری اور الزبتھ سے کبھی دونوں قتل کیا جاتا ہے۔ انگلستان میں موجود تھے آخری حسرت بھری ملاقات کی اور ہنری ۲۰۔ جنوری ۱۷۴۵ء سے کہا کہ بیٹا جب تک تمہارے بڑے بھائی چارلس اور جیمز زندہ

ہمیں کبھی تخت نشینی پر رضامند نہ ہونا۔ بہادر لڑکے نے جواب دیا کہ باوا جان اطمینان رکھیے میرے جسم کی بوٹیاں بھی کوئی فوج ڈالے گا لو میں آپ کے حکم سے سرتابی نہ کروں گا اس کے بعد چارلس پوری دل جیسی اور وقار و تمکنت سے سوئی پر جو قصہ و معاشے کے ایک دریچے کے باہر نصب تھی کسی قسم کا اضطراب ظاہر کیے بغیر چڑھ گیا اور اس کا سرفلم کر دیا گیا۔ اس واقعے کی تاریخ ۳۰ جون ۱۷۴۵ء ہے۔

## اٹھارھواں باب

انگلستان میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کی کوشش

### حکومت جمہوری

۱۶۴۹ء تا ۱۶۶۰ء

بادشاہ پیوند زمین ہو چکا تھا اور ملک میں اگر حکومت کا کوئی نظام باقی تھا تو اس کے شیرازہ بندگنتی کے وہ چنداں خاص رہ گئے تھے جن کی ذات سے پارلیمنٹ ابھی تک قائم تھی اور جن کی تعداد کسی طرح اسی سے زیادہ نہ تھی۔ انھوں نے حکومت جمہوری کا اعلان کرنے دارالامرا کو توڑ کر اعلان کر دیا کہ حکومت کے لئے بادشاہ کا وجود غیر ضروری ہے۔ اس کے بعد نظم و نسق ملک کیلئے انھوں نے ایک مجلس انتظامی کا انتخاب کیا جس کے ارکان کی تعداد چالیس تھی اور نظم و کے طول و عرض میں مشتمل کر دیا کہ آج سے انگلستان کی طرز حکومت جمہوری ہے یعنی یہ ایک آزاد سلطنت ہے اسے اس خواستہ حکومت پر جو ایک بادشاہ کے خون سے پیدا ہوئی تھی اور پھر بھی ملک کی یہی خواہی پر آمادہ تھی ہمیں اسی کے نقطہ نظر سے تبصرہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ فیئر فیکس اور وین یہ دیکھ کر کہ چارلس کے قتل کے سمیت ناک سامنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اب بے سود محض ہے پھر اس میں آٹے خشونت طبعی اور حرارت غم بھی

کا وہ زندہ مجسمہ کرا میویل بھی جو اپنے تمام افعال و اعمال میں عہد عتیق کے سخت احکام کا متبع تھا رکن مجلس تھا۔ دوسرے سربراہ اور دہارالین میں بریڈشا اور کرا میویل کے داماد آرٹن کا نام لیا جاسکتا ہے۔ بریڈشا کی نیک نیتی میں کلام نہیں اس نے اپنے بادشاہ کے حق میں سزائے موت اس لئے تجویز کی تھی کہ اسے ڈر تھا کہ بادشاہ ملک کو تباہ و برباد کر دے گا۔ آرٹن بھی ایک دلیر اور راست باز سپاہی تھا۔ ان کے علاوہ مجلس میں جمہوریت کے اور بھی کئی بے لاگ اور کھرے



طرفدار مثلاً مارٹن اسکٹ لڈو اور ٹینسن شریک تھے۔ ان لوگوں کو جو کام انجام دینا تھا وہ بڑا اٹھن تھا۔ سارا یورپ ان کی طرف سے دیکھنا ہو رہا تھا۔ ہیک میں جہاں بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا چارلس اسٹوارٹ علامتیہ چارلس ثانی شاہ انگلستان تسلیم کیا جاتا تھا ان کا ایک سفیر ون ڈارٹس مارا جا چکا تھا۔ اور ان کا پہلا اجلاس بھی ابھی منعقد نہ ہونے پایا تھا کہ حکومت جمہوری کی مشکلات ان کا ایک اور بڑی مینڈر ڈپائے تخت ہسپانیہ میں تل کر دیا گیا۔ خود اہل انگلستان بھی گرانبار محمولات جنگ کی وجہ سے بدول ہو رہے تھے اور ملک بھر میں قزاقوں اور برطرف شدہ شاہ پسند لشکریوں نے اپنے دستبرد سے ایک اوجھم مچا رکھا تھا۔ اس عام بے امنی میں ایک کتاب نے جس کا نام ”شبہ نسروسی“ تھا۔ اور بھی اضا کر دیا۔ یہ کتاب حقیقت میں نواک شخص ڈاکٹر کا ڈن کی تصنیف تھی لیکن عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ شاہ چارلس نے اسے اپنے فائدہ اسی میں تصنیف کیا۔ اس میں شاہ مقتول کے زہد واقعا اور مصائب و نواک کا ذکر ایسے دردناک پیرائے میں کیا گیا تھا کہ پڑھنے والوں کا دل بے اختیار کھیرا تھا اور اکثر لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ راہ حق میں شہید ہوا ہے اور گمنام کھلا اس تمنا کا اظہار کرتے تھے کہ کاش فائدہ جنگی سے پیشتر کا اچھا زمانہ پھر کروٹ لیتا۔ ایک اور افتاد بیٹھے بٹھائے یہ آپڑی کہ اہل اسکاتلینڈ نے ۱۲ فروری ۱۶۴۹ء کو اعلان کر دیا کہ چارلس دوم ہمارا بادشاہ ہے۔ او صر آئرلینڈ میں امیر کبیر فرمٹنے کی تہم لکھ اسکاتلینڈ اور آئرلینڈ کی اور شاہ پسندوں بلکہ صوبہ الشٹر کے پرائیڈوں تک کو جو ان ہزاروں کی حمایت میں متحد کر دیا اور اسے دعوت دی کہ آئے اور تلوار کے زور سے تخت و تاج پر جو اسکی آبائی میراث ہے قابض ہو جائے۔

شہزادہ روپرٹ آبنائے اسکے علاوہ خیزادہ روپرٹ نے گیارہ جنگی جہاز جو شاہی حکومت کے طرفدار تھے ہالینڈ کی بندرگاہوں میں بحفاظت تمام کبھی مناسب موقع کے لیے رکھ چھوڑے تھے اور اب وہ انہیں لیے ہوئے انگریزی سفائن تجارت پر حملہ کرنے کی غرض سے آبنائے انگلستان میں نمودار ہوا۔ ان تمام مشکلات کو مد نظر رکھ کر حکومت جمہوری کے قلیل التعداد ارباب مل و عقد

پارلیمنٹ کو توڑتے ہوئے ڈرتے تھے کہ اگر بعد انتخابات کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی پسند کی حکومت قائم کرنے کا موقع دیا گیا تو نہ معلوم کیسی نئی الجھنیں پیدا ہو جائیں۔ بخلاف اس کے پارلیمنٹ کی اس چھوٹی سی ٹکڑی نے فیصلہ کر لیا کہ حالت موجودہ یہی قائم رکھی جائے سب سے بڑی مشکل جو اس وقت انھیں درپیش تھی آئرلینڈ والوں کی شورش تھی اس لیے سب سے پہلا کام ان لوگوں نے یہ کیا کہ کراویل کو بارہ ہزار فوج دیکر آئرلینڈ کی مہم پر روانہ کر دیا۔ لیکن اس میں بھی انھیں ایک وقت پیش آئے بغیر نہ رہی یعنی فوج کے سپاہیوں نے بلوہ کر دیا اور انھیں اس وقت آگے بڑھنے پر رضامند ہوئے جب انھیں معلوم ہوا کہ ان کا سپہ سالار کراویل ہے۔

کراویل ۱۵ اگست ۱۷۹۷ء کو ساحل آئرلینڈ پر لنگر انداز ہوا جبکہ صرف ڈبلن میں پارلیمنٹ کی حکومت باقی رہ گئی تھی۔ اسکے آئندہ ہی نقشہ بدل گیا اور تین مہینے میں سارے ملک پر اس کا تسلط پایہ گیا۔ لیکن آئرلینڈ کی تسخیر میں اس نے سخت تشدد سے کام لیا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ اسے اپنا کام سیرت تمام انجام دینا چاہیے تاخیر سے بنے بنائے کراویل آئرلینڈ میں ۱۷۹۷ء کے قتل عام (دیکھو صفحہ ۸۸) کا خدائی انتقام تھا کہ وہ ۱۷۹۷ء کے قتل عام (دیکھو صفحہ ۸۸) کا خدائی انتقام

لے رہا ہے غرض محاصرہ ڈراگ بیڈ میں جس سے جنگ کی ابتدا ہوئی اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ کسی مسلح شخص کو جیتا نہ چھوڑیں۔ پناہیہ ۱۱۔ ستمبر کی شب کو جب وہ فصیل میں محکوم کر کے شہر میں داخل ہوئے تو پورے دو ہزار باشندے نہ تیغ کیے گئے۔ سینٹ پوٹر کے گرجا کو جس میں بہت سے لوگوں نے پناہ لی تھی آگ لگا دی گئی اور جنھوں نے ہتھیار ڈال دیئے ان کے ساتھ بھی یہ سلوک کیا گیا کہ ہر دس آدمیوں میں سے ایک کو تو گولی سے اڑا دیا اور باقی غلام بنا کر باربیڈ وز بھیج دیئے گئے۔

ڈراگ بیڈ اور کسفرڈ کے ۱۱۔ اکتوبر کو کسفرڈ کے قلعہ کے موقع پر بھی ایسا ہی قتل عام وقوع میں آیا اگرچہ اس کا حکم کراویل نے نہ دیا تھا۔ اس کے محاصرے ۱۷۹۹ء۔

بعد نقصان جان کم ہوا کیونکہ باقی شہروں نے خائف و ہراساں ہو کر خود بخود ہتھیار ڈال دیئے لیکن پھر بھی یہ دونوں سفاکانہ خونریزیاں ایسی ہیں جن سے کراویل کی یاد ہمیشہ واعذار رہے گی۔

کراچی میں نو مہینے تک رہ کر نظام سیاست قائم کرنا اور اس عرصے میں مجلس انتظامی انگلستان میں مکمل رہی۔ سریندری دن امارت بحری کا صدر مقرر ہوا اور اس کی مددگاری کی خدمت مشہور امیر البحر ملک کو دی گئی جس نے تھوڑے ہی عرصے بعد ایسی شاندار فتوحات حاصل کیں کہ بحری جنگ کی تاریخ میں اس کا نام آب زر سے لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ مشہور شاعر ملتان مجلس کا لاطینی کاتب مقرر ہوا۔ اس لیے کہ وہ لاطینی زبان میں خط و کتابت کر سکتا تھا۔ مجلس صدیقین بریڈ شاتھا۔

مجلس کو اب ایک اور مشکل کا سامنا ہوا یعنی ۱۲۔ جون ۱۷۵۵ء کو چارلس کے اسکاٹ لینڈ میں لنگر انداز ہونے کی خبر آئی۔ اگرچہ جماعت متعادلین نے شاہ پسند امیر بانٹرو کو سولی پر لٹکا دیا تھا لیکن جب چارلس ثانی نے باقرار صالح عہد کیا کہ میں معاہدے کو برقرار رکھوں گا اور پرسیٹیوین مذہب کی حمایت کروں گا تو وہ اس کے لیے لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ چارلس ثانی کا درود اسکاٹ لینڈ میں ۱۲ جون ۱۷۵۵ء

اسکاٹ لینڈ کی فوج لے کر چارلس ایک دفعہ انگلستان میں گھس آیا تو ان کی نہیں۔ اس لیے انھوں نے چارلس پر اسکاٹ لینڈ ہی میں حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن جب انھوں نے فوج کی سپہ سالاری پر فیرکس کو مقرر کرنا چاہا تو اس نے اس بنا پر اس خدمت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ جب تک اہل اسکاٹ لینڈ انگلستان پر خود حملہ آور نہ ہوں مجلس کو معاہدے کے خلاف ان پر چڑھائی کرنے کا کوئی حق نہیں۔

اس پر سپہ سالاری کے فرائض انجام دینے کے لیے کراچی کو اسکاٹ لینڈ سے واپس بلا لیا گیا لندن میں اس کا خیر مقدم بڑے اعزاز و اکرام سے ہوا اور اس کے بعد سولہ ہزار فوج لے کر اس نے شمال کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ سرحد کے پار ہوا تو اسکاٹ لینڈ کے جنوبی علاقے کی تمام آبادی جس نے اسکاٹ لینڈ میں اس کی سختی کا حال شاتھا خائف ہو کر کراچی اسکاٹ لینڈ میں شمال کی جانب فرار ہو گئی اور سارا علاقہ ایک سنسان ویرانہ رہ گیا۔ فراریوں کو جب کراچی کے سپاہیوں کی نیک سلوکی کی کیفیت

بعد میں معلوم ہوئی تو ان میں سے اکثر اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ پھر بھی مدد بہت ہی کمیاب تھی اور اینڈرنگ پینچتے پینچتے خوراک کی قلت کا

یہ عالم ہو گیا کہ کراہیل کو مجبوراً ساحلی علاقے کے ایک شہر ڈنبا کی طرف پسپا ہونا پڑا تاکہ سمندر  
 کی راہ سے آؤ تو قہم پہنچا سکے۔ یہاں اسکاٹ لینڈ کی فوج کے سردار ڈیوڈ لسل نے اپنے سپاہیوں  
 کی صف بندی انگریزی فوج کے خوب کی سمت میں لیو مو کی پہاڑیوں پر کر رکھی تھی جس سے  
 بروک اور انگلستان کے ساتھ انگریزی فوج کا تعلق منقطع ہو گیا۔ کراہیل کی حالت اسوقت  
 بڑی نازک تھی۔ اُس کی فوج بیماری اور فاقہ کشی سے سقیم الحال ہو رہی تھی۔ اور جب تک  
 پہاڑیوں پر اسکاٹ لینڈ والوں کا قبضہ رہتا وہ ان پر حملہ نہ کر سکتا تھا۔ اُس کی خوبی تقدیر سے  
 متغایرین کو یہ توفیق نہ ملی کہ اپنی جگہ جمے رہیں۔ اور ایکس دن دوپہر ڈھلے اُس نے دیکھا  
 کہ لسل اپنی فوج کو لینڈی سے اتار کر ایک چھوٹی سی ندی کی طرف لا رہا ہے جس کے اُٹھا  
 ڈنبا ر جانے کا آسان رستہ تھا۔ عظیم کی اس نقل و حرکت کا مطلب وہ محاسبہ کیا کہ  
 لسل اس پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی وقت خود پہل کرنے کا قصد کر لیا۔ اپنی کامیابی  
 کا اُسے یہاں تک یقین تھا کہ اپنے ایک جریل لیبرٹ سے مخاطب ہو کر وہ بے اختیار  
 کہہ اٹھا کہ ”اب تو خدا نے انھیں میرے حوالے ہی کر دیا۔“ دوسرے دن یعنی ۳۱ دسمبر  
 ۱۶۹۰ء جنگ ڈنبار ۲۴ دسمبر ۱۶۹۰ء کو پو پھٹنے سے پہلے ہی اُس نے فوج کو دھاوے کا حکم دیا اور  
 اسکاٹ لینڈ والے ابھی اچھی طرح بیدار بھی نہ ہونے پاسے تھے کہ  
 ”پروردگار لاکھ پروردگار لاکھ“ کے فرے کے ساتھ انگریزی فوج اُن پر جا پڑی۔ ندی  
 کے کنارے چند منیٹ تک گھمسان کا دن پڑا لیکن اسکاٹ لینڈ والوں کے اوسان  
 خطا ہو گئے۔ اور طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اُن کی فوج میں بھگدڑ پڑ گئی۔ اور ایک گھنٹے  
 کے اندر اندر اُن کی جمیعت پریشان ہو گئی۔ کراہیل نے اپنی فوج کو پہلے ٹھہرا کر زبوں کا ایک  
 سو متہ چھوٹا ترانہ گایا اور اُس کے بعد فراریوں کا تعاقب کیا۔ تین ہزار مارے گئے  
 دس ہزار گرفتار ہوئے اور قریب قریب سارے سامان اور توپخانے پر فاتح فوج کا قبضہ  
 ہو گیا۔ ایڈمز کے دروازے اب کھل گئے اور کراہیل نے اُس پر قبضہ کر لیا۔  
 بائیں ہمد کراہیل کو اسکاٹ لینڈ میں اور ایک سال برسرِ خیم رہنا پڑا۔ شاہ پسند  
 فریق اور متعابدین نے ایک نئی فوج تیار کی اور یکم جنوری ۱۶۹۱ء کو مقام اسکون میں  
 چارلس ثانی کے سر پر تاج سلطنت رکھا لیا۔ آخر کراہیل نے خائف کو سر کر لیا اور اسکاٹ لینڈ  
 کے شمال کی طرف چارلس کا رستہ کاٹ دیا لیکن شاید عمداً انگلستان جانے کا رستہ

لکھا جھوٹا رکھا چارلس نے جو فرقہ بریسیٹین کے زہد خشک سے تنگ آ گیا تھا اب  
جی میں ٹھکان لیا کہ انگریزوں ہی میں چل کر قسمت آزمائی کرنی چاہیے۔ چنانچہ ڈیڑھ دن لڑا  
لڑا اس نے جنوب کا رخ کیا اور لنگا شائر کے بچوں بیچ ہوتا ہوا انگلستان کے مغربی علاقہ  
کی طرف بڑھا جو ہمیشہ سے وفادار چلا آتا تھا۔ آگے آگے وہ تھا اور پیچھے پیچھے  
کرامویل تھا لیکن جن انگریزوں کو اس کے ساتھ آملنے کا حوصلہ ہوا ان کی تعداد اس قدر  
کم تھی کہ جب کرامویل نے تعاقب کرتے کرتے اسے دارمہ میں الیا تو تیس ہزار کے  
مقابلے میں اس کے پاس صرف سولہ ہزار فوج تھی۔ ستمبر کو جو جنگ ڈنبار کی برسی کی  
جگہ دارمہ ستمبر ۱۶۵۰ء تاریخ تھی دارمہ کی مشہور و معروف جنگ وقوع میں آئی شاہ ہند  
کو شکست فاش ہوئی جرنیل سلی قید کر لیا گیا اور چارلس جیسے بلکہ  
خوار ہو گیا۔ بچارے کا قافیہ غنیم نے ایسا تنگ کیا کہ ایک دن صبح سے لیکر شام تک  
وہ باسکول کے جنگل کے اندر جو مائع شراب شائر میں واقع ہے شاہ بلوط کے ایک  
درخت کی شاخوں میں چھپا رہا۔ پارلیمنٹ کی فوج کے سپاہی جنھوں نے اس کی تلاش  
میں جنگل چھان مارا تھا اور اسی شاہ بلوط کے نیچے سے کئی مرتبہ گزرے اگر اسے  
دیکھ پاتے تو اس کا کام اسی وقت تمام ہو گیا ہوتا۔ ہمزہ پندیل پن جی والے اور اسکے  
چارلس تائی کا فادر ۱۶۵۱ء چار بجائیوں کا نام ہمیشہ تاریخ انگلستان میں یادگار رہے گا کہ  
انھیں نے چارلس کی اس اٹھے وقت میں دستگیری کر کے اسے  
چھپائے رکھا اور اس کی جان بچائی۔ غرض کئی خطروں میں سے گزرنا ہوا وہ برائین ہونچا  
جو اس زمانے میں ماہی گیروں کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اور وہاں سے ایک  
زغال بردار جہاز میں سوار ہو کر نارمنڈی چلا گیا۔

اس وقت سے غیر اقوام حکومت جمہوری کو بہ نگاہ احترام دیکھنے لگیں اور اسے  
انگلستان کی باقاعدہ حکومت تسلیم کرنے لگیں۔ امیر البریلیک کے ہاتھوں شہزادہ رابرٹ  
کو ایک بحری جنگ میں پہلے ہی ترک مل چکی تھی۔ اب وین نے عزم بالجبرم کر لیا کہ  
ولندیزیوں پر جنھوں نے چارلس کو امداد دی تھی حملہ کر کے ان کی قوت توڑ دی جائے  
اور ساتھ ہی انگریزی بیڑے میں اضافہ کیا جائے۔

تاریخ جہاز رانی اور جنگ ۱۶۵۱ء میں قانون جہاز رانی کے نام سے ایک ضابطہ  
۱۶۵۱ء - ۱۶۵۲ء

نہاں کیا گیا جس کی رو سے ملک غیر کے ال تجارت کا انگریزی جہازوں یا ان جہازوں کے علاوہ جو مال بردار کرنے والے ملک سے تعلق رکھتے ہوں کسی دوسرے جہاز میں انگلستان لایا جانا ممنوع قرار پایا چونکہ مالک غیر سے مال تجارت کے عمل و نقل کا کام زیادہ تر ولندیزی جہازوں ہی انجام دیتے تھے اس لیے اس قانون کا نتیجہ یہ ہوا کہ تجارت ان کے ہاتھ سے نکل کر انگریزی جہازوں کے قبضہ میں آگئی۔ اس بار سے یہ حکومت ہالینڈ کے ساتھ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ ولندیزی بیڑے کی جو اہم تجارتی کمپنی کی کمان میں تھا انگریزی بیڑے سے جس کا سفینہ سالارلیک تھا انہوں نے انگلستان میں سٹ بھیڑ ہو گئی۔ دونوں بیڑے آپس میں گتھ گتھ گئے اور ولندیزیوں نے شکست کھائی اب انگلستان اور ہالینڈ میں دو بھری آویزش شروع ہوئی جس کا سلسلہ دو سال تک قائم رہا۔ پہلے معرکے کے بعد جو ماہ نومبر ۱۷۵۵ء میں وقوع پذیر ہوا اور جس میں ٹراپ ولندیزیوں کو شکست فاش لے نے فتح پائی ولندیزی سفینہ سالار اپنے جہاز کے مسؤل براہیک جابوب باندہ کر آئیا۔ انہوں نے انگلستان میں گویا یہ دھم دیکھ کر نیکے لیے چکر لگاتا ہوا نظر آیا کہ انہوں نے سمندر میں ایسی جھاڑو بچھی ہے کہ انگریزی کو ٹرا کر ٹ نام کو کہیں نظر نہیں آتا۔ لیکن اُس نے یہ سختی وقت سے ذرا پہلے بگھاری تھی۔ اس لیے کہ کئی اور معرکوں کے بعد جن میں ولندیزیوں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے انہیں کامل شکست ہوئی اور ٹراپ مارا گیا اس وقت سے لے کر آج کے دن تک انگلستان کے تفوق کا پرچم سمندروں پر لہراتا رہا ہے اور موجودہ انگریزی بیڑوں کی بنیاد الزبتھ کے عہد میں پڑی تھی دین اور لیک ہی کے مساعی کے تصدق میں اس اوج کماں کو پہنچا ہے۔

ان واقعات کے بعد غیر اقوام نے حکومت جمہوری کا اوبامان لیا تھا لیکن خود انگلستان میں اس کے لیے پھر مشکلات کا آغاز ہونے لگا۔ جس یہ واقعہ فراموش نہ کرنا چاہیے کہ جن اسی اشخاص سے پارلیمنٹ مرکب تھی انہوں نے بادشاہ کے منہ کے بعد مملکت کے جماعت الامور میں کبھی قوم سے استعراج نہ کیا تھا اور اس اعتبار سے حکومت کے مقاصد ان پر حقیقی معنوں میں قوم کے مبعوثین کی تعریف صادق نہ آسکتی تھی۔ دیانت داری اور راستد بازی کے اوصاف میں ان میں

الٹریٹریٹس دین اور بریڈشا کے مد مقابل نہ تھے اور چونکہ ان کے اقتدارات کا مقابلہ کرتے والا کوئی نہ تھا اس لیے حق و انصاف کا آئے دن خون ہوتا رہتا تھا۔ پارلیمنٹ کے یہ اراکین اپنے یاروں و دوستوں کو سرکاری خدمتیں دیتے تھے اور ان پر جنھیں مذہب میں ان سے اختلاف ہوتا تھا اور شاہ پسندوں پر جنھیں ان کی مٹھی گرم کرنی نہ آتی تھی زیادتی کرتے تھے اور بعض اوقات اپنے مطلب کے لیے قوانین مملکت کو سس کر ڈالتے تھے جب کراسویل وارسٹر سے واپس آیا تو اس نے حکومت اراکین کا ایک نئی پارلیمنٹ کی حالت بہت کچھ بتریا کر ان خرابیوں کا انساؤ کرنا چاہا اس وقت کے انتخاب کی اجازت دینے وہ ایک ایسی فوج کا سپہ سالار تھا جو اس پر جان قربان کرنے کے لیے حاضر تھی اس قوت کے بل پر اس نے اراکین سے کہہ دیا کہ انھیں موجودہ پارلیمنٹ کو توڑ کر اس کے بجائے

ایک باقاعدہ پارلیمنٹ کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ لیکن دین جیسے شخص کو بھی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے ڈر لگتا تھا کہ ہمیں ایسا نہ ہو فوج کا پلہ بھاری ہو جائے اور حکومت جمہوری کا نظام دہم و برہم ہو جائے۔ بہر حال اراکین نے ایک مسودہ قانون مرتب کیا جس کا مقہوم محض اس قدر تھا کہ وہ دوسرے اراکین منتخب کر لیں جو ان کے ساتھ ٹریک اجلاس ہو کر اس پر کراسویل نے یہ اعتراض کیا کہ قوم کی رائے کو ایسے انتخاب میں کوئی دخل نہیں حالانکہ ضابطہ کا تقاضا یہی ہے کہ انتخاب اراکین قوم کی رائے سے عمل میں آئے غرض فوج کے افسروں اور بعض اراکین میں باہمی گفت و شنید بھی ہوئی کہ کسی طرح اس اختلاف کا تصفیہ بطریق مشا ورت ہو جائے۔

ایک دن (۲۵ اپریل ۱۷۵۲ء کو) جبکہ معاہدے ہال میں ایسا ہی ایک جلسہ ہو رہا تھا کراسویل کو معلوم ہوا کہ باقی اراکین اپنا مسودہ قانون ایوان پارلیمنٹ میں منظور کر رہے ہیں۔ کراسویل کسی کام میں دیروزیگ کو راہ نہ دیتا تھا اس نے اسی وقت سپاہیوں کی ایک مسلح پلٹن کے ساتھ پارلیمنٹ کی راہ لی اور اسے باہر چھوڑ کر خود اندر گیا اور جو بحث مسودہ قانون پر ہو رہی تھی کان لگا کر سنتا رہا۔ جب یہ سوال پیش ہوا کہ آیا اس مسودے کو یہ مشکل قانون منظور ہو کر نافذ ہو جانا چاہیئے تو کراسویل نے اٹھ کر فرش پر ٹھلنا شروع کیا اور حضار مجلس سے مخاطب ہو کر پہلے تو ان کی تحسین کا روایتوں کے لحاظ سے سراہا اور پھر

کرامویل اراکین کو یون پارلیمنٹ سے باہر نکال دیتا ہے۔  
۳۰ اپریل ۱۶۵۲ء

ان پر بے انصافی اور خود غرضی کا الزام لگا کر کہا کہ میں یہ سارا قسم ہے ہاں کہہ دیتا ہوں۔ آپ لوگ اب یہاں اجلاس کرنے کے اہل نہیں رہے۔ آپ کو پارلیمنٹ کا رکن کون کہتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے سپاہیوں کو اندر بلایا اور انھیں حکم دیا کہ سب

کو نکال باہر کریں۔ میں مجلس کا عصارہ بطور علامت اقتدار منبر پر رکھا رہتا ہے۔ کرامویل نے یہ عصارہ اٹھا لیا اور کرکاک کر بولا کہ اسے بھی لے جاؤ۔ ہم اس کھلوے کو یہاں رکھ کر کیا کریں گے۔ اراکین پارلیمنٹ اس ناگہانی افراج سے ایسے حواس باختہ ہوئے کہ کسی کے منہ سے بات تک نہ نکل سکی۔ البتہ ایک سرمنبری دین ایسا تھا جس کے اوسان خطا نہ ہونے پائے اور اس نے کرامویل کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہاری یہ کارروائی سرسراہٹیں بلکہ اخلاق و انصاف کے بھی خلاف ہے۔ لیکن کرامویل نے ایک نہنسی سب کو باہر نکال دیا اور پارلیمنٹ کے دروازے کو مقفل کر کے عجیب جیب میں ڈال لی۔ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پسند جماعت کے کسی دل چلے نے یہ نظریانہ اشتہار دروازے پر چکا دیا کہ یہ مکان کراٹ پر دے جانے کے لیے خالی ہے لیکن اب بے ساز و سامان ہے۔

اس طور پر ایک عرصہ کی پارلیمنٹ جو باہر نکالنے سے قائم تھی مذاق دار سے جبراً اتحادی گئی لیکن چونکہ انہوں نے قانون اس کی بطنی خود اپنی رضامندی کے بغیر عمل میں نہ آسکتی تھی اس لیے اس کی قانونی مہتی معدوم نہ ہونے پائی اور آگے چل کر اس کی سرگرمیوں سے ہمیں پھر سابقہ طریقے لگا کر کرامویل اور اس کے فوجی افسروں نے اب اپنے ذرا سکے زیر ہدایت ایک جدید پارلیمنٹ قائم کی  
فتح کی حکومت۔

جس کے اراکین کا انتخاب قوم نے کیا۔ کرامویل کے الفاظ میں اس نئی قومی مجلس کے قیام سے یہ مقصد پیش نظر تھا کہ یہ ایک خدا ترس پارلیمنٹ ہوئے اور ایک رکن کے اقتساب سے جس کا نام پیرنگارڈین یون تھا پارلیمنٹ چھوٹی پارلیمنٹ یا بیرون کی پارلیمنٹ کے عرف سے مشہور ہو گئی۔ اسکا ٹیٹلڈ ویلز اور رائیٹ کی طرف سے اس میں بھی چھ نائب اگر شریک ہوئے۔ منجملہ کئی عمدہ قوانین کے جو اس کے

چھوٹی پارلیمنٹ ہو جلائی  
۳۰ دسمبر تک۔



رانے میں نافذ ہوئے ایک قانون دیونوں کی دادرسی کے بارے میں تھا اور ایک اور قانون کا مفاد تھا کہ پیدائش اور اموات اور نکاح کا اندراج باضابطہ طور پر سرکاری روزناموں میں ہو کرے۔ لیکن اگر لیگن پارلیمنٹ نے اس کثرت سے اصلاحات نافذ کیں جن میں حکومت کا سارا نظام پر گندہ ہو گیا اور آخر پانچ جینے کے اجلاس کے بعد انھوں نے اپنے اقتدار کو کرامویل کو تفویض کر دیئے اس پر کونسل نے ایک ”وستانیز حکومت“ مرتب کر کے ایک نیا آئین اساسی تیار کیا اور محافظ اعلیٰ کی حیثیت سے سلطنت کی عنان اختیار کرامویل کے ہاتھ میں دے دی۔

اس طور پر بادشاہ کے اشتغال کو پورے پانچ سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ ایک شخص واحد پھر ساری قوم پر حکمراں ہو گیا اگرچہ اول اول اس کا اختیار بہت ہی محدود تھا اس لیے کہ اس کی کونسل کے ارکین صرف تازہ زندگی منتخب ہوئے اور انھیں قوانین کو اپنی رائے سے منسوخ کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔ اس کے علاوہ کرامویل کے دشمن بھی بہت تھے۔ شاہ پسند اور بریٹین اور وین و بریڈشاکی کرامویل بحیثیت محافظ اعلیٰ وضع کے جمہوریت پسند یہاں تک کہ مسادات پسند بھی مختلف وجوہ کی بنا پر سب اس کے مخالف تھے اور قتل و فساد کی سازشیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن اس دس جینے کی مدت میں جو ایک نئی پارلیمنٹ کے اجتماع سے پہلے مقضی ہوئی کرامویل نے جلدی خوبی سے عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ ہالینڈ کے ساتھ اس نے معقول شرائط پر صلح کی۔ فلنڈرک سویڈن اور پرتگال کے ساتھ معاہدات کیے جن سے انگلستان کے تجارتی فائدے کا پہلو نکل آیا۔ تعلیم کی طرف توجہ کی اور آکسفورڈ کے کتب خانہ، باڈلین کو تعلیمی اور مطبوعہ نسخے عطا کیے۔ متعدد قانونی ضوابط وضع کیے جن میں تمام مذہبی ذوقوں کے ساتھ یکساں انصاف مروج رکھا گیا البتہ کتاب عبادت عمومی کا استعمال اس نے ممنوع قرار دیا اور شاہ پسند پارلیمنٹ کو عام منادی کرنے کی مخالفت کر دی لیکن ان کو بھی خانگی طور پر اپنی ہم عقیدہ جماعتوں کے اقتدار کی اجازت تھی عدالتوں کا خرچہ سنبھال دیا تاکہ لوہی و اعلیٰ غریب امیر کی دادرسی یکساں ہو سکے اور اراضی کے بھائی بھائی محصل مہاف کر دیئے جس سے کم حیثیت کسانوں اور مزارعوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔

۱۶۵۳ء

اسکاٹ لینڈ کو اس نے ایک خاص آئین کے ذریعے سے انگلستان کے ساتھ متحد کر دیا اور اہل اسکاٹ لینڈ اس کے ہشت سالہ دور حکومت کو ”عہد فرخی و فراخی“ سے تعبیر کرنے لگے لیکن اس فیضانِ نام سے بچا رہے آئر لینڈ والے محروم رہے۔ اسیران جنگِ پاکو مارڈ والے گئے۔ باجلادہن کیے گئے اور جو مسلح پائے گئے وہ کناٹ کے بے برگ وزا صوبے میں نہیں بستیال آباد کرنے کے لیے بھیج دیے گئے۔ \*

کراہول کی پہلی پارلیمنٹ۔ نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ۲۔ ستمبر ۱۲۵۵ء کو منعقد ہوا۔ اس کے ارکان کا انتخاب منصفانہ طریق پر عمل میں آیا تھا۔ البتہ فریقہ بہ لوگ اور شاہ پسند جماعت کے اعضاء کو شرکت کی اجازت نہ دی گئی۔ لیکن اس پارلیمنٹ نے صرف ہانچ مین کی عمر پائی جمہوریت پسند چراغ پا ہو رہے تھے۔ کراہول چاہتا تھا کہ وہ اس کے ہاتھ میں سوم کی ناک ہو کر رہیں اور محض اس کے کام سے کام لیں لیکن انہوں نے ایسی ہی کے خود البتہ پیر فری شروع کر دی اور وین نے یہ بحث اٹھائی کہ کسی ایک شخص واسطہ حکومت کے حاکم اعلیٰ ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

کراہول کے دل میں یہ عقیدہ اب مضبوطی سے جم گیا تھا کہ وہ خدا کی طرف سے قوم پر حکمرانی کے لیے مامور کیا گیا ہے اور اسے اندیشہ تھا کہ اگر اس نے انصاف کے ساتھ حکومت نہ کی تو شاہ پسند علم بغاوت بلند کر دیں گے۔ غرض اس نے ۲۲۔ جنوری ۱۲۵۵ء کو پارلیمنٹ نوٹ ڈالی اور پانچ چھٹے ہند انگلستان کو دس اضلاع میں تقسیم کر کے ہر ضلع کا انتظام ایک جریٹ حکومت ۱۲۵۵ء کوئی افسر کے سپرد کیا جو پھر جنرل کہلاتا تھا اب وہ بالکل مملکت انسان تھا اور اس کے استبداد کی یہ کیفیت تھی کہ اور تو اور وین اور

بریڈ شائنگ کو جو اس کے پرانے رفیق تھے اس اندیشے سے کہ مبادا ان کا ذاتی اثر اس کے لیے موجب گزند ثابت ہو اس نے کچھ عرصے کے لیے قید کر لیا۔ لیکن اسی کے ساتھ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ارکان عدالت عالیہ کی آزادی رائے کو اس نے اسی حال پر قائم رکھا یہودیوں کو انگلستان میں آباد ہونے کی پھر اجازت دے دی اور فرقہ کو کچر کو جس کی بنیاد اسی زمانے میں جارج فاکس نامی ایک جولاہے نے رکھی تھی اپنی حمایت میں لے لیا۔ جو لوگ اس پر قاتلانہ حملے کرتے تھے ان سے مواخذہ کرنے میں اس کی مالی حوصلگی کو ہمیشہ تامل ہوتا تھا اور اگرچہ اب وہ قصر وھاٹ ہال میں شاہانہ ٹھاٹھ کے

ساتھ رہتا تھا لیکن اپنے لیے دولت جمع کرنے کی اس پر بھی اس نے کوئی کوشش نہ کی حقیقت یہ ہے کہ کراویل دل سے جابرانہ انداز حکومت کا مطلق خواہشمند نہ تھا چنانچہ سب سے پہلے ۱۶۵۶ء میں ایسکیز سوائے نے اپنے علاقہ داڈوائے کی پرائیمنٹ رعبا کو ستا تا شروع کیا اور کراویل نے فست اس پر تنبیہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہسپانیہ کے ساتھ اس کی جنگ چھڑائی تو اس نے پارلیمنٹ کو معطل طلب کیا۔ لیکن بہت سے مبعوثین کو اس نے داخل ہونے سے روک دیا اور کراویل کو دوسری پارلیمنٹ جو مبعوثین منتخب ہوئے ان کے انتخاب میں یہ رکھادی کہ کونسل سے ایک صداقت نامہ حاصل کریں اس پارلیمنٹ کی کارروائی کا آغاز

۱۰۔ ستمبر ۱۶۵۶ء۔

مصالحانہ طریق پر ہوا۔ مبعوثین نے نعرہ صداقت اور مشورہ کے خدوان سے ایک تحریر طلب کر کے کراویل کی خدمت میں پیش کی جس میں اس سے استدعا کی گئی تھی کہ فوجی افسران اضلاع کی علیحدگی کے احکام جاری کیے جائیں۔ اور پارلیمنٹ کا ایک اور ایوان دارالامرا کے نام سے قائم کیا جس کے ارکان کو درجہ امارت پر فائز کرنے کا حق کراویل کو دیا گیا۔ اس کے بعد انھوں نے کراویل سے درخواست کی کہ بادشاہ کا لقب اختیار کر لے۔ یہ اعزاز اگر وہ قبول کر لیتا تو اسکی شان تو بے شک دو بالا ہو جاتی لیکن اس کے اختیارات محدود ہو جاتے اس لیے کہ شاہی اقتدارات کی حدود قانون میں معین تھیں۔ فوج کی ماراضی بادشاہ کا لقب قبول کرنے اندیشے سے جب اس نے اس اعزاز کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو پارلیمنٹ نے ایک خردانی عبا ایک شاہی عصا اور ایک شمشیر عدل امتیازاً اس کی خدمت میں پیش کی اور اسے اپنے

کراویل کا انکار۔

جانشین نامہ ذکر کرنے کا اختیار بھی دے دیا۔ غرض اجلاس اول میں کراویل اور پارلیمنٹ کی آپس میں اچھی طرح سمجھ گئی لیکن جب دوسرے اجلاس کے انعقاد کا وقت آیا تو ان مبعوثین کے بجائے جو طبقہ امر میں داخل ہو گئے تھے دارالعوام میں بعض قدیم جمہوریت پسندوں نے انتخابی نشستیں حاصل کر لیں۔ انھوں نے نئے دارالامرا کے اراکین کے ساتھ ملکر کام کرنے سے انکار کر دیا اور خود کراویل پر چلے گئے۔ اس پر اس نے تباہی فرم فروری ۱۶۵۹ء پارلیمنٹ کو برطرف کر دیا اور اپنی عمر کے باقی حصے میں خود حکومت کی۔

لیکن یہ مدت چند مہینے سے زیادہ نہ تھی۔ کراویل اب اپنے اقتدار کے پھٹنے سے عروج کو پہنچ چکا تھا۔ اس کا جنگی طیران ٹوٹا منٹو کو سر نہ کرنے پایا لیکن ۱۶۵۹ء میں ہسپانیہ سے

جنہیں کہہ چکے ہیں کہ اس کی خوشنویسی سے ایک بار رونق نوا بادلی بنکر نوح البحر از غرب الهند میں انگلستان کے مقبوضات کا سنگ بنیاد ثابت ہوا۔ اس کی فوج نے فرانسیسیوں کے ساتھ مل کر جنگ دیونش (۱۶۵۰ء) میں سپانویوں کو شکست دی اور اس معاہدے کے نتیجے میں ڈنکرک انگریزوں کے ہاتھ آیا۔ تمام قومیں اپنے سفیر اس کے دربار میں اسی طرح بھیجتی تھیں گویا کہ وہ بادشاہ تھا اور اس کے ساتھ اتحاد

کا نام کرنے کی بدل خواہشمند تھیں۔

اس نے ملک میں امن و امان قائم کر دیا تھا۔ اور تجارت و زراعت کی ترقی سے لوگ خوش حال تھے۔ اس جمی ہوئی مضبوط حکومت کے الٹ دینے کی شاہ پسندوں کو بھی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ لیکن پھر کبھی لوگ دل سے خوش نہ تھے۔ کرامویل ایک زائد خشک تھا اور اس کی درشت متعسفانہ حکومت رعایا کو بہت ہی تلخ کر دیتی تھی۔ اس کے زمانے میں وہ اگلی سی چہل پہل باقی نہ رہی تھی۔ لوگ رنگ کھیل تانے

ملک کی حالت

کے عادی تھے۔ نئی کے چینی میں ایک کھماڑ میں گاڑ کر اس کے گرد بنا چاکر تے تھے کھوڑو ڈھیں ہوتی تھیں مرغ بازاری کے دنگلی جیسے تھے۔ ناگوں کی سرپرستی ہوتی تھی۔ بڑے دن کی تقریب پر نقلیں کی جاتی تھیں۔ سوانک بھرے جاتے تھے۔ شہر میں اڑتی تھیں اور رخ کے غم لٹھ مٹھائے جاتے تھے۔ اب ان میں سے تفریح طبع کا ایک سامان بھی باقی نہ تھا۔ اکثر لوگ اس پرانے زمانے کی رنگریزوں کو ترستے تھے بادشاہ کے زمانے میں پارلیمنٹ آزاد ہوتی تھی ملک میں فراخ دست مریوں کا دور دورہ تھا اور شاہی دربار وقف عیش و عشرت تھا۔ ادھر جمہوریت پسند اس لیے ناراض تھے کہ حکومت جمہوری پامال ہو چکی تھی شاہ پسند اس لیے ناخوش تھے کہ سخت سلطنت پر ایک خاندانی بادشاہ کے بجائے ایک غاصب ممکن تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ کرامویل نے محال کو ممکن کر دکھانے کا بیڑا اٹھا یا تھا۔ اس کی دلی آرزو تھی کہ قوم اس کے ساتھ مل کر ایک ایسی مملکت کی بنیادیں استوار کرے جو دانشمندی اور بنجید کی کے ساتھ اپنا انتظام آپ اپنے ہاتھ میں لینے کی اہل ہو لیکن اس کا مطمح نظر اس زمانے کے لیے بہت بلند تھا اور وہ خود محسوس کرتا تھا کہ اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ اس کی آنکھ بند ہونے کی دیر ہے کہ اس کے

تمام کئے گئے پر پانی پھر جائے گا۔ غرض ایک مستقل اور ایسی حکومت قائم نہ کر سکتے تھے اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ یہ سچ ہے کہ اس کی خود مختاری سے انگریزوں کو بہت سے فائدے ہوئے لیکن ان کے دل کی یہ سب سے بڑی آرزو پوری نہ ہو سکی۔

پانی کہ ملک کا قانون ہے غلط سب چیزوں سے برتر و بالا رہے۔ اگرچہ کراویل کی عمر اس وقت صرف اٹھ سال تھی لیکن اس کی صحت بڑھ چکی تھی۔ اسی زمانے میں "مارڈالناقتل نہیں ہے" کے عنوان سے ایک رسالہ شائع ہوا جس میں لوگوں کو اس کے قتل کی ترغیب دی گئی تھی۔ اس رسالے کی اشاعت سے اسے اپنی جان کے لالچے پڑ گئے اور اب اس کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اکثر ذرہ پسینہ کرنا نہ تھا۔ ۱۶ اگست ۱۹۵۷ء کو اس کی چھٹی بیٹی لیڈی کلیپل نے انتقال کیا اور اس کا اسے ایسا سخت صدمہ ہوا کہ وہ پھر بستر سے اٹھ نہ سکا اس کی علامات نے ایک خطرناک تپ کی صورت اختیار کر لی اور اگرچہ ہر جگہ اس کی شفایابی کے لیے دعائیں مانگی گئیں لیکن اسے یقین ہو چکا تھا کہ اب میرا جانبر ہونا محال ہے۔ اگست کی تیسیوں تاریخ کو اس نے نوم کے حق میں کراویل کی وفات ۲ ستمبر ایک دل پر رقت طاری کرنے والی دعا کی کہ خدا یا میری قوم کو قوت فیصلہ ملی اور باہمی اخلاص و محبت کی نعمتیں عطا کر۔ چار دن بعد ۲ ستمبر کو جو ڈنبار اور دارسٹر کی لڑائیوں کی تاریخ تھی اس

نامور حکمران کا انتقال ہو گیا۔ اس کی میرت عجیب و غریب اور پیچیدہ خصوصیات کا مجموعہ تھی اور یہیں کبھی بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس پر کس حد تک ہوا و حرص اور کس حد تک مذہب اور حب وطن کا غلبہ تھا۔ لیکن پھر بھی اس لحاظ سے اس کا احترام ہم پر واجب ہے کہ اپنے ملک کی خدمت کے لیے اس نے کبھی بھی ہمت و جانفشانی کا کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھا۔ انگلستان کو اپنی سے اٹھا کر ایسی بلندی پر پہنچایا کہ اپنے پر اسے اس کی عزت کرنے لگیں۔ یہ اسی کا کام تھا اور یہ امتیاز بھی اسی کا حصہ ہے کہ انگلستان کو نقصان پہنچا کر اس نے مرتے دم تک اپنے ذاتی نفع کی کوئی صورت نہ نکالی اور اپنے لیے کوئی دولت نہ سمیٹی۔ اس کا جازہ شاہی اعزاز کے ساتھ اٹھا یا گیا اور تقاضا ولسٹ منسٹر میں سپرد خاک کیا گیا۔ X

گزیر نے والے محافظ اعلیٰ کا اترا یسا ربر دست تھا اس کا خلف اکبر چرڈ فور اسکی



اُس نے اس اعلان کے ساتھ انگلستان کی طرف کوچ کیا کہ میں ایک کنڈا پارلیمنٹ قائم کرنے آ رہا ہوں۔ بارک ہینچ کرائس کی ملاقات فرینکس سے ہوئی جو ایک عرصے سے خانیہ نشین تھا۔ اور اگرچہ جرنیل لیمرٹ ان دونوں سرداروں کے مقابلے کے لیے فوج لے کر آیا کہ کسی طرح وہ جنوب کی طرف نہ بڑھنے پائیں لیکن اپنے قدیم سپہ سالار کو دیکھتے ہی سپاہیوں نے لیمرٹ کا ساتھ چھوڑ دیا اور فرینکس سے آئے۔ مانک کے لیے اب رستہ صاف تھا۔

۱۵۰۲ء فروری کو لندن میں داخل ہوا اور پچھلے بھر کے بعد ٹوری پارلیمنٹ ٹوری گئی اور اس طور پر طو لانی پارلیمنٹ کا بالکل ہی خاتمہ ہو گیا۔ ۲۵ اپریل کو ایک نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا جس کا انتخاب کامل آزادی طو لانی پارلیمنٹ کا خاتمہ کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ چونکہ اس پارلیمنٹ کی طلبی کے لیے کوئی شاہی فرمان جاری نہ ہوا تھا اس لیے یہ ”مجلس معہود“ کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس میں اس کثرت سے شاہ پسند اور

پریسبیٹیرین فرقے کے مبلغین شریک تھے کہ انھوں نے فوراً ہی یہ تحریک منسوخ کر لی کہ پرانے نظام حکومت کو بحال کیا جائے جو بادشاہ امارا اور عوام کے عناصر ثلاثہ پر مشتمل تھا اور چارلس ثانی کو بلاوا بھیجا جائے کہ اگر ملک کی حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لے۔

چارلس کی مانک کے ساتھ پہلے سے خفیہ خط و کتابت ہو رہی تھی اور اس نے پارلیمنٹ کے شہر بریٹلی میں ایک اعلان جاری کر دیا تھا جس میں اُس نے وعدہ کیا تھا کہ باغیوں کو عام معافی دی جائے گی۔ مذہبی آزادی سے رعایا کے تمام فرقے یکساں بہرہ اندوز ہوں گے اور فوج کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے گا۔ غرض اُس کی مراجعت کی تیاریاں ہمہ وجہ کامل وکل ہو چکی تھیں اور اب جو ۲۵ مئی کو وہ ڈور کے ساحل پر لنگر انداز ہوا تو سارا ملک اُس کے خیر مقدم کے لیے وقف مسرت و شادمانی تھا۔

۲۹ مئی کو جو اُس کی سالگرہ کا دن تھا وہ لندن میں داخل ہوا۔ اُس کے آنے کی خوشی قوم کو ہوئی اُس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ اُس کے راستے میں بھول اس افراط چارلس ثانی کی مراجعت سے کچھ بے گئے کہ لندن کی سڑکوں پر پھولوں کے ڈھیر لگ گئے۔ گلی کوچے رنگارنگ جھنڈیوں اور پھولوں سے راستہ تھے۔ اور حوضوں میں شراب ارغوانی بہ رہی تھی۔ ایک فقط

افوج اس عام جشن شادمانی میں شریک نہ تھی اور منہ بسورے انگ کھڑی تھی۔ لیکن جب ایک۔  
 نئی قوم فرط مسرت سے یوں دیوانی ہوئی ہو تو اکیلے سپاہی کیا کر سکتے تھے۔ اس کے  
 علاوہ ان لوگوں کی نیتوں میں حق پرستانہ خلوص ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ شخص اپنی  
 آن قائم رکھنے کے لیے وہ ایسی خونریزی کے روادار نہ ہو سکتے تھے جس سے کوئی نتیجہ  
 نہ نکلے۔ چند جیلے بعد فوج برطوں کوئی گئی اور سپاہی خاموشی کے ساتھ علیحدہ ہو کر اپنے اپنے  
 قدیم مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ جو دفتر میں ملازم تھے اپنی نوکری پر چلے گئے۔  
 جو دکاندار تھے انھوں نے بھراپنی دکانیں کھول لیں۔ جو کاشتکار تھے بدستور کھیتی باڑی  
 کا کام کرنے لگے۔ جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ ایک دن ہنس کر کہنے لگا۔  
 کہ میں اگر اپنے ملک میں اب سے بہت پہلے واپس نہیں آیا تو اُس میں ہر اس میری ہی خطا ہے  
 اس لیے کہ ایک شخص بھی مجھے ایسا نظر نہیں آتا جو مجھ سے یہ نہ کہتا ہو کہ وہ ہمیشہ سے  
 میرے لیے چشم براہ تھا۔ لیکن حق یہ ہے کہ تھنغین کی فوج کا طرز عمل اگر قوم کے لیے ایسا  
 ناگوار نہ ہوتا تو چارلس کو شاید یہی واپس آنا نصیب ہوتا۔



## انیسواں باب

## بادشاہی کی جمالی

## چارلس ثانی

سید ۱۶۹۵ء تا ۱۷۰۲ء

اپنی آبائی میراث سے بہرہ اندوز ہونے کے لیے جب چارلس ثانی واپس آیا تو اُس کا خیر مقدم جس تپاک اور گرم ہوشی سے کیا گیا وہ کسی اور بادشاہ کو کم نصیب ہوتی ہوگی بلکہ کو اتنے بہت سے انقلابات نے پریشان حال اور در ماندہ کر دیا تھا اور وہ ایک عجیب ہونی باضا بلکہ حکومت کو تیس کے آہستہ۔ اگر چارلس کو اپنی رعایا کی ظلم و مروت کا حال ہوتی تو شاید وہ بہت نامی گزرتی بادشاہ ہوتا۔ لیکن ذہین و ہوشمند خوش خلق و نرم مزاج اور فریس درویشانہ ہونیکے ساتھ وہ ایک نفس نہ تھا خود غرضی اور آرام طلبی اسکی طبیعت میں کوٹ کوٹ بکھری ہوئی تھی اور چونکہ چارلس خاصہ آزادی اور مساوات پسند تھا اُس کی عمر کا بہت زمانہ وطن سے دور قسمت کی نیرنگیوں کا تانتہ دیکھنے میں بسر ہوا تھا اس لیے اُسے اس بات کا کما حقہ احساس نہ تھا کہ اُس کے ذمے قوم و ملک کے کیا کیا فرائض ہیں۔ اپنے عہد حکومت میں اُس نے ہمیشہ دو باتیں پیش نظر رکھیں۔ اول یہ کہ وہ کسی کے کہے پر نہ چلے بلکہ اپنی رائے پر عمل کرے اور اپنی زندانہ عیاشیوں کے لیے بکثرت روپیہ وصول کر لیا کرے جس کو حساب اُسے پارلیمنٹ کو نہ دینا پڑے۔ دوسرے یہ کہ کیتھولک مذہب کے اغراض و مقاصد کی حمایت کی جائے۔ یہ حمایت وہ کچھ اس لیے نہ کرنا چاہتا تھا کہ اُسے مذہب سے لگاؤ تھا بلکہ اسے خیال ہو گیا تھا کہ پارلیمنٹ مذہب لوگوں کو حد سے زیادہ آزاد کر دیتا ہے اور وہ چاہتا تھا کہ اپنے نوجوان دوستوں چارلس تاجدار فرانس کی طرح خود مختار و مطلق العنان رہے اُس کی اور اُس کے بھائی جیمز امیر یارک کی تربیت کیتھولک طریق پر ہوتی تھی اگرچہ نام کو وہ کلیسائے انگلستان کے حلقے میں داخل تھے چونکہ انگریزی قوم صد ہا سال سے یہی کوشش کرتی چلی آئی تھی کہ بادشاہ کے وزیر پارلیمنٹ کے تابع ہو کر رہیں اور پاپائے روم کے اقتدار کو انگلستان کے معاملات

میں کوئی دخل نہ ہو اس لیے ظاہر ہے کہ بادشاہ کا یہ صلح نظر رعایا کے منشاء کے بالکل خلاف تھا۔ لیکن چارلس ایسا نادان نہ تھا کہ اپنے باپ کی طرح حکم کھلا دے اور رعایا سے مقابلہ کرنا۔ جیڑے وہ کہا کرتا تھا کہ بھی غریب الوطنی کے مزے میں پہلے ہی بہت چکچکہ چکا ہوں اب تو مجھے یہی شمعان ملی ہے کہ رخت سفر بیکھر بھی نہ بانڈھوں گا۔ اسی لیے اس کے عہد حکومت میں وزیران اقتدار کو بھی نقطۂ اعتدال پر نہ رہی۔ کبھی ایک بلججک مانتا تھا کبھی دوسرا۔ بادشاہ آج اگر اپنی بات پھاڑتا تو کل پارلیمنٹ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا تھا۔ اگر کوئی دوسرا بخانا ہو تا تو پارلیمنٹ سے اس کی کبھی وجہ نہ مل سکتی لیکن بے پروا اور خوش طبع چارلس گاہ بگاہ اپنے وزیروں کی بھینٹ دینے سے براہ تخت سلطنت پر قائم رہا اور زندگی کافی کے مزے لوٹتا رہا۔ لوگ اسے زندہ دل، کہتے تھے اور اس کی نسبت یہ کہاوت مشہور تھی کہ ”گفتاریں وانا ہے کو دار میں نا داں ہے“۔ اس کا ندیم خاص سرائیڈ ورڈ ہائلڈ جو ٹائپس فریق سے تعلق رکھتا تھا۔ راستی و دیانت کے اوصاف سے متصف تھا۔ طولانی پارلیمنٹ کے ارالین میں اس کا نام بھی شریک تھا دو یکھو صفحہ ۴۸۱ اور جلا وطنی کی حالت میں اس نے چارلس کی اتالیقی کی خدمت انجام دی تھی۔ اب وہ لارڈ کلیرنڈن کے خطاب سے سرفراز ہو کر وزارت خزانہ کے منصب پر مامور ہوا اور اس کا ہفت سالہ دور نظم و نسق کلیرنڈن کی وزارت ۱۶۷۲ء

نایت ۱۶۷۶ء۔  
نے جو حکومت شاہی کی بجائی کے وقت برس اقتدار تھی تیرہ اشخاص کو جنھوں نے چارلس اول کی نسبت سزا سنائی۔ موت تجویز کی تھی مروا ڈالا اور اس کے باقی شرکار کو قید کر دیا۔ اسی کے ساتھ ارالین میں خانقاہ ویسٹ منسٹر کے قبرستان سے گرامویل آئرلین اور سر یوناکا کی اشخاص کا انگریزوں میں سولی پر لٹکا دیں۔ اس کے بعد انھوں نے ایک قانون وضع کیا کہ کسی شخص کا ذوق جاننا نافذ ہو ۱۶۷۹ء

ولیمبرٹ باقی تمام اشخاص کو جنھوں نے مارشل لا کے تحت گرفتار کیا تھا۔ خلاف ہتھیار اٹھائے تھے معافی دے دی اس طرف سے خارج ہو کر انھوں نے بادشاہ کے مدافع کے مسئلے پر توجہ کی کہ ان دنوں اسی قسم سے شاہی دربار اور جنگی بیڑے کے مصارف اور سفراء و ارکان عدالت کے اخراجات ادائیگیے جاتے تھے۔ چنانچہ بالاتفاق یہ فیصلہ ہوا کہ چارلس کو بارہ لاکھ پاؤنڈ سالانہ دی جائے۔

رسوم جاگیر داری کی موافقی  
۱۷۷۴ء۔

ہندوئی رقوم تاحین حیات اس شرط پر دی جا یا کرے کہ وہ بعض حقوق سے  
دست کش ہو جائے جو اجارے فوجی رسوم جاگیر داری اور سربراہی کے  
سہ گانہ ناموں سے موسوم تھے اور ایک عرصہ دراز سے رعایا کی

ایذا کا موجب ہو رہے تھے۔ اس مسئلے سے فراغت پا کر مجلس مہود نے فوج کو برخاست  
کر دیا اور پھر اپنی آئینی حیثیت سے خود کنارہ کش ہو گئی تاکہ ایک نئی پارلیمنٹ کے لیے جگہ  
بنائی ہو جائے۔ لیکن چارلس فوج کے متفرق ہونے کے بعد اپنی حفاظت اور سلامتی  
پر اپنی فوج مستقل بنیاد پر رکھنے کے لیے کافی نہ سمجھتا تھا۔ اس نے چیلے سے پانچ ہزار سوار اور

پیادے برخاست شدہ فوج میں سے رکھ لیے۔ اس جمعیت  
میں دو نامی گواہی پیش بھی شامل تھی جو جیش کوڈ اسٹریٹم کے نام سے مشہور تھے اور جسے  
جنرل ٹامک نے سالہا سال قبل کوڈ اسٹریٹم میں جو دریائے ٹویڈ کے کنارے واقع ہے قائم  
کیا تھا۔ چارلس اس جمعیت کی تنخواہ اپنی جیب خاص سے ادا کرتا تھا اور اس لحاظ سے  
کہہ سکتے ہیں کہ انگلستان میں فوج مستقل کی ابتدا اسی جمعیت سے ہوئی۔ یہ اور بات ہے  
کہ چارلس کے زمانے میں قانون اس کی یہ حیثیت تسلیم نہ کیا جاتی تھی۔

کچھ مدت تک ہر طرف غلط فہمیت و شادمانی بلند رہا لوگوں کو بادشاہ کے واپس آنے کی  
ایسی خوشی تھی کہ نئی پارلیمنٹ کے لیے زیادہ تر وضع دار رئیسوں کا انتخاب عمل میں آیا۔  
بادشاہ کا دربار شان و شکوہ اور مظاہرہ و عظمت کا آئینہ خانہ بن گیا۔ حکومت جمہوری کی  
وضع دار پارلیمنٹ نے متانت اور سادگی کا مستحق طاق نسیاں ہو گئی۔ تعمیر محل کئے  
رقص و سرود اور ہولو لعب کے بازار گرم ہو گئے اور واکس ہال کے  
غایت ۱۷۷۴ء۔

تفرج گاہ میں جس کا افتتاح۔ اول اول اسی زمانے میں ہوا خطب و مواظظ کے بجائے  
بگ بگ ناؤ نوش بلانڈ برائس دو عشرت کے ساتھ ساتھ بہت سی اوباشیاں بھی آگئیں۔ تمار بازی  
شراب خواری شہت و خون اور بدکاری اہل دربار کی خصوصیات میں داخل ہو گئی۔ کوئی ایسی  
شاہی دہا بکی نہ رہی۔ آوارگی اور اوباشی نہ تھی جس کی اس رنیلے عہد نے اجازت نہ دی تھی  
ہو۔ پچاس سال تک یہ حالت رہی کہ غروب آفتاب کے بعد اکیلے اکیلے شخص کو  
پائے تخت کی تیرہ و تار ٹکیوں میں رحمن میں چارلس کے عہد حکومت کے خاتمے تک کوئی ٹوٹی  
نہی جاتی تھی جانے کی بہت نہ پڑتی تھی اس لیے کہ بڑے بڑے ذی حیثیت شہر فام بھی

گھپ اندھیرے میں کسی کو نے کے اندر دیکے ہوئے لنگھوں کی طرح اس ناک میں لگے رہتے تھے کہ راہ چلتے کی ٹوپی اتار لیں جب کتلیں ناک کاٹ ڈالیں غرض جو ناکرہنی حرکت بھی ممکن ہو کر گزریں۔

دیہات کی حالت نسبتاً اچھی تھی۔ رفتہ رفتہ بہت سے شاہ پسند اپنے حیم گھر میں آباد ہو گئے اور شہسواروں اور سرگھٹوں کی حرایف جاعتیں اپنی پرانی خصوصیتوں کو بھول کر ان میں شہر و شکر ہو گئیں۔

گاہوں والوں کی زندگی میں جی پرانی چہل پہل آگئی۔ ناچ بھی ہونے لگے۔ راک رنگ کا نقشہ بھی جم گیا۔ فوج کے برخواست شدہ سپاہی اپنے اپنے مکانوں کو واپس آکر کھیتی باڑی کرنے لگے یا دوسرے پیشوں میں مشغول ہو گئے۔ اور اپنے ساتھ سادگی اور سنجیدگی کی ان روایات کو لیتے آئے جو منقش فیض کے طرز ماندو بود میں اچھی ہوئی تھیں۔ ڈاک فاصلے کے لحاظ سے ہر دوسرے دن یا ہفتے میں ایک بار روانہ ہوتی تھی اور مسافر گاڑیاں بڑے بڑے شہروں کے درمیان کثرت چلتی تھیں لیکن پھر بھی لندن اور ملک کے اندر فی علاقوں کے درمیان حقیقی ارتباط بہت کم تھا۔ اور چارلس کے عہد کے سیاسی خرنشہ اہل انگلستان کو سمجھ کر ترقی کرنے سے مانع نہ آسکے۔ سب سے زیادہ منفک الحال علاقہ ملک کا شمالی حصہ تھا جہاں ابھی تک لیٹرے لوٹ مار کرتے پھرتے تھے۔

رستہ ایسا پرخطر تھا کہ ایک زبردست بدرستے کے بغیر حکام عدالت دورہ نہ کر سکتے تھے اور بدامنی ایسی تھی کہ ڈاکوؤں کا پتہ لگانے کے لیے نیسکاری کتے سدا جائے جاتے تھے۔ غرض آج کل کے زمانے میں ہم مشکل اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان دنوں لوگوں کی جان و مال کو کیسے کیسے خطرے لاحق تھے۔

اسکاٹ لینڈ کے سرحدی علاقے کی بدامنی بہت ہی بڑھی ہوئی تھی اس لیے کہ چارلس کی پارلیمنٹ نے کراویل کے قانون اتحاد انگلستان و اسکاٹ لینڈ “ (دیکھئے صفحہ ۳۰۱) کو تسلیم نہ کیا تھا۔ اور برطانوی طریقہ حکومت پھر جاری کر دیا تھا۔ اسکاٹ لینڈ کی اب پھر ایک اسکٹ لینڈ اور انگریز اسکٹ لینڈ کا ایذا جدا گانہ پارلیمنٹ قائم ہو گئی۔ رعایا کو اس وقت کی حلقہ بگوشی پر مجبور کیا گیا۔ اور متعابدین “پر بڑی بڑی سختیاں ہو لے گئیں۔ اسکٹ لینڈ والے الگ نالائے تھے لیکن ان کے مصائب کی وجہ اور تھی۔ یعنی جو اشخاص بادشاہ

کی طرف سے شریک جنگ ہوئے تھے انہیں شکایت تھی کہ کراویل کے طرفداروں نے انکی اکثر اراکشیات پر قبضہ کر لیا اور اگرچہ بالآخر ایک قانون کی رو سے جو قانون بندوبست کے نام سے موسوم تھا طرفداران کراویل اس جالدا کے ایک تہلث سے دست کش ہو گئے لیکن جب جمہوریت کی جگہ بادشاہت آئی تو حکومت نے اسے بھی جس طرح جی چاہا تقسیم کر دیا اور آئرلینڈ والوں کو بہت کم حصہ ملا۔

انگلستان میں وضع دار پارلیمنٹ نے پچھوٹے ہی کلیسا کے طرز عمل میں تبدیلی کرکے اس کی دہی روش کر دی جو ملاؤ کے وقت میں تھی۔ اساتذہ دارالامرا میں پھر شریک ہو گئے عبادت کا دہی پرانہ طریقہ کسی قدر مریم کے ساتھ پرجاری ہو گیا۔ اور اس وقت سے لیکر آج کے دن تک اسی پنج پر قائم چلا آتا ہے۔ یہاں تک تو جو کچھ ہوا ٹھیک ہو والیکن چارلس اپنے اس وعدے کے باوجود کہ رعایا کے تمام فرقوں کو بلا تفریق و امتیاز آزادی ضمیر کافی عطا کی جائے گی کہ وہ جس طریق پر چاہیں عبادت کریں پارلیمنٹ کو قانون جماعت کے وضع و نفاذ سے نہ روک سکا۔ قانون جماعت ۱۶۸۹ء۔

جس کی رو سے تمام سرکاری عہدہ دار مجبور کیے گئے کہ وہ عہدین کے طریقے سے کوئی رد کار نہ رکھیں اور رسم اصطلاح کلیسا کے طریقے ان کے مقدمہ طریقے کے موجب بجا لائیں۔ مزید برآں ۱۹ء میں مسئلہ کو ضابطہ وحدت اور یکہ نام سے ایک قانون جاری کیا گیا جس کی رو سے کسی پادری کو کلیسا کے کسی طبقے کی پیشوائی کی اجازت نہ تھی تا وقتیکہ اسے مسیحیت کی سند کی استغف کی طرف سے نہ ملی ہو اور کتاب عبادت عمومی پر اس کا عمل نہ ہو۔ باقی تمام پادری ۲۲ء اگست ۱۶۶۲ء کو جو واقعہ سینٹ بارتھولیمیو کی برسی کا دن تھا اپنی اپنی عہدوں سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ اور نہ ارا شخاص نہ خود اپنے کینسوں میں اپنے پیروں کی جماعتیں قائم کر کے پہلی و تیسری مرتبہ یعنی کلیسا کے ہر وجہ طریق سے اعراض یا انحراف کرنے والوں کا لقب اختیار کیا۔

لیکن ان لوگوں کو اس کی بھی اجازت نہ دی گئی کہ ۱۶۶۲ء میں قانون کینسہ نافذ ہوا جسکی رو سے لوگوں کا کینسوں میں اپنے طریق پر عبادت کرنا ممنوع قرار پایا۔ اور اس سے اگلے سال ۶۰ قانون پنچ میل کے نام سے ایک نیا ضابطہ جاری کیا گیا جس کے احکام یہ تھے کہ مغربین کے خلاف تو انگریز قانون جماعت معترضین کا کوئی پادری کسی شہر سے پانچ میل کے اندر اندر کسی مدرسے میں معلمی نہ کرنے پائے اور نہ ان حدود میں داخل

سہونے پائے۔ جو باورسی اس طور پر خارج البلد کہے گئے ان میں کتاب رات ابدی اولیا کا مشہور مصنف رچرڈ بیکسٹ بھی داخل تھا۔ اس کا بیان ہے کہ بعد باورسی جو ایل و عیال سمیت گھروں سے نکال باہر کیے گئے ایسے تھے جنہیں نہ سہ چھپانے کا کوئی ٹھکانا تھا نہ موت لایموت کا کوئی سہارا اور بہت سے قید کاٹ رہے تھے۔ جان بنین جو پنجرے کا پیشہ کرتا تھا کنیسوں میں منادی کرنے کی علت میں بارہ سال تک جیس باؤ فرڈ میں قید رہا۔ ایام اسیری میں وہ اپنی بی بی بچوں کی اوقات بسر کرنے کے لیے قیتوں کے فلزی ٹکے بنا بنا کر سیکھاتا تھا اور اوقات فرصت میں اپنی سحرہ الارا کتاب ڈیپلر مس پروکرس "دنازل ڈائر" لکھا کرتا تھا۔ غریب و نابینا ملٹن نے بھی اسی زمانے میں پیر یڈ ایڈ لاسٹ "دفردوس از دست رفتہ اور پیر یڈ ایڈ ریگینڈ" (دفردوس بازیافتہ) کے نام سے دو نظمیں تصنیف کی تھیں منزل زار اور ان نظمیں میں بالی بلکہ کے نفس کش متفقہ فائدہ مسکس کی تصویر سات سات کبھی ہوئی نظر آتی ہے۔

اس عہد اور اس سے اب کے عہد کی کیا گستاخ کے طور پر لکھتا ہے۔ ایک انگریز کی ایک تعاد کثیر نقل وطن کر کے امریکہ میں جا بسی اور چارلس نے شائف انشماں کے قرضوں کے چکانے میں باغزید روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے وسیع قطععات لائی ہندوستان کی نوآبادی تھا۔ اس عطا کیے۔ اس طور پر کہ جو فرقہ کوئیکر کے مشاہیر تھے۔ ایک گرانڈ فرسخے کی بلے باقی میں ایک بہت بڑا رقبہ زمین ملے۔ آگیا اور ۱۶۷۷ء میں وہ کوئیکر کی ایک جماعت کوئیکر کوئی دنیا میں بسانے کے لیے آیا تھا۔ ہندوستان کی نوآبادی جو اپنے باقی بن کے نام سے موسوم ہوئی امریکہ کی پہلی ریاست تھی جس میں امریکہ کے اصلی باشندوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کیا گیا۔

لیکن چارلس فراتاقوچی اور مطلب پرست ہی نہ تھا۔ ایک اور شاہی سند اس نے ایسی بھی جاری کی جو اسکے لیے بہت بڑی وجہ امتیاز و نازش ہے۔ ۱۶۷۷ء میں جب خانہ جنگی کی آگ طول و عرض ملک میں بھڑک رہی تھی ایک مختصر سی جماعت انشماں نے مذہبی اختلافات کی چمقلشوں سے تنگ لگ حقائق موجودات کی جستجو کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دینے کی نیت باندھ لی۔ اس جماعت کے اجلاس پہلے پہل

لندن میں منعقد ہوئے اور پھر اس نے گھنٹوں میں اپنا مرکز قائم کر لیا جہاں متعلق حکمیت مسائل علمیہ پر مباحثے ہوتے تھے۔ ان علمی صحبتوں میں پائلس نے آلہ باد کش کی اصلاح کی۔ ہو کہ جس نے آلہ خرمین کو رواج دیا۔ یہی حواس عہد کا مشہور ہیئت دان تھا اور بعض دوسرے سائنس دان اس پر تجارب و اکتشافات کی شرح کیا کرتے تھے۔ بحالی حکومت شاہی کے بعد چارلس ثانی رائل سوسائٹی کا قیام ۱۶۶۲ء

نے جسے سائنس کے ساتھ بڑی دل چسپی اور جس نے چند سال بعد رصد گاہ کی تیج کی بنیاد ڈالی اس علمی مجلس کے بعض جلسوں میں شریک ہو کر ارکان مجلس کو ایک شاہی سند عطا کی جسکی رو سے ماضیاً بطور پرنسپل ڈوراکل سوسائٹی آف لندن (شاہی مجلس علمیہ لندن) کا درجہ حاصل ہو گیا۔ پرنسپل کی ٹین فنانس ہو اکتشاف قانون کشش ثقل کی شہینج ۱۶۸۷ء میں اسی مجلس کے سامنے کی تھی اور اب اسکا شمار دنیا کی سب سے بڑی علمی مجلسوں میں ہے۔

چارلس کے ۱۶۶۲ء کے تمام کارنامے اگر دیکھیں تو انشمنانہ ہوتے جیسی اس کی سرپرستی علوم و فنون تھی تو کیا پوچھنا تھا۔ لیکن تین کام اس سال اس نے ایسے کیے جو اگر سرانجام ہی نہ پاتے تو بہتر تھا۔ یعنی اول قومی کے جینیے میں اس نے پرنسپل کی تہذیبی چارلس کا عقد ۱۶۶۲ء

اس لیے کہ اگرچہ ملکہ اپنے جہیز میں جزیرہ ہیبی اور قلعہ لاجبائی۔ لیکن مذہباً وہ رومن کیتھولک تھی۔ اس کے علاوہ اس شادی سے کوئی اولاد بھی نہ ہوئی اور اس لیے امیر یارک کہ وہ بھی کیتھولک تھا بدستور وارث تاج و تخت رہا دوسری غلطی چارلس سے یہ ہوئی کہ ماہ جون میں اس نے برمنہری دین کو جو جمہوریت پسند فریق کے مقتداؤں دین کا قتل ۱۶۷۹ء میں سب سے زیادہ میانہ روادار بلے غرض تھا ڈاویل پرتیل کرادیا۔ اس قتل کا اصلی سبب جیسا کہ خود چارلس نے کلیئرٹن کو

کہہ دیا تھا اس تھا کہ اس شخص کا زندہ رہنا ہی خطے کا موجب ہے۔ چارلس کی تعبیری مغزش یہ تھی کہ نہ مبر کے جینیے میں شہر ڈنکرک جو کلاویل نے ہسپانیہ سے لیا تھا فرانس کے ہاتھ سیج ڈالا اس پر اہل انگلستان کلیئرٹن سے سخت ناراض ہو گئے اور انکی فروخت ڈنکرک نہ ہو سکی۔ برہمی کو اس بات نے اور بھی بڑھا دیا کہ جو رقم فروخت ڈنکرک سے ہاتھ لگی وہ بادشاہ کے عیش و عشرت پر صرف ہوتی تھی۔

اس کے بعد جلد ہی ہالینڈ کے ساتھ دوبارہ جنگ شروع ہو گئی۔ ولندیزی انگریزوں کے بحری قریب تھے اور سمندر کی حکومت کے لیے آپس میں ہر وقت دست و گریباں رہتے تھے۔ حال ہی میں انگریزوں نے شہر نیو ایمسٹرڈم پر جو امریکہ میں ولندیزی مقبوضات سے تھا قبضہ کر کے اس کا نام امیر یارک کے نام پر نیو یارک رکھا تھا۔ ہالینڈ کے سربراہ اور وزیرین ٹی ویٹ کو اس بات کا بھی بڑا بیخود تھا کہ کیوں بری کا شہر انگریزوں کے ہاتھ میں چلا گیا اور مصر چارلس کو بھی ہالینڈ والے اس دن سے ایک آنکھ نہ بھاتے تھے جب جلا وطنی کی

ہالینڈ کے ساتھ جنگ

مارچ ۱۶۶۵ء۔

حالت میں انھوں نے اس کے ساتھ برسلوک کیا تھا۔ سینوں میں یہ کہنے تو مدت سے چلے ہی آتے تھے افریقہ کے ساحل پر انگریزی اور ولندیزی جہازوں میں جالانہ جمعہ ٹپ ہو جانے سے یہ آگ پورے زور کے ساتھ بجھ کر ٹپٹی اور ۱۲ مارچ ۱۶۶۵ء کو انگلستان اور ہالینڈ کے درمیان جنگ کا اعلان ہو گیا۔ دوسرے سال فرانس و انگلستان کی بھی جنگی اور لڑائی چھا رہی تھی ولندیزیوں کا طرہ دار ہو گیا۔ جنگ مطلقاً سمندر ہی میں ہوتی رہی امیر یارک نے جو انگلستان کے جنگی بیڑے کا سر دار تھا۔ ۳۰ جون ۱۶۶۵ء کو کولڈ فیلڈ واقع سفاک کے قریب غنیم پر بحری فتح پائی لیکن اس فتح سے اپنی بہت دیر ہی کے باعث زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکا بادشاہ کو جنگ جاری رکھنے کے لیے پارلیمنٹ سے ایک مبلغ کثیر کی منظوری لینی پڑی اور پارلیمنٹ نے ساڑھے بارہ لاکھ پاؤنڈ کی منظوری اس خطر پر دی کہ یہ روپیہ صرف جنگ پر خرچ کیا جائے یہ قیدار کان پارلیمنٹ نے اس ڈر سے لگا دی تھی کہ مبادا سب روپیہ بادشاہ کے درباری معارف ہی میں ختم ہو جائے

انھیں امام میں لندن ایک بلائے حبیب کی لپیٹ میں گیا۔ اس زمانے کے غلیظ و سخی شہر میں وبائیں آئے دن آیا کرتی تھیں۔ لندن کی گلیاں ایسی تنگ تھیں کہ مکانات کی بالائی منزلیں لندن میں دباؤ تھیں۔ میں ہمارے نام فصل باقی رہ گیا تھا۔ کچی مٹی کے فرش سڑ ہی چھاپاں متعفن خوراک اور کوڑے کرکٹ سے اٹے رہتے تھے۔ ان حالات میں ضرور تھا کہ جب گرمی تیز ہو تو تھوڑا بہت وبائی مادہ اپنے ساتھ لیتی آئے ۱۶۶۵ء کا موسم گرا ایسا سخت تھا کہ اس سے پہلے کسی کو ایسی گرمی سے بالانہ پڑا تھا مٹی کے چھتے میں دبائے طاعون نے جو سارے بڑا غلام یورپ میں پھیلی ہوئی تھی لندن میں لڑکا لڑکا اور اسکی شدت



گرمیوں میں بڑھتی رہی تا آنکہ ماہ مئی میں ایک دن کے اندر پندرہ سو اور تین ہفتہ کی مدت میں جو میں ہزار نفوس تلف ہو گئے۔ کم مکان ایسے باقی بچے ہوں گے جن کے دروازوں پر حلیب احمد کا نشان طاعون زدگی کی علامت کے طور پر نمودار نہ ہو۔ شہر میں ایک مہو کا عالم تھا۔ گلیاں آہند و روند سے خالی نظر آتی تھیں۔ راتوں کو ان سنان کو چوں میں نفس بردار کاٹری جس کی گھنٹی کی گونج بند تھی مُردے لاد کر لے جانے کے لیے گزرتی تھی اور مہاٹری بان یہ آواز دے لگاتا جاتا تھا کہ ”اپنے اپنے در سے نکال لاؤ“ و باز وہ شہر کو چھوڑ کر سب لوگ بھاگ بھاگ بھاگے ہوئے۔ بادشاہ اہل دربار معوقین دارالعوام یہاں تک کہ ڈاکٹر اور باوری بھی شہر سے فرار ہو گئے جاں بلب بیماروں کے علاج میں باقی چھوٹے لوگوں کی اکٹھیں بند کرنے اور زندوں کو دلاسا دینے کے لیے صرف ایک مٹھی مہر خدا ترس جاں فروشوں کی جماعت باقی رہ گئی جس میں زیادہ تر فرقتہ متعینین کے ایذا رسیدہ مساکین کرنے والے شامل تھے۔ جو انگریز جنرل مانک جو امیر کیمیل پدمار کے خطاب سے سرفراز ہوا تھا اور لندن کا رئیس بلدیہ لارنس اور بعض دوسرے ہمدردان قوم بھی اس خطرہ عظیم کا مقابلہ کرنے کے لیے سلیہ مہر ہو گئے اور برابر لندن میں موجود رہے تاکہ شہر کا امن و امان قائم رکھیں اور بلاکشان شہر کے مصائب میں دیکھتی اور بد عملی کی نئی آفتوں کا اضافہ نہ ہونے دیں۔ جب جاڑے آئے تو ایک لاکھ بندگان خدا کی بھینٹ لے چکنے کے بعد وبا فرقت ہو گئی۔ لیکن ممکن نہ تھا کہ اس کے جاتے ہی ملک کی تجارت اور اہل ملک کی ثروت و خوشحالی اپنی اصلی حالت پر ایک بیک عود کر آئے۔ مادہ و لندن میں جنگ جس کی پریشانیوں نے جنگ سیدان ۱۶۶۶ء۔ لوگوں کو جان سے بیزہ کر دیا تھا برابر جاری تھی۔ ڈنکرک اور شمالی فرلینڈ کے درمیان میں ایک جنگ جس میں ایک طرف نیدرلینڈ

اور غناؤہ روپرٹ اور دوسری طرف ولندیزی سپہ سالار ڈی رائٹر تھا چار شاہانہ رہ زہوتی رہی لیکن نہ کسی فزیتی کو بھی نہ ہوئی۔

ان آفتوں سے ابھی چھٹکارا نہ ہوا تھا کہ بیٹھے بیٹھائے ایک اور نئی افتاد آپٹری۔ یعنی ۲ ستمبر ۱۶۶۶ء کو بل لندن کے متصل محلہ پڈنگ لین میں ایک نانائی کے تنو کی بجلی زیادہ تیز ہو جائے سے محسوس آگ لگ گئی۔ اس وقت پرواہو اچل رہی تھی۔ ہوا کے لندن میں کتنی دھواں ہو گیا۔ جمعہ کے آگ کے شعلوں کو لے اڑے اور شہر کی گجان آبادی کے

چولی مکانات خشک ایندھن کی طرح جلنے لگ گئے۔ تین دن تک یہ آگ لگا تار بجھتی رہی اور آخر بڑی مشکلوں میں بادشاہ اور امیر مالک کی جاں فشاں کوششوں سے سرد ہوئی۔ آگ کے بجھانے کی تدبیر انھوں نے یہ کی تھی کہ ٹپیل بار پانی کا رز اسٹیم فیلڈ اور بعض دوسرے عملوں کے کچھ کچھ مکانات بجھک سے اڑا دئے جس سے مکانوں میں فصل واقع ہو گیا اور شعلے اس فصل کو عبور نہ کر سکے۔ بہر حال نقصان نہایت خوفناک ہوا۔ تیرہ ہزار دوسو سکونت مکان اور نواسی گرجا جل کر الگھ کا ڈھیر ہو گئے اس کے علاوہ شہر کی کینول کا دفتر ساہوکارہ کی عمارت جنگی خانہ اور کلیسا سٹینٹ پائل بھسم ہو گیا۔ لیکن آخر میں ہی آگ جو نمونہ قہر یہی تھی دلیل رحمت باری ہوئی اس لیے کہ اس نے ان ناپاک چولی مکانوں کو جو عفویت میں سنڈاس سے بھی بدتر تھے زمین کے برابر کر دیا اور ان غص کنوؤں اور نلوں کو جکا زہر ملا پانی اہل شہر پیا کرتے تھے راگہ اور کنکر تھوڑے پاٹ دیا۔ اب اینٹوں کے پتھر مکانات تعمیر کیے گئے اور اب نوخیزی کے جزو غالب کا ذخیرہ نئی نہر کی آب رسانی ۱۷۱۷ء چشمہ چٹول میں قائم کیا گیا جو ضلع ہرٹوفرڈ شائر میں واقع ہے۔ اس جسمے سے ایک نہر کاٹ کر لائی گئی جو نئی نہر کے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ نہر سر یوٹیلٹس نے ۱۷۱۹ء میں تیار کی تھی۔

ملک پر تو چاروں طرف سے یہ معیتیں آرہی تھیں اور کلیرنڈن بیڑے کو جنگ کے لیے از سر نو تیار کرنے کے لیے دارالعوام سے فرید رقم طلب کر رہا تھا۔ لیکن اراکین دارالعوام کا یہ شبہ اب قوی ہو چلا تھا کہ ان کا دیا ہوا سب روپیہ شاہی دربار رنگ رلیاں منانے میں اڑا دیتا ہے۔ چنانچہ تصدیق حسابات کے لیے انھوں نے ایک مجلس کے تقرر کا باصرار مطالبہ کرنا شروع کیا۔ چار س خوب جانتا تھا کہ حساب کی جانچ پر تال سے اس کا کلا اھل بگاڑ جائے گا۔ اس لیے اس نے رسمی مطالبہ سے دست کش ہونے اور صلح کرے نے کا صلح نامہ دیکر ۱۷۱۶ء مصمم ارادہ کر لیا۔ مئی ۱۷۱۶ء میں اس نے کوئی کوچ میں ڈال کر بیڈا میں مجلس صلح کے انعقاد کا انتظام کر دیا۔ لیکن ابھی کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ ولندیزی امیر المردی رائٹر ساٹھ جہازوں کے ساتھ دریائے میڈوے کو حیرتا ہوا دفعۃً آگے بڑھا اور چیتیم کے منظم برتین جنگی جہازوں کو آگ لگا دینے کے بعد اس نے فوری طور پر ولندیزی بیڈا انگریزی جہازوں کے بندہ کر دیا۔ انگریزوں کو جب معلوم ہوا کہ باوجود اس قدر صرف تیر کے میا میڈوے پر لگا دیتا ہے۔ ان کا جنگی بیڈا خود اپنے مدد بالی بھی حفاظت نہیں کر سکا تو سخت ہلکا و خستہ

اور اپنا خدائے انھوں نے کلیرڈن پر کھلا جو ایک عرصے سے بادشاہ اور قوم دونوں کی نظر واپس سے گرا ہوا تھا۔ صلح نامہ پر دستخط ہوتے ہی انھوں نے اسپر الزامات قائم کر دیئے اور وہ فرار ہو کر فرانس چلا گیا جہاں اپنی کتاب موسوم ”تاریخ بناوت عظیم“ لکھ چکے کے بعد جلا وطنی کی زندگی کا جلاوطنی کا جلاوطنی کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی بیٹی این ہڈ کا عہد ۱۶۶۰ء میں امیر کبیر پارک سے چھ گیا تھا اور انگلستان کی ملکہ میری اور ملکہ این اسی این ہالڈ کے بطن سے تھیں۔

کلیرڈن کے عزل کے ساتھ ہی پارلیمنٹ میں اس زبردست فرین کی قوت ٹوٹ گئی جو شہسواروں کے نام سے موسوم تھا۔ چارلس اب اپنی ہی رائے پر چلنے لگا اور اس کے ضد حکومت کا باقی حصہ پارلیمنٹ کو رک دینے کی انتہائی کوششوں میں صرف ہوا۔ کچھ عرصہ سے یہ یوٹی کونسل کے ان اراکین نے جو بادشاہ کے مشیران خاص میں درجہ امتیاز رکھتے تھے ایک مجلس خاص کا اقامہ قائم کر لیا تھا جو ”کیبل“ کہلانے لگی تھی۔ ”کیبل“ ایک فرانسیسی لفظ ہے جس کے معنی انجمن کے ہیں اور ”کیبل“ (دلی جھگڑا) اسی سے ماخوذ ہے۔ وزارت دریکیل ۱۶۶۶ء انگلستان کے موجودہ دوکامینہ کی ابتدا اسی مجلس سے ہوئی۔

فنایت ۱۶۶۶ء۔

یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ اس زمانے کے کامینہ وزارت کے پانچ اراکین کلف ڈارلنگٹن بکنگھم آئینے اور لاڈرڈیل کے ناموں سے موسوم تھے اور ان ناموں میں سے ہر ایک کے ابتدائی حرف کو اگر ملایا جائے تو لفظ ”کیبل“ بن جاتا ہے۔ آئندہ چھ سال تک یہ وزراء بادشاہ کے معتدین و مدیمان خاص بنے رہے اور ساری قوم کو ان سے ایسی سخت نفرت ہو گئی کہ آج کے دن تک لفظ کیبل برے معنوں میں لیا جاتا ہے۔

دراصل یہ بیچارے چارلس کی خفیہ سازشوں کا ختمہ مشتق بنے ہوئے تھے۔ کچھ مدت سے یوٹی ہارڈم نے ہالینڈ پر جو مہمپانہ کے مقبوضات سے تھادمت واری شروع کر رکھی تھی۔ ۱۶۶۶ء میں اس کی پیش قدمی کی خطرناک رفتار نے ہالینڈ کو خوفزدہ اتحاد ۱۶۶۶ء کر دیا اور ڈی وٹ نے برطانوی سفیر متعینہ ہیگ سرولیم ٹیل کی بددوسے ہالینڈ سٹیٹن اور انگلستان کے درمیان حوثیتوں کے عینوں پر اسٹنٹ مالک تھے ایک اتحاد ۱۶۶۶ء قائم کر کے کوئی پر ایسا دباؤ ڈالا کہ اسے

ایکس لاشابل کے مقام پر ہسپانیہ کے ساتھ صلح کرتے ہی بنی۔ اس کا توڑ لوی نے یہ سوچا کہ چارلس کے ساتھ ایک ایسا بھجوتہ کرے جس کی کا نوکان کسی کو خیر نہ ہو۔ چارلس پارلیمنٹ کو کیتھولک فرقہ کی حمایت یا فرانس کی طرف داری پر آمادہ نہ کر سکتے کی وجہ سے پہلے ہی بڑا بیٹھا تھا۔ اس لیے لوی کا داؤں چل گیا اور دو وژن تاجداروں کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ بمقام ڈوور قلمبند ہوا جس میں چارلس نے اس شرط پر اپنے کیتھولک مومنوں کا ڈوور کا خفیہ معاہدہ <sup>۱۶۷۲ء</sup> اعلان کرنے اور ولندیزیوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کو مدد دینے کا وعدہ کیا کہ اس کے معاوضے میں اسے تین لاکھ پاؤنڈ سالانہ

دیا کرے اور دوسرے اگر رعایا آمادہ فساد ہو جائے تو اس کی کمک کے لیے فرانسیسی فوج انگلستان بھیجنے کا پٹا اٹھائے۔ صرف کلفرڈ اور آرنگلٹن کو جو کیتھولک تھے اس معاہدہ کا علم تھا اور وہ بھی کل حقیقت سے پورے پورے آگاہ نہ تھے۔ سال آئندہ یعنی ۱۶۷۳ء میں چارلس کو جنگی بیڑے کے مصارف کے لیے دارالعوام سے ایک بیش قرار رقم ملے گی لی اور اس کے بعد اس نے پارلیمنٹ کو پورے دو سال کے لیے ملتوی کر دیا۔

بدھدی سے چارلس اب بددیانتی پر اتر آیا اور کلفرڈ کے مشورے سے اس نے خزائن عامہ کو بند کر دیا۔ لندن کے زرگروں اور مہاجنوں کا مدت سے یہ دستور ملا تھا کہ لوگ جو روپیہ ان کی کوٹھیوں میں امانت جمع کرتے تھے وہ گورنمنٹ انگریزی <sup>۱۶۷۳ء</sup> کو قرض دے دیتے تھے اور اصل رقم مع سود انھیں سرکاری محاصل میں سے وقت پر مل جایا کرتی تھی <sup>۱۶۷۳ء</sup> میں اس قومی قرضہ

کی بابت شاہی خزانے کے ذمہ کم و بیش تیرہ لاکھ پاؤنڈ کی رقم واجب الادا تھی۔ لیکن ایک اضربوں کے ایک شاہی فرمان نے تمام انگلستان میں ایک کھلبلی سی ڈال دی کہ ایسی کوئی رقم اب مقرر نہ دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ان تمام لوگوں پر جن کا امانتی روپیہ زرگروں نے قرض دیا تھا مصیبت کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا اور قوم کا دیوالہ نکل گیا۔ کہیں ولیم اور میری کی تخت نشینی کے وقت جاگیر برسوں کا قرض ادا ہوا۔

رعایائے انگلستان کے دل میں یہ صریح حق تلفی ابھی کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی کہ اسے پارک نے کھلم کھلا اپنے رومن کیتھولک ہونے کا اعلان کر دیا اور چارلس نے لکے ہاتھوں ایک فرمان مساحت کے اجراء سے تمام ان قوانین پر خطا مبینہ کھینچ دیا جو قرض

رومن کیتھولک اور فرمہ مخالفین کلیسائے انگلستان کے خلاف نافذ کیے گئے تھے۔ ان سب پر پھر یہ کہ اس نے علانیہ لٹی کے ساتھ مل کر ولندیزیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ بلاشبہ اب بالینڈ کے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی لیکن تقدیر کے رستے نرے ہیں۔ ڈی وٹ ایک بلوے میں قتل ہو گیا۔ اور نوجوان ولیم ایریج برائے اقتدار ہوا۔ نوجوان اس مشہور ولیم کا پروتا تھا جس نے ازبجہ کے بالینڈ کے ساتھ دوسری جنگ لڑی۔

عہدہ حکومت میں بالینڈ کو اعیانہ کی دستبرد سے بچایا تھا۔ اپنے ہمارے جدِ امجد کی تقلید کر کے اس نے بھی ولندیزیوں سے ساحلی پیشہ ترواکر ملک کے نشیبی علاقے کو سمندر کے پانی سے غرقاب کر دیا اور اس طور پر اتحادی افواج پسپائی پر مجبور ہو گئیں۔

چارلس کے پاس جب روپیہ نہ رہا تو آخر اسے پارلیمنٹ کے انعقاد کی منظوری دینے اور اراکین دارالعوام کی رہنمائی کا سامنا کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ انھوں نے پہلے تو چھوٹے ہی اس سے ”فرمانِ مسامحت“ مسترد کر لیا اور اس کے بعد ”قانونِ آزمائش“ کے نام سے ایک ضابطہ نافذ کیا جس کے بموجب تمام دیوانی اور فوجی عہدہ داروں سے اقرار لیا جاتا تھا کہ ہم کلیسائے روم کے عقائد سے کچھ سوکار نہیں رکھتے اور کلیسائے انگلستان کے طریقے کے مطابق اصطلاح لیں گے۔ اس ضابطے کے نفاذ کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر مارک کو عہدہ امیر البحر سے مستعفی ہونا پڑا اور کلفڈ اور آرٹنگٹن بھی اپنی اپنی خدمتوں سے الگ ہو گئے۔ ایشلی کی بھی جے امارت شیفتبیری کا درجہ عطا ہوا تھا بادشاہ سے نزاع ہو گئی جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اسے وزارت کیبل کا خاتمہ۔

طوریہ ”وزارت کیبل“ ٹوٹ پھوٹ گئی اور وہ کلنگ کانیکا اپنے ساتھ لیتی گئی جو اس کے عہد کی بدعنوانیوں نے اس کے ماتھے پر لگا یا تھا اس کے نتیجے میں نے بادشاہ کی مخالفت کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ پارلیمنٹ میں ایک نیا گروہ قائم ہو گیا جو وزارت اور فرقی اختلاف۔

چینوا بن گیا۔ اسی گروہ سے وزارت ”اور“ فرقی اختلاف“ کی اس تقسیم کی ابتدا ہوئی جو آج کے دن تک قائم ہے۔

یہ دیکھ کر کہ پارلیمنٹ اپنے ارادے پر تلی ہوئی ہے چارلس نے حسب معمول سر تسلیم خم کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنا سنا صدر اعظم امیر ٹینیس سٹامس اسبرن کو مقرر کیا جسے راکین دارالعوام بھی سمجھتے تھے اور ۱۶۷۹ء میں ہالینڈ کے ساتھ صلح کر لی۔ اس کے جواب میں پارلیمنٹ نے ٹینیسی کی وزارت کو مسترد کیا۔  
 ۱۶۷۹ء - بھی اس کی دل جوئی کی اور رقم کی منظوری دینے میں فراخ حوصلگی سے کام لیا۔ چارلس کو نظر اہراب رعایا کی رضا جوئی پر یاں تک ملاحظہ بھی کہ اس نے ۱۶۷۹ء میں ٹینیسی کو ولیم امیر آئرلینڈ کے ساتھ امیر یارک کی سب سے بڑی بیٹی میری کے عقد کے بارہ میں نامہ و پیام کرنے کی اجازت دیدی۔  
 اس رشتے سے لوگ بہت ہی خوش ہوئے اس لئے کہ ولیم اور میری دونوں کے دونوں پرنسٹن تھے اور چونکہ جیمز کے کوئی اولاد نہ رہی تھی اس لئے اپنے باپ کے بعد ہی وارث تخت و تاج ہونے والی تھی۔

لیکن چارلس کی خفیہ ریشہ دو انیاں بدستور جاری تھیں اور وہ ابھی تک چپکے چپکے لوی کے ساتھ برابر ساز و باز کر رہا تھا۔ ۱۶۷۹ء میں اس نے لوی سے ایک لاکھ بائیس ہزار پاؤنڈ سالانہ کا وظیفہ لے کر وعدہ کیا کہ لوی کے استعراج کے بغیر کسی طاقت چارلس لوی سے وظیفہ لیتا۔  
 سے کوئی جنگ یا کسی قسم کا معاہدہ نہ کرے گا اور ۱۶۷۹ء میں جب دارالعوام نے فرانس پر فوج کشی کرنے کے لئے اس سے اصرار کیا تو اس نے ایک اور خفیہ معاہدہ کر کے پارلیمنٹ کی برطرفی کی غرض سے جو بیس ہزار پاؤنڈ کی مزید رشوت لوی سے لے لی۔

اگرچہ یہ تمام معاملات خفیہ رکھے گئے تھے لیکن بھر بھی رعایا کے دل کو لگی ہوئی تھی کہ اس کی جڑیں کاٹی جا رہی ہیں۔ انھیں دونوں ایک بدتماش پادری نے جس کا نام ٹائٹل اس تھا ایک ایسی وحشت انگیز افواہ مشہور کی جس سے تمام انگلستان میں دل جل پڑا۔  
 اوٹس نے جاپانی ذاتی اغراض کے لیے فرقہ جیسویٹ میں شامل ہو گیا تھا۔ انڈینڈ کا ڈفری نامی ایک حاکم عدالت کے اجلاس میں اگر جھوٹ موٹ یہ بیان لکھوا دیا کہ فرقہ جاپانی سازش میں ہے۔  
 کیسے لوگ کے لوگوں میں بادشاہ کو مار ڈالنے اور کیسے لوگ حکومت قائم کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ اس کے کچھ ہی دن بعد کا ڈفری کسی نے سینٹ پیٹرکس کے گرجا کے قریب ایک کھائی میں قتل کر دیا۔ لوگ سمجھے کہ یہ فرقہ کیسے

کارتستانی ہے جس نے اپنی ساریں بدبدہ ڈالنے کی غرض سے گلاؤ فری کا کام تمام کر دیا ہے۔ چنانچہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو اس معاملے کی تحقیقات کے لیے ایک مجلس مقرر کی گئی۔ اس اثنا میں ایک شخص مسمیٰ کوئل مین کے پاس سے جوامیر یارک کی سیگم کا متعہ تھا کچھ کاغذات برآمد ہوئے جن کے مطالب نے ارکان مجلس کو تشویش میں ڈال دیا اور دارالعوام کی ہر سیگم کی حد کو پہنچ گئی کہ فوراً ہی اس مضمون کا ایک قانون نافذ کر دیا گیا کہ بجز امیر یارک کے اور کوئی کیسٹھولک پارلیمنٹ میں داخل نہ ہونے پائے اس کے بعد پورے ڈیڑھ سو سال تک کوئی کیسٹھولک پارلیمنٹ کا رکن منتخب نہ ہوا۔ لیکن حکومت نے اسی برس نہ کیا۔ اس کی بدگمانیاں فرقہ کیسٹھولک پر ابھی اور بھی نئے نئے ستم ڈھانے والی تھیں اور جس کی ہر دلخیزی روز بروز بڑھتی گئی اور یہ دیکھ کر کہ جاسوسی ایک چلتا ہوا جادو ہے اُس نے اور دوسرے مخبروں نے حلفیہ اظہار دے دے کر بہت سے ناگروہ گنہ کیسٹھولکوں کو سولی پر لٹکوا دیا۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور و معروف لارڈ اسٹیفورڈ ایک حق پرست اور نیک نفس امیر تھا جو اپنی بیگناہی کی دہائی دیتا ہوا ۱۶۷۸ء میں قتل کیا گیا۔ چارلس اپنے باران مجلس کے حلقہ میں بیٹھا ہوا اس خون ناحق کا تماشہ دیکھ دیکھ کر ہستیا تھا اور ذرا تعرض نہ کرتا تھا۔ ادھر شیفٹسبری جو لارڈ ڈینی کو اکھاڑ پھیلنے کی طر میں تھا جلتی آگ پر اور تیل ڈالتا جاتا تھا۔

اس مدت میں شاہ لوئی نے ہالینڈ اور ہسپانیہ کے ساتھ صلح کر لی تھی اور جابین نے نیگلوں کے مقام پر عہد نامہ پر دستخط بھی کر دیئے تھے۔ اب چونکہ وہ چارلس کی مدد سے بلجیئم ہو گیا اس لیے اُس نے وظیفہ بھی موقوف کر دیا۔ اور مانڈینگ (انگریزی سفیر تعینہ پیرس) عہد نامہ نیگلوں کے لئے۔

نے جسے ڈینی کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا تھا وہ تحریر جس میں وظیفہ کے متعلق قرار دیا ہوا تھا دارالعوام کو دکھا کر سارا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اس مراسلت پر ڈینی کے دستخط ثبت تھے اور بادشاہ کے ماتھے کی لکھی ہوئی ایک یادداشت بھی درج تھی۔ لاکین دارالعوام پر اس مراسلت کے دیکھتے ہی ایک بجلی سی گریڈی۔ انگلستان کا بادشاہ اور فرانس کا وظیفہ خوار ہوا۔ اس سے بڑھ کر ذلت و رسوائی انگریزی قوم کے لئے اور کیا ہو سکتی تھی؟ دارالعوام نے اس قومی شکست کی پاداش میں ڈینی سے فوراً مواخذہ کیا اور چارلس نے مزید انگشتا خات کے خوف سے

پارلیمنٹ کو جو ساڑھے سترہ سال سے قائم چلی آتی تھی تو ٹوڑ دیا۔

لیکن قوم اب پوری طرح سے چوکنی ہو گئی اور جب ۶ مارچ ۱۷۹۹ء کو دوسری پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں آیا تو پمپنی قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا جہاں وہ پانچ سال تک رہا اور دارالعلوم نے امیر یارک کو کیتھولک ہونے کی باادخس میں وراثت تاج و تخت سے ہمیشہ کے لیے

مسودہ قانون عروہ کی دفعہ ۱۷۹۹ء میں مبعوثین قوم کی ان کارروائیوں سے خائف ہو کر بادشاہ نے جیمز کو ملک

سے باہر بھیج دیا اور پارلیمنٹ کو جسے وجود میں آئے ہونے دوہی

چینے گزرے تھے برخاست کر دیا لیکن اس قلیل مدت میں شیفتھری نے ایک نہایت

ہی مفید قانون جاری کر لیا۔ یاد ہو گا کہ قبلا اعظم کے نفاذ کے وقت سے ہر انگریز کو

یہ حق حاصل تھا کہ کسی الزام میں گرفتار ہونے پر حکم نامہ چالان کے اجرا کی درخواست پیش کرے

قانون شہادت وجود ۱۷۹۳ء (دیکھو صفحہ ۲۷۷) لیکن حکام عدالت اور فرمانروایان وقت نے ایک

مدت سے رعایا کے اسحق کو پس پشت ڈال رکھا تھا اور لازم کا عدالت

میں حاضر ہونا یا نہ ہونا ان کی مرضی پر موقوف تھا۔ اب شیفتھری نے جلد سے کی مخالفت کے

باوجود قانون شہادت شہودی کے نام سے ایک ایسی ضابطہ کا مسودہ پیش کر کے اسے

منظور کر لیا۔ اس قانون کے نفاذ سے تمام خرابیوں کی اصلاح ہو گئی اور قانون کی عبارت

ایسی صاف و صریح تھی کہ اس میں تاویل کی گنجائش ہی نہ رہی۔

مسودہ قانون محرومی کی منظوری کے لیے اب تک برابر جدوجہد ہو رہی تھی۔ نئی

پارلیمنٹ کا اجلاس اکتوبر میں ہوا اور دارالعوام نے مسودہ کے شکل قانون نافذ کیے جانے کی

منظوری دے دی۔ لیکن ایک نہایت ہی قابل مدبر لارڈ ہیری فیکس کی مخالفت کے باعث

دارالاحرار نے اسے نامنظور کیا۔ ہیری فیکس "متوازن" کے لقب سے مشہور تھا یعنی اس

شخص کی طرح جو ڈکائی کشتی کا وزن قائم رکھنے کے لیے ایک مکان سے اٹھ کر دوسری

مکان پر جا بیٹھا ہے اور باری باری سے اسی طرح پہلو بٹاتا رہتا ہے وہ بھی کسی فریق کو

شیوہ انتہا پسندی اختیار نہ کرنے دیتا تھا۔ اس وقت حالت یہ ہو رہی تھی کہ اگرچہ

پارلیمنٹ تو یہ چاہتی تھی کہ چارٹس کے بعد امیر رینج کی حکم میری۔

تخت نشین ہو لیکن شیفتھری امیرانہ کے لیے جگہ توڑ کر رکھا



جو چارلس کی ایک دہشتہ کے لجن سے تھا اور بادشاہ کی اپنی اس اولاد ناجائز برٹش نظر التفات تھی۔ سیلی فیکس کو شیفسبری کی تجویز میں برٹش خدایاں نظر آتی تھیں اور اس کا خیال تھا کہ مانتھہ کی جائیداد ملک کو کبھی راس نہ آئے گی۔ مانتھہ نہایت ہر دلخیز تھا اور عوام میں "پیر الٹنٹ امیر" کے عرف سے مشہور تھا اور شیفسبری نے اپنے پارلیمنٹ کی برٹش جنوری ۱۸۰۱ء منعصوبہ کی کامیابی کے لئے مشہور کر رکھا تھا کہ چارلس موجودہ ملک کو عقد میں لانے سے پہلے مانتھہ کی ماں سے نکاح کر چکا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو جائیداد کے مسئلے میں سیلی فیکس کے ہم خیال تھے۔ چنانچہ اس زمانے کے مشہور شاعر ڈرائڈن نے ایک ہجو نظم لکھی تھی جس میں مانتھہ اور شیفسبری کو اپنے عہد کے ابلا م اور اکتھو فل ظاہر کر کے بتایا گیا تھا کہ یہ دونوں حکومت کے لیے جوڑ توڑ کر رہے ہیں۔ ہر حال بادشاہ اپنے بھائی امیر یارک کی طرفاری میں ثابت قدم رہا اور صورت حالات ایسی نازک ہو گئی کہ اس نے پھر پارلیمنٹ کو برطرف کر دیا۔

اب ملک میں دو زبردست جماعتیں پیدا ہو گئیں جنکی باہمی رقابت نے نظام سیاست کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک تو شیفسبری کا گروہ تھا جو "ارباب حاجت" کے نام سے موسوم رہا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے بادشاہ کی خدمت میں اس مضمون کی درخواست پیش کی تھی کہ مسودہ قانون محدودی سے اتفاق کیا جائے۔ دوسرا گروہ "ارباب اغراض" کہلاتا تھا جو مسودہ کے مخالفت تھے۔ یہ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو اندازہ تحقیق "دھک" اور "ٹوری" کے ناموں سے پکارنے لگیں۔ "دھک" کٹھی چھاچھہ کو کہتے ہیں اور یہ نام تبریضا اسکالینڈ کے باغیوں کو دیا گیا تھا۔ امیر یارک کے ہوا خواہ شیفسبری کے

طرفداروں کو اسی نام سے یاد کرتے تھے جس سے ان کی یہ مراد تھی کہ ان لوگوں نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کا ارتکاب کیا ہے۔ ٹوری اکثر لینڈ کی سر زمین کے مالک جماعت کا نام رکھا گیا تھا اور شیفسبری کا فرق امیر یارک کے جانبداروں کو چڑانے کے لیے اسی نام سے پکارتا تھا کہ اکثر لینڈ کے باغیوں کی طرح یہ بھی برٹشوں کے دشمن ہیں۔ لیکن آگے چل کر ان دونوں فطلوں کا اصلی مفہوم ضبط ہو گیا اور دھک سے تو وہ فرق مراد لیا جائے گا جو زیادہ تر رعایا کے حقوق کا حامی ہوا اور ٹوری اس

فریق کو کہنے لگے جو تاج کا طرفدار ہو چنانچہ آج کے دن تک ان الفاظ کے ہی معنی یہاں  
 ۱۶۷۱ء میں چارلس کی پانچویں پارلیمنٹ کا جو اس کے عہد کی آخری پارلیمنٹ  
 تھی اس کے ٹڈ میں اجلاس ہوا۔ فریق دھک یہ سمجھ کر کہ رو میں کیسے لوگ حکومت کے قیام کیلئے  
 فی الحقیقت کوئی سازش کی جا رہی ہے اس موقع پر اپنے ہمراہ ایک مسلح جمیٹ لیتا آیا  
 اور ان لوگوں کی اسی ایک حرکت نے ان کا بنا بنا یا کھیل بگاڑ دیا۔ عوام کو یہ اندیشہ انگلیں  
 ہونے لگا کہ خانہ جنگی اور دھکی کا بازار نہیں ملک میں پھر گرم نہ ہو جائے۔ اسی لیے  
 اس کے ٹڈ پارلیمنٹ ۱۶۷۱ء جب چارلس جمیٹ خاصہ کا ایک زبردست دستہ لیے ہوئے  
 آکسفرڈ پہنچا اور اس کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ آئین کی شہزادی  
 نائب السلطنہ نامزد کی جائے گی اور اس کی وفات پر گونام کو جیمز بادشاہ کہلائے گا لیکن  
 عنان حکومت و حقیقت شہزادی ہی کے ہاتھ میں رہے گی تو ایک بہت بڑی جماعت  
 اس کی تائید پر آمادہ ہو گئی اس کے کوئی ہفتہ بھر بعد کسی اعلان کے بغیر چارلس نے  
 پارلیمنٹ کو کیا پاک ٹوڑ دیا اور اس کے بعد کوئی پارلیمنٹ طلب نہ کی۔  
 غرض اس مقابلے میں چارلس کو کامل فتح نصیب ہوئی اور اس کے مخالفین نے بری طرح  
 منہ کی کھائی لارڈ شیفٹسبری پر ہانپتہ کے ساتھ مل کر سازش کرنے کی علت میں بغاوت  
 کا الزام قائم کیا گیا اور جب شہر کے قلعے عدالت نے جو دھک نئے ایک ایسی  
 شیفٹسبری کا نواں ۱۶۷۲ء جوری کا انتخاب کیا جس کے اراکین اس کے موافقین میں تھے  
 تو چارلس نے لندن کی شاہی سند میں ایک خامی نکال کر دوسرے  
 قلعے کا انتخاب کر لیا لیکن اس عرصے میں شیفٹسبری فرار ہو کر ہالینڈ چلا گیا جہاں سال بھر بعد  
 ۱۶۷۳ء میں اس کا انتقال ہو گیا وہ خود تو ڈوبا تھا۔ لیکن اپنے ساتھ اچھے اچھوں  
 کو لے ڈوبا۔ فریق دھک کو اس کے چلے جانے کے بعد بھی بادشاہ کے مقابلے  
 میں غلبہ پانے کا حوصلہ باقی تھا مانتہ کے رفیقوں اور ہوا خواہوں کی جماعت بہت  
 بڑی تھی اور ان میں لارڈ ولیم رسل لارڈ ایکس الکرٹان رسل فی لارڈ گرے اور لارڈ ہاورڈ  
 کا نام خصوصیت سے لیا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنا ایک الگ جماعت قائم  
 کر رکھا تھا یہ بات تو یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ آیا ان لوگوں کی نیست  
 سازش مافی کھس جتن ۱۶۷۳ء طرہ نکالنے کو بغاوت پر ابھارنے کی تھی یا نہیں لیکن یہ ایک واقعہ ہے

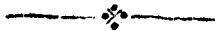
کہ چند جیوٹ اور ہتھ چھٹ آدمیوں نے جن سے یہ لوگ قطعاً ناواقف تھے۔ یہ سازش ضرور کی تھی کہ چارلس اور جیمز کی سواری جب نیو مارکٹ سے لندن کو جاتے ہوئے رائی ہاؤس سے گزرے جو ہر ٹھوڈنشاہ میں ایک سونامقام ہے تو دونوں کو قتل کر دیا جائے اتفاق سے یہ سازش کھل گئی اور اگرچہ وحش جماعت کے سرداروں کو اس کا کچھ علم نہ تھا پھر بھی بادشاہ کے قانونی مشیروں نے اُس موقع سے فائدہ اٹھا کر ان پر مقدمات قائم کر دیے۔ ایسکس نے تو کلف لندن میں بحالت اسیری خودکشی کر لی اور رسل اور سڈنی کی گردن ماری گئی۔ لارڈ رسل ایک شریف النفس

امیر تھا اور اُس کے احباب و رفقا کے دلوں میں اس کی بجا انتہا قدر و منزلت تھی۔ انھوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ کشش کا اٹھانا نہ رکھا کہ کسی طرح وہ جان سلامت لے کر نکل جائے۔ مانتھے کہ تعلق خاطر کا یہ حال تھا کہ وہ طرزم کی حیثیت سے رسل کے پہلو پہلو عدالت کے کٹھن سے میں نظر ہونے کے لیے تیار ہو گیا اور لیڈی رسل کچھ یادداشتیں قلمبند کر کے عدالت لیتی آئی تھی کہ اپنے خاوند کو جواب دہی میں مدد دے۔ لیکن اس زمانے میں جب کہ حکام عدالت کے تقرر اور برطرفی کا انحصار بادشاہ کی مرضی پر ہوتا تھا سرکاری مقدمات میں انصاف کی توقع رکھنا عبث تھا۔ رسل اور سڈنی دونوں کے دونوں مجرم قرار دیے گئے اور سبیل حریت میں جو ان کے سامنے تھی ویرانہ فدا ہو گئی۔

اب ٹوری فریق کو حریفوں کی طرف سے کوئی کھٹکانہ نہ رہا۔ اور وہ من مانی کارروائیاں کرنے لگے۔ کچھ دنوں سے امیر پارک اس خدمت پر متعین تھا کہ اسکا ٹیکنیڈین منصب متعابدین کا جن جن کر فائدہ کر دے۔ اپنی خدمت مفوضہ انجام دیکر اب وہ واپس آگیا اور از سر نو مارت بجری کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اسی کے ساتھ قانون آزمائش کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار پا کر اُسے بحیثیت رکن شاہی کونسل میں شریک ہونے کی اجازت بھی مل گئی۔ جن شہروں نے فریق وحش کی حمایت کی تھی ان میں سے اکثر کی سند آزادی چھین لی گئی اور بعض وحش سرداروں پر مقدمے چلائے گئے اور جرمانے کیے گئے۔ چارلس کو کوئی طرف سے رشوت کے طور پر اب پھر سالانہ وقفہ ملنے لگا جس کی غرض یہ تھی کہ چارلس ولیم امیر کینج کا ساتھ نہ دے اور چونکہ اب اُس کے پاس علاوہ اُن چھ

پٹنوں کے جو انگلستان سے باہر تھے مستقل فوج بقدر نو ہزار کے موجود تھی اس لیے اپنی سلامتی کی طرف سے وہ ہر طرح مطمئن تھا۔ پادریوں نے بھی ہر جگہ اس اصول کی تلقین سکندر اطاعت فرمے۔ شروع کر دی تھی کہ بادشاہ کی اطاعت ایک فرض ہو کر رہے غرض

چارلس ان مختلف تدبیروں سے اپنی خود مختارانہ حیثیت قائم کرنے میں کامیاب ہو ہی چلا تھا کہ موت نے چشم زدن میں اس کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ ۲۔ فروری ۱۶۵۹ء کو اُسے دورہ اٹھا اور چند دن بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بستر مرگ پر ایک کیتھولک راہب نے جسے اس کا بھائی امیر یا ایک خفیہ طور پر لے آیا تھا کلیسائے روم کی آخری رسوم اس کے حق میں انجام دیں۔ اُن سے فریخت پکڑائیں نے اپنے تمام امراء دربار اور اساتذہ کو طلب کیا اور اپنے قدر پٹخانہ انداز میں اُن سے اس طرح مخاطب ہوا کہ صاحبِ معاف کرنا میں تو کبھی کامر گیا ہوتا لیکن اس کینعت موت ہی نے ناحق اتنی دیر لگا رکھی تھی۔ پھر وہ ایک تملطف آمیز باتیں ناگ کی گائیں بل کہیں سے جو اس کی منظور نظر تھی۔ ۶۔ فروری ۱۶۵۹ء کو دسرتہ اجل آپہنچا اور زندہ دل تاجدار کا مرغ روح قفسِ عنبری سے پرواز کر گیا۔



# باب میسواں

## دوران انقلاب

جمہوریتانی ۱۶۸۵ء لغایت ۱۶۸۹ء

ولیم اور میری ۱۶۸۹ء لغایت ۱۷۰۲ء

(میری نے ۱۶۸۹ء میں وفات پائی)

اگر یہ دیکھنا چاہو کہ کس طرح ایک نیک نیت شخص محض اپنی کج رانی اور وعدہ خلافی سے چار سال کے اندر اندر ایک قوم کی قوم کو اپنا دشمن بنا سکتا ہے تو جمہوریتانی کے عہد حکومت پر نظر ڈالو۔ چارلس ثانی کے زمانے میں اگرچہ پارلیمنٹ نے اسے سخت وتاج سے محروم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اپنے بھائی کی وفات پر جب اُس نے یہ اعلان کیا کہ میں مذہب اور سلطنت کی اس شکل میں جو قانون نے قرار دی ہے حمایت کروں گا تو سب لوگ مطمئن ہو گئے اور تاج شاہی اُس کے سر پر رکھا گیا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ اکثر لوگ بھی سمجھتے تھے کہ اگرچہ نیا بادشاہ از روئے عقیدہ کیتھولک ہے مگر بھی جب وہ وعدہ کر چکا ہے کہ حکومت میں انگریزی قانون کی پابندی ملحوظ رکھے گا تو ضرور ہے کہ اسے اپنے عہد کا پاس ہو۔ گمان غالب یہی ہے کہ اول اول جمہور کا ایسا ہی ارادہ تھا لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ وہ پرے درجے کا خود رائے تنگ نظر متعصب اور ضدی واقع ہوا تھا کسی مسئلے کو کسی دوسرے کے نقطہ نظر سے دیکھنا اس کے لیے محال تھا اور اس لیے ایک آزاد قوم پر حکومت کرنے کی اس میں مطلق قابلیت نہ تھی۔

یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ جمہور کا مذہب رومن کیتھولک ہے ایسی حالت میں اگر وہ اپنے عقائد کا پابند رہ کر دوسروں کے عقیدوں سے تعرض نہ کرتا یا زیادہ سے زیادہ یہ کوشش کرتا کہ کیتھولک فرقے کے جو لوگ انگلستان میں آباد

ہجرتانی کی سیرت اور اُس کے اغراض و مقاصد مل جاتا تو عجب زحمت کہ اُس کی رعایا کے تمام بیٹے تھیں ہو جاتے اور کوئی فرق بھی ناخوش نہ رہتا۔ لیکن اُس کی خواہشیں اس سے

بھی زیادہ وسیع تھیں۔ وہ چاہتا تھا کہ قانون آزمانش ایک قلم منسوخ ہو جائے تاکہ سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر وہی کیتھولک مقرر کیے جاسکیں۔ اسی کے ساتھ وہ قانون شہادت شہودی پر بھی جس کے سبب سے وہ اپنے کتھولک چینیوں کو سزا سے قید نہ دے سکتا تھا خط منسوخ کھینچنے کا آرزو مند تھا تاکہ پھر وہ اپنے ہوا خواہوں کا ایک جھٹکا کر انگلستان کو از سر نو مذہب کیتھولک کا حلقہ بگوش بنادے۔ اسے یہ خیال نہ آیا کہ انگلستان آئین حکومت قبائلی اعظم پر جان کے دستخط ثبت ہونے کے وقت سے روز افزوں قوت کر رہا تھا اور اس آئین کے لمپا میٹ ہوئے بغیر اُس کی خواہشوں کا برآنا محال تھا۔ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں اس نے ہسپانوی سفیر سے کہا کہ جو مانی میں لگا لی ہے یا تو یہ بالکل ہر جائے کی یا میں سب کچھ جیت کر رہوں گا۔ اس کو تادم نظر فرماؤ اور کو اتنی تیز نہ تھی کہ جو چاہاں وہ چل رہا تھا اس میں ہر یقینی تھی۔

ابھی اس کی تاج پوشی کی رسم بھی عمل میں نہ آئی تھی کہ اُس کے حکم سے اُس کے گنہگار کے دروازے کھول دیئے گئے اور وہ کیتھولک طریق پر علی الاعلان عبادت ہونے لگی۔ اُس نے اس وقت کو فہمائش کر دی کہ کیتھولک مذہب کے جیونانی کی خود مختار رائے خلاف کسی پادری کو زبان لکھنے کی اجازت نہ دی جائے اور تمام اُن اشخاص کی رہائی کے احکام جاری کر دیئے جو حلقہ طاقت دھمکانے کی علت میں قید کر دیئے گئے تھے۔

ان احکام کے بجائے خود بخود محسن ہونے میں کلام نہیں اور ان کے اجرا کا مشورہ جیون کو فرقہ کو کر کے سربراہ و مدد مقتدا اپنے لئے دیا تھا جو اس وقت انگلستان میں موجود تھا اور جس کا اس پر بہت بڑا اثر تھا۔ چنانچہ بارہ سو کوئیکز اور اُس سے دگنے کیتھولک جو قید خانوں میں پڑے سر رہے تھے بیک کیشن قلم آزاد ہو گئے لیکن اس سے اتنا ضرر و بظاہر ہو گیا کہ جیون اراکین دارالعوام بلکہ نظام عدالت تک کی رائے پوچھ بغیر کارروائی کرنے کا منہم ارادہ کر چکا تھا جس کا ظہور ایک موقع پر

تھوڑے ہی عرصے بعد ہوا۔ سرکاری محاصل سے بادشاہ کو اپنے مصارف کے لیے جو رقم ملا کرتی تھی وہ عمر بھر کے لیے ہوتی تھی چارلس کا جب ماہ فروری میں انتقال ہوا تو اس رقم کا ایصال ماموقوت ہو گیا اس لیے کہ نئے بادشاہ کے داخل کی منظوری پارلیمنٹ کے فیصلے پر منحصر تھی اور پارلیمنٹ کا اجلاس مئی کے مہینے میں منعقد ہونے والا تھا چنگی کے محصول کی فراہمی اگر اس مہینے کی مدت تک رُک رہتی تو تجارت و برہم و برہم ہو جاتی۔ اس خیال سے وزیر سر شہرستانہ متعلقہ لارڈ گلفرڈ کی یہ رائے ہوئی کہ جنگی کی تحصیل بدستور ہوئی رہے اور اجلاس پارلیمنٹ کے انتظار میں رقم اٹھا رکھی جائے لیکن چیز اپنی قوت کا سکہ جانا اور اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے وزیر کی تجویز کو رد کر دیا اور حکم دیا کہ رقم جس طرح چارلس کو ایصال ہو کر رہی تھی اسی طرح بدستور اس کے حوالے کر دی جایا کرے۔

لیکن بدوشین کا انتخاب اس احتیاط سے کیا گیا کہ دارالعلوم کے قریب قریب سارے اراکین بادشاہ کے طرفدار ہو گئے اور انہوں نے بے تامل اس کے لیے تاحین جیات انیس لاکھ پاؤنڈ سالانہ کے داخل کی منظوری دے دی اراکین دارالعلوم اس لیے بھی خاص طور پر اپنی وفاداری جتانے چاہتے تھے کہ حال میں ایک بغاوت پھوٹ پڑی تھی اس بغاوت کی کیفیت یہ ہے کہ سائرس رالی ہاؤس کے بعد فریٹ و حک کے جو لوگ فراہم کر پارلیمنٹ چلے گئے تھے ان میں سے اکثر نے چارلس مانتھ کی بغاوت کے مرتبے ہی مانتھ پر زور ڈالا تھا کہ انگلستان جائے اور

۱۱۔ جون ۱۶۵۷ء اہل ملک کو جبر کے خلاف یہ کہہ کر ابھارے کہ انگریزوں کا بادشاہ کیتھولک نہ ہونا چاہیے۔ مانتھ جو ہریلز میں خاموشی سے قناعت کی زندگی بسر کر رہا تھا نہ جاہتا تھا کہ گھر سے باہر قدم رکھے لیکن اس کے صلاح کاروں کا اصرار غالب آگیا۔ اور بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ اسٹراٹل جو خود بھی وطن چھوڑ کر یورپ میں پناہ گزین تھا۔ اسٹامینڈ میں پہنچ کر مشاہدین کو برا بھانتہ کرے اور مانتھ انگلستان کے مغربی علاقے کی طرف جانے لے۔ اس تجویز کے مطابق آرگل مرمری کو مانتھ سے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گیا اور اس کا قید کر کے قبل بھی اس کے واپس آنے کی خبر پانے ہی کے چندے تلے

آجمع ہوا۔ لیکن ہائینڈسے اور جرہ وار اُس کے ہمارا آئے تھے۔ جملہ درمغفولات  
آرگل کی ناکامی اور | دے کر اُس کے منصوبوں کو بکاڑنے لگے۔ اور مشائی افواج  
بدانجامی شہسوار | تجھیں اُس کے آنے کا علم ہو گیا تھا مقابلے کے لیے کیل کانٹے  
سے نہیں تھیں۔ رہے متعابدین سوان کا جزو غالب مرعوب  
ہو کر سر نہ اٹھا سکا۔ غرض جب لڑائی ہوئی تو آرگل کی جمہیت تتر بتر ہو گئی اور وہ  
خود گرفتار ہو کر ایڈنبرا پہنچ دیا گیا جہاں ۲۰ جون شہسوار کو اس کی گردن ماری گئی  
اُس پر بہت دباؤ ڈالا گیا کہ کسی طرح اُن لوگوں کا نام بتا دے جو اُس کے ساتھ  
بغاوت میں شریک تھے لیکن اس بہادر شخص نے آخر وقت تک کسی کے خلاف  
شہادت نہ دی اور نہ یہ درخواستی لگائے دلیرانہ اپنی گردن تیغِ جلاد کے حوالے کر دی  
دارالعوام کے پیش دالان میں ایک تصویر آویزاں ہے جو آرگل کے آخری  
خواب گاہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس تصویر میں ایک طرف زمرہ امرا اُسے متعابدین  
کا ایک سردار کھڑا ہے جس نے اپنی جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور وہ ایلزبتھ  
کو جو مرتے دم تک اپنے عہد پر ثابت قدم رہا قتل سے ایک گھنٹہ پہلے پابندِ بھر  
آرام و اطمینان کی میٹھی نیند سوتے دیکھ رہا ہے۔  
بغاوت سے جن جن لوگوں کو ذرا بھی تعلق تھا اُن سب کو سخت عبرت انگیز  
سزائیں دی گئیں۔ اور اکثر غلام بنا کر بیچ ڈالے گئے۔ قلعہ ڈونٹار میں ابھی تک  
وہ ترخانہ نظر آتا ہے جس میں دھشتی دھک بھڑ بکریوں کی طرح بند کر دیے گئے تھے  
اور پھر جہازوں میں لاوا کر غلام بن کر فروخت ہونے کے لیے امریکہ بھیج دیے گئے  
ہاتھ کو اول اول کسی آئندہ رکامیابی ہوئی۔ مغربی اضلاع میں وہ بہت  
بہرہ و عزیز تھا اور ۱۱ جون شہسوار کو بندرگاہ لانم واقع ضلع ڈارسٹ میں اس کا  
نگرانہ انداز ہونا تھا کہ اس علاقے کی آبادی ہاتھ کی بجے ہاتھ کی ہے! کے نعرے  
لگاتی ہوئی اُس کے ساتھ آملی۔ آکسیٹر۔ پیٹری۔ پیٹری۔ اُس کے ہمراہوں کی قلعہ بندہ ستوں  
پہنچ گئی اور ٹانٹن میں وہ اس شان و شکوہ سے داخل ہوا کہ شہر کی گزراہیوں پر  
اس کی آمد آمد کی خوشی میں رنگارنگ پھیرے اڑ رہے تھے اور بچوں کو اس کے  
ہار لہرا رہے تھے۔ اہل شہر نے اس کا خیر مقدم عقیدت مندانہ گرمجوشی سے کیا



اور دوشیزہ لڑکیوں کے ایک جلوس نے ایک بائبل اور ایک تلوار اُس کی خدمت میں پیش کی۔ لیکن جن لوگوں نے اس طور پر اُس کا ساتھ دیا وہ صرف طبقہ ادنیٰ کے لوگ تھے۔ شرفا اور اہل کلیسا سب بادشاہ کے طہذارت تھے یا کم از کم یہ رائے رکھتے تھے کہ اگر کسی پراسٹنٹ کو باخفت کا حق حاصل ہے تو یہ حق آرنج کی شہزادی میری اور اُس کے شوہر کے لیے مخصوص ہونا چاہیے۔ اکثر اشخاص اس لیے بھی برہم تھے کہ کیوں مانتھ نے ٹائٹن کے بازار میں اپنی بادشاہی کا اعلان روا رکھا در حالیکہ مانتھ کی بادشاہی کا اعلان اُس نے اپنے اعلان عام میں شہور کیا تھا کہ اُس کے آنے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ایک آزاد پارلیمنٹ قائم کی جائے۔

۲ جون

اس اثنا میں شاہی فوجیں اُس کے مقابلے کے لیے ایک فوجی سپہ سالار لاروئی ڈیورا الملقب بد لارڈ فلیور شام کی سرداری میں یلغار کرتی ہوئی بڑھ رہی تھیں۔ مانتھ کو پسپائی پر مجبور ہونا پڑا اور کتر وہ ۵ جولائی ۱۶۸۵ء کو جمہور کے مقام پر جو برج وارٹر کے قریب واقع ہے حریف سے دوچار ہوا شاہی افواج نے صف بندی ایک میدان میں کی تھی جس کی حفاظت کیلئے

جگہ تھیں

۶ جولائی ۱۶۸۵ء ایک گہری خندق کھدی ہوئی تھی جو بکس رائن کے نام سے مشہور تھی مانتھ جسے اس خندق کا حال معلوم نہ تھا آدمی رات

گزرنے کے ایک گھنٹہ بعد غنیم پر ناگہانی تاخت کے ارادے سے اپنی فوج لے کر روانہ ہوا اور دلدلوں کو چیرتا ہوا بڑھا۔ رستے میں اُس کی مڈبھیڑ شاہی فوج کے ہراول دستوں سے ہوئی جنہیں اس نے ایک ہی جھڑپ میں درہم برہم کر دیا۔ لیکن خندق پر پہنچنے پر اس کی پیش قدمی رک گئی اور غنیم کے نہایت خوردہ دستوں کو سنبھالنے کا موقع مل گیا۔ علی الصباح اُس کی فوج کا جو کسانوں اور کولہکھوٹنے والوں سے مرکب تھی بادشاہی فوج سے مقابلہ ہوا۔ گھسان کارن بڑا اور اگرچہ اس کے ساتھیوں نے جان بھیلی پر رکھ کر خوب سی داد و دعا کی دی لیکن آخر شکست فاش کھا کر انہیں راہ گریز اختیار کرنی پڑی۔ دو دن بعد مانتھ ایک کھائی کے اندر اس حال میں پڑا یا گیا کہ بھوک سے اُس کی جان بھوں پر آئی ہوئی تھی۔ گرفتار کر کے اُسے لندن لے آئے جہاں ۵ جولائی کو وہ قتل کر دیا گیا۔ جان بڑی پیاری ہوتی ہے پہلے تو

اُس نے جان بخشی کے لیے بڑے عجز و اہلحس سے التجا کی۔ لیکن جب یہ التجا کسی طرح قبول ہوتی نظر نہ آئی تو شیوہ مردانگی اختیار کر کے اُس نے آخر وقت میں دیرانہ جان دی مرنے کے بعد ماتھ کی جیب میں افسوں کے زور سے قید خانے کا دروازہ کھولنے اور غنیم کے حربے کا دار و کئے کے لیے کچھ غتر اور ٹوٹے پائے گئے جس سے اُس زمانے کی اوہام پرستی پر ایک عجیب روشنی پڑتی ہے۔ جنگ سمجھو سب سے آخری بڑی لڑائی تھی جو انگلستان میں واقع ہوئی۔ اس جنگ میں دشمنوں و معروف شخص شہر مک تھے۔ چرچل جو آگے چل کر امریکہ کے بارلہو کے لقب سے لقب ہوا شاہی فوج میں کپتان تھا اور ڈنیل ڈیفو جو کتاب رابنسن کروزو کا نامور مصنف ہے ماتھ کی فوج میں سپاہی کی حیثیت سے شامل تھا۔

بغاوت کا تو خاتمہ ہو گیا لیکن حکومت کے سیدر دانہ انتقام کا سلسلہ دیر تک قائم رہا۔ کرنیل کرک جو ایک وحشی اور سفاک شخص تھا برج و بار میں فوج کا کمانڈر مقرر ہوا۔ اس کے سپاہی ازراہ تعریف کرک کی بھڑپیں کہلاتے کرک کی بھڑپیں تھے اس لیے کہ اگرچہ اُن کے علاوہ بھی کچھ نشان

بنا ہوا تھا لیکن تند خوئی اور خونخواری میں وہ بھڑپوں سے کم نہ تھے۔ کرک کے حکم سے ان بہائم سیرت سپاہیوں نے جوق کے جوق قیدیوں کو سولی پر لٹکا دیا اور نہایت بے دردی سے ان کی لاشوں کو مٹی قبر کے شعلوں میں جھونک دیا لیکن تشدد کی یہ داستان ابھی ختم ہونے والی نہ تھی۔ ستمبر کے مہینے میں میرعل جعفر جو اکھڑیں اور وحشیانہ پن میں کرک سے بھی بڑھا ہوا تھا چار دوسرے حاکمان عدالت کے ساتھ نثر کاے بغاوت کے مقدمات کی سماعت پر مامور ہوا۔ یہ عدالت اپنے سفاکانہ کارناموں کے لحاظ سے آج تک "خونی عدالت"

خونی عدالت کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے فیصلوں کی بنا پر پورے ستمبر ۱۷۹۲ء میں سوئس آدمی دار پر کھینچے گئے اور آٹھ سوئس غلام بنا کر جزا کر غیب الہند میں بیچ ڈالے گئے۔ ضلع سامرست میں کوئی سڑک ایسی نہ تھی جس کے کنارے انسانوں کی لاشیں پڑی ہوئی نظر نہ آئی ہو اور کوئی گاؤں ایسا نہ تھا جس میں یہی خوفناک منظر دیکھ کر لوگوں کے جسم پر رونگٹے

نہ کھڑے ہو جاتے ہوں۔ نیک نہ ادا ملت کتنے نے جیمز سے رحم کی بہتری التجا کی لیکن اس کا پھر دل نہ پسجا پر نہ پسجا۔ جو کچھ خونی عدالت کرتی تھی وہ برابر اس پر صا و کرتا جاتا تھا۔ اور جیمز کی شقاوت کا یہ عالم تھا کہ بد نصیب قیدیوں کو اپنی بیہودہ یادہ کوئی اور وحشا نہ مستحضر سے چڑا تا اور زنت پر زنت دیتا تھا۔ ایک شریف النفس بی بی ایلین لال کا سرفروٹ اتنی سی خطا پر قلم کر دیا گیا کہ اس نے دو آفت کے ماروں کو اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ اس بے پناہ ہنگامہ دار و گیر میں صرف انھیں کی جان بچنے پانی جو چیلے سے بڑی بڑی رقموں سے ارکان عدالت کی کٹھی گرم کر سکے۔ گروہ و رگروہ قیدی بادشاہ کے منظور نظر حاشیہ نشینوں کے حوالے کر دیے جاتے تھے کہ انہیں غلام بنا کر فروخت کر دیں۔ اور ملکہ کی خواہوں نے بیش قرآنہ رانے اُن لڑکیوں کو معافی دلو اور وصول کیے جنہوں نے مانتھہ کو بائبل پادرتلو اور نذر دی تھی۔

جیمز نے بغاوت سے ایک اور فائدہ بھی اٹھا پا کر اپنی فوج کی تعداد بقدر دہل ہزار جوانوں کے بڑھالی اور ان پر کئی ایسے رومن کیتھولک انٹرپرائز کے جنہوں نے قانون آزمائش کی شرائط پوری نہ کی تھیں۔ لارڈ گلفرڈ اور پرلوی کونسل کیتھولک انٹروڈکشن کے صدر تھیں لارڈ مینلی فیکس نے اگرچہ صاف گوئی سے کام لیا لیکن جیمز کو بخا و پا کر پارلیمنٹ کے مقابلے میں وہ اپنے عہد کی خلاف ورزی کر رہا ہے لیکن فرانس سے وہ پہلے

بی وٹیفیر لینے کا بندوبست کر چکا تھا اور اس کے علاوہ اُنکی فوجی جمعیت بھی زیر دست تھی ایسی حالت میں اُسے کسی کی مخالفت کی کچھ پروا نہ تھی پہلی فیکس کو برطرف کر کے اُس نے سٹارلینڈ کو جو اُس کی مزاج شناسی کا فن خوب جانتا تھا پرلوی کونسل کی صدر پر مامور کیا اور کچھ دن بعد وزارت خزانہ کا قلمدان جیمز کے سپرد کیا۔ اس تدبیر سے کونسل میں اُس کی مخالفت باطل ہو گئی اس لیے کہ سب سے زیادہ با اختیار جیمز تھا جس نے شاہی اقتدار کی حمایت کی قسم کھائی تھی۔

انھیں ایام میں بولی کچا روہم تاجدار فرانس نے عہد نامہ ومانٹو (دیکھ صفحہ ۳۳۵) کو منسوخ کر کے فرانس میں پارلیمنٹ نے سب کی بیخ کنی کا تہیہ کیا تمام پارلیمنٹ پوری

جسلا دین کر دیئے گئے لیکن رمایا کے لیے قتل وطن کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔  
 سنج عبداللہ نانائین اور سواروں کے متعدد رسالے اطراف و اکناف ملک میں  
 اکتوبر ۱۸۵۷ء اس ہدایت کے ساتھ بھیج دیئے گئے کہ جو شخص روغن گھیو ملک  
 طریق عبادت میں شریک نہ ہو اس کی گردن اڑادی جائے  
 اور عبرت انگیز ایذا میں دی جائیں۔ یہ تشدد ایسی بے حیائی کے ساتھ اور خطا نما نہ  
 طور پر عمل میں لایا گیا کہ باوجودیکہ حکومت کی طرف سے ہر طرح کی احتیاط کی گئی  
 پھر بھی دو لاکھ سے اوپر پرائیڈس کسی نہ کسی حیلے سے فرار ہو کر ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ  
 جرمنی اور انگلستان میں جا بسے۔ ان میں سے بعض نے کلیسا کے دامن میں جان  
 لی بعض نے فوجی ملازمت اختیار کر لی اور انگلستان میں تو ان کی کھپت برائیت  
 ہوئی کہ لندن کا سارا حلقہ اسپٹل فیلڈس پرائیڈس ریشم بانوں کی نوآبادی کے لیے  
 وقف ہو گیا۔ غرض کوئی کے مذہبی تقص کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی رعایا کا سب سے  
 زیادہ مہنتی، ہنس مند اور مقول طبقہ وطن چھوڑ کر غیر ملکوں میں جا آباد ہوا۔ اور اس تلور  
 پر گویا اس نے اپنے ہاتھوں اپنا گھر لٹا دیا۔

ناکرہ گناہ پرائیڈس کو ایک گتھو ملک بادشاہ کے جور و سداد کا  
 یوں تھکے مشق بننے دیکھ کر اہل انگلستان پر ایک تناہا سا چھا گیا لیکن جہز جس کی کھپوں  
 پر حسب معمول اپنی رعایا کے دلی جذبات کی طرف سے بے پروائی کی گئی بندھی  
 ہوئی تھی تو فی کے اس کروت پر اور انا خوش ہوا۔ اجلاس پارلیمنٹ سے انعقاد  
 پر جب اراکین دارالعوام نے اس سے شکوہ کیا کہ گتھو ملک افسروں کا تفسر  
 منشائے قانون کے خلاف ہے تو اس نے انہیں یہ کہہ کر سختی سے جھڑک دیا کہ آپ لوگوں  
 کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔ انہوں نے تو اس کی جھڑکی سہلی لیکن امر کو اس کی  
 قانون آزمائش کی برواشت نہ ہوئی انہوں نے اس سے صاف صاف کہہ دیا  
 خلاف وزری پارلیمنٹ کہ قانون آزمائش کو یوں اپنی مرضی سے کالعدم کر دینا بادشاہ  
 کا اعتراف ۱۸۵۷ء کے حیط اختیار سے باہر ہے۔ بات بڑھتی دیکھ کر جینے نے مامور  
 ۱۸۵۷ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہی برخواست کر دیا  
 اس کے بعد پھر کبھی اس پارلیمنٹ کا اجلاس نہ ہونے پایا بلکہ وقتاً فوقتاً ملتوی

ہوئی تھی اور دو سال بعد توڑ دی گئی جبکہ کوپارلمینٹ کے انعقاد کی اجازت دینے میں کوئی عذر تو نہ تھا بشرطیکہ مبعوثین اُس کی ہاں میں ہاں ملائے جائیں لیکن یہ صورت کبھی رونما نہ ہونے پائی تھی

اس طور پر جمیز نے جمہور کی مخالفت کو روک دیا لیکن لوگوں کی زبان کو روکنا اُس کے بس میں نہ تھا ان دنوں لندن کے قبوہ خانے لوگوں کے روزانہ میل جول کے اڈے بنے ہوئے تھے۔ اول اول ایک ترکی سوداگر نے کمرامول کے زمانے میں ایک قبوہ خانہ کھولا تھا۔ اس کے بعد ان کا رواج ایسا عام ہوا کہ شہر کے تمام حصوں میں قبوہ نوشی کی ایک ایک دکان قائم ہو گئی۔ شخص اپنی پسند کی دکان میں وقت مقررہ پر پہنچ جاتا تھا اور وہاں اپنے خاص خاص دوستوں سے ملتا تھا۔ یہ عینیں بڑی پر لطیف ہوتی تھیں۔ قبوہ کا دور چلتا تھا۔ عینا کو کے دھوئیں اُڑتے۔ سندن کے قبوہ خانے تھے اور معاشرت کے حسن و قبح ادب کے محاکات سیاست کے ہونیا مذہب کے مسائل پر گرما گرم مباحثے ہوتے تھے۔

قبوہ خانہ اول واقع کاؤنٹ گارڈن کی طرح جن قبوہ خانوں میں لوگوں کی کثرت سے آمد و رفت تھی اُن پر مجاہدے ہوئے تھے چھوٹی چھوٹی پارلیمنٹوں کا گمان ہونے لگا تھا اور اُن کا اثر اس قدر بڑھ گیا تھا کہ چارلس ثانی نے شکستہ ۱۶۸۹ء میں انھیں مندر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس پر ایسا شور و غل مچا کہ چارلس کو دوبارہ اُن کے کھولنے کی اجازت دینی پڑی اور اب یہ حالت تھی کہ لوگ ان میں بیٹھے ہوئے ہر روز بادشاہ کی انوکھی حرکتوں کے چرچے کیا کرتے تھے۔

لیکن جمیز کو عام رائے کی بہت ہی کم پروا تھی۔ پارلیمنٹ کے ملتوی ہونے ہی اُس نے بطور خود سر سرشتہ عدالت کے تمام ارکان کی رائے دریافت کی کہ آیا اُسے قانون میں شانِ استغناء پیدا کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔ ان میں سے چار حق گو شخصوں نے جی کڑا کر کے کہا کہ پارلیمنٹ سے جدا ہو کر اُسے شخصی طور پر اختیارات استغناء۔ ہرگز کوئی ایسا اختیار حاصل نہیں جبکہ انھیں موت و قسب کر دیا اور ان کے بجائے اُسے عہدہ دار مقرر کیے جو اُس کی ہر بات کی تائید و تصدیق پر آمادہ تھے۔ اس کے بعد وہ یہ چال چلا کہ سر ایڈورڈ ہیلین

سات اساتف کا محضر تھے اس انتہا کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا کہ پادریوں کو اپنے ضمیر کے خلاف فرمان مراعات کے پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے جیز کو اس پر سخت طیش آیا اور یہ سن کر اُس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اول تو اُن ابام سبت میں جن کا حوالہ اُس کے حکم میں درج تھا کسی پادری نے فرمان مذکور پڑھا ہی نہیں اور اگر کسی نے پڑھا بھی تو لوگ گر جا سے اٹھ کر چلے گئے۔ اب جیز نے حکم دیا کہ حکومت دقت کے خلاف محضر مرتب کرنے کی علت میں اساتف پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور جب انھوں نے ضمانت داخل کرنے سے انکار کر کے صرف ذاتی چلکہ دینا چاہا تو انھیں قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

قوم کے تیور آخر بگڑ گئے۔ سارے انگلستان میں ایک آگ سی لگ گئی اور جب وہ کشتی جس میں اساتف سوار تھے دریائے ٹیمز میں سے ہوتی ہوئی قلعہ لندن کی طرف چلی تو لوگوں کا ایک جم غفیر دریائے کنارے جمع ہو کر قیدیوں کے ساتھ باؤں بندان الفاظ میں اظہار ہمدردی کرنے لگا کہ اُن پر خدا کی رحمت ہو۔ ان کو خدا اپنے حفظ و امان میں رکھے! برسٹل کا اسقف ٹریلانی بھی ان سات اسقفوں میں شامل تھا۔ اہل انگلستان کے جذبات میں جو عام تہجان اس وقت پیدا ہو گیا تھا اُس کا اندازہ اس ایک واقعے سے ہو سکتا ہے کہ دور دست مغربی اضلاع کے کسانوں کی زبان پر بھی یہ الفاظ جاری تھے کہ ٹریلانی کا کوئی بال تو بیکا کر دیکھے کارنوال کے مس ہزار کرٹیل جو ان اس کی خاطر مرنے مارنے کو تیار رکھ رہے ہیں!

جب مقدمے کی سماعت کا دن آیا تو بڑے بڑے مشہور قانون دان مقدمے کی پیروی کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے خواہشمند نظر آئے۔ غفلت کے هجوم کا یہ حال تھا کہ عدالت کے چاروں طرف کو سوں لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جھے ہوئے تھے۔ ارکان جوری اس حالت میں اساتف کے مقدمے کی سماعت نہ پڑتی۔ آخر جب اس فیصلے کا اعلان ہوا کہ ملزموں پر

نمود کا پٹرن ہی کو منسلک کر دیا۔

اسد غفور ہائیٹ ہال میں بادشاہ کے لیے ایک نیا کتھوک کنیسر تعمیر کیا گیا اور ایک کنیسر شہر کے اندر دول خارجہ کے سفیروں میں سے ایک کے واسطے بنایا گیا کتھوک لاپیوں کے مختلف طبقہ لندن میں آباد ہونے لگے اور فرنیچر سوٹ نے سیوا میں ایک بہت بڑا در سے قائم کیا ہونسلو کی چپ ڈاؤن بوتوں کا پیمانہ صبر و تحمل اب بے سبب ہو گیا اور خود جیمز کو بھی اُن کی برا فروختی کا احساس ہونے لگا۔ شہر میں کئی مقامات پر بلوے

ہو گئے اور اس خیال سے کہ مبادا عام بغاوت ہو جائے جیمز نے اہل لندن کو مرغوا کرنے کے لیے ہونسلو میں تیرہ ہزار فوج کی جھلونی قائم کر دی۔ اس کے بعد کیلیسا کے انگلستان کے طریقے سے ابا کرتے والے فریق کی امداد حاصل کرنے کی امید پر جیمز نے بتایا۔ ہم۔ اپریل ۱۸۰۱ء ایک اور فرمان اس اعلان کے ساتھ جاری کیا۔ فرمان مراعات۔ اگر وہ کتھوک اور نیز اہل خلاف یعنی کیلیسا کے انگلستان سے ہم۔ اپریل ۱۸۰۱ء اختلاف رکھنے والی جماعت کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی وہ اپنے اپنے طریقے پر عبادت کر سکیں گے اور قانونی نمائندگی

کی کسی دفعہ کی پابندی کے بغیر سرکاری خدمتوں پر مامور ہو سکیں گے۔ اہل خلاف کی ایک قلیل جماعت نے اس فرمان کے اجرا پر گر جموشی کے ساتھ مسرت و اطمینان کا اظہار کیا لیکن جو اعیان تو مزید وہ مکتہ رس اور دو رائیڈش تھے تاؤ کے کہ بادشاہ محض اپنے طرفداروں کے لیے رستہ صاف کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے انھوں نے ایک ایسی مراعات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے دیے کا قانوناً اُسے کوئی اختیار نہ تھا۔

غرض جیمز نہایت بیدردانہ طریق پر اہل انگلستان کی آئینی آزادی کو روندنے میں مصروف تھا۔ پاپائے انوسنٹ یا زوہم نے جو ایک نیک نفس اور دانشمند شخص تھا اسے لکھ کر ہتھیار بھجوا کر قتل اور مینار ردی سے کام لے۔ شاہ لوئی نے جیمز کی پزیر گوشتی بھی بار بار اسے تھام ہونے کا مشورہ دیا۔ اور تو اور خود اس کی کتھوک رعایا نے اُس سے بہت انتہا کی کہ قانون ملک کے مطابق حکومت کرے۔ لیکن وہ جھلٹسی کے صلاح و مشورے کو کب خاطر میں

لانے والا تھا۔ اس کے کان پر جوں تک نہ رہی اور یاد ہی میٹر کا جادو اس پر کچھ ایسا  
چلا ہوا تھا کہ اس کے دل میں یہ بات غلط طور پر چمکی کہ اگر میں نے استقلال سے اپنا  
وطیرہ قائم رکھا تو بالآخر لوگ مجھے اپنا ہی خواہ سمجھ کر تسلیم ختم کر دیں گے۔

اب اس نے یونیورسٹیوں کے معاملات میں بھی مداخلت شروع کر دی  
ایک کیتھولک پادری ڈاکٹر میسی کو کرائسٹ چرچ کالج آکسفورڈ کا ناظم و نیابت مقرر  
کیا۔ دارالعلم کیمبرج میں ڈاکٹر پیکل کو اس خطا پر مطلع کر دیا کہ اس نے ایک کیتھولک  
شرکائے میگڈین کالج کا راہب کو سند فضیلت عطا نہ کی تھی اور آکسفورڈ کے میکڈین  
کالج نئے فیلوؤں و شرکاء کو اس الزام میں کالج سے نکال دیا یا  
اخراج شدہ۔

کہ وہ ایک کیتھولک ڈاکٹر پارکر کو اپنا صدر نشین منتخب کرنے پر  
رضامند تھے۔ اس کے مہینہ بھر بعد جیمز نے پارلیمنٹ کو جس کا کوئی اجلاس  
دو سال سے نہ ہوا تھا توڑ دیا اور نئے انتخابات کی تیاریاں شروع کیں۔ ہر ضلع کے  
حاکم اعلیٰ نائب حاکم اعلیٰ اور افسران عدالت سے دریافت کیا جاتا تھا کہ آیا  
وہ ایسے دھوکے انتخاب کی تائید کے لیے تیار ہیں یا نہیں جو قانون آزمائش اور  
قوانین تعزیری کے خلاف رائے دینے پر آمادہ ہوں گے۔ اور جس شخص کا جواب  
نفی میں ہوتا تھا اس کی بجائے کوئی دوسرا شخص مقرر کر دیا جاتا تھا۔ ان سب باتوں پر یہ  
واقعہ مستزاد ہوا کہ پاپائے روم کا سفیر دربار انگلستان میں مقرر ہو گیا اور جیمز نے  
اس کے استقبال کی رسم بڑے کز و فر سے ادا کی۔

مدبرین انگلستان کو اب یقین ہو گیا کہ اگر جیمز کی جابرانہ کارروائیوں  
کی روک تھام کے لیے جلد کوئی تدبیر اختیار نہ کی گئی تو ملک میں اندھیر چم جائے گا  
چنانچہ انھوں نے اس میں صلاح و مشورہ کر کے خفیہ طور پر ایک قاعدہ ولیم امیر آرنج  
کے پاس اس پیغام کے ساتھ ہالینڈ بھیجا کہ آئیے اور اہل انگلستان کے حقوق اور  
آزادی کی حمایت کا بیڑا اٹھائیے۔ ولیم اس دعوت کے قبول کرنے کو بالکل آمادہ  
تھا اس لیے کہ خود وہ اور یورپ کے تمام پرائسٹنٹ والیان ملک جیمز کے طبع  
ولیم امیر آرنج سے نادر پیام کوئی چار دہم کی روز افزوں طاقت سے بہت حد خالی نہ  
میں مستزاد ہو رہے تھے اور ان کی مصلحت اسی امر کی غرضی تھی کہ



انگلستان پر اسٹینٹ فوٹ کا ایک زبردست مرکز بنارہے لیکن ہر دست و دو باتیں ولیم کے انگلستان آنے کی سنگ راہ تھیں۔ اول تو اس کو اس اطمینان کی ضرورت تھی کہ انگریزی قوم کے تمام فریق اس کا ساتھ دیں گے۔ دوسرے ہالینڈ فرانسیسی فوج کی دستبرد کی زد میں تھا اور اس خطرے کی موجودگی میں وہ اپنا ملک چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جا سکتا تھا۔ لیکن چند مہینے بعد واقعات نے کروٹ بدلی اور اس کے لیے راستہ صاف ہو گیا۔ یعنی ماہ ستمبر ۱۷۹۷ء میں لوئی کی جرمنی کے ساتھ جنگ چھڑ گئی۔ اب اسے اپنی ہی ٹرکٹی اور ولیم پوری طرح آزاد ہو گیا۔

اس عرصے میں انگلستان کے اندر بڑے بڑے اہم واقعات ظہور ہو چکے تھے۔ ۱۰ جون ۱۷۹۷ء کو شاہ جیمز کے محل میں میٹا پیدا ہوا۔ اس کی دوسری ملکہ میری شہزادی ماڈ سنا اتنی مدت سے بے اولاد چلی آتی تھی کہ کسی کو امید نہ تھی کہ اس کی گود بھی بھرے گی۔ اور لوگ اس خیال سے بادشاہ کی بے عنوانیوں کو جیمز کے بیٹے کا تولد صبر و شکر کے ساتھ برداشت کر رہے تھے کہ جب اس کا ۱۰ جون ۱۷۹۷ء انتقال ہو گا تو میری شہزادی آرنج کے تخت نشین ہوتے ہی تمام معاملات سدھر جائیں گے اب یہ امید بھی جاتی رہی اور اگرچہ جیمز تو مارے خوشی کے جامے میں پھولانہ سما یا لیکن تمام قوم کے دل پر مایوسی جھانکئی۔ لوگوں کو تو یہ بھی باور نہ آتا تھا کہ نوزائیدہ بچہ حقیقت میں ملکہ کے بطن سے تولد ہوا ہے۔ وہ برابر ہی کہتے تھے کہ یہ کسی غیر کا بچہ ہے جو جیکے سے لاکر ملکہ کی گود میں ڈال دیا گیا ہے تاکہ وارث تاج و تخت ایک کیتھولک شہزادہ ہو اور عوام کا دلتوں ہی خیال رہا۔

اس کم نصیب بچے کے پیدا ہونے سے ایک مہینہ پہلے جیمز نے "فرمان مراعات" نکرے صادر کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام پادری آئندہ بہت اس سے بدوائے بہت کے روز اسے اپنے اپنے گرجاؤں میں پڑھ کر سنائیں۔ اس فرمان کا صدور سراسر خلافت قانون تھا اور سر و ان کلیسائے انگلستان اس کے مطالب کو اپنے عقیدے کے خلاف بھی سمجھتے تھے۔ چنانچہ سات اسقفوں نے جن میں کٹرین کا صدر اسقف سنکرافٹ بھی شریک تھا ایک محضر جس پر سب کے دستخط ثبت تھے

سات اساتف کا محضر تھے اس انتہا کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا کہ پارلیوں کو اپنے ضمیر کے خلاف فرمان مراعات کے پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے جیسا کہ اس پر سخت طیش آیا اور یہ سن کر اُس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اول تو اُن ابام سبب میں جن کا حوالہ اُس کے حکم میں درج تھا کسی پادری نے فرمان مذکور پڑھا ہی نہیں اور اگر کسی نے پڑھا بھی تو لوگ گر جائے اٹھ کر چلے گئے۔ اب جیمز نے حکم دیا کہ حکومت دقت کے خلاف محضر مرتب کرنے کی علت میں اساتف پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور جب انھوں نے ضمانت داخل کرنے سے انکار کر کے صرف ذاتی چمکدہ دینا چاہا تو انھیں قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

قوم کے تیور آخر بگڑ گئے۔ سارے انگلستان میں ایک آگ سی لگ گئی اور جب وہ کشتی جس میں اساتف سوار تھے دریا نے ٹیڑھیں سے ہوتی ہوئی قلعہ لندن کی طرف چلی تو لوگوں کا ایک جم غفیر دریا کے کنارے جمع ہو کر قیدیوں کے ساتھ با داز بلند ان الفاظ میں اخبار پھردی کرنے لگا کہ اُن پر خدا کی رحمت ہو۔ ان کو خدا اپنے حفظ و امان میں رکھے! برسٹل کا اسقف ٹریلانی بھی ان سات اسقفوں میں شامل تھا۔ اہل انگلستان کے جذبات میں جو عام ہجان اس وقت پیدا ہو گیا تھا اُس کا اندازہ اس ایک واقعے سے ہو سکتا ہے کہ دو روز بعد مغربی اضلاع کے کسانوں کی زبان پر بھی یہ الفاظ جاری تھے کہ ٹریلانی کا کوئی بال تو بیکا کر دیجئے کارنوال کے مہنہ ہزار کرٹیل جو ان اس کی خاطر مرنے مارنے کو تیار رکھ رہے ہیں۔

جب مقدمے کی سماعت کا دن آیا تو بڑے بڑے مشہور قانون دان مقدمے کی پیروی کے لیے ایک دوسرے پر بیعت لے جانے کے خواہشمند نظر آئے۔ غفلت کے جہوم کا یہ حال تھا کہ عدالت کے چاروں طرف کو سوں لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جمے ہوئے تھے۔ ارکانِ جوری اس حالت میں اساتف کے مقدمے کی سماعت نہ پڑی۔ آخر جب اس فیصلے کا اعلان ہوا کہ ملزموں پر

جو مہارت نہیں ہے تو شہر گھٹیوں کی ٹن ٹن سے گورج اٹھا۔ گرجاؤں میں لوگوں کے  
 بجوم سے آگے آگے کو جگہ نہ رہی چاہا اظہار مسرت و شادمانی کے لیے الاؤ روشن  
 کیے گئے اور لوگوں کی از خود رفتگی کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف وہ چلائے اور نعرے  
 مارتے تھے بلکہ مارے خوشی کے رونے لگتے تھے جیہز ہونسلو میں تھا کہ ساری  
 چھاؤنی میں ایک بیکس ایک غاصد عظیم بلند ہوا جب اس نے اس شور و غل کی  
 وجہ دریافت کی تو لارڈ نیوہام نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں بات صرف اتنی  
 ہے کہ چھاؤنی کے سیاہی خوش ہو رہے ہیں کہ اس وقت الزام سے بری ہو گئے۔ جیہز  
 نے بگڑ کر کہا کہ غائب تھا ہمارے نزدیک یہ بات کچھ سب سے ہی نہیں اچھا رہ تو جاس  
 ان کو بھی قدر عافیت معلوم ہو گی لیکن ان کو تو قدر عافیت کیا معلوم ہوتی  
 البتہ چار بیسے بعد خود جیہز کو ضرور معلوم ہو گئی ہو۔

ساتوں اس وقت سہ جون کو رہا ہوئے اور اسی دن لارڈ نیوہام ایک معمولی ملاح کے بھیس  
 میں ولیم کے پاس ایک خاص پیغام دعوت لے کر گیا جس پر بعد امداد کے دستخط تھے  
 امیر آج کو بلاوا  
 ۳۔ جون ۱۸۵۷ء  
 کلیسا کا اسقف کامپٹن اور جنگی بیڑے کا لارڈ وائڈ وورڈ  
 تھا معوثین جمہور لارڈ شرفیو سبیری لارڈ مللی اور ہنری سنڈنی تھے

ولیم کو اب اطمینان ہو گیا کہ سارا انگلستان اس کا ساتھ دے گا۔ ستمبر کو جب  
 لوی لبرمنی کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف تھا اس نے اس مضمون کا ایک  
 اعلان جس کی بہت جلد ہمارے انگلستان میں شہرت ہو گئی جاری کیا کہ ایک  
 آزاد اور قانونی پارلیمنٹ کے قیام کی غرض سے میں شہزادی میری کے شوہر  
 ہونے کی حیثیت سے فوج لیے ہوئے انگلستان آ رہا ہوں۔

اب جیہز کے واسطے ہلکا نے ہوئے۔ اصلاً ع کے بطور شدہ حاکمان علی  
 کو اس نے محال کر دیا۔ یونیورسٹیوں سے جو شرکاء خارج کیے گئے تھے وہ بھی  
 پھر داخل کر لیے گئے۔ شہروں کی سند آزادی جو چین کی گئی تھی از سر نو اس پر  
 گئی اور پادری بیٹر بھی کونسل سے الگ کر دیا گیا۔ لیکن تلافی مافات کا وقت  
 اب گزر چکا تھا۔ ۵ نومبر ۱۸۵۷ء کو ولیم تیرہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ ٹورے

کی بندرگا میں لنگر انداز ہوا اور اگرچہ شروع میں لنگر کی بنیاد کے خدو خدائی انجام کو یاد کر کے لوگوں نے اس کے ساتھ آٹنے میں تامل کیا لیکن زیادہ دن نہ ولیم کی لنگر اندازی گزرنے پائے تھے کہ امر اور شرفا کا ایک جو غیر اس کے ۵ نومبر ۱۸۴۱ء

جھنڈے تلے آجے ہوا۔ یہ خبر سن کر جیمز کو کچھ ہیست زیادہ تشویش نہ ہوئی۔ وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ ولیم شمال کی طرف سے حملہ آور ہوگا۔ اور اسی لیے اس نے اپنی فوج کا ایک دستہ بھی اسی سمت میں اس کا آگاہ روکنے کے لیے روانہ کر دیا تھا۔ اب اس نے ان تمام پلٹوں کو واپس طلب کر کے مغربی علاقے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تاکہ ولیم کا قطعی ٹک کے باقی تمام حصوں کے ساتھ منقطع ہو جائے اور پھر وہ ایک اتنی بڑی فوج ولیم کے مقابلے میں لائے کہ ایک ہی حملے میں اس کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ غرض ۱۹ نومبر کو وہ سالبرہی کے مقام پر اپنے لشکر سے آ ملا۔ لیکن تاریخ نے ان مرتبہ اپنے آپ کو معمول کے موافق پھر دہرایا اور جو تلخ تجربہ دو سو سال پہلے جیڑ کو ہوا تھا وہی جیمز کے آگے آیا۔ جن لوگوں کو وہ اپنا دوست سمجھے ہوئے تھا ان سب کے سب نے وقت پر اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لارڈ چرل اور بہت سے دوسرے افسر اور سپاہی ولیم کی فوج میں جا ملے اور شہروں کے عامل حکم ٹھاکر پرائسٹن ذوق کے طرفدار ہو کر ولیم کا دم بھرنے لگے۔

اور تو اور غور جیمز کی حقیقی بیٹی این اپنے شوہر جانج شہزادہ ڈنمارک کے ساتھ بھاگ کر ڈینی کے پاس نائنگھم چلی گئی۔ بد نصیب بادشاہ جس کا ساتھ مصیبت کے وقت سب نے چھوڑ دیا تھا چاروں طرف سے مایوس ہو کر اپنے ایوان کا لہندہ واپس آیا اور اپنی بی بی اور بچے کو فرانس روانہ کر کے خود بھی خوش باندھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلا ہی تھا کہ چند ماہ ہی گزرے کہ ولیم کے پاس جیمز کا افسر لے آئے۔ لیکن ولیم کے مصلح اس امر کے مقتضی نہ تھے کہ وہ افغانستان میں رہے۔ اس نے دیکھا دے کے لیے ۲۴ دسمبر ۱۸۴۱ء جیمز کو راجپٹ میں نظر بند تو کر دیا لیکن پہرے کا انتظام عمدہ ایسا کیا کہ جیمز اگر چاہے تو آنکھ بجا کر محل جائے۔ چنانچہ ۲۳ دسمبر ۱۸۴۱ء کو وہ

کسی ردک ٹوک کے بغیر اسی فرانس ہو گیا۔ روانگی سے قبل اُس نے وہ تمام نوشتہ جات جو انتخاب معوشین کے لئے سپرد قلم ہوئے تھے تلف کر دیئے اور شاہی مہر و ریاضت میں پھینک دی۔ اس کارروائی سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ تمام معاملات کو درجہ دوم اور دفتر حکومت کو پر لگندہ کرنا جائے۔ اسی کے ساتھ اُسے امید تھی کہ وہ بہت جلد واپس آکر ایک فرانسیسی فوج کی مدد سے اپنی سلطنت کو بزورِ شمشیر بھر فتح کر لے گا۔ جب وہ فرانس پہنچا تو لوئی چہارم نے بڑے اعزاز و اکرام سے اُس کا خیر مقدم کیا اور اُس کو اور اُس کی ملکہ کو ایک شاہی محل میں آتا رہا۔

اس طور پر انقلاب حکومت کامیابی کے ساتھ وقوع میں آیا اور خون کا ایک قطرہ بھی گرنے نہ پایا۔ لندن میں عوام الناس کے هجوم نے اگرچہ اس موقع پر کچھ لوگ کینسوں کو لوٹا لیکن وزیر خزانہ جفریز کے علاوہ جس کی طرف سے اُن کے دل میں خاص نفرت بھی ہوئی تھی اور کسی کو ذرا نقصان نہ پہنچا یا جفریز جفریز کا انجسام ڈر کے مارے دیپنگ کے ایک شراب خانے میں جا چھپا تھا۔ رئیسِ بلدیہ نے جب اُسے امان دے کر صبح و سلامت قلعہ لندن میں بھجوا دیا تو اُس کی جان میں جان آئی۔ اور اسی قید کی حالت میں اگلے سال اس کا انتقال ہو گیا۔

قصر سینٹ جیمز سے جیمز کی دائمی رخصت کے چند ہی گھنٹے بعد ولیم اس شاہی محل میں داخل ہوا۔ انگریزی اسکالینڈی اور ولندیزی فوجیں لندن کے مختلف مقامات میں تعینات کی گئیں اور اراکین و امان قائم ہو گیا۔ کچھ دن بعد دارالامرا کے اراکین کا اجلاس منعقد ہوا اور چونکہ دارالعوام موجود تھا اس لئے ایک صدر مجلس قائم کی گئی جس میں اُن تمام معوشین کے علاوہ جو پارلیمنٹ کے عہد میں رکن پارلیمنٹ تھے رئیسِ بلدیہ لندن ملک التجار اور لندن کی مجلس شوریٰ کی ایک کمیٹی کو شامل کر لیا گیا۔ اب دارالامرا اور اس صدر مجلس نے حقو کے تحت سلطنت متفقہ طور پر ولیم سے درخواست کی کہ سر دست عمان حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر انگلستان کے تمام انتخابی حلقوں کے نام اس مضمون کا ایک گشتی مراسلہ جاری کرے کہ ایک

مجلس معہود کے لیے اراکین منتخب کر کے بھیجیں۔ مجلس معہود کے انتخاب کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ انگلستان کے دستور اساسی کی رو سے پارلیمنٹ کی طلبی بادشاہ ہی کی جانب سے عمل میں آسکتی تھی اور اس وقت ملک میں کوئی بادشاہ موجود نہ تھا۔ غرض جب ۲۲ جنوری ۱۸۰۱ء کو اس مجلس کا اجلاس ہوا تو بہت کچھ رد و قوج کے بعد یہ بات طے پائی کہ ولیم اور میری کے بادشاہ و ملکہ ہونے کا اعلان کیا جائے اور حکومت صرف ولیم کرے۔ کیونکہ ولیم اس بات کو قبول نہ کرتا تھا کہ اس کی حیثیت محض نائب السلطنت کی ہو اور میری بھی چاہتی تھی کہ تمام اختیارات سے اپنے شوہر کے حق میں حصہ ہو جائے۔

لیکن امرا اور عوام نے عزم بالجمہ کر لیا کہ پہلے بادشاہ کے اقتدار کی حدود معین کر دی جائیں تاکہ پھر کسی نزاع کا احتمال باقی نہ رہے چنانچہ انھوں نے اعلان حقوق رعایا کے نام سے ایک مسودہ قانون مرتب کیا جس نے چند مہینے بعد باضابطہ طور پر قانون کی شکل اختیار کر لی۔ اس دستاویز میں بطور تمہید جمیز مسودہ قانون حقوق رعایا پر یہ الزام لگانے کے بعد کہ اس نے قوانین ملک کو غلامیٹ کرنے کی کوشش کی تھی انھوں نے حسب ذیل دفعات

درج کیں (۱) عدالت عالیہ قیسیہ کا قیام خلاف قانون تھا (۲) بادشاہ کو پارلیمنٹ کے استعراج کے بغیر قوانین کو موقوف یا منسوخ کرنے یا رعایا پر محصول لگانے یا مستقل قوج رکھنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ (۳) رعایا کو حق حاصل ہے کہ بادشاہ کی خدمت میں عرض و دعا کے لیے کوئی محضر پیش کرے۔ (۴) مبعوثین کا انتخاب آزادانہ طور پر عمل میں آنا لازمی ہے۔ مبعوثین کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں تقریر کی پوری آزادی ملنی چاہیے اور پارلیمنٹ کے اجلاس وقتاً فوقتاً منعقد ہونے چاہئیں تاکہ رعایا کی شکایات رفع ہو سکیں اور قوانین کی بنیاد مضبوط ہو (۵) اراکین جو ری کا انتخاب دیانت داری اور نیک نیتی کے ساتھ ہونا چاہیے اور مقدمات خلاف دینی بار بار میں ضرور ہے کہ وہ معافی داروں کی حیثیت رکھتے ہوں (۶) سنگین جرائم نے ہوئے چاہئیں اور بے دروازہ اور غیر معمولی سزائیں بددی جانی چاہئیں

(۷) آئندہ کے لیے انگلستان کا تاجدار ہرگز ایسا شخص نہ ہونا چاہیے جو کیتھولک  
عقائد رکھتا ہو۔

اس اعلان کے بعد مسودہ نگاروں نے بیان کیا کہ اہل انگلستان  
کی آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے بادشاہ پر ان ساتوں شرائط کی پابندی  
لازمی ہے چنانچہ انہیں شرائط کے ساتھ ۱۲ فروری ۱۷۰۱ء کو ولیم اور میری بادشاہ  
ولکے انگلستان شہر کیے گئے۔ اور یہی قرار پایا کہ اگر ولیم کے جیتے جی میری کا انتقال  
ہو جائے تو ولیم بدستور تنہا برسر حکومت رہے اور ان کی اولاد بعد میں  
وارث تاج و تخت ہو۔

(۷)

## ولیم ثالث

### ۱۷۰۱ء لغایت ۱۷۰۷ء

تاجپوشی کی رسم ۱۱ اپریل ۱۷۰۱ء کو ادا ہوئی اور پارلیمنٹ کے  
آزادانہ فیصلے کی بنا پر ولیم امیر آئینج فرمانروائے انگلستان قرار پایا۔ لیکن وہ خوب  
جانتا تھا کہ تخت سلطنت کے لیے اُسے نیام سے تلوار نکالنی پڑے گی لہٰذا وہ خوب  
نہ صرف جیمز کا طیف تھا بلکہ خود بھی ولیم کو انگلستان میں پریشان رکھنا چاہتا تھا  
تاکہ وہ یورپ میں آکر فرانس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اسی خیال سے اُس نے جیمز کو  
روپیہ اور فوج دیکر آئرلینڈ بھیج دیا جہاں کا کیتھولک ناب حکومت ٹرانکلن میں ہزار  
جیمز کا خیر مقدم آئرلینڈ فوج کے ساتھ اُسے تسخیر انگلستان میں مدد دینے کے لیے  
تیار تھا۔ جیمز نے جہاز میں سوار ہو کر ۱۲ مارچ کو کن سیل میں  
لنگر ڈالا اور ۲۴ مارچ کو جبکہ ولیم کے ستر پر بھی لندن

میں تاج بھی نہ رکھا گیا تھا ڈبلن میں جیمز کا خیر مقدم لغو ہائے مسرت کے ساتھ  
کیا جا رہا تھا۔

خود انگلستان میں بھی ولیم کی بادشاہی بر ساری قوم کا اتفاق نہ تھا۔ حکومت شاہی کی بحالی کے وقت سے مذہبی پیشوا عامہ خلافت کو اس اصول کی یقین کرتے چلے آتے تھے کہ بادشاہ ہر قذات باری اور زمین پر خدا کا نائب ہے اور رعایا اس کی اطاعت ہر حال میں فرض ہے۔ مگر اب اس اصول کی صریح خلاف ورزی ہوئی تھی۔ رعایا نے اپنے بادشاہ کے خلاف سرکشی کی اور پارلیمنٹ نے اسے معزول کر کے اس کی بجائے ایک اور بادشاہ کا انتخاب کر لیا تھا۔ اسی لیے جب پارلیمنٹ کے اراکین اور عہدہ داران سرکاری سے اہل انحراف ولیم کی اطاعت کا حلف لیا جانے لگا تو کنٹر بری کے صدر اسقف اور اسقف سب سے پانچ نے

۱۸۵۱-۱۸۵۲ء

یادریوں کی ایک تعداد کثیر اور نیز ایک اور جماعت نے حلف اٹھانے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ "اہل انحراف" کے نام سے موسوم ہوئے اور اگرچہ ان سے چشم پوشی کی گئی لیکن سرکاری خدمتوں سے الگ کر دیئے گئے۔ اس لیے کہ انھیں اپنے عقیدے میں اس قدر غلو تھا کہ گرجاؤں میں شاہ ولیم کے لیے دعا تک مانگنے کے رد اور نہ تھے ان لوگوں نے اپنی ایک جداگانہ جماعت قائم کر لی اور اپنے اساتذہ کا انتخاب قریباً سو سال تک خود کرتے رہے تا آنکہ مشنری میں طبقہ اہل انحراف کے آخری اسقف نے انتقال کیا۔ اس جماعت کے لوگ بشمول مذہب کیتھولک و ہواخواہان جیمز جابلیکوبائٹ (جیمز جیمز) کہلانے لگے تھے حکومت کے خلاف آئے دن سازشیں کیا کرتے تھے۔ ولیم کو وہ غاصب سمجھتے تھے اور جب

انھیں چارونا چار بادشاہ کا جام صحت پینا پڑتا تھا تو پانی کا ایک قح بھر کر سامنے رکھ لیتے تھے گویا دل میں یہ تصور باندھ لیتے تھے کہ ہم جام صحت پیتے تو ہیں لیکن اس بادشاہ کا جو سمندر پار ہے۔

اسکا ٹیلینڈ میں بھی جا بجا ہنگامے برپا ہوئے لیکن ان ہنگاموں کی وجہ اور تھی۔ متعہدین نے جن پر ایک عرصہ دراز سے سختیاں ہو رہی تھیں نہ صرف یہ کہ ولیم کی طرف داری کا بلا دنگ اعلان کر دیا بلکہ کلیسا نے انگلستان



کے تمام پادریوں کو نخل باہر کیا اور اکثر صورتوں میں ان پر بڑے بڑے ظلم کیے گئے۔ کلیسا نے انگلستان کے جب امن و امن قائم ہوا تو اسکا ٹلینڈ کی پارلیمنٹ میں تعین پادریوں کے ساتھ متفقہ ہی کا اقتدار غالب تھا اور ابراہیل فیلڈ کو بمقام ڈیپٹی گورنر کی بے ملوکی۔ اور میری کے بادشاہ اور ملکہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔ لیکن

جیمز کے ایک قدیم ہوا خواہ گریہم ساکن کلیور ہاؤس ملقب امیر ڈنڈی کو ابھی تک اپنے ولی نعمت کے حق منک کا پاس تھا۔ وہ سواروں کی ایک جمیعت نے کرکوسٹانی علاقے کی طرف نکل گیا اور لوکار واقع انورس میں تمام کو ہستانی سرداروں قبائل کو اکٹھا کر کے آمادہ جنگ ہو گیا۔ سردار اسکاٹ نے ایک صدی بعد اپنی ایک نظم میں اسی واقعے کی طرف یوں اشارہ کیا ہے جو

کہا حریفوں سے اپنے امیر ڈنڈی نے  
ہمارے شاہ کا تاج آج اُتار تو دیکھو  
پہٹ کے اپنے سواروں سے پھر خطاب کیا  
وفا کے نام پہٹ کر دکھاؤ آج مجھے  
شال برقی درختہ تھلائے ہوئے  
بڑھو لڑائی کو جھنڈا اُٹا اُٹاے ہوئے

اس خونچکاں آویزش کا جلد فیصلہ ہو گیا۔ جرنیل ہیو میکے کی سرداری میں ولیم نے ایک لشکر جرٹا ڈنڈی کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اور اگرچہ کوہستانیوں کو تھکی کرنے کی کوشش میں کمال فتح حاصل ہوئی لیکن ڈنڈی میدان جنگ جنگ ملی کرینسکی میں کام آیا۔ اس کے بعد کوہستانی جمیعت پیچھے ہٹ گئی۔ ۱۷۹۱ء جولائی ۱۷۹۱ء اور میدانی علاقے کو ان کی تاخت و تاراج سے محفوظ رکھنے کے لیے سرحد پر مستحکم قلعوں کا ایک سلسلہ قائم

کروایا گیا۔ دو سال بعد ایک نہایت دروانگیز واقعہ پیش آیا۔ ولیم نے تمام کوہستانی سرداروں کو یکم جنوری ۱۷۹۲ء سے پہلے پہلے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ انھوں نے اس کے لیے طلب کیا تھا۔ ۱۳ دسمبر ۱۷۹۲ء تک تمام سردار با متثال امر شاہی حاضر ہو گئے۔ صرف گلیکو کے قبیلہ میکڈالڈ کا سردار این میکڈالڈ

نے حضوری کو آخری تاریخ پر بخاری رکھا تھا اور اس تاریخ مقام مقررہ کے بجائے نیشنلی سے دوسرے مقام کو چلا گیا۔ شومی قسمت سے صاحب السلطان ڈیلمیل نے گلنگو کا قتل عام جو وزیر اسکاٹ لینڈ تھا مقررین کے لیے ایک غریب ناک مثال قائم کرنے کے لیے آئرن میکڈائڈ کی غلطی سے فائدہ اٹھا کر قبیلہ گلنگو کی تیغ کشی کا فرمان ولیم سے حاصل کر لیا اور اس طرح پر آرگل کے قبیلہ کیمل کے ایک جمیش کو مامور کیا جو قبیلہ میکڈائڈ کا پشیمینی دشمن تھا اس جمیش کے سپاہی گلنگو میں جا کر مقیم ہوئے اور چند دن تک وہاں امن و سکون کے ساتھ رہ کر ایک روز علی الصبح اٹھے اور بے جبری کے عالم میں قبیلہ میکڈائڈ کے قریب قریب تمام نفوس کو تہ تیغ کر دیا۔ ولیم پر یہ بہت بڑا الزام ہے کہ جو لوگ اس فحاشانہ قتل عام کے بانی مہانی تھے انھیں اس نے اتنی سنگین سزا دی جس کے وہ مستوجب تھے۔

اسی اثنا میں آئرلینڈ میں بھی دو جماعتوں کے درمیان خانہ جنگی کا ہنگامہ گرم تھا۔ روکنٹھوکاک اور آئرلینڈ کی مقامی آبادی کا متحدہ فریق ایک طرف تھا اور پرائیٹس بسنے والے دوسری طرف تھے۔ جبہ انگلستان کو از سر نو مسخ کر دینی آئرلینڈ میں خانہ جنگی ختم سے آئرلینڈ آیا تھا لیکن اہل آئرلینڈ اس دھوکے میں تھے کہ وہ ان کے مذہب کی حمایت کرنے اور انھیں نئے سرے سے ان کی اراضیات کا قبضہ دلانے کے لیے آیا ہے۔

ٹرکائل نے پہلا ہی کام یہ کیا تھا کہ جنوبی اضلاع میں تمام پرائیٹوں کے ہتھیار رکھوا لیے تھے اور وہ اس ڈر کے مارے کہ میں وہ سب کے سب بے دریغ و بیغ و تیغ نہ کر دیتے جاؤں گھر بار چھوڑ کر بھاگتا ہوں۔ انگلستان چلے گئے مگر یہاں میں جاؤں گئے بے مالوں کی کثرت تھی یہ لوگ الی سکمی لن میں جو دریائے ارن کے کنارے واقع ہے اور شہر لندنڈری میں جو دریائے فائل پر آباد ہے بالافتقار مقابلے کے لیے جمع ہو گئے۔ جب جبہ اپریل ۱۷۹۱ء میں لندنڈری کے مقابل پہنچا تو شہر کے دکانداروں کے چھانک بند کر دیے گئے اور تین ہزار پرائیٹوں نے یہاں پناہ لے رکھی تھی۔

یہ سچ ہے کہ لنڈی نے جو حاکم شہر تھا شہر کو جیمز کے حواسے کر دینا چاہا لیکن اہل شہر اور فوج محافظ اس پر ایسی لکڑی کر اسے فرار ہو کر جان سلامت لے جاتے ہی بنی لاؤیل شہر واکر نامی ایک یاد دہانی اور سچ سکیا ایک فوجی افسر کے ماتحت شہر پر چڑھی و لم ہمیر آئینج قبضہ کیے رہے۔ آئر لینڈ کے شمال میں جی پرائسٹون کا محاصرہ بند نہ رہی اسکو عام طور پر ابھی تک آئر بھی کہا جاتا ہے سو اس افغانی ابتدا ۲۰ اپریل ۱۷۵۸ء

طول کیمپینا اور محصورین پر کمال ایک سو پچیس دن کا زمانہ بڑی سختی کا گزرا۔ ۲۰ اپریل کو آئر لینڈ کی فوج نے سمندر کی طرف سے ناکہ بندی کر دی اور دریائے فالٹ کے دہانے کے جھون پچ سبز سم سموتنی کے ایک کنارہ کی آبر قائم کر دی جس سے آذوقے کا باہر سے آنکارٹ کیا۔ ۵ مارچ کو وہیم نے اہل شہر کو کمک پہنچانے کے لیے انگریزی بیڑا روانہ کیا لیکن بیڑے کے سردار کرینیل کرک کو ناکہ بندی توڑ کر اندر گھسنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بھوک بیماری اور موت سے بد نصیب محصورین صدمہ کی تعداد میں ضائع ہو رہے تھے لیکن اگرچہ کھانے کو گھوڑے کا بھی گوشت دستیاب نہ ہوتا تھا اور بقدر رس و رقی جو آذوقہ بانٹا جاتا تھا وہ بھی قریب الاختتام تھا تاہم بہادر محصورین براہی ہی کہے جاتے تھے کہ ہم کبھی ہتھیار نہ ڈالیں گے۔

آخر انگلستان سے کرک کے نام اس مضمون کا ایک تنذیر آمیز حکم پہنچا کہ جس طرح بھی بن پڑے اہل شہر کو مدد پہنچائے۔ اس پر متعدد رضا کاروں نے جان جو کھوں میں پڑنے کا تہیہ کر لیا۔ اور دو جانباز ہزارانوں نے کہا کہ ہم اپنے رسد سے لے ہوئے ہجاز محصورین تک یا تو پہنچا کر رہیں گے یا اسی کوشش میں اپنی جان دے دیں گے۔ ان میں سے ایک کا نام توبوٹنگ تھا جو ڈری کارہٹے والا تھا اور دوسرا ڈگلس نامی اسکاتلینڈ کا منتوطن تھا۔ ۱۵ جولائی کی شام کو ان کے ہجاز پہلو پہلو سے لکڑیوں کی باٹھ کی طرف روانہ ہوئے ان کی ٹکر اس بلا کی تھی کہ یہ باٹھ دو ٹکڑے ہو گئی۔ اس وقت غنیمت کی ایک گولی فرشتہ اجل بیکر آئی اور برڈنگ کا کام تمام کر گئی لیکن اس کامرنا بیکر نہ گیا۔ پھر بعد

انڈیہ کے محاصرے کا خاتمہ  
یکم اگست ۱۸۵۷ء

دونوں خوراک سے بھرے ہوئے جہاز شہر کی فاقہ کشی بادی  
کے پاس پہنچ گئے۔ اور دونوں بعد یکم اگست کو آئرلینڈ کی فوج  
خیمہ و خمر کاٹھا اٹھا کر واپس چلی گئی۔ اور لندن ٹری کا محاصرہ اٹھایا

آسی دن کرنیل ولزلی نے فوج آئرلینڈ کے ایک اور دستے کو نیوٹن ٹاؤن کے  
مقام پر جوائی سکی لن کے متصل واقع ہے منتشر کر دیا اور آئرلینڈ کا شمالی علاقہ  
بیزر کتے لشکریوں سے پاک و صاف ہو گیا۔

لیکن ڈبلن میں حمیز ابھی تک شاہانہ حیثیت سے حکمراں تھا۔ اور  
چونکہ خزانے میں روپیہ موجود نہ تھا اس لیے وہ پتیل کے شکنگ اور باؤنڈ مسکوک  
کرا کے اس وعدے پر چلا تا تھا کہ تخت انگلستان پر بیٹھے ہی ان کھوئے سکوں  
ڈبلن میں بھرنے کی بجائے لوگوں کو سونے چاندی کے ٹکڑے سے دے گا  
آئرلینڈ کی پارلیمنٹ نے اس کے نام سے آئرلینڈ کے  
ان باشندوں کے خلاف جو ولیم کے طرفدار تھے سخت

قوانین نافذ کیے اور قریب قریب تمام ان انگریزوں کی جائداد کی ضبطی کا  
اعلان کر دیا جو آئرلینڈ میں آکر آباد ہوئے تھے۔ لیکن یہ قوانین چنداں موثر  
نہ ثابت ہوئے اس لیے کہ ولیم کا برمنسٹام پہ سا لار مارشل شاہبرگ ایک فوج  
لیکچر آئرلینڈ پہنچ گیا تھا اور اگرچہ بارش کے موسم میں دو کوئی کارروائی نہ کر سکا  
بھر بھی پڑاؤ لگایا۔ اس سے بہت بڑی تقویت پہنچی کہ

۱۸۵۷ء کے باقی ایام میں انگلستان پر ولیم کا تسلط پوری طرح  
مستحکم کیا اور تمام امن سکون قائم ہو گیا ولیم نے لائق و قابل اشخاص کو اپنی وزارت کے لیے منتخب کیا۔  
ان میں سے ایک تو اس کا پرانا رفیق لارڈ ڈیونبی تھا جس نے شہزادی میری  
کے ساتھ اس کے عقد کی تجویز کی تھی (دیکھ صفحہ ۳۳۲)۔ دوسرا وزیر لارڈ اسٹورٹس  
تھا جس کی ذات سے فروق و تعاب اور فروق ٹورنی کے درمیان توازن قوت  
برقرار رہا۔ پارلیمنٹ نے اس زمانے میں متعدد مفید قوانین جاری کیے۔

قانون رواداری  
قانون رواداری کی رو سے اہل خلاف کو خاص اسے  
کینسوں میں عبادت کرنے کی اجازت مل گئی لیکن قدیم  
۱۸۵۷ء

کے لوگ اس برتاؤ سے پھر بھی مستثنیٰ ہی رہے اس لیے کہ قوم ابھی تک ان سے بہت خائف تھی۔ بادشاہ کے مصارف کے لیے بارہ لاکھ پاؤنڈ سالانہ کا محصل اک کروا گیا لیکن اراکین دارالعوام نے اب پہلی مرتبہ اس محصل کا ایک چٹے خود اپنی نگرانی میں لے لیا اور ولیم اور میری کو تین لاکھ پونڈ سالانہ کا وظیفہ عمر بھر کے لیے دے دیا۔ کروڑ گیری خاج کی سالانہ منظوری کے محصل کی رقم بھی جو بقدر چھ لاکھ پاؤنڈ کے تھی بادشاہ اور ملکہ کو دی تو کئی لیکن صرف چار سال کے لیے۔ اس وقت سے لیکر آج کے دن تک یہ دستور چلا آتا ہے کہ پارلیمنٹ ہر سال ملکی مصارف کے لیے رقم کی منظوری دیتی ہے اس کا یہ فائدہ ہے کہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ پارلیمنٹ کے اجلاس کا اتفاق لازمی ہو جاتا ہے۔

ایک اور قانون کے اجراء سے فوج پر بھی پارلیمنٹ کا اختیار قائم ہو گیا۔ واقعہ پیش آیا کہ اسکاٹ لینڈ کے سپاہیوں کی ایک پٹن نے ایک مرتبہ بغاوت کر دی چونکہ کسی متقل فوج باقاعدہ کا قیام خلافت قانون تھا اور اس لحاظ سے اس پٹن پر فوج کی تفریق صادق نہ آتی تھی اس لیے سپاہیوں پر صرف عام باشندگان میں ہونے کی حیثیت سے مقدمہ قائم کیا جاسکتا تھا لوگوں کی آنکھیں اس واقعے نے کھول دیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ ایسے شورش انگیز زلمے میں فوج کا قضا مسودہ قانون غدر قائم رکھنے کے لیے کسی سخت تر قانون کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ نے مسودہ قانون غدر کے نام سے ایک قانون جاری کیا جس کی رو سے انسروں کو "فوجی عدالت"

میں سپاہیوں پر مقدمہ چلانے کا اختیار چھ مہینے کی مدت کے لیے حاصل ہو گیا اس مدت کے موقوفی ہونے پر مسودہ مذکور کمر جاری کر دیا گیا اور قرار پایا کہ یہ تجدید ہر سال بمال عمل میں آئی رہے اور بادشاہ بارہ مہینے کی مدت کے لیے سپاہیوں کی ایک مقررہ جمعیت کو اپنے زیر حکم ملازم رکھنے کا مجاز ہو گا۔ اس میں یہ قانون منسوخ ہو گیا۔ اور اس کی بجائے "قانون ضابطہ نظم فوج" جاری ہوا لیکن اس کی تجدید بھی سال بمال ہونی لازمی ہے۔ غرض اجلاس پارلیمنٹ کے منعقد نہ ہونے کی صورت میں بادشاہ کو قانوناً روپیہ اور فوج دونوں کی طرف سے

جواب تھا اور اس طور پر قوم کو اُس قسم کی جا براندہ و راندہ از یوں کا کھڑکا نہیں رہا جن کا  
جیمز خود کرتا تھا۔

فوج کا رکھنا حقیقت میں بڑا ضروری تھا اس لیے کہ کوئی جیمز کا ہاتھ  
پوری سرگرمی سے بھار رہا تھا۔ فرسٹڈم کے اوائل میں اُس نے فرانسیسی فوج کی  
ایک لکھ دو کثیر آئرلینڈ بھی اور اب ولیم کے لیے ایجا اس کے کوئی چارہ نہ رہا  
کہ مزید ملک لے کر خود موقع پر پہنچے اور آئرلینڈ ہی کے میدان میں جیمز سے منسلک  
چنانچہ ہم ارجون کو بھاسٹ میں داخل ہوا اور جولائی کی پہلی کو دونوں بادشاہوں  
کے درمیان دریا سے بائیں کی مشہور جنگ واقع ہوئی۔ انگریزی سپاہیوں نے  
برستی گولیوں میں دریا کے پار نثر کرڈھن کی حفیض اُس دیں اگرچہ ان کا دربار  
دریا سے بائیں کی جنگ شام برگ پہلے ہی حملے میں شکست رہا۔ ولیم کی ابتدا جنگ  
کیمز جولائی ۱۶۹۰ء میں زخمی ہوا لیکن اسی حالت میں اپنی فوج کے میسرہ کو پیچھے  
ہوئے وہ برابر بڑھا چلا گیا اور میدان اس کے ہاتھ رہا۔ بخلاف

اس کے جیمز لڑائی کا تماشہ دیکھتا رہا اور جب اُسے اپنی فوج  
کے پاؤں اٹھڑتے نظر آئے تو اُسے پاؤں زمین پہنچا اور کینسل سے جہاز پر سوار  
ہو کر فرانس چلا گیا۔ اہل آئرلینڈ کو اپنے پست حوصلہ بادشاہ کی بزدلی سے ایسی  
عار آئی کہ ایک دل جلے افسر نے انگریزوں سے صاف کہہ دیا کہ اپنا بادشاہ  
ہمیں دے دو اور ہمارا بادشاہ تم لے لو پھر تمہیں بتاویں گے کہ لڑاکس طرح  
کرتے ہیں۔

یہ بڑی سختی نہ تھی بلکہ واقعی آئرلینڈ والے ایک سال سے بھی اوپر  
برابر رہتے رہے تا آنکہ آئرلینڈ کی فوج نے جس کی کمان فرانسیسی جرنیلوں کے  
ہاتھ میں تھی آہرم کے مقام پر دن تیری سپہ سالار کینسل کے ہاتھوں شکست کھائی  
۳۰ اکتوبر کو ملک کا قلعہ جو آئرلینڈ کے ایک بڑے دربار میں رکھا گیا تھا اس کے بعد  
ماتحت باغیوں کی آخری جانے پناہ تھا کینسل کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد  
فریقین کے درمیان ملک ہی میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے فریقیتھوہک  
کو اپنے طریق پر عبادت کرنے کی آزادی مل گئی۔ اس کے علاوہ ایک شرط

عہد نامہ ملک  
۱۷۶۹ء

اس عہد نامے میں یہ بھی رکھی گئی کہ جو لوگ ساسفلڈ کے ساتھ فرانس جانا چاہیں بے روک ٹوک جا سکتے ہیں۔ کم و بیش چوبیس ہزار سپاہیوں نے اس شرط کے بموجب ساسفلڈ کا ساتھ دیا اور پھر ایک صدی تک آئرلینڈ میں کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ لیکن ٹریٹنٹوں نے جواب برسرِ اقدار تھے اپنی طاقت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ عہد نامہ ملک کے سربِ عے بالائے طاقت رکھ دیے گئے۔ اور وہ ظالمانہ تعزیری قوانین جو ملکداری کے عہد میں نافذ ہوئے تھے کئی عرصہ تک فرقے کی نفرت کی آگ کے لیے ایندھن کا کام دیتے رہے۔

ملک کے سر ہونے سے سال سو سال پہلے ولیم انگلستان واپس چلا گیا تھا جہاں فرانس کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کے لیے اس کا موجود ہونا بڑا ضروری تھا۔ ۱۷۶۹ء میں جرمنی ہسپانیہ، لینڈ بریٹن برگ اور سیواسے سب نے یکجا کر کے لوئی کے خلاف ایک "اتحادِ عظیم" کی طرح ڈالی۔ لیکن دول متحدہ کی سستی اور طاقتور اتحادِ عظیم فرانسیسی فوج کی جیتی نے ایک عرصے تک جنگ میں لوئی کا پلہ جھکا کر رکھا۔ ۳ جون ۱۷۶۹ء کو اپنی جنگ باہن سے صرف ایک دن پہلے فرانسیسی بیڑے نے آبنائے انگلستان

سین جی ہیڈ کے ساحل کے قریب وینڈیزری اور انگریزی بیڑوں پر حملہ کر دیا۔ امیر البحر ہربرٹ نے جو اس وقت لارڈ ناٹکس کے لقب سے ملقب تھا انہیں اور قابض وینڈیزوں کی مدد نہ کی۔ اس جنگ نے حلیفوں کا بننا بنائیا کھیل بگاڑ دیا۔ فرانسیسی بیڑی ہیڈ کی لڑائی کو کامل فتح حاصل ہوئی اور انھوں نے آبنائے کی موجوں کو اپنے جہازوں کی جولاٹھا بنا کر مین ماؤنٹ کے گاؤں کو بھی جو ساحل انگلستان پر واقع ہے جلا ڈالا۔ فرانسیسی

امیر البحر ڈی ٹورول کا خیال تھا کہ طرفدارانِ حمیزہ موقع کو غنیمت جان کر بغاوت کر دیں گے لیکن فرانسیسیوں کا ساحل انگلستان پر منہ دار ہونا تھا کہ تمام انگریز جھٹ ولیم کے طرفدار ہو گئے اور جب وہ آئرلینڈ سے پاش تو قوم فوج اور روپے سے اس کا ساتھ دینے کے لیے بدل و جان آمادہ تھی کہ کسی طرح وہ

فلینڈرزس میں پہنچ کر لوئی سے دو دو ہاتھ کرے۔ غرض ۱۷۹۲ء کے اوائل میں ملکہ میری کو عمان حکومت سوئپ کر ولیم نے لنگر اٹھایا اور تاجدار فرانس کے مقابلے کے لیے ہالینڈ چاہی۔

ولیم رخصت ہوا ہی تھا کہ جیمز ہوں نے اس کے خلاف انگلستان میں سازشوں کا جال بچھنا شروع کر دیا۔ جیمز کے جبر و استبداد کا قلع و قمع کرنے کے لحاظ سے اگرچہ اس کی ذات انگریزوں کے لیے مفید ثابت ہوئی تھی لیکن وہ دل سے ولیم کی غیر ہر دلعزیزی اس کو اچھا نہ سمجھتے تھے اس لیے کہ وہ کم سخن سخت طبیعت اور ناتواں مزاج واقع ہوا تھا اس کے علاوہ اگرچہ اس کی ماں چارلس اول کی بیٹی تھی پھر بھی وہ نسباً و نسباً انگریز تھا۔ اس کے بہر دلعزیزانہ ہونے کی ایک وجہ اور بھی تھی۔ یہ سچ ہے کہ انگلستان میں اس کی حکومت کا انداز عادلانہ و دانشمندانہ تھا لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اس کا خیال زیادہ تر برہمنی لڑائیوں میں بٹا رہتا تھا حالانکہ انگریزوں کو یہ بات کسی طرح پسند نہ تھی کہ ہالینڈ کی حفاظت کا بار ان کی جیبوں پر پڑے۔ خود ملکہ میری کو بھی اول اول لوگ اچھی نظروں سے نہ دیکھتے تھے۔ اور اسے اپنے باپ کے تخت کو غصب کر لینے کا الزام دیتے تھے لیکن وہ ایسی نیکی مزاج اور بے نفس تھی کہ اسے چل کر خلعت اس کے گیت گانے لگی۔

لوئی کو ولیم بر فلینڈرزس میں بمقام مائس ایک معرکہ میں فتح حاصل ہوئی تھی جیمز ہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر فریق ڈچی کو جیمز کے ساتھ سازد باز کرنے پر براہیجہ کیا۔ لارڈ جیمز چل جو اب امیر ماربرو کے لقب سے ملقب تھا اس جوڑ توڑ میں جیمز ہوں کی سازشیں شریک تھا اور لارڈ ڈائیڈ ورسل جو لارڈ ڈائرنگٹن کی بیوا تھیں امارت بحری کی صدارت پر فائز ہوا تھا اس کے ساتھ ملجانا چاہتا تھا لیکن جب فرانسیسی نے اس امید پر کہ رسل اس کا مقابلہ کرے گا انیسائے انگلستان میں آپہنچا تو انگریزی امیر البحر کی رگ حیمیت پھٹک اٹھی اور اس نے جوش میں آکر بے تابانہ کہا کہ یہ نہ سمجھو کہ میں خود اپنے ہی سمندر میں فرانسیسیوں کو اپنی قوم کے مقابلے میں بازی سے جانے دوں گا۔ چنانچہ اس لاپرواہی میں



جنگ لاپوگ  
سٹی ۱۶۹۲ء

سخت مقابلے کے بعد اس نے غنیمت پریشان وار فتح پائی اور  
پندرہ فرانسیسی جہازوں کو آگ لگا دی جب اس بحری معرکے  
کے بعد زخمی طراح اپنے وطن کو واپس آئے تو ملکہ میری نے  
قصر گرینچ میں ازکار رفتہ جہازوں کے لیے یہ میت المعذورین قائم کرنے کا  
ارادہ کر لیا۔ لیکن نقصان نے اسے اتنی مہلت نہ دی کہ اس ارادے کو پورا کرے  
اس نیک مقصد کی تکمیل اس کی وفات کے بعد ولیم نے کی اور بیت المعذورین گرینچ  
میں ۱۷۵۷ء تک ملاحوں کی بود و باش رہی۔ مگر پھر یہ زیادہ بہتر معلوم ہوا کہ انھیں  
حسہ خانہ گرینچ وظائف دے دیئے جایا کریں۔ اب اس عمارت میں ایک  
شاہی بحری مدرسوہ فوقانیہ قائم ہے۔

غرض فرانس کے حملوں نے انگلستان کو ولیم کا اور زیادہ گرویدہ کر دیا  
۱۶۹۲ء سے لیکر ۱۶۹۷ء تک حالت پیری کی وہ ہر سال جنگ کرنے کے لیے  
ملک سے باہر جاتا تھا اور چونکہ پارلیمنٹ جانتی تھی کہ اس طور پر جمہور کو از سر نو تخت انگلستان  
پر بٹھانے کے بارے میں نوئی کی تمام کوششوں کو ولیم خاک میں ملا رہا ہے  
اس لیے وہ حتی الامکان روپے سے اس کی مدد کرتی تھی۔ لیکن رقم کا بہم پہنچانا کچھ  
آسان نہ تھا اس لیے کہ زمانہ سابق میں تو بادشاہ رعایا کو قرض دینے پر غور کر لیا  
کرتے تھے لیکن اب یہ مجبوریاں اٹھ گئی تھیں اور رعایا کو پارلیمنٹ میں اپنے سبوتین  
کی وساطت سے اپنے ٹیکس خود تجویز کرنے کا حق حاصل ہو گیا تھا۔ ۱۶۹۷ء میں خزانہ  
بالکل خالی ہو گیا۔ ادھر مصارف جنگ سرسری تھے اور چارلس ثانی کے زمانے  
سے زر گردوں کا جو قرض حکومت کے فمے چلا آتا تھا ابھی تک ادا نہ ہوا تھا۔ اس  
قومی قرض  
۱۶۹۷ء

دس لاکھ پاؤنڈ کی رقم قرض مانگے جس کا سود  
نہایت حکومت انھیں سال بہ سال مل جایا کرے۔ یہ قرض جو پارلیمنٹ نے انٹیک  
کی تجویز پر عمل پیرا ہو کر لیا تھا آج کے دن تک قائم ہے اور اس کی مقدار  
بڑھتے بڑھتے ساڑھے ساٹھ کروڑ پاؤنڈ تک پہنچ گئی ہے۔ قرضے کا زریعہ اس

وقت تک کسی بھی دانیوں کو واپس نہ ملے گا جب تک کہ قومی قرضے کا طریقہ بالکل ہی بیوقوف نہ ہو جائے لیکن حکومت کی طرف سے سود کی رقم لوگوں کو اس باقی عدلی کے ساتھ ملتی رہتی ہے کہ وہ اپنا سرمایہ خوشی قومی قرضے میں لگانے رکھتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص کل زر اصل کی واپسی ہی کا آرزو مند ہو تو اس کی شکل یہ ہے کہ وہ کسی دلال کی معرفت اپنے سود کا حق کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے مثلاً اگر اس نے ایک سو پاؤنڈ یا دو سو پاؤنڈ کے ٹکٹات قومی قرضے کی بابت خریدے ہوں تو دلال یہ رقم نئے خریدار سے لے کر اس کے حوالے کر دیتا ہے اور نیا خریدار آئندہ اس رقم کا سود دوسرے کار سے وصول کرتا ہے پھر

دلیم کے عہد میں قومی قرضہ کچھ بہت زیادہ بڑھنے نہ پایا اس لیے کہ رعایا اس نئی نئی تجویز سے ابھی مانوس نہ ہوئی تھی۔ اسی لیے ۱۷۹۹ء میں ہانڈیک ایک اور تجویز پر کاربند ہوا جو اسکا لینڈ کے ایک شخص سی بیٹرس کی بھیجائی ہوئی تھی اس تجویز کا مفاد یہ تھا کہ حکومت اہل ملک سے اور پندرہ لاکھ پاؤنڈ قرض لے اور قرض دہندوں بینک انگلستان کو ایک قومی بینک کے قیام کی قانونی سند عطا کرے جس کا نام ”جماعت منتظمہ و شرکت بینک انگلستان“ ہو حکومت ۱۷۹۹ء کے تمام رقمی لین دین کا کام اس شرکت سے متعلق ہوا اور

اسے اپنا روپیہ سود پر چلانے کا مجاز کیا جائے۔ یہ بینک نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ کل سرکاری رقوم کا جمع و خرچ اسی کی وساطت سے ہوتا ہے۔ سونے چاندی کے غیر مسکوک اہلکار سال میں ڈھلنے سے پہلے اس کی تحویل میں رہتے ہیں۔ قومی قرضے کے سود کی ادائیگی کا کام بھی یہی بینک انجام دیتا ہے اور بہت ضرورت پانینٹ کور و بیقرض تیار ہے بینک انگلستان میں اس وقت گیارہ سو لاکھ ملازم ہیں اس کے ملازموں کی تنخواہوں اور وظیفوں کی سالانہ مقدار تین لاکھ پاؤنڈ ہے اس کے نوٹ دنیا بھر میں اشرفی کی طرح چلتے ہیں اور جب یہ خیال ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ فلاں امر میں نقصان و خسران کا ذرا بھی احتمال نہیں تو مثال کے طور پر اسے بینک انگلستان سے تشبیہ دی جاتی ہے پھر

ان اہم قوانین سے جن کا اجرا روپیہ قرض لینے کی غرض سے عمل میں آیا

ظاہر ہوتا ہے کہ اراکین دارالعوام نے تاجداران سلسلہ اسٹوارٹ کو نکال کر اور پارلیمنٹ کے قانون کی رو سے ایک نئے بادشاہ کو تخت سلطنت پر بٹھا کر اپنے ان قدیم حقوق کی بحالی کا ڈول ڈال دیا تھا جو انھیں فرمانروایان سلسلہ ٹیوڈر کے زمانے سے پہلے حاصل تھے اور ولیم بھی اپنی عقلمندی سے اس میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالنا چاہتا۔ لیکن چونکہ وحک اور ٹوری جماعتوں کی رقابت اب بہت بڑھ چکی تھی اس لیے ان دونوں سیاسی گروہوں میں سے جو گروہ بھی غلبہ حاصل کر لیتا تھا وہی وزراء سلطنت کے طریق عمل سے اختلاف رکھنے کی حالت میں جماعتی طرز حکومت کا قیام حکومت کے لیے بہت بڑی پریشانی کا باعث بن جاتا تھا اس مشکل کو پیش نظر رکھ کر امیر سنڈر لینڈ نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اقتدار حکومت کے برقرار رکھنے کی طرف ہی ایک

سہارا ہے کہ جس فریق کے اراکین کی تعداد پارلیمنٹ میں زیادہ ہو اسی میں سے وزیر کا انتخاب کیا جائے۔ ولیم نے اس مشورے پر حرج بھجھ کر عمل کیا اور آج بھی انگلستان کا نظام حکومت اسی اصول پر مبنی ہے۔ وزراء سلطنت اگرچہ جوئین کی اکثریت کو اپنا ہم ہنگ نہ بنا سکیں تو خود مستعفی ہو جاتے ہیں اور پھر بادشاہ دوسری جماعت کے چیدہ چیدہ افراد کو ان کی قائم مقامی کے لیے طالب کرتا ہے۔ لیکن اگر یہ بھی ضعیف ثابت ہوں تو پھر پارلیمنٹ توڑ دی جاتی ہے اور جدید پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ اس طور پر وزیر کو پارلیمنٹ میں سرگرمی کا وجہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ رعایا کے دیکل بھی ہوتے ہیں اور بادشاہ کے خادم بھی بن جاتا ہے۔

ولیم کے تعلقات اگرچہ اپنے عہد کی پارلیمنٹوں کے ساتھ بہت کچھ کشیدہ رہے لیکن پھر بھی انھوں نے متعدد ایسے قوانین نافذ کیے جن کی سودمندگی میں کلام نہیں۔ ایک قانون قانون انتخاب سہ سالہ کے نام سے جاری ہوا قانون انتخاب سہ سالہ جس کی رو سے ہر تیسرے سال ایک نئی پارلیمنٹ کا انتخاب لازمی قرار پایا پہلے تمام مطبوعہ کتب و رسائل ایک شبایہ محتسب کے استصواب کے بغیر شائع نہ ہو سکتے تھے۔

اب یہ ضابطہ نسخ ہو گیا اور آئندہ کے لئے ہر شخص کو حق حاصل ہو گیا کہ جو ایسے  
مضامین کے جو حکومت وقت یا دوسرے اشخاص کی حیثیت عرفی کے خلاف  
آزادی مطالع ہوں اور جو چاہے چھاپے اور شائع کرے۔ اس کا ایک بڑا  
فائدہ یہ ہوا کہ کچھ ایک ہی اخبار لندن گزٹ کے جو کچھ  
عرصے سے جاری تھا متعدد اخبارات نکلنے شروع ہو گئے اور

۱۶۹۵ء

انگلستان کے ہر حصے کی آبادی کو گھیر بیٹھے معلوم ہونے لگا کہ بڑے بڑے شہروں  
میں کیا واقعات پیش آرہے ہیں اور کون کون سے مسائل پر بحث ہو رہی ہے  
ایک اور رہنمائی ہی اہم قانون کے ذریعے سے اس نامستدنی  
قانون کی تیسخ عمل میں آئی جو ہنری ہشتم کے عہد میں ٹامس کرامل کے ہاتھوں  
تعاقد پذیر ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۸۰۸)۔ آئندہ کے لئے جرم خلاف ورزی یا سرکار کے  
قانون بغاوت ملزمین کو بذریعہ وکیل شہادت صفائی پیش کرنے کی اجازت  
مل گئی اور یہ حق بھی حاصل ہو گیا کہ جو الزامات اُن پر قائم  
کئے گئے ہوں اُن کی ایک نقل انھیں مل جایا کرے۔ اب

۱۶۹۶ء

کسی کو اس بات کا کھٹکا نہ رہا کہ وین اسٹریٹ ڈرسل اور سڈنی کی طرح اذخا ل  
شہادت صفائی کا کوئی موقع پائے بغیر فیصلہ عدالت اُس کے خلاف صادر  
ہو جایا کرے گا۔ سلسلہ میں ایک اور قانون حکام عدالت کے متعلق  
جاری کیا گیا جس کی رو سے اُن کے منتقل مشاہرے مقرر کئے گئے اور بھرا  
جتا دیا گیا کہ کوئی رکن عدالت اپنی خدمت سے علیحدہ نہ کیا جاسکے گا الا اس  
آزادی حکام عدالت صورت میں کہ وہ کسی غلط کاری کا مرتکب ہوا ہو یا بالینٹ  
کے دونوں اہوان اُس کی برطرفی پر متفق ہوں۔ جہیز صرف

اتنی سی بات پر حکام عدالت کو موقوف کر دیا کرتا تھا کہ وہ قانون کی تاویل  
اُس کے ذہب کی نہ کرتے تھے۔ اب کسی بادشاہ کو یہ اختیار باقی نہ رہا۔ ارکان عدالت  
اگر انصاف پر قائم رہیں اور فیصلہات کے صدور میں حق و عدل کو ہاتھ سے  
نہ جانے دیں تو اب اُنھیں نہ بادشاہ کے عتاب کا ڈر ہے نہ رعایا کی ناراضی کا

اندیشہ ہے

مانٹنگ اس وقت وزارت خزانہ کے منصب پر فائز تھا۔ چاندی کے  
نئے سکے کا رواج اسی کے من اہتمام کا شروع ہوا۔ چارلس ثانی کے زمانے تک تقویٰ کے  
تیار کرنے کی یہ ترتیب تھی کہ چاندی قلعی سے کاٹ لی جاتی تھی اور ہتھوڑے  
سے کوٹ کر سیکہ مضروب کر لیا جاتا تھا۔ بد معاشوں کے لیے  
ایسے سکوں کا قیام سے دوبارہ کٹر لینا اور تھوڑی سی کٹرن  
رکھ کر چلا لینا کچھ مشکل نہ تھا اس طور پر سکے بتدریج چھوٹے  
ہوتے جاتے تھے اور بارہا ایسا اتفاق پیش آتا تھا کہ ایک شخص کو پچاس شلنگ  
ملے ہیں اور وہ جب انھیں بینک لے گیا ہے تو اسے معلوم ہوا ہے کہ ان میں ہی  
شلنگ رہ گیا ہے۔ چارلس ثانی کے عہد میں سکوں کی تیاری ایک کسال میں  
ہونے لگی جو گھوڑوں کی طاقت سے چلتی تھی ان سکوں کے کنارے پر یا تو لہریا  
کھدائی گئی

ہوتا تھا یا کناروں کے گرد گرد الفاظ مضروب ہوتے تھے  
جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ کسی نے انھیں کاٹا ہے یا نہیں  
یہ سکے کھدار، کھلاتے تھے۔ لیکن چونکہ برٹش کے ابھی تک راج تھے اس لیے  
بد معاشوں نے اب یہ حیل اختیار کیا کہ یا تو کھدار سکوں کو گھلا کر چاندی کے دام  
کھڑے کر لیتے تھے یا انھیں فرانس بھیج دیتے تھے کہ کترنے ہوئے سکوں کی نسبت  
ان کی قیمت زیادہ ملتی تھی۔ اور اس میں ان کا فائدہ ہو جاتا تھا۔ آخر حالت  
ایسی محدود ہو گئی کہ مانٹنگ اور وزیر عدالت سامرس نے باہم مل کر  
مشہور فلسفی لاک اور سیر ایزک نیوٹن سے مشورہ کیا اور بالاقاف پیرا  
نٹرائی کر نئے کھدار سکے کی ایک مقدار کثیرہ سکوک کی جا کے اور تمام پُرانے  
سکے خزانے میں داخل کرائے جائیں تاکہ ان کا چلن ہی موقوف ہو جائے۔ نیوٹن  
نے جسے دارالطرب کی مہتممی کی خدمت سپرد کی گئی اس بات کا خاص اہتمام کیا  
کرنے سکے خالص اور ٹھیک وزن کے ہوں اس تبدیلی پر ۱۶۹۶ء میں عمل ہوا  
اول اول تو لوگوں کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوا لیکن بالآخر دوسرے کے پورے  
رسوم غرض  
نقصان کی تلافی مکانوں کی کھڑکیوں کے آئینوں پر ایک نیا

محصول لگانے سے کی گئی۔ یہ محصول مختلف وجوہ سے سہ ماہی ایک قائم رہا اور اس کا ایک اشریہ ہوا کہ ڈیڑھ سو سال کی ورسیائی مدت میں جو مکانات تعمیر ہوئے ان میں محصول سے بچنے کے لیے رقم دریکے اور چھوٹے چھوٹے ایسے لگائے گئے کہ ولیم کے عہد عدل و دانش میں اگرچہ اہل ملک تو ان مفید اصلاحات سے فیضیاب ہو رہے تھے لیکن خود ولیم آفات و حوادث کا نشانہ ہونے سے بچ نہ سکا۔ ۱۶۹۷ء میں ملکہ میری نے چھک کے عارضے سے وفات پائی۔ بی بی کے مرنے کا اُسے سخت صدمہ ہوا اور مارے غم کے کچھ عرصے تک اُس کی حالت ملکہ میری کی وفات ۱۶۹۷ء

غیر بری چیزوں نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ولیم کو جسے وہ طنزاً ولندیزی بادشاہ کے نام سے پکارا کرتے تھے تخت سلطنت سے علیحدہ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

لوئی چار دہم پہلے ہی تاک میں لگا بیٹھا تھا۔ جیمز کے ہوا خواہوں کو اُس نے کھلا بیجا لاکر انگریزی قوم اُنہ کھڑی ہو تو اُس کی کمک کے لئے ایک جرمن فرانسیسی لشکر بھیجا۔ ولیم کے قتل کی سازش ۱۶۹۷ء میں ایک سازش کی گئی کہ جب ولیم شکار سے واپس آئے اور ایک تنگ گلی میں سے چھپیں گے اور اس کی جالی تھی ۱۶۹۷ء

گزر رہا ہو تو اچانک اُس کا کام تمام کر دیا جائے بڑی خیرہ کڑی کہ فرقہ تھیوٹک کے ایک رئیس شخص پینڈرگا سٹ نامی نے جو کسی بے گناہ کے خون کا روادار نہ تھا بادشاہ کو اس مہیب منصوبے کی اطلاع کر دی۔ تمام شرکائے سازش گرفتار ہو کر اپنے کبوتر کردار کو پہنچے اور حسب معمول اس حقیقت کے انکشاف نے کہ فرانسیسی انگلستان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں لوگوں کے جذبہ وفاداری کو اور زیادہ گہرا کر دیا۔ ولیم کی ہر ولندیزی اس وقت بہت ہی بڑھی ہوئی تھی اس لیے کہ محاصرہ نامور میں اُسے ایک فتح عظیم حاصل ہوئی تھی (۱۶۹۵ء) اور انگریزی قوم کو یقین و اطمینان ہو چلا تھا کہ فرانس کو وہ اپنی قوت بازو سے بیخود کھا کر چھوڑے گا۔ اُس کے قتل کی سازش نے رعایا کو اُس کا اور بھی زیادہ گرویدہ کر دیا۔ دارالامرا اور دارالعوام کے اراکین نے خاص اس غرض سے ایک مجلس قائم کی کہ اگر ولیم قتل ہو جائے تو قاتلوں سے اُس کی موت کا انتقام لیا جائے اور اُس کی جگہ اپنا

تحت پر بٹھائی جائے۔ امر او عوام نے اس مضمون کا ایک حلیفہ اقرار نامہ مرتب کیا اور طول و عرض ملک میں ہزار ہا اشخاص نے اس اقرار نامے پر دستخط کیے۔ اگلے سال ۱۸۰۱ء کو جنگ فرانس ختم ہو گئی اور شاہ یونی چہار دہم نے بمقام رسوک واقع ہالینڈ ایک عہد نامے پر دستخط کر دیے جس کی رو سے بائیس قلعہ اسٹریسبرگ وہ تمام اُن علاقہ جات سے دست کش ہو گیا جو اس نے عہد نامہ نیگلون مرتبہ ۱۷۶۳ء کے قلمبند ہونے کے بعد فتح کیے تھے اور ویتیم کو اس وعدے عہد نامہ رسوک کے ساتھ شاہ انگلستان تسلیم کر لیا کہ آئندہ اس کی حکومت ۱۱ ستمبر ۱۷۹۶ء کے خلاف وہ کوئی ساز و باز نہ کرے گا اٹھ سال کی جنگ کے بعد آخر انگلستان کو امن و سلامتی کا یہ دن دیکھنا نصیب

ہوا۔ نوکوں کے جوش مسرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ تھی۔ ۱۷۹۶ء کے ماہ دسمبر کی دوسری تاریخ شکرانے کی بجا آوری کے لیے مقرر کی گئی سارے شہر میں چراغاں ہوا جلوس نکالے گئے بھندے اڑائے گئے الاؤ جلائے گئے اور کلیساؤں میں سینٹ پیال کا چو آشر دگی لندن کے بعد سر کرستوفرن کے انتہام میں از سر نو تعمیر ہوا تھا اس دن افتتاح ہو گیا۔

لیکن بادشاہ کے لیے صلح نامہ کا بیوں کا ایک جھوم اپنے ہمراہ لیتی آئی اس لیے کہ پارلیمنٹ نے بڑی فوج کی تعداد گھٹا کر دس ہزار کر دی اور بحری فوج کی جمعیت کو کم کر کے آٹھ ہزار کر دیا اس کے دوسرے سال سبوتین متعاقب ہوئے کہ ویم کی ولندیزی جمعیت فوج کی تخفیف اپنے وطن ہالینڈ کو چلی جانے اور جو زمینیں ویم نے آئر لینڈ میں ولندیزیوں کو دی تھیں وہ اُن سے واپس لے لی جائیں پارلیمنٹ

کے اس طرز عمل کو اس کی حق ناشناسی اور احسان فراموشی پر محمول کر کے ویم نہایت رنجیدہ ہوا اور اُس کی آزدگی بیان تک بڑھی کہ اُس نے تاج و تخت سے دست بردار ہو کر ہالینڈ واپس چلے جانے کی دھمکی بھی سبوتین کو دے دی لیکن بالآخر اُس نے اُن کی رائے مان لی لہذا ساتھ ہی انھیں اتنا ضرور جتا دیا کہ فوج گھٹانے سے وہ انگلستان کی حفاظت کو محذور قرار دے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی نگاہ سے نیکوۃً اوجھل تھا لیکن ویم

خوب جانتا تھا کہ لوئی نے اپنی دلی آرزو میں کسی دوسرے طریقے پر برلانی کی خاطر صلح کی ہے۔ چارلس ثانی فرمانروائے ہسپانیہ کی عمر اگرچہ صرف پینتیس سال تھی لیکن ہسپانوی وراثت وہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا اور سب جانتے تھے کہ اُس کا زیادہ دنوں زندہ رہنا محال ہے۔ اس کے کوئی اولاد بھی

مگر ورثہ عظیم الشان تھا۔ ہسپانیہ نپید، صقلیہ میلان ہسپانوی حصہ اندر لینڈ اور ہسپانوی جزائر واقع امریکہ جنوبی۔ یہ تمام ممالک اُس کے جانشین کو میراث میں پہنچنے والے تھے۔ اُس کا اصلی حقیقی وارث تو کوئی نہ تھا لیکن اُس کے قربت داروں میں میں شہزادے ایسے تھے جنہیں اُس کے جانشین منتخب ہونے کے مساوی حقوق حاصل تھے ان میں سے ایک تو فرانس فرانسے بوریہا کا حلف اکبر جوزف قطار دوسرا شہنشاہ لیو پولڈ کا بیٹا امیر اعظم چارلس تھا اور تیسرا لوئی چہارم ہم کا پوتا فلپ امیر انجو تھا۔ لوئی چہارم وہم کو خوب معلوم تھا کہ یورپ کی دوسری سلطنتیں کبھی اس بات کو پسند نہ کریں گی کہ اس کا پوتا چارلس ثانی کی میراث حاصل کر کے اتنی بڑی زبردست سلطنت کا مالک ہو جائے اسی لیے وہ ولیم کی امداد حاصل کرنے کی فکر میں تھا کہ اس واجب سے اُسے کچھ تول جائے۔ ولیم کو لوئی کا ساتھ دینے میں۔ یہ فائدہ تھا کہ لینڈ لوئی کی دستبرد کے خدشے سے محفوظ ہوا تھا اور اسی خیال سے وہ لوئی کی اعانت پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن اس اعانت کے معاوضے میں اپنے مفید مطلب شرائط طے کرانے کے لیے ضرور تھا کہ ایک زبردست لشکر اُس کی پشت پر ہو۔ پارلیمنٹ کو ان مصلحتوں کی کچھ خبر نہ تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ فوج کی تخفیف پر ولیم جزبہ ہوا۔ پھر بھی اس موقع کو اُس نے ہاتھ سے نہ جانے دیا اور جو کچھ بن پڑا کیا اب دو عہد نامے سپرد قلم کیے گئے۔ عہد نامہ اول کی رو سے چارلس ثانی نے اپنی تمام سلطنت کا وارث بوریہا کے تقسیم سلطنت کے انجمن ان تہذاوے کو قرار دیا کہ اس کو کوئی بھی شک و جدہ بارے میں عہد نامے کی نگاہ سے نہ دیکھتا تھا لیکن اس نے قصداً کارروائی کی کہ وہ لوئی کو وفات پائی اور اس پر ایک نیا عہد نامہ ضبط کر کے برلانی لایا جس کی بموجب ہسپانیہ اور اندر لینڈ تو امیر اعظم چارلس کے حصے میں آئے اور باقی



علاقہ میرانجو کو دیئے گئے۔ لوئی کو یہ تقسیم اگرچہ ناپسند تھی لیکن بادل ناخواستہ وہ اسی پر رضامند ہو گیا کہ سب نہیں تو کچھ تو ہاتھ آیا۔ یہ تمام کارروائیاں خفیہ عمل میں آئی تھیں اور وزیر اسہپانیز کو اس عہد نامے کی کاغذوں کا خبر نہ ہونے پائی تھی۔ آخر جب یہ راز سربتہ کھلا اور انھیں معلوم ہوا کہ ان کی اجازت و رضامندی کے بغیر ان کے ملک کے یوں حصے بخرے کیے جا رہے ہیں تو وہ سخت برہم ہوئے خصوصاً ولیم برائٹس بے حد عیش آیا۔ چارلس ثانی نے دوسرے عہد نامے کی تحریر کے چھ مہینے بعد انتقال کیا لیکن انتقال سے پہلے وزیر کے سبھا نے چھانے امیرانجو کا جلوس پارلیمنٹ کے حق میں ایک وصیت نامہ قلمبند کر کے اُسے تخت ہسپانیز پر۔ اپنی ساری سلطنت کا مالک بنانا گیا۔ لوئی کی نیت بدلتے گیا ویر لگتی تھی۔ ولیم کے پاس اگر ایک لشکر جرار موجود ہوتا تو شاید اُسے عہد نامے کا کچھ پاس بھی ہوتا لیکن وہ جانتا تھا کہ ولیم کی فوج منتشر ہو چکی ہے۔ غرض اُس نے تمام اُن معاہدات کو جو اُس نے سلطنت ہائے یورپ کے ساتھ کیے تھے طاق پر رکھ کر سلطنت ہسپانیز کی وراثت کا حقدار اپنے پوتے کو تسلیم کر لیا جس نے فلپ پنجم کا لقب اختیار کر کے تخت ہسپانیز پر جلوس کیا۔

بادی انظر میں ان واقعات کو انگلستان کے معاملات سے بہت کم لگاؤ معلوم ہوتا ہے۔ اور انگلستان کی پارلیمنٹ کا بھی یہی خیال تھا۔ اراکین پارلیمنٹ کو ولیم کا یہ طرازِ عمل بہت ناگوار گزرا کہ کیوں اُس نے غیر ممالک کے معاملات میں مداخلت کی اور ان کے ساتھ معاہدات کئے۔ وہ غیر ممالک کے لڑائی جھگڑوں میں الجھنے کی بجائے اس مسئلے کے قصص کو زیادہ اہم سمجھتے تھے کہ شہزادی این کے بعد جس کے باقی ماندہ بیٹے امیر گلاسٹون نے حال ہی میں انتقال کیا تھا کون وارنٹ تاج و تخت ہو چنانچہ قانون انتظام وراثت کے نفاذ سے انھوں نے قانون انتظام وراثت فیصلہ کر لیا کہ این کی وفات کے بعد تاج انگلستان و فرینز دی سینوڈ اور اس کی اولاد و احفاد کا حصہ ہو کہ وہ جزا اول کی پوتی ہو نیکی ساتھ تخت کے شاہی خاندان کی طرف ایک ہی سی یا وگا تھی جو پر الشرف و عقیدہ تھی (نیکو نقشہ مذکور صفحہ ۳۶۵)

ملکہ وکٹوریہ اور اس کی اولاد کو اگر تاج انگلستان استحقاقاً درجے میں ملا ہے۔ تو اس استحقاق کی بنا ہی قانون ہے۔

لیکن اگر کین پارلیمنٹ کو جلد ہی یہ بات معلوم ہو گئی کہ ایک دوسرے کے خطرے کوٹانے کی دھن میں انھوں نے ایک نزدیک کی آفت کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ گزشتہ جنگ کا اگر کوئی مقصد تھا تو یہ تھا کہ فرانسیسی اندلیںڈ کے ہسپانوی علاقے میں قدم جمانے نہ پائیں۔ یہ مقصد فلپ خیم کے سرکارانہ سلطنت ہالینڈ کے بعض ہوتے ہی فوت ہو گیا۔ لوی نے اپنے پوتے کے قلعوں پر لوی کا نام سے اندر لینڈ کے قلعوں میں فوجیں متعین کر دیں اور ان قلعوں کی ولزبریزی فوجوں کو یہ کہہ قید کر لیا کہ قبضہ۔

جب تک ولیم فلپ کو تاجدار ہسپانیہ تسلیم نہ کرے گا یہ فوجیں برابر زیر حراست رہیں گی۔ اس پر بھی پارلیمنٹ تلوار بنیام سے نکالنا چاہتی تھی اگرچہ ولیم کو اس نے اتنی اجازت ضرور دے دی تھی کہ لوی کو اندر لینڈ سے بحال دینے کی غرض سے انگلستان ہالینڈ اور شہنشاہ لیو پولڈ کے درمیان ایک اتحاد ٹلشہ قائم کر لے۔ آخر بادشاہ متبرکشاہ میں اتحاد ٹلشہ ایک دن خرابی کہ انگلستان کا غریب الوطن بادشاہ جیمز ثانی رحلت کر گیا ہے اور لوی چار دہم نے اس کے بیٹے کو

الجیمز ثالث شاہ انگلستان کی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے اب یک بیک قوم کی دیکھیں کھلیں اور اس نے دیکھ لیا کہ لوی کا اس قدر طاقتور ہو جانا اس کے لیے کتنی بڑی خرابی کا موجب ہے۔ اہل انگلستان اس بات کی تاب نہ لا سکتے تھے کہ لوی چار دہم یہ فیصلہ کرے کہ انگلستان کا بادشاہ کون ہو اور کون نہ ہو۔ چاروں طرف ایک شور مچ گیا کہ فرانس کے خلافت اعلان جنگ ہونا چاہیے۔ ولیم نے اسی وقت ٹوری فریق کی پارلیمنٹ توڑ دی اور ایک نئی پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں آیا جس نے بلا دمک فوج اور روپے کی منظوری دے دی تاکہ شاہ فرانس پر جو انگلستان کے معاملات میں دست اندازی کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھا فوج کشی کی جائے۔

لیکن دستم کی صحت ایک عرصے سے بگڑ رہی تھی۔ اور اس میں خود  
 اتنی سکت نہ تھی کہ نئی قوتِ کج کی سپہ سالاری اپنے ہاتھ میں لے سکے۔ اس لیے اس نے  
 لارڈ چرچل کو جواب امارت مارلیبو کے منصب پر فائز اور اعلیٰ درجے کی جنگی  
 قابلیت رکھتا تھا، فوج کا سردار بنایا۔ لیکن ابھی اعلانِ جنگ ہونے بھی نہ آیا تھا  
 ولیم کی وفات کہ اس کے عہدِ حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ ۲۰ فروری ۱۹۵۱ء کو  
 ۸ مارچ ۱۹۵۱ء گھوڑے پر سے گر کر اسکی پیشانی ٹوٹ گئی اور ۸ مارچ کو میتین کم سن  
 تاجدار جس کی ذات سے انگلستان کو اتنے نہایت سے فیض  
 پہنچے تھے لیکن جس کے احسانات کا اعتراف اہل ملک نے بہت کم کیا تھا  
 رہبرِ اکبر کے عالم بقا ہو گیا جو

## الیساوا باب

آخری تاجدار سلسلہ اسٹوارٹ

ملکہ این

۱۵۵۲ء لغایت ۱۵۵۷ء

ولیم کی وفات کے بعد تاج شاہی اس کے سر پر رکھا گیا۔ ملکہ کا جواں سال ہوتا تھا بھائی جینز اسٹوارٹ جو کیتھولک عقیدہ رکھتا تھا خوب جانتا تھا کہ اب سلطنت کیلئے ہاتھ پاؤں این کی تخت نشینی مارنے کی کوشش لافیل ہے۔ دربار فرانس میں جہاں وہ اپنی ناکام زندگی گزار رہا تھا اُسے شاہ جینز ثالث کا لقب حاصل تھا لیکن انگلستان میں وہ ”دعویٰ“ کہلاتا تھا۔ اسکا ٹیلنڈ میں البتہ اس کے بہت سے طرفدار تھے لیکن انھیں سر اٹھانے کی مجال نہ تھی تو

”نیک سیرت ملکہ این“ کہ اہل انگلستان اسی طرح اُسکا نام لیتے تھے رعایا میں بڑی ہر دلعزیز تھی اور لوگ خوش تھے کہ تخت انگلستان پر بھرا ایک ایسی تاجدار نے قدم رکھا ہے جو انگریزی نسل سے ہے۔ ملکہ این ایک کند ذہن اور فقیہی عورت تھی لیکن دل محبت بھرا رکھتی تھی اور طبیعت کی نیک واقع ہوتی تھی ملکہ الوقت کی طرح اُسے اپنی رعایا سے بڑی الفت تھی اور رعایا کی فلاح کا اسے ہر وقت خیال رہتا تھا۔ لوگ بھی اُس کا صبر دیکھ کر جو اُس نے اپنے بچوں کے یکے بعد دیگرے وفات پانے پر کیا تھا، اُسے ادب و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ زیادہ تر مارلبرو کے مشورے پر کاربند ہوتی تھی جس کا باعث یہ تھا کہ مارلبرو کی بی بی اُس کی بچپن کی سپیلی تھی۔ دونوں سپیلیاں روز ایک دوسرے کو خط لکھا کرتی تھیں۔ لیڈی مارلبرو کو این ازراہ تے کلفی مدسٹرفری میں، کہتے تھے کہ بھاری تھی اور وہ مذاقیہ طور پر کہتے تھے کہ ”مسنراری“ کے نام سے یاد کرتی تھی۔ این کا شوہر جارج شہزادہ ڈنمارک ایک سیدھا سادا نیک مزاج شخص تھا جو سیاسیات میں مطلق دخل نہ دیتا تھا۔ اس عہد میں اگر کوئی نزاع ہوئی تو فریق و عک اور فریق ٹوری کے درمیان ہوتی۔ فرماؤ گئے وقت اور رعایا میں کوئی تصادم واقع

نہ ہونے پایا۔

دھنگ چاہتے تھے کہ فرانس کے ساتھ جنگ کی جائے بخلاف اس کے  
فریق پڑی کو اصرار تھا کہ مدافعت پہلو اختیار کر کے فقط سواحل انگلستان ہی کی حفاظت کی  
جائے اور براعظم میں جا کر جنگ نہ کی جائے۔ ماربرو اگرچہ ایک اعتدال پسند ٹوری تھا  
ماربرو اور گڈالفن کی لیکن فوج کے جریئل ہونے کی حیثیت سے جنگ کا بدل خواہشمند  
تھا۔ یہی رائے وزارت خزانہ کے صدر لارڈ وگڈالفن کی تھی آئندہ  
آٹھ سال تک مجلس وزراء میں جن دو اراکین کا اقتدار غالب

رہا وہ یہی دونوں شخص تھے؛

تا جبوشی کے بعد ملکہ نے جلد ہی فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور ماربرو  
نے نذرلینڈ پستچیکر لیج فتح کر لیا۔ لوئی کا حلیف صرف شاہ بوریس تھا اور اس کے حریف  
ولندیزی انگریز لیو پولڈ شہنشاہ جرمن شاہ پروشیا شاہ پرتگال امیر سیوائے اور متحدہ  
اعضائے اتحاد کیر اور فرانس کی جنگ  
چھوٹے چھوٹے والیان ملک تھے۔ ان میں سے ولندیزی تو اسے  
نذرلینڈ کے ہسپانوی علاقے سے بے دخل کرنا چاہتے تھے۔ انگریزوں  
کی خواہش تھی کہ وہ مدعی کو اپنے ہاں پناہ دے۔ اور شہنشاہ لیو پولڈ

ہسپانوی مقبوضات اپنے بیٹے امیر اعظم چارلس کو دلانا چاہتا تھا۔ جنگ ایک ہی  
وقت میں اکٹھا چار مورچوں پر جاری تھی اور متخاصمین نذرلینڈ ہسپانیہ اطالیہ اور جرمنی  
میں دست و گریباں تھے۔ دول متحدہ کی جنگی حکمت عملی کی باتیں انھوں کی رائے پر  
تھی اور زیادہ تر انھیں کے صلاح و مشورے سے تمام امور طے ہوتے تھے ان میں سے  
ایک تو ہالینڈ کا سربراہ و دیرمینسٹس تھا ایک سپہ سالار اعظم یوجین شہزادہ سیوائے  
تھا اور ایک ماربرو تھا جسے ان سب کا نفس ناطقہ سمجھنا چاہیے؛

ماربرو کی سرگرمیاں برتر از قیاس تھیں۔ اور حیرت ہوئی تھی کہ ایک اکیلا  
شخص کس طرح اس قدر کام کر سکتا ہے۔ وہ فلیٹڈرس اور ہسپانیہ دونوں مورچوں کی  
جنگی نقش و حرکت کے بارے میں ضروری ہدایات جاری کرتا تھا۔ اسی کے ساتھ تمام  
دول متحدہ کے وزراء کے ساتھ برابر اس کی سیاسی گفت و شنید ہوتی رہتی تھی مزید برآں  
وہ وقتاً فوقتاً میدان جنگ کو چھوڑ کر انگلستان ہو آیا کرتا تھا کہ وہاں کے سیاسیات میں حصہ

اور جنگ کا جوش قائم رکھنے کے لیے قوم کو اکساتا رہا۔ اس کی سیرت بڑی بڑی  
 لاربرو کی سیرت | الغرضوں سے آلودہ تھی۔ ایک تو وہ حریص پرے درجہ کا تھا۔ دوسرے

اُسے اپنی بات کی آن نہ تھی کہ یہی مردوں کا زیور ہوتا ہے۔ پہلے تو  
 دور انقلاب کے آغاز پر اُس نے اپنے دوست جیمز ٹانی کا ساتھ چھوڑ دیا اور پھر جب  
 ولیم ثالث مالک تاج و تین ہو تو رنگ بدل کر از سر نو جیمز کے ساتھ ساز باز کرنے لگا۔  
 لیکن ان تمام عیوب کے باوجود وہ ایک بیدار منتر بدتر تھا اور انگلش سے پہلے ہی  
 انگلستان کا سب سے بڑا سپہ سالار سمجھا جاتا ہے سیاسی معاملات میں وہ بہت  
 ہوشیار اور سنجیدہ آدمی تھا۔ اور میدان جنگ میں خوف اُسکے پاس پھٹکتا بھی نہ تھا اور  
 اس سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اُس نے دشمن کے ساتھ بے رحمانہ سلوک روا رکھا ہو  
 جنگ کی بساط اگرچہ قریب قریب پورے یورپ میں بھیجی ہوئی تھی لیکن اس کے سارے  
 مہروں کی چالیں اُس کے پیش نظر تھیں اور وہ فوراً حکم لگا دیتا تھا کہ فلاں فوج کیلئے  
 فلاں نقل و حرکت ضروری ہے۔ پھر بھی جنگ شروع ہونے کے بعد دو سال تک وہ  
 اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکا کہ کوئی کو پیش قدمی کرنے سے روکے رکھے جس کی وجہ یہ تھی  
 کہ اتحادی دل کے پودے تھے اور ان کی رائے ایک نہ تھی؛

انگلستان میں اس دو سال کی مدت کے اندر بہت کم ایسے واقعات پیش آئے  
 جو قابل ذکر ہوں۔ خلیق ڈوری نے اہل خلافت پر جو سب کے سب وہمگ تھے مذہب  
 کی آڑ میں ایک زبردست سیاسی حملہ کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ پارلیمنٹ ہی  
 قانون "موافقت واقعی" میں ذلیل نہ ہو سکیں۔ اہل خلافت سرکاری عہدے حاصل کرنے کیلئے  
 از روئے قانون آزمائش کلیسا میں وقت کے وقت اصطلاح لے لیتے

۱۷۹۰ء

تھے اور جب کام کھلنا تو بدستور اپنے کنیسوں میں عبادت کے لئے  
 جانے لگتے تھے۔ اب دو قانون موافقت و تقویٰ، جسے نام سے ایک مسودہ قانون مرتب کیا  
 گیا جس کا منشا یہ تھا کہ ان لوگوں کو اس دفع الوقتی کے اصطلاح سے باز رکھا جائے۔ دارالعوام  
 میں یہ مسودہ منظور ہو گیا لیکن امرائے اس کی مخالفت کی اور کئی سال تک یہ حالت رہی  
 کہ جب دارالامرا میں یہ مسودہ بغرض منظوری پیش ہوتا تھا تو امرائے نامنظور کر دیتے  
 تھے آخر امر کو بھی منظوری دینی پڑی اور اس کے بعد سرکاری خدمتوں کا دروازہ اہل خلافت

کے لیے۔ سو سال سے زیادہ عرصے تک قانوناً بند رہا۔ ہر سال پارلیمنٹ کو خاص اجازت  
 دینی پڑتی تھی جب کہیں اس فرقے کا کوئی شخص کسی سرکاری عہدے پر مقرر ہو سکتا تھا  
 یاد ہوگا کہ ہر پادری کی معاش کا ثمرہ اول اور تیسری محاصل کا عشرہ  
 جو پہلے پاپائے روم کا حق سمجھا جاتا تھا اب بادشاہ کو ملنے لگا  
 تھا۔ مارلبرو نے جسے فریق ٹوری کی دلجوئی مقصود تھی سنہ ۱۷۱۱ء میں  
 اس کو سمجھا بھجا کر راضی کر لیا کہ شاہی داخل کی یہ مکتبہ کے نام بحال کر دی جائے۔ چنانچہ  
 یہ رقم جو دعطیہ ملکہ این کے نام سے موسوم ہے ابھی تک کم استغانت پادریوں کی  
 آمدنی بڑھانے میں لگائی جاتی ہے؛

لیکن اب ہم پھر واقعات جنگ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ مارلبرو کو متحدین کی  
 بھی چال پسند نہ تھی اور ان کی سستی عمل سے تنگ آکر اس کے لیے بحر اس کے چارہ نہ رہا  
 جنگ بلنہیم  
 ۱۷۰۴ اگست ۱۰ء  
 تھا کہ خود ہی جلد کام کرنے کی کوئی سبیل نکالے۔ اسی زمانے میں  
 شاہ لوئی نے ایک بہت بڑی فوج جمع کر کے دریائے ڈینیوب  
 کے کنارے شاہ بویریا کے لشکر سے جا ملنے کے لیے بھج دی تھی

کہ دامن کے قریب آسٹروی فوج سے ہوشہزادہ یوجین کے زیر کمان تھی لڑکر دو ٹوک  
 فیصلہ ہو جائے۔ مارلبرو کی فراست اس خطرے کو فوراً تاثر لگئی۔ بغیر اس کے کہ کسی کو اس  
 کے عندیہ کی اطلاع ہو وہ لیغار مارتا ہوا سیدھا ڈینیوب کی طرف بڑھا اور ایک چھوٹے  
 سے گاؤں کے قریب جو بلنہیم کے نام سے موسوم ہے شہزادہ یوجین کے ساتھ شامل ہو کر  
 ۱۷۰۶ اگست ۲۶ء کو غنیم سے جا بھڑا۔ اس مشہور و معروف جنگ میں فرانسیسی فوج  
 نے جس کی ایک عرصہ دراز سے دھاک بندھی ہوئی تھی اور جس کا رزک اٹھانا ناممکن  
 خیال کیا جاتا تھا شکست فاش کھائی اور اس کا پورا دو تہائی حصہ یا نو کیفیت رہا یا  
 رضی ہوا یا گرفتار کر لیا گیا؛

ملکہ این قصر وندسریں کتب خانہ کے دریا رخ دریچے کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی  
 کہ قاصد اس شاندار فتح کا فزودہ لایا۔ اس سے چند ہی دن پہلے اسے امیر البحر روک کے  
 تسبیح قلندر الطر  
 ۱۷۰۶ اگست ۲۶ء  
 ہاتھوں جبل الطارق کے سنگین قلعہ کے سمندر ہونے کی خوش خبری  
 مل چکی تھی یہی ہم بشارتیں اس بات کی تین دلیل تھیں کہ جنگ

میں فتح کا پتہ اب انگلستان کی طرف جھک چلا۔ مارلبرو امیر الامرائی کے خطاب سے سرفراز ہو کر انگریزی قوم کی آنکھوں کا تاراج بن گیا اور اُس کے نام کی دہشت سے اہل فرانس پر لرزہ طمانی ہونے لگا۔ پارلیمنٹ نے وٹور شک کے قریب اُسے ایک بہت بڑی جاگیر عطا کی جہاں اُس نے وریوان پنہیم کے نام سے ایک عظیم الشان کوٹھی تیار کر لی اور جب ۱۷۵۷ء میں پارلیمنٹ کے لیے نئے اراکین کا انتخاب عمل میں آیا تو دار الحکومت میں فریق و شک کی ایک زبردست جماعت گٹا لٹھ اور مارلبرو کی طرف دار ہو گئی اس لیے کہ ساری قوم جنگ کی حمایت پر یکسر متفق ہو گئی۔

مارلبرو نے پھر فلینڈرس کا رخ کیا اور ماہ مئی ۱۷۵۷ء میں غنیم پر بمقام ریمیلینز ایک اور بڑی فتح پائی۔ اس معرکہ میں فلینڈرس اور فرانس کے درمیانی علاقے کے نو زبردست قلعے اُس کے ہاتھ آئے۔ اپنول اور بیگانول پر اس کے تہو و تدبیر کا سکھ جنگ ریمیلینز سے لڑا۔ ایسا جم گیا تھا کہ شہنشاہ آسٹریا نے فلینڈر کے سپانوی علاقے کی گورنری پر اس کا تقرر کر دینا چاہا لیکن انگریز اور ولنیز دونوں

اس تجویز کے خلاف تھے اس لیے مارلبرو نے اسے منظور نہ کیا۔ اکیسویں ایام میں امیر پیٹرو نے جو ہسپانیہ میں انگریزی فوج کا سردار تھا بارسلونا فتح کر لیا اور فلپ پنجم کو فرانس کی طرف بھگا کر میڈرڈ میں امیر اعظم چارلس کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ چاروں طرف سے شکست کھا کر بولی اب صلح کا خواستگار ہوا اور اس شرط پر کہ نیپلز، صقلیہ اور میلان فلپ کے قبضے میں رہنے دیئے جائیں ہسپانیہ اور ندر لینڈ سے بحق امیر اعظم چارلس بولی کا مصالحانہ اقدام دست کش ہونے پر آمادہ ہو گیا۔ صلح بیشک ہو جانی چاہیے تھی لیکن اہل انگلستان کے سربراہ اس وقت جنگ کا بھوت سوار تھے اور فریق و شک کو جس کا اقتدار غالب تھا اس بات

کا اندیشہ تھا کہ اگر جنگ ختم ہو گئی تو ساتھ ہی اُس کے اقتدار کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ عرض آنکھوں نے صلح کی چلتی گاڑی میں روڑے ڈالنے شروع کیے اور محض اپنے ذاتی اغراض کی خاطر فرانس کو چاروناچار ایک ایسی بے سود جنگ کے جاری رکھنے پر مجبور کیا جس میں آئندہ سات سال تک انگریزی قوم کا روپیہ اور خون مفت میں پانی کی طرح بہتا رہا۔



لیکن خوبی قسمت سے انگلستان کی مالی حالت اس وقت آسانی سے یہ بوجھ اٹھا سکتی تھی۔ باوجودیکہ جنگ سر پر تھی اور سمندر میں دشمن کے جنگی جہاز کا خطرہ ہر وقت سامنے کھڑا تھا۔ پھر بھی بازار تجارت ایسا گرم تھا کہ وزیر اعلیٰ سلطنت جس قدر روپیہ قرض لینا چاہتے تھے آسانی سے پتے تھے۔ چنانچہ قومی قرضے کی تعداد بڑھتے بڑھتے پانچ کروڑ چالیس لاکھ پاؤنڈ تک پہنچ گئی۔ یہ قرضہ اب حکومت

کے لیے بہت مفید ثابت ہوا اس لیے کہ سود لینے والوں کی تعداد بہت بڑھی ہوئی تھی اور ان کا قائدہ اسی میں تھا کہ ملک میں خانہ جنگی کا طوفان سپاہوں نے نہ پائے۔ ورنہ ان کے مدعی کا حشر ہوتا۔

چار ہزار فرانسیسی سپاہیوں کے ساتھ اسکاٹ لینڈ میں نگر انداز ہونیکا تہیہ کیا تو یہ کیفیت پوری طرح واضح ہو گئی۔ نگر اٹھانے سے پہلے مدعی تو خسرو کے عارضے میں مبتلا ہونے کے باعث مہم کے ہمراہ نہ جاسکا اور فرانسیسی جہاز امیر البحر بنک کے ہاتھوں ترک اٹھا کر بے نیل مرام واپس ہوئے۔ لیکن اس فوج کشی کی خبر ہی کا یہ اثر ہوا کہ قومی قرض کا راس المال بقدر چودہ یا پندرہ فیصدی کے گر گیا۔ بالفاظ دیگر جس شخص نے حکومت کو ایک سو یا ڈیڑھ کی رقم قرض دے رکھی تھی وہ اب اپنا حق سود کسی دوسرے شخص کے ہاتھ صرف پچاس یا ڈیڑھ کے فروخت کر سکتا تھا اس لیے کہ اگر خانہ جنگی سپاہ ہو گئی ہوتی تو یہ امر یقینی نہ تھا کہ سود کی رقم وصول ہوگی یا نہیں۔ آج کل بھی برطانیہ کو بلجواں اور بغاوتوں سے بڑی حد تک اسی حکمت عملی نے بچا رکھا ہے۔ ایک ایسی پاندار حکومت کے قیام کے ساتھ جو قرض کا سود باقاعدہ طور پر ادا کرتی رہے اتنے بہت سے لوگوں کی اغراض وابستہ ہیں کہ رعایا سے انگلستان کا جزو غالب ہمیشہ قانون وائین اور امن و امان کے تحفظ کی تائید پر کمر بستہ رہتا ہے تو

بینک انگلستان بھی حکومت اور تجارت دونوں کے کیلئے ایک بہت بڑا زریرہ امداد ثابت ہوا۔ زرگروں کی مہاجنی کو کٹھیوں کے مقابلے میں اس بینک کے ساتھ لین دین رکھنا داد و ستد کا زیادہ محفوظ اور معتبر طریقہ تھا۔ جن سوداگروں کا کھاتا اس بینک کے ساتھ کی استواری میں کھلا ہوا تھا وہ بہ آسانی روپیہ قرض لے سکتے تھے اور ہنڈیاں بھی چلا سکتے تھے یعنی نقد روپیہ ادا کرنے کے بجائے ادائیگی کا وعدہ

کر لیتے تھے۔ غرض بینک کا تجارتی کاروبار بہت وسیع ہو گیا اور عداالت حکومت کی ضرورتیں اس کی اعانت سے پوری ہونے لگیں۔ نئے سکے کے چلنے سے بھی ملک کی خوش حالی میں اضافہ کر دیا اور شہروں کی آبادی اور رونق جلد جلد بڑھنے لگی۔ برشل جزائر غرب الہند کے ساتھ تجارت کرنے سے پھر ایک بڑا شہر ہو گیا۔ مانچسٹر نارچ لیڈس اور شفیلڈ کی تجارتی و اقتصادی اہمیت رو بہ ترقی ہو گئی اور یورپ کو جہاں شہروں اور قریوں کی لندن کی وبا اور آتش زدگی کے بعد بہت سے تاجر اٹھ آئے تھے بڑے بڑے شہروں کی برابری کا درجہ حاصل ہونے لگا۔ اس عام حالت

سفیڈ پوشوں کا احتجاج  
سفید پوش کاشتکاروں کی وہ توانا جماعت جو اپنی آبائی زمینوں میں سکونت رکھتی اور اپنے موروثی کھیت بونتی چلی آئی تھی رفتہ رفتہ ٹٹے لگی۔ افتادہ وغیرہ آباد زمینوں کے اتنے بڑے بڑے رقبے گھیر لیے گئے تھے کہ زمین کے لیے قلبہ رانی میں بہت کم نفع باقی رہ گیا۔ اور حکومت مند سودا گروں کو اپنی زمینہ اریاں خریدنے کا ایسا شوق پیدا ہوا کہ سفید پوشوں نے زیادہ نفع کمائے کے خیال سے اپنی آبائی میراث کو اپنے بچے دیا اور جو روپیہ اس طرح ہاتھ لگا بیوی باریں لگا دیا اس طور پر انگلستان اپنی آبادی کے اس سادہ مزاج قوم مند اور آزادہ رد طبقے سے محروم ہو گیا جس نے سیکسن قوم کے زمانے سے ملک کی مکر مضبوط کر رکھی تھی۔

البتہ اس نقصان کی تلافی اس طرح ہو گئی کہ شہر میں انگلستان اور اسکاٹینڈ قانون اتحادی اسکاٹینڈ میں آخر کار متفق ہو کر ایک ہو گئے اسوقت تک تمام ماں تجارت پر جس کی آمدورفت ان دونوں ممالک کے درمیان ہوتی تھی بھاری بھاری محصول لگائے جاتے تھے اور اسکاٹینڈ ایک کم استطاعت ملک تھا اور ضروریات زندگی کا پیشہ حصہ اسے باہر سے لینا پڑتا تھا اس لیے یہ محصول اہل اسکاٹینڈ کو بہت گراں گزرتے تھے۔

اسی وجہ سے ان میں بے چینی کے آثار شروع ہو گئے۔ انگلستان کے تجارتی قوانین کی سختی نے فلیج ڈریمن کے ساحل پر اسکاٹینڈ والوں کی ایک نوآبادی کو بھی برباد کر دیا تھا۔ اس پر وہ اور بڑے اور اپنا عقد ۱۷۰۳ء میں یوں لگا لاکہ ایک قانون اپنی قومی پالیسی

میں یہ منظور کر لیا کہ نکلہ این کی وفات پر اسکا ٹینٹ کا بادشاہ کوئی پرائسٹنٹ مذہب کا شہزادہ ہوگا لیکن یہ بادشاہ ناچار انگلستان نہ ہوگا اگر اس قانون پر عمل درآمد ہوتا تو بڑی خرابی پیش آتی اس لیے کہ اقلیم برطانیہ میں پھر دو بادشاہوں کے موجود ہونے سے جنگ کا چھڑ جانا لازمی تھا۔ غرض انگریز محصلوں سے دست کش ہو گئے اور اس شرط پر جنگی وصول کیے بغیر مال تجارت کے سرحد پار گزر جانے پر رضامند ہو گئے کہ اسکا ٹینٹ والے اپنی جداگانہ پارلیمنٹ قائم نہ رکھیں بلکہ اپنے نائب انگریزی پارلیمنٹ میں اس طرح بھیجا کریں جس طرح کراہوں کے زمانے میں بھیجا کرتے تھے۔ پہلے تو اہل اسکا ٹینٹ کو اس تجویز کے منظور کرنے میں بہت کچھ پس و پیش ہوا لیکن سالہ میں دو لوگوں ملکوں کے ایک نیا جاتی وفد نے اپنے اجلاس میں بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ اہل اسکا ٹینٹ اپنا طریقی عبادت اور اپنے قومی قوانین قائم رکھیں لیکن اپنی پارلیمنٹ سے دست بردار ہو جائیں اور اس کے بجائے پینتالیس نائب انگلستان کے دارالعوام اور سولہ امیر دارالامرا میں شریک ہونے کے لیے روانہ کر دیا کریں۔ یہ باہمی قرار داد دو قانون اتحاد کے نام سے موسوم ہوئی اور اس کے اجرا سے دونوں ملک دربرطانیہ عظمیٰ کا نام اختیار کر کے باہم متحد ہو گئے۔ اب اُن سلطنت برطانیہ عظمیٰ اقدیم ایام کی طرح جبکہ نارٹمبر لینڈ (علاقہ شمال ہمبر) خلیج فورسٹھ تک پھیلا ہوا تھا سیکسن زبان بولنے والی قومیں پھر ایک ہو گئیں۔

سنیٹ جارج اور سنیٹ اینڈریو کی صلیبیں جو انگلستان اور اسکا ٹینٹ کی قومیتوں کی علامت تھیں ملا کر برطانوی علم مدیونین جیک، بنایا گیا اور قومی اتحاد کے لحاظ سے اسکا ٹینٹ اور انگلستان والے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اور اس دن سے آج کے دن تک دونوں ملکوں کے اتحاد کی شان چھوٹی بھڑکتی جلی آتی ہے تو

اس دل کش موقع کی سیر سے پلٹ کر جب ہم آئر لینڈ کی ہمایہ قلمرو کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ایک غم انگیز منظر آنکھوں میں پھر لے لگتا ہے۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں (دیکھو صفحہ...) کہ عہد نامہ لمرک کی دفعات حرف غلط کی طرح میٹ دی گئیں اور آئینہ ہیچاس آئر لینڈ میں تغیری توین سال کا زمانہ فرقہ کی تھولک نے جس کی ہمت شکست کھا کر ٹوٹ گئی تھی انواع و اقسام کی سختیوں اور عقوبتوں میں گزارا۔ ممالک غم کے کی تھولک جو بیدار نہ سلوک فرانسیسی پرائسٹنٹوں کے ساتھ ردار کھتے تھے

ہی انگلستان اور آئرلینڈ کے پارلیمنٹوں نے ان کے ساتھ کرنا شروع کیا ان بچاروں کو تعزیری قوانین کا تشہد شوق بنایا گیا۔ ان کے پادریوں کو طرح طرح کی ایذا میں دی جانے لگیں۔ ان کے لیے اراضی کی ملکیت ممنوع قرار دی گئی۔ ان کے بچوں کو بچکا پھسلا کر پارلیمنٹ بنایا جانا تھا یا ان کے ذرائع حصول تعلیم مسدود کر دیے جاتے تھے۔ ان تعزیری قوانین کے علاوہ کچھ قوانین ایسے بھی نافذ کئے گئے کہ آئرلینڈ والے نہ تجارت کر سکیں نہ صنعت و حرفت کے کارخانے قائم کر سکیں۔ نتیجہ ان تمام ظالمانہ کارروائیوں کا یہ ہوا کہ لوگ جان سے تنگ آ گئے اور ان میں سکارتی اور شورہ پستی کی وہ عادات پیدا ہو گئیں جیسا کہ خیالہ انگلستان آج کھینچ رہا ہے

جنگ کا سلسلہ بھی اس مدت میں برابر جاری رہا۔ ماربرو کو اوڈینار ڈولس اور میلپلیکو کے معرکوں میں تین اور نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں لیکن ہسپانیہ میں فرانسیسی پھر کامیاب رہے اور فلپ پنجم منظر و منصور داخل میڈرڈ ہوا۔ پھر بھی جنگ اوڈینار ڈولس کے فرانسیسی کو جنگ نے ایسا خستہ و ماندہ کر دیا تھا کہ شش ماہ میں لوہی جنگ میں شکست ہوئی۔ دو بارہ صلح کی درخواست کی لیکن غنہشاہ آسٹریا اور برطانوی میلپلیکو نے صلح کرنے سے پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی اپنے حریف کی درخواست رد کر دی۔ برطانوی وزیر اکی۔ ایک بہت بڑی سیاسی غلطی تھی اور

اس سے بھی بڑی غلطی ماربرو نے یہ درخواست پیش کرنے سے کی کہ فوج کی سپہ سالاری کے عہدے پر اس کا تقرر عمر بھر کے لیے کر دیا جائے۔ کرامول کے زمانے سے انگریزی قوم کو کسی بات کا اس قدر خوف نہ تھا جتنا اس بات کا کہ ایک صاحب اختیار شخص فوج کو اپنے ہاتھ میں لے کر ملک کے سیاہ و سپید کا مالک ہو جائے۔ اس کے علاوہ ساری قوم جنگ سے اور جماعت و صہگ کی حکومت سے تنگ آچلی تھی

انھیں ایام میں ایک جو شیلے ٹوری پادری ڈاکٹر سیشٹورل نے اس مضمون کا خط لکھا کہ بادشاہوں کے اختیارات۔ بانی ہوتے ہیں اور جو شخص بادشاہ کے خلاف سر اٹھائے وہ شہر بد خویش ہے۔ جماعت و صہگ سمجھی کہ یہ دینم ثالث اور ملکہ این ڈاکٹر سیشٹورل کا چالان کے حقوق پر حملہ ہے اور وزیر نے ڈاکٹر سیشٹورل پر دایہ الامرا میں

مفسدہ انگریزی کا الزام قائم کیا۔ مزم پر جب م ثابت ہوا لیکن قوم اس حد تک اس کی طرف فدا ر پائی کہ اس نے اس سے شدید مواخذہ کرنا تو فیصلہ نہ سمجھا اور صرف اسی قدر سزا پر اکتفا کیا کہ پادری سیشورل تین سال تک سنا دی نہ کرنے پائے اور اس کی چھپی ہوئی تقریر جلادی جائے۔ یہ احمقانہ نزاع کچھ ایسی اہم تو نہ تھی لیکن وہنگ جماعت کے وزیر کو زک وینے پر قوم کی بیٹھی تھی۔ چنانچہ جب پادری سیشورل رہا ہوا تو عوام اناس کا ایک جم غفیر ”زندہ باو کلیسا پائندہ باو سیشورل“ کے نعرے مارتا ہوا اس کے ہمراہ ہویا اور لوگوں کے جوش و خروش کی کوئی انتہا نہ رہی جا بجا لاوا جلائے گئے گر جاؤں کی گھنٹیاں بجائی گئیں اور شہر میں چراغال کیا گیا تو

لکھا این جس کا دلی میلان ہمیشہ سے ٹوری اصول کی طرف تھرا عایا کے ان جذبات کو جھردوانہ لگا ہوں سے دیکھتی تھی اور حال ہی میں مارلبرو کی بیگم سے کشیدہ ہو کر ایک بہت بڑے بیدار مغز مدبر برابرٹ ہارلی کی بہن مسٹر شمش کو اس نے اپنا جلسہ بنایا مارلبرو اور عزیز دھگ پر کھا۔ ہارلی نے جس کی وزرا سے ان بن اور مارلبرو سے لاگ ڈانٹ چلی آتی تھی اب ایک فصیح و بلیغ مقرر سینٹ جان کے ساتھ مل کر

پارلیمنٹ میں مارلبرو پر چوٹیں کرتی اور اس بات پر زور دینا شروع کیا کہ جنگ ختم ہو جانی چاہیے۔ اس زمانہ کا زبردست انشا پر وائٹین سوگفت بھی جس نے سیاسیات کے موضوع پر اپنا نور قلم صرف کیا ہے اُن کا مدد و معاون بن گیا اور اخبارات میں مضامین لکھ لکھ کر اُن کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اُس کی تحریروں کی جوش انگریزی کا اندازہ اس ایک فقرہ سے ہو سکتا ہے کہ در اس جنگ نے ہمارا تو ملتھن نکال دیا۔ غضب خدا کا سا لاکھ پاؤڈ کی نقد منظوری اور کم و بیش پانچ کروڑ پاؤڈ کا قوی قرضہ! ہمارے حلیف کیا ہیں۔ اچھے خاصے حلیف ہیں جو ہماری ٹیٹا ڈبوئے چلے جا رہے ہیں اور تو عوام اناس بھی اپنے اسفرڈ اور بالنگبورک منظور نظر مارلبرو کے مخالف ہو گئے اور اُسے یہ الزام دینے لگے کہ وہ اپنے ذاتی فائدہ کی خاطر جنگ کو طول دے رہا ہے آخر

۱۸۷۱-۱۸۷۲ء میں این نے وزرا کو موقوف کر دیا اور ہارلی کو امیر اسفرڈ اور سینٹ جان کو امیر بالنگبورک کے خطابات دیکر اپنا مشیہ خاص مقرر کیا پارلیمنٹ بھی توڑ دی گئی اور جدید انتخابات کے بعد دارالعوام میں ٹوری ہی ٹوری

نظر آنے لگے۔ اس کے چند مہینے بعد ماربرو اپنے عہدے سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ  
امیر کبیر آرمسٹرونگ ایک کٹر ٹوری تھا مقرر کیا گیا۔ ماربرو کا ستارہ کچھ ایسا گروش میں آیا ہوا  
تھا کہ اس پر سرکاری رقوم میں نقشب کرنے تک کا الزام لگا دیا گیا۔ اس کی بی بی کو بھی  
دربار شاہی میں نیکی ممانت ہو گئی اور وہ خود بھی اس بات کی عبرتناک مثال قائم  
کر کے انگلستان سے رحلت ہو گیا کہ جس شخص کو اپنی کامیابیوں اور کامیابیوں پر غرور ہوتا  
ہے اس کے پچھلے احسان بھی لوگ بھول جاتے ہیں؛

اب ٹوری جماعت نے شرائط صلح کے بارہ میں فرانس کے ساتھ نامہ و پیام  
شروع کر دیا۔ ۱۸۰۱ء میں عہد نامہ لیوٹریکٹ پر فریقین کے دستخط ثبت ہو گئے۔ عہد نامہ  
کی شرائط برطانیہ کے حق میں کچھ بہت زیادہ مفید نہ تھیں سات سال پہلے اگر صلح  
ہو گئی ہوتی تو وہ زیادہ فائدہ میں رہتا۔ اس میں شک نہیں کہ فرانسیسی ندر لینڈ اور جرمنی  
سے نکال دیئے گئے لیکن ہسپانیہ اور امریکہ کے ہسپانوی مقبوضات اس قرار واد کے ساتھ  
عہد نامہ لٹریکٹ ۱۸۰۱ء کے فرانس اور ہسپانیہ کی سلطنتیں کبھی متحد ہو کر ایک تاجدار کے تحت  
نہ ہوں گی بدستور فلپ کے قبضے میں رہے۔ میلان، نیپلز اور

ندر لینڈ کا ہسپانوی علاقہ آسٹریا کو ملا۔ ولندیزیوں کو اپنے ملک کی حفاظت کے لیے قلعوں  
کا ایک زبردست سلسلہ ہاتھ لگا۔ اور برطانیہ کے حصہ میں جبل الطارق اور سنار کا آئے۔  
اس کے علاوہ علاقہ طلیج و انبا ئے ڈسن اور نیو فونڈ لینڈ اور نو اسکوشیا بھی جس کے  
بارہ میں برطانوی اور فرانسیسی ماہی گیروں کے درمیان سو سال سے نزاع چلی آتی تھی  
انگریزوں کو دیا گیا لوئی نے بد اقرار صلح عہد کیا کہ این اور اس کے جانشینوں کو جو فائدہ  
ہندوستان سے تھے برطانیہ کا جائز حکم اس تسلیم کرے گا اور مدعی کو جس نے لورین میں سکونت  
اختیار کی تھی ہرگز ادا نہ دینگا۔ اسی کے ساتھ برطانیہ کو تیس سال کیلئے ہسپانوی و تاباویوں میں حشی غلاموں کی  
خرید و فروخت کا حق بلا شرکت غیر سے حاصل ہوا اور یہ حق بھی طاہر ہر سال بل تجارت سے لدا ہوا ایک  
جہاز جنوبی سمندروں میں بھیجا کرے۔ لیکن برطانوی وزیران زاعی مسائل کی انجمنوں سے  
یہاں تک پنا چاہتے تھے کہ انھوں نے ان کا بھی ساتھ چھوڑ دیا جو آٹھ وقت  
میں ان کے کام آئے تھے اور برطانیہ کے دامن آرد و پر یہ ایک ایسا دماغ ہے جو  
آج تک نہیں مٹا۔ قوم کٹلان نے جو ہسپانیہ کے شمال و مغرب میں بستی تھی جنگ

میں برابر متحدین کا ساتھ دیا تھا اور ان کو یقین دلایا گیا تھا کہ ان کی آزادی برقرار رکھی جائیگی لیکن جب ایف اے عہد کا وقت آیا تو شہنشاہ آسٹریا نے تو ان کی حمایت سے صاف انکار کر دیا اور برطانیہ نے بھی گوباول ناخواستہ ہی رہی انھیں اپنے حال پر چھوڑ دیا کہ جس طرح چاہیں ہسپانیہ سے نبٹ لیں چنانچہ ان پجاریوں کو ایک طویل جدوجہد کے بعد آخر ماہ جولائی ۱۷۱۶ء میں ہسپانیہ کی حلقہ گوبوشی اختیار کرنی پڑی۔

ملکہ این کا عہد حکومت اب ختم ہونے کے قریب تھا کہ وہ ایک عرصے سے بیمار چلی آتی تھی اور ہر شخص اسی سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ دیکھیے اُس کا جانشین کون ہوتا ہے مینور کی دیرینہ سال بلکہ سو فی کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا بیٹا جارج فرماں روا ہے مینور وہ پرائیمنٹ شہزادہ تھا جسے پارلیمنٹ نے قانون جانشینی میں وارث تسلیم کرنا منظور کیا تھا۔ جارج چونکہ جرمن تھا اور انگریزی کا ایک حرف بھی نہ بول سکتا تھا اس لیے جیمز یوں کو امید بندھ چکی تھی کہ شاید انھیں مدعی کو تخت پر بٹھانے میں کامیابی ہو جائے۔ اور تو اور ٹوری فریق کے وزیر بالنگبروک اور آکسفورڈ بھی دیرپہ مدعی کے ساتھ ساز و باز کرنے لگے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خوب جانتے سمجھتے کہ جارج دھماکا ملکہ این کی وفات

۱۷۱۴ء  
جماعت کا طرفدار ہو گا لیکن کارکنان قضا و قدر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک دن ایوان کونسل میں بالنگبروک اور آکسفورڈ کا شدید تنازع ہو گیا۔ ملکہ کو ان دونوں کی یہ تو تومیں ہیں بہت ناگوار گزری اور امیر آکسفورڈ اپنی خدمت سے ہلکدوش کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی ملکہ پر سکون طاری ہوا اور دونوں بعد یکم اگست ۱۷۱۴ء کو اس نے وفات پائی۔ دھماکا امر آراء کا اٹل اور سمارٹ نے فوراً امیر بیرنبروک سے جو کونسل کا صدر نشین اور ٹوری ہونے کے باوجود مدعی کا مخالف تھا مشورہ کیا اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ پارلیمنٹ کے دیرینہ فیصلہ کے لحاظ سے جارج ہی کو وارث تسلیم کا اعلان

ہونا چاہیے۔ چنانچہ لندن اور پورٹسمتھ دونوں مقامات میں فوجی دستے متعین کر دیئے گئے اور جیمز کے ہوا خواہ سر بھی نہ اٹھانے پائے تھے کہ جیمز اول کے پر وے جارج لیونس فرماں فرمائے مینور کی بادشاہی کا اعلان ہو گیا تو

اب ہم اُس پر آشوب زمانے کو پہنچے چھوڑ آئے ہیں جس کے دوران میں اسٹوارٹ خاندان کے بادشاہوں نے مطلق العنان ہو کر خود مختارانہ طریق پر حکومت کرنی چاہی اور پارلیمنٹ اور ساری قوم کی طرف سے ان کا مقابلہ ہوا۔ یہ کشمکش ۱۶۰۳ء سے شروع ہو کر ولیم و میری کے عہد تک تقریباً سو سال جاری رہی اور آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ پہلے سے زیادہ طاقتور ہو گئی اور جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہو گا دستوری حکومت کا آغاز اجاراج اول کے زمانہ حکومت میں اُس کی طاقت اور زیادہ بڑھ گئی۔ چونکہ نیا بادشاہ زبان انگریزی سے نااہل ہونے کے باعث مجلس کا بیٹھنے کے مباحث سمجھنے سے عاری تھا اس لیے وہ دستور کے خلاف اجلاس کا بیٹھنے میں شریک نہ ہوتا تھا۔ بلکہ سب سے بڑا وزیر و صدر اعظم کے خطاب سے مخاطب ہو کر ان اجلاسوں میں اُس کی قائم مقامی کرتا تھا۔ اسی زمانے سے انگلستان کے صدر اعظم تاجدار وقت کی ماتحتی میں ملک کے حقیقی فرمانروا چلے آتے ہیں۔ لیکن قوم کو ابھی تک ایک ایسے بادشاہ کے ساتھ جس کا سلسلہ فرمانروائی مستقل اور موروثی ہو ویسی ہی عقیدت تھی جیسی قدیم الایام سے تھی۔ لوگ نہ چاہتے تھے کہ تخت بادشاہی پھر کبھی بھی خالی نظر آئے۔ تجربے نے انھیں سکھا دیا تھا کہ بہترین حکومت دو دستوری حکومت ہے جس میں بادشاہ اپنے ذرا کا انتخاب خود کرتا ہے اور اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ کل اختیارات ایک ہی شخص کی ذات میں نہ جمع ہو جائیں یا

اس سو سال کے زمانے میں قوم برابر دولت و ثروت اور علم و حکمت کے دو گونہ مراحل خاموشی کے ساتھ طے کر رہی تھی۔ تھول میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اس قدر لوگوں میں سرحدیں صدمہ کا ادب کو داغی ترقی کرنے کا موقع مل گیا۔ اس زمانے کے انگریزی وزیر اہل علم کے سرپرست تھے جنہیں علمی وظائف دیئے جاتے اور سرکاری خدمتوں پر مقرر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ملٹن نیوٹن لاک ایڈیسن سوئفٹ اسٹیل اور بہت سے دوسرے ارباب فضل و کمال کو ہم سرکاری عہدوں پر مامور پاتے ہیں۔ ادبیات کی ترقی کے لحاظ سے یہ دور خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ خبروں کے پرچے جو ترقی کرتے کرتے اخبارات کے درجے تک پہنچ گئے اسی زمانے میں جاری ہوئے تھے



جب انگلستان میں خانہ جنگی چھڑی ہوئی تھی اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ۱۹۹۵ء کے بعد سرکاری نگرانی کی قید سے آزاد ہوتے ہی ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ڈین سوٹفٹ کے قلم سے اخبار ”آگزامر“ (ممتحن) میں سیاسی مضامین لکھا کرتے تھے اور ۱۹۹۵ء میں دو ٹیل آف اے ٹی، (بالمی کی کہانی) کے نام سے اُس نے ایک طعن آمیز امانہ شائع کیا۔ اسٹیل نے ایک ایک پنس کی قیمت کے دو اخبار ”ڈیٹل“ (دستخط) اور ”اسپیڈ“ (ناظر) جاری کیے جن میں ایڈیٹین اور دوسرے مضمون نگار معاشرت کے موضوع پر وکسپ مضامین لکھا کرتے تھے اور اس زمانے کی معاشرت اور روزمرہ کے معاملات پر نہایت وکسپ مضامین لکھتے تھے۔ چنانچہ سربراہ جڈی کا درلی کی سیرت اس قسم کے مضامین کی نہایت دلکش مثال پر ادبیات کے سنجیدہ تر شعبہ میں لاک کے دو مشہور مقالے پیش کیے جاسکتے ہیں جن میں سے ایک کا موضوع ”اوراک انسانی“ اور دوسرے کا ”اسٹیل“ ہے۔ فن تاریخ میں پادری برنٹ کی کتاب ”و اپنے زمانے کی تاریخ“ (۱۹۱۵ء) اور بیس کی پر لطف تصنیف ”روزنامہ“ قابل تذکرہ ہیں۔ اسی زمانے میں داستالون اور افسانوں کے لکھے جانے سے لوگوں میں قصہ خوانی کا چرچا ہوا۔ اس شوق میں بینین کی حکایت ”دو پلگرس پر اگرس“ (منازل زائر) وی فو کے افسانہ ”دور اہنس کرو سو“ (۱۹۱۵ء) سوٹفٹ کی داستان ”دو سفر نامہ گلیور“ (۱۹۲۶ء) اور آرتھرنٹ کا قصہ ”دو نالچ جان بُل“ مشہور ہے۔ انگریزوں کا قومی نام جان بُل اول اول اسی قصہ میں لیا گیا ہے۔ شعرا میں کاوی، ملٹن ڈرائڈن اور ”ہیو ڈمی براس“ کے ہجو نگار مصنف سیمویل بٹلر کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ ایک خصوصیت اس مادی اور اس کے بعد کی صدی کی یہ ہے کہ طرز انشا پر دوازی رفتہ رفتہ بہت بدل گیا۔ اہل قلم پہلے دقیق یا رنگین طرز تحریر کے دلدادہ تھے۔ اب ان کی عبارت سادہ اور پُر معنی ہونے لگی۔ انشا پر دوازی کا مقصد شوکت لفظی نہ ہا بلکہ ادیب اپنا کمال اسی میں سمجھنے لگے کہ مطلب اچھی طرح سے پُر معنی والے کے ذہن نشین ہو جائے۔ اس تیز کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں میں تعلیم زیادہ پھیل گئی تھی اور مصنفین کا روئے سخن زمانہ سابق کی طرح صرف علما و فضلا ہی کی جانب نہ تھا بلکہ ان کی تصنیفات عوام

کے افادے کے لیے شائع ہونے لگی تھیں۔ ایک بہت بڑا مفید نتیجہ کتابوں اور اخباروں اور علوم و فنون کی ہر صنف کی اشاعت سے یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں رواداری کا احساس پیدا ہونے لگا یہ حقیقت عوام کے ذہن نشین ہو گئی کہ باہمی اختلافات اور کوئی ایسا امر نہیں جو آپس کی نزاع کا موجب ہو اور اسی کے ساتھ اہل برطانیہ کے لیے یہ بات ناممکن ہو گئی کہ جبر و استبداد اور جور و جفا کے قدیم عہد کو دوبارہ تازہ کر سکیں اور

## بائسواں باب

اندرونی امن اور بیرونی فتوحات سے برطانیہ کی عظمت کی کاتوی ہونا

جارج اول ۱۷۱۴ء لغایت ۱۷۲۷ء

جارج ثانی ۱۷۲۷ء لغایت ۱۷۶۰ء

ملکہ این کی وفات کے سات ہفتہ بعد جارج اول اپنے اکلوتے بیٹے کو ساتھ لئے ہوئے گریونچ میں سنگر انداز ہوا۔ وہ اگرچہ پروسی تھا لیکن اس کا استقبال یوری گرجوشی سے کیا گیا اس نے کہ قوم امن و سکون کی خواہاں تھی اور نہ چاہتی تھی خاندان مینودور۔ اگرچہ نظم حکومت میں کسی قسم کا خلل واقع ہو کر ششہ زمانہ کے واقعات پر نظر ڈالنے سے ہمیں معلوم ہو گا کہ اس بیچیس سال

کی مدت کے اندر جو چیز غائی کے فساد ہو کر فرانس چلے جانے کے بعد گزری وہ سخت لڑائیاں پیش آئیں۔ ان میں سے ایک جنگ تو ۱۷۱۳ء میں شروع ہو کر ۱۷۱۹ء تک رہی جس نے ولیم ثالث کو ہمیشہ ملک سے باہر تین بجھ کر رکھا اور اس کا خاتمہ عہد نامہ ریسوک پر ہوا (دیکھو صفحہ ۳۷۷)

دوسری لڑائی جس کا سلسلہ ۱۷۱۳ء و ۱۷۱۴ء تک برابر قائم رہا اور جس میں مارلبروک و فتوحات حاصل ہوئیں ملکہ این کے انتقال سے صرف ایک سال پہلے عہد نامہ یوٹریکٹ سے ختم ہوئی۔ ان معرکوں میں برطانیہ کے شریک ہونے کی غرض کچھ تو یہ تھی کہ ہالینڈ کی حفاظت کی جائے لیکن اصل مقصد یہ تھا کہ فرانس کی سطح جیمز اور اس کے بیٹے کو از سر نو تخت انگلستان کا قبضہ نہ دلانے پائے نقصان جان سے قطع نظر کر کے نقصان مال ان لڑائیوں کی وجہ سے ملک کو اس قدر اٹھانا پڑا تھا کہ قومی قرضہ جس کی ابتدا ۱۷۹۲ء میں ہوئی تھی بائیس سال کے عرصے میں بڑھتے بڑھتے تین کروڑ اسی لاکھ پاؤنڈ تک پہنچ گیا تھا۔ اب اہل انگلستان کو ایک ایسے بادشاہ کی ضرورت تھی جو ملک کی عنان اختیار پارلیمنٹ اور وزیرائے سلطنت کے

ہاتھ میں دے دے اور فتنہ و فساد برپا نہ کرے جس سے مدعی کو مہجرت کا موقع ملے  
جایج اول اسی وضع کا بادشاہ تھا جس کی انھیں ضرورت تھی۔ اس وقت  
اس کی عمر چھون سال کی تھی عادات و اطوار نا تراشیدہ تھے مزاج ست و کاہل واقع  
جایج اول کی سیرت۔ ہوا تھا اور برطانیہ عظمیٰ کی فرمانروائی سے وہ سینور کی ریاست کو  
کہیں بہتر سمجھتا تھا۔ لیکن اُس کی نیت ابھی تھی اسی لئے حق اللہ اور  
اُس نے اپنے عہد حکومت میں ضابطہ و آئین کا ساتھ نہ چھوڑا اور سلطنت کے بڑے بڑے  
معاملات میں اپنی رائے کو تا امکان بہت کم دخل دیا۔ فریق و عک کی جانب  
جس نے اُسے تخت سلطنت دلایا تھا اُس کا رجحان طبیعت ہونا ایک لازمی  
بات تھی اور انگلستان پہنچنے سے پہلے ہی اُس نے ٹوری وزیر اور کو بر طرف کر دیا تھا۔  
آکسفورڈ بالنگبروک اور نیو پارلیمنٹ کے مبعوث قریب قریب سب کے سب و عک تھے  
ارمنڈ پر مقدماست چنانچہ آکسفورڈ بالنگبروک اور ارمنڈ پر جیمز ہاؤس کے ساتھ ساز و باز  
کرنے کی علت میں مقدمہ قائم کیا گیا۔ ارمنڈ اور بالنگبروک  
تو بھاگ کر فرانس چلے گئے مگر آکسفورڈ بدستور ملک ہی میں مقیم رہا۔ اور دو سال کے لئے  
قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

ایک عرصہ دراز تک لوگوں میں بغاوت پھیلی رہی اس لئے کہ اہل انگلستان کا  
ایک بڑا گروہ ابھی تک خاندان اسٹوارٹ کا طرفدار تھا۔ اضلاع متوسط میں  
وہ رہ کر اسے خطرناک فساد برپا ہونے کے شائبہ میں بلوے کے اندھا دیکھنے  
تساؤن ہنگامہ ایک قانون جاری کیا گیا جس کی رو سے یہ امر جائز قرار دیا گیا  
کہ اگر قانون کے کلی الاعلان سنا دئے جانے کے بعد بھی کوئی جماعت  
جو آمادہ فساد ہو خاموشی سے منتشر نہ ہو جائے تو حکام کو اختیار  
ہو گا کہ اسے جبراً منتشر کر دیں اور اگر اس ہنگامے میں کسی بلوائی کو گزند پہنچ جائے  
تو حکام بری الذمہ ہونگے۔

اسکاٹ لینڈ اور شمالی انگلستان میں مفدے کی نوعیت زیادہ سنگین تھی۔  
کوہستانیوں نے امیر مار اور انگریزی جیمز ہاؤس نے لارڈ ڈروونٹ وائرڈونا و قمبر لینڈ  
کے مبعوث مسٹر فارسٹر کی سرکردگی میں علم بغاوت بلند کیا۔ لیکن امیر کیرنگھائل

جیمزوں کی بناوت ۱۷۱۵ء  
 نے جوان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا تھا کہ ہستانی مفسدہ پروانوں کو بتایا ۱۳ نومبر اسٹرلنگ کے قریب شیر ف میور کے میدان میں شکست دی اور اسی دن انگریزی جیمزوں نے

لکشاٹری میں بمقام پیسٹن ہتھیار ڈال دئے۔ اس طور پر دو مہینے کے اندر اندر بناوت فرو ہو گئی۔ مدعی نے بھی جوان واقعات کے ایک مہینے بعد اسکاٹ لینڈ میں لنگر انداز ہوا ایک اٹھائی اور امیہ مار کو ساتھ لیکر فرانس پلٹ جانے پر مجبور ہوا فارٹر فرار ہو گیا اور نوجوان لارڈ ڈورونٹ وائرٹیل کر دیا گیا ان جنگاموں اور بغاوتوں کی وجہ سے قوم کو ایک زبردست حکومت کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ہفت سالہ پارلیمنٹ ۱۷۱۶ء میں ایک قانون نافذ کیا گیا جس کی رو سے بادشاہ کو سات سال تک ایک ہی پارلیمنٹ کے برقرار رکھنے کا اختیار حاصل ہو گیا۔ اس قانون پر آج تک عمل ہوتا چلا آتا ہے۔

انگلستان کے جانی دشمن لوی چہار دہم تاجدار فرانس نے اکتیس سال کی طویل فرمانروائی کے بعد ۱۷۱۵ء میں انتقال کیا اولس کے پروتے نے جو دس برس کا لڑکا تھا لوی پانزدہم کا لقب اختیار کر کے تخت فرانس پر جلوس کیا۔ اس طرح انگلستان نے اسکاٹلنڈ ۱۷۱۵ء میں اسکاٹلنڈ سے نجات پائی اور آئندہ بیس سال تک فرانسیسیوں نے انگلستان کے خلاف کوئی ریشہ دوانی نہ کی۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوئی کہ امیر کیر آرلینس نے جو فرانس کا نائب السلطنت تھا برطانیہ اور ہالینڈ کے ساتھ اتحاد قائم کر کے اس شرط پر خاندان ہینوور کی تائید و حمایت کی ہامی بھری کہ اگر لوی پانزدہم کے انتقال کر جانچی حالت میں فلپ پنجم فرمانروائے ہسپانیہ نقض عہد کر کے ہسپانیہ و فرانس دونوں سلطنتوں کا دعویدار بن بیٹھے تو برطانیہ اور ہالینڈ آرلینس کے خاندان کو تاج فرانس دلوئے میں اُس کی ادا و کریں۔ انگریزاں شرانظر رضا مند ہو گئے اور جب ۱۷۱۸ء میں فلپ نے صقلیہ پر چڑھائی کرنے کی دھمکی دی تو برطانیہ اور فرانس نے متفقہ طور پر ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ انگریزی امیر البحر سر جارج بنگ نے راسرچ سادو میں

ہسپانوی بیڑے کو شکست دی اور ہسپانیوں نے ۱۷۶۹ء میں اسکاٹ لینڈ پر فوج کشی کرنے کا قصد کیا لیکن اس کشمکش کا جلد ہی خاتمہ ہو گیا اور فلپ نے ہار مان لی۔

اب چونکہ اندرونی اور بیرونی خرچے مٹ چکے تھے اور ہر طرف امن و امان قائم ہو گیا تھا اس لئے برطانوی قوم کو تجارت کی طرف توجہ کرنے کا خاطر خواہ موقع ملتا آیا تجارت کی توسیع کا سلسلہ دوران جنگ میں بھی برابر قائم تھا اور برطانوی برطانوی تجارت کی توسیع سودا گروں کا کاروبار ترکی اطالیہ ہسپانیہ پرنگال ہالینڈ جرمنی روس ناروے سوئڈن امریکہ

افریقہ اور ہندوستان میں پھیلا ہوا تھا۔ عہد نامہ یوٹریکٹ کے ہونے پر بحری جنگ کے ختم ہو جانے سے خطرات کم ہو گئے اور جن لوگوں نے پُر آشوب ایام میں اپنا روپیہ و بار کھا تھا اب اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح یہ سرمایہ تجارت میں لگا دیا جائے۔ چنانچہ بہت سی کمپنیاں کھولی گئیں جنہوں نے مصنوعات شرکت بحیرہ جنوبی

۱۷۶۱-۱۷۶۰ء

اور جسے اپنے مجوزہ کاروبار کے سود مند اور با منفعت ہونے پر یہاں تک بھروسہ تھا کہ نظائے شرکت نے اُن لوگوں کو جن کی رقوم حکومت کے ذمے تھیں اپنا حصہ دار بنالیا اور اس شرط پر قومی قرضہ کے بے باق کر دینے کا ذمہ اٹھایا کہ اس کے معاوضے میں حکومت اُن کے ساتھ خاص رعایتیں کرے اور انھیں ایسے حقوق دے جائیں جن میں کوئی دوسرا اُن کا شریک نہ ہو۔ لیکن بڑی خرابی یہ ہوئی کہ مینک انگلستان بھی قومی قرضہ ادا کر دینے پر آمادہ ہو گیا اور دو لاکھ پینوں کی مسابقت سے بولی بڑھتی گئی تا آنکہ ماہ اپریل ۱۷۸۰ء میں ایک سو دو لاکھ قاذون نافذ کیا گیا جس کی رو سے پچھتر لاکھ پاؤنڈ کی رقم شرکت بحیرہ جنوبی سے لی جانی منظور کر لی گئی۔

کارواں اور معاملہ فہم اشخاص خوب جانتے تھے کہ اس کام میں ہرگز اتنا نفع نہیں ہو سکتا جس سے کہ پون کروڑ پاؤنڈ کی بچت نکلنے کی کوئی صورت

ہو سکے۔ اسی خیال سے نارفاک کے ایک پختہ مغز رئیس رابرٹ واپول نے رابرٹ واپول کی اپاریمینٹ میں مسودہ مذکور کی بہت کچھ مخالفت بھی کی لیکن یہی مخالفت مسئلہ مخالفت پر کسی نے کان نہ دھرا۔ سارا اگلستان شرکت بحر جنوبی کے حصے خریدنے کے لئے دیوانہ ہو رہا تھا۔ دیہات کے

روسانے اپنی زمینداریاں بیچ بیچ کر ساری جمع جتنا اس نے بیہ پار کے جوے میں لگا دی۔ پادری، بیوہ عورتیں، مہاجن، ڈاکٹر، وکیل، ادنیٰ و اعلیٰ سب کے سب حصے خریدنے کے لئے پل پڑے یہاں تک کہ سو پاؤنڈ کا حصہ ہزار پاؤنڈ کو فروخت ہوا۔ لوگوں کا بیچارہ جوش خروش دیکھ کر دوسرے منصوبہ بازوں کو بھی اپنے جے گم کرنے کا خیال آیا اور دیکھتے دیکھتے بہت سی کمپنیاں قائم ہو گئیں۔ صرفہ میں ولایتی کا بازار ایسا گرم تھا کہ اس پر کسی بہت بڑے قمارخانے کا کمان ہوتا تھا آخر نظام سے شرکت بحر جنوبی نے یہ دیکھ کر کہ یہ چھوٹی چھوٹی نوخاستہ شرکتیں ان کا سامنا یا لکھیں لگا کر رہی ہیں لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ ان میں سے اکثر کمپنیاں شرکت بحر جنوبی کے ڈبہ کا حصہ کی ٹڈیاں ہیں۔ اس طور پر انھوں نے اگرچہ اپنے حریفوں پر ہل سکتے تھے

کی چلتی گاڑی میں تو روڑا اٹکا دیا لیکن خود اپنے پاؤں میں بھی کھلاری مار لی۔ اس لئے کہ لوگوں کا اعتبار جب ایک دفعہ اٹھ گیا تو انھوں نے معاملہ کے تمام پہلوؤں پر نظر غائر ڈالنے شروع کی اور انھیں صاف نظر آئے لگا کہ جس بے حساب منافع کی امید دلائی گئی تھی وہ محض تری و خیالی تھا۔ غرض جموں کی قیمت جلد جلد گھٹنے لگی۔ سو پاؤنڈ کا حصہ جو ہزار پاؤنڈ کو بکا تھا ایک سو پچیس ہی کارہ گیا اور اس کے بعد جو اس کا بیج کم ہونا شروع ہوا تو یہ حالت ہو گئی کہ کوئی اسے ایک پانی کو بھی نہ پوچھتا تھا۔ آخر بحر جنوبی کا بلبلا پھٹ کر ہوا ہو گیا کمپنی نے دیوالہ کھال دیا اور صد ہا لوگ تباہ و برباد ہو گئے۔ مجلس وزراء کے ایک رکن لارڈ اسٹینہوپ کی اس صدمے سے جان نکل گئی۔ ایک اور وزیر لارڈ سنڈرلینڈ نے استعفا داخل کر دیا اور قوم باوازلند متقاضی ہوئی کہ قلمدان وزارت واپول کے تعین ہوا کیا جائے کہ ایک اسی مسودے کی مخالفت کی تھی اور اب اُسی سے بھڑائی کے بنائی جی توقع ہو سکتی تھی۔

بادشاہ نے ارزاہ و اشندی قوم کی خواہش پر عمل کیا ماہ پنج ۱۶۲۱ء میں  
 کونہی وزارت بعد از دست واپولہ بنیم کی گئی جس نے ملک افغانستان کی مدد سے  
 اس سراسیکی کو جو ملک بھر میں پھیلی ہوئی تھی فرو کیا بلکہ کچھ رستم بھی ادا کروئی ۔  
 واپولہ کی وزارت ۱۰۰ سال تک واپولہ کو خوب عروج رہا اور افغانستان میں  
 سلطنت لغایت ۱۶۲۸ء اس کے دوسرے شخص کو اس کے برابر اقتدار حاصل نہ ہوا ۔ وہ پہلا  
 ارکان سلطنت جو وزیر اعظم کے لقب سے مشہور ہو کر مجلس کا میند  
 میں اس منصب پر فائز ہوا جو پہلے بادشاہ کے لئے مخصوص تھا ۔ واپولہ نے دیہات میں  
 پرورش پائی تھی ۔ وہ اکھڑ آدمی تھا ۔ بہت کم تعلیم پائی تھی طبیعت میں بھی جدت نہ تھی ۔  
 اصلاحات بھی اس نے کچھ ایسی نہیں کیں جو قابل ذکر ہوں بلکہ وراثت یہ الزام اس پر  
 عاید ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کے اراکین کی مٹھی گرم کر کے ان سے اپنی ہاں میں ہاں  
 ملوایا کرتا تھا ۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نے دماغ صحیح پایا تھا انتظام کی قوت  
 بہت اچھی تھی اور بات کی تہ کو جلد پہنچ جاتا تھا وہ خوب جانتا تھا کہ ملک میں جو ناراہی  
 پھیلی ہوئی ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ایک تو کیتھولک اور اہل خلاف ان قوانین پر  
 ناراض ہیں جن کا نفاذ ان کے خلاف ہوا ہے اور دوسرے ملک کے بہت سے  
 نواری شرفا چاہتے ہیں کہ خاندان اسٹوارٹ پھر صاحب تاج و تکیں ہو جائے ۔  
 چونکہ واپولہ خود شرفائے دیہات سے تھا اس لئے رسل کیونڈش اور  
 اسی طرح کے دوسرے بڑے بڑے دھگ خاندانوں کو جو سلسلہ مینوور کے  
 طرفدار تھے اپنے ساتھ ملا لینا اس کے لئے آسان تھا ۔ پارلیمنٹ کے مبعوثین کی  
 نامزدگی میں ان خاندانوں کے رسوخ کو بہت کچھ دخل تھا ۔ اسکے علاوہ بہت سے  
 شہر (مثلاً اولڈ سیرم متصل سالبری) جن میں اب انحطاط پیدا ہو گیا تھا برابر  
 اپنے مبعوثین پارلیمنٹ میں بھیجتے چلے جاتے تھے حالانکہ رائے دینے کے قابل  
 آبادی ان میں موجود نہ تھی اور جو اہل رائے تھے بھی وہ اپنا حق انتخاب اس شخص  
 کے ہاتھ پہنچ دیتے تھے جو زیادہ سے زیادہ دام دے کر خرید سکے ۔ اس طور پر  
 پارلیمنٹ کے نصف سے زیادہ رکن حقیقی معنوں میں قوم کے منتخب شدہ مبعوثین  
 نہیں بلکہ حکومت کے نامزد شدہ تابع ہوتے تھے اور ایسے دارالعوام سے واپولہ



جو بات چاہتا تھا منوالیتا تھا۔

پہلا کام دارالعوام کی اس فرمانبرداری سے واپس لے لیا کہ ملک میں امن و سکون قائم کر دیا۔ یعنی فرانسیسیوں کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم رکھ کر اس نے مدعی کا فتنہ دبائے رکھا اور ان قوانین کو جو اہل خلاف اور فرقہ کھٹو ملک کے خلاف دور امن و سکون نافذ کئے گئے تھے منسوخ کئے بغیر یہ انتظام کر دیا کہ ان قوانین پر عمل نہ ہونے پائے۔ البتہ ۱۷۹۲ء میں جیمز بون نے ایک

چھوٹی سی سازش ضرور کی چنانچہ ایڈمرل اسٹیفٹ راجسٹر شریک سازش ہوئے کی علت میں جلا وطن کیا گیا۔ آئر لینڈ میں بھی شورش برپا ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ واپس لے ڈونامی ایک انگریز کو جو آہنگری کے کارخانے کا مالک تھا ایک لاکھ لاکھ ہزار پاؤنڈ کی مالیت کے فارونگ اور نصف پنس مسکوک کرنے کی اجازت اس غرض سے دی تھی کہ یہ سکے آئر لینڈ میں چلائے جائیں۔ آئر لینڈ کی پارلیمنٹ نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ ان سکوں کے رواج سے اہل آئر لینڈ کو نقصان ہوگا سو ٹھنڈ کی واپس لے ان بن تھی۔ اس نے معترضین کی حمایت میں سات مکتوب جو مکتوبات ٹویپر کے نام سے موسوم ہیں شائع کر کے ملک بھر میں ایک ایک سی لگا دی واپس لے نے اب مصلحت اسی میں دیکھی کہ نیم پنس سکوں کا چلن موقوف کر دیا جس سے کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہونے پایا۔ اس طور پر اس نے ملک میں امن و امان قائم رکھا اور لوگوں کو یہ نکتہ سمجھا دیا کہ ایک ایسی مستقل حکومت جس کے سامنے میں نمایا سکوں و خاموشی کے ساتھ ترقی کر سکے بہت قابل قدر نعمت ہے۔

جارج اول گاڑی پر سوار آٹنابرک کو جو ہینو وریں واقع ہے جا رہا تھا کہ اسے مرگی کا دورہ اٹھا اور اسی حالت میں اس نے ۱۰ جون ۱۷۰۲ء کو وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا کسی قسم کا نسا در پاہوئے بغیر تخت نشین ہوا اور اگرچہ جارج اول کی وفات انیا باؤشاہ واپس لے کو اچھی نظر سے نہ دیکھتا تھا پھر بھی اس خیال پر ۱۰ جون ۱۷۰۲ء کو واپس لے کی ذات حکومت کے لئے مفید ہے اس نے اسے بدستور وزیر اعظم رہنے دیا اور فرماز داؤں کے تغیر سے برطانیہ کے نظام حکومت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

## جارج ثانی

۱۷۲۷ء لغایت ۱۷۶۰ء

اپنے باپ کی طرح جارج ثانی سر اپا جرمن تھا۔ دونوں میں اگر کچھ فرق تھا تو صرف اتنا تھا کہ باپ کو انگریزی نہ آتی تھی اور بیٹا یہ زبان بول لیتا تھا۔ اسکی جارج ثانی کی سیرت طبعیت ضد می اور جوشیلی واقع ہوئی تھی اور اگر کوئی روکنے والا نہ ہوتا تو برطانیہ کو اس نے ہینو در پر ایک چھوڑ گئی باقریان کروایا ہوتا۔ لیکن خوبی تقدیر سے اس کی ملکہ کیئر دالین رئیسہ اسپاک اس کے مزاج میں بہت بڑا اور خور رکھتی تھی۔ اس ہوشمند اور زمانہ شناس ملکہ کو واپول کی ترقیت کا پورا پورا اندازہ تھا اور اسی لئے وہ ۱۷۲۷ء تک جو اس کا سال وفات ہے ابراہم واپول کی حمایت کرتی رہی۔ اس کے بعد جارج کے اواخر میں حکومت کی عنان اقتدار مشہور و معروف مدبر پیٹ کے ہاتھوں میں آئی جو آگے چل کر لارڈ چیتھم کے لقب سے مشہور ہوا۔ واپول اور پیٹ دونوں سے جارج ثانی کی نہ جتنی تھی مگر پھر بھی واقعات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُسے یکے بعد دیگرے ان دونوں کی وزارت کا دست نگر ہونا پڑا اور اس لحاظ سے اس کا زمانہ فرمانروائی تاریخی میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

جارج ثانی کی تخت نشینی کے بعد دس سال تک بہت کم ایسے واقعات پیش آئے جو خصوصیت سے قابل ذکر ہوں۔ واپول زیادہ تر فریج کم کرتے اور قومی قرضے کا ایک حصہ ادا کرنے میں مشغول رہا اسی کے ساتھ اس نے بہت سی اشیائے درآمد برآمد کا محصول معاف کر دیا سب سے اول اسی کو واپول کا مالی انتظام اس اقبصادی اصول کا خیال ہوا کہ نوآبادیوں کو دوسرے ممالک کے ساتھ تجارت کرنے سے روکنا بہت بڑی نادانی ہے۔ چنانچہ اس نے جارجیا اور کیرولائنا کو یورپ کے مختلف حصوں میں چانول بھیجنے کی عام اجازت دے دی۔ اس ترکیب سے یورپ کی مشینوں میں

اطالیہ اور مصر کے گھٹیا چانولوں کی جگہ کیرولائٹا کے بڑھیا مال نے لے لی اور تمام ملکوں کا فائدہ ہو گیا۔ والپول نے اس بات کی بھی کوشش کی تھی کہ انگریزی ہندو گاہوں سے سودہ قانون جنگی کا استفادہ میں مال تجارت پر جو بحری محصول لیا جاتا تھا وہ تو ہٹا کر دیا جائے اور اندرون ملک میں بعض اشیاء پر محصول جنگی لگا دیا جائے۔

اگر یہ تجویز چل جاتی تو گھاٹ والوں کی جو سمندر کے رستے چھپے چوری مال لاتے تھے اور سرکاری محصول مار لیتے تھے بہت کچھ روک بھام ہو جاتی۔ لندن ایک آزاد بندرگاہ بن جاتا اور برطانوی تجارت بھی وگنی ہو گئی۔ لیکن یہ باتیں لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔ وہ یہی خیال کرتے تھے کہ اگر جنگی کا قانون رائج ہو گیا تو جنگی کے عہدہ دار اُن کی دکانوں پر دھڑا دے کر اُن کی مالیت تنگ کیا کریں گے۔ غرض مجوزہ قانون کی مخالفت ایسی عام اور اس قدر سخت ہوئی کہ والپول نے اسے مسترد کر دیا۔ ابھی تک اس کے یگانوں کی بیگانگی۔ زبردست اقتدار میں کسی قسم کی کمی نہ آنے پائی تھی۔ لیکن آخر اس سے ایک اسی غلطی سرزد ہوئی جو بسا اوقات ہر دغیر

وزرائے سلطنت کے زوال کا پیش خیمہ بن جایا کرتی ہے۔ والپول چاہتا تھا کہ کوئی شخص اُس کے اقتدار میں دخیل نہ ہو سب اُس کا لوہا مائیں۔ اور چونکہ اپنے ہم چشموں کو وہ رشک کی نظروں سے دیکھتا تھا اس لئے کابینہ کے قابل ترین ارکان بتدریج اُس سے الگ ہوتے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو یگانے تھے وہ یگانے بن گئے اور اُس کے خلاف طاقتور حریفوں کا ایک جتھا قائم ہو گیا جس میں ملوث ہو آئے جیکر امیر باغھ کے لقب سے سرفراز ہوا اور کاریٹھ اور جیسٹ فیسلڈ جیسے لوگ پیش پیش تھے۔ نوجوانوں میں مدراس کے ایک سابق گورنر کاپٹن ولیم پرت جس کی ہرجوش فصاحت مزب اٹل تھی۔ والپول کا بہت بڑا مخالف تھا۔

جماعت مہمان وطن اس جماعت نے ”مہمان وطن“ کا نام اختیار کر کے والپول کی مصالحانہ روش کی خرابیاں کثافتی شروع کیں اور اس بات پر بڑا ہنگامہ کیا کہ والپول رشوت دیکر پارلیمنٹ کے اراکین کی رائے اپنے مفید مطلب حاصل کر لیتا ہے۔ والپول اس جماعت کی مخالفت کو

بچوں کا کھیل بھگدڑ اور راہ حقارت نظر انداز کرتا رہا اور اس بات کو بھی مطلق خاطر میں نہ لایا کہ فریڈرک شہزادہ ولیز جس کا اپنے والدین سے جھگڑا ہو گیا تھا ان لوگوں کا طرفدار ہے۔ جب یہ لوگ جذبہ حب وطن اور صداقت کی بحث بیچ میں لاتے تو وہ یہ کہہ کر ان کی ہنسی اڑاتا تھا کہ ”آپ لوگوں کا دماغ جب رفتہ رفتہ صحیح ہو جائیگا تو یہ سارے خیال دور ہو جائیں گے یہ غرض والیپول کا اقتدار بدستور برقرار رہا تا آنکہ ۱۷۹۹ء میں ہسپانیہ کے ساتھ انگلستان کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور اس وقت سے والیپول کا بھی زوال شروع ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ اس وقت ایک پوشیدہ خطرہ کی زو میں آیا ہوا تھا۔ فرانس کی آنکھوں میں انگریزوں کی تجارتی ترقی اور برطانوی نوآبادیوں کی رونق کا نشان کرکٹنگ رہی تھی۔ چنانچہ ۱۷۹۳ء میں لوی پانز دہم نے جواب خود صاحبزادہ خاندانی متہار دواہ ہونے کے باعث اپنے چچا فلپ پیجم کی طرف سے کوئی اندیشہ دل میں نہ رکھتا تھا اس کے ساتھ اس مطلب کا ایک خاندانی سمجھوتا کر لیا کہ جنوبی امریکہ کے ساتھ تجارت

کرنے کا جو حق انگریزوں کو حاصل تھا وہ رفتہ رفتہ ان سے لے کر فرانس کو دے دیا جائے اور اس کے معاوضے میں فرانس ہسپانیہ کو جبرالٹر پر قبضہ کر لینے میں مدد دے۔ اس خفیہ قرار دواہ اس وقت کسی کو علم نہ تھا لیکن ورہل یہی قرار دواہ اس طویل جدوجہد کی وجہ ہو گئی جو دنیا کی تجارت اور نوآبادیوں کے لئے برطانیہ عظمیٰ اور دولت فرانس کے درمیان چھڑی پڑی۔

ہسپانیہ کے لئے برطانیہ کے ساتھ دست و گریباں ہونے کا کوئی بہانہ تراش لینا کچھ مشکل نہ تھا۔ یاد ہو گا کہ عہد نامہ یوٹریکٹ (دیکھو صفحہ ۳۷۷) کی رو سے انگریز مجاز قرار دے گئے تھے کہ چھ سو ٹن وزن کا ایک تجارتی جہاز ہر سال بحر جنوبی میں بھیجا کریں۔ اس معاملے میں انگریزوں کی طرف سے عہد کی پوری پابندی نہ ہوئی تھی۔ مال تجارت سے لدے ہوئے چھوٹے چھوٹے جہاز چھ سو ٹن والے جہاز کے گرد و پیش منڈلاتے رہتے تھے۔ اور رات کے وقت اپنا مال لاکر اس میں بار کر دیتے تھے۔ اس طور پر جو مال ساحل پر اتاراجاتا تھا وہ مقدار مقررہ سے

بہت زیادہ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ امریکہ کے ہسپانوی بندرگاہوں میں انگریز اپنے ملک کا مال چھپے چوری بھی اتار دیتے تھے اس خلاف ورزی قانون کے روکنے کے لئے ہسپانوی کھلے سمندر میں جہازوں کی تلاشی لیتے تھے۔ اس کشمکش جنگ گوش بریگیٹکنس کی وجہ سے بسا اوقات جانبین میں جھڑپ بھی ہو جاتی تھی ہسپانیہ و فرانس کے باہمی قرار داد کے بعد یہ حقیقتیں آئے دن ہونے لگیں اور انگریزوں کو سخت ناگوار گزرنے لگیں۔

میں ایک انگریزی جہاز کے کپتان جنکسن نامی نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں آکر فرمایا کہ ہسپانویوں نے میرے کان کاٹ کر مجھے بوجھا کر دیا ہے اور نہ صرف برطانیہ کو برا بھلا کہا ہے بلکہ بادشاہ سلامت کو بھی گالیاں دی ہیں۔ اس بیان کی واقعیت بہت کچھ مشتبہ تھی اور والپول نے سبھی جتن کئے کہ کسی طرح اسن قائم رہے لیکن محبان وطن جنکسن کی داستان کو لے اڑے اور ملک بھر میں ہسپانیہ کے خلاف اشتعال پیدا کر کے والپول کو بادل ناخواستہ اعلان جنگ پر مجبور کر دیا۔ لوگ خوش تھے کہ آخر برطانوی تلوار میان سے نکلی لیکن والپول کو جنگ کے مہیب نتائج صاف نظر آ رہے تھے۔ لوگوں کو شاداں و فرحان دیکھ کر اس سے نہ رہا گیا اور وہ بے اختیار کہہ اٹھا کہ اب تو یہ مارے خوشی کے گھنٹیاں بجا رہے ہیں لیکن وہ وقت دور نہیں جب یہی لوگ ہاتھ ملتے نظر آئیں گے؟

اُس کا خیال بالکل درست تھا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ خود مستغنی ہو جاتا اور ان لوگوں کو جنگ کا بیڑا اٹھالینے دیتا جنہوں نے اس کی حمایت کی تھی۔ جنگ کا آغاز انگلستان کے لئے نامبارک ثابت ہوا اور لوگوں کو یہ کہنے کا موقع والپول کے اقتدار کا خاتمہ مل گیا کہ اس ناکامی کی تہ میں والپول کی مخالفت کام کر رہی ہے اس کے علاوہ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ جنگ ایک

اور بہت بڑی جنگ کا سبب ہو گئی جس نے سن ۱۷۶۳ء میں سارا یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک اور آسانی بلایہ نازل ہوئی کہ اسی سال موسم سرما میں غوثی برف کا ایک خوفناک طوفان آیا اور اس کے بعد رنج کی فصل خراب ہوئی۔ ان دو گونہ حوادث سے انگلستان اور آئرلینڈ دونوں ملکوں کو سخت مصیبت کا

سامنا ہوا۔ اناج ایسا مہنگا ہو گیا کہ روٹی قحط کے دامنوں پہنچنے لگی اور رعایا نے جو ایسے موقع پر ہمیشہ حکومت کو الزام دینے پر آمادہ ہو جایا کرتی ہے واپول کو کوسنا شروع کیا۔ آخر ماہ جنوری ۱۷۹۳ء میں اُسے مجبوراً استعفا داخل کرنا پڑا۔ اُس کے دشمنوں نے حسب معمول اُس پر مقدمہ قائم کرنا چاہا لیکن ابھی تک اُس کا ساتھ دینے والے بہت تھے۔ بجائے اس کے کہ اُس پر مقدمہ چلایا جاتا اُسے امیر آفریڈ کے لقب سے سرنسرا کر کے درجہ امارت عطا کیا گیا اور چار ہزار پاؤنڈ سالانہ کا وظیفہ حسن خدمت دیا گیا۔ وہ انگلستان کا پہلا وزیر اعظم ہے جس نے اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے پر مصیبت میں پڑنے کے عوض خطاب پایا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت کی باگ اب دارالعوام کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ ایام سابق میں ایک غیر ہرولڈ وزیر ذریعہ پیچھا چھڑانے کا بجز اس کے اور کوئی طریقہ نہ تھا کہ اسپر پارلیمنٹ میں کوئی نگیں الزام قائم کیا جائے۔ لیکن اب چونکہ حقیقی قوت اراکین دارالعوام کے ہاتھ میں تھی اس لئے وہ جس وزیر کو چاہتے تھے الگ بھی کر سکتے تھے اور اسے دارالامراء کا رکن بنا کر اُس کی گزشتہ خدمات کے صلہ میں اُس کی عزت بھی بڑھا سکتے تھے۔ واپول کی وزارت کے خاتمہ کے ساتھ ہی فرانس کے ساتھ صلح کے تعلقات قائم رکھنے کی حکمت عملی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ نئی وزارت جواب مرتب ہوئی۔

جارج ثانی کی اس ویرینہ خواہش کی تکمیل کے لئے بالکل آمادہ تھی کہ ہینوور کی مخالفت کے لئے یورپ کی جنگ میں شرکت کی جائے۔ اس جنگ کی تبدیلیوں ہوئی تھی کہ شہنشاہ چارلس ساؤس نے جس کے کوئی اولاد نہ رہا تھا وہ تھی دول عظمیٰ سے ایک معاہدہ پر جو اقرار نامہ مداخلت کے نام سے موسوم تھا یہ وعدہ لے کر دستخط کرائے تھے کہ جنگ جانشینی آسٹریا اُس کے تمام مقبوضات کی وارث اُس کی بیٹی میریا تھریزا ہوگی۔ لیکن جب شہنشاہ موصوف کا شہنشاہ میں انتقال ہوا تو معاہدہ نگاروں میں سے سبجربطانیہ اور ہالینڈ کے اور کوئی اپنے عہد پر قائم رہتا نظر نہ آیا۔ فریڈرک ثانی شاہ پروس نے سلیسیا ہتھیالیا۔ فرماں فرمائے بویریا آسٹریا کا وعودار ہوا اور فرانس و ہسپانیہ اس دعوے کو حق بجانب قرار دے کر اس کے طرفدار ہو گئے میریا تھریزا آسٹریا کا وعودار ہو گئی۔

اپنے حقوق کے لئے تیغ بکھٹ ہو کر مردانہ وار لڑتی رہی اور جنگ کا یہ سلسلہ قریب قریب نو سال کے جاری رہا۔ اگرچہ باوہی النظریں اس جنگ کا مقصد آسٹروی جانشینی کے مسئلے کا تصفیہ تھا لیکن اس کی حقیقی غایت یہ تھی کہ کسی طرح یورپ کی میزان طاقت کا اعتدال قائم رہے تاکہ کسی ایک سلطنت کی طرف اس میں زیادہ نہ جھکے پائے۔

برطانیہ کے پاس اس جنگ میں شریک ہونیکا یہ بہانہ موجود تھا کہ اُس نے اقرار نامہ مداخلت پر دستخط کئے تھے۔ چنانچہ جارج تانی نے اب خود میدان جنگ جنگ ڈوئین ۱۸۷۳ء کا عزم کیا اور ماہ جون ۱۸۷۳ء میں دریائے مین کے کنارے جنگ فائنٹینا ۱۸۷۳ء معرکہ ڈوئین میں فرانسیسیوں کو شکست دی۔ لیکن اس فتح کا خمیازہ برطانیہ کو اسی خرابی کی شکل میں کھینچنا پڑا جس سے بچنے کی دلیپول نے کوشش کی تھی۔ یعنی فرانس نے اگلے ہی سال مدعی کے بیٹے چارلس ایڈورڈ کی کمان میں پندرہ ہزار فوج ویکر انگلستان پر چڑھائی کر دی۔ یہ ہم تو کامیاب نہ ہو سکی اس لئے کفرنسیس ٹرانسزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی ایک طوفان میں اگر منتشر ہو گیا لیکن اس سے اگلے سال جب فرانس کے مشہور سپہ سالار مارشل لیکن نے انگریزی فوج کو فائنٹینا کے میدان میں مغلوب کیا تو شہزادہ چارلس ایڈورڈ نے برطانیہ پر دوبارہ فوج کشی کی اور ماہ جولائی ۱۸۷۵ء میں کوہستان اسکاتلینڈ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔

بظاہر اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دلیپول کی ساری محنت اکارت جائیگی۔ چارلس ایڈورڈ ایک خوبصورت اور ولادور نوجوان تھا جس نے آتے ہی اسکاتلینڈ والوں کے دل میں گھر کر لیا اور کوہستانی قبائل جوق جوق اس سے آٹے۔ ماہ اگست کی انتہوں تاریخ تک پندرہ سو جانبازا اس کے لئے مارے کو تیار ہو گئے سبیل شہزادہ چارلی اور دو ہفتہ بعد شہر ایڈنبرا میں داخل ہو کر اس نے اپنے باپ کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ فتح و نصرت اب قدم قدم پر اس کی رکاب کو بوسہ دینے لگی اور ۱۸ ستمبر کو اس کی

خونخوار کوہستانی فوج نے پرنسٹن ہنس کے میدان میں ایڈنبرا سے نومیل کے فاصلہ پر

انگریزی فوج کو جس کا سپہ سالار سر جان کوپ تھا مولی گاجر کی طرح کاٹ ڈالا۔  
تنبیلا شہزادہ چارلی، اسکاٹلینڈ والے اسی پیار کے نام سے اُسے پکارتے تھے اب  
قریب قریب سارے اسکاٹلینڈ کا مالک ہو گیا اور چھ ہفتے بعد چھ ہزار جنگ آزما  
جوانوں کو لئے ہوئے قسمت آزمائی کے لئے عازم انگلستان ہوا۔

لیکن یہاں پہنچتے ہی اُس کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا جابج اول اور  
جابج ثانی کے عہد حکومت میں انگریزوں کو امن و امان کی نعمت میسر ہوئی تھی اور  
وہ نہ چاہتے تھے کہ خانہ جنگی کی کشمکش میں دوبارہ مبتلا ہوں۔ شہزادہ چارلس اپنی  
کوہستانی فوج کے ساتھ جب حدود انگلستان میں داخل ہوا تو گروہ درگروہ انگریز  
اُسے دیکھنے کے لئے چاروں طرف سے آجمع ہوئے لیکن کسی نے اسکا ساتھ  
نہ دیا اور ڈاربی تک پہنچتے پہنچتے صورت حالات ایسی یاس انگیز ہو گئی کہ مزید  
میش قدمی محذوش نظر آنے لگی اور اُس کے صلاح کاروں نے انگریزوں کو فوج  
جنگ فالکرک اور جنگ کلوڈن کا پلہ بھاری دیکھ کر اُسے گلاسگو کی طرف پلٹ جانے پر ابھاری۔  
۱۷۴۶ء کرلیا جنوری ۱۷۴۶ء میں فالکرک کے مقام پر ایک سخت  
اُسے ضرور حاصل ہوئی لیکن آگے چلکر اپریل کے مہینے میں

کلوڈن کے میدان پر جواؤنز کا سرحدی علاقہ ہے امیر کیر کیر لینڈ کے ہاتھوں  
اُس کے کوہستانیوں نے شکست کھائی اس کے بعد پانچ مہینے تک شہزادہ چارلس  
کوہستان اسکاٹلینڈ میں بھگتا پھرا۔ اور اُس کے ہاں نثار اُسے پناہ دیتے رہے  
اور خاندان اسٹوارٹ کے ان وفاداروں میں فلور ایمکڈانلڈ نامی ایک خاتون کا  
نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ آخر ماہ ستمبر میں شہزادہ موصوف فرانس چلا گیا۔  
جیمز یوں کی یہ آخری بغاوت تھی اور اس کے بعد خاندان اسٹوارٹ نے  
اپنے کھوئے ہوئے تخت پر از سر نو قبضہ کرنے کے لئے پھر کبھی کوئی کوشش نہ کی۔

دیرینہ سال مدعی کا ۱۷۶۶ء میں انتقال ہو گیا اور ۱۷۸۸ء میں شہزادہ چارلس نے  
روماں جہاں اوس کا ایک ہی بھائی کارڈنیل (کلیسا سے رومن کیتھولک سما  
ایک رکن رگین) تھا وفات پائی۔ جنگ کلوڈن کے بعد امیر کیر لینڈ نے کوہستانیوں  
کے ساتھ نہایت بیدردانہ سلوک کیا اور اسکاٹلینڈ کے تین امیروں کی گردن



ماری گئی۔ اس کے علاوہ کچھ جدید قوانین نافذ کئے گئے جن کی رو سے تمام وہ اختیارات کوہستانیوں سے ہتھیاروں سلب کر لئے گئے جو سرداروں کو اپنے قبیلوں پر حاصل تھے اور اس طور پر جمہوریت کا قدیم طریقہ مٹا کے رعایا کیساتھ بادشاہ کا تعلق براہ راست قائم کر دیا گیا۔ کوہستانیوں کو ہتھیار رکھنے یا اپنی خاص وضع کا لباس پہننے کی ممانعت کر دی گئی۔

۱۶۴۶ء

جس سے اُن میں بڑی بدولی اور ناراضی پھیلی رہی تا آنکہ بارہ سال بعد پٹ لے اسکٹ لینڈ کے ایک باشندے جان ڈکن کی ایک معقول تجویز پر عمل کر کے جسٹس خدمت انجام دینے کے لئے کوہستانیوں کی کئی فوجی پلیٹینیں قائم کیں۔ اُس وقت سے لیکر آج کے دن تک اسکٹ لینڈ کے کوہستانیوں سے زیادہ بہادر اور وفادار رعایا رکھتا اور کوئی طبقہ ثابت نہیں ہوا۔

ان تمام سنین کے دوران میں جبکہ ملک کو لڑائیوں اور بغاوتوں سے تہ و بالا کر رکھا تھا ہم کلیسا کی مستعدی یا پادریوں کی سرگرمی کا نشان مفقود پاتے ہیں۔ واپیل کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح سوئے ہوئے فتنے جاگنے نہ پائیں اور ملک میں امن قائم رہے۔ قوم کی اعلیٰ جماعتوں کا مذہب یا اخلاق سے بہت کم تعلق رہ گیا تھا اور دیہات کے پادری جن میں سے اکثر جیگز کے ہوا خواہ تھے لوگوں کو پند و تلقین کرنے کے بجائے سیاسیات میں زیادہ حصہ لینے لگے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ دیہات کی آبادی روز افزوں ہو چکی تھی۔

۱۶۴۹ء

اس افسوسناک اخلاقی حالت پر جارج وٹھفیلڈ اور جان وٹھیلی نامی دونوں پادریوں کا دل بہت کڑھا اور انھوں نے نہ صرف گرجاؤں میں بلکہ عام مجمع میں وعظ و پند کا سلسلہ جاری کر دیا کہ جس کا جی چاہے آئے اور اُن کی تقریروں سے فائدہ اٹھائے۔ یہ مخلصانہ کوشش رایگاں نہ گئی۔ برسل کے اکھڑادر کو پلے والے، شہروں کے فلاکت زدہ غریب، دور دست دیہات کے گنوار سب جو جوق آئے لگے اور کھیتوں اور کھلے میدانوں میں جمع ہو ہو کر ان مخلص و بے ریا داعظوں کی باتیں کان دھر کر سننے لگے جن کا مقصد اگر کوئی تھا تو یہ تھا کہ سامعین کی زندگی

بہتر اور پاکیزہ تر ہو جائے۔ ہنری ثالث کے عہد کے خانہ بدوش راہبوں اور  
 ہنری ثامن کے زمانہ کے مصلحوں کی طرح وھٹھیلڈ اور ویسلی نے وہ فرض انجام دیا  
 جسے کلیسا نے اپنی غفلت سے چھوڑ دیا تھا۔ انھیں دونوں منادی کنوئالوں  
 کے وعظ و نصیحت نے ”میتھوڈسٹ“ اور ”پریسلیٹن“ نامی دو جماعتیں پیدا کر دیں  
 جس میں آج کے دن تک انگلستان اور نیز امریکہ کے بہت سے ”اہل خلافت“  
 فرمے کے پر جوش لوگ شامل ہیں۔ لیکن خود ان جماعتوں کے بانی کلیسائے انگلستان  
 کے پیر دتھے اور ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ کلیسائے انگلستان میں  
 انھوں نے بیداری کی روح پھونک دی اور اس کلیسا کے پادری نہ صرف  
 خاموش و در افتادہ زمینوں بلکہ آباد و بے رونق شہروں میں لوگوں کو اخلاقِ حسنہ کا  
 سبق دینے لگے۔

آئندہ آٹھ سال تک سیاسیات کی ندی میں کوئی طغیانی نہ آئی اور یہ زمانہ  
 سکون و خاموشی سے گزر گیا۔ وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر ایک لائق شخص ہنری پلیم  
 فائز تھا جس نے بڑے و بدبہ اور بڑی خوش اسلوبی سے سلطنت کا انتظام کیا۔  
 ۱۸۴۸ء میں جنگِ یورپ کا خاتمہ صلح نامہ ایکس لاشیل پر ہوا۔  
 ۱۸۴۸ء میں برطانیہ پر اس جنگ نے اخراجات کا ایک بہت بڑا بوجھ  
 ڈالا تھا اور معاوضہ میں بجز دس لاکھ ڈالر کے جو اسے بحال کر کے

اینسن ساری دنیا کا چکر لگانے کے بعد ہسپانیوں پر چھاپہ مار کر لایا تھا اور کچھ وچل  
 نہ ہوا تھا۔ البتہ اتنا فائدہ اس جنگ سے ضرور ہوا کہ خاندانِ اسٹوارٹ کی سازشوں  
 کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا اور سمندروں میں برطانیہ کی طاقت بڑھ گئی۔

۱۸۵۱ء میں فریڈرک شہزادہ ویز نے وفات پائی اور اسکا کم سن بیٹا جارج  
 وارث تخت و تاج ہوا۔ اسی سال قانونِ اصلاحِ تقویم جاری کیا گیا جسکی رو سے  
 جدید طریقہ کے مطابق سال کی ایام شماری ہونے لگی۔ پاپا سے گریگوری ہیز دہم نے  
 اصلاحِ تقویم ۱۵۸۲ء میں اس طریقہ کو رومن کیتھولک ممالک میں پھیلانے

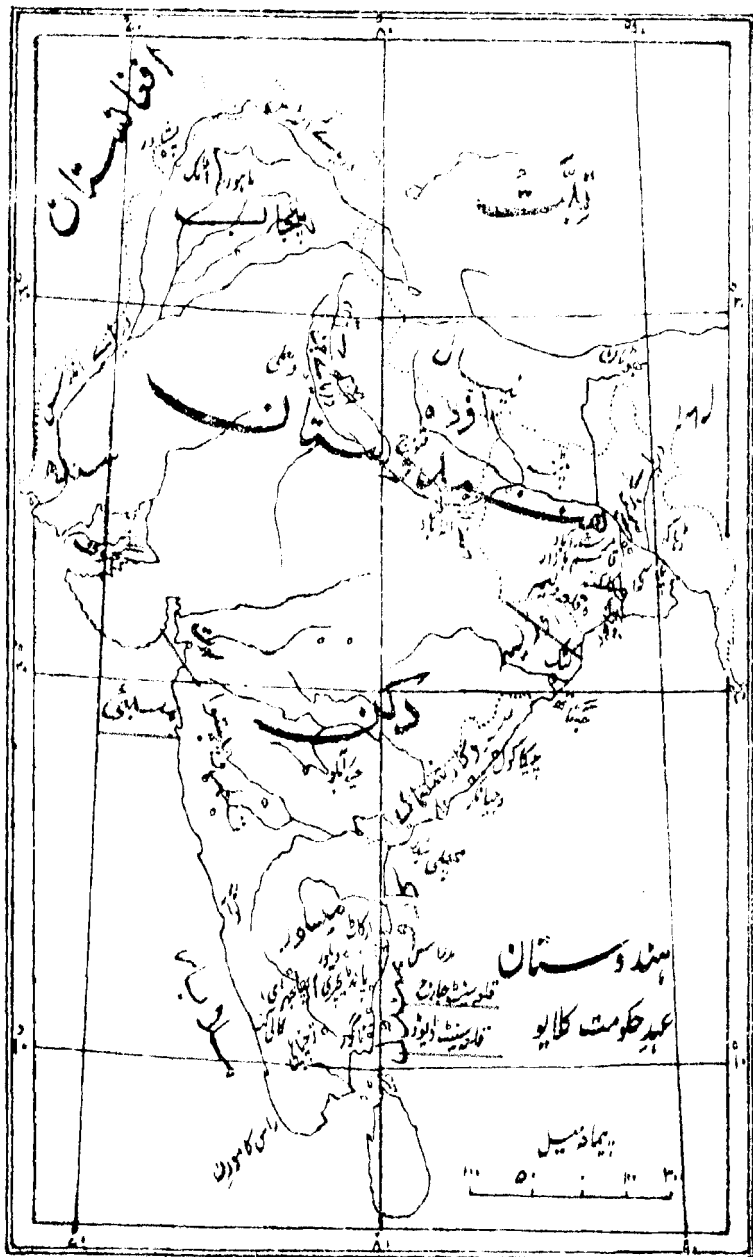
طریقہ کی اصلاح کے لئے رواج دیا تھا جس کی بموجب  
 ہر چار سو سال کے خاتمہ پر سال شمسی بقدر تین دن کے

بڑھ جایا کرتا تھا۔ جدید طریقہ یہ ہے کہ چوتھی صدی کو چھوڑ کر باقی تینوں صدیوں کے خاتمہ پر ایک ایک دن گھنٹا دیا جاتا ہے۔ برطانیہ نے ۱۸۵۲ء میں یہ طریقہ اختیار نہ کیا تھا اور اسی لئے اب اُس کی تقویم فرانس اور جرمنی کی تقویم سے گیا رہ دن پیچھے تھی یعنی فرانس و جرمنی میں ستمبر کی تاریخ اگر ۱۳ ادا تھی تو برطانیہ میں ۱۲ تھی۔ قانون اصلاح تقویم کی رو سے قرار پایا کہ ۱۸۵۲ء میں یہ گیا رہ دن خارج کر دیجائیں اور طریقہ جدید اختیار کر لیا جائے۔ لوگوں کی سمجھ میں یہ حساب نہ آتا تھا اور جب انھیں فہمائش کی گئی کہ ماہ ستمبر ۱۸۵۲ء کی تیسری تاریخ آئندہ سے ستمبر کی چودھویں کہلا جائیگی تو بعض مقامات میں بلو سے ہو گئے اس لئے کہ عوام اناس کو یہ خیال ہوا کہ اُن کے گیا رہ دن حقیقت میں گھٹائے جا رہے ہیں۔ اسی ۱۸۵۲ء میں ۲۵ مارچ کی بجائے جواب تک یوم آغاز سال چلا آتا تھا جنوری کا پہلا دن سال کا روز اول مقرر ہوا۔ ۱۸۵۳ء اس لحاظ سے یاد رہنے کے قابل ہے کہ اسی سال لارڈ دارڈک کا مشہور قانون کلچ نافذ ہوا۔ ذلیل و فرومایہ پادریوں نے جو بعیت عدم اداس فروعی فلیٹ کے محبس میں قید ہوتے تھے یہ مشند اختیار کر رکھا تھا کہ اگر کوئی مرد کسی بارڈک کا قانون کلچ عورت کو ساتھ لیکر اُن کے پاس آتا اور ان کی منہی گرم کر دیتا تو وہ پوچھ گچھ کے بغیر دونوں کا کلچ باندھ دیتے تھے۔

نئے قانون نے محبس کے نواح کی ان شرماک کلچ خواہیوں کا قطعی طور پر سد باب کر دیا۔

لیکن اگرچہ ۱۸۵۸ء سے لے کر ۱۸۵۹ء تک برطانیہ کو اندرونی خرخشوں سے نجات رہی پھر بھی دنیا کے دو مختلف حصوں میں فرانس کے ساتھ کشمکش کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ یا د ہو گا کہ ملکہ الزبتھ نے ۱۸۵۹ء میں انگریزی سوداگروں کی انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی ایک جماعت کو مالک مشرقیہ میں ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنے کے لئے ایک شاہی سند عطا کی تھی (دیکھو صفحہ ۳۲۵)۔

اس جماعت کو جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے موسوم تھی ہندوستان کے ساتھ تجارت کرتے ہوئے اب ڈیڑھ سو سال ہو چکے تھے اور اس عرصہ میں اُس نے ہندوستان کے مختلف ساحلی مقامات پر کارخانے اور کوٹھیاں قائم کر لی تھیں۔





۱۸۱۳ء میں اس نے مغربی ساحل پر ایک کارخانہ بمقام سورت تیار کیا اور ۱۸۱۴ء میں ایک اور کارخانہ کی بنا مشرقی ساحل پر قلعہ سینٹ جارج کے نام سے ڈالی جس کے نواح میں رفتہ رفتہ شہر مدراس آباد ہوتا گیا (دیکھو نقشہ نمبر ۷) ۱۸۱۵ء میں بمبئی جو سورت کے قریب واقع ہے انگلستان کو چارلس ثانی کی لکھ کے جیمز میں ملا اور ۱۸۱۹ء میں ایک اور انگریز کمپنی نے دریائے ہنگلی کے کنارہ فورٹ ولیم کی بنیادیں استوار کیں جس کے گرد شہر کلکتہ کی آبادی سی۔ بالآخر ۱۸۱۷ء میں دونوں کمپنیاں مل کر ایک ہو گئیں۔ ان تینوں مرکزوں میں ایک ایک گورنر یعنی عامل امور تھا اور کارخانوں کی حفاظت کے لئے ایک مختصر سی فوج ہوتی تھی جس میں بیشتر دیسی سپاہی ہوتے تھے۔ کمپنی اپنی اراضی کا سالانہ لگان اپنے علاقہ کے نواب یا مقامی فرماں روا کو ادا کرتی تھی۔ یہ نواب صوبہ داروں کے ماتحت ہوتے تھے اور ان سب کا سربراہ دولت مغلیہ ہندوستان کا شہنشاہ اعظم تھا۔

فرانسیسیوں کی بھی ایک ایسٹ انڈیا کمپنی تھی جس نے بانڈی چیری میں ایک قلعہ بنا رکھا تھا۔ یہ مقام مدراس سے کوئی ایک سو میل جانب جنوب واقع تھا اور اس کے جنوب میں انگریزوں کا ایک اور مرکز قلعہ سینٹ ڈیوڈ کے نام سے موجود تھا۔ فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز اور فرانسیسی بستیوں والے ایک دوسرے کو سخت رشک و حسد کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ۱۸۱۷ء

اور ۱۸۱۸ء کے درمیان جب دونوں قومیں یورپ میں دست و گریباں ہو رہی تھیں تو یہاں بھی ان میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ فرانسیسیوں نے انگریزوں کو شکست دے کر مدراس پر قبضہ بھی کر لیا۔ لیکن جب انیس لاشابل کا صلح نامہ مرتب ہوا تو مدراس انگریزوں کو واپس مل گیا۔

۱۸۱۸ء میں دولت مغلیہ ہندوستان کے تاجدار اور نواب نظام دکن دونوں نے وفات پائی۔ ان کی آنکھیں بند ہوتے ہی ملک میں اتاری ہوئی اور مختلف علاقوں کے نواب آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ بانڈی چیری کے گورنر ڈوہلے نے جنوبی ہندوستان میں ڈوہلے جو ایک بلند حوصلہ شخص تھا فتنہ دنا کی اس آگ کو زیادہ کا اقتدار ۱۸۱۹ء۔ بھڑکا کر جنوبی ہندوستان کو خود بادشاہ بننے کے منصوبے

گائے شروع کئے۔ چنانچہ نواب نظام دکن کا انتخاب اُسی کے جوڑ توڑ سے عمل میں آیا۔  
 علی ہذا القیاس مسند ارکاٹ بھی ایک ایسے نواب کے حصہ میں آئی جو اسی کا ساختہ  
 پرداختہ تھا اور اس طور پر کچھ عرصہ کے لئے جنوبی ہندوستان حقیقت میں اسی کا ہو گیا۔  
 بظاہر اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برطانوی تاجر مدراس سے نکال دئے جائیں گے۔  
 اس لئے کہ اُن کا حلیف نواب محمد علی ترچناپلی میں قلعہ بند تھا اور فرانسیسیوں نے  
 چاروں طرف سے اُسے گھیر رکھا تھا۔ اس خطرہ سے کمپنی کے ایک نوجوان کارکن  
 رابرٹ کلائیو نے انہیں نجات دی اور ہندوستان میں برطانوی  
 سلطنت کی بنیادیں اسی کی ہمت اور کوشش سے قائم ہوئیں۔  
 کلائیو ایک جتنی مزاج نوجوان تھا جس کی سرکشی سے تنگ

آکر اس کے ماں باپ نے ۱۷۷۱ء میں اُسے ہندوستان بھیج دیا تھا۔ ۱۷۷۶ء  
 میں کلائیو کو پہلے بھی فرانسیسیوں کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اب اُس نے  
 محمد علی کو کمک پہنچانے کا ایک منصوبہ ذہن میں قائم کیا اور دو سو گوروں اور تین سو  
 ویسی سپاہیوں کی ایک مختصر سی جمیعت کے ساتھ ماہ اگست ۱۷۷۶ء میں عازم ارکاٹ  
 ہوا۔ قلعہ ارکاٹ کی فوج کو اُس کے آئے مکان دگمان بھی نہ تھا۔ کلائیو نے اچانک  
 اُسے جا لیا اور شہر پر قبضہ کر کے کامل ایک مہینہ میں دن تک غنیمت کی مدافعت کرتا رہا  
 تا آنکہ مرہٹے جو محمد علی کے حلیف تھے آپہنچے اور انگریزوں کے ساتھ مل کر دشمن کو  
 بھگا دیا۔ ترچناپلی کا محاصرہ اب اُٹھ گیا اور محمد علی نے فرانسیسی خطرے سے  
 نجات پائی۔ اُس کے کچھ ہی دن بعد کلائیو کا بالا دست افسر سیر لارنس انگلستان سے  
 واپس آگیا اور انگریزی فوج کے پہلے درجہ فتوحات سے مجبور ہو کر فرانسیسیوں نے  
 مرید جہد و جہد چھوڑ دی۔ ڈوپلے نے سبھی جتن کئے کہ کسی طرح اُس کا ٹھویا ہوا  
 اقتدار بحال ہو جائے لیکن اُس کی تمام کوششیں رایگان گئیں۔ حکومت فرانس نے  
 اُسے ہندوستان سے واپس بلا کر ۱۷۷۸ء میں انگلستان کے ساتھ صلح کرنی اور  
 کچھ عرصہ کے لئے امن و امان قائم ہو گیا۔

لیکن انگریزوں اور فرانسیسیوں کی عداوت کے حقیقی اسباب بدستور  
 قائم تھے۔ اور یہ آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ دونوں قوموں نے ہندوستان

میں تو صلح کر لی لیکن ابھی صلحنامہ کی سیاہی اچھی طرح خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ امریکہ میں ان کی لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ انگریز اس وقت شمالی امریکہ میں تیرہ سرسبز و بارونق نوآبادیوں پر قابض تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے جداگانہ قوانین کی تابع اور اپنے جداگانہ صنعتی کارخانوں کی مالک تھی یہ تمام نوآبادیاں مشرقی ساحل پر واقع تھیں۔ ان کے شمال کی طرف فرانسیسیوں کا علاقہ پھیلا ہوا تھا جنہوں نے جنوبی کنیڈا آباد کیا تھا کہ اب اسے صوبہ کوئبک کہتے ہیں (دیکھو نقشہ نمبر ۲۵۸) شمال و مغرب کی طرف شمالی امریکہ کے قدیم سرخ رنگ باشندے آباد تھے اور جنوب فرانسیسی و انگریز اور امریکی و مغرب یو سی اے کی فرانسیسی نوآبادی واقع تھی۔ سرخ رنگ وحشیوں کا ملک انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان ایک

۱۷۶۳ء۔

مدت سے مابہ نزاع چلا آتا تھا۔ آخر نو بہت یہاں تک پہنچی کہ فرانسیسی گورنروں نے دریا سے الیگینز کے مغرب کے سارے علاقہ پر فرائض کا حق ملکیت قائم کر کے تمام انگریز نوآبادیوں کو یہاں سے نکال دیا۔ اس کے جواب میں انگریزوں نے فرانسیسیوں کو نو اسکوشیا سے نکال باہر کیا اور ۱۷۶۳ء میں ایک انگریزی نوآبادی کی بنا ڈالی جس کا نام لارڈ ہیل نیکس کے نام پر رکھا گیا۔ اسی کے ساتھ انہوں نے دریا سے اوہیو کی وادی میں پیش قدمی کر کے ایک مقام پر جہاں دریا دو شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے ایک قلعہ بنا کر شروع کر دیا۔ اس قلعہ کی تعمیر ہو رہی تھی کہ کنڈا کے گورنر ڈو کوئین نے ۱۷۶۳ء میں ایک لشکر جسٹار قلعہ ڈو کوئین روانہ کیا جس نے انگریزوں کو نکال کر وہاں خود ایک قلعہ بنالیا جو قلعہ ڈو کوئین کے نام سے موسوم ہوا۔ جارج واشنگٹن

۱۷۶۳ء۔

جس کی عمر اس وقت بائیس سال تھی فرانسیسیوں سے یہ قلعہ چھین لینے کے لئے بھیجا گیا لیکن دشمن کے مقابلہ میں اس کی ہمت استقامت کم تھی کہ ایک ابتدائی سرکرم میں کامیاب ہونے کے بعد اسے مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اب امیر ہائیکام نے جو ڈو کوئین کے بعد کنڈا کا گورنر مقرر ہوا تھا عزم باجزم کر لیا کہ قلعہ ڈو کوئین قلعہ ٹانگرا اور قلعہ ککائڈ روگا کو چھوٹے چھوٹے قلعوں کے ایک سلسلہ سے ملا کر مغربی علاقہ کے ساتھ انگریزوں کا تعلق بالکل منقطع کر دے۔



گائے شروع کئے۔ چنانچہ نواب نظام دکن کا انتخاب اُسی کے جوڑ توڑ سے عمل میں آیا۔ علی ہذا القیاس سندھ ارکاٹ بھی ایک ایسے نواب کے حصہ میں آئی جو اُسی کا ساختہ پر واختہ تھا اور اس طور پر کچھ عرصہ کے لئے جنوبی ہندوستان حقیقت میں اسیکا ہو گیا۔ بظاہر اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برطانوی تاجر مدراس سے نکال دئے جائیں گے۔ اس لئے کہ اُن کا حلیف نواب محمد علی ترچنپالی میں قلعہ بند تھا اور فرانسیزیوں نے چاروں طرف سے اُسے گھیر رکھا تھا۔ اس خطرہ سے کمپنی کے ایک نوجوان کارندہ کلایو کی ہر وقت امداد رابرٹ کلایو نے انہیں نجات دی اور ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی بنیادیں اسی کی ہمت اور کوشش سے قائم ہوئیں۔

کلایو ایک جتنی مزاج نوجوان تھا جس کی سرکشی سے تنگ آکر اس کے ماں باپ نے ۱۷۶۶ء میں اُسے ہندوستان بھیج دیا تھا۔ ۱۷۶۷ء میں کلایو کو پہلے بھی فرانسیزیوں کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اب اُس نے محمد علی کو کمک پہنچانے کا ایک منصوبہ ذہن میں قائم کیا اور دو سو گوروں اور تین سو دس سپاہیوں کی ایک مختصر سی جمیعت کے ساتھ ماہ اگست ۱۷۶۷ء میں عازم ارکاٹ ہوا۔ قلعہ ارکاٹ کی فوج کو اُس کے آنے کا سان وگمان بھی نہ تھا۔ کلایو نے اچانک اُسے جا لیا اور شہر پر قبضہ کر کے کامل ایک مہینہ بیس دن تک غنیمت کی مدافعت کرتا رہا تا آنکہ مرے ہوئے محمد علی کے حلیف تھے آپہنچے اور انگریزوں کے ساتھ مل کر دشمن کو بھگا دیا۔ ترچنپالی کا محاصرہ اب اٹھ گیا اور محمد علی نے فرانسیزی خطرے سے نجات پائی۔ اس کے کچھ ہی دن بعد کلایو کا بالا دست افسر میجر لارنس انگلستان سے واپس آگیا اور انگریزی فوج کے پے درپے فتوحات سے مجبور ہو کر فرانسیزیوں نے مرید جہد و جہد چھوڑ دی۔ ڈوپٹے نے سبھی جتن کئے کہ کسی طرح اُس کا ٹھکانہ ہوا اقتدار بحال ہو جائے لیکن اس کی تمام کوششیں رایگاں گئیں۔ حکومت فرانس نے اُسے ہندوستان سے واپس بلا کر ۱۷۶۸ء میں انگلستان کے ساتھ صلح کرنی اور کچھ عرصہ کے لئے امن و امان قائم ہو گیا۔

لیکن انگریزوں اور فرانسیزیوں کی عداوت کے حقیقی اسباب بدستور قائم تھے۔ اور یہ آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ دونوں قوموں نے ہندوستان

میں تو صلح کر لی لیکن ابھی صلحنامہ کی سیاہی اچھی طرح خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ امریکہ میں ان کی لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ انگریز اس وقت شمالی امریکہ میں تیرہ سرسبز و بارونق نوآبادیوں پر قابض تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے جداگانہ قوانین کی تابع اور اپنے جداگانہ صنعتی کارخانوں کی مالک تھی یہ تمام نوآبادیاں مشرقی ساحل پر واقع تھیں۔ ان کے شمال کی طرف فرانسیسیوں کا علاقہ پھیلا ہوا تھا جنہوں نے جنوبی کنواڈا آباد کیا تھا کہ اب اسے صوبہ کوئیک کہتے ہیں (دیکھو نقشہ نمبر ۲۵۷) شمال و مغرب کی طرف شمالی امریکہ کے قدیم سرخ رنگ باشندے آباد تھے اور جنوب فرانسیسی و انگریز اور امریکہ کے فرانسیسی نوآبادی واقع تھی۔ سرخ رنگ و سفید کا ملک انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان ایک

درت سے ما بہ النزاع چلا آتا تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ فرانسیسی گورنروں نے دریائے الیگینڈر کے مغرب کے سارے علاقہ پر فرانس کا حق ملکیت قائم کر کے تمام انگریز نوآبادیوں کو یہاں سے نکال دیا۔ اس کے جواب میں انگریزوں نے فرانسیسیوں کو نو اسکوشیا سے نکال باہر کیا اور ۱۷۶۳ء میں ایک انگریزی نوآبادی کی بنا ڈالی جس کا نام لارڈ ہیلی فیکس کے نام پر رکھا گیا۔ اسی کے ساتھ انہوں نے دریائے اوہیو کی وادی میں پیش قدمی کر کے ایک مقام پر جہاں دریا دو شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے ایک قلعہ بنا کر شروع کر دیا۔ اس قلعہ کی تعمیر ہو رہی تھی کہ کنواڈا کے گورنر ڈوکومین نے ۱۷۶۵ء میں ایک لشکر جسٹار قلعہ ڈوکومین روانہ کیا جس نے انگریزوں کو نکال کر وہاں خود ایک قلعہ بنا لیا جو قلعہ ڈوکومین کے نام سے موسوم ہوا۔ حاج و شنگٹن

جس کی عمر اس وقت بائیس سال تھی فرانسیسیوں سے یہ قلعہ چھین لینے کے لئے بھیجا گیا لیکن دشمن کے مقابل میں اس کی جہیت اس قدر کم تھی کہ ایک ابتدائی معرکہ میں کامیاب ہونے کے بعد اسے مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اب امیر ہائیکام نے جو ڈوکومین کے بعد کنواڈا کا گورنر مقرر ہوا تھا عزم باجمہم کر لیا کہ قلعہ ڈوکومین قلعہ ٹانگری اور قلعہ کاکوٹ روگا کو چھوٹے چھوٹے قلعوں کے ایک سلسلہ سے ملا کر مغربی علاقہ کے ساتھ انگریزوں کا تعلق بالکل منقطع کر دے۔

فرانسیسیوں کا یہ منصوبہ حکومت انگلستان کی بے حد تشویش کا باعث ہوا اور اس کے انگریزوں کو شکست توڑ کے نئے میجر جنرل بریڈک دو ہزار سپاہیوں کیساتھ انگلستان سے روانہ کیا گیا۔ بریڈک کی قسمت اچھی نہ تھی۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ کھنے جنگلوں میں سے گزر رہا تھا کہ فرانسیسیوں اور

سرخ رنگ دیشیوں نے کمین گاہ سے نکل کر اس کے سات سو سپاہیوں کو تین گروہوں میں بٹا دیا اور وہ خود بھی مارا گیا۔ معاملہ اب بہت طول کھینچ گیا تھا اور برطانیہ و فرانس کے جھگڑے کا دو ٹوک فیصلہ تلوار ہی کر سکتی تھی۔ بجز اس کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا۔

اس کے علاوہ یورپ میں بھی ایک نئی جنگ کے سامان ہو رہے تھے۔ عہد نامہ ایکس لاشاپل کے سپرو قلم ہونے کے وقت سے ملکہ میریا تھریز کی برابر ہی آرزو تھی کہ کسی طرح سلیسکا کا علاقہ اُسے واپس مل جائے اور فریڈرک ثانی جنگ ہفت سالہ شاہ پروشیا کو حال ہی میں اس امر کا علم ہوا تھا کہ اُس کی روز افزون طاقت کے کچلنے کی غرض سے فرانس سویڈن کو

اور سیسی ملکہ موصوفہ کی امداد پر آمادہ میں فریڈرک نے ازراہ دور اندیشی سیسی کے خلاف اعلان جنگ اور برطانیہ کے ساتھ اتحاد قائم کر کے حملہ میں پھل خود کی۔ اب برطانیہ اور پروشیا نے ایک طرف اور فرانس روس آسٹریا اور سیسی نے دوسری طرف ہو کر وہ خوفناک لڑائی شروع کی جو "جنگ ہفت سالہ" کے نام سے مشہور ہے۔

انگلستان اس تصادم کیلئے بالکل تیار نہ تھا فوج کی حالت کی طرف حکومت نے ذرا توجہ انگلستان پر پڑنے لگی تھی اور وہ تین ملین اس قابل تھیں کہ شریک جنگ ہو سکیں۔ قوم میں ایک تباہیاں تھیں۔ اگلی ہی ٹرکی کہ ماہ فرانس کا ایک انگلستان پر چڑھ دوڑے اور لینے کی دینے پڑ جائیں۔ اس کے بعد نیپولین جو اپنے بھائی بھائی کی وفات پر وزیر اعظم مقرر ہوا تھا ایک ہودا اور جلیل شخص تھا جس میں مطلق یہ قابلیت موجود نہ تھی کہ ایسے بڑے خطرے کا مقابلہ کر سکے۔ ایک بہت بڑی رزم ملک کو پہلے ہی مل چکی تھی جس کی کیفیت یہ ہے کہ فرانسیسیوں نے قبل از اعلان جنگ جزیرہ سنار کا پر قبضہ

کر لیا تھا اور امیر البحر بنگ جس کے ماتحت میں دس ناقص جنگی جہاز مقابلہ کیے  
منار کا بے فرامیسیوں کا تہا جب گئے تھے دشمن کو زیادہ طاقتور پا کر ایک چھوٹی سی جہز پر  
کے بعد پسپا ہو گیا تھا۔ اس شکست کا حال سن کر لوگوں کی

۱۷۹۶ء

برصغیر کی کوئی انتہا نہ رہی اور نیوکسیل نے جو جمہور کے غصہ کی  
یہ حالت دیکھ کر سہم گیا تھا وعدہ کیا کہ جب بنگ انگلستان واپس آئے گا تو اس پر جنگی  
عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ دوسرے سال جب کہ نیوکسیل عہدہ وزارت سے  
امیر البحر بنگ کا قتل سبکدوش ہو چکا تھا بنگ پر حقیقت میں مقدمہ قائم کیا گیا اور  
اگرچہ جنگی عدالت نے اس کی جاں بخشی کی بہت کچھ سفارش کی

۱۷۹۷ء

اور اپنے فیصلہ میں یہ رائے ظاہر کی کہ گو قانوناً وہ مجرم ہو  
لیکن اخلاقاً بیگناہ ہے پھر بھی یہ بہادر امیر البحر ۱۷۹۷ء کو گولی کھائی اور  
منار کا کے ہاتھ سے کھل جانے کا صدمہ ابھی قوم کے دل میں تازہ ہی تھا

کہ ہندوستان سے ایک اور بھی زیادہ ہیبت واقعہ کی اطلاع موصول ہوئی۔ اس  
کال کوٹھڑی کا واقعہ کلکتہ میں واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ہندوستان کے ایک مقامی رئیس نواب  
جون ۱۷۹۷ء

اسراج الدولہ حاکم بنگالہ کی انگریزی سوداگروں کی سرنگار ہو گئی سراج الدولہ نے  
اگر کلکتہ پر قبضہ کر لیا اور ایک سو چھیالیس برطانوی قیدیوں کو قلعہ کے ایک سنگین جہیز میں جو بلیک ہول  
(زندان سیاہ) کے نام سے موسوم تھا ماہ جون کی ایک گرم رات کے وقت بند کر دیا  
یہ حجرہ پورا بیس فٹ مربع بھی نہ تھا اور اس میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے صرف  
دو چھوٹی چھوٹی سلاخ دار کھڑکیاں لگی تھیں۔ بد نصیب قیدیوں کا گرمی کی شدت سے  
دم گھٹا جاتا تھا۔ وہ ہتیرا چیتے چلاتے رہے کہ ہمیں چھوڑ دیا جائے لیکن ان کی  
مال و فریاد کسی نے کان نہ دھرا۔ صبح کو جب قید خانہ کا دروازہ کھولا گیا تو  
ایک سو چھیالیس میں سے صرف تیس زندہ بچے اس کے بعد سراج الدولہ نے

سے "زندان سیاہ" کی داستان کا شمار ان روایات میں ہے جو ایک مورخ کے قلم کی بجائے ایک فرائز نویس  
کے قلم کو زیادہ زیب دیتی ہیں۔ اور مائلوں جو "زندان سیاہ" کا صنف تھا بالکل ناقابل اعتما بطور کیا گیا کہ  
کچھ عرصہ ہوا ایک انگریز نے اخبار "انٹینسین" کلکتہ میں ایک سلسلہ مضامین لکھ کر ثابت کیا تھا کہ  
"بلیک ہول" (کال کوٹھڑی) کا قصہ محض ایک مدوغ ہے فروغ ہے۔ بقیہ مضمون صفحہ آئندہ۔

نورث ولیم میں ہندوستانی فوج قینیات کر کے انگریزوں کو کلکتہ میں بود و باش رکھنے کی ممانعت کر دی اور کلکتہ کا نام علی گھر رکھا جس کے معنی خدا کی ہندو گاہ کے ہیں۔ ۱۷۵۷ء کے برطانیہ کی حالت کبھی ایسی پست نہ ہوئی تھی جیسی ۱۷۵۷ء اور ۱۷۵۸ء کے درمیان ہو گئی۔ براعظم یورپ میں فریڈرک ثانی کو اپنی ہی حالت سنبھالنی مشکل ہو گئی تھی۔ امیر کبیر لند کو فرانسیسی فوج کے مقابلہ میں سپاہیوں کو گھلا سٹریوٹ میں اس شرط کو انگریزوں کو یورپین سخت ماننے پر مجبور ہونا پڑا تھا کہ فرانسیسی جینو وری پر قبضہ کر لیں۔ لکناؤ ۱۷۵۷ء میں بھی ہر جگہ فرانسیسی ہی کا میاں ہو رہے تھے ہندوستان میں انگریزوں کی سیکسی کا یہ عالم تھا کہ ان کے بھائی بند قتل کر ڈالے گئے اور وہ قاتلوں کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ انہیں واقعات سے متاثر ہو کر مشہور انگریزی مدیر جیٹ فیملڈ کو بھسرت کہنا پڑا کہ اب ہمارا اشار دنیا کی قوموں میں نہیں رہا۔

لیکن گردش کے یہ دن جلد ختم ہو گئے۔ انگلستان کی خوبی تقدیر سے عنان اقتدار اس وقت ولیم پٹ کے ہاتھوں میں آئی جو ایک زمانہ میں جماعت ”محبان وطن“ کا پیشوا تھا اور آگے چل کر لارڈ جیٹھم کے لقب سے ملقب ہوا۔ پٹ کے دل میں اپنے وطن کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ بڑا صاف گو ۱۷۵۷ء ولیم پٹ اور وطن کا پکا تھا۔ انصاف کی حمایت اور جبر و استبداد کی مخالفت میں اس کو کبھی لغزش نہ ہوتی تھی چنانچہ بنگ کی جان بچانے کے لئے اس نے اپنی قوت بیانیہ کا پورا جوش و خروش صرف کر دیا۔ انہیں اوصاف کی بدولت اس نے سالہا سال سے اہل انگلستان کے دل میں گھر کر رکھا تھا۔ لیکن جارج ثانی اسے اچھا نہ سمجھتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ہینو وری کے خلاف کئی تقریریں کی تھیں۔ ۱۷۵۷ء میں اس وقت کے وزیراعظم امیر کبیر ڈیون شاید نے

بقیہ مضمون صفحہ گزشتہ۔ اور دوسری ویلیوں کے علاوہ اگر اس روایت کو اوراق تاریخ میں جگہ دیتے وقت انگریزوں نے صرف اتنی ہی بات پر غور کر لیا ہوتا کہ آیا ایک ایسے جبر میں جس کا رقبہ میں فربہ بتلایا جاتا ہے ایک سو چھیالیس آدمی سما بھی سکتے ہیں انہیں تو بھی اس قصبے کا فرضی ہونا ثابت ہو جاتا ہے پھر ہم سچ معلوم نہیں علی گھر کے یہ معنی پہلے نے کس وقت سے لے کر مسترجم

پہلے کو وزارت صیفہ خارجہ کے لئے منتخب کیا۔ لیکن بادشاہ نے چند مہینے بعد اُسے برطرف کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیرازہ حکومت بھگ گیا اور امیر نیوکسیل نے جس کے سپروائزنگ کے وزیروں کے انتخاب کی خدمت ہونی تھی بادشاہ سے صاف کہہ دیا کہیں پٹ کی مدد کے بغیر حکومت کی کل کسی طرح نہیں چلا سکتا۔ غرض جارج کو با دل ناخواستہ پٹ کے تقرر پر رضامند ہونا پڑا اور مہرٹیس لوام مرگہ لوگ پٹ کو اسی لقب سے یاد کرتے تھے) آئندہ چار سال تک منصب وزارت خارجہ پر مامور رہا۔ اس اثنا میں اگرچہ وزیر اعظم نیوکسیل ہی رہا اور اس عہد کے دستور کے مطابق راکین دارالعوام کو رشوت دے دلا کر حکومت کے ہم آہنگ بنانے کی خدمت انجام دیتا رہا۔ لیکن حکومت کی باگ و راصل پٹ کے ہاتھ میں تھی اور وہی پٹ کا انتظام حکومت کے تمام سیاہ و سفید کا مالک تھا چنانچہ ایک مرتبہ اس نے خود بڑے دعوے سے کہا کہ میں ہی انگلستان کو تباہی سے

بچا سکتا ہوں۔ یہ روگ بجز میرے اور کسی کے بس کا نہیں بیہی بھر وساتھا جس کے بل پر اُس نے چار سال کے اندر اندر برطانیہ کو باس ونا اسیدی سے نکال کر قوت و اقبال کی بلندی تک پہنچا دیا۔ پٹ کی ذات میں بہت سے عیوب تھے۔ وہ غمیلابھی تھا کینہ تو زبھی تھا اور احسان فراموشی بھی اس کی عادت میں داخل تھی۔ لیکن اسی کے ساتھ بے غرضی حب وطن اور بہت وجہات کے محاسن سے بھی اُس کی سیرت مزین تھی۔ دولت جمع کرنے کے مواقع اُسے کثرت سے حاصل تھے لیکن ان موقعوں سے اُس نے کبھی فائدہ نہ اٹھایا اور اپنے ملک کی خدمت کا حق با حق وجہ ادا کیا۔

ماہ جون ۱۷۹۱ء میں حکومت کی عنان اقتدار پٹ کے ہاتھوں میں آئی اور چند ہی دنوں میں اُس کی انتظامی قابلیت سے ملک کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔ انگلستان کے طول و عرض میں فوج روہیف کی جمعیتیں تیار کی گئیں۔ قوت بحری بڑھا دی گئی اور اسکاٹ لینڈ کے کوہستانوں کی بلندیوں میں پٹ نے کلاسٹرز یوں کے قابل عار معاہدے کو تسلیم کرنے سے قطعاً انکار کر دیا اور امیر کمر لینڈ کو واپس طلب کر کے فرڈیننڈ امیر برنسوک کو جو ایک قابل اور آزمودہ کار افسر تھا برطانوی اور مینووری فوج کی

کمان پر تھریک۔ شاہ فریڈرک کے بے ساتھ لاکھ پاؤنڈ کے سالانہ وظیفے کی منظوری دیکھی اور اُس نے اب برطانیہ کی امداد کی طرف سے مطمئن ہو کر نئی ہمت اور نئی جرات کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ شروع کیا۔ چنانچہ ۱۸۰۵ء نومبر ۱۸ء کو اُس نے سیکسنی میں بمقام راساک فرانسیسیوں اور جبرمنوں کی متحدہ افواج پر فتح پائی اور راساک دلیویٹن کی لڑائیوں میں ایک مہینے بعد دلیویٹن کے میدان میں جو صوبہ سلیشیا میں واقع ہے ایک بہت بڑی آسٹروی فوج کو شکست دی۔ ان پے در پے فتوحات نے شاد پروشیا کا نام دنیا میں روشن کر دیا اور

تاریخ میں اگر وہ فریڈرک اعظم کے لقب سے مشہور ہے تو اس کا باعث وہ شجاعت ہے جس کے بل پر اتنے دشمنوں سے اُس نے اپنے ملک کو اُن دنوں میں تباہ و برباد ہونے سے بچا لیا جبکہ یورپ کی طاقتوں میں پروشیا کی کوئی ہستی نہ تھی۔

یٹ نے جنگ یورپ میں اگرچہ اپنی مساعی جمیلہ سے ایک نئی روح چھونک دی لیکن اُس کی توجہ کا برا حصہ امریکہ پر مبذول رہا کیونکہ برطانیہ کا نفع و نقصان زیادہ تر اسی سرزمین کے ساتھ وابستہ تھا۔ اُس نے برطانوی نوآبادیوں کے نام اس مضمون کا پیغام روانہ کیا کہ کوئٹہ اور مانٹرل پر حملہ آور ہونے کے لئے فوجیں نہ فراہم کریں کسٹاؤن جنگ اور تمام مغربی علاقے پر قابض ہو جائیں ان افواج کے مقامی افسروں کو دی ہمدے اور درجے دئے گئے جو شاہی فوج کے افسروں کو

حاصل تھے اور اس ترکیب سے پتہ چلا کہ ان کا دل بھی میں لیا برطانیہ سے وہ گولی بارود ہتھیار اور رسد کے ذخیرے برابر بھیجتا جاتا تھا اور ملک کے لئے نئی کوہستانی پلٹنیں بھی روانہ کرتا جاتا تھا سپہ سالاری کے منصب پر جرنیل ابر کرہی کا تقرر مل میں آیا اور ایمپرٹ ولف اور جو جیسے نوجوان اور اسی کے ساتھ لائق افسر اس کی ماتحتی میں دئے گئے۔ ادھر یٹ نے امیر البحر بسکاول کو ایک جنگی بیڑا دے کر شمالی امریکہ کی طرف روانہ کیا کہ لوی برگ پر حملہ کر کے کنڈاولوں کو سمندر کی طرف سے کسی قسم کی مدد نہ پہنچنے دے۔

اس کے بعد تین سال تک کنڈاؤں میں بڑے بڑے اہم واقعات پیش آتے رہے۔ ۲۰ جولائی ۱۸۰۵ء کو لوی برگ اور راس برٹن کے سارے علاقے پر

انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۵ نومبر کو جرنیل فارس اور واشنگٹن کی سرکردگی میں قلعہ ڈکوئن کی تسخیر کو ہستیوں اور امریکنوں کی ایک متحدہ جمعیت نے قلعہ ڈکوئن ۱۷۵۹ء کو از سر نو مسخر کر لیا اور انگلستان کے نامور وزیر کے نام پر اس کا نیا نام پمپسبرگ رکھا گیا (دیکھو نقشہ نمبر، صفحہ ۴۲۵)۔

انگریزوں کو ٹکانڈروگا کے میدان میں البتہ ہزیمت اٹھانی پڑی اور اس محرم میں لارڈ ہو تو کام آیا اور جرنیل ابرکراہی نے شکست کھائی لیکن دوسرے ہی سال یعنی ۱۷۵۹ء میں ٹکانڈروگا کو ادون پائنٹ اور ناگراسب انگریزوں کے ہاتھ آ گئے۔

اس اثنا میں بہادر فرانسیسی سپہ سالار مانٹ کام جسے فرانس سے بہت ہی کم کمک پہنچی تھی ولف کے مقابلہ میں کناڈا کے سب سے بڑے شہر کوئیک کی حفاظت میں حاضر رہا۔ لارڈ ہاتھ کوئیک کی دریائے سینٹ لارنس کے بائیں کنارے سرسبز ملک جٹانوں پر واقع ہے اور اس کے عقب میں ایک اور دریا سینٹ چارلس بہتا ہے۔ شہر کے شمال کی طرف ایک سنگلاخ سطح مرتفع جو وادی ابراہیم کے نام سے موسوم ہے پھیلتی ہوئی چلی گئی ہے۔ جنوبی حصہ نشیب میں واقع ہے اور مانٹ کام نے اپنی فوج کی صف بندی کے لئے یہی مقام تجویز کیا تھا۔ ماہ جون ۱۷۵۹ء میں جہازوں کا ایک زبردست بیڑا جرنیل ولف کی فوج کو لئے ہوئے دریاے سینٹ لارنس کے دہانے میں داخل ہو کر آگے بڑھا لیکن اگرچہ اس بیڑے نے شہر پر گولہ باری بھی کی اور فوج نے جہازوں سے انحرار حملہ بھی کیا جس میں بہت سے سپاہی کھیت رہے پھر بھی ولف سے یہ مستحکم شہر سر نہ ہوسکا۔ اس ناکامی نے ولف کو دل شکستہ کر دیا۔ اس کے علاوہ فوج میں بخار پھیل گیا اور بکثرت سپاہی ضائع ہو گئے۔ وہ خود بھی بیمار ہو گیا اور اسی خیال ہی اس نے مناسب سمجھا کہ سروسٹ حملہ ملتوی کر دیا جائے اور موسوم سرما کے گزر چکے بعد کوئی نئی تدبیر کی جائے۔ لیکن ایک دن جب وہ کوئیک کی شمالی جانب ساحل کے کنارے کنارسے دیکھ بھال کر رہا تھا اس کی نظر اتفاقاً ایک تنگ پلندہ پڑی جو ڈھلوان چٹان کے پہلو پر بیچ بچھ کر رکھی ہوئی وادی ابراہیم کی طرف جاتی تھی۔ یہ دیکھتے ہی اس نے قصد کر لیا کہ اس رستے سے شیخون مارے اور شہر پر اچانک جا پڑے۔

تسخیر کوئیک

ماہ نومبر ۱۷۵۹ء



ستمبر کی بارہویں تاریخ کو آدھی رات کے وقت کیل کانٹے سے لیس ہو کر اُس نے کوچ کیا اور گھنٹہ بھر بعد اُس کے سپاہی دو دو کی قطار میں شانہ بشانہ پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ سپاہی تو بڑے چلے جاتے تھے اور دلف انگلستان کے مشہور شاعر گرے کا وہ پرورد مرثیہ زیر لب لگاتا جاتا تھا جو چند ہی سال قبل سپر و قلم ہوا تھا۔ جب وہ اس مصرعہ پر پہنچا کہ ۔۔۔ رہرو جاوہ عظمت کی لمحہ منزل ہے۔

تو بے اختیار ہکا راتھا کہ ”اس نظم کا مصنف ہونا کوئیک کے فاتح ہونے سے برابر تب افضل ہے۔“ پوچھتے رہتے تھے کہ حملہ آوروں کی قلیل تعداد جمعیت داوی ابراہیم میں پہنچ گئی۔ مانٹ کام غنیم کی اس ناگہانی تاخت سے ہکا بکارہ گئی۔ لیکن پھر بھی اُسے اوسان خطا نہ ہونے اور وہ بسرعت تمام اپنی فوجیں لیئے ہوئے مقابلے کو بڑھا۔

فرانسیسی سپاہی اپنے حریفوں پر بے تاملانہ جھپٹے لیکن برطانوی بند قہچیوں نے ایک ایسی بارہمادی کہ اُن کی صفیں چھلنی ہو کر رہ گئیں۔ مانٹ کام نے اپنی فوج کو بہتیار بڑھا دیا۔ اُس کے سپاہیوں کی بہادری میں بھی کلام نہ تھا لیکن وہ قواعد اور جنگ آزمودہ نہ تھے۔ گولیوں کا سینہ برسانے کے بعد انگریزوں نے انھیں سنگینوں

کی نوک کے آگے رکھ لیا جس سے اُن کے قدم اکھڑ گئے دلف ایک کاری زخم کھا کر اپنے ایک افسر کے آغوش میں دم توڑ رہا تھا۔ فرانسیسیوں کو میدان جنگ سے منہ موڑتے دیکھ کر یہ افسر چلایا کہ وہ بھاگے وہ بھاگے ”دلف نے جب پوچھا کہ کہ کون بھاگے“ اور افسر نے حقیقت حال بیان کی تو دلف نے خدا کا شکر ادا کیا

اور کہا کہ ”اب میں نہایت خوشی سے جان دیتا ہوں“ بہادر مانٹ کام بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں کام آیا۔ عالم نزع میں جب اُسے اپنی ناکامی اور غنیم کی کامیابی کی کیفیت معلوم ہوئی تو بحسرت کہنے لگا کہ ”جو کچھ ہوا اچھا ہوا شکر ہے کہ میں جیتے جی دلف اور مانٹ کام کی تو کوئیک کو غنیم کے حوالہ ہوتے نہ دیکھوں گا۔ یہ دونوں بہادر

سوت۔۔۔ سپہ سالار جو اپنے اپنے فرائض منصبی کے بحال لانے میں کام آئے

پہلو پہ پیلو دفن کئے گئے داوی ابراہیم میں ایک منارہ ان کی یادگار میں کھڑا ہے جس پر دونوں کے نام کندہ ہیں۔ اگرچہ جنگ اُس کے بعد بھی اور ایک سال جاری رہی تا اُنکے ۱۸ ستمبر ۱۸۰۵ء کو بائریل پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا

لیکن کناڈا کی پہلی فتح جس نے امریکہ میں فرانسیسیوں کی قوت کا خاتمہ کروا دیا  
انگریزوں کو کوئبیک ہی کے منہ پر کرنے سے حاصل ہوئی۔

اس وقت پیرٹ کو اپنی ذات پر جھگڑ بھی فرموتا کہ تھا اس لئے کہ یہ ساری  
کامیابیاں اُس کی مدبرانہ سرگرمی اور انداز و اعانت کا ثمرہ تھیں۔ مثل مشہور ہے۔  
یورپ میں برطانوی فتوحات کو خدا جب دیتا ہے تو چھپ چھپا کر دیتا ہے۔ اسی سال یورپ  
میں بھی انگریزوں کو فتح پر فتح حاصل ہوئی۔ مسندوں و واقعہ صریح

دلیٹ فیلپا میں برطانویوں اور مینیووریوں کی متحد افواج  
نے امیر کبیر فرڈیننڈ کے زیرِ کمان فرانسیسیوں کو ماہ اگست ۱۷۵۹ء میں شکست دی۔  
اور اسی مہینے امیر البحر بوسکاؤن نے باج فرانسیسی جہاز پر تنگال کے ساحل پر لڑائی  
کے قریب غرق کر دیئے۔ نومبر میں امیر البحر باک نے فرانسیسی بیڑے کے  
بچے کچھ جہازوں کو فرانسس کے مغربی ساحل پر خلیج کو بھران میں چلتے جھکڑ کے اندر  
شکست دی۔ انگریزوں کے کان ان فتح و نصرت کی خبریں سننے کے ایسے عادی  
ہو گئے تھے کہ سابق وزیر اعظم کابینا اس واقعہ کو ایک جگہ تحریر کرتا ہے کہ  
"ہج کل تو چھو صبح اٹھ کر سب سے پہلے ہی سوال کرنا پڑتا ہے کہ آج کس فتح کی خبر آئی  
کیونکہ فکر رہتی ہے کہ کہیں کسی فتح سے ہم بے خبر نہ رہ جائیں۔"

امریکہ و یورپ کی فتوحات کیساتھ ساتھ دنیا کے ایک دوسرے حصے سے خبر آتی کہ برطانیہ  
کا اقبال ایک اور قلعہ کو مستحضر کر رہا ہے۔ کلاویو ۱۷۵۹ء میں بیمار ہو کر گھر آیا تھا اور قلعہ نیو اسٹون  
کی گورنری پر مامور ہو کر واپس گیا ہی تھا کہ زندان سیاہ کے سانچا جان سلا  
کی خبر موصول ہوئی۔ یہ خبر سننے ہی حکومت انگلستان نے فیصلہ کر لیا کہ امیر البحر  
واشن اور کلاویو کو کلکتہ کے دوبارہ تشریف کرنے پر مامور کیا جائے چنانچہ چھ مہینے بھی نہ گزرنے پاسے  
تشریف کلکتہ  
کہ برطانوی جھنڈا پھر فورٹ ویمپر بد لہرا لے لگا اور راج الدولہ  
کو مجبوراً صلح کرنی پڑی لیکن راج الدولہ نے عہد کی پابندی نہ کی اور  
جب کلاویو کو معلوم ہوا کہ وہ فرانسیسیوں کیساتھ مل کر انگریزوں کو بنگال سے

کھانے کے منصوبے پر رچ رہا ہے اور پلاسی میں ایک بہت بڑی فوج بھی جمع کر چکا ہے تو اس نے  
سلا یہ اور ہندوستان کے متعلق جو واقعات اس تاریخ میں آگے لکھے ہیں وہ بہت بقیہ مضمون پر مبنی

مسموم ارادہ کر لیا کہ سراج الدولہ کو تخت سے اتار کر اس کے ایک افسر میر جعفر کو مسند پر بٹھائے۔ نواب سراج الدولہ کے ساتھ ہزار کے لشکر کے مقابلے میں اگرچہ کلاویو کی فوج صرف تین ہزار تھی پھر بھی اس نے تنہا ہتھیاروں کی طرح جنگ ڈال دی اور ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کے

میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ یہ پہلا بڑا معرکہ تھا جو ہندوستان میں انگریزوں کو پیش آیا۔ ہندوستانی فوج برطانوی توپخانے کی تاب نہ لا کر بے ترتیبی کے ساتھ پسپا ہوئی۔ سراج الدولہ نے سر اسیمہ ہو کر راہ فرار اختیار کی اور میر جعفر انگریزوں کی حمایت میں مسند پر بٹھا گیا۔ اس جنگ نے ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور اس ملک میں انگریزی سلطنت کی بنیاد قائم ہو گئی۔ کلاویو تین سال تک بمبالی امن و امان و نظم و ترتیب کی غرض سے ہندوستان میں مقیم رہا۔ اس کے بعد اس نے انگلستان کو مراجعت کی اور ہندوستان میں برطانوی قوت کا غلبہ۔ لارڈ کلاویو کے لقب سے ملقب ہو کر طبقہ امراے آئر لینڈ میں داخل ہوا۔ لیکن مدراس میں جنگ کا سلسلہ ابھی تک

قائم تھا۔ کرنیل آرکوٹ نے فرانسیسیوں کو ۱۷۵۷ء میں بمقام وندواش شکست دی اور ۱۷۶۱ء میں انگریز پانڈی چیری پر قابض ہو گئے اگرچہ آگے چل کر ۱۷۶۳ء میں فیصل تڑوا کے یہ مقام فرانسیسیوں کو پھر دے دیا گیا لیکن مقامی امیروں اور فرمانرواؤں کی نظر میں اب انگریزوں ہی کی طرف اٹھنے لگیں اور انگریزوں ہی کے ظل حمایت میں آنا سلامتی کا سوجھ بوجھ جانے لگا۔ جب لارڈ کلاویو ۱۷۶۵ء میں ہندوستان واپس آیا تو فرمانروائے سلطنت مغلیہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ سالانہ خراج کے معاوضے میں بنگال بہار اور اڑیسہ کی سند دیوانی عطا کی جس سے انگریزوں کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔

ادھر یہ واقعات پیش آرہے تھے اُدھر برطانیہ میں صورت حالات بدل رہی تھی۔ جارج ثانی نے ۲۶ اکتوبر ۱۷۶۰ء کو وفات پائی اور اس کا پوتا

بدیع مضمون صفحہ گزشتہ۔ بے سرو پا ادھر بعض اہل غلطی ہیں۔ تاریخ ہند کے طالب علم بخوبی واقف ہیں کہ سراج الدولہ کے خلاف خود کلاویو نے سازش کی تھی تو مترجم۔

جارج ثالث اُس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ نیا بادشاہ صلح کا خواہشمند تھا بھلائی  
 پٹ کے پٹ چاہتا تھا کہ جنگ جاری رہے بلکہ وہ ہسپانیہ  
 کے خلاف بھی جس نے خفیہ طور پر فرانس کو مدد دینے کا  
 وعدہ کیا تھا اعلان جنگ کرنا مناسب خیال کرتا تھا۔ لیکن  
 پارلیمنٹ جنگ کے مصارف سے تنگ آگئی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح لڑائی  
 بند ہو جائے۔ والپول کی طرح پٹ کئی گولیاں نہ کھیلنا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ اُس کی کوئی  
 نہیں بنتا وہ وزارت ہی سے استعفیٰ ہو گیا اور بادشاہ نے اُسکے بجائے ۵ اکتوبر ۱۷۶۱ء  
 ہسپانیہ کے ساتھ جنگ کو امیر سیوٹ کا تقرر کیا۔ پٹ کی رائے صحیح ثابت ہوئی اسلئے  
 ۱۷۶۲ء۔ کہ تین ہی مہینے بعد جنوری ۱۷۶۲ء میں برطانیہ کو ہسپانیہ کے خلاف  
 اعلان جنگ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ لڑائی اور ایک سال تک ہوتی رہی  
 اور انگریزی فوج اور پیرس نے جس کی حالت پٹ کی انتظامی قابلیت نے بہت  
 کچھ سہارا دی تھی فرانس اور ہسپانیہ کے مقابلے میں شاندار فتوحات حاصل کیں۔  
 لیکن سیوٹ نے اُس وظیفے کے جاری رکھنے سے انکار کر دیا جو فریڈرک اعظم کو  
 صلح نامہ یوبرٹسبرگ برطانیہ کی طرف سے ملا کرتا تھا اور چونکہ فریڈرک کو اب روس  
 فروری ۱۷۶۲ء۔ کی تائید حاصل ہو گئی تھی اس لئے اُس نے میریہ یا تھریز کے ساتھ  
 بمقام میو برٹسبرگ جداگانہ صلح کر لی جس کی رو سے یلنہ شیا کا صوبہ  
 اُس کے ہاتھ آگیا بالآخر ۱۷۶۳ء میں برطانیہ فرانس ہسپانیہ اور پرتگال کے مابین  
 بمقام پیرس ایک معاہدہ قلمبند ہوا جس کی رو سے ”جنگ ہفت سالہ“  
 موقوف ہو گئی۔ اس معاہدے کی بنا پر برطانیہ کو کنڈاؤا لاریڈا اور روپہ  
 ہسپانیہ کے مشرقی جانب نوآرٹینس کو چھوڑ کر باقی تمام  
 فرانسیسی مقبوضات مل گئے اور ہندوستان میں  
 اب اُس کی حیثیت فرمانروا یا نہ ہو گئی۔ فرانسیسیوں نے  
 سنار کا بھی برطانیہ کے حوالہ کر دیا۔ لیکن چند ہی سال بعد یہ جزیرہ  
 اور نیز فلاریڈا ہسپانیہ کے قبضے میں آگیا۔

## تیسواں باب نوآبادی ہائے امریکہ کی آزادی

جارج ثالث ۱۷۶۰ء لغایت ۱۸۲۰ء

دور اول ۱۷۶۰ء لغایت ۱۷۸۲ء

جب ۱۷۶۰ء میں عہد نامہ پیرس سپر و قلم ہوا تو جارج ثالث کو تخت انگلستان پر بیٹھے ہوئے تین سال گزر چکے تھے جس سلطنت میں اُس کے نام کا سکہ چلتا تھا وہ اب ایک بڑی طاقت کے درجے پر پہنچ گئی تھی۔ ہارلس و ایبول دولت برطانیہ کی عظمت نے ایک مرتبہ اپنے ایک دوست کو ایک چٹھی لکھی تھی جس کے ایک فقرے سے اس طاقت کی عظمت و وسعت کا انداز

ہو سکتا ہے۔ وہ فقرہ یہ ہے۔ ”آج تم اپنے وطن کو اگر واپس آؤ تو اسے پہچان بھی نہ سکو۔ جب تم گئے تھے تو یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جس کی گزران اپنی ہی پیداوار کے ذرائع پر ہوتی تھی۔ لیکن اس وقت یہی جزیرہ ہفت اقلیم کا دار السلطنت بنا ہوا ہے۔“ اس زبردست اور عظیم الشان قلمرو کی حکومت جارج ثالث کے حصے میں ضرور آئی مگر اسی کے ساتھ وہ ایسے بادشاہوں کا جانشین ہوا جنہیں بہت کم اقتدار حاصل تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر جارج ثانی کو کہنا پڑا کہ انگلستان کی بادشاہی تو اصل میں یہاں کے وزیر کرتے ہیں۔ ان دربار کا تعلق ملک کے اُن بڑے بڑے و حکم خاندانوں سے تھا جو پارلیمنٹ میں آدھے مبعوثین منتخب کر کے بھیجتے تھے اور جب کبھی انہیں کوئی قانون نافذ کرنا منظور ہوتا تھا تو باقی مبعوثین کی رائیں بھی روپیہ دے دلا کر خرید لیا کرتے تھے۔ اُن کے دربار شاہانہ کروڑوں کے ساتھ منعقد ہوتے تھے اور تمام وہ لوگ جنہیں کسی سرکاری عہدے کی منتنا یا حکومت کی کسی اور نوازش کی آرزو ہوتی تھی ان درباروں میں حاضر ہونا اپنا فرض سمجھتے تھے اس لئے کہ فرمانروایان وقت کو بدیسی ہونیکے باعث

زیادہ تر اپنے وزیر اہی کے صلاح و مشورہ پر کاربند ہونا پڑتا تھا۔ اس طور پر رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ قوم کی طرف سے پارلیمنٹ کے آزادانہ انتخاب کا دستور موقوف ہو گیا اور بادشاہ کو بھی پارلیمنٹ پر کچھ بہت زیادہ اختیار باقی نہ رہا۔ غرض برطانیہ کے نظام حکومت میں اب وہی پرانی شان نظر آنے لگی جو ”جنگ گلاب“ کے وقوع میں آنے سے پہلے تھی کہ حکومت کا کاروبار ملک کے بڑے بڑے امرا چلاتے تھے۔ جارج ثالث کے عہد کے پہلے بیس سال کی سیاسی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور دو بڑی کشمکشوں میں صرف ہوا۔ بادشاہ کی طرف سے تو یہ جدوجہد ہوتی رہی کہ کسی طرح وزیر کے مقابلے میں اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو از سر نو حاصل کرے اور قوم کی جانب سے نہ صرف برطانیہ بلکہ اسرحہ میں ان حملوں کی مزاحمت ہوتی رہی جن سے اس کی آزادی کے سلب ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

اسی کے ساتھ خود قوم کی حالت میں ایک تیز عظیم پیدا ہو رہا تھا۔ ایجادات و اکتشافات کے دور کی ابتدا ہونے لگی تھی۔ ہاتھ کی محنت کی جگہ کھلوں نے لے لی تھی۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ صنعت و حرفت کے کارخانوں کی روز افزوں ترقی کی بدولت آئندہ پچاس سال کی مدت کے اندر اندر ان مقامات میں بڑے بڑے شہر آباد ہو گئے جہاں پہلے کوئی بستی موجود نہ تھی۔ اس لئے میں ایک نئے نال کی ایجاد کے باعث جلاہے معمول سے دگنا کپڑا بننے کے قابل کلیں اور دفانی طاقتا ہو گئے۔ ۱۷۶۶ء میں ہارگریوز نے ایک نئی وضع کا چرخہ اور آکر رائٹ نے کاتنے کی ایک اور کل ایجاد کی۔ اس کے چند ہی سال بعد ڈاکٹر کارٹ رائٹ نے دفانی کا رگاہ بنائی اور اب پارچہ بانی کا کام ہاتھ کی بجائے کل سے لیا جانے لگا۔ جہلانے اول اول ان ایجادات کی سخت مخالفت کی۔ کھلوں کو توڑ پھوڑ والا۔ تپی گھروں کو آگ لگا دی اور نئے کارخانوں کی تنہائی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ مخالفت کم ہوتی گئی اور چند ہی سال ہی سوت کاتنے اور کپڑا بننے کی صنعتیں بہت کچھ رونق پکڑ گئیں۔ اس کے بعد یہ راز دریافت ہوا کہ معدنی کوئیلے سے کچے لوہے کو صاف کرنے کا کام لیا جاسکتا ہے

اور ۱۷۶۹ء میں وارٹ نے دخانی انجن ایجاد کیا۔ اس پر شمالی علاقے میں کوئلے کی کانوں کے قرب و جوار میں لوہے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے۔ غرض انگلستان کے باشندے اب اپنی پوری توجہ کارخانوں کے قیام اور مصنوعات پر نہروں کا احداث صرف کرتے لگے تھے۔ صرف ایک مشکل باقی رہ گئی تھی کہ آل ایک مقام سے دوسرے مقام اور بندرگاہوں تک کے طرح پہنچایا جائے۔ لیکن اس مشکل کو ایک بڑی حد تک امیر کبیر

برنج وائر کی مستعدی نے رفع کر دیا۔ ۱۷۸۵ء میں امیر موصوف نے پارلیمنٹ سے منظور کی جاہل کی کہ وائرلی سے جہاں اس کی کوئلے کی کانیں تھیں مانچسٹر تک ایک جھد میل لمبی نہر تیار کر لے۔ شروع شروع میں اس کی یہ تجویز شیخ جلی کا منصوبہ سمجھی گئی اس لیے کہ مجوزہ نہر ہر سی مارول کی گھاٹیوں کو صرف اسی صورت میں عبور کر سکتی تھی کہ دو سو گز لمبائی نارنج بہا ان گھاٹیوں پر تعمیر کیا جائے لیکن جب مشہور و معروف انجینئر ٹیلے کی ہنرمندی اس مشکل پر غالب آگئی تو نہر مذکور ایسی کامیاب ثابت ہوئی کہ اس کی دیکھا دیکھی دوسری نہریں بھی بہت جلد بنائی گئیں اور طول و عرض انگلستان میں مال کا لانالے جانا فہروں کے راستے کشتیوں میں ہونے لگا۔

صنعت و حرفت کی اس ترقی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آبادی بہت جلد بڑھ گئی اور ایشیا، افریقہ و دنیا کا بھاؤ بڑھ گیا۔ آج کل کی طرح اس زمانے میں اناج اور دوسرے سامان خورد و نوش کے ذخیرے غیر ممالک سے نہیں آتے تھے اس لیے کہ ایسے مال درآمد پر حکومت بھاری محصول لگاتی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ۱۷۶۹ء سے لے کر ۱۸۱۵ء تک جس اناج کی قیمت کا اوسط تیس شلنگ فی کوادر تھا آئندہ پانچ سال میں ڈیوڑھے دام پانچ سینتالیس شلنگ فی کوادر کے حساب فروخت ہوا اور اس نرخ میں بھی آئندہ پچاس سال تک برابر روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔ جن کسانوں کو کاشتکاری کے بہترین طریقے یاد تھے انھوں نے اس موقع سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا کر ہاتھ رنگ لیے۔ انلج۔ چارہ۔ شلغم۔ اور دوسری جڑیلی ترکاریوں کے بونے کے لیے ہر سال بنجر زمین کے بڑے بڑے

رقبہ آباد کیے جانے لگے۔ پہلے سے لے کر سولہ لاکھ تک چودہ سال کے عرصے میں سات سو سے کم قوانین حد بندی ارضیہ جاری کئے گئے ہوں گے۔ ان قوانین حد بندی ارضیہ افتادہ کا اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ زمین کی کاشت بہتر طریقے پر ہونے لگی اور صاف ستھری زمینیں بھی بن گئیں جن کی وجہ سے ڈاکو اور لٹیروں کے نشین اجڑ گئے۔ لیکن اس نفع کے مقابلے میں

یہ ایک نقصان بھی ہوا کہ چراگاہوں کا رقبہ بہت گھٹ گیا۔ مزدوری پیشہ لوگ پہلے غیر آباد زمینوں میں اپنے گھوڑے اور گائیں چرنے کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اب یہ زمینیں زراعت کا شت آ گئیں۔ اور چونکہ خوراک اور لباس کی قیمت پہلے کی نسبت بہت بڑھ گئی تھی اس لیے ان کی حالت ایسی اچھی نہ تھی جیسی سو سال پہلے تھی اب اس مشکل کا آغاز ہوا جس کی پیچیدگیاں آج کے دن تک بڑھتی رہی ہیں یعنی جو دولت مند تھے وہ زیادہ دولت مند ہوتے گئے اور جو مفلس تھے انہی قلاشی اور افلاس اور قلاشی افلاس بھی بڑھتی گئی۔ قانون مساکین جو الزام کے عہد میں مفید ثابت ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۲۶۲) اب محنت کرنے والی آبادی کا

کے حق میں اجیرن ہو گیا کیونکہ خراب مساکین کی معاش کا بار انھیں پر ٹھہرنے لگا تھا اب وہ وقت آن پہنچا کہ اہل انگلستان کی معاش کا انحصار کھیتی پر نہ رہے۔ کارخانہ دارکان کن اور تجارت پیشہ جماعتیں بہت بڑھ گئیں۔ بحری جنگی غیر مالک کے ساتھ تجارتی معاہدات اور مقامی محصولات ایسے مسائل تھے جو زراعت اور اس کے متعلقات سے زیادہ اہم سمجھے جانے لگے اور ان مسائل میں نہ صرف متمول کارخانہ دار تاجروں زمیندار جیسی لینے لگے بلکہ اہل حرفہ اور کارخانوں کے دستکاروں کو بھی ان کے ساتھ شغف ہو گیا۔ ان تمام مسائل کا تصفیہ پارلیمنٹ طبقہ متوسط کی روز افزائی کرتی تھی اور پارلیمنٹ جیسا کہ ہم ادیر بیان کر چکے ہیں ان بڑے بڑے زمینداروں اور ان کے طرفداروں سے مرکب

تھی جن کا انتخاب قوم کی طرف سے نہ ہوتا تھا حالانکہ وہ قوم ہی کے مہوٹ سمجھے جاتے تھے اور اسی حیثیت سے من مانے قوانین وضع کر لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عہد میں دارالعوام کی طرف سے جب کوئی قانون



نافذ ہوا تو جہر کی جانب سے سخت ہنگامہ بلند ہوا اور ملک بھر میں ہنگامے اور  
 فتنے بپا ہوئے۔

لیکن اول اول سب سے بڑی کشمکش بادشاہ اور اُس کے وزراء کے  
 درمیان ہوئی۔ جارج ثالث جی میں یہ ٹھان کر تخت پر بیٹھا تھا کہ اپنے آگے  
 کسی کی جیل نہ دے گا۔ اُس کے باپ فریڈرک شہزادہ وولیز کا سلسلہ اعمی  
 جارج ثالث کی سیرت انتقال ہو چکا تھا اور تخت سلطنت اُسے براہ راست اپنے  
 دادا جارج ثانی سے تھے کے میں پہنچا تھا۔ اُس کی نال ایک

بلند حوصلہ حرمین شہزادی تھی جس کی سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ اُس کا بیٹا  
 حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر رہا یاکے ساتھ پیرانہ شفقت کا برتاؤ کرے  
 چنانچہ وہ ہمیشہ بیٹے کو یہی نصیحت کیا کرتی تھی کہ جارج یا درکہ تو بادشاہ کا  
 بیٹا ہے بادشاہ بن کر دکھا۔ اس نصیحت کا جارج کے دل پر خاص اثر ہوا اور  
 اپنے طویل شہنشاہی سالہ عہد حکومت میں وہ برابر اس پر عمل کرتا رہا۔ وہ ایک  
 سید معاساد انیک دل اور پابند مذہب شخص تھا جسے لگی لپٹی نہ آتی تھی۔ بی بی  
 بچوں کے ساتھ وہ الفت اور شفقت سے پیش آتا تھا۔ لکہ شارلوٹ کے بطن  
 سے خدانے اس کو پندرہ بچے دیئے تھے۔ اور اس کی خانگی زندگی ایسے امن  
 و سکون کے ساتھ بسر ہوتی تھی کہ گھر میں کوئی فساد یا جھگڑا نہ ہونے پاتا تھا۔  
 جنون کے دورے اُسے بھی کبھی کبھی اُٹھا کرتے تھے۔ مگر وہ زبان پر حرف شکایت  
 لائے بغیر اس مصیبت کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتا تھا۔ انھیں خصال  
 کی بدولت رہا یا اُسے عزیز جانتی اور اس کا ادب کرتی تھی اور جب اُس کا نام  
 زبان پر آتا تھا تو لوگ بسا اوقات اُسے ”ہمارا پیا را بادشاہ جارج“ کہہ کر کہتے  
 تھے لیکن ان خوبیوں کے ساتھ وہ تنگ نظر کم فہم سخن پرور اور خود رے بھی  
 تھا۔ کبھی کسی کی رے نہ مانتا بلکہ اپنی ہی مرضی پر چلتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس سے  
 بڑی بڑی غلطیاں ہو جاتی تھیں۔ برطانیہ کو اس کی ذات سے یہ فائدہ ضرور پہنچا  
 کہ اہل انگلستان کے اظہار بہتر ہو گئے مذہب کا پہلے کی بہ نسبت زیادہ ادب و احترام  
 کیا جانے لگا اور رعایا مجموعی حیثیت سے زیادہ وفادار ہو گئی لیکن اس میں بھی

کلام نہیں کہ پارلیمنٹ پر غلبہ جہاں کرتے کے لیے اُس نے بازار رشوت گرم کر دیا۔ آئرلینڈ کے حق میں عدل و انصاف کو بالائے طاق رکھ دیا بردہ فرسٹی کی تائید کی اور امریجن نوآبادیاں اُس کے عہد حکومت میں انگلستان کے ہاتھ سے نکل گئیں۔

ہم دکھا چکے ہیں کہ تخت پر بیٹھتے ہی جارج ثالث نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ پٹ کو وزارت سے الگ کر کے خود اپنے اتالیق لارڈ بیوٹ کو وزیر اعظم مقرر کیا تاکہ فرانس کے ساتھ صلح کی جا سکے یہ کارروائی اُس نے کچھ بیوٹ کے عہد وزارت | اس وجہ سے نہ کی تھی کہ اُسے جنگ ناپسند تھی بلکہ وہ فریق متحدہ میں فریق ٹوری کا احیا۔ کا اقتدار سلب کرنے کے لیے قوت پیدا کرنی چاہتا تھا۔ فریق ٹوری کو اب خاندان اشوارٹ کے برسر حکومت ہونے کی

طرف سے قطعاً ناامیدی ہو چکی تھی اور یہ جماعت ایک ایسے بادشاہ کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ نظر آتی تھی جو خاک انگلستان سے پیدا ہوا تھا۔ غرض جارج ثالث نے شاہی اختیارات سے کام لے کر ایک جماعت ایسے اشخاص کی تیار کر لی جو بادشاہ کے ہوا خواہ کہلاتے تھے۔ ہنری فاکس جو ایک زریک و طباع لیکن بے اصول ترین تھا بیوٹ کے ساتھ مل گیا اور اس کی طرف سے وعدہ ہوا کہ صلح کی تائید میں دارالعوام کے غلبہ آرا کا انتظام کسی نہ کسی طرح کر لیا جائے گا۔ فاکس کی تدبیر کارگر ہو گئی۔ سالانہ میں صیفہ اغراض خفیہ کے موازنہ میں سے پورے بیانی ہزار پاؤنڈ کی رقم راکین دارالعوام کی مٹھی گرم کرنے پر صرف کی گئی اور پٹ کی مخالفت کے باوجود پینیٹھ آرا کے مقابلہ میں مین سوانیس آرا کے غلبے سے فرانس کے ساتھ صلح کر لینے کا فیصلہ ہو گیا۔

لیکن لارڈ بیوٹ کی وزارت زیادہ دنوں قائم نہ رہے پالی۔ وہ انگلینڈ کا متوطن تھا اور اسکاٹ لینڈ والوں کو انگریزاجی نظر سے نہ دیکھتے تھے اس لیے کہ وہ ان کی بغاوت کے وقت سے انگلستان میں اسکاٹ لینڈ کا ہر باشندہ جیمز

ارشاویا بیوٹ کا استغفار | کا طرفدار سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بیوٹ پر بادشاہ کی ماں کی خاص

نفرت تھی اور اس بات کو لوگ اچھا نہ سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے اس کے

بڑھ گئی تھیں کہ اُس نے تمام سرکاری ملازموں کو جو فریق و حکم کے مقرر کئے ہوئے تھے ایک قلم بطرف کر دیا یہاں تک کہ دفاتر کے چھوٹے چھوٹے اہلکاروں اور سرشتہ آبکاری کے کارندوں کو بھی موقوف کر دیا اور سیب کی شراب پر ایک نیا محصول لگا دیا جس کی وجہ سے عوام میں بڑی ناراضی پھیل گئی۔ بیوٹ ایسا بدظن ہو گیا تھا کہ عرصہ دراز تک گلی کوچوں میں سے گزرتے وقت پہلو انوں کی ایک جمعیت کو وہ حفاظت کے لئے اپنے ساتھ ساتھ رکھتا تھا۔ آخر عوام میں اُس کی مخالفت یہاں تک بڑھ گئی کہ اُس نے گھبرا کر استعفا دیدیا۔

بیوٹ کے بعد جارج گرینول جو فریق و حکم سے تعلق رکھتا تھا وزیر اعظم مقرر ہوا لیکن اس کی وزارت بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ ثابت ہوئی اور بادشاہ کو جلد معلوم ہو گیا کہ اس شخص پر قابو پانا آسان نہیں۔ گرینول کے بے لوث اور گریزوں کی وزارت

۱۷۶۳ء

اور امریکی دونوں ملکوں میں خرابیاں پیدا کئے بغیر نہ رہا پہلی مشکل جو اُسے پیش آئی اس میں چند اس کا تصور نہ تھا بات صرف یہ تھی کہ اجلاس پارلیمنٹ کے التوا کے موقع پر بادشاہ نے جو تقریر کی تھی اس پر اخبار "نارتھ برٹن" کے ہینری ایسویں نمبر میں بڑی سخت لے دے ہوئی۔ اس اخبار کا مدیر ایک ناکارہ مگر ہر دلعزیز شخص ولکس نامی تھا جو پارلیمنٹ میں جتنی ایلیری کا سبوت تھا گریزوں نے ایک عام حکمنامہ اس مضمون کا جاری کیا کہ اخبار کو اس کے مضمون نگاروں چھاپنے والوں اور اشاعت کرنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے چنانچہ ولکس اور اڈائیس دوسرے اشخاص پکڑ کر حوالات میں بند کر دیئے گئے لیکن ولکس کی گرفتاری حکمنامہ قانون شہادت ذاتی کے تحت میں ولکس نے جلد ہی آزادی حاصل کر لی اور آزاد ہوتے ہی سرکار پر مقدمہ دائر کر دیا کہ کیوں اُس نے پارلیمنٹ کے ایک رکن کو گرفتار کیا اور ایک ایسا عام حکمنامہ جاری کر دیا جس میں گرفتار ہونے والے اشخاص کے نام بصرحت درج تھے یہ مقدمہ تو اس نے جیت لیا لیکن پارلیمنٹ نے ازالہ حیثیت عرقی کی علت میں نئے سرے سے اس کا چالان کیا۔ اُس پر ملک میں بڑی خطرناک

گرفتاری ہوئی

شور میں برپا ہو گئیں۔ عوام الناس نے ”ولکس کی جے“ اور ”آزادی کی فتح“ کے نعروں بلند کر کے شروع کیے اور بادشاہ اور اس کی ماں کے خلاف اس کثرت سے تہنک آمیز مضامین شائع ہوئے کہ دو سو اہل مطابع سپرد فوجداری کیے گئے ولکس ایک دست بدست مقابلے میں زخمی ہوا اور چونکہ پارلیمنٹ نے اسے دائرہ قانون سے خارج کر دیا تھا اس لیے وہ فرار ہو کر فرانس چلا گیا۔

یہ ہتھیانہ فرہ ہوا ہی تھا کہ گرینول سے ایک اور غلطی سرزد ہوئی جس نے امریکہ کی نوآبادیوں کے ساتھ جھگڑے کی بنیاد قائم کر دی۔ امریکہ میں بسنے والے برطانوی ایک مدت دراز سے اپنے ملک کا انتظام در اہل خود کرتے چلے آتے نوآبادیہ امریکہ کے دیتے تھے لیکن گرینول نے یہ روش بدل کر اپنا سکہ ان پر بٹھانا چاہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ امریکہ ہی انگریزوں کے قبضے سے

نکل گیا۔ نوآبادیوں کے لیے انگلستان کی پارلیمنٹ نے یہ قانون وضع کر رکھا تھا کہ بجز برطانیہ کے وہ اور کسی ملک کے ساتھ تجارت نہ کرنے پائیں۔ اس احکامہ قانون کی پابندی سے یہ لوگ ایک عرصے تک پہلو ہتی کرتے رہے اور برطانوی امریکہ کے ساتھ تجارت کو کے بہت منافع اٹھاتے رہے گرینول نے قانون کی اس خلاف ورزی کو روکنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور چونکہ گزشتہ جنگ امریکہ کے مصارف کی وجہ سے انگلستان بہت کچھ زیر بار ہو گیا تھا اس لیے ساتھ ہی ساتھ

قانون کا مذکورہ تو فیہ داخل شاہی کیلئے اس نئے قانون کا غمبہور کے نام سے ایک نیا قانون جاری کرنا چاہا جس کی روم سے یہ بات لازمی قرار پائی کہ امریکہ میں تمام قانونی دستاویزات پر پہلو

اسٹامپ چپان ہوا کرے جس طرح انگلستان میں عہد آمد تھا۔ اس پر یہ لوگ بہت بگڑے۔ یہ بات تو سرسرقین انصاف تھی کہ اہل امریکہ ایک ایسے جھگڑے کے اخراجات میں انگلستان کے ساتھ اپنے حصے کے موافق شریک ہوں۔ جو انھیں کے فائدہ کے لیے مول لیا گیا تھا لیکن یہ امر بھی نظر انداز ہونے کے قابل نہیں کہ وہ اپنے محصول آپ ہی تجویز کرنے کے عادی تھے اور اگر یہ محصول

انہیں خود ہی وصول کر لینے دیئے جاتے تو وہ رقم شاہ بہ بطیب خاطر انگلستان کو دیدیتے  
غرض انہوں نے قانون مذکور کے نفاذ کے خلاف ایک محضہ پیش کیا لیکن حکومت  
برطانیہ نے اس پر مطلق توجہ دی اور قانون کا غنڈ مہمور ۱۷۶۳ء میں نافذ ہو گیا۔  
نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست ورجینیا دیکھنا بھی امریکہ کے تمام باشندوں نے ہر قسم کے  
برطانوی مال کی خریداری ترک کر کے آپس میں عہد کر لیا اور انگلستان کے بہت  
سے کارخانے تباہ ہو گئے۔

انہیں آیام میں بادشاہ کو پہلی مرتبہ جنون کا دورہ اٹھا۔ جب چند دن  
کے بعد اس کا مزاج درست ہوا تو اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ایک قانون بنایا  
نافذ کیا جائے تاکہ اگر اسے پھر مرض لاحق ہو تو نائب السلطنہ ہونے کی حیثیت  
مسودہ قانون نیابت سے اس کی علالت کے دوران میں کوئی شخص حکمرانی کے  
فرائض انجام دے سکے۔ مسودہ قانون مجوز میں بادشاہ کی  
۱۷۶۵ء

ماں کا نام درج نہ ہونے پایا۔ اس پر بادشاہ اس قدر غم  
ہوا کہ گریونل کو مجبوراً مستعفی ہونا پڑا۔  
قلمدان وزارت اب لارڈ راکنگھم کو ملا اور اس نے قانون کا غنڈ مہمور کو  
جس نے نوآبادیوں میں ایسی سخت بددلی بھیاں رکھی تھیں نسوخت کرنے کا قصد کر لیا  
پٹ ان دنوں بیمار تھا لیکن علالت کے باوجود اس نے پارلیمنٹ میں اگر ایک  
تشیع قانون کا غنڈ مہمور پر جوش تقریر کی اور کہا کہ نوآبادیہائے امریکہ کا کوئی نائب  
پارلیمنٹ میں موجود نہیں جو اس بات کی نگرانی کر سکے کہ وہاں  
جو محصول لگائے جاتے ہیں وہ واجبی ہیں یا غیر واجبی۔ ایسی

حالت میں برطانیہ کو امریکہ والوں پر محصول لگانے کا کوئی حق نہیں۔ پس قانون  
کا غنڈ مہمور قطعاً اور فوراً نسوخت ہو جانا چاہیے۔ غرض قانون نسوخت ہو گیا۔  
لارڈ کریشن وزیر اعظم مقرر ہوا اور بادشاہ کی استدعا پر پٹ مجلس وزراء میں شریک  
ہو گیا۔

لیکن پٹ کا قدیم رسوخ اب باقی نہ رہا تھا۔ امارت کا درجہ قبول کرنے اور  
دارالامرا میں امیرِ چیتیم کی حیثیت سے شریک ہونے کے باعث وہ اس پر اسے اثر کو

کھو بیٹھا تھا جو اسے کبھی عوام کے "کیل اعظم" ہونے کی بدولت حاصل تھا اس کے  
ٹوٹن ٹیڈ کا قانون لگادی  
اس کے لئے دو بھر تھی۔ اس کی غیبت میں وزیر خزانہ ٹوٹن ٹیڈ  
نے اس خیال سے کہ پارلیمنٹ نے قانون کا غدمہہ کو منسوخ

۱۸۶۷ء

کر کے اپنی کمزوری کا ثبوت دیا ہے ایک نیا قانون مالگزاری جاری کر دیا جسکی رو سے چار  
شیشہ سرخ اور سفید سیسے نقاشی کے رنگ اور کاغذ جس کی آمد امریکہ میں ہوتی تھی محصولات  
عائد کر دیئے گئے۔ اور اس طور پر وہاں کے لوگوں میں پھر ناراضی پیدا ہو گئی پڑ  
پھر بھی امریکہ میں بسنے والوں کے دل سے اپنے پرانے وطن کی یاد بخونہ  
ہوئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس وقت تک وہاں کوئی ہنگامہ برپا نہ ہونے پایا نہ ساد  
اگر ہوا تو خود انگلستان میں ہوا جہاں پارلیمنٹ اور قوم کے باہمی تعلقات بہت ہی  
دلکس کا انتخاب مل سکے کشیدہ ہو گئے ۱۸۶۹ء میں دلکس انگلستان واپس آیا اور  
کی طرف سے ۱۸۶۹ء حلقہ مل سکس کی طرف سے جہاں کے انتخاب کنندہ نسبتہ  
زیادہ آزاد واقع ہوئے تھے منتخب ہوا۔ بادشاہ اس پر

ایسا برا فروختہ ہوا کہ حکومت نے اس کے اصرار سے مداخلت کی اور دلکس  
از اوجیشیت عربی کی اسی پرانی علت میں جس نے اسے چند سال قبل فرانس  
میں پناہ لینے پر مجبور کیا تھا قید کر دیا گیا۔ لندن میں اب سخت بلوہ ہو گیا اور ایک  
بلوایوں کی دھکیوں سے مجبور ہو کر ہر شخص کو دلکس کے انتخاب کی تقریب پر اپنے  
گھر میں چراغاں کرنا پڑا۔ سفیر آسٹریا گاڑی سے کھینچ کر نیچے اتار لیا گیا اور اس کے  
جوتے کے تلوں پر کھریامٹی سے "نمبر ۴" کا نشان بنا دیا گیا۔ شاہی عدالت کی  
حوالات چس میں دلکس قید تھا عوام الناس کے هجوم نے اس تندہی سے حملہ کیا  
کہ سرکاری حکام کو باضابطہ طور پر قانون مفسدہ سنانا پڑا اور اس کے بعد متعدد  
اشخاص گولی کا نشانہ بنائے گئے۔ ان تمام واقعات کے پیش آنے پر بھی دارالعوام  
کو برابر اسی بات پر اصرار رہا کہ دلکس اجلاس پارلیمنٹ میں شریک ہونے کا  
ہرگز اہل نہیں چنانچہ باقاعدہ طور پر اس فیصلہ کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ اور جب  
باوجود اس انتباہ کے دلکس کا انتخاب ایک نہ دو بلکہ چار مرتبہ پے درپے

انتخاب کنندہ کے حقوق میں عمل میں آیا تو پارلیمنٹ نے ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جس کا پارلیمنٹ کی ہست اندازی سے کوئی حق نہ تھا یعنی وکس کے مقابل کرنل لٹرل کے باضابطہ طور پر منتخب ہو جانے کا اعلان کر دیا حالانکہ ۱۴۳۳ء آرا کے مقابلے میں اس نے صرف ۲۹۶ رائیں حاصل کی تھیں۔ انتخاب کنندہ کے حقوق میں اس سے بڑھ کر بد فعلت ہونی ممکن نہ تھی۔ پارلیمنٹ اگر اپنے اراکین کو خود ہی نامزد کر لیا کرے تو قوم کو اپنے قوانین کے وضع کرنے میں کیا اختیار باقی رہ جاتا ہے۔ غرض ساری قوم کو اس واقعے پر ایسا استعمال ہوا کہ جب بادشاہ پارلیمنٹ کا اجلاس برخاست کرنے کے لیے ایوان پارلیمنٹ میں داخل ہوا تو اس کی علامت توہین کی گئی اور اس پر سو قیاد آوازے کئے گئے۔ اور جب ماہ اپریل ۱۷۷۱ء میں وکس قید سے رہا ہوا تو "میشن ہاؤس" (بیت الجمہور) کے سامنے کی دیوار پر لفظ "آزادی تین فٹ روشن موٹے حروف میں جھلکتا ہوا نظر آیا اور وکس کو شہر لندن کا "پنج" (الٹرین) منتخب کر لیا گیا۔

دوسرے سال ماہ فروری ۱۷۷۱ء میں پارلیمنٹ کا قوم کے ساتھ ایک اور جھگڑا ہوا اور اس نزاع میں بھی پالادوکس اور عوام الناس ہی کے ہاتھ رہا۔ ۱۷۹۵ء سے جو اخبارات کی آزادی کا سال ہے آزاد اخبارات کی تعداد میں اب اضافہ ہوتا چلا آیا تھا۔ ایک فقط لندن ہی میں سترہ اخبار شائع ہوتے تھے۔ اور اگرچہ یہ بات دارالعوام کی ایک مستقل ہدایت کے خلاف تھی کہ اس کے کسی پارلیمنٹ کی ہست اندازی کی اجازت نہ تھی اس کی اکثر اہم تقریریں بہت سے اخبارات میں برابر شائع ہوتی رہتی تھیں۔ چونکہ کسی اخبار کے آدمی کو پارلیمنٹ میں آکر اس

کی روند اقلبند کرنے کی اجازت نہ تھی اس لیے اخباروں کے بیانات غلط اور ایک طرفہ ہونے کے علاوہ اراکین دارالعوام کی اہانت کا پہلوئیے ہوئے ہوتے تھے۔ غرض پارلیمنٹ نے اس خرابی کو دور کرنا چاہا اور "اسپیکر" (صاحب النطق) کے حکم سے آٹھ اخبار والے ایسے غلط بیان چھاپنے کے جرم میں گرفتار کر لیے گئے ان میں سے دو نے عدالت میں مداخلت کی اور وکس اور ایک اور ناظم عدالت

آلیور نے ان کے عذرات سن کر دونوں کو اس بنا پر بری کر دیا کہ قانوناً ان پر کوئی جرم ثابت نہ تھا۔ ایک اور ناظم عدالت مارٹن نے جسے شہر کی عصا برداری کا منصب حاصل تھا خود صدر بیت العوام کے اردلی ہی کو اس الزام میں حوالات میں بھیج دیا کہ اخبار نویس کی گرفتاری کے حکم نامہ پر شہر کے کسی ناظم فوجداری کے دستخط ثابت نہ تھے۔

اس پر اہل لندن اور پارلیمنٹ میں شدید نزاع پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹیس بلدیہ اور آلیور قلعے میں قید کر دیئے گئے۔ ان کی گرفتاری سے شہر والوں میں بڑا جوش پھیل گیا۔ رستے میں دونوں طرف عوام الناس کا ایک جم غفیر سین آفرین اہل شہر اور پارلیمنٹ کے نووں سے ان کی مشابہت کے لئے موجود تھا اور جب میں جھڑپ چھ مہفتے کے بعد یہ قید سے چھوٹے تو سارے لندن میں سن

تقریب پر چراغاں کیا گیا۔ اس اشٹائیں اخبار والے برابر آزاد رہے اور اس جنگ میں میدان آخر انھیں کے ہاتھ رہا اس لئے کہ اس دن سے لے کر آج کے دن تک پارلیمنٹ کی کارروائی اخبارات میں برابر شائع ہو رہی ہے اور کسی کی طرف سے اس میں دست اندازی نہیں ہونے پائی۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں اچھے اچھے اخبار نکلنے شروع ہو گئے۔ اخبار ”مارنگنگ کرسٹنگل“ صحت دور جدید

اول اول سن ۱۷۸۵ء میں شائع ہوا ”مارنگنگ پوسٹ“ ۱۷۸۵ء میں نکلا۔ اور ”ٹائمز“ ابتداءً ایک چھوٹی سی مربع تقطیع پر ۱۷۸۵ء میں جاری ہوا۔ ۱۷۸۵ء میں حلقہ ٹڈل سیکس کی طرف سے وکس کا انتخاب مکرمل میں آیا اور اس مرتبہ اسے پارلیمنٹ میں آنے کی اجازت مل گئی۔ ۱۷۸۵ء میں پارلیمنٹ نے علانیہ اعتراف کر لیا کہ کرنیل لٹل کے انتخاب کے مسئلے میں مداخلت کا جو طریقہ اس نے اختیار کیا وہ غلط اور ناروا تھا اور اس غلطی کی تلافی اس طرح کی کہ اپنے روزنامے سے اس واقعے کی ساری روئادہ راج کر دی۔

اس تمام اثناء میں اہل امریکہ کی بے چینی برابر برقرار رہی تھی۔ ۱۷۸۵ء میں لارڈ نارٹھ وزیر اعظم مقرر ہوا اور بادشاہ کے اشارے پر چلنے لگا امیہ داران نوآبادیہائے امریکہ میں لطف و کرم اب دیوان وزارت کے بجائے ایوان شاہی کا بے چینی۔ ۱۷۸۵ء طواف کرنے لگے اور جارج کو اتنی مدت کے بعد یہ اطمینان



نفسیب ہو کہ اب "میں جتنی منوں میں بادشاہ ہوں" غرض اس نے اپنے ہی میں  
 ٹھکان لے کر جو ہوسو ہوا امریکہ کے بننے والوں پر اپنی بادشاہی کا حق منہ کر چھوڑے گا  
 اس رٹے میں پارلیمنٹ اور ساری قوم کو بھی اس سے اتفاق تھا۔ انگریزوں نے  
 اصل میں نوآبادیوں کو اپنی ذاتی جائیداد سمجھ رکھا تھا اور اس بات کو بالکل بھلا دیا تھا کہ  
 جن لوگوں نے کڑیاں پھیل کر اور مشقتیں اٹھا کر کالے کو سوں دور نئے گھر جا بساے  
 ہیں انھیں اپنی محنت کا ثمرہ سب سے اول ملنا چاہیے۔ امریکہ کچھ بچہ نہ تھا کہ ماں باپ  
 ذرا ذرا سی بات پر گھرک دیں اور اُسے چون دیا کیئے بغیر ان کی ہر بات ماننی پڑے۔  
 وہ اب جوان ہو گیا تھا اور نظم و ضبط کے جو ان اولاد کو اپنے گھر کا انتظام خود کرنے کا  
 پورا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بچے کو کچھ لارڈ جیٹیم اور آئرلینڈ کا مشہور مقرر برک  
 جیسے بڑے آدمی ہی سمجھ سکتے تھے۔ سطحی نظر رکھنے والے انگریزوں میں یہ دور اندیشی  
 کہاں تھی۔ شائد میں لارڈ نارٹھ نے بجز اس محصول کے جو چاہا پر لیا جاتا تھا امریکہ  
 والوں کے باقی تمام شاہی محصول معاف کر دیئے۔ چاہے کہ محصول کو برقرار رکھنے  
 کا بادشاہ نے قطعی فیصلہ کر لیا۔ حالانکہ ضرر انہ عامرہ میں اس محصول سے سال میں  
 تین سو پانچ سو سے کچھ ہی اوپر رقم داخل ہوتی تھی۔ لندن میں جس دن یہ فیصلہ ہوا  
 اسی دن بوشن میں اہل شہر اور فوج کے سپاہیوں کے درمیان فساد ہو گیا  
 اور چند آدمی اس ہنگامے میں مارے گئے۔ بدترین انگلستان میں اگر عقل  
 ہوتی تو اس واقعے کی اطلاع ہونے پر وہ سمجھ جاتے کہ امریکہ والوں کو بلا وجہ حق  
 کرنے اور بیٹھے بٹھائے ایک مفت کا جھگڑا مول لینے کے لیے یہ وقت ہرگز  
 موزوں نہ تھا۔

اس پر بھی تین سال کی مدت گزر گئی اور کوئی فساد نہ ہوا۔ اہل امریکہ چاہا  
 کی خریداری سے قطعاً انکار کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو ذہقان  
 ہوا اس پر لارڈ نارٹھ نے امریکہ جانے والی چاہا کا وہ محصول تو معاف کر دیا جو انگریزوں  
 کو دینا پڑتا تھا مگر امریکہ والوں کا محصول بدستور برقرار رکھا۔ اب ایسٹ انڈیا کمپنی  
 نے امریکہ کی منڈیوں کو اپنی چاہا سے جبراً بھرنا چاہا اور ۱۶ دسمبر ۱۷۷۳ء کو  
 چاہا سے لحدے ہوئے کئی جہاز بندرگاہ بوشن میں داخل ہوئے۔ یہاں بھی





چاہا کہ بوشن کی بندگاہ میں بھینک دیا جائے۔ لوگ تلے بیٹھے تھے کہ ہرگز یہ مال اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ چہاڑ بندرگاہ میں آئے ہی تھے کہ کچھ آدمی جو

امریکہ کے قدیم وحشیوں کا بھیس بدلے ہوئے تھے بچالاکي تمام اُن پر چڑھ گئے اور چاہا کے صندوقوں کو اپنے کلھاڑوں سے کھول کر ساری چاہا سمندر میں بھینک دی۔ اس جرم کی پاداش میں لارڈ نارٹھ نے ۱۷۷۴ء میں ایک مسودہ قانون نافذ کیا جس کی رو سے قرار پایا کہ بندرگاہ بوشن بند کر دی جائے تاکہ اس شہر کے ساتھ بیرونی دنیا کی کسی قسم کی تجارت نہ ہونے پائے ایک اور قانون کے ذریعے ایک پوری ریاست میسچوسٹس کی سند آزادی چھین لی گئی۔ اور اس علاقے کے انتظام کے لئے ایک مجلس مقرر کی گئی جس کے اراکین بادشاہ کی طرف سے نامزد کیئے گئے پے

اگرچہ امریکہ اور انگلستان کے درمیان اور ایک سال کوئی ٹڈ بھبھڑ نہ ہوئی لیکن موجودہ واقعات نے اس بات کو یقین کے درجے تک پہنچا دیا تھا کہ جنگ چھڑے بغیر نہ رہے گی۔ امریکہ کا مشہور فلسفی اور اہل الرائے فرینکلن بھی امریکہ میں پہلا جمہوری جلسہ ۱۷۷۴ء کو کسی طرح رفع کر دے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور دل شکستہ ہو کر واپس چلا گیا۔ ۱۷۷۴ء کے ماہ ستمبر میں

بچپن اشخاص کی ایک مجلس نے جس کا انتخاب جارجیا کو چھوڑ کر باقی تیرہ کی تیرہ نوآبادیوں کی طرف سے عمل میں آیا تھا فلاڈلفیا میں جلسہ کر کے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ جب تک میسچوسٹس کے حقوق بحال نہ ہوں برطانیہ کے ساتھ تجارت نہ کی جائے اسی کے ساتھ اس مجلس نے ایک فوجی جمعیت بھی تیار کر لی کہ اگر جنگ کرنی پڑے تو یہ فوج کام آئے۔ لیکن بادشاہ نے اس پر بھی نہ مانا۔ ۱۷۷۵ء میں یلینٹ

نے میسچوسٹس والوں کے باغی ہونے کا اعلان کر دیا اور ۱۹ اپریل کو جب میسچوسٹس کے حاکم اعلیٰ جنرل کیج نے سپاہیوں کا ایک دستہ اس غرض سے روانہ کیا کہ بوشن کے قریب کنکارڈ کے مقام میں (دیکھو آغاز جنگ ۱۹ اپریل ۱۷۷۵ء نقشہ نمبر ۱) ایک ذخیرہ اسلحہ کو تلف کر دے تو وہیں پہلا صحر

ہوا۔ کسانوں اور دست کاروں کی ایک جماعت نے پہلے تو لیکسٹن میں اور  
اسی دن کچھ دیر بعد دریائے کنکارڈ کے کنارے سپاہیوں کا مقابلہ کیا اور سپاہیوں  
کو ذبح اٹھائی پڑی۔ اس مجرکے کے مقام وقوع پر ۱۳۳۵ء میں ایک مینار نصب  
کیا گیا جس پر ایمرسن کی یادگار نظم ”سرود و کنکارڈ“ کے حسب ذیل افتتاحی اشعار  
کنندہ ہیں :

چڑھی ندی موجیں پیچ و خم کھاتی ہوئی نکلیں      اک ان گھڑیل کی حرابوں لہرائی ہوئی نکلیں  
اسی بل پر علم کچھ من چلے تیغ آزمائوں کا      کھلونا بن گیا اپریل کی سرکش ہواؤں کا  
یہ وہ تیغ آزمائیں شعل جن کا قلبہ رانی تھا      زمیں کو جو تاجن کا مدار زندگانی تھا  
ابائے ہاتھ میں بل کی جگہ بندوق آئی ہے      گرج جس کی ندائی بھگے کا فوجیں سمائی ہے  
آئینہ آٹھ سال تک امریکہ والوں سے انگریزی فوج کی برابر جنگ

ہوتی رہی۔ سرکار کنکارڈ کے مہینہ بھر بعد ”کانگرس“ (مجلس جمہوری) نے ورچینا کے  
باشندے جارج واشنگٹن کو سپہ سالار مقرر کیا۔ یہ جارج واشنگٹن وہی جو انگریزوں  
جارج واشنگٹن جس نے ۱۷۵۷ء میں پٹسبرگ پر قبضہ کر لیا تھا (دیکھو صفحہ ۳۰۰)

اب اس نے اپنے آپ کو اپنی فوج اور اپنے ملک کے لیے  
وقف کر دیا۔ جو زبردست جدوجہد اسے درپیش تھی اُس میں طرح طرح کی مصیبتیں  
سہہ کر بھی اُس نے کبھی ہمت نہ ہاری اور شکست و فتح میں کبھی استقلال اور  
مجموعیت خاطر کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جنگ و صلح میں اُس کا قدم ہمیشہ سب  
سے آگے پڑتا تھا۔ اور اُس کے ہم وطن اُسے خاص قدر و منزلت کی نگاہ سے  
دیکھتے تھے۔ آخر وقت تک وہ اس خیال کا سٹیڈ رہا کہ امریکہ اور برطانیہ کا اتحاد  
برقرار رہنا چاہیے لیکن جب یہ امید کسی طرح پوری ہوئی نظر نہ آئی تو آخر ۱۷۸۹ء  
میں وہ آزاد و خود مختار ریاستہائے متحدہ کا پہلا جمہوری رئیس (پریزیڈنٹ)  
مقرر ہوا :

لیکن اگرچہ جنگ چھڑ چکی تھی پھر بھی امریکہ کی خود مختاری کا یہ زمانہ  
ابھی بہت دور تھا۔ واشنگٹن کے منصب سپہ سالاری پر مامور ہونے سے پہلے  
بوسٹن کے قریب جنگ بکنرل وقوع میں آئی تھی اور اگرچہ اس جنگ میں

جنگ بکرل  
مئی ۱۷۵۷ء

فتح انگریزوں کو حاصل ہوئی لیکن امریکہ والوں نے مقابلے میں دوشجاعت و مردانگی دے کر کامیابی کے ساتھ اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ لڑنے میں بڑے نہیں ہیں۔ ۱۷۵۷ء

میں امریکہ والوں نے کناڈا پر فوج کشی کی اور انگریزوں نے انہیں شکست دی لیکن اس کے جواب میں اگلے سال واشنگٹن نے لارڈ ہو کو بوشن کی ناکہ بندی سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ اور دونوں حریف برابر ہو گئے رفتہ رفتہ امریکہ والوں نے مادر وطن (برطانیہ) سے قطع تعلق کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور جب انھیں معلوم ہوا کہ برطانیہ نے جنگ جاری رکھنے کے لیے جرمن افواج سے مدد ملی ہے تو ان کا ارادہ اور بھی راسخ ہو گیا۔

۲ جولائی ۱۷۷۶ء کو امریکہ کی مجلس جمہوری نے جان آؤس فرینکلن اور شرمین کے سے بات کے پورے اور دھن کے پچے رہ نمایاں قوم کے مشورے سے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ نوآبادی ہائے متحدہ آزاد و خود مختار ریاستیں قرار دی جائیں۔ چنانچہ ٹامس جفرسن ساکن وجینیا نے اعلان آزادی کا ایک مسودہ مرتب کیا جس کا آخری فقرہ حسب ذیل پر شوکت الفاظ پر ختم ہوتا تھا: ہم نمایندگان ریاست ہائے متحدہ

اعلان آزادی  
۴ جولائی ۱۷۷۶ء

امریکہ جو اس مجلس عمومی میں جمع ہیں خداوند عالم کو اپنی نیتوں کے خلوص کا واسطہ دے کر صدق دل کے ساتھ علی رؤس الاشہاد اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ نوآبادی ہائے متحدہ عرفاً اور استحقاقاً ریاست ہائے آزاد و خود مختار ہیں۔ اس اعلان کو ساری قوم نے منظور کر لیا اور بتاریخ ۴ جولائی باضابطہ طور پر اس پر عمل شروع ہو گیا سال آئندہ بتاریخ ۴ اکتوبر ۱۷۷۶ء انگریزی فوج جس کا قائد جنرل برگائن تھا سا آؤٹوگا میں گھیر لی گئی اور اسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہونا پڑا۔ فرانس نے جو برگائن کی فوج مارٹوگا میں ہتھیار ڈال دیتی ہے موقع کو غنیمت جانا اور اہل امریکہ کا حلیف بن گیا۔

یہ تمام واقعات ایک مدت سے لارڈ جیمز کی دور میں آنکھ کے سامنے تھے۔ بڑھاپے اور بیماری کی ناتوانی نے انگریز

۴ اکتوبر ۱۷۷۶ء

اُسے نکما کر رکھا تھا پھر بھی وہ جوں توں کر کے ۶ فروری ۱۷۹۱ء کو پارلیمنٹ میں آیا کہ اہل امریکہ کی کماحقہ دادرسی کیجائے۔ لیکن اس کی تقریر رائیگاں گئی اُس کے لیے جب تک وفات ۱۷۹۱ء اپریل کو وہ واقعہ پیش آیا جو پارلیمنٹ کے وقائع ہمارے کو کبھی نہ بھولے گا۔ یعنی اپنی ساری قوتیں سمیٹ کر یہ کہن سال بدتر آخری مرتبہ تقریر کرنے کے لیے اٹھا کہ امریکہ کے ساتھ مصالحت کے برتاؤ کی سفارش کرے اور اپنے پرانے دشمن فرانس کو جنگ کے لیے لٹکارے امیر جمیٹھ نے اس کے جواب میں ایک کمزور سی تقریر کی جیتیم کچھ بولنے کے لیے اٹھا لیکن قوت گویا بی جواب دے گئی اور وہ غش کھا کر گر پڑا۔ اس کے ایک مہینہ بعد ۱۱ مئی ۱۷۹۱ء کو اُس نے وفات پائی اور اس کی آنکھ بند ہوتے ہی تسلیم کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

آئندہ چار سال کا زمانہ برطانیہ کے لیے بڑی مصیبت اور پریشانی کا ورثہ تھا۔ ۱۷۹۱ء میں ہسپانیہ نے فرانس کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف — اعلان جنگ کر دیا اور جبرالٹر کا محاصرہ کر لیا جبریل الیٹ نے تین سال تک اس قلعے کے قلعہ کے محاصرہ جبرالٹر مقابلے میں کامیابی کے ساتھ حفاظت کی یہاں تک کہ ۱۷۹۲ء ۲۸ ستمبر ۱۷۹۲ء کو سرخ دیکتے ہوئے گولوں سے اُس نے دشمن کے بیڑے کو تباہ کر دیا اور اس کے بعد اسے لارڈ ہو کی ملک پہنچ گئی۔ ۱۷۹۱ء میں روس سوئیڈن اور ڈنمارک نے ایک کر کے برطانیہ کے مقابلے میں جارحانہ بغیر جانبداری کی روش اختیار کی جس کا مقصد یہ تھا کہ ان میں سے کسی کے جہاز میں اگر کوئی ایسا مال بھرا ہوا ہو جس کا لانا لے جانا ممنوع ہو تو برطانیہ کو ایسے جہاز کی تلاشی لینے سے روکا جائے اس ایکے میں کچھ ہی دن بعد پروشیا اور ہالینڈ بھی شریک ہو گئے۔

اس خطرہ کی زد میں برطانیہ ممالک بغیر کی جانب ہی سے نہ تھا بلکہ اندرونی مشکلات بھی پیدا ہو گئی تھیں۔ آئرلینڈ کی فوجیں امریکہ بھیج دی گئی تھیں اور جوں کہ فرانس فوج کشی کی دھمکی دے رہا تھا اس لیے آئرلینڈ والوں کو اپنی حفاظت کیلئے رضا کاروں کی ایک فوجی جمعیت تیار کرنی پڑی۔ یہ جمعیت جس کا بیشتر حصہ پراٹھنٹون

سے مرکب تھا بہت جلد بڑھ کر ایک لاکھ کی تعداد تک پہنچ گئی اور ڈرتھام کہ مباد  
ایسی بڑی زبردست فوج کے بل پر اہل آئرلینڈ جو عرصہ دراز سے تجارتی قیود کی  
آئرلینڈ کو مال تجارت کی سختیاں بہت چلے آتے تھے کہیں امریکی کی پیروی نہ کر ٹھیکیں  
آزادانہ برآمد کا حق۔  
۱۷۸۷ء

باشندگان آئرلینڈ کو اپنا مال تجارت غیر مالک میں بیچنے کا  
آزادانہ حق حاصل ہونا چاہیے۔ لارڈ نارٹھ کو جس کا قافیہ ہر طرف سے تنگ ہو رہا  
تھا آئرلینڈ والوں کا یہ مطالبہ تسلیم کرتے ہی بنی۔ چنانچہ ۱۷۸۷ء میں اُس نے ایک  
قانون منظور کر کے اُن اور شیشے کی برآمد کا حق اُنھیں دے دیا۔

انگلستان میں بھی بے تحشی کے آنا پیدا ہو رہے تھے جو ایک دوری شکل  
میں نمودار ہوئے۔ کیتھولک جماعت کے خلاف جو قوانین ملک میں رائج تھے  
ان میں سے بعض سخت قوانین کو پارلیمنٹ نے ۱۷۸۷ء میں منسوخ کر دیا تھا اس  
پر پراسٹنٹوں کا انتہا پسند طبقہ بگڑ بیٹھا۔ اور لارڈ جارج کارڈن  
ایک احمق مذہبی دیوانہ سا ٹھہر کر آدمیوں کے جم غفیر کا ساتھ  
قانون زیر بحث کے خلاف محض پیش کرنے کے لئے پارلیمنٹ

کے دروازے پر آ پہنچا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ عامہ خلایق کی طرف سے اتنا بڑا محضر  
پارلیمنٹ کے اجلاس میں پیش کیا گیا۔ لیکن محض گزرا اپنے مقصد میں کامیاب نہ  
ہوئے۔ حامیوں کے اس انبوه نے قابو سے باہر ہو کر پہلے تو دارالامرا کے اراکین  
کی بے عزتی کی پھر دارالعوام کے پیش والان میں گھس گئے جہاں سے انھیں  
دھکے دے کر باہر نکال دیا گیا۔ واپسی پر انھوں نے بلوہ کر دیا اور لندن میں چار دن  
تک بازیوں کی حکومت رہی۔ کیتھولک گرجاؤں میں آگ لگا دی گئی اور جوہر  
میں سخت بدعنوانیاں ہوئیں جہاں شراب کی ایک بھٹی کو توڑ کر آگ لگا دی گئی۔  
اور بہت سے بلوائی شراب کے نشے میں بہست آگ میں جا گئے۔ آخر بڑی مشکوں  
میں دس ہزار سپاہیوں کی مدد سے امن و امان قائم ہوا۔

لارڈ نارٹھ کی ذرات بہت ہی ناپسندیدہ ہوتی جاتی تھی۔ اس لئے



کہ جنگ کے اخراجات بہت تھے اور مصرت تجارت رک گئی تھی اور برگ پارلیمنٹ میں علانیہ اعتراض کر رہا تھا کہ حکومت ملک کا روپیہ وظیفوں اور رشوتوں میں ایک ٹاؤن میں بھری لٹا رہی ہے۔ اس کے بعد ۱۷۹۷ء میں برطانوی فوج پر امریکہ فوج کی سپراندازی میں ایک اور خوفناک بلا کے نازل ہونے کی خبر آئی ۸ اکتوبر ۱۷۹۷ء لارڈ کارنوالس چار ہزار فوج کی کمان کر رہا تھا کہ واشنگٹن نے اُس کا سلسلہ رسد رسائی ختم کی طرف سے منقطع کر دیا اور فریسی

بیشے نے سمندر کی طرف سے اُس کا محاصرہ کر لیا۔ اس پر فالتوں سے مجبور ہو کر اُس نے ۸ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو بارک ٹاؤن میں ہتھیار ڈال دیئے ۶

بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دشمن اب اس کو نیست و نابود کر دیں گے لارڈ نارٹھ پر ان واقعات سے یاس کی حالت طاری ہو گئی اور وہ تلخی کے لہجے میں قبیح قانون پاننگ پکارا تھا کہ "بس اب ہمارا خاتمہ ہے" چنانچہ ماہ مارچ ۱۷۹۷ء میں وہ وزارت سے مستعفی ہو گیا۔ نئے وزیرانے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ قانون پاننگ (دیکھو صفحہ ۴۳۲) کو جس کی رو سے

برطانوی پارلیمنٹ آرلینڈ کے منظور کیئے ہوئے تمام قوانین میں رد و بدل کرنے کی مجاز تھی منسوخ کر کے اہل آرلینڈ کی بے معینی رفع کی۔ اسی کے ساتھ تھوٹوں نے فوراً امریکہ فرانس اور ہسپانیہ کے ساتھ صلح کی سلسلہ جنبا بانی شروع کر دی لیکن صلح ہوئی کچھ آسان نہ تھی اس لئے کہ ہسپانیہ جبرالٹر مانگتا تھا اور فرانس بنگال طلب کرتا تھا اور یہ دونوں علاقے برطانیہ کے نزدیک بہت بڑی قدر و قیمت رکھتے تھے۔ ابھی صلح کی کوئی شرط طے ہونے نہ پائی تھی کہ قسمت نے یوری کی اور چشم زدن میں واقعات کا نقشہ بدل گیا کاؤنٹ لاگراس فریسی بیڑے جیکاک پر قبضہ کرنے کی غرض سے جا رہا تھا کہ رستے میں انگلستان کے ایک نامی ناخدا راؤنی کی بحری فوج امیر البحر راؤنی سے اُس کی مدد بھیڑ ہو گئی۔ اور فریسی بیڑے نے شکست فاش کھائی۔ یہ واقعہ ۱۲ اپریل ۱۷۹۷ء کو پیش آیا ۹

اور اس کے چند ہی مہینے بعد جبرالٹر کا محاصرہ بھی اٹھ گیا۔ ان فتوحات کی بدولت برطانیہ کو عورت و آبرو کے ساتھ صلح لینے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ

عہد نامہ وارسیل کی رو سے جو ماہ جنوری ۱۷۹۳ء میں سپرد قلم ہوا فرانس کو تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور ہسپانیہ کو صرف منار کا اور فلاریڈا ہاتھ آئے۔  
جنوری ۱۷۹۳ء  
بہر افر کا حکم قلعہ جو بحر روم کی بنی ہے بدستور انگریزوں کے قبضے میں رہا۔ برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان بھی ماہ نومبر ۱۷۹۳ء میں صلح کے شرائط طے ہو چکے تھے جن کی رو سے برطانیہ نے اپنے پاس صرف کناڈا، نووا اسکوشیا اور نیو فاؤنڈ لینڈ کے علاقے رکھے اور ریاستہائے متحدہ کی آزادی و خود مختاری کو تسلیم کر لیا۔ اس معاہدے کی توثیق ۳۰ ستمبر ۱۷۹۳ء کو فرانس کے ساتھ صلح ہو جانے کے بعد عمل میں آئی۔

غرض جارج ثالث اور اس کے وزیر کی یہ کوشش کہ ایک زبردست نوآبادی پر جبراً محصول لگایا جائے اور انکاں گئی اور اتنا بڑا ملک مفت میں ہاتھ سے نکل گیا۔ اگر بادشاہ و وزیر عقلمند ہوتے اور اہل نوآبادی کو آزادی کے واجبی حقوق انھوں نے دیدینے ہوتے تو عجب نہ تھا کہ امریکہ ابھی تک سلطنت برطانیہ کا برطانیہ کی طرف سامریک ایک حصہ ہوتا۔ اب دونوں ملکوں کا پیوند ایک دوسرے سے کی خود مختاری کا اعتراف الگ ہو گیا۔ پھر بھی اپنے قدیم وطن کی محبت امریکہ والوں نے دلوں میں بدستور موجود ہے اور خود برطانیہ کو بھی اُس طاقتور قوم پر ناز ہے جو اسی کی خاک سے پیدا ہوئی تھی۔

انگلستان کی تاریخ کا یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ عین اسی زمانے میں جبکہ امریکہ کے تعلقات برطانیہ سے قطع ہو رہے تھے انگریز دنیا کے دوسرے کنارے جدید نوآبادیوں کا ڈھنگ ڈالنے میں مصروف تھے۔ ۱۷۹۶ء میں ٹون شینڈ کے لگ کے بحری سفر منسوخ قانون مالگزاری کے نفاذ کے کچھ ہی دن بعد رائل سوسائٹی ۱۷۹۶ء لغایت ۱۷۹۷ء (شاہی مجلس علمی) نے یارک شائر کے ایک باشندے کپتان لگ کو آفتاب کے سامنے سے زہرہ کے گزرنے کا مشاہدہ

کرنے کے لئے بحر الکاہل کے ایک جزیرہ ٹاہیٹین میں بھیجا۔ اس علمی ہم سے واپس ہوتے ہوئے لگ نے نیوزیلینڈ میں نگر ڈالاب سے ٹھکانے میں دریافت کر کے اپنے نام سے موسوم کیا تھا۔ اس جویرے میں کچھ نیچ بوکرا اور کچھ سورا فریش

نسل کے لئے کھلے چھوڑ کر ملک آسٹریلیا گیا جو ان دنوں نیو ہالینڈ (ہالینڈ جدید) کہلاتا تھا اور اس کے جنوبی و مشرقی حصے کی دیکھ بھال کر کے یہاں برطانوی قبضہ نصب کر دیا اور اس ملک کا نام نیو ساؤتھ ویلز (نیا جنوبی ویلز) رکھا۔ ششہ میں آسٹریلیا میں کالا پانی جبکہ گلگ کو بمقام ہوائی قتل ہوئے آٹھ سال کا زمانہ گزر چکا تھا حکومت انگریزی نے فیصلہ کیا کہ نیو ساؤتھ ویلز میں فیدی لیا کر بسائے جائیں۔ چنانچہ ششہ میں پٹ نے آٹھ سو کیس

سز یافتہ مردوں اور عورتوں کو کپتان آر تھر فلپ کی نگرانی میں وہاں بھیج دیا۔ کپتان فلپ پہلے خلیج باغنی میں پہنچا اور وہاں سے روانہ ہو کر پورٹ جیکس میں لنگر انداز ہوا جہاں اس نے قیدیوں کی بستی بسائی اور اس کا نام ایرسٹرنی کے نام پر سڈنی رکھا۔ قیدیوں کو اول اول سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ بسا اوقات انھیں فالتے پر فالتے گزر جاتے تھے لیکن رفت رفتہ وہ نئے حالات کے خوگر ہوتے گئے اور اس نئی سرزمین میں امن و آسائش سے رہنے لگے۔ وہ مجرم ضرور تھے لیکن یہ بات نظر انداز نہیں کجا سکتی کہ یہ ملک جو اب برطانیہ کی ایک نہایت ہی سرسبز و ترقی یافتہ نوآبادی بن گیا ہے انھیں مجرموں کی محنت کا ثمرہ ہے۔

اس اثنا میں ہندوستان کے حالات جلد جلد بدل رہے تھے اور ان تغیرات کی بدولت وہ تمام تجارتی مرکز جو انگریزوں نے اس ملک میں قائم کر رکھے تھے انگریزی حکومت کی ماتحتی میں آگئے تھے۔ ۱۷۶۷ء میں لارڈ کلایو کے انگلستان چلے دارن ہسٹنگز کا تقریر ہندوستان آنے کے بعد انگریزی سودا گروں نے باشندگان ہند پر ظلم کرنا کے گورنر جنرل کی حیثیت سے اور ان سے جبراً روپیہ وصول کرنا شروع کیا۔ ان کی سید اور خا کی شکایتیں ایسی عام ہوئیں کہ ۱۷۷۳ء میں وزیرانے انگلستان کو معاملات ہند میں دست اندازی کی ضرورت محسوس ہوئی۔

چنانچہ انھوں نے دارن ہسٹنگز کو جو بنگال کا گورنر تھا بنگال بھیجی اور مدراس کے تینوں احاطوں کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ جو کام ہسٹنگز کے سپرد کیا گیا وہ بڑا مشکل تھا۔ وزارت برطانیہ نے اس کے اختیارات صاف طور پر مقرر نہیں کیئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ ہندوستان کی انگریزی کونسل کا ایک رکن سرفیلپ فرانسس جو

حکومت میں اس کا شریک بنا کر بھیجا گیا تھا بات بات پر اُسے ٹوکتا اور اس کے مرہٹوں کی پٹی لٹائی طرز عمل پر نکتہ چینی کرتا رہتا تھا۔ لیکن مجموعی حیثیت سے اُس کی حکومت کی روش عمدہ اور منصفانہ تھی۔ اُس نے ہندوستانی زمینداروں کے بجائے جو مالگزاری کی تحصیل میں رعایا پر طرح طرح کی سختیاں کرتے تھے انگریزی کلکٹر مقرر کر کے ہندوستانی کاشتکاروں کو ظلم سے بچایا اور عدالتوں میں رشوت ستانی کی بہت کچھ روک تھام کی مرہٹوں کے مقابلے میں جو دکن کی زبردست ہندو سلطنت کے مالک تھے اُسے ایک کٹھن جنگ کا سلسلہ جاری رکھنا پڑا اور آخر ۱۸۱۷ء میں اُس نے اُن سے صلح کر لی۔ اسی سال اُس نے ہندوستانی سپاہ کے ایک دستے کو خشتی کی راہ سے اور سر آیر کوٹ کو سمندر کی طرف سے مدد اس کی حفاظت کے لیے روانہ کیا جو ایک من چلے فوجی سردار حیدر علی اور اُس کے حلیف فرانسیسیوں کے نرغے میں آ گیا تھا۔ اگرچہ غنیم کی تعداد بہت زیادہ تھی پھر بھی کوٹ نے برابر مدراس کو بچائے رکھا تا ۱۸۱۷ء کے آخر میں حیدر علی کا انتقال ہو گیا اور ۱۸۱۷ء میں عہد نامہ واریل کے قلمبند ہونے پر فرانس اور بھارتیہ میں صلح ہو گئی۔

تحفظ مدراس

۱۸۱۷ء

غرض ۱۸۱۷ء میں جب دارن ہسٹنگز نے انگلستان کو مراجعت کی تو ہندوستان کے برطانوی مقبوضات میں ہر طرف امن و امان قائم تھا اور انگریزی حکومت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر اچھی طرح بٹھ چکا تھا۔ اہل بنگال اُسے ادب و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اس لیے کہ اپنے فاتحانہ کارناموں کے علاوہ وہ اُن کے حقوق کا محافظ اور ان کا ہی خواہ ثابت ہوا تھا۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اپنی مطلب براری کے لیے وہ جو ذرائع اختیار کرتا تھا وہ انصاف و راستی پر مبنی نہ ہوتے تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اُس سے ہر وقت روپیہ طلب کرتی رہتی تھی۔ ایک موقع پر اس مطالبے کو پورا کرنے کے لیے اُس نے دہلی اور آباد سے چار لاکھ پاؤنڈ کی رقم لے کر انگریزی فوج ریسلکیمنڈ کے آواز علاقے

سے یعنی والی اودھ۔ مترجم

کی تسخیر کے لیے دے دی۔ چنانچہ روسیے پٹھانوں کا یہ ملک برباد کر دیا گیا اور وہ لوہڈی غلام بنائے گئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بڑی بڑی رقوموں کی خاطر دارن ہسٹنگز ہندوستان کے مقامی رئیسوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ روا رکھتا اور ان ہسٹنگز پر مقدمہ لکھا۔ ان بے عنوانیوں اور دوسری قابل گرفت کارروائیوں کے ۱۷۹۵ء لغات ۱۷۹۵ء لحاظ سے اُس پر مشتمل ۱۷۹۵ء میں دارالامرا کی عدالت میں الزام قائم کیا گیا۔ الزام لگانے والوں میں برک بھی خصوصیت سے شامل تھا جسے اس بات کا بڑا خیال تھا کہ ہندوستان میں انگریزوں کو انصاف اور رحم کے ساتھ حکومت کرنی چاہیے۔ مقدمہ کی سماعت ماہ فروری ۱۷۹۵ء میں شروع ہوئی اور سات سال سے بھی زیادہ عرصے تک جاری رہی۔ آخر ماہ اپریل ۱۷۹۵ء میں ہسٹنگز بری ہو گیا۔ جو لوگ اسے قابل الزام سمجھتے تھے انھیں غائبانہ اُن مشکلات کا علم نہ تھا جو اُسے درپیش تھیں۔ سو بات کی ایک بات یہ ہے کہ کلایو کے ہسٹنگز ہی وہ سب سے بڑا انگریز ہے جس نے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیادیں مضبوط کیں۔

بہر حال اس تحقیقات سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بدعنوانیوں کا حال کھلنے کے بعد حکومت ہند کی اصلاح کے سامان پیدا ہو گئے۔ اس وقت دارالعوام کی جماعتوں میں دو بلند پایہ مذہب شریک تھے پٹ اور فاکس ایک امیر جتیم کا بیٹا جو ان پٹ تھا اور ۱۷۹۳ء میں وزیر اعظم مقرر ہوا۔ دوسرا چارلس جیمز فاکس تھا۔ یہ فاکس اُس ہنری فاکس کا بیٹا تھا جس نے بیوٹ کا ساتھ دیا تھا اور آگے چل کر لارڈ ہالینڈ کے لقب سے مقرب ہوا تھا فاکس کا چال وچل اگرچہ اچھا نہ تھا۔ جو اکیلے کرتا تھا اور فسق و فجور میں مبتلا رہتا تھا۔ لیکن دماغ مبدایا ض سے اچھا لے کر آیا تھا۔ وہ ایک ذہین اور فصیح البیان اہل الرائے تھا جس کے دل میں اپنے ابنائے جس کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور ظالموں اور جفاکاروں سے اُسے قلبی نفرت تھی۔ ۱۷۹۵ء میں اُس نے ایک مسودہ قانون ہند مرتب کر کے پارلیمنٹ میں پیش کیا لیکن دارالامرا نے اُسے نامنظور کیا۔ پٹ نے اب ایک نیا

مسودہ قانون ہند کا | مسودہ قانون ہند پیش کیا جس کا غنایہ تھا کہ وزرائے سلطنت کی  
 نفاذ۔ ۱۸۵۷ء | ایک مجلس مقرر کی جائے جو سیاسی امور میں ایسٹ انڈیا کمپنی  
 کے فیصلوں کو منسوخ اور باشندگان ہند کے حقوق کی نگہداشت  
 کرنے کی مجاز ہو۔ یہ مسودہ قانون منظور ہو گیا اور اس کے نفاذ کے بعد سے  
 ہندوستان پر زیادہ انصاف سے حکومت ہونے لگی اور یہ ملک حقیقی معنوں میں  
 سلطنت برطانیہ کا ایک جزو بن گیا ہے

## چھوٹے سوواں باب

### انقلاب فرانس

#### نیپولین اور برطانیہ عظمیٰ

جارج ثالث۔ دوڑانی۔ ۱۸۰۴ء لغایت ۱۸۲۰ء

۱۸۰۴ء جس میں قانون ہند جاری ہوا برطانیہ کے لئے ایک نہایت اہم سال تھا اس لئے کہ اسی سال کے ماہ مارچ میں ایک زبردست وزارت قائم ہوئی اور اس وزارت کا قلمدان انگلستان کے ایک بہت ہی بڑے مدبر کو تفویض ہوا جب جواں سال ولیم پیٹ ماہ دسمبر ۱۸۰۴ء میں جبکہ اس کی عمر صرف چوبیس سال تھی وزیر ہوا تو فریق وھلک جس کا پیشوا فاکس تھا اس کی ہنسی اڑاتا تھا ۱۸۰۴ء لغایت ۱۸۱۰ء اور کہتا تھا کہ یہ کل کا چھوڑا کیا خاک وزارت کرے گا لیکن ان لوگوں

کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہی ”کل کا چھوڑا“ کمال سترہ سال تک انگلستان کا وزیر اعظم رہے گا پارلیمنٹ میں پیٹ کے طرفداروں کی کثرت بھی نہ تھی چنانچہ پانچ مرتبہ علیٰ آراء اس کے خلاف رہا۔ پھر بھی اس نے اپنی جدوجہد برابر جاری رکھی کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اہل ملک عام طور پر اس کے طرفدار ہیں اور اگر اس نے نہایت کردار کیا وہ مفاسد کی اصلاح اور حکومت کے گہرے چھوٹے کی پرزوں کی درستی کا اندازہ مند ہے تو بڑے بڑے وھلک سرداروں کی رشوت شافی کا سد باب ہو جائیگا اور اسے کاسیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس کا خیال صحیح نکلا اس لئے کہ جب ماہ مارچ ۱۸۰۴ء میں پارلیمنٹ اپنی مبادی مقربہ موقوف ہوئی تو نئے انتخابات میں اکثریت کا پلہ اس کی طرف بہت جبک گیا اور آئندہ آٹھ سال کے اندر جبکہ برطانیہ کسی ملک سے برسرِ خنک نہ تھا اس نے فلاح قوم کے لئے بڑے بڑے کام کرائے نمایاں انجام دیئے۔

آدم اسمتھ نے ۱۸۰۴ء میں ”دولت اقوام“ کے نام سے ایک بہت کلام

کتاب شائع کی تھی جس میں سب سے پہلی مرتبہ یہ اصول سکھایا گیا تھا کہ ہر شخص کو بہتر حاصل ہونا چاہیے کہ اپنی محنت سے جس قدر دولت چاہے کمائے اور ایسے قوانین جو دو ملکوں کی باہمی تجارت میں رکاوٹ ڈالیں موجب نقصان ہیں۔ پٹ نے یہ کتاب پڑھی تھی اور اس کی تعلیم کا اُس پر خاص اثر ہوا تھا۔ چنانچہ عمان اقتدار ہاتھ میں لیتے ہی اُس نے سب سے پہلے ایک کام یہ کیا کہ جہاں اور شراب کے محصول میں تخفیف کر دی اور تمام محصولات کی تفصیل

پٹ کا مالی انتظام۔

کا طریقہ واپسول کی تجویز کے مطابق بہت سادہ اور آسان کر دیا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مال تجارت چھپے چوری لانے کی ترغیب کم ہو گئی۔ سوداگر اپنا مال کھلم کھلا چنگی خانہ میں لا کر مقررہ رسوم ادا کرنے لگے۔ اور مالگزاروں اس طریقے سے اتنی بڑھتی کہ پٹ نے بہت سے محصولات جو رعایا کے حق میں سختی کا موجب تھے معاف کر دیے۔ وہ تو اس بات پر بھی آمادہ ہو گیا تھا کہ برطانیہ اور آئرلینڈ کی باہمی تجارت کو آزاد قرار دے کر محصول سے بالکل مستثنیٰ کر دے لیکن آئرلینڈ کی پارلیمنٹ اب اپنے قوانین خود جاری کرنے لگی تھی اور اس میں انگلستان کی مداخلت روانہ رکھتی تھی۔ اور برطانوی سوداگر آئرلینڈ والوں کو رشک و حسد کی نظر سے دیکھتے تھے اور ویرا ہل آئرلینڈ اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ غرض آئرلینڈ کے عہدبان وطن کریٹن فیلڈ اور کزن نے مسودہ قانون آزادی تجارت کو جو انگلستان میں منظور ہوا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ساری چھوڑا دھبی سے بھی گئے۔ فرانس کے ساتھ جداگانہ تجارتی معاہدہ کرنے میں پٹ کو زیادہ کامیابی ہوئی۔ اس معاہدہ کی رو سے اُن اشیاء پر سے جن کی تجارت دونوں ممالک کے درمیان ہوتی تھی اکثر محصول اٹھ گئے۔

پٹ کی وزارت کے اس ابتدائی عہد میں برطانیہ کو جو ثروت اور خوش حالی نصیب ہوئی ایک عرصہ دہائے بیسزہ ہوئی تھی۔ جنگ امریکہ ختم ہو چکی تھی بازار تجارت گرم تھا۔ برطانوی مال کی کمیت کے لئے ہندوستان میں ایک نئی منڈی کھل گئی تھی۔ کلوں کے رواج کی بدولت کارخانہ دار مصنوعات کو زیادہ سرعت کے ساتھ تیار کیا



باقی ہو گئے تھے اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کے قومی قرضے کی تخفیف

علاوہ پٹ نے کفایت شعاری و دیانت داری سے کام لے کر قومی قرضے کو بھی گھٹانا شروع کر دیا۔ تمام رقوم جو خزانہ عامہ میں

داخل ہوتی تھیں یا منجانب سرکار ادا کی جاتی تھیں ان کا وہ باقاعدہ حساب شائع کر لیا تھا اور جب روپیہ قرض لیتا تھا تو عملی الاعلانِ قہر کے طریقے پر لیتا تھا۔ اس طو پر

اُس سب سے کم سود پر رقم مل جاتی تھی اور دلالی کا وہ روپیہ جو پہلے اس لین دین میں سے باری حمد دار لکھا جاتے تھے بچ رہتا تھا۔ پٹ نے دارالعوام تک کی اصلاح کی

کوشش کی تھی اور اس غرض سے ایک مسودہ قانون بن مضمون پیش کیا تھا کہ جن حلقوں میں انتخاب کنندہوں کا عدم وجود برابر ہے ان سے یہ حق لے کر سب سے بڑے اصناف

اور لندن و ویسٹ منسٹر کے شہروں کو دے دیا جائے۔ لیکن یہ مسودہ منظور نہ ہونے

پایا اس لئے کہ جن لوگوں کی مٹھی ان حلقوں کی بدولت گرم ہوتی تھی وہ پٹ کی تجویز کے پٹ کی مسودہ قانون اصلاح

سراسر مخالف تھے اور تو م نشہ تمول میں ایسی سرشار تھی کہ اُسے انتخاب کے مسئلے میں بہت کم دل چسپی باقی رہ گئی تھی۔ غرض نظام البریسا معلوم

ہوتا تھا کہ امن و سلامتی اور فراخی و فرخی کا جو دور شروع ہوا ہے وہ ایک مدت مدید تک قائم رہے گا۔ ۱۸۸۶ء کے آخر میں بادشاہ کو جنون کا دورہ

دور مسودہ قانون نیابت سلطنت ۱۸۸۶ء دوسری مرتبہ اٹھا اور یہ سوال درپیش ہوا کہ شہزادہ ویز کو بادشاہ کے دورانِ علالت میں نائب السلطنت مقرر کیا جائے۔ شہزادہ ویز

کا چال چلن نہایت خراب تھا۔ پٹ اور فاکس میں بحث چھڑ گئی کہ نائب السلطنت ہونے کی حیثیت سے شہزادہ کو کس قدر اختیارات ملنے چاہئیں اور آیا پارلیمنٹ کو

اُس کی نگرانی کا حق بھی حاصل ہو گا یا نہیں یہ بحث ابھی بیچاری میں تھی کہ بادشاہ کو صحت ہو گئی۔ اس بحث کے دوران میں آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کا جدا گانہ وجود پھر چلتی گاڑی میں روڑا

لگانے والا ثابت ہوا۔ ادھر تو برطانوی پارلیمنٹ نائب السلطنت کے اختیارات کو محدود کرنے کی فکر میں تھی اور ادھر اہل آئرلینڈ نے اپنی پارلیمنٹ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ

شہزادہ ویز کو پورے شاہی اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ حسن اتفاق سے بادشاہ نے صحت پائی اور یہ گتھی آپ سے آپ سلجھ گئی۔ عامۃً خلافت کو اس واقعے سے جو خوشی ہوئی

اس کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ جب بادشاہ شکرا نہ صحت ادا کرنے کلیسائے سینٹ پال میں گیا تو شہر میں گھر گھر خوشیاں سنائی گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پٹ کی وزارت کو لوگ اپنے لینے امن و سلامتی کا موجب جانتے تھے اور نہ جانتے تھے کہ نظام حکومت میں کوئی تبدیلی ہو۔ لیکن انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ ایک بلائے حبیب ایک اور گوشے سے غریب ہنگامہ والی ہے۔ لیکن اس میں یہ بلا بشکل انقلاب فرانس نمودار ہوئی۔ سارے یورپ کو اس نے تہ و بالا کر دیا اور آئندہ پچیس سال تک ہنگامہ جنگ و فساد گرم رہا۔

یورپ کی تمام قوموں میں مدت سے یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ حکومت بادشاہوں اور امیروں ہی کے فائدہ کے لیے نہیں ہونی چاہیے بلکہ متوسط اور مزدوری پیشہ جماعتوں کا بھی اس میں برابر کا حق ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں تو وقتاً فوقتاً اس قسم کی اصلاحیں ہوتی رہیں کہ وہاں جمہوریت کا یہ جذبہ بھڑکنے نہ پایا لیکن فرانس میں گذشتہ انقلاب فرانس ۱۷۸۹ء ڈیڑھ سو سال کے اندر کسی قسم کی اصلاح نہ ہوئی تھی اور مطلقا مطلق و

تسلیم و عوام کی حالت بد سے بدتر ہوئی چلی جاتی تھی فرانسیسی قوانین ایسے ظالمانہ تھے کہ دہقان اور مزدور تو طرح طرح کے محصولات کے بوجھ سے دبے جاتے تھے اور امرا کو کسی قسم کا محصول ادا نہ کرنا پڑتا تھا بلکہ وہ شاہی دربار میں عیش و عشرت سے زندگی بسر فرانس میں دانی و اناج کی قلت کرتے تھے اور اپنی جاگیروں سے ان کا اگر کوئی تعلق تھا تو فقط اس قدر تھا کہ رعایا کی کھال کھینچیں اور جو کچھ بن پڑے ان سے ہتھیالیں۔ اسامیوں کو سال میں کسی دن مارکان اراضی کے کھیتوں اور سطروں کا کام گراؤں کی طرح بلا معاوضہ انجام دینا پڑتا تھا۔ کسانوں کے جھوٹے اور کھیت اڑتے جاتے تھے اور آئے دن کے قحط نے ان مصیبتوں کو اور بڑھا رکھا تھا۔ شہروں میں امرا کے فسق و فجور اور اسراف و تبذیر کے ساتھ ساتھ غربا کے نہایت ہی دردناک افلاس کا بھانپناک منظر دکھائی دیتا تھا اور فرانس کی عمرت و ناواری روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

آخر کوئی شانزدہم نے جو اپنے دو سابق پیشروں کی نسبت زیادہ نیک ضمیر واقع ہوا تھا فرانس کی مجلس عالیہ کو عمدہ قوانین بنانے کے واسطے جمع کیا لیکن اس جلسے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی بے چینی اور بڑھ گئی عوام کے نابینوں نے جو

انستاد مجلس عالیہ بریٹش حکومت سویس کے عرف سے مشہور تھے مباحثہ میں غالب اگر مجلس علیہ کی نوعیت ہی بدل دی اور اسے ”مجلس قومی“ بنا دیا۔ اس مجلس کی کارروائیوں نے ایک نئی شکل اختیار کی اور تمام قاعدہ اور قانون بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ ۱۴ جولائی ۱۸۹۱ء کو پیرس میں بغاوت برپا ہو گئی۔ پائے تخت فرانس کے مشہور صدر مجلس ”ریسٹیل“ کو بلوائیوں نے ہلک کر کے سر کر لیا۔ اور ایک انقلابی جماعت پیرس پر حکومت کرنے کے لیے مقرر کی گئی۔ چند ماہ کے بعد عوام الناس نے شاہ لوی لوی شانزدہم کی امیری اور دہ کو وائسٹیل میں گرفتار کر لیا اور وہ تین سال تک پیرس میں گویا قیدی کا مشیت سے رہا۔ آخر ۱۸۹۲ء میں آسٹریا اور پروشیا نے مل کر اس غرض سے فرانس پر حملہ کر دیا کہ لوی کو پھر تخت سلطنت پر بٹھا دیا جائے۔ لیکن فرانسیسی فوج اُن دونوں حریفوں سے زیادہ طاقتور ثابت ہوئی اور پیرس کی آبادی نے فیض و غضب میں اگر تباہی ۱۸۹۲ء تک بادشاہ کے تمام طرفداروں کا قتل عام کر دیا اور ۲۱ جنوری ۱۸۹۳ء کو خود اپنے بادشاہ کی گردن جلاو کے حوالہ کر دی۔ لوی شانزدہم کے اس عبرت انگیز انجام کے بعد وہ دور شروع ہوا جو ”عہد ہیبت“ کہلاتا ہے۔ اس ہیبت زمانہ میں یکے بعد دیگرے ایک ذوق اپنے ذوق مخالف کے تمام افراد کو تلوار کے گھاٹ اتار تا رہا اور یہی مملکت میری اسٹائنٹ بھی اسی طرح کام آئی۔

برطانیہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن ہاتھ بہ ہاتھ دھڑے بیٹھا تھا۔ بہت سے انگریز اول اول خوش تھے کہ اچھا ہوا جو فرانسیسیوں نے اپنے ملک کے خود غرض امیروں کے خلاف یوں سر اٹھایا۔ فاکس اس انقلاب کو انسانی آزادی کا ایک زبردست نشان بلکہ کا اثر۔ سمجھ کر جلسے میں بچو لانا سہا تا تھا اور خود پٹ کو بھی ابتدا میں خیال تھا کہ یہ طوفان خود بخود فرو ہو جائے گا انگلستان کی طرف سے

فرانس کے معاملات میں مداخلت ہونی ٹھیک نہیں لیکن برک کی دقیقہ سنج نگاہ سے یہ حقیقت مخفی نہ تھی کہ لوگ اگر یوں بے سرے ہو گئے اور انھیں آئین کا ادب اور قانون کا پاس نہ رہا تو اس کے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوں گے اور یہ اسی کی تحریروں اور تقریریں کا اثر تھا کہ آخر برطانیہ فرانسیسی خطرے کی نوعیت سے آگاہ ہو گیا۔ انقلاب پسندوں کے حوصلے روز بروز بڑھتے چلے۔ انھوں نے ندرلینڈ میں آسٹریا کی فوج کو شکست دے کر

سیواسے اور ناموس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد ہالینڈ پر جو برطانیہ کا حلیف تھا حملہ آور ہونے کی دھمکی دی۔ اب پٹ کو مخالفت پر مجبور ہونا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شانزدہم کی وفات کے ایک مہینے کے اندر اندر یکم فروری ۱۷۹۳ء کو فرانس نے برطانیہ ہالینڈ اور ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

آئندہ نو سال تک برطانیہ جمہوریہ فرانس سے برسر جنگ رہا۔ اور دوسری قومیں پہلے ایک فریق اور پھر دوسرے فریق کی طرف ہار ہو کر ایک عجیب ناگوار تلوں کا ثبوت فریسی طیرے کو لارڈ ہوک ویتی رہیں ابتداء برطانیہ ہسپانیہ ہالینڈ آسٹریا اور پروشیا کے مابین ایک اتحاد چمکا نہ قائم ہوا اور برطانیہ کو اپنے حلیفوں کے لیے مصارف جنگ کا بڑا حصہ ادا کرنا پڑا مگر یہ ایک نہایت ناکامی

ثابت ہوا۔ لارڈ ہوک بریسٹ کے نواح میں تین مئی ۱۷۹۳ء فریسی طیرے کے مقابلے میں ایک فوج عظیم ضرور حاصل ہوئی۔ لیکن شکست فریسیسی ہر جگہ غالب رہے ۱۷۹۵ء ایسٹرم اور ولندیزی طیرے میں انھوں نے ایسٹرم پر اپنا حصہ ادا کیا اور ہالینڈ کے طیرے کو گرفتار کر لیا۔ تاجدار ہالینڈ فرار ہو گیا اور ہالینڈ کے جمہوریت پسند طبقے نے فریسیوں کے ساتھ شامل ہو کر اپنے ملک میں حکومت

جمہوری کے قیام کا اعلان کر دیا۔ شاہ پروشیا بھی جو جنگ میں اس وجہ سے شامل رہ سکتا تھا کہ برطانیہ نے اپنے خزانے کا منہ اس کے لیے کھول رکھا تھا اس کشمکش سے الگ ہو گیا اس امید کا کہ اوسلون پر انگریزوں کا قبضہ ۱۷۹۵ء تھا۔ فریسیوں سے جا ملا۔ انگریزوں نے انھیں ایام میں ہالینڈ کی نوآبادی واقع راس امید اور سلون اور ملا کا پر قبضہ کر لیا۔

ولندیزی سینی والوں نے انگریزی جہاز کو غنیمت جانا کہ اس جیل سے فریسیوں کی حکومت سے توبہ کر رہیں گے۔

برطانیہ کے حلیفوں میں اب صرف ایک آسٹریا ہی باقی رہ گیا جو مصارف جنگ کے لیے پینتالیس لاکھ پاؤنڈ کا تقاضی تھا۔ اگر پٹ کے امکان میں ہوتا تو وہ اس وقت جھٹ صلح کر لیتا اس لیے کہ جنگ کے اخراجات اور نقصانات کی وجہ سے بڑی مصیبت میں مبتلا ہو رہا تھا۔ تین سال سے بھی کم مدت میں ان گنا مصارف کے باعث

جو ملک کو برداشت کرنے پر تھے قومی دولت بہت ہی کھٹ گئی تھی اور اگر ٹ نے  
 ۱۹۱۸ء میں اس مضمون کا ایک قانون جاری نہ کر دیا ہوتا کہ جس شلنگ سے زائد ہر رقم  
 برطانویہ جنگ کا اثر

انگلستان کے بہت سے بینک دیوالہ لگانے پر مجبور ہو گئے  
 ہونے یہ قانون بائیس سال تک رہا۔ رعایا بھاری بھاری محصولوں کے بوجھ میں بی جاتی  
 تھی تجارت کا کاروبار قریباً بند تھا۔ اور دو سال تک پیسہ فصل نہ ہونے سے سخت  
 قحط پڑ گیا تھا۔ لندن کے عوام الناس کا جھوم بادشاہ کی سواہی کے پیچھے پیچھے  
 رولی رولی کرتے ہوئے دوڑتا تھا۔ جا بجا فساد برپا ہونے لگے۔ جلسوں میں طیش اودھ  
 تقریریں کی جاتی تھیں۔ اور بغاوت انگیز مضامین کی اشاعت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔  
 بریتشکم میں ڈاکٹر پریشلی نے فرانسیسیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ انبوه عوام نے  
 اس پر اس کے مکان کو آگ لگا کر لاکھ کا ڈھیر کر دیا۔

لیکن فرانس کے جمہوریت پرستوں کے ساتھ بعض انجمنوں کی ہمدردی پٹ سے  
 نہ دیکھی گئی اور اس کا طرز حکومت جا بجا نہ ہو گیا۔ قانون شہادت ذاتی بالائے طاق  
 رکھ دیا گیا اور افراد رعایا عدالت میں پیش ہونے بغیر قید ہونے لگے۔ ٹام مین نے  
 پٹ کی مطلق العنانی۔ اور حقوق انسان کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی  
 جس میں بادشاہ کی ذات پر حملہ تھا۔ اس کتاب کی اشاعت

کی پاداش میں ایک کتب فروش سزا یاب ہوا۔ ایک اور تاجر کتب سیاسی اصلاح کے  
 موضوع پر ایک رسالہ فروخت کرنے کی علت میں قید کر دیا گیا۔ اور تین سہرے پر آوردہ انگریز  
 ہارن ٹک ہاروی اور تھوٹل نامی چند دیگر اشخاص کے ساتھ پارلیمنٹ کے خلاف عوام الناس  
 کے جذبات کو بھڑکانے کے الزام میں ماخوذ ہوئے۔ ان پر بغاوت کا مقدمہ قائم  
 کیا گیا لیکن عدالت نے انھیں بری کر دیا۔

۱۸۳۲ء میں گرٹن نے وزارت انگلستان کو ان قوانین کی ترمیم پر مجبور کر دیا تھا جن کی رو سے  
 برطانوی پارلیمنٹ کو آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کے فیصلوں میں مداخلت کرنے کا اختیار حاصل تھا  
 (ویدجو صفحہ ۲۴۴) اور اب اہل آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری حاصل تھی کہ اپنے ملک کے لیے

جس قسم کے قوانین چاہیں جاری کریں۔ آئرلینڈ کی اس پارلیمنٹ کا دروازہ کیتھولک لوگوں  
 آئرلینڈ میں فساد کے لیے بند تھا اور قریب قریب تمام اراکین پراٹسٹنٹ امریکی جماعت  
 سے تعلق رکھتے تھے۔ گرٹن کی طرح بہت کم مخبان وطن ایسے تھے  
 جو کیتھولک جماعت یا آئرلینڈ کی زراعت پیشہ آبادی کے ساتھ مساوات اور انصاف  
 کا سلوک روا رکھتے ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کیتھولک مذہب کے شرفا اور ان کسانوں نے  
 جن پر مالکان اراضی کے گماشتے انواع واقسام کی سختیاں کرتے تھے ایک کر کے  
 آتش خیز فساد شعل کردی اور ملک میں ایک طرح کی خانہ جنگی سپا ہو گئی۔ اس کشمکش میں ایک  
 فریق تو ان وفاداران حکومت پراٹسٹنٹوں یا انگریزوں کا تھا جنہوں نے ۱۷۹۰ء میں شمالی  
 آئرلینڈ میں اپنی بستیاں الگ جا بسائیں۔ دوسرے فریق میں آئرلینڈ کی متحدہ آبادی  
 شریک تھی یعنی وہ کیتھولک اور جمہوریت پسند پراٹسٹنٹ جنہوں نے ۱۷۹۱ء میں بھارت  
 کے تسلط کا جواب دینے کے لیے ایک اتحاد بنایا تھا۔ متحدہ آئرلینڈ  
 کے سربراہ اور وہ اکابر سیمپلسن روون ولف ٹون اور لارڈ ڈاؤڈ وڈ فریڈرک جیرلڈ نے فرانسیسیوں  
 سے امداد مانگی جو اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جرنیل ہوش کی سرداری میں ایک  
 فرانسیسی لشکر آئرلینڈ پر حملہ آور ہو۔ ۱۶ دسمبر ۱۷۹۲ء کو رات کے وقت ۸۰ جہازوں کا  
 ایک بیڑا جس میں پندرہ ہزار فوج سوار تھے اس قصد سے روانہ ہوا کہ آئرلینڈ میں دیکھتے  
 آئرلینڈ پر فرانس کی فوج کشی کے دبانے اور انگلستان میں بندرگاہ برشل کے اندر داخل ہو جائے  
 ۱۷۹۲ء۔ اگر فرانسیسی سپاہ سالار منزل مقصود پر پہنچ جاتا تو صورت حالات  
 نہایت اندیشہ ناک ہو جاتی لیکن رات اندھیری تھی اور سمندریں  
 طوفان چل رہا تھا۔ ایک بڑا جہاز تو اس طوفان میں غرق ہو گیا اور باقی جہازوں کے  
 ایک حصے کو جھکڑا کے تہ جھوٹے کے وکیل کرطیج بنری کی طرف لے گئے جہاں  
 کھربے نے مطلع کو چار دن تک لایا مگر رکھا کہ جرنیل ہوش کے انتظار میں وہ نقل و حرکت  
 کے قابل ہی نہ رہے۔ لیکن جرنیل ہوش کو طوفان کے پھیڑوں نے لاروشل کی بندرگاہ میں  
 پہنچا دیا تھا۔ اس نے اس کے منتشر شدہ ساتھیوں کا انتظار رکھا گیا اور فرانسیسی بیڑا آئرلینڈ  
 پر حملہ کیے بغیر بنریل مرام واپس چلا گیا۔  
 ان تمام مشکلات کی وجہ سے پٹ چاہتا تھا کہ کیس طرح جلد صلح ہو جائے چنانچہ

حکومت فرانس کے ساتھ جواب "ڈاکٹر کٹری" (نظامت) کہلاتی تھی شرائط صلح کے بارہ میں اس کا نامہ و پیام بھی ہوا۔ لیکن پیرس میں تازہ تر سیاسی انقلاب رونما ہو رہے تھے۔ صلح کے لینڈ ٹک کی بے سود اور پہلے درجے فتوحات سے فرانسیسیوں کے کوششیں بے فائدہ۔

اُن کے چار سال کارید کا اسی سال ۱۷۹۳ء میں فرانسیسیوں نے ان ممالک کی واپسی سے روک رکھا تھا۔ اسی کے ساتھ وہ ہالینڈ فرانس اور ہسپانیہ کے متفقہ بیڑوں سے آئسلے انگلستان میں انگریزی بیڑے پر حملہ کر کے اسے نیست و نابود کر دینے کی تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ انگلستان کے پاس حفاظت کے لیے کوئی حربہ باقی نہ رہے۔ ایسی حالت میں برطانیہ کے لینڈ بیڑے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ یا تو جنگ کا سلسلہ برابر جاری رکھے یا اپنی تجارت اور طاقت کو بالکل ہی ٹھوکتے۔ غرض پٹ نے دشمن کو شکست دینے کا تہیہ کر لیا اور مصارت جنگ کے لیے مدد مانگی جو تاجروں اور سرمایہ داروں نے بڑی خوشی سے دی۔

اب وہ وقت آگیا کہ برطانیہ کا جنگی بیڑا جس کی عظمت و شوکت الزبتھ کے عہد سے قائم پہلی آئی تھی برطانیہ کو خطرے سے بچالے اور ثابت کر دے کہ انگریزی جہاز رانوں میں اب بھی جنگ سینٹ سینٹ وہی ولیری موجود ہے جو ان کے آبا و اجداد یعنی انگلیا کے بحری قزاقوں اور ناروے اور ڈنمارک کے لاطوں کا خاصہ تھی ولندیزی بیڑا

ابھی لنگر اٹھانے بھی نہ پایا تھا کہ امیر البحر سر جان جروس نے جن کا مددگار ملن تھا ہسپانوی بیڑے کو اس سینٹ سینٹ کے قریب ہالیا اور شکست دے کر کیڈز کی جانب ہسپانوی بیڑے پر مجبور کیا۔ پھر بھی فرانسیسی اور ولندیزی بیڑوں کی طاقت بدستور قائم تھی اور انھیں کسی قسم کا ضعف نہ پہنچا تھا اگر ان دونوں کا میل ہو جاتا تو انگریزی بیڑے کو بڑی مشکل کا سامنا ہوتا اس لیے کہ عین اس وقت اسپین ہیڈ اور تونہ میں برطانوی لاطوں نے منفذ نورمنی ۱۷۹۳ء

معدر کر دیا لیکن خوبی تقدیر سے موسم کی غلابی نے ولندیزیوں کو فرانسیسیوں سے ملنے نہ دیا۔ مفدہ کے اسباب یہ تھے کہ لاطوں کو خوراک بڑی دی جاتی تھی معاوضہ بہت کم ملتا تھا اور ان کے ساتھ سخت برکت

ایک جاتا تھا۔ ایسی حالت میں ان کی شکایات واجبی تھیں۔ امارت بحری نے بڑی عقل مندی کی کہ مفسدہ کے استیصال میں توسخت گیری سے کام لیا لیکن ساتھ ہی ان شکایتوں کو بھی رفع کر دیا مفسدے کے سب سے زیادہ سرکش سرخون کو جب سزا مل چکی تو وہ اپنی خدمت پر حاضر ہو گئے اور چند ماہ بعد امیر البحر دکن کی سرداری میں ایک خونریز بحری جنگ جنگ کیمپر ڈون اور کٹر ٹر میں دلندیزی بیڑے کو کیمپر ڈون کے قریب جو ہالینڈ میں واقع ہے شکست ناش دی۔

ان بحری فتوحات نے برطانوی بیڑے کی تباہی کے منعموہوں کا خاتمہ کر دیا لیکن فرانسیسی جہنموں نے حال ہی میں آسٹریا کے ساتھ ہرجام کیمپو فارمیو منع کر لی تھی ابھی تک اس بات پر شک ہوئے تھے کہ جس طرح بن پڑے اپنے رہے ہے رقیب انگلستان کو کچل کر رکھ دیں۔ نیپولین بونا پارٹ جو اس وقت فرانسیسی فوج کے بہت بڑے حصے کا سپہ سالار تھا اگرچہ بظاہر تو یہی کہتا تھا کہ میں ساحل انگلستان پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف نیپولین کے منعموہ ہے۔ ہوں لیکن درپردہ نظامت فرانس کو یہ ترفیب دے رہا تھا کہ اسے فوج دیکر مصر بھیجا جائے تاکہ وہاں سے وہ ہندوستان پہنچ کر انگریزوں کی خبر لے۔ واصل نیپولین نے فرانس میں بادشاہ بن جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ اس منصب کو فوراً حاصل کر لینا ناممکن تھا اس لیے وہ چاہتا تھا کہ ملک غیر میں نمایاں فتوحات حاصل کرے اور ایک عظیم الشان فاتح بن کر اپنے وطن میں واپس آئے۔

جس شخص نے نیپولین کی اس آرزو کا خون کر دیا وہ انگلستان کا سب سے بڑا امیر البحر ہو ریشیو لنس تھا۔ لڑائیں ہی سے لنس کو جہاز رانی کے ساتھ ایک خاص لگاؤ تھا۔ اور جب تیس سال کی عمر میں وہ اپنے باپ سے جو مارفاک کا پادری تھا رخصت ہو کر صیغہ بحری میں ملازم ہوا تو سب کچھ چھوڑ کر اسی کا ہو رہا۔ اس وقت جب وہ برطانیہ کے سب سے زیادہ جنگ نیل کم گت ٹر میں زبردست اور خطرناک دشمن کے تعاقب و سرکونی کی خدمت پر مامور کیا گیا تو اس کی عمر چالیس سال تھی۔ اور تجربہ بھی اسی نسبت سے تھا۔ دو بیٹے سے زیادہ عرصے تک وہ اس بیڑے کو ڈھونڈتا رہا جس میں نیپولین کا دنگر سوار ہو کر گیا تھا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر کم گت ٹر کو اس کی اپنے حریف سے



دریائے نیل کے دہانے کے اندر خلیج ابوکمر میں مٹ بجھ رہی تھی۔ فرانسیسی بڑا لشکر ڈالے پڑا تھا۔ اور اپنے موقع کو محفوظ سمجھ رہا تھا۔ لیکن نلسن نے اپنے کچھ جہاز فرانسیسی بیڑے اور ساحل کے بیچوں بیچ کمر و شمشیر کو دونوں طرف سے توپوں کی بارش کے آگے رکھ لیا اور اس ترکیب سے اس مشہور و معروف بحری معرکہ میں فتحیاب ہو گیا جو ”جنگ نیل“ کہلاتا ہے۔ بیڑے کی تباہی کے بعد فرانسیسی فوج کو براہ تری مصر سے نکلنے کی کوئی سبیل باقی نہ رہی اور نیولین نے شام کو فتح کرنے کا قصد کر لیا۔ ریگستان سے گزر کر اس نے پہلے تو یا فہ کو سر کیا۔ پھر آگے بڑھ کر عکہ کا محاصرہ کیا لیکن یہاں ترکوں نے بڑے سخت مقابلے کے بعد سرسٹنی اسمتھ کی مدد سے اسے شکست دی۔ اور اسے مصر کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ اسکندریہ کے قریب ابوکمر کے میدان میں ترکوں کی اس سے پھر جنگ ہوئی جس میں نیولین کا مسیاب رہا۔ اب یہ خبر آئی کہ یورپ میں فرانسیسیوں کو شکست مل چکی ہے یہ اطلاع آتے ہی فوج کی کمان اپنے جرنیلوں کے سپرد کر کے نیولین فرانس چلا گیا جہاں ۱۱ نومبر ۱۷۹۳ء کو وہ صدر قافلہ سفر کیا گیا۔ چند عینے بعد اس نے اٹلی میں آسٹریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے پھر میدان جنگ کی راہ لی اور ماہ جون ۱۸۰۵ء میں انھیں مارنگو کے مقام پر شکست دے کر تبارخ یکم فروری ۱۸۰۶ء کو نے فل میں صلح پر مجبور کر دیا۔

برطانیہ اب بے یار و مددگار پھر یکہ و تنہا رہ گیا۔ روس جس نے کچھ مدت تک اس کا ساتھ دیا تھا جہازوں کی تلاشی لیے جانے کے معاملے میں بگڑ بیٹھا اور پچھ ماٹک میں جنگ شروع ہو گئی۔ پٹ بھی وزارت سے الگ ہو چکا تھا اور اس کی علیحدگی کی وجہ ہم اب بیان کرتے ہیں۔

۱۸۰۵ء سے جب کہ فرانسیسیوں کی فوجی جہم آئرلینڈ سے ناکام بلٹی وہاں کے لوگوں میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی برطانیہ کے ساتھ ان کی یہ مخالفت برابر بڑھتی گئی یہاں تک کہ ۱۸۰۵ء میں ایک بغاوت پھوٹ پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باغیوں نے شکست بغاوت آئرلینڈ ۱۸۰۵ء کھائی اور ان کی چھاؤنی پر جو ضلع و سفر ڈیس وینکٹر پر تھی انگریزوں نے قبضہ کر لیا باوجودیکہ یہ واقعہ پیش آچکا تھا پھر بھی فرانسیسیوں نے کچھ فوج میوکی بندرگاہ میں لا تارسی جسے آئرلینڈ کے حاکم لارڈ کارنوالس کے مقابلے میں شکست ہوئی فیڈرلیر لڈ تومارائیلا اور ویلف ٹون پھانسی پر لٹکا دیا گیا لیکن یہ بات

ظاہر ہو گئی کہ جب تک آئرلینڈ کی خود اپنی پارلیمنٹ موجود رہے گی آئرلینڈ والے کبھی یونین سے نہ بیٹھیں گے۔ غرض پٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آئرلینڈ کی پارلیمنٹ بالکل ہی توڑ دی جائے اور قانون اتحاد انگلستان و آئرلینڈ کے نام سے ایک قانون نافذ کیا جائے جس کی رو سے اتحاد آئرلینڈ و انگلستان آئرلینڈ والوں کو انگریزی پارلیمنٹ میں شریک ہونے کا حق اس طرح حاصل ہو جائے جس طرح اسکاٹ لینڈ کے لوگوں کو ملکہ لین کے عہد میں حاصل ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۴۰۳) آئرلینڈ کے مبغوثین کو رشوتیں دے کر اور خطرات و اعزازات سے پر جا کر پٹ نے یہ تجویز آئرلینڈ کی پارلیمنٹ سے منظور کرالی اور رومن کیتھولک فریق کو اس وعدے سے راضی کر لیا کہ تمہیں بھی برائٹنٹ جماعت کے ساتھ مساوی حقوق ملیں گے۔ ۲۔ اگر تین سالہ کو قانون اتحاد نے شاہی منظوری حاصل کر لی اور اٹھارویں صدی کے آخری دن یعنی ۱۸۰۱ء میں شاہ کو بادشاہ نے برطانوی پارلیمنٹ بند کر دی اور ماہ جنوری ۱۸۰۱ء میں شاہی ہفت نامہ پارلیمنٹ کی حیثیت یونین جیک سے اس کا افتتاح کیا۔ اس حیثیت سے آئرلینڈ کے ایک سو مبغوث دارالعوام میں شریک ہونے اور چار اسقف اور چوبیس راہ کو دارالامرا میں جگہ ملی یونین جیک (علم اتحاد) پر سینٹ جارج اور سینٹ اینڈرو کی صلیبوں کے علاوہ سینٹ پیٹرک کی صلیب کا نشان بھی بنا دیا گیا۔ اور اس وقت سے لے کر آج کے دن تک انگلستان اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کے قوانین شہنشاہی پارلیمنٹ ہی میں وضع ہوتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ چارچ سو م نے پٹ کو اس بات کی اجازت نہ دی کہ رومن کیتھولک لوگوں کو برائٹنٹوں کے برابر حق دینے کی تجویز پیش کرے جس کا اس نے عہد کیا تھا اور بادشاہ کے ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے اسے یہ سمجھا دیا کہ کیتھولک غرتے کو برابری کا حق دلوانا اس حلف کے خلاف ہو گا جو آپ نے (یعنی بادشاہ نے) اپنی تاج پوشی کے وقت اٹھا یا تھا۔ ادھر پٹ کی آبرو پر اس عہد کے پورا نہ کرنے سے جو اس نے رومن کیتھولک فریق سے کیا تھا حرف آتا تھا۔ ایسی حالت میں اس کے لیے بجز اسکے چارہ نہ رہا کہ وزارت سے مستعفی ہو جائے۔

بادشاہ کو پٹ کے مستعفی ہونے کا ایسا سخت صدمہ ہوا کہ نفل و داغ کا عارضہ پھر کچھ عرصے کے لیے اسے لاحق ہو گیا۔ پٹ اس دانتے سے سید منوم ہوا اور فوراً نئے

وزیر اعظم سٹراٹفورد کیمس کو کام میں مدد دینے پر آمادہ ہو گیا۔ یہ وزیر جو آگے چل کر لارڈ سٹرمیتھ کے لقب سے ملقب ہوا اور العوام کا رئیس النطق رہ چکا تھا۔

برطانیہ کا ابھی تک دشمنوں کے ایک ہجوم سے مقابلہ تھا لیکن بلدیہی تھوڑے دن کے واسطے صلح ہو گئی۔ یعنی جب سر رالف ایمر کو امبی نے فرانسیسیوں کو اسکندریہ کی جنگ میں بتایا۔ ۳۱ مارچ ۱۸۰۱ء شکست دی اور انگریزوں کی کمک کے لیے ہندوستان سے تازہ فوج آگئی اس لیے ۲۷ اگست کو تمام فرانسیسی فوج متعینا ڈال دیں۔ جنگ اسکندریہ و جنگ پر جمہور ہو گئی۔ اور نلسن نے ۲۷ اپریل کو ڈنمارک کے بیڑے کو بہر مقام کوپن ہیگن غلبہ حاصل کیا یہ جنگ ایسی سخت تھی کہ لڑائی کا نقشہ بڑا ہوا دیکھ کر انگریزی سردار سہلڈ پارک نے اپنے جہاز پر سے

پاپائی کے حکم کی جھنڈی دکھا دی۔ نلسن اس اشارے سے خوب واقف تھا۔ لیکن دور بہن اٹھا کر اور اپنی بے نور آنکھ میں لگا کر اس نے اپنے جہاز والوں سے کہہ دیا کہ مجھے تو کوئی علامت نظر نہیں آئی۔ یہ کہہ کر وہ دشمن پر ٹوٹ پڑا اور بالآخر فتیاب ہوا اس وقت نیپولین انگلستان پر چڑھائی کی تیاریوں میں مصروف تھا اور اس مقصد کے لیے بولون میں جہاز فراہم کر رہا تھا لیکن مصر میں جو شکستیں فرانسیسیوں کو ملی تھیں انہوں نے اسے ایک عارضی صلح پر آمادہ کر دیا۔ غرض ماہ مارچ ۱۸۰۲ء میں انگلستان اور فرانس کے درمیان بمقام امیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے فرانس کو اطالیہ کا جنوبی علاقہ خالی کرنا پڑا اور برطانیہ سیلون اور ٹرینیڈاڈ کے علاوہ اپنی تمام فتوحات سے دست بردار ہو گیا۔ اسی کے ساتھ شاہان انگلستان نے شاہ فرانس کا لقب جو انہوں نے آئندہ ورڈ سوم کے وقت سے اختیار کر رکھا تھا ترک کر دیا۔

لیکن کوئی عہد نامہ نیپولین کی آنگ کی کو نہ روک سکتا تھا۔ امیان کے معاہدہ کو بہر قلم ہوئے چند مہینے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اس نے پنڈ مانٹ اور پارما کا فرانس کے ساتھ الحاق کر لیا اور ایک لشکر جزائر سے سوئٹزرلینڈ پر دھاوا کر دیا۔ دولت برطانیہ کی طرف سے جب اعتراض ہوا تو اس نے اور اٹلیا یہ مطالبہ کیا کہ تمام وہ فرانسیسی غزمین

لیکن کوئی عہد نامہ نیپولین کی آنگ کی کو نہ روک سکتا تھا۔ امیان کے معاہدہ کو بہر قلم ہوئے چند مہینے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اس نے پنڈ مانٹ اور پارما کا فرانس کے ساتھ الحاق کر لیا اور ایک لشکر جزائر سے سوئٹزرلینڈ پر دھاوا کر دیا۔ دولت برطانیہ کی طرف سے جب اعتراض ہوا تو اس نے اور اٹلیا یہ مطالبہ کیا کہ تمام وہ فرانسیسی غزمین

جوانگلستان میں جا بیسے میں ملک بد کر دیے جائیں اور مائٹ فرانس کو دے دیا جائے ان باتوں سے  
برطانیہ کے ساتھ شہنشاہ صاف ظاہر تھا کہ نیپولین آگاہ و فساد ہے۔ وزارت انگلستان کو  
حقیقت سے نیپولین کی جنگ اب ناچار اعلان جنگ کرنا پڑا اور اس وقت سے لیکر ۱۸۱۵ء تک  
۱۸۰۳ء لغایت ۱۸۱۵ء نیپولین کے ساتھ برطانیہ کی جدوجہد کا سلسلہ برابر قائم ہوا۔ فیصل  
ہفتے کے وقت سے نیپولین نے فرانس میں عہدہ اور مفید قوانین

جاری کئے تھے اور بے انتظامی اور فساد کو دور کرنے سے فرانس کو پھر ایک بڑی سلطنت  
کے درجے پر پہنچا دیا تھا۔ ۱۸۱۵ء میں وہ فرانس کا شہنشاہ ہو گیا۔ لیکن اس کی اولوالعزمی  
کسی اس سے بھی اونچے مرتبہ کی خواہشمند تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ تمام یورپ کو اپنا مطیع بنائے  
اور چونکہ برطانیہ ہی ایک ایسا آزاد ملک باقی رہ گیا تھا جو اس کی تمناؤں کا سنگ راہ تھا اس لیے  
اُس کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ جس طرح بن پڑے اس ملک کو خاک میں ملا دے  
چنانچہ ایک مرتبہ اُس نے علانیہ یہ خیال ظاہر بھی کر دیا کہ اگر کم چھ گھنٹے کے لیے آئینے انگلستان  
پر مسلط ہو جائیں تو ساری دنیا ہمارے قبضے میں آجائے۔

برطانیہ کی مشکلات جیسی جیسی بڑھتی گئیں اس کی بہادری اور شجاعت کے جوہر  
کھلتے گئے۔ ۱۸۰۵ء میں پیٹ دوبارہ وزیر اعظم مقرر ہوا۔ تین لاکھ سے بھی اوپر رضا کاروں  
کی جماعت اپنے ملک کی حفاظت کے لیے کمر بستہ ہو گئی اور نرسن فرانسس اور ہسپانوی ٹیرول  
انگلستان پر نیپولین کے حملے اور  
ہونے کی طاریاں ۱۸۰۵ء  
یہ بڑے انگلستان پر حملہ آور ہونے اور ان چوڑے پندے کی انتہا  
کی مخالفت کرنے کے لیے ملٹ آئے تھے جن میں وہ ایک لاکھ فوج

سوار کر کے ساحل انگلستان پر تارنا چاہتا تھا۔ لیکن رے میں اس فوج کے نزدیک ہسپانوی  
یہ بڑے کا مقابلہ سر رابرٹ کالڈر سے ہو گیا جس نے غنیمت کو کیڈز کے طور پر جگا دیا۔ اور نرسن  
نے جو حریف کی خبر پا کر اٹلے پاؤں ہوا سے باتیں کرتا ہوا پلٹا تھا فرانسس بیلے ستاریج  
جنگ ٹریفالڈر ۱۸۰۵ء ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء راس ٹریفالڈر کے نواح میں جالیا۔ اب وہ  
ایک کارزار پر جمع ہوا کہ وقوع میں آیا جس میں اس نامور رائیہ البحر نے اپنی جان اپنے

ملک پر نثار کر دی۔ جنگ کے نتیجے میں ہونے سے پہلے نرسن نے اپنی بکری جمعیت کو  
اس شہرہ آفاق پیغام سے مخاطب کیا کہ آج کے دن انگلستان اپنے ہر ایک فرد

افرض کی بجائے اودی کی امید رکھتا ہے۔ یہ دلولہ انگیز لفظ رستی دنیا تک انگیزیوں کے کان میں آگوشا کریں گے۔ بہادر امیر البحر اپنے جہاز سے وکٹری“ (فتح) کے عرشہ پر کھڑا ہوا کمان کر رہا تھا کہ اسے ایک بندوق کی گولی آگئی۔ زخم کاری تھا اور جان لبوں پر اچھکی تھی۔ لیکن دم توڑتے توڑتے اس نے فرانسیسیوں کی شکست کا شہدہ اپنے کانوں سن لیا۔ جو کام اس کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس سے عہدہ برآمد ہونے میں بہت مردانہ کا کوئی دقیقہ نہ تھا جو اس جوان مرد نے اٹھا رکھا ہے۔ اس کی ساری عمر خود احکام کی اطاعت میں نہ تھی اور وہ سادہ الفاظ جو اس کی زبان سے آخری وقت میں نکلے بہترین ترکہ ستے جو وہ اپنے ملک کے لیے چھوڑ سکتا تھا۔

برطانیہ کا سب سے بڑا اسیر البحر کام اچکا تھا اور وقت قریب تھا کہ اس کے سب سے بڑے مدبر کی حیات مستعار بھی پوری ہو جائے پٹ کی عمر نے اتنی وفا تو کی کہ اس نے فتح یافتہ لاکر کی خوش خبری سن لی لیکن نیا وہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ نیپولین کے مظفر و منصور ہونے کی جنگ اسٹریٹز اور پٹ کی فائنات و خشتناک خبر سچائی بن کر اس پر آگری۔ اسٹریٹز کے میدان میں جو اٹھنا کے قریب واقع ہے نیپولین نے اسٹریٹز اور روس دونوں کی فوجوں کو بتا دیا۔ ۲۔ دسمبر ۱۸۰۵ء شکست فاش دیکر ان دونوں طاقتوں کا خاتمہ کر دیا اور فرانس لکھتا ہے کہ واقعہ اسٹریٹز پٹ کی جان بیکر ہا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس حادثے کے بعد اس نے سر نہ اٹھا یا ۳۔ جنوری ۱۸۰۷ء کو جب ملک کے اس جاں نثار خادم نے وفات پائی تو اس کی صرٹ سینتالیس سال کی تھی۔

پٹ کی وفات پر فاکس نے لارڈ گرینول کے ساتھ مل کر ایک نئی وزارت بنائی جو ”وزارت جامع کمالات“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس وزارت کا یہ احسان تاریخ کو کبھی فراموش نہ ہو گا کہ رسم بڑھ فروشی کی موت فنی جس کے لیے پٹ اور اس کے احباب مدت سے وزارت جامع کمالات جدوجہد کر رہے تھے اس کی کوششوں سے عمل میں آئی۔ یہ حایہ فائدہ اور ویسلی کی پسند و تلقین نے جب سے ایک جماعت کشی میں مذہبی بیداری کی روح پھونکی تھی بعد دی بنی نوع کے جذبات میں ایک

عام میدان پیدا ہو گیا تھا اور لوگ اپنے اپنا جنس کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے متاثر ہونے لگے تھے۔ ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶

اور عفونت الگیز قید خانوں کی حالت کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ وہ ان نایاب زندانوں میں خود پیادہ پا جاتا تھا اور ہر وقت اس کو شش میں لگا رہتا تھا کہ کسی شخصیت زندہ قیدیوں کی مصیبت رفع ہو جائے۔ چالیس سال بعد ایک نیک نہاد بی بی منہ فرانی نے بھی اسی نیک کام کا بیڑا اٹھایا اور جان ہارڈ کی طرح اپنی زندگی محالیں انگلستان کی اصلاح کی کوششوں میں گزار دی۔ ۱۸۷۷ء میں دلبر نورس ٹامس کلاکسن اور زکارس میکلے نامی تین شخصوں نے

برودہ فردوسی کی سونوی

۱۸۷۳ء - ۱۸۷۴ء

اس تجارت کا بڑا حصہ انگریزوں کے ہاتھ لگایا تھا اور لوٹنڈی غلاموں کی خرید و فروخت سے زیادہ تر انگلستان ہی کے برودہ فروش ہاتھ رسکتے تھے۔ غلاموں کو جو خوفناک ظلم ہوتے تھے ان کی تفصیل سے قلم اڑتا ہے۔ غریب جھینوں کو برودہ فروش ان کے جھوٹوں سے جبراً پکڑ لاتے تھے اور جہاز کی تختہ بند منروں کے درمیان تنگ چوبی خانوں میں بھیر بکری کی طرح بند کر دیتے تھے جہاں بھوک پیاس کی آگے دن کی مصیبت اور دم گھٹنے کے عذاب کے علاوہ ان بدبختوں کو اور بھی انواع و اقسام کی عذوبتیں پہنچی پڑتی تھیں۔ عرصہ پرا انھیں کبھی کبھی لاکر تازہ ہوا ضرور کھلائی جاتی تھی اور جابک مارا کر انھیں اچھلنے کو دے پھر بھی مجبور کیا جاتا تھا تاکہ ان کے ہاتھ پاؤں کھل جائیں۔ لیکن یہ صرف انھیں زندہ رکھنے کی ترکیبیں تھیں تاکہ وہ کسی طرح نحاس تک پہنچ کر ٹھکانے لگ جائیں۔ جو غلام ہمار پڑتے تھے انھیں ان کے بیدار و سو اگر یا تو قتل کر ڈالنے تھے یا انھیں کھمندر میں بھینک دیتے تھے۔ ان ہمدرد ناک مظالم کا اکابر انگلستان کو بھی اچھی حاج علم تھا۔ لیکن غلاموں کی خرید و فروخت یا منفعت اس درجہ تھی کہ ان لوگوں نے جو اس تجارت سے مالا مال ہو گئے تھے ایک مدت تک برودہ فروشی کے مخالفوں کی ایک پیش نہ جانے دی اور کہیں بیس سال کی لگاتار کوشش کے بعد آخر ۱۸۰۷ء میں پارلیمنٹ اس مضمون کا قانون نافذ کر کے کہ ہر شخص کسی برطانوی جہاز میں غلاموں کو فاکس کا انتقال نہ کرے۔ تب ہی فروخت لیمبا سے گناہ مجرم قرار پائے گا۔ فاکس جس نے اپنی ساری عمر اس کوشش میں گزار دی تھی کہ برودہ فروشی موقوف ہو جائے اس قانون کا نفاذ دیکھتے ہی نہ دیکھتے پایا اور ۱۸۰۷ء کو ہو گیا۔ اگرچہ اس قانون سے

بروزہ فروری تک گئی لیکن برطانوی نوآبادیوں میں اس کی وجہ سے غلامی موقوف نہ ہوئی بلکہ اور  
اتھارٹیس سال یعنی ۱۸۳۳ء تک بدستور قائم رہی۔

ادھر تو برطانیہ اپنے نظام حکومت کی اصلاح میں مصروف تھا اور پنپولین اسکی تجارت  
کی برادری کے منصوبے باندھ رہا تھا۔ لٹاٹھ میں روس اور پروشیا پر ایک اونٹنی پھر  
اور جیٹا کی مشہور جنگ جیت کر وہ قریب قریب سارے یورپ کا مالک ہو گیا اب  
اُس نے ۱۸ نومبر ۱۸۳۳ء کو برلین سے ایک فرمان جاری کر کے تمام برطانوی بندہ گاہوں  
کی ناکہ بندی کا اعلان کر دیا اور براعظم یورپ کی اقوام کو ہمایش کر دی کہ برطانیہ کے  
فرمان برلین ۲۱ نومبر ۱۸۳۳ء کے ساتھ تجارت نہ کریں۔ انگلستان کے سوداگروں کو اس سے

سخت نقصان پہنچا اور روس کے سلطنت نے پنپولین کے  
فیصلے کے جواب میں فرانس اور اس کے حلیفوں کی تمام بندہ گاہوں کی ناکہ بندی کا اعلان  
کر دیا۔ اسی کے ساتھ آئینوں نے ماہ ستمبر ۱۸۳۳ء میں ڈنمارک کے جنگی بیڑے کو بھی  
گرفتار کر لیا اس لیے کہ یہ جب گرم تھی کہ چارین بیڑا۔ اگر انگلستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔  
یورپ کے بندہ گاہوں کی اس ناکہ بندی نے انگلستان اور امریکہ کے تعلقات میں  
کشیدگی پیدا کر دی جس کی وجہ یہ تھی کہ امریکہ کے جوہاں ڈفرنس کے ساتھ تجارت کرتے تھے  
اب انگریزوں کی گرفتاری کی زد میں آ گئے۔ کچھ تو اس مزاحمت سے اور کچھ اس واقعہ سے  
برہم ہو کر کہ امریکہ کے جہازوں کی تلاشی برطانیہ کے بھاگے ہوؤں کو پناہ دینے کے شبہ میں  
کی گئی تھی امریکہ کی کانگریس نے ۱۸۳۳ء میں برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اس جنگ کا  
سلسلہ ۱۵ اگست تک قائم رہا۔

جنگ پنپولین کی فوجیں ہر جگہ کامیاب ہو رہی تھیں اور وہ یورپ کے ملک اپنے  
بائی بندہ دین باطل رہا تھا لیکن اس ملک گیری کے رکھنے کا زمانہ قریب آچلا تھا۔ ماہ مئی ۱۸۳۳ء  
میں ہسپانیہ کے شاہی خاندان کا ایس میں تنازع ہو گیا جس سے پنپولین کو یہ موقع مل گیا کہ تاج ہسپانیہ  
ہسپانیہ کے تاج تخت اپنے بھائی جوزف بونا پارٹیا کے سر پر رکھ دے۔ ساتھ ہی اس  
پرنپولین کا قبضہ اور پرگال نے پرتگال پر حملہ کر دیا اور اس ملک کے نائب لاپلٹین نے بھاگ کر  
برازیل میں پناہ لی۔ پنپولین نے ہسپانیہ کے تخت پر اپنے بھائی کو  
بیٹھا تو دیا لیکن ساری عمر میں اس نے ایک ہی غلطی ایسی کی جس کی

تلافی اس کے ارکان سے خارج تھی۔ ہسپانیہ کے خوددار باشندوں نے جب دیکھا کہ ایک ایسا شخص اُن کی مرضی کے خلاف اُن کا بادشاہ بنادیا گیا ہے جسے کل تک کوئی پوچھتا بھی نہ تھا تو اُن کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی ہر جگہ بغاوتیں برپا ہو گئیں اور ہسپانیوں نے برطانیہ سے مدد مانگ کر بھیجی۔

اس واقعے کے ظہور سے کچھ ہی دن پہلے سر آرتمر ولزلی (جو بعد میں امیر ونگٹن کے لقب سے ملقب ہوا) ہندوستان میں ۱۸۰۵ء سے لیکر ۱۸۰۶ء تک مرہٹوں کا کاسیانی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد انگلستان واپس آیا تھا اور وزیر آئر لینڈ مقرر ہوا تھا۔ جارج کینگنگم نے جو ایک فوجی اور ہونہار تاجر تھا، ہسپانیہ کی فریڈرک کان دھرنے اور جزیرہ نمائے ہسپانیہ میں نیپولین سے لڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ دو مکتبہ سی فوجیں ولزلی اور جرنیل سرجان مور کے ماتحت فوراً برٹنکل روانہ کر دی گئیں اور وہ لڑائی جو "جزیرہ نما کی جنگ" کے نام سے مشہور ہے شروع ہو گئی۔ جیسی خرابی یہ تھی کہ اس ہم پر جو

فوجیں بھیجی گئیں اُن کی تعداد بہت ہی قلیل تھی اور ولزلی اور مور جبر لڑنے کے گورنر اور ایک درافٹر ملٹی کے ماتحت کر دئے گئے۔ پس اگرچہ ولزلی نے فرانسیسی جرنیل جو نویریرو کے مسیدان میں ۱۸ گھنٹے ۱۸۰۵ء کو فتح تو پا لیکن وہ اس فتح سے بڑا فائدہ نہ اٹھا سکا بلکہ اس کے افسر نے سترائے کے مقام پر فرانسیسیوں کے ساتھ ۱۰ اگست کو صلح کر لی اور ولزلی انگلستان واپس بلا لیا گیا۔

اب سرجان مور کو حکم ملا کہ ہسپانیہ کی طرف پیش قدمی کر کے ہسپانوی فوج کے ساتھ جا لے۔ لیکن رستے میں اسے معلوم ہوا کہ نیپولین میدان جنگ میں خود آ پہنچا ہے اور ہسپانوی لشکر کا کام تمام کر کے میڈرڈ کی جانب بڑھ رہا ہے۔ نیپولین کے پاس ستر ہزار فوج تھی۔ اس کے انگریزی فوج کی ہسپانی اور جنگ لڑنے کے مقابلے میں انگریز نصف پچیس ہزار تھے۔ یہ دیکھ کر مور نے جو ایک بہادر اور آزمودہ کار افسر تھا ساحل کی طرف پلٹ جانے اور اپنی فوج کو جہازوں پر سوار کر کے رخصت ہو جانے کا فیصلہ کر لیا۔ جس

صفائی سے وہ ہسپانہ ہوا اور اپنے لشکر کو خطرے سے نکال لے گیا وہ اس کی سپہ سالاری کا کمال ظاہر کرتا ہے پہلے اُس نے سیدھا دیگو کا رخ کیا۔ اور نیپولین کو جو تعاقب میں تھا اپنی گردنک نہ پہنچنے دیا۔ مگر رستے میں خبر ملی کہ اس بندرگاہ سے فوجیں جہاز پر سوار نہ ہو سکیں گی۔ پس کہ اُس نے کارناکی راہ لی جو علاقہ کلیشیا کی ایک بندرگاہ ہے۔ ۱۰۔ جنوری کو جب وہ یہاں پہنچا



تو معلوم ہوا کہ انگریزی بیڑے کو مخالف ہواؤں نے سمندر میں بہک رکھا ہے۔ بیڑے کو آتے آتے چاروں لگ گئے۔ اسٹے میں فرانسیسی فوج بھی مارشل سولٹ کی قیادت میں آہنچی اور حملہ کے لئے صف بستہ ہو گئی۔ ۱۶۔ جنوری کو دوپہر ڈھائی فرانسیسیوں نے اٹلہ شہر فتح کر دیا۔ انگریزوں نے برابر کا جواب دیا اور مقابلہ میں یامردی اور ثابت قدمی دکھائی۔ فرانسیسیوں نے ۲۔ ہر طرف ترک اٹھائی اور انگریزی فوج تین ہزار فرانسیسی لاشیں میدان میں چھوڑ کر آدھی رات ہوتے ہوتے جہازوں پر سوار ہو گئی۔ لیکن اسکاٹلینڈ کا وہ بہادر فرزند جس نے اپنی فوج کو پالیا تھا خود مارا گیا اور اس کے رفیق اسے میدان جنگ ہی میں دفن کر کے چپ چاپ غم کی تصویر بنے ہوئے رخصت ہو گئے۔ انگلستان کے شاعر ولف نے دو جنازہ سر جان مور کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے جس میں اس واقعے کی تصویر اس طرح کھینچی ہے۔

کہیں بلند کوئی ماتمی نوا نہ ہوئی۔ جب اسکی لاش کو لشکر جلا اٹھائے ہوئے کوئی ٹفنگ سلامی کے واسطے نہ چلی۔ کہ تھا سکوت صفت عزت بچھائے ہوئے تمام فوج کے افسر تھے سر جھکائے ہوئے وہ ۱۔ اپنے خون میں تھکا آپ ہی نہاٹے ہوئے نہ کوئی مرثیہ ہے نقش سنگ تربت پر جہاں زمانہ ہوا لگم اسے بنا کے ہوئے وہاں وہ آپ ہے یا اسکی شان عظمت ہے

ہسپانوی فوج کی تباہی اور مور کی ہسپانی کی خیر جرب انگلستان پہنچی تو انگریزوں کے حوصلے پست ہو گئے لیکن کیننگ نے ایک بہت بڑی فوج فراہم کر کے ولزلی کو اس کی سرداری دی اور اسے فوراً برنگال بھیج دیا۔ ولزلی برابر چار سال تک فرانسیسیوں سے لڑتا رہا اور اس عرصے میں نیپولین کے قابل ترین جرنیلوں کو شکستیں دے دے کر اس نے سرزمین سپانیہ سے باہر نکال دیا۔ ابھی تک اسے وہ شہرت حاصل نہ تھی جو نیپولین کے حصے میں مل چکی تھی۔ دوران جنگ میں فوجی کلک اور رسد اسے کبھی کافی مقدار میں دستیاب نہ ہوئی۔ اس کا دلکش اور نیپولین مقصد بھی بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ اپنا فرض منصبی بجالاتا رہے اور اپنے کام سے کام رکھے۔ لیکن اس بات کا اسے پختہ یقین تھا کہ حتیٰ و راستی کا پلہ اسی کے طرف جھکا ہوا ہے اور انجام کار وہ اس ظالم پر ضرور غالب آئے گا جو تمام یورپ کو پا مال کر رہا ہے۔ وہ اپنے سپاہیوں کی جان کو بہت قیمتی

سمجھتا تھا اور انھیں کبھی غیر ضروری خطرے میں نہ ڈالتا تھا بخلاف اس کے نپولین اپنی فوج کو بے دریغ کٹا دیتا تھا۔ وزلی کو اس بات کا بھی بڑا خیال رہتا تھا کہ اس کے لشکر کا ریا کو نوٹھنے نہ پائیں۔ وہ جو چیز لیتا تھا اس کے دام میں وقت چکا دیتا تھا۔ غرض پورے استقلال اور ثابت قدمی سے کام لیکر اس نے جدید تاریخ ثابت کر دیا کہ فرانسیسی افواج پر فتح حاصل کی جا سکتی ہے اور اس طور پر اس نے وہ ظلم توڑ دیا جس کے زور سے نپولین نے تمام یورپ پر اپنی سطوت کا سکہ جا رکھا تھا۔

وزلی نے مارشل سواٹ کو بتایا کہ ۱۲۔ مئی اور لو کے میدان میں شکست دی اور ۲۰۔ جولائی ۱۸۱۵ء کو مارشل وکر ڈیہ بمقام تلاویرا فتح پائی۔ اس فتح پائی کے صلہ میں حکومت انگلستان نے اسے امیر ونگلٹن کے لقب سے سرفراز کیا۔ جنگ تلاویرا کے بعد وہ پیچھے ہٹتا ہوا پرتگال چلا آیا جہاں موسم سرما میں اس نے قلعوں کے تین سیمک سلسلے تعمیر کیے جو تارس و ڈراس کے مورچوں کے نام سے مشہور ہیں۔ چنانچہ جب ۱۸۱۵ء میں مارشل میدان ہسپانیہ میں ونگلٹن کی فتوحات خدمت پر مامور ہوا کہ انگریزی فوج کو جاکر سمندر میں دھکیل دے تو پہلے تو اسے بتایا کہ ۲۹۔ ستمبر ۱۸۱۵ء بوساکو کے معرکے میں شکست ہوئی اور

اس کے بعد اسے پہلے خط و فاع پر پہنچ کر رکنا پڑا۔ سرچر بند انگریزی فوج پر حملہ کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ حملہ آوروں کے پاس رسد بھی نہ تھی۔ اس لیے کہ ونگلٹن نے تمام فصلیں تباہ کر دی تھیں اور اس پاس کے علاقے میں کوئی مویشی نہ رہنے دیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مینا کی پینٹا الیس ہزار فوج کچھ تو چھوٹی چھوٹی ٹامٹ بھڑوں میں کچھ بیاری سے اور کچھ بھوک کے عذاب سے تباہ ہو گئی اور اسے مجبوراً ہسپانیہ کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ یہاں ہسپانیوں نے سلع دے ستے کوہ و دشت میں پھیل کر رکھے تھے جو اپنی کیگن ہوں سے شکل نگار فرانسیسی فوج کا قافیہ تنگ کرنے لگے۔ پیچھے پیچھے ونگلٹن کی فوج بھی جس نے آگے بڑھ کر فرانسیسیوں پر پلے در پلے حملے کیے اور متعدد معرکوں میں فتوحات حاصل کیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور پانچ معرکے ہیں۔ سیوڈا ڈا ڈریگو اور باوجوز کے قلعے ۱۸۱۲ء کی دولا ایوں میں منہ ہوئے۔ جنگ سلامتکا ۱۸۱۳ء اور جنگ وٹوریا ۱۸۱۳ء میں واقع ہوئی اور سینٹ سباٹین کا طویل محاصرہ ۱۸۱۳ء کے موسم سرما میں ہوا جس کے ساتھ ہی ہسپانیہ میں فرانسیسی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔

ولنگٹن کی فتوحات نے ہسپانیہ کو آزاد کرنے کے ساتھ اقوام یورپ کے بھی حوصلے بڑھا دیے اور ان کو اس قابل کر دیا کہ اپنے مشترک دشمن کے خلاف مردانہ وار اٹھیں۔ اسکو کی آتشزدگی اور فوجیوں نے پولینڈ نے جس کے سر میں ابھی تک ملک گیر کاسو دیا ہوا کی سیاسی مسئلہ۔

لیکن روس پر چڑھائی کی اور ایک خونریز جنگ کے بعد۔ روس پر چڑھائی کو بوروڈینو کے میدان میں ہوئی لیکن کرتا ہوا اسکو چاہیجا۔ لیکن روس پر چڑھائی کو بوروڈینو کے میدان میں ہوئی لیکن کرتا ہوا اسکو چاہیجا۔ روس پر چڑھائی کو بوروڈینو کے میدان میں ہوئی لیکن کرتا ہوا اسکو چاہیجا۔ روس پر چڑھائی کو بوروڈینو کے میدان میں ہوئی لیکن کرتا ہوا اسکو چاہیجا۔

پولینڈ کا تخت سے علیحدگی یہ یورش اس بلا کی تھی کہ لٹھرن باڑن اور ڈرسڈن کے تین ملکوں میں اسے فتح پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ لیکن اب وہ چاروں طرف سے دشمنوں کے حجوم میں گھر چلا تھا۔ چنانچہ لاپنبرگ کے میدان میں ۱۹ اکتوبر ۱۸۱۳ء کو تین دن کی مسلسل جنگ کے بعد اس نے شکست فاش کھائی اب وہ دریائے راین کے کنارے کی جانب ہٹ آنے پر مجبور ہو گیا اور ۱۸ اکتوبر کے ادھل میں اپنے دشمنوں کے ہڈیوں کا مقابلہ جبری پامردی سے کرتا رہا۔ لیکن بالآخر جب ۲۱ مارچ کو اس کے حریف فائنڈلینڈ سے پیرس میں داخل ہوئے تو وہ سخت سے دوست برقرار ہو گیا۔ اور بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۸۱۴ء جزیرہ البانی بھیج دیا گیا۔

نوجوان ولیعهد فرانس جس کا انقلاب فرانس کے دوران میں انتقال ہو چکا تھا کوئی مفہم کہلاتا تھا اس لیے اب کوئی یازدہم کا سجائی تخت پر بٹھایا گیا اور کوئی ہندوہم کے لقب سے لقب ہوا۔ لیکن ابھی تک کچھ چنگاریاں دبی ہوئی تھیں جو بفرنگ کر لپکتے شعلے کی صورت اختیار کرنے والی تھیں۔ صلح کو پورے کیا رہا۔ چینی بھی نہ ہوئے تھے کہ یورپ بھر میں اس خبر نے تھلک ڈال دیا کہ پولینڈ

نیپولین کی دہائی۔ ۱۸۱۵ء  
جزیرہ آلبا سے فرار ہو گیا ہے اور کیئنے کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہو کر اپنے دیرینہ رفیقوں اور ہوانو اہوں کے ایک

بہت بڑے جہتھے کے ساتھ پیرس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ نیپولین کی اس پیش قدمی کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس کی سرعت کا یہ عالم تھا کہ تین ہفتے کے اندر اندر تخت شہنشاہی نے پیرس کے قدم پوم لیے اور شاہ فرانس کو راڈگرز اختیار کرنی پڑی۔ اور اتحادی ریاستیں بھی مقابلے کے لیے بے درنگ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ولنگٹن جو وینا گیا ہوا تھا ماہ اپریل ہی میں برسلز پہنچ گیا اور برطانوی پروشیا کی آسٹری اور روسی فوجیں حملہ آوری کے لیے جمع ہونے لگیں۔ اس وقت صرف برطانیہ اور پروشیا کی فوجیں کیل کا سنٹ سے لیس تھیں۔ نیپولین اس فکر میں تھا کہ انھیں آئیس میں ملنے نہ دے اور پہلے ہی الگ الگ دونوں سے سمجھ لے۔ چنانچہ بتایا ۱۶۔ جون آئیس پروشیا کیوں کو لگنی کے میدان میں شکست بھی دی لیکن ولنگٹن نے اسی دن کو اٹریکھ مقام پر فرانسیسی جرنیل مارشل نے کو زک دے کر واٹرلو کے گاؤں کے قریب جو برسلز سے نو میل کے فاصلے پر واقع ہے سینٹ جین کی پہاڑیوں پر مضبوطی سے اپنے مورچے جمائے۔

۱۸۔ جون کو نیپولین اور ولنگٹن کا پہلی مرتبہ دو بدو مقابلہ ہوا۔ جو فوج ولنگٹن کی ماتحتی میں دی گئی تھی اس کو لڑانا بڑا ہی دقت طلب کام تھا اس کے قریب قریب تمام کارٹوز سپاہی امریکہ کے میدان جنگ میں بھیج دیے گئے تھے۔ اس کی انگریزی فوج کے سپاہی نو عمر اور نا تجربہ کار تھے۔ اور اس کی آدھی سے زیادہ جمعیت ندرلینڈ ہینڈورنساڈ اور برنزوک والوں کی تھی۔ پروشیا والے جو اس کے حلیف تھے ابھی تک اس سے بہت دور تھے۔ البتہ پروشیا کی سپہ سالار بلوئر کا قاصد بریوں تاہج کو یہ پیغام لایا تھا کہ اس کی فوج کل تک سہ پہر سے پہلے ہی یلغار کرتی ہوئی ولنگٹن کی فوج کے جنگ واٹرلو ۱۸ جون ۱۸۱۵ء

ساتھ آئے گی۔ اٹھا ہوں جون والے دن دوپہر کے وقت نیپولین نے آگے بڑھ کر حملہ کر دیا۔ اس وقت ولنگٹن زیادہ سے زیادہ صرف اتنا کر سکتا تھا کہ لگ بھگ اپنے جگہ پر جا رہے فرانسیسی رسالے برطانوی پہلی فوج کی صفوں پر جو شکل مچ رہا جائے آہنی دیواروں کی طرح اپنی جگہ قائم تھیں۔ کبھی ایک سمت سے کبھی دوسری سمت سے رہ رہ کر حملے کرتا تھا اور ہر دفعہ ان کی

توپ و تفنگ کی برستی آگ سے جسم ہو کر رہ جاتا تھا۔ اسی حالت میں دوپہر وصل گئی اور چار بجے تک۔ دن بھر کی تھکی ماندی انگریزی فوج اپنے طیفوں کے انتظار میں چشم براہ تھی۔ لیکن ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ آخر پانچ بجے کے قریب معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج کا پریشانی فوج کے ساتھ نظروں سے اوجھل کسی مقام پر مقابلہ ہو رہا ہے۔ پریشانی فوج غلیم کی غصوں کو چیرتی ہوئی برابر طبعی جلی آگئی۔ سات بجے تھے کہ فرانسیسیوں نے جان ڈھونڈ کر برطانوی بہت پر ایک آخری حملہ کیا اور اس میں بھی منہ کی کھائی اور میدان سے فرار ہو گئے۔ حتیٰ کہ اگر پریشانی فوج عین وقت پر نہ پہنچ جاتی تو غلیم نشانہ بن کر بھی مارا جاتا۔ اسی وقت سے اوپر فرانسیسی ہمت رست اور برطانوی فوج کے بھی حیرہ ہوا۔ سپاہی کام آئے۔ اتنا بڑا نقصان بان تو ہوا لیکن آخربنگ ختم ہو گئی۔ نیولین جنگ کو پیرس چلا گیا۔ اور اپنے بیٹے کو تخت سے کر خود دست بردار ہو گیا۔ نیولین کی وفات ۱۸۱۵ء

لیکن یہ دیکھ کر کہ تمام بندرگاہوں پر پہرے بیٹھے ہوئے ہیں اور بیچے لگائے کہ تمام راستے بند ہیں اس لئے اپنے آپ کو برطانوی جہاز بلرٹان کے ناخدا کپتان بسٹ لینڈ کے حوالے کر دیا۔ انگریز اسے جزیرہ سینٹ ہلینا میں لے گئے جہاں اس کی نظر بندی احتیاط کے ساتھ ہوئی اور وہیں ۵ مئی ۱۸۱۵ء کو اس نے انتقال کیا۔ لوی ہنر وہم اب پیرس واپس آگیا اور تین سال تک اتحادی فرانس پر قابض رہا تا آنکہ انقلاب حکومت کے تمام خدشے مٹ گئے۔ اس دن سے لیکر آج کے دن تک اگرچہ فرانسیسی اور انگریز شہر و شکر تو نہیں ہوئے لیکن اس کوشش میں لگے رہے ہیں کہ دونوں قوموں کے درمیان مصالحت کی راہ نکل آئے اور جب کبھی میدان میں آئے ہیں تو ہمیں حلیف بن کر اس میں حریف ہو کر مقابلہ پر نہیں آئے۔

جب صلح کا اعلان ہوا تو انگریزوں کی حالت مارے خوشی کے دیوانوں کی سی ہو گئی۔ حصول آزادی کی خاطر اٹری سے جو ٹیک کا زور لگاتے لگاتے انھیں یورپ صفا شہر پر ۱۸۱۵ء بارہ سال ہو گئے تھے اور گزشتہ تین سال کا زمانہ رملہ استہائے متحدہ امریکہ کے ساتھ جنگ کرنے میں بسر ہوا تھا جس میں

کناڈا کے ہاتھ سے نکل جانے کا گھٹکا لگا ہوا تھا اور ابھی پچھلے ہی دنوں ۱۸۱۵ء

کے اہل میں امریکہ کے ساتھ سیاح ہوئی تھی اگرچہ اس عرصہ میں تجارت کو ایک حد تک فروغ ضرور ہوا اس لئے کہ صرف برطانیہ ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں جنگ کے شرابے اڑ کر نہ پہنچنے پائے تھے اور اس کے علاوہ مل تجارت کا جہازوں میں لازماً زیادہ تر انگریزوں ہی کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن پھر بھی محصولات کی بڑھی ہوئی شرح اناج کے چڑھے ہوئے بھاؤ اور جنگ نے ہر شخص کے چپکے چھڑا رکھے تھے۔ ۱۸۱۳ء میں بادشاہ جو ایک عرصہ دراز سے مارضہ بخل دماغ میں مبتلا تھا بالکل ہی مصلوب الحواس اور فاجر العقل ہو گیا۔ اور شہزادہ ویلز نائب السلطنت قرار پایا۔ پارلیمنٹ جنگ کے معاملات شہزادہ ویلز بمبیسٹنٹ نائب السلطنت میں اتنی مصروف تھی کہ وزراء اعظم امریکہ پر ہورٹینڈو ۱۸۱۳ء ۱۸۱۴ء غایت ۱۸۱۴ء مر ۱۸۱۵ء غایت ۱۸۱۵ء ۱۸۱۶ء غایت ۱۸۱۶ء اور لارڈ لیبرل ۱۸۱۶ء غایت ۱۸۱۷ء کوئی اصلاحات کر سکا

کوئی موقع ہی نہ ملا۔ اسی کے ساتھ اس بے چینی اور انتشار نے جو واقعہ انقلاب فرانس کا پیدا کیا ہوا تھا قوم کی تمام جماعتوں کو ایک دوسری کی طرف سے بظن کر رکھا تھا صلح کے بعد جب پہلا جوش فرو ہوا تو قوم کو اس طویل و مدید جنگ کے گونا گوں اثرات محسوس ہونا شروع ہوئے۔

قومی قرضہ کی مقدار بڑھ کر چوراسی کروڑ پاؤنڈ ہو گئی تھی اور سارا ملک اس قرضے کے بوجھ تلے دب چلا تھا۔ اگرچہ ۱۸۱۴ء میں ایک قانون عمل میں آچکا تھا جس کی رو سے جنگ انگلستان طلبائی سکے میں رقوم ادا کرے۔ لے لگتا تھا لیکن پھر بھی کاغذ زر کی ایک مقدار کم تر ملک میں موجود تھی۔ فوج اور بیڑے کے برطرف شدہ سپاہیوں اور ملاحوں نے میدان جنگ سے واپس آکر بے کاروں کی تعداد اور بڑھا دی۔ کارخانے داروں کے پاس جنموں نے دوران جنگ میں سامان حرب بہم پہنچایا تھا مزدوروں کے لیے کوئی کام نہ رہا۔ اور اہل حرفہ کی حالت بھی تیلی ہو گئی غیر ممالک سے اجناس کے بکثرت قانون غلہ کی تنقیض ۱۸۱۵ء درآمد ہو سکے باعث تلے کا بھاؤ گر گیا کاشتکاروں اور زمینداروں نے چپکے لیے یہ ارزانی موجب نقصان تھی پارلیمنٹ ۱۸۱۵ء

کہہ سن کر تلے کا ایک قانون ۱۸۱۵ء میں نافذ کر لیا جس کے بموجب ۱۰ شلنگ فی کوٹر (دو کلوٹر سن) سے کم نرخ پر اناج کی درآمد ممنوع قرار پائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۸۱۶ء

نقص اچھی نہ ہوئی تو تمام ملک میں قحط پڑ گیا۔ اب ہر طرف بلوے ہوئے گئے۔ ضلع کینٹ کی زراعت ہمیشہ آبادی میں الگ شورشیں پیدا ہو گئی۔ انگلستان کے اضلاع متوسط و مغربہ کے کان کن اور زغال بردار الگ فسادیں برپا کئے۔ ادھر نائنگھم میں ایک جماعت جو کپڑوں کی مخالفت کے باعث ”آئرشکن“ کے نام سے موسوم تھی پہلے اسے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور کارخانوں میں جا جا کر کلوں کو توڑنے پھوڑنے لگ گئی چار سال تک حکومت کو طح طح کی اندرونی مشکلات کا سامنا رہا۔ ویکلی پولیٹیکل رجسٹر (مہفتہ نامہ سیاست) کے نام سے ولیم کلاپٹن نے ایک اخبار نکالا جس میں فردوسی پستہ جماعت کو یہ تعلیم دی جاتی تھی کہ پارلیمنٹ کی اصلاح سے ان کی تمام مشکلات و مصائب مایوس ہو کر قتل عام آگئے۔ ان کا خاتمہ ہو جائے گا سیاسی جلسے اس کثرت سے منعقد ہونے لگے اور ان جلسوں کا رویہ ایسا اندیشہ ناک ہو گیا کہ حکومت کو قانون شہادت ذاتی پھر معطل کرنا پڑا۔ اور چونکہ مایوسیت میں ایک ہنگامہ ہو گیا تھا جس میں فوجی سواروں کے ہاتھوں پچاس سے اوپر آدمی سخت مجروح ہوئے تھے اس لیے پارلیمنٹ نے رعایا کی آزادی کم کرنے کے لیے چھ تعزیری قوانین جاری کیے جو ”قوانین تشنگانہ“ کے نام سے موسوم ہوئے۔

نائب السلطنت سے کبھی نہایت ہی لوگ بیزار تھے۔ ۱۸۵۷ء میں اس نے ایک حسین و جمیل بیوہ مسٹر فز ہربرٹ سے عقد کیا تھا لیکن چونکہ وہ مذہباً رومن کیتھولک تھی اور اس کے علاوہ ”قانون مناکحت خاندان شاہی“ مصدرہ ۱۷۷۱ء کی رو سے شاہی خاندان کے کسی رکن کو بادشاہ کی اجازت کے بغیر ۲۵ سال سے کم عمر میں عقد کرنے کا اختیار نہ تھا اس لیے یہ شادی قانوناً ناجائز تھی۔ غرض ۱۸۵۹ء میں ولیعہد نے مسٹر فز ہربرٹ سے کنارہ کش ہو کر ایک پھوپھو اور بدسلوٹہ عورت شہزادی کیرولائن رئیسہ برنزوک سے نکاح شہزادی شاروٹ کی وفات کر لیا۔ مگر میاں بی بی میں بہت جلد ان بن ہو گئی۔ اس شہزادی کے بطن سے ایک ہی لڑکی شہزادی شاروٹ جسے رعایا دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھی پیدا ہوئی۔ اس کا عقد سیکسن کو برگ کے

امیر شہزادہ لیو پولڈ سے ہوا۔ لیکن عمر نے وفات نہ کی۔ ۶۔ نومبر ۱۸۷۱ء کو عین عالم شباب میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کا اکلوتا بچہ بھی اسی کے ساتھ چل بسا۔ اب ولیعہد کا

کوئی اصل ہی وارث برقی نہ رہا۔ بادشاہ کے تین بیٹوں میں سے جن کی شادیاں ۱۸۱۸ء میں ہوئیں صرف امیر کیرنٹ ہی مقبول خاص و عام تھا۔ اس نے شہزادہ لیوپولڈ کی شاہی خاندان کی عروسیاں بہن سے عقد کیا۔ اور جاری ملکہ الگرڈ ریٹا وکٹوریہ آجٹائی جو ۱۸۱۹ء میں شہزادہ کو پیدا ہوئی اسی کی بیٹی تھی۔ مگر اس کا سن ابھی آٹھ ہی برس کا تھا کہ باپ کا سایہ ہمیشہ کے لیے اس کے سر سے اٹھ گیا۔

جارج ثالث کی عمر کا رشتہ وراثت قطع ہونے کے قریب تھا۔ اگرچہ دنیا کی جلاتی ہی تھی حواس مختل ہو چکے تھے اور غلطیاں بھی اُس سے رہ رہ کر بہت سی سرزد ہوتی تھیں ثالث کی وفات ۱۸۲۰ء میں ہوئی لیکن پھر بھی اس ویرینہ سلل بادشاہ کے ساتھ رعایا کو بڑی محنت تھی چنانچہ جب بیانیسی سال کی عمر یا کفر مانروائی کے ساتھ ۱۸۲۱ء میں ۲۹۔ جنوری ۱۸۲۱ء کو اس کی آنکھ بند ہو گئی تو ساری قوم رنج و غم میں ڈوبی ہوئی تھی سمیت نشینی کی وقت سے جبکہ وہ فوجانی کے خوش حال اسے کیسا تھمت پر بیٹھا تھا۔ کہ میں رعایا کو دکھا دوں گا کہ بادشاہوں کی شان کیسی ہوا کرتی ہے، اس وقت تک بڑے بڑے عظیم الشان واقعات فہور میں آچکے تھے۔ امریکہ ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ ہندوستان پر انگریزی حکومت تسلط طعنا چکی تھی۔ پٹ خرابیوں کی اصلاح کر کے ملک کو عروج پر لا چکا تھا۔ انگلستان کی تباہی میں نیپولین ایٹری سے چوٹی تک کا زور لگا چکا تھا۔ اور رٹسن اور لینکلن اُس کی ڈوبتی ناؤ کو بہنور سے نکال کر ساحل نبات پر لا چکے تھے۔ آئرلینڈ اپنا نام برطانیہ کو دے چکا تھا۔ اور میں امید رکھتی جا رہی تھی کہ اس ظاہری یکجہتی کے ساتھ یہ دونوں ملک ایک دن دل سے بھی الگ ہو جائیں گے۔ برطانیہ اُس ناپاک دھبے کو جو جیشی غلاموں کی خرید و فروخت نے اس کے دامن پر لگا رکھا تھا دھو چکا تھا اور ۱۸۲۱ء میں برطانوی اور ولندیزیٹریے البحر یا پر گولہ باری کر کے وہاں کے مقامی فرمانروا کو اُن تمام مسیحیوں کی رہائی پر مجبور کر چکے تھے جنہیں فرمانروائے مذکور نے بدامنی کے پر آشوب ایام میں گرفتار کر کے لوندی غلام بنالیا تھا۔

ان سیاسی واقعات کے پہلو بہ پہلو علمی ایجادات و اکتشافات کی ترقی بھی جاری تھی۔ ۱۸۲۰ء میں امریکہ کے دو موجد فلٹن اور لوگسٹن نامی ایک دفائی انجن کی مدد سے اکتشافات و ایجادات ایک جہاز کو دریا ئے ہڈسن کے دھارے دھارے



نیویارک سے الہی تک لے گئے۔ اور سال ۱۸۹۰ء میں ایک دغانی جہاز دو کشتیاں نہ کلاؤڈ کے اندر کھینچ کر لے گئی۔ دغانی گاڑیوں کی ایجاد کا بھی کسی صناعتوں کو خیال آیا، لیکن ان کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ نئی نئی کلوں کی ایجاد اور برطانیہ کی بحری قوت کی بدولت تجارت و صنعت و حرفت میں بہت بڑی ترقی ہو گئی اور انھیں لڑائیوں کے دوران میں فرانس میں لیپارک کیودیر اور لیواڈیر اور انگلستان میں اہل دیوٹی اور پریسٹیج جیسے مشاہیر اپنے شاندار گفتگوات سے معلومات انسانی میں اضافہ کرتے چلے جاتے تھے۔

ادبیات میں الزبتھ کے عہد کے بعد یہ سب سے زیادہ قابل ذکر دور تھا۔ آدم اسمتھ کی کتاب ”ویلث آف نیشنس“ دولت اقوام کے بارے میں شائع ہوئی رابرٹسن کی تصانیف ”دو تاریخ اسکاتلینڈ“ دو قانع شہنشاہ چارلس پنجم اور تاج امریکہ ۱۷۷۶ء اور ”کے“ یا ”درمیانی زمانے میں سپر قلم نویس۔ نورنگن کی مشہور تصنیف ”دو اسکاتلینڈ ناٹان وی رومن ایپار“ ۱۷۷۶ء اور ۱۷۷۷ء کے درمیان لکھی گئی۔ انگلستان کا مشہور ادیب سمویل جانسن ۱۷۷۱ء تا ۱۷۹۱ء جو درشت کلامی کے باوجود نیکلی کے جوہر سے آراستہ تھا اپنی یادگار زمانہ ”ڈکشنری“ (فرہنگ) جارج ثانی کے عہد میں شائع کر چکا تھا لیکن وہ بھی گولڈ اسمتھ کے نوہ خواں معاصرین میں سے ہے جس نے ۱۷۷۱ء سے لیکر ۱۷۹۱ء کا زمانہ پایا ہے اور جس کی کتاب ”وکار آف وکیلڈ“ (وکیلڈ کا پادری) اور ”ڈوڈلڈ و لچ“ (اجڑی بستی) اور نیز دوسری تصانیف سب کی سب جارج ثالث ہی کے زمانے میں شائع ہوئیں۔ ٹائلر کے فن میں گولڈ اسمتھ کی کتاب ”رشی اسٹوپس ٹو کانکر“ یا خیر یڈن کی تصانیف ”رالیوس“ اور ”اسکول فار اسکندلس“ سے زیادہ دلفریب کتابیں جاری نظر سے کم گزریں گی۔ ان ناٹکوں کے تماشے کے لیے ایکڑوں کی بھی کمی نہ تھی اس لیے کہ گریک فوٹ کپل اور مسٹر سنڈنس کا تعلق اسی زمانے سے ہے۔ یہ دور شہر کی کثرت کے لحاظ سے بھی ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ کوپر برٹش میٹل کیسٹس اور بارٹن اسی عہد کی یادگار ہیں۔ اور جارج ثالث کی وفات سے مدتوں پہلے کیمبل کا مروج ورتوں ورتھ سوڈی والڈ اسکات اور ٹام مر کی شاعری کا سکھ دلوں پر بیٹھ چکا تھا۔ ۱۷۷۱ء میں سیرلنس اسلون کچھ بیش قیمت کتابیں جمع کر چکا تھا۔ اور اس نادری علی مجموعے سے عجائب خانہ برطانیہ کی بنیاد پڑی آگے چل کر جارج ثانی

اور جارج ثالث کے شاہی کتب خانوں کا ذخیرہ اس میں شامل ہو گیا اور اب اس عجائب خانے نے ایک بہت بڑے قومی کتب خانے کی صورت اختیار کر لی تھی۔ ۱۸۱۷ء میں وہ مشہور و معروف سنگ مرمر کی سلیس جوہرین کے آثار قدیمہ سے تعلق رکھتی ہیں قومی سرمائے سے خریدی اور عجائب خانے میں لاکر رکھی گئیں۔ اس طور پر عہد قدیم کی صنعت کے نمونے سب سے پہلی مرتبہ انگریزوں کے دیکھنے میں آئے۔ نقاشی کے فن میں جارج ثالث کا عہد سرچر شواریناڈس اور گینس ہرود جیسے بلند یاد استادوں کے نام پیش کر سکتا ہے۔ سنگ تراشی میں چٹری اور فلیکس مین کو درجنہا تیار حاصل ہے اور کونہ گری میں جو سایا ویجوڈ کا نام مشہور ہے اس کے بنائے ہوئے برتن اس کے نام کی مناسبت سے ظروف ویجوڈ کہلاتے ہیں۔ ان ظروف کا نقش فلیکس مین تیار کر دیا کرتا تھا غرض جب جارج ثالث کا انتقال ہوا تو برطانیہ کے تمدنی اور دماغی ارتقا کا مستقبل ہر اعتبار سے جو صلہ افزا تھا۔ کمی اگر بھی تو صرف دو باتوں کی ایک یہ کہ پارلیمنٹ کی اندرونی حالت درستہ کی جائے وہ سب سے پہلے قوانین تجارت کی اصلاح ہو جائے۔

## پچیسواں باب زمانہ حال کی تاریخ

جارج رابع ۱۸۳۰ء لغایت ۱۸۳۱ء

ولیم رابع ۱۸۳۰ء لغایت ۱۸۳۱ء

جارج رابع جواب مسند حکومت پر بیٹھا اتنی مدت تک نائب سلطنت رہا جتنا تھا کہ اُس کی تحت نشینی نظام حکومت میں کسی خاص تغیر کا باعث نہ ہونے پائی۔ جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو سب سے پہلے اُس کی ملکہ کیرولائن کی طلاق کے مسئلے پر بحث ہوئی۔ بد نصیب کیرولائن جس کے تعلقات خاوند سے بگڑے ہوئے تھے گزشتہ چھ سال سے پرویس میں زندگی کے دن کاٹ رہی تھی اُس کے ہوا خواہوں نے اُسے ہتیر سمجھا یا لیکن اُس نے ایک نہ مانی اور بادشاہ یگم ہونے کی حیثیت سے اپنے حقوق تسلیم کرانے کے لئے انگلستان چلی آئی۔ ملکہ کیرولائن کا مقدمہ درج اسطہت کا بادشاہ سے وعدہ تھا کہ کیرولائن اگر اُسے کی سزا ملے تو پارلیمنٹ میں طلاق کا مسودہ قانون پیش کر دیا جائے گا۔

اس عدے کا ایفاد اب عل میں آیا اور ملکہ پر مقدمہ قائم کیا گیا۔ ملکہ کی طرف سے مشہور و معروف مقنن بروڈم پیئر کا رہنا۔ مقدمہ عرصے تک چلتا رہا اور بالآخر مسودہ قانون مسترد ہو گیا۔ لیکن بادشاہ برابر اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اول تو اس نے ممانعت کر دی کہ کلیسا کے خطبے میں ملکہ کیرولائن کا نام شامل نہ کیا جائے۔ اور جب رسم تاج پوشی کے موقع پر وہ خانقاہ ویسٹ منسٹر میں داخل ہونے لگی تو کھڑے کھڑے نکلوا دی گئی۔ اس واقعہ کے چند دن بعد اس ہجاری کا انتقال ہو گیا اور اہل انگلستان جو اس کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے۔ شاہ جارج رابع کو پہلے سے بھی زیادہ برا سمجھنے لگے۔ لیکن جارج رابع اور اُس کے بھائی ولیم رابع کو جو اُس کے بعد تخت پر بیٹھا رعایا کی بددلی

کی مطلق برداشت تھی اس لئے کہ دونوں بھائی سلطنت کے نظم و نسق میں کچھ زیادہ دخل نہ دیتے تھے۔ جنگ وائرلو کے بعد کبیر ایک بحری لڑائی کے جو اس دن سکون کا زمانہ ۱۸۴۷ء میں بمقام نیویرنیو یونیون کی حمایت میں لڑی اور مصر کے خلاف ہوئی یا چند مقامی جہات کے جو ہندوستان اور اسی علاقہ میں پیش آئیں برطانیہ کو تقریباً چالیس سال تک امن و امان کا زمانہ نصیب ہوا۔ اس دور کی ابتدائی سات منزلوں میں بہت سی پریشانیاں اور پرگمانیاں راعی اور رعایا کے لئے قدم قدم پر سنگ راہ بنتی رہیں۔ واقعہ انقلاب فرانس نے تاجداران یورپ کو اپنی اپنی رعایا کی طرف سے بہت کچھ خائف و ہراساں کر دیا تھا۔ اور انھیں ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مبادا ان کی رعایا آزادانہ طرز حکومت کے قیام پر انھیں مجبور کر دے اور ان کی خود مختاری کا خاتمہ ہو جائے۔

اتحاد مقدس ۱۸۱۵ء  
آسٹریا اور شاہان پر دوشیا فرانس ہسپانیہ نے ۱۸۱۵ء میں باہمی طور پر ایک معاہدہ کیا جو "اتحاد مقدس" کے نام سے موسوم ہے۔ اس عہد نامہ کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی فرمانروا کی ملکیت میں رعایا علم بغاوت بلند کرے تو اس کے دوسرے حلیف باغیوں کی سرکوبی میں اس کے مدد و معاون ہوں۔ چنانچہ جب اہل ہسپانیہ نے حکومت سے سرتابی کی تو ایک فرانسیسی فوج نے اگر اس ہندے کو فرو کیا۔ علیٰ ہذا القیاس اطالویوں کی ایک جمہوری شورش کو آسٹریا کی فوجی قوت نے باہر سے اگر دبا یا۔ برطانیہ اگرچہ اس اتحاد مقدس میں شریک نہ تھا لیکن سب جانتے تھے کہ وزیر خارجہ لارڈ کسلری اس "مقدس" معاہدے میں شریک ہونے کا دل سے آرزو مند ہے۔ اس کے علاوہ "قوانین سازش کوچہ کیٹو" نے جو ۱۸۱۹ء میں جاری کیے گئے لوگوں کے دلوں میں یہ خدشہ پیدا کر دیا کہ انگریزی حکومت بھی جبر و استبداد کا شیوہ اختیار کرے گی۔ جارج راج کو تخت پر بیٹھے ایک مہینہ گزرا تھا کہ ایک شخص تملوڈ نامی کی سرکردگی میں بیس آدمیوں نے مل کر ایک ضیافت کے جلسے کی تقریب پر جارج لارڈ بیروبی کے مکان میں ہونیوالا تھا۔

تمام وزراء نے سلطنت کو قتل کر ڈالنے کا منصوبہ باندھا۔ مگر کسی نہ کسی طرح اس سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا اور سازشی ایک اصفیل میں گرفتار کر لئے گئے۔ ان میں سے چار کو سزائے موت دی گئی۔ پانچ عمر بھر کے لئے جلاوطن کئے گئے اور اس طور پر یہ معاملہ دب و با گیا۔ لیکن اس سے اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ قوم میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور اس ہمہ گیر خلفشار کا اندازہ اس واقعے سے ہو سکتا ہے کہ جب ۱۸۲۲ء میں لارڈ کیسل رسی کو عارضہ جنون لاحق ہو گیا اور وائٹا کی ایک بین الاقوامی مجلس میں شرکت کی غرض سے گھر سے قیدم باہر کیسل رسی کی خودکشی رکھتے ہی اس نے خودکشی کر لی تو عوام الناس اس کی ناکہ پانی موت پر خوش ہوئے لوگوں کی رائے اس بارے میں کچھ بہت زیادہ غلط نہ تھی۔ کیسل رسی کی راست بازی اور نیک نیتی

میں کلام نہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جوارکان سلطنت رعایا کو دبائے رکھنا چاہتے تھے وہ ان سب میں پیش پیش تھا۔ اور لوگوں کی بدولی کے اسباب دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہ کرتا تھا۔ اس کے انتقال کے ساتھ ہی ایک جدید حکمت عملی کا دور شروع ہوا جو برطانیہ کے لئے خوش حالی کا باعث ہوئی۔ لارڈ اور پل ۱۸۲۲ء سے وزارت عظمیٰ کے منصب پر مامور تھا۔

لیکن مجلس وزارت میں متعدد تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔ اب ۱۸۲۲ء میں کیننگ پیل اور کیننگ پیل جو ایک پنبہ بان کا بیٹا تھا ناظر داخلہ مقرر ہوا کیننگ نے جسکی حکمت عملی ہسپانیہ میں نیپولین کی ہزیمت کا باعث ہوئی تھی نظارت خارجہ کا جائزہ لیا اور اگلے برس ولیم ہملٹن جسے پہلے بھی سلطنت کی چھوٹی چھوٹی خدمتیں تفویض ہو چکی تھیں مجلس تجارت کا صدر نشین مقرر کیا گیا۔ یہ تینوں شخص جاگیردار نہ تھے بلکہ انگلستان کے زبردست طبقہ متوسط سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اسی لئے ان کو اچھی طرح کیننگ کی خارجہ حکمت عملی معلوم تھا کہ ملک کو کن کن اصلاحات کی ضرورت ہے۔ کیننگ پیل کاٹا گرو تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ برطانیہ کے تعلقات دوسرے ممالک کے ساتھ ضلع و اشتی پر مبنی ہوں اور

ہر قوم آزاد ہو کہ اپنے ملک کے لئے جو طریق حکومت چاہے مقرر کرے۔ چنانچہ اتحاد مقدس میں حصہ لینے سے اُس نے صاف انکار کر دیا۔ اور اگرچہ اُسے یونانیوں کے ساتھ جو ترکی سیادت کا جواب اپنے کندھے سے اُٹا پھینکنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے تھے دلی ہمدردی تھی۔ اور جنوبی امریکہ کی نوآبادیہائے میکسیکو۔ پیرو۔ وچلی کی اُس جدوجہد کو بھی جو یہ ملک ہسپانیہ کے مقابلے میں حصول آزادی کے لئے غل میں لا رہے تھے وہ ہمدردانہ نظروں سے دیکھتا تھا تاہم کسی ملک کی حکومت اور اُس کی رعایا کے باہمی جھگڑوں میں پڑنا اُس کے اصول کے خلاف تھا۔ البتہ جب جنوبی امریکہ والے اپنی کوششوں سے آزاد ہو گئے تو اُس نے اُن کی آزادی تسلیم کر لی۔ اور ان ملکوں میں برطانیوی مصلحتیں جھگڑا اس بات کا اعلان کر دیا کہ انگلستان اس بات کا روادار نہ ہوگا کہ کوئی غیر قوم ہسپانیہ کو ان ملکوں کے دوبارہ فتح کر لینے میں مدد سے چند سال بعد ۱۸۲۶ء میں جب ایک فرانسیسی فوج نے ہسپانیہ کے ساتھ مل کر پرتگال پر چڑھ دوڑنے کی دھمکی دی اور پرتگیزیوں نے کیننگ سے مدد کی التجا کی تو اس نے فوراً انگریزی فوجیں روانہ کر دیں جسکا اثر یہ ہوا کہ جنگ ہوتے ہوتے رک گئی۔ عدلی و انصاف کے اسی جذبے نے جو اُسے مالک غیر میں کمزور قوموں کی حمایت پر برا بھلا کہتا تھا اس کوشش پر بھی اُسے آمادہ کیا کہ انگلستان کی رو میں کچھ لوگ آبادی کو اُس کے حقوق عطا کئے جائیں اور امریکہ میں غلاموں کی مصیبت پر توجہ کی جائے۔ یہ کوشش اگرچہ ناکام ثابت ہوئی لیکن کیننگ کی نیک نیتی میں کلام نہیں۔

ادھر ہیل نے ناظر داخلہ ہونے کی حیثیت سے برطانیہ کے قانون فوجداری منابطہ فوجداری کی اصلاح کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ یہ قانون نہایت ہی سخت تھا۔ ۱۸۳۳ء نہایت ۱۸۳۳ء اس کی سختی کا اندازہ اس واقعے سے کیا جاسکتا ہے کہ دو سو مختلف جرائم کے لئے جن میں سے اکثر بہت ہی خفیف تھے سزائے موت مقرر تھی جیل یا قتل عمد کا مجرم تو خیر قابل وار تھا ہی لیکن کسی بزاز کی دوکان سے کپڑے کا ایک ٹکڑا چرانے یا کسی کے تالاب سے ایک آدھ چھلی

پکڑ لینے کی علت میں بھی ہر عورت یا مرد سولی پر لٹکایا جاسکتا تھا۔ غرض موت کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا۔ جلا و کدوم لینے کی فرصت نہ تھی۔ مین میں پیمبر بھی لٹکی ایک ساتھ ایک قطار میں پھانسی پر چڑھے ہوئے نظر آتے تھے۔ اسی کے ساتھ اکثر ملزم سزا پائے بغیر ہی چھوٹ جاتے تھے۔ اس لئے کہ اہل جوری لینے عدالتی چچا تئوں کے ارکان اس خیال سے کہ ایک خفیف سے جرم کی بادشاہ میں ملزم کو سزائے موت بھگتنی پڑے گی اکثر صورتوں میں اسے مجرم ہی نہ تسلیم کر دیتے تھے۔ اول اول سیمپل رالی کو مشن میں ان ظالمانہ قوانین کی ترمیم کا خیال پیدا ہوا چنانچہ جیب کٹر نے کی علت میں سزائے موت کا دیا جانا اس کی توجہ سے موقوف ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد یہ کام سرجیس میکنش نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ آخر ۱۸۳۳ء میں بیل نے ایک سو سے زائد خفیف جرائم کو ان جرائم کی فہرست سے خارج کر دیا جن کے لئے موت کی انتہائی سزا مقرر تھی اور رفتہ رفتہ قانون زیادہ نرم ہوتا گیا۔

لیکن اہل انگلستان کے حق میں شاید سب سے زیادہ منفیدہ اصلاح جو ہسکن کی کوششوں سے عمل میں آئی ان قوانین کی ترمیم تھی جن کی وجہ سے ملکی تجارت کو بہت کچھ نقصان پہنچ رہا تھا۔ کراسول کے قانون ہما ز رانی دیکھو صفحہ ۲۹۶ کی رو سے جو ابھی تک جاری تھا مال تجارت کو لانے لے جانے کے جملہ حقوق انگریزی جہازوں کو حاصل تھے اور جو مال ممالک غیر کے جہازوں میں لے کر آتا تھا اس پر بڑا بھاری محصول وصول کیا جاتا تھا یہ ترکیب کچھ دن تو خوب چلی لیکن آخر دوسرے ملکوں نے بھی بدلہ دیا یعنی تمام اُس مال تجارت پر جو انگریزی جہازوں میں بار ہو کر وہاں پہنچا، بھاری محصول لگا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان کی تجارتی ترقی ایک بڑی حد تک رک گئی ۱۸۳۳ء میں ہسکن قانون محصول بحری سے ایک نیا قانون جاری کیا جس کی رو سے قرار پایا کہ علی سبیل معاوضہ غیر قوموں کے جو جہاز انگریزی بندر گاہوں میں داخل ہوں ان کو وہی حقوق دئے جائیں جو انگریزی جہازوں کو حاصل ہیں بشرطیکہ غیر ممالک کی بندر گاہوں میں انگریزی جہازوں

کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہو۔ ریشم اور لون کے محصول میں بھی اُس نے تخفیف کر دی تاکہ اس سپداوار کے فراہم کر غوالوں اور کارخانہ داروں کو یکساں آسان حاصل ہوں۔ اس کے علاوہ اُس نے وہ قوانین بھی منسوخ کر دیئے جنکی رو سے میجرٹریٹوں کو مزدوروں کی شرح اجرت کے مقرر کرنے کا اختیار حاصل تھا اور مزدوروں کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ محنت مزدوری کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں سفر کر سکیں۔ ہسکن کو ان تدابیر کے اختیار کرنے میں بڑی بڑی فستیں پیش آئیں اس لئے کہ تاجر کارخانہ دار اور ان پیچنے والے اور مزدور سب کے سب اس بات کے شاک کی تھے کہ فائدہ دوسروں کو ہوا اور گھائے میں ہم رہے۔

اصلی قوانین تجارت لیکن بالآخر یہ شکایتیں خود بخود جاتی رہیں۔ تاجروں کو پہلے کی بہ نسبت دوگنا فائدہ ہونے لگا۔ مزدوروں کی شرح اجرت بمقابلہ سابق بڑھ گئی اور عوام کو مال واجبی قیمت پر ملنے لگا۔

جنگ کے بعد جب دنیا میں امن قائم ہوا تو انگلستان کی تجارت تمام ممالک خصوصاً جنوبی امریکہ کی نوآباد شدہ آبادی مانے برازیل و میکسیکو کے ساتھ دفعہ رو بہ ترقی ہو گئی اور جو مفید نتائج ہسکن کی اصلاحات سے مترتب ہوئے تھے اس فوری بیشی سے نقصان اٹھائے بغیر نہ رہے۔ سب معمول ہر شخص اس زریں موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ بیشتر کمرائے کی تجارتی منصوبہ بازیاں لکینیاں جا بجا قائم ہو گئیں اور طرح طرح کی سادہ لوحانہ تجارتیں پیرروپیہ پانی کی طرح بہا دیا گیا۔ مثلاً ایک کمپنی گوالنوں کی اس غرض سے بنائی گئی کہ بیوناس ایس کے جھٹی ڈھوروں کا

دودھ دہ کرکھن بنایا جائے۔ لیکن جب تیار ہو کر بازار میں آیا تو کسی نے بھی نہ خریدا۔ قصہ مختصر یہ کہ جو جنون ہجر جنوبی والی کمپنی کے قیام کے وقت لوگوں کے سر پر سوار تھا اسی کا پھر دورہ پڑا ایک سال تک اس کا عمل رہا۔ پھر رد عمل شروع ہوا۔ ساتھ سترلینک چھ ہتے کے اندر اندر دیوالہ کھال گئے۔ لوگوں نے ایک کھلبلی سی پڑ گئی۔ اور یہ طوفان کہیں اس وقت جا کر فرو ہوا۔ جب حکومت نے وارالضرب میں نئے طلا کی سادرن ڈیڑھ لاکھ یومیہ کے حساب سے مسکو کو

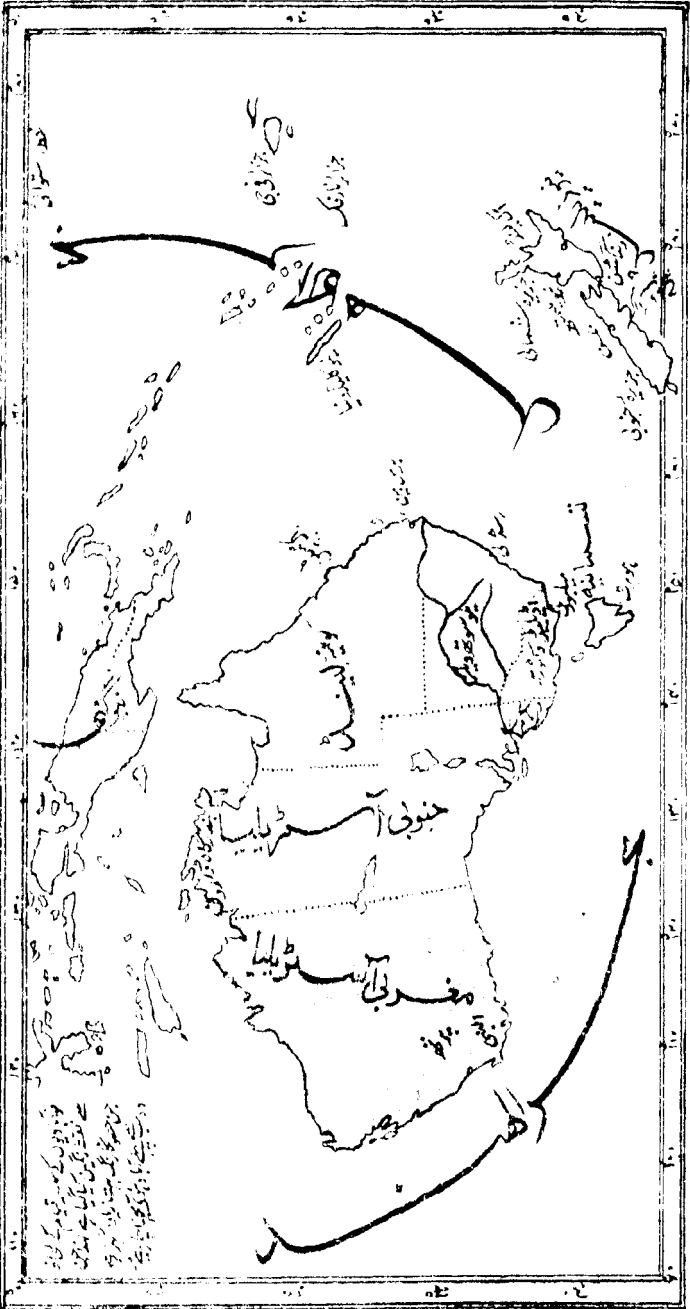


اگر اگر بینک انگلستان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تاجروں کو اُن کے مال کی کفالت پر روپیہ قرض دے دیا جائے۔ انگلستان کے متوسطین اور ادنیٰ درجے والے اس گروپ سے بہت پریشاں حال ہوئے۔ غربا کی ذیبت پھر فائدہ کشی تک خوراک کی قلت | پہنچ گئی۔ جا بجا بلوے ہوئے لگے۔ بلوائیوں نے کارخانوں کی کھلیں توڑ پھوڑ ڈالیں اور روٹی کا مطالبہ اس بلند آہنگی سے کیا کہ آخر حکومت کو بد رتبہ مجبور سی قانون کی مقررہ شرح

سے کم نرخ پر غیر ملکی اناج منگانا پڑا۔ اناج کے جو ذخیرے گودیوں میں اس طور پر آکر جمع ہوئے ان کی مقدار اگرچہ کافی نہ تھی پھر بھی اس کی وجہ سے جو تھوڑا بہت افادہ ہوا اس نے لوگوں کو بتا دیا کہ غیر ملکی اناج کی بندش محض اس غرض سے حاصل ہلا کا تا ہر چھاؤں کہ کاشتکاروں اور زمینداروں کو فائدہ ہو عام لوگوں کے حق میں بڑے ظلم کی بات ہے۔ غرض سن ۱۸۲۵ء میں جب سیکسن نوآبادیوں کا

وزیر تھا ایک نیا قانون جاری کیا گیا۔ جس کی رو سے قرار پایا کہ جب غلے کا بھاؤ چڑھ جائے تو محصول گھٹ جائے اور جب بھاؤ اتر جائے تو محصول بڑھ جائے۔ تاکہ خریداروں کو تکلیف نہ ہو۔ محصول کی یہ گشتی بڑھتی شرح "اتار چڑھاؤ" کے اصطلاحی نام سے موسوم ہوئی جس نے آزادی تجارت غلہ کی بنا ڈالی جو کہیں اسی سال کے بعد انگلستان کو پوری طرح سے حاصل ہونے لگی۔ جو سختیاں اہل انگلستان کو اس زمانے میں برداشت کرنی پڑیں اُن سے ایک اور نہایت اہم نتیجہ نکلا۔ یعنی مزدوری کی کمیابی اور خوراک کی قلت نے حکومت کو خیال دلایا کہ لوگ نوآبادیوں میں بسائے جائیں۔ ایسویں صدی کے شروع ہی سے مجلس ونا دار لوگوں کو وقتاً فوقتاً روپیہ دیا جاتا رہا تھا کہ نقل وطن کر کے کناڈا میں جا آباد ہوں اور سن ۱۸۱۵ء میں پانچ ہزار زن و مرد نقل وطن کی یہ کالونی بھیج دیے گئے تھے۔ اب چونکہ انگلستان کی حالت یہ تھی کہ مزدوری پیشہ لوگ چاہتے تھے کہ انھیں کام ملے مگر نہ ملتا تھا اس لیے نوآبادیوں کی وزارت نے مسئلہ نقل وطن پر توجہ صرف کرتی شروع کی اور ایک خاص سررشتہ

7





اسی غرض سے قائم کیا گیا۔ اول اول اس صیفے میں بہت کم کام ہوا۔ مگر جب ایک مجلس تحقیقات کے لیے مقرر ہوئی اور اس نے پارلیمنٹ میں اپنی رپورٹ پیش کی تو بہت سے لوگ اپنے خراج پر نوآبادیوں میں جاسنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ۱۸۲۱ء میں تیرہ ہزار اشخاص گھربار چھوڑ کر کنڈا کیپ کالونی اور آسٹریلیا میں آباد ہو گئے۔ اور اس کے بعد حالت یہ ہوئی کہ جس سال وطن میں مٹی کی مٹاش کے آثار ظاہر ہوئے اسی سال نقل وطن کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اس طور پر سمندر پار ایک ایسا برطانیہ آباد ہونے لگا جس کی عظمت برطانیہ عظمیٰ پر بھی فوق نہ گئی۔

آسٹریلیا میں نیوساؤتھ ویلز کی نوآبادی ابھی سے بڑی بارونق ہو چکی تھی۔ اس نوآبادی کے قیام کے واقعات یہ ہیں کہ ۱۸۱۸ء میں لفٹنٹ مکارٹھر نے مرینیوئل کی کچھ بھیڑیں کیپ کالونی میں خرید کر نیوساؤتھ ویلز کے وسیع و کثیفہ قطععات میں جا ڈیرا جایا ۱۸۱۸ء میں کرنیل کمویری قیدیوں کی بستی کا گورنر نوآبادیہ آسٹریلیا کا قیام بنا کر بھیجا گیا۔ اُس نے سوچا کہ اس علاقے میں حکومت کر نیکا ۱۸۱۸ء لغایت ۱۸۲۲ء اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ جن قیدیوں کا چال چلن اچھا ثابت ہو انہیں آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ

ایسے قیدیوں کو اُس نے مصنفات شہر سڈنی میں سڑکیں بنانے اور قریب جوار کے علاقے کی آبادی کے کام پر لگا دیا۔ ۱۸۲۲ء میں جب وہ انگلستان واپس گیا اور اُس کی جگہ سٹارٹس برسین مقرر ہوا تو بہت سے آزاد تارکان وطن اُس نوآبادی کو اپنا گھر بنا چکے تھے اس کے بعد ۱۸۲۳ء کا بڑا وقت آیا اور ہزار ہا اشخاص وطن چھوڑ کر یہاں چلے آئے۔ نیوساؤتھ ویلز کے شمال کی جانب جو شاداب مرغزار پھیلے ہوئے ہیں ان میں برسین کے قیدیوں کی بستی کے گرد اگر دو اول اول اسی سال نئی آبادیاں قائم کی گئیں اور اس طور پر وہ نوآبادی وجود میں آئی جو ۱۸۳۵ء میں نیوساؤتھ ویلز سے جدا ہو کر کوئین لینڈ کہلائی۔ کچھ مدت کے بعد مشرقی آسٹریلیا ایسا غوش حال ہو گیا کہ لوگوں نے صاف کہہ دیا کہ آئندہ یہاں قیدی نہ لائے جائیں چنانچہ اب وہ مشرقی آسٹریلیا کے بجائے مغربی آسٹریلیا

میں بھیجے جانے لگے جو ۱۸۲۹ء میں آبا د کیا گیا تھا۔ مگر بد انتظامی کی وجہ سے رونق پذیر نہ ہوا تھا۔ راج راج کے عہد میں ہی آسٹریلیائی نوآبادیاں قائم ہوئیں۔ البتہ آزاد آباد کار جزیرہ وان ڈینس لینڈ میں جہاں قسیدی لاکر رکھے جاتے تھے آکر آباد ہونے لگے۔ یہ جزیرہ اب شمایا کہلاتا ہے۔ آگے چلکر ولیم راج کے عہد کے خاتمہ کے قریب ایک نئی آبا دی جنوبی آسٹریلیا کے نام سے قائم ہوئی شروع ہوئی اور اس کا پائے تخت ولیم راج کی ملکہ کے نام پر ایڈیلیڈ رکھا گیا۔ اس کے بعد ۱۸۳۵ء میں کچھ لوگ پورٹ فلپ کے ساحل پر آباد ہو گئے اور انھوں نے اپنے پہلے شہر کا نام اس زمانے کے وزیر اعظم کے نام کی مناسبت سے ملبورن تجویز کیا ۱۸۳۵ء میں یہ نوآبادی نیو ساؤتھ ویلز سے جدا ہو کر ملکہ معظمہ کے نام پر وکٹوریا کہلائی۔ ۱۸۳۵ء کے پر آشوب سال میں آسٹریلیا کی ان نوآبادیوں کا جو ب سے اول قائم ہوئیں ابھی ابتدائی دور تھا لیکن اس سال کی اقتصا دی سختیوں نے بہت سے لوگوں کو قسمت آزانے کے لیے نئی سرزمینوں میں بھیج دیا جہاں سخت کا بہتر معاوضہ ملتا تھا۔

۱۸۳۷ء میں لارڈ بورل جو پندرہ سال سے وزارت عظمیٰ کے منصب پر مامور چلا آتا تھا عرشے میں مبتلا ہو کر مستعفی ہو گیا وہ کوئی غیر معمولی دل و دماغ کینگ کی وفات رکھنے والا مدبر نہ تھا لیکن قابل اور دور اندیش ضرور تھا۔ اس کے جانشین کینگ کی ذات سے لوگوں کو بڑی بڑی امیدیں تھیں لیکن وہ بھی بیمار ہو کر ۸ اگست ۱۸۳۷ء کو

انتقال کر گیا۔ اور لارڈ کاڈیج کی وزارت کے بعد جو بیچ میں تھوڑے دن رہی، قلند ان وزارت امیر کبیر ونگٹن کے قبضے میں آیا۔ اگر یہ انتظام چند سال قبل ہوا ہوتا تو ملک کے لیے بہت بڑی خرابی کا باعث تھا اس لیے کہ ونگٹن سپاہیانہ ونگٹن کی وزارت قابلیت رکھتا تھا مگر مدبر نہ تھا۔ اس کے بس کی بات ہوتی تو ۱۸۳۷ء لغایت ۱۸۳۸ء وہ پارلیمنٹ پر بھی فوج کی طرح حکومت کرتا لیکن کینگ اگرچہ اگرچہ چکا تھا پھر بھی آزادی اور انصاف کی وہ روح جو کسی کے دبا ئے نہ جاتی تھی اس کی یاد بجا رہا جاتی تھی۔ چنانچہ ونگٹن کے عہد وزارت

میں دو اہم تھا وزیر خود ونگٹن کی مرضی کے خلاف منظور ہو گئیں۔ اول تو سن ۱۸۲۵ء میں سر جان رسل کی تحریک پر سن ۱۸۲۶ء اور سن ۱۸۲۷ء کے وہ سخت قوانین منسوخ کر دیے گئے جن کے بموجب کلیڈسٹن انگلستان کے عقائد سے اختلاف رکھنے والوں کو ہرسال خاص قانونی منظوری حاصل کیے بغیر کسی سرکاری خدمت پر مامور ہونے کا حق حاصل نہ تھا۔ دوسرا بڑا مرحلہ "قانون آزادی جماعت کیتھولک" کا نفاذ تھا۔ سن ۱۸۲۷ء سے فریق کیتھولک کے پیروؤں کو فوجی اور بحری مسیونوں میں داخل ہو چکی اجازت ملنے لگی تھی۔ بر شخص اچھی طرح جانتا تھا کہ اس جماعت کو پارلیمنٹ میں داخل ہونے سے زیادہ دونوں روکنے کا حاجت از اسکان ہے۔ دارالعوام میں دو قانون منظور ہو بھی گئے۔ کہ کیتھولکوں کو پارلیمنٹ کی رکنیت کا حق حاصل ہو گا۔ لیکن جب یہ مسودے دارالامرا میں پیش ہوئے تو مسترد کر دیے گئے کیتھولک فرقہ انجمن مسٹر کیتھولک کی ایک تعداد کثیر آئرش نسل سے تھی۔ اور ان لوگوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے سن ۱۸۲۳ء میں انجمن فریق کیتھولک کے نام سے ایک انجمن بھی آئرلینڈ میں قائم کر لی تھی۔ منجیل اوکائل جو ایک زمین اور فصیح و بلیغ بیرسٹر تھا اس انجمن کا صدر تھا۔ لیکن انجمن اور آئرش فرقے کے درمیان ایسا سخت جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ سن ۱۸۲۵ء میں انجمن تین سال کے لئے حکما بند کر دی گئی اور اگرچہ سر فرانسس برڈٹ نے ایک اور مسودہ قانون کیتھولک فرقے کی تکالیف کے دور کرنے کی غرض سے دارالعوام میں پیش کر کے منظور کر لیا لیکن دارالامرا نے حسب معمول اسے پھر خارج کر دیا اور کوئی بات بننے نہ پائی۔ آخر جب سن ۱۸۲۷ء میں کینگ کا انتقال ہوا تو اہل آئرلینڈ انجمن معلوم تھا اوکائل کا انتخاب کہ ونگٹن اور پیل دونوں کے دونوں کیتھولک فرقے کی آزادی کے مخالفین بہت گھبرائے مابعد سن ۱۸۲۷ء میں بہت سے لوگوں کی کثرت رائے سے اوکائل حلقہ کے کامیاب ہوئے۔ اگرچہ ہوا کیتھولک ہونے کی وجہ سے پارلیمنٹ کے اجلاس میں اس کی شرکت اگرچہ ممنوع تھی لیکن حکومت انگلستان اس بات کو بخوبی جانتی تھی کہ اوکائل اس طرح پارلیمنٹ میں مقیم ہو سکے گا اور اس کے علاوہ وہ اپنے ہم وطنوں کو آمادہ کر دے گا کہ آئرلینڈ

کے دوسرے حصوں میں بھی اسی کا انتخاب کریں جو مذہباً کیتھولک ہوں۔

اب اس سلسلہ کا زیادہ دنوں گفتگو میں گزارنا مشکل تھا۔ پارلیمنٹ میں کئی مہینے اُس پر بحث ہوتی رہی۔ اور آخر جب ۵ مارچ ۱۸۳۹ء کو دارالعوام قانون آزادی فرقہ کیتھولک میں مسودہ قانون آزادی فرقہ کیتھولک پھر منظور ہوا تو دارالامرا نے بھی مخالفت چھوڑ دی۔ اس قانون کے اجراء سے وہ سختیاں اٹھ گئیں جو فرقہ کیتھولک مدت دراز سے بہت چلا آتا تھا۔ اور اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان سختیوں کی بڑی وجہ جینزانی کی یہ کوشش تھی کہ انگلستان کو جبراً رومن کیتھولک بنا دیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومن کیتھولک عقیدہ کے لوگوں کو انگریزوں کی قوم عدالت کی نظر سے دیکھنے لگی۔

چند سال بعد ۱۸۳۲ء میں ایک اور قانون کا نفاذ عمل میں آیا جس کی رو سے فرقہ کیلک اور دوسری جماعتیں جن کے نزدیک حلف اٹھانا معیہ رب تھا اس قابل نہیں کہ صرف اقرار پر اکتفا کریں لیکن پوری اصل سلطنت کہیں ۱۸۵۸ء میں جا کر ہوئی یعنی حلف میں اس حد تک ترمیم کر دی گئی کہ یہودی بھی پارلیمنٹ کی رکنیت کا قابل ہو گئے۔

قانون آزادی فرقہ کیتھولک کے نافذ ہوتے ہی اوکال حلقہ کلیئر کی طرف سے کمر منتخب ہو کر پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہوا۔ لیکن اپنی قوم کی آزادی کے بارے میں اُس کا منہ ہائے نظر زیادہ وسیع تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ برطانیہ اور انگریزوں کا سیاسی اتحاد بھی قانوناً منسوخ کرایا جاسکتا ہے چنانچہ اسی غرض سے اُس نے ایک بے سود و جدوجہد شروع کی جس سے اُس کی زندگی کے آخری دن تلخ کر دیئے۔

۱۸۷۱ء کو اُس نے وفات پائی۔ مگر اس کی شہرت باقی ہے وہ اپنے تبعین کو ہمیشہ اسی اصول کی تلقین کرتا رہا کہ قانون کی ترمیم کی کوشش کرنے میں ہر انسان پر لازم ہے کہ قانون کی پابندی کرتا رہے۔

## ولیم چارم

۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۷ء تک

اگرچہ جارج چارم کی موت ۱۸۳۰ء کے جون میں واقع ہوئی لیکن اُس کے سبب سے امور سلطنت میں زیادہ تغیر نہیں ہوا بجز اس کے کہ اُس کا بھائی ولیم چارم اُس کی جگہ نظر آنے لگا۔ جس کے مزاج میں سادگی اور ظرافت تھی اور فنِ طامی کا دلدادہ تھا، لندن کے گلی کوچوں میں نفل میں چھتری دبائے پھرا کرتا اور جب تہذیب ولیم چارم کے فضاں سے آنکھیں چار ہوتیں تو نہایت تپاک سے مصافحہ کرتا تھا۔ انہی اوصاف کے سبب سے اُس نے قوم کے دل میں جگہ پیدا کر لی تھی۔ ملک کی خوش قسمتی تھی کہ ایسے نازک وقت میں ایسا سرد و عزیز بادشاہ ہوا کیونکہ اُن دنوں فرانس میں وہاں کے بادشاہ چارلس دہم کے خلاف ایک جدید انقلاب شروع ہو گیا تھا۔ اور فرانسیسی اس بادشاہ کی خود مختاری مٹانی چاہتے تھے بالآخر چارلس سلطنت سے دست بردار ہو کر انگلستان میں پناہ گزین ہوا۔ اور ولیم نے فرانس کا دوسرا انقلاب اُس کو قصر مولیٰ روڈ میں ٹھیک کر اپنی ہمدردی وہاں نوازی کا ثبوت دیا۔ اہل فرانس نے چارلس کے بعد اُس کے چچا کے فرزند

۱۸۳۷ء۔

لوئی فیلپ کو جو ادرلٹس کا ڈیوٹ تھا اپنا سپہ سالار مقرر کیا پھر شاہی بھی اُسی کو دی۔ اسی اثنا میں ولیم اور ہالینڈ میں لڑائی چھڑ گئی جسکی وجہ سے اس واقعہ کے دو سال بعد ولیم دسویں میکس کو برگ کے شہزادہ کیولڈ کو جو ہنرادی شایستگی شہر تھا بادشاہی تخت پر بیٹھا دوسری قوموں کی بل چل کا آخر کار برطانیہ پر براثر پڑا۔ یہاں پارلیمنٹ کی اصلاح کے متعلق پھونچ پھار شروع ہو گئی۔ اس میں شک نہیں کہ اہل برطانیہ کی توجہ اس وقت پر مرکوز تھی اور قابلِ محاذات تھیں۔ لیکن ہم سینسٹر اور لیڈر جیسے جسے تہذیب کی پارلیمنٹیں مطلقاً تیار تھیں۔ یہی تھی کہ یہاں شہر کی آبادی میں ذرائع ترقی ہو رہی تھیں۔ پارلیمنٹ نے اس واقعہ کی طرف توجہ کوئی گفتگو کوئی والا تھا اور ایسا جس جاس کو توجہ دلاتا کہ وہاں کے باشندوں کو کرن قوانین



کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس سبزہ زاروں اور جنگلوں کے مالکوں کو جن کے علاقوں میں  
 معدودے چند گاؤں کہیں کہیں واقع ہوئے تھے نو دس چھوٹے چھوٹے شہروں پر  
 اختیار حاصل ہو گیا تھا۔ یہ لوگ ان دیہات کی طرف سے جس شخص کو چاہتے تھے نائب  
 مقرر کر کے پارلیمنٹ میں روانہ کر سکتے تھے ان خرابیوں کے باوجود ویلینگٹن اپنے  
 ویلنگٹن کھٹنسی ہوا۔ خیال پراڑا ہوا تھا۔ اصلاح کی ضرورت پر اسے کوئی قائل  
 نہیں کر سکتا تھا۔ اب بھی وہ مسودہ اصلاح کے خلاف ہی میں  
 ۱۶ نومبر ۱۸۳۱ء۔ تقریر کرتا تھا اس لئے قوم اس سے بے انتہا بدظن ہو گئی اور تنقیر  
 کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک مرتبہ بادشاہ لندن آنا اور ویلینگٹن کو ساتھ رکھنا  
 چاہتا تھا لیکن راستے میں کسی زبردست بدرقہ کے بغیر ڈیوک کی حفاظت جان  
 نہیں ہو سکتی تھی اس لئے بادشاہ کو اپنا سفر ملتوی کرنا پڑا۔ لیکن جب بادشاہوں کے  
 بدلے پر انتخاب عمل میں اگر جدید پارلیمنٹ کا انعقاد ہوا تو ملک نے کثرت سے  
 اس میں حامیان اصلاح کو روانہ کیا اور چونکہ خود ولیم چارم ان مصلحین کا علانیہ طرفدار  
 ہو گیا تھا اس لئے ویلینگٹن کو مستعفی ہونا پڑا۔ اس کا حکومت سے دست بردار ہونا تھا  
 کہ قوم پھر اس کی قدردان بن گئی وہ اپنے ”اولو العزم ڈیوک“ کی یادگار زمانہ فتوحات کو  
 کبھی بھلا نہیں سکتی تھی اور اگرچہ انگریزوں کے ولیم ویلینگٹن کی جرات و پامردی کا سکھ  
 بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے اصول سیاست سے انھیں اختلاف تھا۔ اس کے بعد بھی وہ  
 اور بائیس سال یعنی ۱۸۳۱ء تک زندہ رہا اور اس کی ہر عمر نیریزی کی یہ کیفیت تھی کہ  
 اکثر لوگ جنھوں نے اسے وائر لو کی ہم نگر کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اب اس کے  
 خمیدہ ڈھانچے کو جب وہ باغ (ایڈ پارک) میں گھوڑے پر ہو اخوری کی غرض سے  
 کھلتا کھٹکی باہر دیکھتے تھے اور بہت سے اسکو اسی ہیئت سے پہچانتے تھے اسکی  
 وفات بدکل قوم نے اس کا ماتم کیا اور جو اعزاز و احترام اس کے جنازے کا کیا گیا  
 اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مادر برطانیہ اپنے سپوت بچوں کی کس قدر قدردان ہے۔  
 ۱۸۳۱ء میں جدید حکومت قائم کرنے کی نسبت بادشاہ کا فرمان  
 لارڈز کے کی وزارت لارڈز کے کو بہت زیادہ ہی شخص سے جو گذشتہ چالیس سال سے  
 ۱۸۳۲ء سے ۱۸۳۳ء تک پارلیمنٹ کی اصلاح کی ضرورت قوم کے ذہن نشین کر رہا تھا۔

موقع پاتے ہی اُس نے اپنے ہم خیال شرکار انتخاب کیے چونکہ یہ لوگ اصلاح کے سچے حامی تھے اور اس کے لیے انھوں نے سجد جاں فشائیاں کی ہیں اس لیے بھی تاک ہمارے کان ان ہی خوامان قوم کے ناموں سے آشنا ہیں۔ کون ہے جو لارڈ بروکس، لارڈ میل بورن، لارڈ پالمرسٹن، لارڈ جان رسل، آئریل مسٹر اسٹینی جو من بعد لارڈ ڈاربی ہوا اور لارڈ ٹینسڈون کے اسمائے گرامی سے واقف نہیں۔ ان قومی ستاروں کو گزرے ہوئے زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ اس طرح کی وزارت مرتب ہونے پر بھی حکومت مذکور کو کامل ایک سال تک مخالفین اصلاح کا سخت مقابلہ کرنا پڑا چنانچہ لارڈ جان رسل نے پہلا مسودہ اصلاح یکم مارچ ۱۸۳۱ء کو پیش کیا تھا لیکن اُس کی مخالفت پر اسقدر زور دیا گیا کہ مسودہ مذکور صرف ایک رائے کی کثرت (یعنی ۲۰۲ بمقابلہ ۳۰۱) سے منظور ہوا۔ اور جب وہی مسودہ بعد ازیں کمیٹی (جہاں مسودے کے ہر جزو اور فقرہ اور لفظ لفظ پر بحث ہوتی ہے) کے سپرد کیا گیا تو شکست نصیب ہوئی۔ اس لیے وزارت مذکور نے پادشاہ کو پارلیمنٹ کے برخاست کر دینے کا مشورہ دیا تاکہ انتخاب جدید کے ذریعے سے ملک کو اپنی خواہش ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔

قوم کا مقصود تو آشکارا ہی تھا یعنی پارلیمنٹ کی اصلاح امر پادری اور افواج بڑی و بھری اُس کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے لیکن کاریگر، مزدور و پیشہ لوگ اہل صنعت و حرفت، مسوےطین کا تعلیم یافتہ طبقہ اور اُن شہروں کے باشندے جنکو اپنے نائب پارلیمنٹ میں روانہ کرنے کی شدید ضرورت تھی اصلاح کے موید تھے اُن کے اضطراب و جوش کی حد نہ تھی، انتخاب کے زمانے میں ہر ایک سمت سے یہی آوازیں سنائی دیتی تھیں ”مسودہ پورا منظور ہو۔ بجز اُس کے ہم مانیں گے نہیں“ اس انتخاب میں اس کثرت سے مصلحین منتخب کیے گئے کہ جب ۲۰ ستمبر ۱۸۳۱ء کو بیت العموم میں دوسرا مسودہ اصلاح پیش ہوا ہے تو ۱۰۹ (۲۰۵ بمقابلہ ۲۳۹) آراء کے نتیجے سے منظور ہو گیا۔ لیکن جب لارڈ کرے نے اُسی مسودہ کو دارالامرا میں پیش کیا تو وہ نام منظور ہوا۔

دارالامرا کی اس حرکت سے تمام قوم برہم ہو گئی، ملک کے ہر حصے میں

حکومت کی تائید میں جلسے منعقد ہونے لگے اور لوگوں نے ناراضی و نفرت کا اظہار شروع کر دیا چنانچہ برمنگھم کے ایک بہت بڑے جلسے میں مقررین نے علی الاعلان کہہ دیا کہ جب تکسیر امر اربابی مخالفت سے باز نہ آئیں ہم محصول نہیں ادا کریں گے یہی نہیں بلکہ ڈاربی، ناننگھم اور برسٹل میں سخت شورش و فساد برپا ہوا۔ لوگ خائف تھے کہ کہیں کوئی خوفناک انقلاب نہ ہو جائے۔ جب دسمبر میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو اس کے ارکان کے چہرے اس نظر آ رہے تھے اور تھوڑی سی ترمیم کے بعد جب ۱۸ دسمبر کو تیسرے مسودے کے پیش ہونے کی نوبت آئی تو ۱۶۲۵ء کے آرڈر کے غلبے سے منظور ہو گیا لیکن اسپر ہی جیب وارا لامرا میں مسودہ مذکور کو کمیٹی میں ۲۳۵ء کے آرڈر کی مخالفت سے شکست ہوئی تو لارڈ گری نے بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ امر اڈو ہکی دے کہ اگر مسودہ اصلاح منظور ہو گا تو میں جیب وارا بنا کر مجلس مذکور میں داخل کروں گا جس کے سبب سے تمہاری مخالفت کچھ چلیگی اگرچہ بادشاہ نے یہ مشورہ قبول کرنے سے شروع میں انکار کر دیا تھا لیکن چونکہ ولنگٹن سے وزارت کی ترتیب نہ ہوئی اسلئے لارڈ گری کے ہی ہاتھ میدان رہا۔ جب امر اڈو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ لارڈ گری کے مشورے پر عمل کریگا تو انہیں کے ایسے چند ارکان جو اصلاح کی حمایت کو جرم خیال کرتے تھے مسودے کے دوبارہ پیش ہونے کے موقع پر وارا لامرا سے غائب ہو گئے اس طرح وارا لامرا میں بھی بالآخر مسودہ مذکور ۸ مارچ ۱۷۰۶ء کے مقابلے میں ۲۲ کے غلبے سے منظور ہو گیا۔

اس مسودے کی رو سے اٹھاون چھوٹے شہروں کا حق نیابت جہاں سے مشرکاً ۱۱۳ مبعوث روانہ ہوتے تھے یک بخت سلب ہو گیا اور اس قسم کے دوسرے تین شہروں کے لیے بجائے ۲ کے فی شہر ایک مبعوث معسر رہا۔

اثرات مسودہ اصلاح - اس طرح جو ۳۳ اجاڑا دیں خالی ہوئیں انہیں ہی اکثر انگلستان کے اضلاع اور بڑے شہروں کو مل گئیں اور باقی جاڑا دوں کے ملک اسکاتلینڈ اور آئرلینڈ بن گئے۔ چونکہ

قانون مذکور کی بدولت قوم کا کثیر حصہ جو سابق میں محروم تھا اب رائے زنی کے حق سے مستفید ہوا اس لیے طبقہ متوسطین کو وضع قوانین پر پہلے سے زیادہ اختیار حاصل ہوا۔

اور ۱۸۳۳ء کی جدید پارلیمنٹ میں سابقہ زیادہ انصاف کے ساتھ قوم کی نیابت ہوئی لیکن انوس سے کہ اصلاح کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے بعد بھی مدتوں اس کی منظور رہی دسٹین میں حکومت تساہل کرتی رہی اور بے ضرورت اس معاملے کو طول دیا گیا اس طرح لیٹ و لعل کرینیکا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نے اپنی خواہشوں کے متوانے کے لیے غوغا اور شورش سے کام لیا اور اس وقت کے دیگر فساد کے برے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔ اسی اصلاح کی کشمکش کے زمانہ میں کن زرو ویٹو (قدامت پسند) اور لبرل (حریت پسند) ناموں کا وجود ہوا۔ جو لوگ قدیم روایات و خیالات ملی کن زرو ویٹو، لبرل اور پاسنڈی کرنا چاہتے تھے وہ پہلے نام سے ملقب اور جن لوگوں کی قوم کی خواہشوں کی تکمیل منظور تھی وہ دوسرے نام سے مخاطب ہوئے۔ بہر حال قدیم ٹوری اور وحک نام بدل کر سیاسی دو بڑے فرقوں کے اس جنگ کے زمانے میں کن زرو ویٹو اور

لبرل نام قرار پائے لیکن لفظ ریڈیکل (Radical) (دینے انتہائی) کا اطلاق اس کے بہت پہلے ۱۸۱۹ء سے جبکہ ملک میں جنگ نیپولین کے بعد گرائی وغیرہ کے سبب سے ہلکا مے ہو رہے تھے اور آنت بریاتی اُن ارکان پارلیمنٹ پر ہوا تھا جو ہر ایک بات کی تہہ کو پہنچ کر اُس میں کامل یعنی انتہا درجہ کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد پانچ سال تک باستان پانچ مہینوں کے از نومبر ۱۸۳۲ء تا اپریل ۱۸۳۳ء جبکہ سربراہ برٹ پیل کی ماتحتی میں کن زرو ویٹو حکومت کا دور رہا پارلیمنٹ میں لبرل فریق کو کامل اقتدار حاصل رہا اس مدت پنج سال میں اکثر سفید اصلاحات کی جو اس کے قبل پارلیمنٹ میں پیش ہو چکے تھے تکمیل ہوئی جس میں سر کرنے میں ولبر فورس (Wilberforce) ایک مدت سے مصروف تھا وہ بالآخر ۳۰۔ اگست ۱۸۳۳ء کو انجام کو پہنچی اُس دن ایسا قانون منظور ہوا جس کے سبب سے کل برطانوی ممالک سے غلامی منسوخ ہوئی اور اُس کے ایک سال بعد یعنی ۳۱۔ اگست ۱۸۳۳ء کو دنیا کے جس جس حصے میں برطانوی رعایا مقیم تھی وہاں وہاں اُس کے کنیز و غلام آزاد ہو گئے اس پر بھی بعض غلاموں کا اُن کے مالکوں کے ساتھ ۱۸۳۳ء تک استاد و شاگرد کا تعلق رہا ہے۔ اگرچہ ولبر فورس چوبتر سال کا ہو چکا تھا لیکن قسمت نے یادری کی

کہ قانون مسیح غلامی کی دوسری پیشی کی غلوری کی خبر وہ سن سکا اور اپنی کوشش کے بار آور ہونے کے سبب سے وہ شکر گزار دنیا سے اٹھا۔ اس قانون کے سبب سے غلاموں کے جن مالکوں کو نقصان پہنچا تھا برطانوی قوم نے ان کو اس کام میں ملین پونڈ سا وضعہ ادا کیا۔ اگرچہ قوم کو خسارہ اٹھانا پڑا لیکن یہ رقم کار خیر میں صرف ہوئی۔

اسی سال ۱۸۳۳ء میں لارڈ ایشلے جس کو بعد ازاں لارڈ شیافنس بری کا خطاب ملا بعض قوانین کے منظور کرانے میں کامیاب ہوا۔ ان قوانین کی رو سے ان بچوں کی حفاظت ہوئی جو کارخانوں میں تمام تمام دن مزدوری پر کام کرتے تھے اور محنت شاقہ اور مالکوں کی بدسلوکی کے سبب سے جن کی صحت اور نشوونما میں قوانین کارخانجات خرابی ہوتی تھی اسی سال سب سے پہلے سرکار سے ان مددوں و تسلیم۔

تھے۔ اسی طرح آئر لینڈ کے تعلیمی کاموں کے لیے ۱۸۳۳ء میں نیس ہزار پونڈ کی منظوری دی گئی۔ اسی سال شرقی ہند سے تجارت کرنی کی دنیا کے کل تجارت کو اجازت ہوئی۔ ۱۸۳۳ء میں سابق کے قانون مفلسین میں تبدیل کی گئی لیکن یہ تنزیم بھی ضرورت سے پہلے عمل میں نہیں آئی۔ قدیم قانون مفلسین، قوم کی زیر باری کا سبب بن گیا تھا جو لوگ عدا کام کرنا نہیں چاہتے تھے وہ اس قانون سے فائدہ اٹھاتے تھے اور قانون ان کی مدد کرتا تھا۔ جو مزدور اور کاریگر وغیرہ کفایت شعار اور محنتی تھے اور اپنے زور بازو سے اپنا پیٹ پاتے تھے ان کی جدید قانون مفلسین آمدنی سے دوسرے کا بل ست اور بے حمیت لوگ پرورش ۱۸۳۳ء۔

پاتے تھے جدید قانون مفلسین کی رو سے انگلستان کے ہر حصے میں محتاج خانوں کا قیام کرنا قرار پایا اور جو لوگ کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی پرورش نہیں کر سکتے تھے ان کو ان محتاج خانوں میں رہنا لازم ہوا جو کسی خاص معقول وجہ کے جس صورت میں ایسے مفلس آدمیوں کو اپنے گھروں میں رکھنا ادا پانے کی اجازت ملی تھی۔ اس تبدیل کی بدولت محصول مفلسین کی شرح بھی کم ہوئی شرح اجرت میں اضافہ ہوا اور مزدور پیشہ لوگوں کی حالت درست ہو گئی اس زمانے سے محتاجوں کی تعداد میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے جس کا نتیجہ

یہ ہے کہ پچاس برس قبل جو نسبت محتاجوں کی آبادی ملک سے تھی اب اس کی نصف  
بھی نہیں رہی۔ لارڈ میل بورن کے عہد وزارت ۱۸۳۵ء میں حکومت ہما کی اصلاح  
ہوئی جس کے سبب سے محصول ادا کرنے والوں کو اختیار ملا کہ آئندہ سے پیر  
دیر بلڈ اور آئندہ زمین (شرکار میر بلڈ) کو وہ انتخاب کریں اور قومی روپے کے  
اصلاح بلدی مصارف کے حسابات کی اشاعت مجاں بلدی پر لازم قرار  
دی گئی۔ ۱۸۳۵ء میں اس امر کی نسبت قانون بنا کر ملک میں  
۱۸۳۵ء -

جو دلاؤتیں، اموات اور شادیاں واقع ہوں ان کا اندراج  
ناظم اندراجات کے دفتر میں ہونا چاہیے اس کے ساتھ ہی ڈسٹرکٹوں کو لینے  
جن کو مذہب پروٹسٹنٹ سے انحراف ہوا اپنے گرجاؤں میں یا اپنے ضلع کے  
ناظم اندراجات کے روبرو رسم کلیح ادا کرنے کی اجازت مل گئی۔ جبکہ پارلیمنٹ میں  
ان کل اصلاحات کی تقدیم اور تکمیل ہو رہی تھی وضع قوانین کے دائرہ کے باہر بھی دوسرے  
امور و ادارات میں قوم کی ترقی جاری رہی۔ ۱۸۱۶ء میں یعنی جنگ واپس لوگ کے ایک  
ہی سال کے بعد لندن میں پہلی مرتبہ گیس کی روشنی ہوئی۔ اس کے سبب سے  
گیس کی روشنی وہاں کے راستوں میں جو لوٹ مار ہوتی تھی وہ موقوف ہوئی۔  
اور کو توالی سولی پر چڑھانے کی سخت سزا سے ان جرائم کا اس قدر انسداد  
نہیں ہوا تھا جقدر اس روشنی کے طریقے نے ان کا سدباب

کر دیا اور جب سر رابرٹ پیل نے ۱۸۲۹ء میں قدیم نگہبانوں کو برطرف کر کے  
جوانان کو توالی کو مقرر کیا (جو اس کے نام کی مناسبت سے پیلرز اور باسیئرز  
(Peelers and Bobbies) کہلاتے ہیں) شہروں کی سڑکیں خواہ روز ہو کہ شب پہلے ہیں  
زیادہ مامون و محفوظ ہو گئیں۔ اس طرح اسکاٹ لینڈ کے ایک اندھے آدمی کے  
مشورے کی بدولت جس کا نام میک ایڈم (Mac Adam) تھا۔ مالک انگلستان  
اور اسکاٹ لینڈ کی کل شاہ راہوں اور بڑی سڑکوں کو بتدریج ترقی دی گئی۔ اس  
جدید طریقے کی سڑکوں پر زمین کھود کر پتھر کے ٹکڑے بچھائے جاتے ہیں جسکے

میکاڈامائزڈ سبب سے ایسے میکاڈامائزڈ (Macadamized)  
سڑکیں راستوں پر ڈاک اور مسافر گاڑیاں (Coaches)

جو اس کے قبل مثل چیکڑوں کے ٹکڑھڑاتی ہوئی نہایت سُست چلتی تھیں گھٹے میں  
 دس بارہ میل کی مسافت طے کرنے لگیں علاوہ بریں مال بھاریوں کے پائے بھی  
 کیچڑ اور دلدل میں اُترنے اور بچھنس جانے سے محفوظ ہو گئے۔ انگلستان کی  
 بڑی ریلوں میں سب سے پہلے لیورپول اور منچسٹر کے درمیان ریل بنائی گئی۔  
 لیورپول اور منچسٹر اس کی کامیابی کا سہرا جانے اسٹیفن سن کے سر ہے جو ایک  
 ریلوے کا اقتراح فلس کان کھودنیوالے کا فرزند تھا۔ کمال نے اس کو ایک  
 نامی انجینئر بنا دیا اور اس میدان میں یہی سب پر بازی لیگیا  
 اس نے ایک چلنے والا انجن بنایا جو ریل گاڑی کو ۲ میل فی ساعت کے حساب سے  
 کھینچ لیجاتا تھا یہی نہیں بلکہ وہ ایک مشہور دلدل چیٹ ماس پر ریل کی پٹریاں  
 بچھانے اور عبور کرنے میں کامیاب ہوا لیکن جس روز کہ اس ریل کا افتتاح ہوا  
 اتنی خوشی و عظمت ایک اندوہ ناک حادثے کے سبب سے تبدیل بہ رخ و الم ہو گئی  
 ہسکی سن جسکی کوشش سے انگریزی تجارت کو فروغ حاصل ہوا ڈیوک آف ولنگٹن  
 سے ایک مدت بعد ملنے کے لیے اپنے سیلون سے اُترا اور جب وہ ڈیوک  
 کی گاڑی کے دروازے کے پاس کھڑا ہوا اُس سے باتیں کر رہا تھا، ایک دوسری  
 ریل گاڑی دفعۃً چلی آئی اور یہ اس میں پھل گیا اور بھینٹ چڑھ گیا۔ اگرچہ اس  
 ناگہانی موت نے قوم کی خوشی کو کم کر دیا لیکن جو فائدہ عظیم اس ریل کی بدولت  
 اُس روز ملک کو پہنچا اُس کے مقابلے میں اگر وہ ہسکی سن سے دریافت کیا جاتا تو اپنی  
 جان عزیز نہ کرتا۔ ریل کے انجن کی ایجاد کے پہلے سے انسان کاوں اور بھاپے  
 اپنے ملازموں کے مانند لوہا رخانوں معدنوں اور کارخانوں میں کام لے رہا تھا  
 لیکن ریل کا سلسلہ پڑنا تھا کہ ان دو خادموں کے ذریعے سے اُس نے اپنا مال  
 و اسباب ازراہ تری و خشکی نہایت دور دراز مقامات کو بھیجا شروع کر دیا۔  
 ان ترقیوں کے سبب سے قوم کے اعلیٰ و متوسط طبقوں کے متوّل  
 میں بھی اضافہ شروع ہو گیا اور جیسا جیسا ان لوگوں کے متوّل میں اضافہ ہوتا گیا  
 ویسی ویسی بڑے شہروں کی عمارتوں، سڑکوں اور دوسرے انتظامات میں بھی  
 ترقی ہوتی گئی۔ لندن کے بازار دوبارہ بنے۔ وہاں کے راستوں اور سڑکوں

کی فرش بندی اور صفائی بہتر ہو گئی۔ ریجنٹ پارک تیار ہو گیا۔ ہائیڈ پارک اور سین جیمیس پارک میں جدید طریقے پر درخت نصب کیے گئے اور نئی گکاری ہوئی اور یہ دونوں مقام گنجان مکانوں میں رہنے والوں اور ان شاہ راہوں سے گذر نیوالوں کے لیے جہاں انسانوں اور گاریوں وغیرہ کے ٹھٹ کے ٹھٹ نظر آتے ہوں تفریح کے لیے نعمت غیر مترقبہ خیال کیے جاتے ہیں۔ بلخ حیوانات کا انتقال ۱۸۴۵ء میں ہوا۔ یونیورسٹی کالج اور کنگس کالج کی بنا پڑی۔ اگرچہ اسے تقویر اور بے وسیلہ لوگوں کی دستگیری کی جانب قوم کو ان سب امور کے بعد توجہ ہوئی لیکن یہ کام اس قدر تسخیر و مفید تھا کہ اس کو دوسری اصلاحات سے افضل و انسب سمجھنا چاہیے۔

دارالمجائین

اس بنا پر لندن کے مضافات میں بمقام ہین ریل ایک دارالمجائین کا قیام ہوا جہاں بچارے دیوانے لوگ رکھے جاتے

ہیں ان کے آرام و آسائش کا بخوبی انتظام ہے اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوتا ہے۔ اس کے پہلے دیوانے زنجیروں میں رکھے جاتے تھے اور ان کی راحت و آسودگی کا کسی کو خیال نہ تھا۔

اسی زمانے میں اہل ثروت کو بھی خیال پیدا ہوا کہ ہم خود تعلیم پائیں اور دوسروں کو تعلیم دلوائیں چنانچہ اس شوق کا ثبوت اس طرح دیا گیا کہ ۱۸۳۳ء میں دولت مندوں کی ایک جماعت نے جس کا صدر ڈاکٹر برک بیک تھا "انجمن تعلیم کاریگروں" پہلی انجمن تعلیم کاریگروں - دوسرے شہروں نے بھی اس معاملے میں لندن کی تقلید کی۔ چونکہ حکومت کی جانب سے کاریگروں اور مزدوروں کا ریکڑاں -

کے بچوں کی تعلیم کے لیے امداد ملتی تھی اس لیے ان انجمنوں نے مزدور لوگوں کو شام کے وقت تعلیم دینی شروع کی تعلیم کی اشاعت ہونی پتی کہ پڑھنے کے لیے کتابوں کی ضرورت محسوس ہوتے لگی اس بنا پر ۱۸۳۵ء میں لارڈ بروکام اور دوسروں نے ملکر "انجمن اشاعت علوم و فنون مفیدہ" قائم کی ادب مفیدہ جس نے تاریخ، سائنس اور دوسرے مضامین پر سلیس فارزاں کتابیں شائع کرنی شروع کر دیں۔ ۱۸۳۶ء میں اخبارات کے

ٹکٹ کی شرح میں کمی ہو کر ایک پنی کا ٹکٹ قائم ہوا جس کی وجہ سے لوگوں میں



اخباری کا مذاق بڑھ گیا۔

اگرچہ کاریگریوں اور مزدور پیشہ لوگوں کے ہتھ اعلیٰ کو یہ سب فوائد نصیب تھے لیکن ادنیٰ اور مفلس لوگوں کی خواہش پوری ہوں یا دیہاتی بیماری و فحشیت، جہالت و مصیبت میں بسر ہوتی تھی اور ۱۸۳۷ء میں جبکہ ولیم پیارم کی وفات ہوئی تو اہل برطانیہ نہایت پریشان حال و دراندہ تھے۔ سچ بات یہ ہے کہ جب بڑے تغیرات کسی ملک میں ہوتے ہیں تو کچھ عرصے کے لیے وہاں پریشانی اور مصیبت بڑھ جاتی ہے اور اس کا خسارہ سب سے زیادہ مفلسوں پر پڑتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں میں سے حالات کا مقابلہ کرنے کی بہت ہی کم قابلیت ہوتی ہے۔ جنگ کے بعد جو پندرہ سال امن و عافیت میں بسر ہوئے تو ہر ایک شے نے نہایت سرعت سے ترقی کی۔ قوم کو دفعۃً تجارت کا ہوکا ہو گیا۔ ملکوں کی ایجاد اور ان کا کثرت سے استعمال ہونا، ریلوں کی ایجاد و کثرت وغیرہ نے دفعۃً حالات کو بدل دیا۔ بالآخر یہی چیزیں استفادہ مفید ثابت ہوئیں اور مخلوق کے روزگار کا ذریعہ بن گئیں کہ اب مفلس سے مفلس آدمی بھی ان کو خدا کی نعمتیں خیال کرتا ہے۔ لیکن ان دنوں کچھ مدت کے واسطے بہت سے لوگ بیکار رہو گئے تھے اس کا سبب یہ تھا کہ نئی ایجادوں نے ان مقامات کو جہاں محنت (مزدوروں) کی مانگ تھی اسی کے ساتھ محنت کی صورت کو بدل دیا تھا جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ اجرت کی شرح بالکل گھٹ گئی اور بہ نسبت پہلے کے مزدوری مشکل سے ملنے لگی۔ غذا (اشیا و خورد و نوش) اسی طرح اب بھی بہت گراں تھیں اور مختلف محصولات کی شرح بہت بڑھی ہوئی تھی، اگرچہ قانون مفلسین بدل گیا تھا لیکن اسکے سبب سے ہنرمند اور متعدد کاریگریوں کی محصول کی زیر باری میں کمی نہیں ہوئی تھی ان کے علاوہ ان غریب آدمیوں کی جو محتاج خانوں میں نہیں رہتے بلکہ قدیم قانون مفلسین کی رو سے اپنے گھروں پر ادا دیا تے تھے افلاس سے ناگفتہ بہ حالت تھی جن مزدوروں کی مصیبت بڑی میں بسر ہوتی تھی ان کی حالت استفادہ تقسیم تھی کہ مشکل سے انہیں جو یا نہایت ادنیٰ قسم کے گھروں کی روٹی میسر آتی تھی، بکری کا گوشت تو ان لوگوں کے لیے عذوق تھا شاید ہی کوئی خوش قسمت ایسا ہوگا جسے خنزیر کا گوشت ملتا ہو۔ اکثر اضلاع میں عوام اور ان کے اہل و عیال بھوکوں مر رہے تھے۔

## چھبیسواں باب

(۶)

برطانیہ عظمیٰ اور برطانوی نوآبادیاں

(۶)

وکتوریہ از ۱۸۳۷ء تا ۱۹۰۱ء

۲۰ جون ۱۸۳۷ء کی صبح کے ساڑھے پانچ بجے ہی تھے کہ لارڈ چمبرلین اور کنٹربری کے صدر اسقف نے آگرشیرزادی وکٹوریہ کو خواب شیریں سے بیدار کیا اور ملکہ انگلستان بننے کا قرعہ سُنا یا اگرچہ ملکہ کو اپنی عمر کے انیسویں زینے پر قدم رکھے ہوئے صرف ایک سال ہی عہدہ گزرا تھا لیکن اُس کی تربیت اعلیٰ درجے کی ہوئی تھی اس لئے اُس کے مزاج میں سن رسیدہ لوگوں کی سی خودداری اور شعور تھا اور وہ دوسروں کی تکلیف اور ضرورتوں کا لحاظ کرتی تھی اور فرائض کی ادائیگی میں نہایت مستعد و جفاکش تھی چونکہ ڈیوک آف کینٹ کی اولاد میں جو جارج سوم کا چچا تھا غائب تھا ایک ایک باقی رہ گئی تھی اور ملکہ کے دوسرے بڑے بھائیوں نے کوئی وارث چھوڑے بغیر وفات پائی تھی اس لئے ولیم چارم کی وفات سے پہلے ہی چھوٹے لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ آئندہ یہی حکومت آگئی وارث قرار پائے گی۔ لارڈ چمبرلین پر ڈیوک مذکور کی بیوہ ڈیچز آف کینٹ کا بے انتہا احسان ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ابدی مفارقت اور تنہائی کے زمانے میں اپنا دل اپنی اس سب سے چھوٹی لڑکی کی تربیت میں بہلایا اور یہ اُس کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ٹیکل احمد نے اپنے سلطان بنی نوع انسان کی ہمدردی ملکہ اور شوہر سے الفت رکھنے والی رہ جو جوہر کے لیے ایک نہایت عمدہ مثال ہو سکتی ہے اور کیلسی فرماں روا پرنا یہ کہ وہ سب جہلی

جس کا نعل و طعنت چونتیس سال انگریزی اعلیٰ طاقت پر رہا اور رعایا اس کو اس قدر عزیز رکھتی تھی کہ اس دور میں وہ کبھی اپنی ملک سے بدظن نہیں ہونی لگا۔

جینکو ملک۔ ان دور کے قانون کے لحاظ سے ذکر کردہ رات تخت و تاج

برطانیہ سے ملک۔ یہ سچی ہے اس لیے ولیم چہارم کی وفات کے بعد ملک مذکور کا تعلق

ان دور کے تعلقات کا۔ تاج برطانیہ سے قطع ہو گیا اور ڈیوگسٹ آف نمبر لیسٹ جو

ملکہ کا بیٹا ہوتا تھا وہاں کا بادشاہ بنا۔ برطانیہ کی خوش قسمتی

تھی کہ یورپ میں اس کے مقبوضات میں سے کوئی حصہ باقی نہیں

رہا ورنہ یورپی مقبوضات کے سبب سے انگلستان بیرونی جھگڑوں میں الجھ جاتا۔

اس پر بھی آئندہ پچاس سال تک انگریزوں کو باہر کی لڑائیوں میں شریک ہونا پڑا

لیکن ان کا سبب خواہ وہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ انگریزی مقبوضات ہندو افریقہ

میں۔ اس لیے ان پچاس سال انگریزی تاج کا تعلق ان قوانین کے بنانے سے

ہے جن کے ذریعہ سے قوم چاہتی تھی کہ ملک میں انصاف و صلہ کی روح بھونکی جا

اور نوآبادیوں میں ابھی حکومت ہو۔

سب سے پہلے کنیڈا کے پہلے پرغور کیا گیا بیٹ نے ۱۷۹۱ء میں اس ملک

کی شمالی اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم کی تھی۔ ہر ایک حصہ ملک کے انتظام کے لیے

ایک گورنر اور اس کی کونسل مقرر تھی۔ گورنر کا انتخاب شاہ برطانیہ کی جانب سے

ہوتا تھا۔ اور مجلس کو وہاں کی رعایا منتخب کرتی تھی۔ کنیڈا اُسے شمالی میں یہ تو یہ انتظام

ہنایت کا سیاب ثابت ہوا لیکن جنوبی کنیڈا میں جہاں کی رعایا کا زیادہ تر حصہ

ابھی تک فرانسیسیوں پر مشتمل تھا اس انتظام کے سبب سے سخت دشواریاں پیدا

ہو گئیں اور ان کا نتیجہ فساد و شورش اور یہ پھیلتے پھیلتے ۱۸۳۷ء میں شمالی کنیڈا میں

کنیڈا میں فسادات۔ بھی بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی یہ دہی زمانہ تھا کہ ملک کی تخت نشینی

ہوئی تھی۔ قتلے کے فرد کرنے کی غرض سے کنیڈا میں جنگی قانون

نافذ کیا گیا اور ارل آف ڈرہم جو ہنایت قابل اور دیانت دار

آدمی تھا وہاں کا گورنر جنرل مقرر کر کے روانہ کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ وہ ایک

جدید حکومت وہاں قائم کرنے کے متعلق سب سے اچھا طریقہ بتلائے۔ لیکن بد قسمتی

اس نے رپورٹ کے ذریعے سے مشورہ دینے کے علاوہ ان نوآبادیوں کے باشندوں کو قوانین وضع کرنے میں اپنی امداد کے لئے خود ہی طلب کیا۔ اگر اس معاملہ کو یوں ہی اچھوڑ دیا جاتا تو لارڈ ڈرہم کی خود مختاری کے سبب سے کل کینڈا خود مختار ہو جاتا۔ لارڈ ڈرہم گورنر جنرل اس پر حکومت مرکزی نے شدید اعتراض کیا اور جب یہ اعتراض مقرر ہوا۔ ۱۸۴۳ء ڈرہم تک پہنچا تو اسے اس قدر رنج ہوا کہ فوراً سنسٹی ہو کر انگلستان واپس چلا آیا، منظوری تک کما انظار نہیں کیا۔ ۱۸۴۳ء میں اس کی وفات ہوئی اور وہ دنیا سے ناکام و دل شکستہ ہی گیا۔

اس پر بھی ڈرہم کی اسکیم اختیار کی گئی اور اس تجویز کے سبب سے ان سب آزاد اور خود مختار دستوری حکومتوں کی بنیاد پڑی جو برطانیہ نے اپنی نوآبادیوں کو عطا کی ہیں۔ ۱۸۴۳ء میں کینڈا کے دونوں حصوں کو ملا کر ایک دستور کینڈا۔ ملک کینڈا قرار دیا گیا اور ان کو اپنے پر آب حکومت کرنے کی اجازت مل گئی لیکن ان ملکوں کے سب عہدہ دار اپنے فرائض کی انجام دہی کے تعلق ہیں کی مجلس اعلیٰ و ادنیٰ کے سامنے ذرہ دار ہیں اور یہ دونوں مجلسیں انگلستان کے دارالامرا اور دارالعوام کی تقلید میں قائم ہونی ہیں مگر صرف ایک شکل سے برطانیہ کی صدارت قائم رکھی گئی تھی اور وہ یہ کہ گورنر جنرل کا تقرری بحیثیت نائب ملکہ حکومت برطانیہ کی جانب سے ہوتا تھا۔ اس کے سائنٹس برس کے بعد ۱۸۴۳ء میں لارڈ ڈرہم کے سب سے آخری مشورے پر عمل ہوا اور شمالی امریکہ کے کل برطانوی مقبوضات کو کینڈا میں شامل ہونے کی اجازت مل گئی۔ اس بنا پر نو اسکوشیا۔ نیو برنزوک۔ اور نیج پڈن کے ممالک قلمروے کینڈا قلمروے کینڈا ۱۸۶۷ء میں قائم ہوئی ویکواری اور ڈورڈ آئیلز نے ۱۸۶۳ء میں شرکت کی جس کے سبب سے اس ایک وسیع قلمرو کا قیام ہوا۔ ۳۵۰۰ میل مربع ہو گیا ہے جو تاج برطانیہ کے زیر نگین ہے۔ اسی وسیع ملک میں ایک بہت بڑی ریل بنائی گئی ہے جس کا نام کینڈین پیسیفک ریلوے ہے اور جب کا افتتاح ۱۸۸۶ء میں ہوا اگر کوئی شخص اس ریلوے سفر کرے تو اس کو ریل کے ایک سرے پر ساحل اوٹیانوس سے دوسرے سرے نو اسکوشیا تک مسلسل سفر کرنے کا موقع ملتا ہے اور لطف یہ کہ اس قدر طولانی

مسافت طے کرنے کے بعد بھی وہ برطانوی علاقے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ شمالی امریکہ میں صرف  
نیو فونڈ لینڈ ایک ایسی برطانوی نوآبادی ہے جو قلم و نوڈ کو میں ابھی تک شریک نہیں ہوئی  
ہے۔ اس کی تعلیم میں وکٹوریہ کے عہد حکومت کا بہت سا زمانہ گزرا ہے۔ اس لیے کہ یہ کام  
مستشرقین میں قائم ہوا۔ خیر اب ہم کینڈا کے حالات کو اس مقام پر چھوڑ کر ملک کے عہد کی ابتدائی  
ترقیوں اور جو تک قدیم میں نمودار ہوئے ہیں سرعت سے ایک موزانہ نظر ڈالتے ہیں۔ کینڈا  
میں ویسٹ انڈین درگک نے سب سے پہلے تاریخی کی نسبت حق ادا حال کیا اور سب سے  
تاریخی کی ایجاد پہلے اس کا استعمال بلک وال کی ریل پر ہوا۔ اس کے بعد وکٹوریہ کی جہازیں  
کینڈا میں سوائے بھاب کے کسی دوسری قوت سے کام نہیں لیا گیا  
تھا۔ انگلستان سے نیو مارک تک سمندر کو عبور کیا اور وہ اس قابل

بنائے گئے تھے کہ اس طولانی دریائی سفر کے لیے کافی مقدار میں معدنی کوئلہ ان میں کھلجائے  
اور کسٹروم میں شعلے جو بعد میں سرولینڈ ٹیل کے خطاب سے ممتاز ہوا مشورہ دیا کہ  
حاکم متعہ میں خط کا حصول ایک نئی قرار دیا جائے جو منظور ہو گیا یہ کوئی معمولی کام  
محصلہ کا ایک نہ تھا بلکہ ترقیات کے سلسلے میں اس امر کی سب سے زیادہ قدر  
ہونی چاہیے اس لیے کہ برطانیہ میں حصول خط کے بارے میں صرف  
دو متمتع لوگ معاف تھے یعنی ارکان پارلیمنٹ۔ یہ لوگ اپنے

رایے و دستوں کے خطوط کو حصول ڈاک سے مستثنیٰ کر سکتے تھے اور ان کا یہ اختیار  
فرانکنگ (Franking) کہلاتا تھا۔ مگر کوئی رکن پارلیمنٹ اپنا  
نام اپنے یا اپنے دوست کے خط پر لکھ دیتا تو وہ حصول سے معاف سمجھا جاتا تھا۔  
اس کے برعکس غریب رعایا کو ڈاک سے خط بھیجنے کے لیے الجھا تا مسافت چھ پنس  
سے ایک شلنگ چار پنس تک حصول ڈاک ادا کرنا پڑتا تھا۔ ۱۸۳۹ء میں ہر ہفتہ  
کے لیے اجس کا وزن نصف اونس سے زیادہ نہ ہو چار پنس حصول قرار پایا لیکن اس کے بعد  
۱۸۴۰ء میں جوئی شلہ اسے انگلستان، اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ میں خط کا حصول ایک  
پنس قدر کو کیا گیا۔

ان خوبیوں کے باوجود ملک کی سلطنت کا ابتدائی زمانہ لام و مصائب  
سے خالی نہ رہ سکا۔ مفلسوں کی بڑے حالوں بسر ہوئی تھی اسی سبب سے اصلاحات

کی شدید ضرورت تھی۔ لیکن اس جدید پارلیمنٹ میں جس کا انتخاب ملک کے جلوس کے وقت ہوا تھا وزیر کی حمایت کرنے والے بہت ہی قلیل تھے اس سبب وہ لوگ جدید اور مفید قوانین وضع نہ کر سکتے تھے اور چونکہ لارڈ میل بورن قد است پسند آدمی تھا اور اس کی ہمیشہ کی خواہش رہی کہ زمانے کو اپنی رفتار پر چلنے دو اس لیے رعایا کو کمان تھا کہ وہ نوجوان ملک کو ان کی پریشان حالی اور تکلیف سے بے پروا بنارہا ہے۔ اس کے سوا مزدور پیشہ لوگ بھی حکومت وقت سے سخت ناراض تھے اس لیے گرد و کاندہوں کو تو ارکان پارلیمنٹ کے انتخاب کرنے کا حق عطا کیا گیا تھا لیکن وہ اس حق سے محروم رکھے گئے تھے۔ اسی بنا پر ملک کی رسم تاج پوشی کے چند ہی ہفتوں کے بعد جو ۸۸ ہرجان مسلحہ کو ادا ہوئی تھی عوام کے ایک مجمع کثیر نے ایک عظیم الشان جلسہ چارٹسٹ لوگوں کی بمقام برٹنگھم منعقد کیا جس میں ایک اعلان مرتب ہوا جس کا نام اوکالٹل نے جو اس گرد و کاسرغٹ تھا سلیبس پارٹرسند رعایا شورش ۱۳۸۱ء نام اوکالٹل نے جو اس گرد و کاسرغٹ تھا سلیبس پارٹرسند رعایا شورش ۱۳۸۱ء

( People's charter ) رکھا تھا۔ اس میں چھ اہم اصول

- ۱) برطانیہ کی کل عورتوں کو حق رائے کا دیا جائے
  - ۲) ہر سال جدید پارلیمنٹ کا انتخاب کیا جائے
  - ۳) بیٹ (قرعہ اندازی) کے ذریعے سے رائے کا دینا
  - ۴) جائداد غیر منقولہ ترک کرنے والے اشخاص کا رکنیت پارلیمنٹ کے لیے اہل سمجھا جائے
  - ۵) ارکان پارلیمنٹ کے لیے تنخواہ کا مقرر ہونا
  - ۶) ملک کے سب سے زیادہ آبادی کے لحاظ سے انتخاب کے مساوی طبقے بنائے جائیں
- ان میں سے پہلا فیصلہ اور چھ مطالبہ اب قانون بن گئے ہیں لیکن اس زمانے میں مصلحت وقت اس کے خلاف تھی اس لیے مطالبات مذکورہ کی منظوری سے انکار کیا گیا اور اگر حکومت ان کو غلطی سے مان لیتی تو اس کی کمزوری کبھی جاتی جن لوگوں نے سپرد تنخواہ کے تھے وہ چارٹسٹ مطالبانہ کہلاتے تھے۔ بہر حال یہ چارٹسٹ نہایت مفید و شیریں تھے برٹنگھم شفیڈ، نیو پورٹ اور اکثر مقامات پر

ان کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہوا

مگر اسی اثنا میں چند باخبر اور خیر اندیش ان خرابیوں کو دفع کرنے کی تدبیر پر جن کے سبب سے ملک ظلم و سختی ہو رہی تھی غور کر رہے تھے اسی سلسلے میں ۱۸ ستمبر ۱۸۳۳ء بمقام مینیسٹر ایک اجلاس منعقد کر کے ایک انجن اس غرض سے قائم کی گئی کہ حکومت کو در آمد ملے کا حصول اٹھا دینے کے لیے مجبور کرے۔ اس طرح انجن انجمن نصف قانون غلہ کی ابتدا ہوئی جس کے مشہور سرگروہ رچرڈ کاڈن اور جان برائیٹ تھے پہلا شخص صلاحیت پسند اور راست باز تھا اور مینیسٹر میں بھاپے کے سوئی پارپے کا کام کرتا تھا اور دو ستر ایش ٹیل میں قائلین بناتا تھا۔ قوانین غلہ کے سبب سے جو نا انصافی غائب کی تھی میں جو رہی تھی اس سے یہ دونوں آدمی اور ان کے شرکا عوام کو رسالوں لکچروں اور تقریروں کے ذریعے سے برابر پانچ سال تک آگاہ کرتے رہے۔ ان کی انجن اس امر کو قوم کے ذہن تک پہنچانے کا نچا اچھی تھی کہ اگر مالک غیر کے لیے برطانوی بندر لگا ہیں مسدود نہ ہوں تو غریب آدمی کو روٹی کی موجودہ نرخ سے نصف قیمت پر میسر آ سکتی ہے چونکہ باہر کا اناج روک دیا گیا ہے اس لیے اسی روٹی کی دوہری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور جو نصف قیمت کہ زیادہ مجبانی ہے درحقیقت غریب آدمی سے محصول لیا جاتا ہے جس سے برطانوی کسانوں کو نفع پہنچتا ہے لہذا جو لوگ فائدہ کشی کے سبب سے ادھ موٹے ہو رہے ہیں ان سے اثاثہ محصول لیکر ملک کے خوش حال لوگوں کو پہنچایا جاتا ہے۔ مگر ان قوی دلائل کے باوجود مخالفین قانون غلہ کو قوم کے قائل کرنے میں ابتدا بہت دقتیں اٹھانی پڑیں مثلاً اور کسانوں کا خیال تھا کہ اگر مخالفین قانون غلہ کی نیات منظور ہو جائے تو زراعت پیشہ لوگ الملح کی زراعت ترک کر دیں گے اور اراضی کی قدر نہ رہے گی جس سے ملک تباہ ہو جائے گا مزدور ہمیشہ لوگوں کو بھی متینج قانون غلہ سے چنداں اتفاق نہ تھا وہ صرف اپنی شرح اجرت بڑھانا چاہتے تھے اس لئے انھیں سند (چارٹر) کی منظوری کی پڑی تھی لیکن انجن مخالفین کی جانب سے اصل واقعات اس صفائی اور صراحت سے پیش کئے جاتے تھے اور متینج قانون غلہ کے منتقل ان کی دلائل اس قدر صحیح اور معقول تھیں کہ بالآخر قوم کے دلوں پر ان کا اثر ہو گیا اور ملک نے قانون مذکور کو قابل متینج مان لیا۔ اس نوبت کو پہنچنے کے بعد ہی لارڈ میل بورن نے محصول غلہ کی شرح میں تخفیف کرنے کے متعلق تحریک کی تھی

لیکن جب دارالعوام میں اسکو اس تحریک نسبت کثرت آرا حاصل ہوئی تو وہ انگلستان میں مستعفی ہو گیا۔ جب سر رابرٹ پیٹل قدامت پسند وزارت کے صدر کی حیثیت سے اس کا جانشین بنا تو اس کو خیال ہوا کہ اس معاملے میں کچھ کرنا چاہیے۔  
 لارڈ میل بورن کی مفارقت کا نوجوان ملکہ کو بھی صدمہ ہوا اس لیے کہ وہ نہایت با وفا اور سچا شیر تھا لیکن ملکہ کو خوش قسمتی سے لارڈ میل بورن کا بہت جلد غم الیدل گیا۔ البرٹ سے جو سیکس کو برگ کا شہزادہ اور ملکہ کا اینٹم تھا ملکہ کی شادی ۱۸۴۰ء کے ماہ فروری میں ملکہ کی شادی ہوئی۔ شاہزادہ البرٹ ۱۰ فروری ۱۸۴۰ء ملکہ کے لیے نہ صرف نیک شوہر ثابت ہوا بلکہ اس کا سب سے

بہتر رفیق و مشیر بھی۔ یہ شادی برطانیہ کے لیے نہایت مسرت خیز ثابت ہوئی شہزادے کو بھی ملکہ کے مثل راست گفتاری و راست بازی کی تعلیم دی گئی تھی۔ وہ اپنی زوجہ اور زوجہ کی رعایا کا دل سے پی خواہ تھا اسکی محبت اور امداد سے ملکہ کی زندگی پر لطف ہو گئی یہی نہیں بلکہ علم و دہن کی سرپرستی اور صاحبان کمال کی قدر افزائی سے اس نے برطانیہ کی خوش حالی میں اضافہ کیا اس کے سوائے وہ بہت محتاط تھا۔ اس نے ملکہ اور اس کی رعایا کے معاملات میں کبھی دست اندازی نہیں کی اور اپنی نیک کرداری کے لیے لوگوں سے نہ تعریف چاہی اور نہ صلہ کا خواہاں رہا۔

ان دنوں وزارت جدید کو سخت دشواریوں کا سامنا تھا۔ اد کانل ڈبلین کا لارڈ میئر ہو گیا تھا اس مذمت پر پہنچے ہی اس نے اتحاد انگلستان یا آئر لینڈ کو منسوخ کرانے کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنا شروع کر دیا لیکن اس چینی اور جبر کا خاتمہ اس وقت ہوا جبکہ اس کی گرفتاری عمل میں آئی اور ۱۸۴۳ء اور ۱۸۴۴ء کے درمیان اس پر مقدمہ قائم ہوا۔ اسکاٹ لینڈ بھی ان اثرات سے محفوظ رہا۔ پریسبیٹین مذہب کے لوگوں میں سخت نزاع برپا ہوئی اور ۱۸۴۳ء میں وہاں فری کرک (Freakirk) مقرر ہو گیا یعنی اسکاٹ لینڈ کے مذہب سے علیحدہ ہو کر بعض لوگوں نے ایک ایسا کلیسا (مذہب) قائم کیا جس کے امور پر حکومت ملک کی نگرانی نہ ہوتی ہو۔ ملک کے ہر مقام میں چارٹڈ لوگ جلسے کر رہے



اور ۱۸۴۱ء سے انگریزوں اور چینیوں میں افیون کی بابت جنگ ہو رہی تھی حکومت چین  
 افیون کے متعلق کے خلاف مرضی برطانوی سوداگر اہل چین کے ہاتھوں افیون بیچنے  
 چین سے جنگ تھے یہی سبب اس لڑائی کا تھا جو بالآخر ۱۸۴۲ء میں ختم ہوئی لیکن  
 یہ لڑائی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ہندوستان سے خبر آئی کہ انگریزوں  
 کی ایک فوج کا جو افغانستان کی مہم پر روانہ کی گئی تھی قتل عام  
 کر دیا گیا ہے

اس واقعے کے بہت برسوں پہلے سے ہندوستان کے مختلف حصوں کے بادشاہوں  
 کی انگریزی حکومت بتدریج الحاق کر رہی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ انگریزی  
 سرحد اور افغانیہ کے اُن حصوں کے درمیان جہاں روسیوں کا بہت اثر تھا صرف  
 پنجاب اور افغانستان (دیکھو نقشہ نمبر ۴۴) کا کل رہ گئے تھے۔ چونکہ حکومت برطانیہ  
 کو اس امر کا ہمیشہ خوف لگا رہتا تھا کہ روسی لوگ افغانستان سے اتحاد پیدا کر کے  
 ہندوستان پر حملہ کر دیں۔ لہذا اُس کو روس کے غرض سے سرالکڑ اندر افغانیوں  
 سے ایک تجارتی صلہ کرنے کے لیے ۱۸۴۵ء میں کابل روانہ کیا گیا تھا جس زمانے  
 افغانستان میں انگریزی میں کریم افغانستان میں تھا انگریزی حکومت ہند کو افغانوں  
 فوج کی تباہی ۱۸۴۵ء کے سردار دوست محمد خاں کی نسبت روسیوں سے  
 سازش کرنے کا شبہ ہوا اس بنا پر ہند کے گورنر جنرل لارڈ کلبینڈ  
 نے نہایت نادانی سے دوست محمد خاں کو معزول کر کے اُس کی جگہ کسی دوسرے  
 سردار کو مقرر کرنے کے لیے ایک لشکر روانہ کر دیا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ افغانیوں  
 جو انگریزی جنگ جوں اور بے وفائی میں اپنی فطرتیں رکھتے سردار انڈر  
 برٹس کو تباہی پہنچا کر قتل کیا اور اُس کے چھ جیسے بعد اُنھوں نے  
 سر ڈیوڈ میکنائٹن کا بھی جو اُن سے شرائط صلح طے کر رہا تھا یہی حال کیا اسکے بعد  
 گورنر انڈس کو کابل میں قدم جمانا مشکل ہو گیا لہذا اُس نے واپس کا ارادہ  
 کیسے افغانیوں کے سردار اکبر خاں سے وعدہ کیا کہ وہ انگریزی فوج کو صحیح سالم  
 حاجت کرنے دے گا۔ اس اقرار کے باوجود افغانی درہ غردہ کابل کے دونوں جانب  
 پہاڑیوں میں چھپ رہے اور جو انگریزی سپاہ ورسے میں سے گر رہی تھی وہیں سے اُسکو

اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا بہر حال یہ ایک اند و مہنگا قصہ ہے۔ سارا لشکر کا لشکر اس طرح ہلاک ہوا اور بجز ڈاکٹر برائیڈن کے جو اس حادثے کے بیان کرنے کے لیے بچ گیا تھا دوسرے کے اس طرف اس فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ آسکا۔ ڈاکٹر مذکور جب قلعہ جلال آباد پہنچا ہے تو وہ موا تھا۔ اس قلعے کو سربراہ رٹیل نے افغانیوں کی دست بردو سے بچا رکھا تھا اور یہ درہ خیر و کابل اور درہ خیبر کے درمیان واقع ہے برطانیہ نے بھی اس مہنگا کا جواب دیباہ سرائیل اور جنرل پانگک کی سرکردگی میں ایک دوسری فوج بغرض انتقام روانہ کی تھی جس نے ان غورتوں اور بچوں کو جو سابق کے لشکر سے بچ کر افغانستان میں مقید ہو گئے تھے رہا کیا لیکن باقیانہ فوج کے ۵۰۰ سپاہی اور فوجی کمپ میں کام کرنے والے ۲۰۰۰ انوار سخی فنا کر دیے میں مقتول پڑے رہے اور مشرق میں برطانوی اقتدار کو سخت صدمہ پہنچا۔

بیرون ملک تو برطانیہ کو یہ نقصانات پہنچ رہے تھے لیکن اندرون ملک حکومت کو مالی مشکلات کا مقابلہ تھا۔ لارڈ میل بورن کی وزارت کے اختتام پر اجراءے محصول آمدنی خزانہ ڈوحالی لاکھ پونڈ کا مقررہ متنجا جی ادائی ضروری تھی اس نیا پمپل نے ایک محصول آمد کے اجراء کی ٹھان لی تھی۔ اس

محصول کے بموجب جس شخص کی سالانہ آمدنی ۵ پونڈ سے زیادہ ہو اس کو فی پونڈ ایک مقررہ محصول ادا کرنا ہوتا تھا۔ اگرچہ ابتداً محصول کی مدت صرف تین سال اور آمدنی کے ہر ایک پونڈ پر ۲ پینس وصول کیا جانا طے پایا تھا لیکن ۱۸۵۸ء میں مزید تین سال کے لیے یہ محصول دوبارہ جاری ہوا اور اس کے بعد پچھتر سال کے درمیان اس کی سب سے زیادہ شرح ایک فنسنگ بہ پینس ۱۱۱۱۱۱۱۱ اور ۱۸۸۱ء کے درمیان وصول کی گئی اور سب سے کم نرخ ۲ پینس فی پونڈ ۱۸۸۱ء اور ۱۸۸۲ء کے درمیان لیا گیا۔

اگرچہ پمپل نے مصیحت وقت کے لحاظ سے محصول آمدنی تو مقرر کر دیا لیکن رعایا کی زیرباری کی کم کرنے کی غرض سے اس نے ممالک غیر کے دیکھ مال کے محصول غلہ اور لوکی فصل کا کسی شرح گھاوی خصوصاً پر دیسی غتے کا محصول تو برائے نام رکھیا سمیت ہونا ۱۸۸۲ء اس پر بھی اغلاس میں کمی نہ ہوئی بلکہ اس کے بعد تو واقعی بدتر زمانہ

آیا چنانچہ شہر میں انگریزی غلے کی فصل تلف ہو گئی اور لینڈ میں جہاں کے باشندوں کی بڑی فدا آؤ ہے ایک مرض کے پید ہونے سے آلو کی فصل کٹی گئی۔ بلائے قحط کے نازل ہونے میں اس کا بانی رہا تھا۔ قوم نے بندر گاہوں کے کموں دینے جلنے اور غیر ملکوں کے راج کے آنے کے متعلق بل حل مجادی چونکہ ٹیل کے دل پر کا بڈن کے دلائل کا بند بچ اثر ہو رہا تھا اس لیے اب اس کو کا بڈن کے بیٹے ہونے کا یقین آ گیا اور اس نے ٹیل کا آزادی تجارت موصول غلہ کی منیع کی نسبت ایک مسودہ قانون پیش کر دیا لیکن کی حمایت کرنا شہر جب وہ دوسرے وزیر کو اپنا ہنجیال نہ بنا سکا تو وزارت سے مستعفی ہو گیا اور ملکہ کو مشورہ دیا کہ لارڈ جان رسل اس

خدمت پر مقرر کیا جائے اس لیے کہ اس نے قوانین غلہ کے خلاف نہایت شد و مد سے ایک مضمون شائع کیا تھا اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ان سے اس امر کا پتا چلتا ہے کہ وزیر اعظم کو کن دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے لارڈ جان رسل اس خدمت سے ممتاز تو ہوا لیکن اس کے ساتھی لارڈ گرے اور لارڈ پالمسٹن جو دل سے آزادی تجارت کے حامی تھے انورجہ میں اس سے متفق نہ ہو سکے اس لیے وہ وزارت قائم نہ رکھ سکا۔ اس بناء پر ملکہ نے دوبارہ مجبوری ٹیل کو ہی وزیر اعظم بنایا اور یہی سبب ہے کہ ایک کثیر و بخود قدامت پسند وزارت ہی کے عہد حکومت میں قوانین غلہ کی منسوخی ہوئی۔

ٹیل کا وزارت پر واپس ہونا تھا کہ ملک میں خبر مشہور ہو گئی کہ وہ اپنے مسودے کو پھر پیش کرے گا جس کے سبب سے کل قوم میں جوش و خروش پیدا ہو گیا بالآخر کا بڈن کو اپنی محنت کو بار آور ہوتے ہوئے دیکھنے کا موقع ملا تو انھوں نے ایک جلسہ مینچسٹر میں منعقد کر کے اس میں ساٹھ لاکھ پونڈ سے زیادہ شیخ قوانین غلہ۔ اس تحریک کی تائید میں جمع کیا ٹیل نے تاریخ ۲۲ جنوری ۱۸۴۶ء ایک فصیح و بلیغ تقریر کے ذریعے سے "اپنی حمایت" ترک کرنے سے اسباب و علل پارلیمنٹ میں بیان کر کے آزادی تجارت کی تحریک پیش کر دی جس کا مسودہ (قانون) ۲۵ جون کو

دارالامرا میں بھی منظور ہو کر قوانین غلامی منسوخ ہو گئے۔ ۱۷۸۹ء کے فروری کے پہلے تک تاج کے محصول میں تبدیلی کمی ہوتی گئی یہاں تک کہ ایک کوارٹر (۱۷) (تاج پر ایک شلنگ محصول باقی رہا اور یہ آخری شلنگ والا محصول بھی ۱۷۹۶ء میں اٹھا دیا گیا جن اصلاحات کو انہوں نے انجام دیا ہے ان میں سب سے آخری اور عظیم الشان یہی اصلاح تھی جو تکہ اسکے سب سے اُس کے قدیم ساتھی بھی اُس سے پرہم ہو گئے تھے اور خصوصاً ڈریل جس کو بعد میں لارڈ بیکنز فیلڈ خطاب ملا اُس پر سخت لٹن طعن کرنے لگا اس لیے اسکو مزید اصلاحات کا موقع نہیں ملا۔ اس کے علاوہ خود پارلیمنٹ میں ایک فرقہ "حمایت" بن گیا اور آئرلینڈ کے جرائم کے اشد ادکی عرض سے جب میٹل نے "مسودہ قانون جبریہ" کی تحریک کرنا چاہی تو ہلرل فرقہ اُس کا ساتھ چھوڑ کر اس نئے فرقہ سے جاملایا جس روز امرائے نیشن قوانین غلامی کی منظوری دی ہے۔ اسی شب میٹل کو مجبوری مستغنی ہونا پڑا اور اُس کی جگہ لارڈ جان رسل وزیر اعظم بنا۔ اس کے بعد ۱۷۸۴ء سے ۱۷۸۵ء تک جو آٹھ سال کی مدت گزری ہے وہ چار باتوں کیلئے مشہور ہے۔ چارٹسٹ لوگوں کا زوال، الحاق پنجاب، برطانوی نوآبادیوں میں سونے کی کانوں کا دریافت ہونا اور ۱۷۸۵ء کی عظیم الشان بین الاقوامی نمائش۔ ۱۷۸۵ء میں ایک دوسرا انقلاب طغنت میں شروع ہونے سے بادشاہ لوئی فلپ نے انگلستان کی طرف فرار کیا اور فرانس میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی اس کے سبب سے کل یورپ متزلزل ہو گیا۔ یورپ کا متزلزل ہونا ۱۷۸۵ء ہوا۔ چنانچہ اٹلی، آسٹریا اور پریشیا میں ہنگامے برپا ہوئے اور وہاں کے سلاطین کو مجبور کر کے ان ملکوں کی رعایا نے پارلیمنٹیں حاصل کیں۔ ۱۷۸۵ء کے قحط کے زمانے میں ایک انتہا پسند فرقہ آئرلینڈ میں بن گیا تھا اور اپنا نام "نوجوانان آئرستان" رکھا تھا اس ٹیپل سے اس فرقے نے بھی قائدہ اٹھانا چاہا اور نور آئسٹلڈ کی سرکردگی میں علم بغاوت بلند کر دیا لیکن حکومت کی جانب سے یہ شورش بہت جلد فرو کردی گئی۔ انگلستان میں بھی چارٹسٹ لوگوں کو امید بندھی کہ وہ اپنے چارٹ کی نسبت بے چینی پیدا کرنے میں کامیاب ہوں گے اس بنا پر فرقہ مذکور نے

عرفی تیار کی اور شہر کیا کہ اس پر یکایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے دستخط کیے  
 میں اور بربریل شہر کے کونسلنگن کے میدان میں فیر گس اوکاڑے جو  
 شہر کے باہر سے پارلیمنٹ کا رکن تھا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا اور  
 تحریک کی کہ کل حاضرین کا انبوا کثیر چل کر خود اس عرفی کو دارالعوام میں پیش  
 کرے اس سے تمام لندن والوں پر خوف طاری ہوا اور حکومت نے  
 چارٹڈ لوگوں کے جلسوں منعقد کی ممانعت کر دی۔ ڈیوک آف ولنگٹن نے  
 لندن کے چھپے چھپے پر سپاہیوں کو چھپا رکھا تھا اور مختلف دیٹری ہالوں میں  
 دو لاکھ شریف آدمیوں سے حلف لیا گیا تھا کہ شورش کے فرد کرنے میں  
 فرقہ چارٹڈ کا وہ جو انان کو توالی کے فرائض انجام دیں گے۔ لیکن اس  
 ہنگامے کا جو اس قدر جوش سے شروع ہوا تھا کچھ بھی  
 نیتجہ نکلا۔ عرفی پیش کرنے کے لئے صرف پچیس ہزار آدمی

جمع ہوئے اور جلوس تک نہ نکال سکے۔ آخر کار یہ عرفی ایک کیمپ (ایک  
 گھوڑے کی گاڑی) میں ویٹ منسٹر مکان پارلیمنٹ کو پہنچائی گئی  
 اور جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس پر بیس لاکھ سے بھی کم اشخاص نے دستخط  
 کیے ہیں اور ان میں سے اکثر دستخط فرضی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۴۲ء  
 سے ملک کی خوشحالی بتدریج بڑھ رہی تھی چونکہ اس زمانے سے لشیائے خورد و نوش  
 کی گرانی رفع ہو گئی تھی اس لئے عوام کو چارٹر کی پروا نہیں رہی تھی اسکے بعد  
 چارٹڈ فرقے کے متعلق پھر کچھ سننے میں نہیں آیا۔

اس کے دو سو سال ۱۸۴۹ء میں قوانین تاجی کی منسوخ ہوئی اور  
 ۱۸۵۰ء میں برطانوی مدبرین میں سب سے بہتر اور عقلمند شخص کے لئے جانے سے  
 سر رابرٹ پیل کی ملک کا سخت نقصان ہوا یعنی گھوڑے پر سے گر کر  
 وفات پائی۔ سر رابرٹ پیل نے وفات پائی جس کے سبب سے  
 قیوم خیریت رینج والہ میں مبتلا ہوئی۔

اسی اثناء میں دنیا کے دوسری جانب برطانوی علاقوں میں اضافہ ہوا  
 تھا۔ ۱۸۴۳ء میں سر چارلس نیپئر نے سندھ کے دیسی رٹو سا پر فتح پاکر یہ صوبہ

انگریزی ملا تین لکھ کر لیا۔ ۱۸۴۵ء اور ۱۸۴۹ء کے درمیان قوم سکھ آپس میں جنگ کرتی رہی یہ ایک جنگجو قوم ہے جس کا وطن پنجاب ہے۔ یہ کوئی چھوٹا ملک نہیں ہے بلکہ رقبے میں انگلستان کے برابر ہے اور ہندوستان کے شمال و مغرب میں واقع ہے سکھوں نے آپس میں لڑتے لڑتے برطانوی سرحد پر بھی جنگ شروع کر دی اس سبب سے انگریزی حکومت کو سخت دشواریوں کا سامنا ہوا۔ آخر کار گجرات کی لڑائی میں جب لارڈ کلف ۲۱ فروری ۱۸۴۹ء کو خلیاب ہوا تو لارڈ ڈلہوزی نے جو ہند کا گورنر جنرل تھا کل صوبہ پنجاب کا الحاق کر کے اس کی حکومت ایک بورڈ الحاق پنجاب ۱۸۴۹ء (مجلس) کے تفویض کی جس کے ارکان کرنل ہنری لارمیں، اسکا بھائی جان لارمیں اور چارلس گرین ول میںل تھے۔ ان دونوں بھائیوں نے خوب عزم و استقلال اور انصاف سے حکومت کی جس کے سبب سے بہادر سکھوں کے دلوں پر ان کی عزت و حرمت کا سنگہ ٹھیک گیا۔ اس کے آٹھ سال بعد جب ہندوستان کے دہشتناک غدر کے سبب سے برطانیوں پر پورا وقت آ پڑا تو سکھوں کی قوم نے حق رفاقت ادا کیا۔ کیلیفورنیا پر ریاستہائے متحدہ امریکہ کا قبضہ ہو کر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ۱۸۴۹ء میں دہاں سونے کی کان برآمد ہوئی اور ۱۸۵۰ء میں وکٹوریہ اور آسٹریلیا میں بھی طلا کا موجود ہونا ثابت ہوا۔ ان مقامات میں سونے کے برآمد ہونے کو ایک دوسری قسم معادن طلا کا دریافت کی ترقی سمجھنی چاہیے۔ سونے کی قیمت کے اتار چڑھاؤ کا مسئلہ نہایت دشوار اور حل طلب ہے جو لوگ اس کے امر ہیں ان کی آرا اور قیاسات میں بھی اتفاق نہیں ہوتا لیکن ان معادن طلا نے دو حقیقی نتیجے پیدا کیے۔ برطانوی نوآبادیوں میں ۱۸۵۰ء میں سونے کی کان دریافت ہونے سے برطانیہ میں اجناس کی قیمت ارزاں ہو گئی اور اپنا نئے وطن میں حصول معاش کا ذوق و جوش بڑھ گیا جس کے سبب اکثر اہل برطانیہ نے ہجرت کر کے نہ صرف معادن طلا کے مقامات بلکہ دوسری نوآبادیوں کو جا بسایا۔ اسی زمانے سے نوآبادیوں کی تاریخ کی بھی اہمیت شروع ہوتی ہے۔ اگرچہ اس امید کی نوآبادی ہند کی راہ میں واقع ہوئی تھی

ایک اس میں ٹیچ بوٹ لوگوں کی کثرت ہونے سے جو وہاں برطانیوں سے پہلے آباد ہو گئے تھے  
جہت ہی کم ترقی ہوئی تھی بوٹ لوگ ہمیشہ اس ملک کے بیسوں سے لڑتے رہتے اور برطانوی حکومت  
کو بھی ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں بے سبب الجھا دیتے تھے۔ اور کافر اور زولو قوموں کے ساتھ  
کیسے آبادی کا دستور سمو لی لایا جاتی ہوتے رہنے کے باوجود اس ملک میں انگریزی علاقے  
کی ترقی ہو رہی تھی ۱۸۳۵ء میں نیٹال برطانوی نوآبادی قرار

پا گیا اور اگرچہ ۱۸۵۷ء میں اس کی نوآبادی کو دستوری حکومت عطا ہوئی  
لیکن ۱۸۷۷ء سے پہلے ملک اپنی حکومت آپ چلانے کے قابل نہیں ہوا۔  
لیکن آسٹریلیا میں سرعت سے ترقی ہوئی۔ آسٹریلیا کے ڈیوی

باشندے اس قدر سیت ہمت، عاجز اور حقیر تھے کہ چاند ہی روز میں  
گورے رنگ والوں کی تاب مقاومت نہ لاسکے نیوزی لینڈ کے قدیم  
باشندے میوری جو صاحب فہم و فراست تھے انگریزی حکومت کے اثر سے  
بہت جلد نیک اندیش اور امن پسند رعیت بن گئے ۱۸۴۰ء میں نیوزی لینڈ  
کو آباد کرنے کے لیے ایڈورڈ گبسن و کیفیلڈ نے جو بعد ازاں کیفیلڈ  
لارڈ ڈرسم کا معتمد بنا گیا تھا لندن میں ایک کمپنی قائم کی  
اور اُس کے بھائی کرنل و کیفیلڈ نے نیوزی لینڈ کے  
شمالی جزیرہ میں بندرگاہ نکل سن کے قریب جوگک کے

نیوزی لینڈ کا آباد  
ہونا ۱۸۳۹-۱۸۵۰ء

آبنائے برداق ہے انگریزوں کو آباد کیا اور ان مقامات کے اطراف میں  
متدیرج صوبہ ونگٹن آباد ہوا۔ ۱۸۴۹ء میں برطانوی حکومت نے نیوز لینڈ  
کو بذریعہ اعلان شہنشاہی نوآبادی قرار دیا۔ اور ۱۸۴۰ء میں میوری قوم  
کے سرداروں نے بقیہ وینگی انگریزوں سے صلح کر کے اُن جزائر کی  
فرماں روائی برطانیہ عظمیٰ کے حوالے کی لیکن جہاں جہاں اُن کی اراضی  
اور جنگلات واقع تھے اُن پر اپنا قبضہ رکھا اور جن زمینوں اور صحراؤں کی  
صلح وینگی ۱۸۴۰ء قیمت انگریزی حکومت نے دی اُن سے بھی دو دستہ دار  
ہو گئے۔ اس کے بعد میوریوں کے ملک سے متصل  
جزیرہ کے شمال میں آکلینڈ کی نوآبادی قائم کی گئی پھر تو جزیرہ کے

جنوبی حصوں کی آبادی کا سلسلہ پڑ گیا چنانچہ ۱۸۴۱ء میں اس میں بل سے ۱۸۳۸ء میں اضافہ ہوا اور ۱۸۵۱ء میں کٹر بری مع اس کے پائے تخت کرائسٹ چرچ کے آباد ہوئے چونکہ وکٹوریہ کے طریقے کے بموجب مہاجرین کو زمین دی نہیں جاتی بلکہ ان کے ماتہ فروخت ہوتی تھی اور بیع اراضی سے جو روپیہ ملتا وہ ٹیکوں اور بلوں کی ترقی میں صرف ہوتا تھا اس لیے جو لوگ نیوزیلینڈ میں آباد ہوا وہ اسے انفرادی قبضہ حصوں نے اپنی آمدنی سے تھوڑا سا روپیہ بچا کر حصول معاش کی فکر کی تھی۔ ان دوروں سے جنگ۔ جبکہ ان کے لوگوں میں جنگ ہوتی رہی یعنی ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۸ء تک ملک کی طرفہ الحالی نہ کی رہی اس کے بعد سے وہاں کے دیسی باشندوں اور برطانوی نوآبادیوں میں گہرے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے چنانچہ نیوزیلینڈ کی پارلیمنٹ میں قوم میوری کے نائب چنے گئے ہیں۔

اس طرح اب آسٹریلیا میں سات برطانوی نوآبادیاں بن گئی تھیں۔  
 آسٹریلیا کی نوآبادیوں نیوزیلینڈ، تسمانیا اور پانچ آسٹریلیا کی نوآبادیاں ۱۸۵۸ء  
 کا مسودہ قانون میں لارڈ جان رسل نے ایک مسودہ قانون منظور کر کے  
 اجازت دی کہ نیدر سوئڈ ویز (ویلز جنوبی جدید) وکٹوریہ  
 جنوبی آسٹریلیا اور تسمانیا اپنے لیے ایک برطانوی گورنر

کے ماتحت دستوری حکومت قائم کریں۔ ان کو دستور ملنا ہی تھا کہ دوسری نوآبادیوں نے بھی ان کی تقلید میں دستور طلب کرنا شروع کر دیا چنانچہ نیوزی لینڈ نے ۱۸۵۸ء میں دستور حاصل کیا۔ اس اثنائے ۱۸۵۸ء میں سونا حاصل کرنے کا جو مرض اہل برطانیہ میں پیدا ہوا تو ان انگریزی مہاجرین کا ان نوآبادیوں میں ملنا بند نہ کیا اور پھر تو وطن قیام اور ان ممالک میں ان نوآبادیوں کی آمد رفت شروع ہو گئی اور چونکہ ان کو آزاد حکومت ملی ہے تو وہ دل سے برطانیہ عظمیٰ کے خیر طلب اور ہی خواہ ہو گئے ہیں۔

غلام نشان نائش  
 اسی سال یعنی ۱۸۵۸ء میں صنائع بین الاقوامی کی غلام نشان  
 نائش لندن میں ہوئی۔ اس کا اصلی بانی شہزادہ البرٹ  
 ہے جو اس زمانے میں پرنس کا سرٹ کے خطاب سے



ملقب ہو گیا تھا۔ اُس کو خیال ہوا کہ مختلف ممالک کے صنائع اور ایجادوں کی ترقی کا اندازہ کرنا چاہیے کیونکہ اُن کے اصلی نمونے برطانوی کاریگروں اور صنعتوں کے سامنے پیش کرنے سے برطانوی صنعتوں کو تقویت ہوگی اور نائے ملک کو صنعت و حرفت کا پہلے سے زیادہ شوق ہوگا اور برطانوی دیگر اور مزدور اس امر سے واقف ہوں گے کہ دنیا کے دوسرے حصوں میں کیا کیا چیزیں کس کس طرح بنتی ہیں اس بنا پر شہزادہ مذکور نے اس نمائش کی نسبت غور و فکر کر کے اس کو عملی جامہ پہنایا۔ قصر بلور جو سنہ ۱۸۵۱ء میں واقع ہے سر جو زف ہیکسٹن کی نگرانی میں مصنوعات کے رکھنے کیلئے تعمیر ہوا جس کی ہر دمک دیکھنے کے لائق تھی۔ بہر حال یہ نمائش نہایت کامیاب رہی اور چونکہ یہ دوسری نمائشوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اسلئے یہ اس وقت اور اُس کے بعد قوم کے حق میں بہت مفید پائی گئی۔ اس کے سبب سے اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ ایک دور جدید شروع ہوگا جس میں نیا کی قومیں اصلی جنگ و جدل ترک کر کے امن پسند ہو جائیں گی اور جو کچھ نزاعات ہوں گے وہ تجارت، صنعت و حرفت کی سہولت کے لئے ہوں گے۔ لیکن انوس ہے کہ اُن توقعات کی سراب سے زیادہ ہستی نہ تھی اور پینتیس برس کا دور امن اُس کے ساتھ ختم ہو کر دنیا میں پھر مصائب و آلام کا سلسلہ قائم ہو گیا۔

نمائش مذکور کو ختم ہونے مشکل سے کچھ دن گزرے ہوں گے کہ ایک بحین کرنے والی خبر سے سارا انگلستان چونک پڑا۔ شہزادہ لوئی ناپولین نے جو اُس کے تیس سال پہلے سے فرانس میں حکومت جمہوری کا میر مجلس رہ چکا تھا پیرس کی سڑکوں کو فوج سے بھر دیا اور جن لوگوں نے اُس کا پیرس کا ہنگامہ متعلقہ کیا ان پر بندہ وقوں سے آگ برساتی گئی اور جو شہزادے کے سیاسی دشمن تھے وہ تھک کر لیٹ گئے۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۰ء

اُس کے بعد اُس نے رعایا کو ترغیب دی کہ اس کو بطور شہزادہ دس سال کے واسطے میر مجلس بنایا جائے اور اُس کے ایک سال بعد وہ

شہنشاہ نیپولین موسوم ہو گیا۔ جن لوگوں کو نیپولین اول کے زمانے کی  
آفات و تکالیف یاد تھیں وہ ہر سال ہوتے کہ ان ہی مصائب کا پھر سامنا  
ہو گا اور نوجوان انگریزوں نے اپنے ملک کو فرانسیسی حملوں سے بچانے  
کے لیے رخصتا کاروں کی فوجیں بنانا شروع کر دیں لیکن لارڈ پائرسٹن  
جو انگلستان کا وزیر خارجہ اور لوئی نیپولین سے بخوبی واقف تھا بالکل  
مطمئن تھا اور وہ جانتا تھا کہ لوئی مدتوں انگلستان میں رہا نہ ہو گا اور انگریزوں  
پر پہلے انگریزوں سے اس کو الفت ہے وہ کبھی برطانیہ پر حملہ نہیں کریگا۔  
بہر حال پائرسٹن کا خیال صحیح نکلا نیپولین سوم نے  
زندگی بھر برطانیہ کے ساتھ دوستی نباہ دی لیکن پائرسٹن  
نے ہنگامہ پیرس کی حمایت کرنے میں غلطی کی جس کے

۱۸۵۲ء

سبب سے ملکہ بھی اس سے محنت ناراض ہو گئی۔

اگرچہ برطانیہ کو فرانس سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی لیکن  
فرانس اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں لڑائی چھڑ جانے کے آثار  
پائے جاتے تھے دریا ئے ڈینیوب کے بعض علاقے ترکی حکومت میں  
شامل تھے ان علاقوں کے عیسائی باشندوں کی حفاظت  
اور یوراشلم کے تبرک مقامات کی بابت ۱۸۵۲ء  
میں روس اور ترکی کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ نیکولس شہنشاہ روس کا  
کا خیال تھا کہ اگر برطانیہ ترکی کے ان علاقوں پر روس کے قابض ہونے  
میں ساتھ دے تو روس اس کے بدلے میں مصر اور کنیڈا کے انتظام  
میں برطانیہ کی مدد کرے گا۔ بہر حال برطانیہ نے اپنے ہمسایہ ملک کے  
حصینے سے انکار کر دیا اور بدل یورپ نے شہنشاہ روس کو بہت کچھ بھجایا  
کہ امن قائم رہے لیکن نیکولس ایک ہی تہذیب و تمدن اور خود سر تھا اس نے  
کسی کی نہ سنی بلکہ سمجھا کہ انگلستان لڑائی سے جی چراتا ہے۔ اس لیے  
جب ترکوں نے اپنے علاقے کی عیسائی رعایا کو روس کی حمایت میں  
دینے سے انکار کیا تو اس نے ڈینیوب ندی کے علاقوں میں روسی فوج

روانہ کیں۔ اس بنا پر ترکوں نے دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے روسیوں کو خشکی پر شکست دی اور روسیوں نے بھی ترکی جہازوں کے بیڑے کو تباہ کر دیا۔ ۳۰ نومبر ۱۸۵۳ء بمقام اسنوف جلا کر انتقام لیا۔ اگرچہ اس زمانے میں اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اگر برطانیہ اس جنگ میں شریک نہ ہوتا تو مناسب تھا لیکن ان دنوں بعض وجوہ کی بنا پر اس کو روسیوں کے خلاف لڑنا ہی پڑا۔ لارڈ ابراہم ڈین نے جو وزیر اعظم تھا اس وقت صلیح کے برقرار رکھنے کی بے انتہا کوشش کی لیکن وہ دوسرے وزیر کی آرا سے مغلوب ہو گیا اگرچہ لارڈ ڈیلماسٹن اس جنگ کے زمانے میں وزیر خارجہ نہیں بلکہ وزیر داخلہ تھا لیکن اس کے افریں دوسرے وزیر اعلیٰ اور وہ دل سے جانتا تھا کہ روسی قوت بحرا سود پر نہ رہے پائے اسکے سوائے افغانستان میں روسی مارش کے سبب سے جو تباہی انگریزی فوج پر پڑی تھی اس سے خود انگریزوں کی قوم روسیوں سے ناراض تھی اس بنا پر برطانیہ بھی ترکی کی امداد پر آمادہ ہو گیا۔ برطانوی اور فرانسیسی جہازوں کے بیڑے جو ۱۴ اکتوبر ۱۸۵۳ء کو درہ دانال سے گزرے تھے اب بحرا سود میں داخل ہو گئے اور ۲ مارچ ۱۸۵۴ء کو برطانیہ اور فرانس نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان دے دیا۔

اگرچہ یہ جنگ خطا پر مبنی نہ تھی پھر بھی جس طریقے سے اس کی تکمیل ہوئی وہ ضرور غلط تھا۔ پہلی غلطی یہ ہوئی کہ اصل میدان کارزار کریمیا قرار دیا گیا جو روس کے جنوب میں ایک چھوٹا سا جزیرہ نما ہے یعنی ملک کا کچھ حصہ بڑھ کر بحرا سود میں آگے نکل آیا ہے اور چونکہ اکثر لڑائیاں جنگ کریمیا ۱۸۵۴ء میں واقع ہوئیں اس لیے دوسرے مقامات پر جو محاربات ہوئے ان سے حسب درخواست نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ بحرا بیض میں بھی خفیف معرکے ہوئے اور

یہاں آرچیئل کا محاصرہ کیا گیا بحرا بالٹک میں بھی نوک جھوک ہی روسی آرمینیا میں بھی جہاں ترکوں نے قارس کو جنرل ولیمز کی ماتحتی میں نہایت پامردی سے روسی حملے پا کر کے بچا یا اور جنگ کے ختم ہونے کے چند ہی روز پہلے

بمجبوری اُس کو ردیوں کے حوالہ کیا۔ ۱۲ ستمبر ۱۷۵۷ء کو اتحادی کریمیا پہنچے اور ۲۰ ستمبر کو دریائے الما پر انھیں پہلی فتح نصیب ہوئی اگرچہ لوگ اسی روز اور آگے بڑھتے تو سیبا سٹول میں جو کریمیا کا بڑا اور مضبوط قلعہ تھا داخل ہو جاتے لیکن فرانسیسیوں کے جنرل سین آرنڈ نے فتح کے سلسلے میں آگے یورش کرنے سے انکار کر دیا اور اُس کو برطانوی جنرل لارڈ کلین نے بھی مان لیا۔ اسی طرح موقع ملتے ہی روسی انجنیر ٹاڈل بین نے قلعہ مذکور کو اور بھی مستحکم کر دیا جس کے سبب سے جنگ نے اور ایک سال طول کھینچا۔ اس جنگ میں برطانوی اور فرانسیسی سپاہیوں کا رویہ قابل تعریف لائٹ بریگیڈ کا حکم رہا اسی مقام پر بلیک لاد کی جنگ میں ۲۵ دسمبر ۱۷۵۸ء کو لائٹ بریگیڈ نے حملہ کیا تھا۔ یہ چھ سو انگریزی سپاہیوں کا ایک دستہ تھا جس کے افسر نے اشارے کے سہجے

میں غلطی کی اور سمجھا کہ جرنیل نے حملے کا حکم دیا ہے اس کے غلط حکم کی بنا پر اس مختصر دستے نے پورے روسی لشکر پر ادمعاد کر دیا اگرچہ سپاہی بخوبی جانتے تھے کہ اُن میں سے ایک بھی نہیں بچے گا لیکن جرأت کے جوش اور تعمیل حکم کے خیال نے اُن کے بڑھے ہوئے قدم کو رکنے نہیں دیا۔ اس کے سوائے انکراں کی لڑائی میں بھی جو ۷ نومبر کو واقع ہوئی برطانویوں نے بہت دھوم دھماکا سے کام لیا، گارڈ یعنی نگہبان سپاہیوں کا ایک دستہ اور چند برطانوی جہنٹوں نے مل کر ردیوں کے پورے لشکر کا جب تک کہ فرانسیسی فوج اُن کی امداد کے لئے پہنچے اور دشمن کو ہزیمت ہو مقابلہ کر کے اُس کو روک رکھا۔ لیکن اُن کی سرکردگی ضعیف اصول پر نہ ہونے سے کثرت سے جانوں کا نقصان ہوا۔ اس کے بعد سیبا سٹول کا وہ طول و طول محاصرہ شروع ہوا جس سے محاصرین اور محصورین دونوں اکتا گئے، مبارزین کو نہایت شدید موسم سرما میدان میں بسر کرنا پڑا۔ انگریزی سپاہ کا لباس بھی درست اور موسم گرما اور سردی کے موزوں نہ تھا اور ان کی دوسری ضروریات کی فراہمی کی بھی نہایت بُری حالت تھی یہ سب خرابیاں انگریزی مرکزی حکومت کے

سوء انتظام کے سبب سے پیدا ہوئی تھیں غذا کے ذخائر سے مقامات کو روانہ کیے جاتے تھے جہاں ان کا اتارنا ممکن نہ تھا ایک سامان کا جہاز صرف جوتوں سے لدا ہوا ہوتا اور لطف یہ کہ اس میں صرف بائیں پاؤں کے جوتے تھے۔ سپاہی بیمار ہو گئے اور سردی سے محفوظ رہنے کے لیے ان کے پاس لحاف تک نہ تھے، جن ٹینک داروں کے ذمہ گھوڑوں کا چارہ تھا وہ گھانس کے پولوں میں متال اور لید بھر کر روانہ کرتے تھے لیکن ان سب خرابیوں اور بد نظمی کے باوجود اس جنگ میں ایک ایسا نیک کام ہوا ہے کہ اُس کے محرک و مجوز کا نام کبھی دنیا میں نہ آئے گا۔ لوگوں کے دماغوں سے محو ہو گا۔ سڈنی ہربرٹ وزیر جنگ کی خواہش پر فلازنس نائٹ ایجنٹل جن نے دایہ گری کی تعلیم پائی تھی سرطانی کی شریف غورتوں کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر میدان جنگ کے زخمی اور بیمار سپاہیوں کی تیار داری کے لیے روانہ ہوئی۔ ان کا بیماروں کے ہسپتال (مستشفى) واقع اسکوٹاری میں پہنچنا تھا کہ سب امور درست ہو گئے۔ زخموں کی مرہم ہی اصول سے ہونے لگی، مرنے والوں کی تیار داری اور مرنے والوں کے آرام و تسلی کا انتظام ہو گیا۔ رحم دل اور شایستہ شریف مستورات نے نائٹ ایجنٹل کو اپنے لیے بنوہ قرار دے کر اس زمانے سے یورپ کی کل رزمگاہوں میں اپنی ذات سے زخمی اور علیل سپاہیوں کی امداد کی ہے۔

بیرون ملک انگریزی سپاہ پر جو آفتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور مرکزی حکومت کی بے اعتنائی کے حالات سن سن کر آخر کار قوم میں صبر کا یا رانہ رہا اور اُس نے چیخ و پکار شروع کر دی کہ لارڈ ہامسٹن کو حکومت کا سرگروہ بنایا جا پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہوتے ہی لارڈ ہامسٹن نے استعفا پیش کیا اور لارڈ ہامسٹن اُس کے بجائے جنوری ۱۹۱۵ء میں وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اس کے پہلے ہی سے افغان فوج اور حکام متعلقہ جنگ کے تجربے میں اضافہ ہونے سے حالات جنگ میں بھی بہتری شروع ہو گئی تھی۔ جاڑوں کے بعد جب گرمی کا موسم آیا تو اتحادی فوجوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ

محاصرے کو قائم رکھا یہاں تک کہ ۸ ستمبر ۱۸۵۵ء کو روسیوں نے قلعوں کو توڑ کر شہر خالی کر دیا اور سیبا سٹول متحدین کو مل گیا اس کے بعد کے موسم بہار صلح پیرس ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء میں امن قائم ہو کر ایک عہد نامہ صلح بمقام پیرس مرتب ہوا۔ ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء کو اس پر فریقین کے دستخط ہوئے اور اس کی رو سے روس کو اقرار کرنا پڑا کہ بحرا سود میں اس کے جنگی جہازوں کا بیڑا نہیں رہے گا۔

اس کے بعد سوائے ایک چھوٹی سی جنگ کے جو چین سے کرنی پڑی برطانیہ کی چند مہینوں کے لئے امن و عافیت میں بسر ہوئی مگر اسکے اختتام پر ایک خوفناک صدمے نے ملک کو ہلا دیا۔ ایک عرصے سے ہندی دانیسی باشندوں کے قلب و جگر میں انگریزوں کی جانب سے آگ لگی ہوئی تھی لیکن وہ اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی تھی اس کے چند وجوہ تھے انگریزوں نے ہند کی اکثر ریاستوں کا اپنی حکومت میں الحاق کر لیا تھا خصوصاً ۱۸۵۷ء میں ملک اودھ کے الحاق نے تو تقریباً کل ہند کو ان سے برا لگینے کر دیا۔

اس کے علاوہ ایک عجیب و غریب سانحے کے پیش آنے سے دسیوں کی نفرت کی آگ ۱۸۵۷ء میں مشتعل ہو گئی وہ یہ کہ کچھ دنوں پہلے ایک جدید ہندو ایجاد ہوئی تھی جس میں چربی لگے ہوئے کار توں استعمال ہوتے تھے۔ ہندی سپاہیوں کو خیال ہوا کہ گائے یا سور کی چربی کار توں کو لگائی جاتی ہے۔ ہندوؤں کے عقیدے میں گائے کی چربی کے استعمال سے آنکھ مذہب کی بے حرمتی تھی اور اہل اسلام کے ٹاں سور کی چربی نجس ہے جب انگریزی حکومت ہند کو ان اعتراضات کا علم ہوا تو چربی کے عوض نرم کاغذ کار توں میں لگایا گیا اور فوجی افسروں نے اپنے اپنے علاقے کے دسی سپاہیوں سے اس کی تجویز صراحت کر دی لیکن حکومت اور عہدہ داران فوج کے سمجھانے کا کچھ اثر نہ ہوا۔ سپاہی اپنے خیال پر اڑے رہے کہ انگریز ان کو لاندہب کرنا چاہتے ہیں ضروری دلیق ۱۸۵۷ء میں

دو نصف شورشیں بارک پور میں ہوئیں۔ اس کے بعد چند روز بظاہر کل ملک میں سکون رہا لیکن مقامی حکام کو علم ہو گیا تھا کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو چپا تیاں مخفی بھیجی جاتی تھیں۔ آخر کاریہ راز سہ ماہی سے شہنشاہ کو فاش ہوا جبکہ چند سپاہیوں نے غدر کیا اور جس کی سنہریاں سر نہریاں نے انھیں قید کیا۔ ۱۲ مئی کو میرٹھ میں جو دہلی سے قریب ہے تین رجمنٹوں نے بغاوت کر کے اپنے افسروں پر گولیاں چلائیں اور اس کے بعد رپ رپ کرتے ہوئے دہلی روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر ملک کے بوڑھے بادشاہ کو جو قدیم سلاطین مغلیہ کی یادگار تھا اور جسے انگریزی حکومت سے وظیفہ ملتا تھا) اُس کے محل سے باہر لائے اور اُس کی شہنشاہی کا اعلان کر دیا۔ اُس کے بعد ان سپاہیوں نے دوسری دیسی رجمنٹوں کو ترغیب دی کہ وہ بھی اپنے افسروں کو قتل کر کے بغاوت میں اُن کا ساتھ دیں۔ اس واقعے کو زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ تمام شمالی ہند میں فساد کے شعلے بھڑک اُٹھے اور چند ہزار گوروں کو لاکھوں آتشہ سزہ مندوں سے مقابلہ کرنا پڑا انگریزوں کی خوش قسمتی تھی کہ اُس زمانے میں ہند کا گورنر جنرل لارڈ کیننگ تھا جو مثل اپنے باپ کے نہ صرف اعلیٰ درجے کا مدبر سلطنت تھا بلکہ اُس کی جرات، سمیت، استقلال اور قابلیت بھی ہندوستان کا غرور تھا۔ اُن کی قہمی جن لوگوں کو ابھی تک وہ مہیب نامہ یاد ہو گا اُن کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت دو تصویریں بھرتی ہوں گی ایک تو برطانوی رعایا کا جس میں عورتیں اور بچے شریک تھے ظلم و جور سے قتل ہونا اور دوسرے انگریزی اعلیٰ و ادنیٰ حکام کا شریفانہ اور حوصلہ افزا سلوک جن کو اس شورش کے فرو کرنے سے تعلق تھا۔ اس خبر کے پاتے ہی سر جان لارنس نے جو پنجاب کا گورنر تھا فوراً اپنے سپاہیوں سے اُن کے ہتھیار رکھوا لئے اور اپنی جان کی پروا نہ کر کے اپنے علاقے کے انگریزی سپاہیوں کو دہلی کے محاصرے کے واسطے روانہ کر دیا اور اُن کی مدد کو اُن کے ساتھ

۱۸۵۷ء

بادشاہوں کی ملین بھی۔ لیکن اودھ میں جہاں گاورنر سر ہنری لارنس  
تھا یہ دریافت کر کے کہ باغیوں کی تعداد کثیر ہے لکھنؤ میں گورنر کی کوئی  
کو اس نے زیادہ مستحکم و محفوظ کر دیا اور اس علاقے میں جہاں جہاں  
انگریز تھے ان سب کو اس میں لے آیا تاکہ بصورت محاصرہ اچھی طرح  
سے مقابلہ ہو سکے۔ محاصرہ کے ایک مہینے کے بعد ایک توپ کے  
گولے سے وہ ہلاک ہوا اور مرتے وقت اپنے ساتھیوں کو نصیحت  
کی کہ ”ہرگز خود کو حوالے نہ کرنا“

کانپور میں فوج کا افسر اعلیٰ جری اور بوڑھا سر ہیو دلیئر تھا اس کو  
ایک ایسی شہزادہ بنانا صاحب نے سخت فریب دیا۔ جب فوج  
کانپور کا قتل عام کرنے بغاوت کی تو دلیئر نے بنانا صاحب پر ہمدردی کر کے  
۵ جولائی ۱۸۵۷ء اس سے مدد مانگی لیکن اس نے کانپور پہنچ کر امداد  
کرنے کے بجائے باغیوں کا سردار بن کر اٹھا دلیئر پر  
حملہ کر دیا جو ۵۰۰ انگریز ماور ۵۰۰ انگریزوں اور بچوں کو لے کر  
چند ایرانی بارکوں میں جا چھپا۔ سپاہیوں نے ان بارکوں کو محصور کر کے  
ان لوگوں پر آب و دانہ بند کر دیا تھے کہ کنویں سے پانی لانے کے لئے  
ان میں سے کوئی باہر نکلتا تو محاصرہ کی بند و قوت کا نشانہ بنتا تھا۔ بنانا صاحب  
کے اصرار اور وعدے پر کہ اگر دلیئر اور اس کے ساتھی کشتیوں میں سوار  
ہو کر گنگا ندی کے رستے سے نکل جائیں تو انھیں امان ملے گی۔ آخر کار  
دلیئر نے مجبوری اس بات کو قبول کیا اور یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر ندی  
پر کچھ آگے بڑھے تھے کہ سپاہیوں نے ان پر بندہ قوت کی انتہائی شروع  
کردی۔ مشکل سے ۲۵ عورتیں اور بچے جان بڑھوئے اور انھیں پھر  
کانپور میں پکڑ لائے جہاں یہ لوگ مرض اور خوف کی حالت میں اٹھارہ روز  
زندہ رہے اور ۱۵ جولائی کو جب ان کی رہائی کے لئے جرنیل ہیولاک  
کانپور کے قریب پہنچا تو بنانا صاحب نے اس اندیشہ سے کہ سب ادا یہ  
چھڑا لئے جائیں آدمیوں کو بھجوا کر ان سب کے ٹکڑے کر دوائے اور



لاشوں کو کانپور کے مشہور کنوئیں میں پھنکوا دیا۔ جب یہ خبر انگریزوں کو پہنچی تو وہ غم و غصہ کے مارے قریب تھا کہ دوبارے ہو جاتے انگریز بھی اس حرکت ناگہانیہ کا اسی طرح جاہلانہ انتقام لینے کا اتفاق سے انھیں سمجھا کر اس سے باز رکھا۔ مگر وہ اپنے مشکل سے پیش آنا

ارادے کا پکا تھا اس لئے جو لوگ مجرم ثابت ہوئے صرف اُن ہی کو سخت سزائیں دلوائیں اور انگریزوں کی آبروریں گناہوں کے خون کا دھبہ نہ آنے دیا۔ علاوہ بریں اس امر کا بھی ہیں اعتراف کرنا چاہئے کہ غدر کے زمانے میں اکثر ہندیوں نے انگریزی حکومت سے وفا کی اپنے وعدوں میں سچے ثابت ہوئے اور اپنی جان پر کھیل کر انگریزی عورتوں اور بچوں کی جانیں بچائیں۔ کانپور کے واقعے کے بعد ہی جنگ کا مدوجز بدل گیا۔ ولایت سے ابھی تازہ فوجیں بھی نہ آئی تھیں کہ ستمبر میں دہلی فتح کر لی گئی اور لڑائی کا رخ بدل جانے سے جنگ کا مرکز لکھنؤ بن گیا جس کا محاصرہ چار مہینے تک نہایت زور سے کیا گیا۔ جو لوگ محصور تھے وہ فاقوں میں رہ گئے تھے اور انھیں ہر وقت قتل و غارت خانہ کا شکار تھا اور جو فوجی امداد اُن کی رہائی کے لئے روانہ کی گئی تھی وہ ابھی راستے میں تھی۔ بہر حال سر جیمز روم نے جس کے ہمراہ ہولاک مصوریہ لکھنؤ کی بھی تھا اور جس کو فتح پر فتح نصیب ہو رہی تھی اپنی بائبل کی پلٹوں کی مدد سے ۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کی تاریخ لکھنؤ کی رزٹینسی سے دشمنوں کا محاصرہ اٹھایا اور انگریزی

سیاہیوں نے جان بچنے کے بعد جب اپنے بچوں کو چھاتی سے لگایا ہے تو خوشی کے مارے بچوں کی طرح رو دئے اور خدا کا شکر کیا کہ کانپور کی سہی بلا ان پر نازل نہیں ہوئی۔ اس کے چند روز بعد سر ہنری ہولاک کا انتقال ہو گیا اور اوٹ روم رزٹینسی کو دشمنوں سے بچا تا رہا یہاں تک کہ نومبر میں سر کالین کیسبل ایک بڑے لشکر کے ساتھ پہنچا وہ قلعے کی

انگریزی فوج کو رڑپنسی سے نکال کر ایک دوسرے بہتر اور محفوظ مقام پر لے گیا  
بالآخر لکھنؤ ماہ اپریل ۱۸۵۷ء میں فتح ہو گیا۔

۱۸۵۷ء کے موسم گرما میں سرسہرہ روز کا وسطی ہند کی لڑائیوں میں  
کامیاب ہونا تھا کہ تدریجاً حکومت نے دوسرے مقامات میں بھی  
باغیوں کو کھیل ڈالا اور اس طرح بہت جلد شورش فرو کر دی گئی لیکن اس  
ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ ۱۸۵۷ء  
غدر سے ایک فائدہ ہوا ایک عرصے سے انگریز  
طرز حکومت ہند کو بدلنا چاہتے تھے لیکن غدر کے سبب  
سے جلد اس ارادے کو غلطی جامہ پہنایا گیا یاہ جون ۱۸۵۷ء

میں ایسٹ انڈیا کمپنی (جماعت تجارت ہند مشرقی) کی موت و فی ہر کوہندوستان  
کے کل انگریزی علاقے تاج برطانیہ کے تحت میں منتقل ہوئے اور  
پہلی نومبر ۱۸۵۷ء کو ملکہ مغظمہ کے فرماں روا نے ہند ہونے کا اعلان  
کیا گیا۔ کمپنی کی جس قدر فوج تھی وہ ملکہ کی افواج میں شامل کر لی گئی  
اور لارڈ کیننگ جو گورنر جنرل تھا پہلا "انسراے" یعنی ملکہ کا قائم مقام  
قرار پایا۔ اس کے بعد کیننگ کے عہد حکومت میں ملک نے خوب  
ترقی کی۔ ایک دوسرے "انسراے" سر جان کی عملداری میں بھی جس کو  
بعد میں لارڈ لارینس کا خطاب ملا ہند کی خوش حالی وغیرہ میں اضافہ  
ہوا۔ نئی نئی نہروں کے سلسلے قائم کیے گئے اور ہند کی چپہ چپہ زمین  
ہندوستان تاج برطانیہ پر تار برقی نظر آنے لگی ۱۸۶۱ء میں تقریباً ۱۳۶۰ میل  
تک ریل کی سڑک پڑ گئی تھی۔ حکومت نے روٹی کی

کاشت کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اور جب اس کی سرپرستی ہوئی تو بڑی بڑی  
مقدار میں روٹی مینچسٹر کے کارخانوں کے لیے ہند سے برآمد ہونے  
لگی۔ ۱۸۶۱ء و ۱۸۶۳ء اور ۱۸۶۷ء میں نہایت شدید قحط سانی ہونے  
کے باوجود حکومت کی جانب سے مفلس دیہیوں کی پریشانی و تباہی رفع  
کرنے کے لیے بہت کچھ امداد دی گئی۔ اس کے علاوہ ہر ایک صوبے  
میں مدرسے اور دارالعلوم رعایا کی تعلیم کے لیے قائم کیے گئے۔ رفتہ رفتہ

سرکاری ملازمت میں بھی دیسی لائے جانے لگے اور لارڈ نارٹھ بروک اور لارڈ ہویو کے عہد میں زیادہ منصفانہ قوانین وضع ہوئے اور سنگین محصولوں میں تخفیف و کمٹوریہ قصور ہند ہوئی ۱۷۷۵ء میں دلی عہد برطانیہ (پرنس آف ویلز) نے کل ملک میں شاہانہ جلوس کے ساتھ دورہ کیا اور

۱۷۷۷ء میں ملکہ معظہ نے "قصور ہند" کا خطاب اختیار فرمایا ۱۷۷۸ء میں جبکہ روس سے یورپ میں لڑائی ہونے کا اندیشہ کیا جارہا تھا انگریزی عہد میں پہلے پہل ہندی فوجوں کو سمندر پار ماثار و انہ کیا گیا اور ۱۷۸۲ء میں تو فی الواقع ان کو برطانوی سپاہ کے پہلو بہ پہلو مصر میں لڑنا پڑا اور اس کے بعد جب لندن میں فتح کا جلوس نکالا گیا تو ان کو بھی شریک کیا گیا اس طرح مشرق کے ایک بڑے ملک اور مغرب کے ایک چھوٹے جنیرے میں جو سلطنت برطانیہ کا مرکز ہے تین درجہ اتحاد پیدا ہو رہا ہے۔ ہند وہی ملک ہے جس میں قدیم علم و ہنر کے چشمے اُس وقت جاری تھے جبکہ برطانیہ وحشی قوموں سے بھرا بڑا ملک تھا اور اس پر جہالت و افلاس کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت اس بات کی پیشین گوئی کرنا دشوار ہے کہ آگے چل کر ہند میں انگریزی حکومت قائم رہ سکے گی کہ نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ برطانوی مدبران سلطنت اور برطانوی سلاطین نے ہند کی حکومت کو پرامن اور رعایا کو خوشحال بنانے کے لئے ہر ممکن تدبیر سے کام لیا ہے۔

افغانستان اور افریقہ ہندوستان کے قدر کے بعد جن مہاراجاست میں برطانیہ نے فتوحات میں برطانوی مہاراجات رہا ہے وہ حسب ذیل ہیں ۱۔

۱۸۶۷ء - ۱۸۶۸ء اول تو حین سے ۱۸۵۵ء میں لڑنا پڑا پھر اسی ملک سے

۱۸۶۰ء میں جبکہ برطانوی اور فرانسسیسی افواج بیکن میں داخل ہوئی ہیں لڑائی ہوئی۔ دوسرے ۱۸۶۷ء میں چند انگریزوں کی رہائی کے لئے جن کو تعینوڈر بادشاہ نے قید کر لیا تھا سربراہ برٹن بیر کی سرکردگی میں کچھ سپاہ حش کوروانہ کی گئی اور شاہ مذکور لڑتا ہوا اپنے قلعے میں مارا گیا تیسرے ۱۸۶۳ء میں سرکار نیٹ ولزنی کے ماتحت اشانتی قبائل کی

سرکوبی کے لئے جو انگریزوں کے زیر حمایت قبیلوں سے اڑ رہے تھے ایک دستہ فوج گولڈ کوسٹ (ساحل طلا) پر بھیجا گیا۔ چوتھے افغانستان میں برطانوی سفیر سر لونی کیویگ ٹری کے قتل سے پھر انگریزوں کے خلاف فساد برپا ہونے پر سر فریڈرک رابرٹس کے ماتحت فوج روانہ کی گئی جو نہایت کامیابی اور شان سے ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ۱۸۶۹ء سے ۱۸۸۸ء تک کشت و خون کرتی ہوئی گزر گئی اور اس طرح سفیر کے خون کا انتقام لیا گیا۔ اس دوسرے سفیر کا قتل بھی اسی طرح واقع ہوا جس طرح سینتیس سال پیشتر سر الکزانڈر برنس ہلاک کیا گیا تھا۔ پانچویں دن کام لڑائی زولو اور بوئر قوموں سے ۱۸۶۹ء اور ۱۸۸۱ء میں ہوئیں۔ چھٹے خدیو مصر کی مدد کے لئے برطانیہ کو سودانی عربوں سے ۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۵ء تک جنگ کرنی پڑی۔ تارخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ یورپ کی فوجوں نے کشتیوں کے ذریعے سے روڈیل پر اُس کے دبانے کی طرف چڑھائی کی۔ اسی جنگ میں اُس کا سوراخا ریس جارج کارٹون خرطوم میں کام آیا۔ بہر حال اس باغی خلیفہ کا سودان پر ۱۲ ستمبر ۱۸۹۸ء تک قبضہ رہا۔ جبکہ سر ہربرٹ کچرن نے اس کو شکست فاحش دی اور ام درمان اور خرطوم پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۹۸ء میں خلیفہ کے مقابلے میں بمقام ام ڈیسری ٹیٹ بارشانی ہزیمیت اٹھائی پڑی اور وہ اپنے سرداران و فادار کے ساتھ ڈنلوں سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

لارڈ پامرسٹن کے انتقال کے بعد سے جو ۱۸۹۶ء میں واقع ہوا برطانوی کے دو مشہور سیاسی فرقوں کنزرویٹو (قدامت پسند) اور لیبرل (حریت و جدت پسند) کے مابین باری باری سے زمام حکومت آئی ہے مختلف لوگ اپنے اپنے وقت میں ان فرقوں کے سرگروہ بنے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلا لارڈ جان رسل ہوا ہے۔ اُس کے بعد ڈزریلی جو ۱۸۸۵ء میں لارڈ ریکیس (لیبرل) بعد ازاں گلڈ اسٹن لارڈ روزبری اور لارڈ ساسبری نے اس فرقے کی سرداری کی ہے۔ اگرچہ ان دونوں فرقوں کے اصول میں بہت کچھ اختلاف

رہا ہے لیکن دونوں نے کاریگر اور مزدور پیشہ لوگوں کی حالت درست کرنے میں اور کل برطانوی قوم کو حکومت میں شریک کرنے کے لیے سعی بلوغ اور قوانین اصلاح اور اصلاح ایشیا راجیا ہے۔ ۱۸۵۷ء میں قدامت پسندوں نے لارڈ ڈبلیو کی ماتحتی میں یہودیوں کو پارلیمنٹ کے ارکان بنانے کا مسودہ ۱۸۵۷ء

کی نسبت ایک مسودہ قانون منظور کرایا پھر ۱۸۶۷ء میں ایک مسودہ اصلاح کے منظور ہو جانے سے ہر ایک شہر میں ہر ایک مکان کو جو اپنے مکان کا ۱۴ پونڈ سالانہ کرایہ ادا کرتا ہو اور ہر کرایہ دار کو جو اس کا ۱۰ پونڈ سالانہ کرایہ دیتا تھا حق رائے مل گیا۔ لیکن اصلاح و دیہات میں رہنے والوں کے ساتھ کچھ رعایت نہیں کی گئی صرف اسی شخص کو حق رائے حاصل رہا جو ۱۲ پونڈ سالانہ کرایہ دار مکان دیتا تھا ۱۸۷۲ء میں گلڈ اسٹن کی حکومت میں فرقہ و جدت پسند نے قانون بیلٹ (قرعہ اندازی) جاری کیا تاکہ ایک شخص کے ارادے سے کہ وہ کس کے واسطے رائے دینا چاہتا ہے دوسرا واقف نہ ہو سکے۔ ۱۸۷۷ء میں گلڈ اسٹن نے "نیابت قوم" کے مسودہ قانون کو منظور کیا جس کے سبب سے اب سکونت شہر اور دیہات کا امتیاز باقی نہیں رہا۔ ہر مالک مکان یا کرایہ دار کو خواہ وہ شہر میں رہتا ہو کہ گاؤں میں اس کو رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ اس طرح ملک کے کل مزدوروں اور کاریگروں کو حکومت میں دخل دینے کا اختیار ہے اور اس قانون کے اجرا سے رجسٹر انتخاب کنندگان میں چھپیں لاکھ رائے دینے والوں کا اضافہ ہوا ہے۔

اس اثنا میں ممالک غیر کے جھگڑوں کا اثر برطانیہ علی پر پڑا۔ ۱۸۵۷ء میں آئرلینڈ کے ایک ایٹالوی نے فرانسیسی شہنشاہ کی گاڑی پر بمب کے گولے پھینک کر اس کو قتل کرنے کا اقدام کیا۔ چونکہ اس سازش آئرلینڈ کا بمب کے کے چند شرکانے انگلستان میں پناہ لی تھی اس لیے فرانسیسی گولے پھینکنا ۱۸۵۸ء اس قدر انگریزوں سے برہم ہو گئے کہ لوگوں کو فرانس اور انگلستان کے آپس میں لڑ مرنے کا اندیشہ ہو رہا تھا۔ اس بنا پر لارڈ پامرسٹن نے

رضا کاران رفل کی سرپرستی کر کے ان کے شوق کو بڑھایا اور جب لوگ یہ اس جماعت میں شرکت سے شریک ہوئے لگے تو اس کی صدارت و نگرانی کو یہ جلسہ تنظیم رضا کاروں کے تفویض کی گئی جس کے سبب سے رضا کار بھی ہر خانہ داری فوج کا ایک حصہ سمجھے جانے لگے۔ اگر یہ سب سب اتہام ہو لیکن لڑائی کی نوبت نہیں آئی بلکہ

میں کامیابان نے برطانیہ اور فرانس کے درمیان ایک مفید تجارتی صلح کرادی جس کے سبب سے دونوں ملکوں میں ایسا قومی اتحاد پیدا ہو گیا کہ فرانس اور پوشیا کی جنگ سے پہلے اُس میں کسی قسم کا تزلزل نہ آسکا اور اُس کے عکس مضمر میں اور شورش کمیون (فرانسیسی دیہات) کے زماہین نیپولین سوم نے

انگلستان میں پناہ لی جہاں ماہ جنوری ۱۸۰۴ء میں اُس کا انتقال ہوا۔ ۱۸۰۱ء میں ایک دوسرا جھگڑا پیش آیا۔ بحرا و تیانوس میں تارتی کے قائم ہونے اور ۱۸۰۴ء میں ملکہ عظمتہ کا ریاست ہائے متحدہ کے میر مجلس کو ایک بحری اربرتی کا پیام ارسال کرنے کے سبب سے لوگوں کو امید بندھی کہ ان دونوں ملکوں میں اتحاد کی بنیاد زیادہ مستحکم ہوگئی لیکن افسوس ہے کہ اس توقع کے ساتھ ہی ریاست ہائے متحدہ ان ریاستوں میں خانہ جنگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ کی جنگ۔ ۱۸۰۴ء ریاست ہائے شمالی میں انسان کا غلام بنانا جائز قرار دیا گیا تھا اور غلاموں کی خرید و فروخت ممنوع کر دی گئی تھی لیکن امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں ابھی تک کینز غلام باقی

تھے اور جب ۱۸۰۴ء میں کے ڈیفنڈیا کی جدید ریاست نے قانون بنا کر غلامی کو ناجائز قرار دیا تو ان دوسری ریاستوں کی آتش غضب مشتعل ہوگئی۔ ۱۸۰۴ء تک ریاست ہائے متحدہ کے جس قدر مجلس گورنر ہیں وہ سب جنوبی ریاستوں کے ہم خیال رہے لیکن اسی سال غلامی کے منسوخ کرنے والوں کو ابراہم لنکن کے انتخاب کرنے میں کامیابی ہوئی۔ لیکن منصف مزاج اور اعتدال پسند تھا اگر یہ غلاموں کے مالکوں سے اُسے ہمدردی تھی لیکن اُس کو ان کے قوانین کا

پاس تھا۔ اس بنا پر جنوبی ریاستوں نے شمالی ریاستوں سے قطع تعلق کر کے اپنے لیے ایک دوسری اجتماعی حکومت بنانی چاہی جس کی وجہ سے ریاستوں کے ان دونوں مجموعوں میں جنگ شروع ہو کر چار سال تک جاری رہی۔ چونکہ جنوبی ریاستوں سے کپڑا بننے کے لیے روئی انگلستان روانہ ہوتی تھی اور مخاصمت کی وجہ سے شمالی ریاستوں نے جنوبی ریاستوں کو لٹکا سائیں روئی کا کی بندرگاہوں کا محاصرہ کر لیا تھا اس لیے ہزار ہا کارکن اور مزدور پیشہ عورتوں اور بچوں کا جو لٹکا سائے کے کپڑے کے کارخانوں میں کام کرتے تھے کپاس کی درآمد موقوف ہونے سے روزگار بند ہو گیا اور قبل اس کے کہ محاصرہ اور ہند سے خام روئی

بہم پہنچائی جائے ان غریبوں کی فاقے میں بسر ہونے لگی۔ اگرچہ ان کی امداد پر کثیر رقمیں جمع اور صرف کی گئیں تاہم ان کی تکلیف و عسرت ناقابل برداشت تھی۔ اس پر بھی ان لوگوں نے صبر و تحمل سے کام لیا اور چونکہ خود ان کے عقیدے میں کسی انسان کا لوٹدی غلام بنایا جانا جائز تھا اس لیے ان لوگوں نے جنگ کی طرف ذرا سی کی مگر انگلستان کے متمول باشندے اس قدر باشعور نہ تھے جس کے سبب سے وہ لوگ جنوبی ریاستوں کے طرفدار بن گئے اور بہت سے جنگی جہاز برطانوی گودیوں میں ان کے لیے تیار کر کے ان کے ہاں پہنچائے چنانچہ ان میں کا ایک مشہور جہاز الاباما تھا۔ بالآخر ۱۸۶۲ء میں شمال نے فتح پائی اور غلامی منسوخ ہوئی لیکن ابراہم لنکن الاباما کے مقابلے میں نہ بچ سکا کسی نے دعا سے اس کو ہلاک کر دیا۔ فرصت پاتے ہی اہل امریکہ نے برطانوی حکومت سے شکایت کی کہ اس نے باغیوں کے جنگی جہازوں کو اپنے علاقوں

میں کیوں لینے دیا۔ الاباما کے سبب سے جو نقصان شمالی حکومتوں کو پہنچا تھا اس کے متعلق برطانیہ اور امریکہ میں گفت و شنید ہوئی اور برطانیہ نے امریکہ کو تین ملین پونڈ تادمین میں ادا کیے۔

جبکہ مندرجہ صدر واقعات ممالک غیر میں پیش آرہے تھے انگلستان میں

دو ٹبے واقعوں کا ظہور ہوا تاریخ ۱۳ ستمبر ۱۸۶۶ء میں متحدہ سے ملکہ کے شوہر البرٹ وفات عقد التاج نیک دل نے رحلت کی تیج ہے کہ نیک آدمی کی قدر ۱۸۶۱ء  
اُس کے جانے کے بعد ہوتی ہے۔ جو محبت والہ صفت اُس کو انگریزوں سے ملتی اور جو محنت و جاں فشانی اُس نے

اُن کی ترقی اور خوشحالی کے متعلق کی جو نیک و مفید مشورے اُس نے ملکہ کو دیئے اور جو تقویت کہ اُس کی ذات سے علم و ہنر کو پہنچی اور زندگی کے اعلیٰ فرائض کی بجا آوری کے قابل بنانے کے لیے جس طرح اُس نے اپنی اولاد کو تعلیم دی اُن سب اوصاف حمیدہ اور کارگر ازیوں کی قدر انگریزوں کو اُس وقت ہوئی جب وہ اُن میں سے اٹھ گیا۔ دوسرا واقعہ پرنس آف ولز ولی عہد کی شادی اور کی شادی تھی جو ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء کو الڈنبرگ اور شہر شاہ نائٹ کے ساتھ ہوئی قوم کے دل میں ولی عہد اور ولی عہد بیگم کی جانب سے بھی بے انتہا محبت ملتی اور اُس کا ثبوت

اس واقعے کے آٹھ سال بعد ملا جبکہ ۱۸۷۱ء میں ولی عہد بھی اسی مرض میں مبتلا ہو کر جس سے اُس کے باب کی وفات ہوئی تھی لب گور پہنچ گیا۔ جب شہزادے کی حالت اس قدر خطرناک ہوئی تو شہزادی بجاالت اضطراب شوہر کے پہلو سے اٹھی اور قریہ سینڈ ریگم کے گرجا میں جا کر اُس کی صحت کے لیے دعا مانگنے لگی۔ بظاہر شہزادی گرجا کو تنہا روانہ ہوئی تھی لیکن انگلستان کے مردوزوں کے قلوب اس کے ہمراہ تھے اور اجابت دعا کے لیے آمین کہہ رہے تھے جس کسی نے شہزادی کی مضطربانہ حالت دیکھی وہ افسردہ خاطر ہوا اور شہزادے کے دفع مرض کے لیے اُس کے دل سے دعا نکلی صحت یابی کے بعد جب ملکہ مظہر مع ولی عہد اور ولی عہد بیگم جلوس شاہی کے ساتھ شکر الہی بجالانے کے لیے سینٹ پال کے گرجا کو تشریف لے گئیں تو تماشا میوں میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے غرہ مسرت نہ بلند کیا ہو۔

۱۸۶۶ء میں اصلاح حکومت کے متعلق غوغا مچا کر رائیڈ پارک میں بلوہ شروع



کر دیا جس کے سبب سے لارڈ ڈربی نے ۱۸۶۷ء میں اصلاح مذکور منظور  
انگلستان اور آئرلینڈ کی دو کمیونٹیاں ۱۸۶۲ء آئرلینڈ میں بھی لمبل میچ گئی فنی بن  
میں فتنہ و فساد لوگوں نے شورش کی اور انگلستان میں قلعہ چیسٹر مر قلعہ

کرنا چاہا لیکن جب حکومت سے مقابلہ ہونے کے بعد  
اکثر باغی گرفتار ہوئے اور کرکینل کے محبس میں ان کو قید کیا گیا تو قید خانے  
کو اڑا دینے کے لئے باقی باغیوں نے سانش کی اور اگرچہ شہر کے اس حصہ  
میں جہاں مفلس آدمیوں کی گنجائش آبادی تھی دھماکہ ہو کر غریبوں کے مکان  
سہندم ہو گئے لیکن قیدی اپنے گورمانہ کرا کے شفیلڈ میں بھی اسی طرح کے  
بڑے ہنگامے ہوئے لیکن ان کے بانی انگریزی مزدور اور کارخانوں میں کام  
کرنے والے لوگ تھے۔ ان لوگوں نے آپس میں اتفاق کیا تھا کہ کارخانوں  
کے مالکوں کو مجبور کر کے شرح اجرت کے اضافے کے متعلق شرطیں کریں گے۔  
جس کی تکمیل کے لئے تجارتی اتحادات قائم کیے گئے تھے جن مزدوروں  
اور کاریگروں نے تجارتی انجمنوں کی ہدایت و مشورہ کو نہ مانا ان کی تحریک  
نے بڑی گت بنائی اور زد و کوب کے سبب سے اکثر ہلاک بھی ہوئے یا بالآخر  
حکومت نے ان فسادات کو فرو کر کے دانشمندانہ قوانین بنا لئے کہ بہتر سے بہتر  
اور قوی سے قوی تجارتی اتحاد کے قائم کرنے کی قانوناً اجازت مل گئی اور مخفی  
سازشوں کا سد باب ہوا۔

اس کے بعد چند سال میں پارلیمنٹ نے قوم کے فائدے کے لئے  
اکثر قوانین جاری کیے ہیں جب سے کہ ۱۸۳۲ء ۱۸۳۸ء اور ۱۸۴۵ء میں  
انگلستان میں ایشیائی پیٹھ کی کثرت سے وارداتیں ہوئی تھیں مفلس لوگوں کے  
مکانوں اور ان کے محلوں کی سڑکوں اور راستوں کی صفائی کے متعلق سخت  
قانون ممت عامہ کو شیش ہو رہی تھیں۔ اور ملک کے مختلف طبقات آبادی  
کو قوانین صحت کا لحاظ ہو گیا تھا۔ ۱۸۶۶ء میں قانون حفظ صحت

یا صحت عامہ کے اجراء سے عہدہ داران صفائی ہر ایک  
مالک مکان کو اس کے مکان کی صفائی اور موریوں کے انتظام کے متعلق

مجبور کرنے کے مجاز ہوئے ہیں۔ ان حکام کو اختیار ہے کہ مکانات میں کڑکرائڈ اور غلات نہ جمع رہنے کے لئے اُن کے مالکوں اور کراہہ داروں کو توجہ دلائیں اور ہر ایک مکان اور حجرے میں ایک خاص تعداد سے زیادہ آدمیوں کی نہ رہنے دیں۔ غالباً ان اصلاحات کی وجہ سے تین سال ہوئے کہ انگلستان ہیفیضہ ایشیائی کی دبا سے بالکل محفوظ ہے۔ لیکن اُس کے برعکس یورپ کے دوسرے ملکوں میں ۱۸۶۴ء اور ۱۸۶۵ء اور ۱۸۶۶ء میں لکھو آدھی دبا نے بڑا کاشکار بنے۔ قانون صحت عامہ کا اجرا انگلستان کے حوزہ میں بہت مفید ثابت ہوا چنانچہ ۱۸۶۸ء سے اموات کی تعداد میں سالانہ ۱۰۰۰ ام کی کمی ہو رہی ہے۔

۱۸۶۹ء اور ۱۸۷۰ء کے درمیان آئرلینڈ کے نفاذ کے کی بہت سی باتیں عمل میں آئیں۔ حکومت کے معین کردہ مذہب اور اُس کے اخراجات آئرلینڈ کے سرکاری کی موقوفی ہوئی کمیونلک کو پرنسپل کے ساتھ ساتھ مذہب اور اُس کے دی گئی ۱۸۷۰ء میں گلیڈ اسٹون نے آئرلینڈ کے لئے اخراجات کی موقوفی ایک قانون اراضی جاری کر کے وہاں کے مزاحمت کو ۱۸۶۹ء قانون اراضی فائدہ پہنچایا۔ اراضی کے قبضہ و انتدار کے متعلق اُن کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ۱۸۷۰ء میں انگلستان کے متعلق فورٹرنے ایک قانون تعلیم جاری کرایا جس کے ذریعے سے طے پایا ہے کہ اگر ملک کے کسی حصے میں تعلیم اطفال کے لئے سرکاری مدرسہ موجود نہ ہو تو وہاں کے باشندے قیام مدرسہ کے لئے اپنی ایک قانون تعلیم ۱۸۷۰ء کمیٹی قائم کر کے آبادی کے کل اطفال کی تعلیم کے لئے مدرسہ جاری کریں۔ مدرسہ کی تعمیر اور اُس کے اخراجات کیلئے آبادی متعلقہ سے معمول لیا جائے اور مدرسہ کی نگرانی اور انتظام وغیرہ کمیٹی کے تفویض رہے۔ اس کے چند سال بعد ایک اور قانون کے انفاذ سے تعلیم جبری کر دی گئی، ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں ایسا قانون جبری کے سبب سے انگلستان، اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ کے

ابتدائی مدارس میں طلبہ کی تعداد پندرہ سو کے اب دو چاند ہو گئی ہے۔ اس سے قوم کی جمالت اور بیکاری میں کمی ہو رہی ہے اور کسی لڑکے کے لیے جو صحیح و توانا ہو سکے پڑھنے اور فراہم بردار بننے کے بغیر شباب کو پہنچا ممکن نہیں۔ اس کے سوا اس حکومت نے ملک کے ہر ہر گوشے میں علوم و فنون کے مدارس قائم کیے ہیں جہاں کم عمر میں اعلیٰ درجے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قوم کے معمول و عادتوں میں فرقہ انبات کو تعلیم کی طرف خاص توجہ ہوئی ہے۔ آج کل کے مدارس میں لڑکیوں کو امور خانہ داری (سینے اور کپڑوں کی بندست زیادہ تر تاریخ علم و ہنر اور دوسرے مضامین پڑھائے جاتے ہیں تاکہ اس قسم کی تعلیم سے ان کے خیالات کی اصلاح ہو اور وہ زندگی کے نقیب و فرار سے واقف ہو کر اپنے فرائض کی انجام دہی کے قابل ہو سکیں اس سفر اور کیمبرج میں مستورات کے لئے مخصوص دارالعلوم جاری ہوئے ہیں اب کتھزاعورتیں اور مائیں ان مضامین سے جنگی تحصیل ان کے شوہر اور فرزند کریں نا واقف رہنا پسند نہیں کرتی ہیں۔ ۱۸۷۷ء میں اس سفر اور کیمبرج اور ڈبلین کی یونیورسٹیوں نے مذہبی سوالات کرنے کا طریقہ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے ان یونیورسٹیوں میں دو سکھ مذہب والوں کے لئے اب کوئی قید نہیں رہی اور حرج میں "دندھب انگلستان کا پیر و" دستر مل خلاف "گتیو کاک" ہندو اور مسلمان جس کا جی چاہے ان میں شریک ہو کر تعلیم پاسکتا ہے۔ اس سال ملکہ معظّمہ نے فوج میں طریق خریداری کو موقوف کر دیا جس کے سبب سے کوئی فوجی ملازم اپنی ترقی کو اب خرید نہیں سکتا بلکہ اس کے لئے حسن خدمت اور مدت ملازمت معیار قرار پائے ہیں۔ ۱۸۷۷ء میں ڈزریلی جو ۱۸۷۶ء میں لارڈ بکنز فیلڈ کے خطاب سے سفر ازمواء دوبارہ وزیر اعظم بنا اور اس کے عہد حکومت میں ایک قانون مجبوریہ ۱۸۷۷ء کے ذریعے سے نیٹال، اس امیر، خود مختار جمہوریت ایرنج اور ٹرانسوال کی نوآبادیوں کو حکومت متفقہ قائم کرنے کی اجازت عطا ہوئی۔ اگرچہ اس قانون کے احرا سے زیادہ اسم تاج برآمد نہیں ہوئے لیکن اسکی یاد واقعہ ذیل کے سبب سے لوگوں کے دل پر ڈاکٹوں نقش رہے گی جس نے اس میں کہ

قانون مذکور کی بابتہ دیارلمینٹ میں بحث ہو رہی تھی آرستانی ارکان - نے  
 ”رکاڈ“ کے ذریعے سے وضع قوانین میں رکاڈ پیدا کر دی جس کے  
 آرستانی رکاڈ سبب سے اکثر مفید حکار آمد قوانین کا مفناد و نوں آرستانی  
 ارشہ اسٹاٹسٹ  
 (قدامت پسند و جدت پسند) کے زمانے میں موقوفہ رہا  
 آرلینڈ کے مبعوثوں نے حکومت کو دق کرنے کی ایک

جال اختیار کی تھی - جو سودہ قانون یارلمینٹ میں پیش ہوتا تھا خواہ اس  
 انھیں تعلق ہو کہ نہ ہو وہ غیر متعلق اور لایعنی بحث اس پر شروع کر دیتے تھے  
 جس کے سبب سے معمولی معمولی مدارج طے کرنے میں یارلمینٹ کا سارا  
 وقت صرف ہو جاتا تھا - ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح دق کرنے سے  
 انگریز انھیں آرلینڈ کی حکومت واپس دے دیں گے اور ہم پر طانیہ کو  
 مجبور کر کے اپنی پارلمینٹ دوبارہ حاصل کر لیں گے لیکن انگریزی حکومت نے  
 ایک تدبیر سے ان ارکان کو ہموار کر لیا - یعنی آرلینڈ کے ان سب نقصانات  
 کی جو اس کو اس کی پارلمینٹ کے لیے جانے سے پہنچے تھے تلافی کر دی -

سنہ ۱۸۰۱ء میں سٹر گلڈ اسٹن نے دوبارہ وزارت برآتے ہی ایک  
 دوسرا قانون اراضی برائے آرستان سنہ ۱۸۰۱ء میں جاری کیا لیکن پارلن نے  
 جیسا کہ اس کے پہلے اوکال کرتا تھا مخالفت کو جاری رکھا - آرلینڈ میں  
 عدم حکومت کی سی حالت ہو گئی تھی - قتل اور فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا - سنہ ۱۸۰۱ء  
 کیونڈش اور برک کا ڈبلن کے فی نکس پارک میں لارڈ فریڈرک کیونڈش جو دل  
 سے آرستانیوں کا خیر خواہ اور جھگڑے کو مٹانے کی غرض سے  
 قتل سنہ ۱۸۰۱ء

آرستان گیا ہوا تھا - سٹر برک کے ساتھ قتل کر دیا گیا آخر کار  
 سنہ ۱۸۰۱ء میں سٹر گلڈ اسٹن نے ہوم رول (Homerule)

یعنی ”حکومت خود اختیاری“ کی ایک تجویز مرتب کی کہ آرلینڈ والوں کا مطالبہ  
 پورا کیا جاسکے - مگر اس کے سبب سے فرقہ برل میں بھوٹ پڑ گئی - گوشین ،  
 چیمبر لین ، براٹ اور ایکسٹر دوسرے برل وادہ ارکان نے گلڈ اسٹن کا ساتھ  
 چھوڑ کر ایک علیحدہ گروہ بنایا جسے ”یونینٹ“ (یعنی جمعیت پسند) کہتے ہیں کیونکہ

وہ آئرلینڈ کی علیحدگی کے مخالف تھے انھوں نے آپس میں عہد کیا کہ سلطنت کی ہوم رول کی نامنظوری اجمیت برقرار رکھیں گے۔ اس بنا پر ہوم رول کا مسودہ نامنظور اور پارلیمنٹ پر خاست ہوئی۔ انتخاب جہد کے سلسلے میں خدایت پسندوں کے ہاتھ زمام حکومت آئی

لارڈ سائسبری وزیر اعظم بنا اور اس کا بھتیجا مسٹر آرتھر بلیف آئرلینڈ کا سکرٹری مقرر ہوا۔ عرصہ میں سنگین سزاؤں کا ایک مجموعہ تعزیرات جاری اور مزاعین کے نفع کے لئے ایک دوسرا قانون اراضی نافذ ہوا۔ آئرلینڈ پر کچھ عرصے تک سختی سے حکومت کی گئی جس کے سبب سے وہاں امن قائم رہا۔

ملکہ وکٹوریہ کو تخت حکومت پر آئے ہوئے پچاس سال گزر گئے اور اس عرصہ دراز میں نہایت اہم تغیرات ظہور پذیر ہوئے ہیں لیکن جب تک اُن پر گہری تاریخی نظر نہ ڈالی جائے صحیح حالات کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔ عہد مذکور کا ابتدائی حصہ ملک کے لئے ادبار و افلاس کا زمانہ تھا مزدوری کی شرح کم اور اشیائے خورد و نوش میں گرانی تھی۔ عام لوگ جاہل اور پریشاں حال تھے۔ انبائے ملک کی ثروت اور قوت کا دار مدار زراعت پر تھا۔ تنوں سے آستی آدمی اراضی سے پیٹ پالتے تھے۔ اکثر شہروں کی جواب بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں اُس زمانے میں کچھ بھی وقعت نہ تھی۔ ملک کی معدنی دولت کا بہت بڑا حصہ زمین میں مخفی تھا اور بار برداری کے مصارف زیادہ ہونے سے کان کنی کی طرف کم توجہ تھی۔ اگرچہ کلوں کے نکل آنے سے برطانوی مصنوعات میں اُن کا استعمال شروع ہو گیا تھا لیکن ترقی کی ابتدائی حالت تھی اس لئے کلوں سے جس قدر فائدہ چاہیے نہیں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ گومالک غیر میں برطانوی تجارت کی تدریج ترقی ہو رہی تھی لیکن چونکہ باد بانی جہازوں سے مال تجارت کے پہنچانے میں تاخیر ہوتی تھی اس لئے دور کے ملکوں کو سامان روانہ کرنا دشوار تھا اور تجارت کا دائرہ محدود ہو گیا تھا۔

لیکن اس پچاس سال کی مدت میں علم و حکمت کو ترقی ہوئی نئی

گزشتہ پچاس سال کی باتیں معلوم ہوئیں اور اہل علم نے مفید اور ضروری چیزیں اختراع کیں۔ ان میں ملک کو سب سے زیادہ کلوس، ریلوں، دھاتی ترقیاں۔

ہزاروں اور تار برقی سے فائدہ پہنچا۔ چونکہ بھاپ کی قوت سے یہ سب چیزیں چلتی تھیں اس لئے بھاپ کے ذریعہ سے مال و انسان کے کل و نقل میں آسانی ہوئی۔ پہلی قسم کی ایجاد کے سبب سے مصنوعات پہلے کی نسبت سو حصے زیادہ اور آٹا فائنا میں تھتی ہیں اور جہاں پہلے ایک مزدور رکھا جاتا تھا اب وہاں پچاس مزدور مقرر ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے رسل و رسائل کے جلد اختراعات نے برطانیہ کو دور دور کے ملکوں سے قریب کر دیا۔ ملک مذکور اور امریکہ کے درمیان بحیرہ اقیانوس کے

عبور کرنے میں مال اور مسافروں کے لئے پہلے چھ ہفتے دیکھ تھے اب آٹھ روز میں ہی فاصلہ طے ہوتا ہے ایسا ہی برطانوی ساحل سے روانہ ہونے کے بعد مہند اور آسٹریلیا پہنچنے پہنچنے گزر جاتے تھے لیکن اب اس سفر بحری کے لیے تین ہفتے اور کچھ دنوں کی مدت کافی ہے۔ ان میں کئی تیری اور آخری ایجاد تار برقی تمام اختراعات سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اگلے زمانے میں مہند یا آسٹریلیا کو مال روانہ کرنے کے بعد نو فہینے انگلستان میں اس کے مالک تاجر کو مال کے بکنے اور قیمت وغیرہ کے متعلق اطلاع کے لیے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اسی طرح برطانوی وزیر بھی جس کے ذمے ممالک بعیدہ کی حکومت تار برقی ہوتی تھی ان کے حالات سے ناواقف رہتا تھا لیکن اب

بہت جلد ملک گھنٹوں میں نیویارک، سیلبورن اور کلکتہ کے حالات کی اطلاع انگلستان پہنچتی ہے اور تاجر و مدبر سلطنت کو امور متعلقہ کی روزانہ خبریں وصول ہوتی رہتی ہیں۔ ان اطلاعوں کے وصول ہونے میں اتنی بھی دیر نہیں ہوتی جتنی کہ تاخیر ملکہ الزبتھ کے زمانے میں ڈبلین اور آئرن برگ سے خبر کے آنے میں ہوتی تھی اگرچہ ان مجبوریوں سے کسی زمانے میں برطانیہ کی حکومت ایک چھوٹے جزیرے میں محدود سمجھی جاتی تھی لیکن اب ان تیز رفتار وسائل آمد و رفت اور ذرائع خبر رسانی کی وجہ سے وہ تقریباً کل دنیا چھا گئی ہے

جس طرح زندگی کی معمولی باتوں میں انگریزوں نے ان بچپاس برس میں  
 برقی کی اسپیڈر اس عرصے میں ان لوگوں نے علم اور خیالات کی دنیا میں بھی  
 قدم اٹگے بڑھایا۔ عکس نقار کا فن، برقی روشنی، رصد گاہیں، آفتاب اور دیگر  
 ستاروں اور مختلف قسم کی فضا (کھینچنے کی آلات) جن کے ذریعے ہماری بنیادیں پہنے والوں کو گورنر  
 میل کے درمیان کی جگہ سمجھنا، سمجھنا، علوم ہوتی ہے ٹیلیفون جس کے سبب سے  
 ایک شخص دوسرے سے چند میل کے فاصلے پر بات کر سکتا ہے اور ان دونوں  
 کو باوجود بعد کے ایک دوسرے کا لب و لہجہ تک بخوبی سنائی دیتا ہے اور سی  
 قسم کی جیسیواں دوسری چیزیں حال ہی میں ایجاد ہوئی ہیں۔ قدیم تاریخی قوموں  
 کے کمالات کی تحقیق کر کے ان کے متعلق معلومات کا ذخیرہ ہم پہنچا ہے  
 اور مصری اور سریانی کتبوں کے پڑھنے اور حل کرنے کا طریقہ کل آنے سے  
 امور ماضیہ کا انکشاف ہوا۔ اس کے ساتھ ہی علم الارض اور علم الحیات  
 میں بہت سی نئی نئی باتیں دریافت ہوئیں۔ اس تحقیق میں لیاں ڈارون  
 اور ہربرٹ اسپنسر نے دنیا کے دوسرے محققوں پر سبقت کی اور آنے والی  
 نسلوں پر نئی معلومات کا راستہ کھول دیا۔ کتابوں کی کثرت اور ارزانی ہوئی  
 پہلے پہل شہرہ میں ایسے کتب خانوں کی بنیاد پڑی جن میں شہر کے جو باشندے  
 چاہیں روپیہ صرف کرنے کے بغیر لکھنا پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے  
 کہ جو لوگ اپنی معلومات وسیع کرنا چاہیں اور جن کو علم کے ذریعے سے حصول مسائل  
 منظور ہو وہ اس ذریعے سے اپنے کو بخوبی لائق و فاضل بنا سکتے ہیں اور  
 کثرت سے مفید اور ضروری علوم کا ذخیرہ بغیر کسی صرف کے دستیاب ہو سکتا  
 ہے۔ اگر آسمان تاریخ کے گروٹ اور لارڈ میٹلے آفتاب میں تو گرین فزیم  
 گارڈنر اور لے کی کو ماہتاب سمجھنا چاہئے۔ اقتصادیات میں جان اسٹورٹ مل  
 اور فاسیٹ نے صحیح اصول قائم کر کے لوگوں کو اس مضمون پر غور کرنے اور  
 نتائج اخذ کرنے کا طریقہ بتلایا۔ عالم فلسفہ میں کارل آریل کی یقین ہے کہ جھوٹ  
 سے نفرت کرو اور رسلین فنون لطیفہ کے حسن و خوبی کی قدر کرنی سکھاتا ہے  
 تھیکرے، ڈکسنر، شارلٹ برائٹ اور جارج الیٹ نے افسانہ گوئی میں

کمال کر دکھایا وہ جب چاہیں ہم کو ہنسائیں اور جس وقت چاہیں رلا سکتے ہیں۔  
 نینسی سن اور برونگ نے شاعرانہ جذبات و تخیلات کی اصلی تصویریں کھینچ کر  
 انگریزی زبان کو املا مال کر دیا۔ سیر و سیاحت کی کتابیں بلکہ روزانہ اخبار تک  
 اس طرز سے لکھے جاتے ہیں کہ ان کے مطالعے سے موجودہ نسلوں میں جرأت  
 شوق سیاحت اور اثیار کا مادہ پیدا ہوا اور ان اوصاف میں ان کے بزرگوں  
 نے جو کارنامے چھوڑے ہیں ان کی یاد اُن کے دلوں میں تازہ رہے خوشی کا  
 مقام ہے کہ حقیقت میں ہمارے زمانے کے انگریزوں میں ایسے بزرگوں کی خوبیاں  
 موجود ہیں۔ ٹیوٹانی قوم کا شوق سیاحت ابھی تک برطانوی محققین اور سیاحین  
 کو قطب شمالی اور افریقہ کے ملک متوسط کی سیاحت و دریافت پر آمادہ کرتا  
 رہتا ہے اور جو تکالیف و خطرات پیش آتے ہیں جان پر کھیل کر یہ ان کا  
 مقابلہ کرتے ہیں۔ سر جان فرانک لٹن اور لوڈنگ اسٹن نے ان ہی کوششوں  
 میں جان گنوائی اور چارلس جارج گارڈن اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ان لوگوں  
 کو ہلاکت سے بچانے کے لیے جن کے ساتھ اس کو محبت نہیں بلکہ عشق تھا  
 خرطوم کی مہم پر روانہ ہوا لیکن افسوس ہے کہ نہ محصورین کی جان بچا سکا اور  
 نہ خود جان برہوا۔

۱۸۸۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کی تخت نشینی کی پچاسویں سالگرہ ہوئی۔ اس واقعہ  
 جشنِ جولائی ۱۸۸۷ء کی بڑی خوشیاں منائی گئیں یورپ اور ایشیا کے اکثر  
 سلاطین، شہزادے اور مشاہیر اس خوشی میں ملکہ کے  
 شریک اور لندن میں مہمان آئے تھے ان شاہی مہمانوں کی ہمراہی میں ملکہ مغلفہ  
 کا جلوس خانقاہ ویسٹ منسٹر کو روانہ ہوا اور بری وکھری افواج کے نہایت  
 شاندار و پر لطف قواہد کے تماشے دکھلائے گئے۔ مگر اسی سال آئر لینڈ  
 کے ایک شہر ٹریکل اسٹن میں مضموں نے بلوا کیا اور ٹرافل گرا اسکواڈر ٹرافل گرا  
 کی فوج کی یادگار میں لندن کا ایک چوک اس نام سے منسوب کیا گیا ہے، میں  
 سیاسی شورش کرنے والوں نے جلے گئے۔

۱۸۸۸ء میں ایک قانون کے ذریعے سے انگلستان اور ولز میں مجالس اضلاع



مجلس اضلاع

(کوئی کونسلوں) کا طریقہ رائج ہوا اور اس کے بعد کچھ مدت میں حلقہ اور پیرش کی مجلسوں کا اجرا ہوا جس کے سبب سے اب ملک کا ہر ایک حصہ اپنا انتظام آپ کرتا ہے اور اس طرح ملک کے ذیلی اور لغویہ سیل انتظامات پارلیمنٹ سے لے کر اس کا ہاتھ بٹاتا ہے۔

۱۸۹۰ء میں پارلیمنٹ کے آمرستانی فریقے میں سخت پھوٹ واقع ہوئی مسٹر پارنل اور اس کے ساتھیوں پر اخبار رٹائرمنٹ نے سخت الزامات لگائے تھے اس کی تحقیقات کے لیے ۱۸۹۰ء میں ایک کمیشن جاری ہوا اور اس کا ایک پازل کی رپورٹ تیار کی گئی۔

سال تک اجلاس ہوتا رہا بعض الزامات صحیح اور بعض غلط ثابت ہوئے۔ لیکن ۱۸۹۰ء کے اختتام پر مسٹر پارنل طلاق کے ایک مقدمے میں پھنس گئے جس کے سبب سے مسٹر گلیڈ اسٹن اور نان کن فرسٹ فریقے نے جو ان کے حامی تھے ساتھ چھوڑ دیا بلکہ خود اس کے پیروؤں میں اختلاف ہو جانے سے دو جدا گانہ فریقے بن گئے ایک معتدین پارنل اور دوسرا مسٹر فرین پارنل کے لقب سے موسوم ہوا اور اس کے چند روز بعد دارالعوام کی گھنٹی کے کمرہ نشان (۱۵) میں اس دوسرے فریقے کے ارکان نے سخت بحث و مباحثہ کر کے اپنی صدارت کے لیے مسٹر جیسن میک کارتھی کا انتخاب کیا۔ مسٹر پارنل کا انتقال ۱۸۹۱ء میں ہوا اس کا زمانہ تھا کہ آمرستانی فریقے کا زور ٹوٹ گیا۔

مسٹر گلیڈ اسٹن کا ۱۰ اگست ۱۸۹۲ء میں حکومت پر آنا تھا کہ مسئلہ ہوم رول چھڑ گیا اور اس مرتبہ گلیڈ اسٹن نے چالاکي یہ کی کہ مسودہ ہوم رول کو چند اجزا میں پیش کیا اور ان پر جلد بحث کو منقطع کرنے والے قاعدے کے ذریعے گلیڈ اسٹن کی آخری دارالعوام سے بھرپور مسودہ منظور کرایا۔ لیکن جب یہ دارالعوام وزارت ۱۸۹۳ء کے سامنے آیا تو اس کو ایک رائے کے مقابلے میں دس رایوں سے شکست ہوئی۔ اس بنا پر پارلیمنٹ برخواست

۱۸۹۳ء

ہوئی اور فرقہ جدت پسند نے ملک کو بہت کچھ دارالامرا کے خلاف اکسایا اور سیاسی بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن نتیجہ اس کے عکس نکلا

اور قوم کا بڑا حصہ اسی بات سے خوش ہوا کہ ہوم رول کی نسبت ملک میں کسی قسم کی سرگرمی اور جوش نہ پیدا ہو سکا۔ بہر حال مسٹر گائیڈ اسٹن نے اس ضمن میں پر سب سے آخری دفعہ یکم مارچ ۱۸۹۴ء کو تقریر کی اور ۱۹ مئی ۱۸۹۴ء کو سقر اثر اختیار کیا۔

اس کے بعد کچھ اور ایک سال لارڈ روزبری کے ہاتھ میں زمام حکومت رہی اور سر ولیم ہارکورت نے زیادہ سنگین رسوم خونی کے قانون کو ۱۸۹۴ء میں جاری کرایا۔

۱۸۹۵ء میں پارلیمنٹ کا عام انتخاب ہونے سے لارڈ سلسبری حکومت پر واپس ہوا اور مسٹر آرتھر بلیفوارڈ العوام کا صدر بنا۔ یہ وزارت ملک کی بادشاہی لارڈ سلسبری ۱۸۹۵ء کے اختتام تک باقی رہی کیونکہ ۱۸۹۵ء کے انتخاب میں بھی فرقہ قدامت پسند کو غلبہ رہا۔ اسی حکومت کے عہد میں ۱۸۹۵ء میں آئرلینڈ کے لیے قانون حکومت مقامی نافذ ہوا۔

اس اثنا میں انگلستان میں معدنی کوئلہ کی اس اور انجینئرنگ کی تجارتوں میں کئی بار بڑی ہڑتال ہوئی اور وراثت تخت و تاج میں کچھ ترمیمات ۱۸۹۶ء میں انفلونیزا کی وبا انگلستان میں پھیلی ہوئی تھی اسی سال دلی عہد کے بڑے بیٹے ڈیوک آف کلیرنس کا اسی مرض سے انتقال ہوا۔ چونکہ ڈیوک موصوف ناکھدا اولاد دنیا سے گیا اس لیے اس کا بھائی ڈیوک آف یارک جو دلی عہد کا دوسرا فرزند تھا باپ کے بعد وراثت حکومت قرار پایا اور اُسکی ڈیوک آف یارک کی ماہ جولائی ۱۸۹۳ء میں شہزادی ہیری سے جو ڈیویڈ آف میک شادی ۱۸۹۳ء کی دختر تھی شادی ہوئی۔ ان شاہی دولہا و دولہن کے مشکوئے معلیٰ میں تاریخ ۲۳ جون ۱۸۹۳ء شہزادہ ایدورڈ تولد ہوا۔

متوسط طبقے کے اکثر لوگوں نے بامید نفع و واپسی رقم اپنا اند وختہ روپیہ لیبیرٹ کمپنی میں لگایا تھا اور جب ۱۸۹۲ء میں اس راز کا انکشاف ہوا کہ کمپنی نگر کی ہستی سراب سے زیادہ نہیں اور اس کے کاروبار پر وال گیلیہ تو انگلستان میں

لیبرٹ کمپنی کی غازی اس خبر کو سن کر خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے۔ کمپنی کا ڈائرکٹر و صدر منظم (مشرع) سیلفر جنوبی امریکہ فرار ہو گیا اور بالآخر اس کو گرفتار کر کے لائے اور قید بامشقت کی سزا دی۔

انیسویں صدی کے آخری دور میں جو مفید قوانین بنے ہیں ان میں سب سے زیادہ فائدہ رساں قانون وہ ہے جس کے نفاذ سے تمام سلطنت میں خط کا محصول ایک مینی قرار پایا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سیرولینڈیل نے اس مبارک کام کی ابتدا کی اور صرف ریاستہائے متحدہ میں خط کا محصول برطانوی سلطنت میں ایک مینی مقرر ہوا تھا لیکن مشرق وسطیٰ کریمین کی ان تھک خط کا محصول ایک کوششوں نے اس نعمت سے دوسرے برطانوی مقبوضات اور مملکت ہند کو بھی تباریخ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۰ء ایک قانون مینی مقرر ہوا

تاخیر کے مستفید کیا۔

بحال انیسویں صدی کی تقدیر میں تملع و امن کے ساتھ ختم ہونا نہیں لکھا تھا۔ ملکہ کی بادشاہی کے ساٹھ سال گزرنے پر ۲۲ جولائی ۱۸۹۷ء کو آدو اسٹریٹن جوہلی دو سراسٹین جوہلی منایا گیا اس مرتبہ بھی ملکہ کی سواری کا لندن میں شانانہ جلوس نکلا اور قبل اس کے کہ قصر بنگلہم سے جلوس روانہ ہو

ملکہ محدودہ نے اپنی وسیع سلطنت کے ہر حصے کو جہاں جہاں سے مبارکباد کے تار آئے تھے اپنا تشکر و امتنان ذیل کے الفاظ میں روانہ فرمایا میں اپنی کل رعایا کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں، ان سب پر خدا اپنی خیر و برکت نازل فرمائے۔“

چونکہ اس مرتبہ سلاطین و رؤسا نہیں مدعو کئے گئے تھے بلکہ برطانوی سلطنت کے مختلف حصوں سے دہاں کے قائم مقام طلب ہوئے تھے تو آبادیوں کے وزرا کینڈا، آسٹریلیا، نیوزیلینڈ، تسمانیا اور علاقہ اس امید کے فوجی رضا کار ہند و افریقہ کی دیسی پلیٹنیں اور نیوزی لینڈ کے میویری لوگ ملکہ موصوفہ کی رکاب میں بوقت جلوس موجود تھے اور جب جلوس سینٹ پال کے گرجا کو پہنچا تو کیرالین ملکہ نے توقف کیا اور گر جا کے زینوں پر بیٹھی ام بی بی رائے (مہاراجا کی

نفسہ سرائی ہوئی بعد ازاں قومی راگ گایا گیا اور پھر مجمع منتشر ہو گیا۔ اس جشن کے چند سال بعد جب برطانیہ عظمیٰ اور اس کی ملکہ کی ایک دفعہ کے سبب سے ہتک حرمت ہوئی تو لوگوں کو جشن جوہلی پر غور کرنے کا موقع ملا اور وہ فطرۃً اس نتیجے پر پہنچے کہ جوہلی کے موقع پر سلطنت کے مختلف حصص کے قائم مقاموں کا ایک جگہ جمع ہونا گویا اس اتحاد و رفاقت کا پیش خمیہ تھا جس کی ضرورت پیش آنے والی تھی۔ ۱۷۹۶ء میں مٹرا آر تفر بلیر نے بمقام مجلس کو تقریر کرتے ہوئے ان الفاظ میں پیشین گوئی کی تھی۔ ”جب کبھی انگلستان کی جان کے لالے بڑ جائیں اور وہ دشمنوں کے مقابلے کے لئے تلوار اٹھائے تو میں اس امر کی پیشین گوئی کرنے پر آمادہ ہوں کہ اہل اسکاٹ لینڈ، انگلستان اور آئر لینڈ اپنی علیحدہ قومیت کو بھول جائیں گے اور خواہ وہ اُس جزیرے میں رہتے ہوں یا برطانوی نوآبادیوں میں جو ہمارا مائے ناتہ و افتخار ہیں بغیر کسی فرق و امتیاز کے آپس میں شہر و شکوہوں گے اور سلطنت کے ہر ایک حصے سے خطے کا سبب کر کریں گے۔ ان تینوں قوموں کا ایک متنفذ بھی ایسا نہ ہوگا جس کو اس اتحاد و یکجہتی سے الفت نہ ہو اور جب وقت پڑے تو ہم سب ایک ہو کر دشمن کو دفع کریں گے۔“

یہ تقریر اُس موقع پر کی گئی تھی جب اہل برطانیہ پر جنوبی افریقہ میں مصائب کا آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔ اس جھگڑے کے سمجھانے کے لئے ہم کو ۱۷۹۵ء اور اُس کے بعد کے چند واقعات بیان کرنے ہوں گے۔ اُس سال ڈچ لوٹروں نے جو دریائے وال کے شمالی ملک میں آباد تھے اور جسکے ملک ڈانوال

سبب سے خطہ مذکور ڈانوال کہلاتا ہے زولو قوم کی یونٹوں سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے کو برطانیہ کی حمایت میں دے دیا۔ اسلئے ڈانوال بھی سلطنت برطانیہ کا ایک جزو بن گیا۔ لیکن ۱۷۹۵ء میں جب انگریزوں نے زولو قوم پر فتح پائی اور بوٹروں کو اُن کا خوف جاتا رہا تو اُن لوگوں نے پھر اپنے کو خود مختار بنانا چاہا اور اس نیت سے انگریزوں کی جو قلیل فوجیں قلعوں میں تھیں اُن کو محصور کر لیا۔ اس خبر کے پاتے ہی سر پرمر اسے کالی اپنے

لشکر کے ساتھ نیٹال سے محصور رہی اور بالکرنے کے واسطے ٹرانسوال پہنچا لیکن اُسکے پاس اس قدر فوج نہیں تھی کہ وہ بوٹروں کا قلع قمع کر سکتا بلکہ اسے ۲۷ فروری ۱۸۷۷ء کو بمقام کوہ منیجو بازمیت اٹھانی پڑی۔

مسٹر کلید اسٹرن کو حکومت پر واپس ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یہ واقعہ پیش آیا اور اس شکست کے چند مہینوں کے بعد یعنی مارچ کے مہینے میں انھوں نے ٹرانسوال بوٹروں کو واپس توڑ دیا لیکن ملک کی صدارت کو ملک کے ہاتھ میں رکھا اور شرط کی کہ کل گورے باشندوں کے مساوی حقوق ہوں گے ایک گوری قوم کو دوسری گوری قوم پر لمبا ظ حقوق فضیلت نہ ہوگی۔ وزیر اعظم کی اس نرم پالیسی کو تند خوا اور مکار بوٹروں نے انگریزوں کی کمزوری پر محمول کیا اور اس وقت سے انگریزوں کو بوٹروں کی نظر سے دیکھنے لگے۔

اس کے بعد جو چند سال گزرے ان میں دو بڑی کمپنیوں نے افریقہ افریقہ کی مدد یافتہ میں تجارت کرنے کے لئے سند حاصل کی سیسل ر وڈز کی صدارت میں دی برٹش سوتھ افریکن کمپنی جماعت تجارت افریقہ جنوبی) نے ۱۸۷۸ء میں دو مقام میٹابیل (Matabele) اور شونا لینڈ

(Mashonaland) فتح کیے۔ دی سنٹرل سوتھ افریکن کمپنی جماعت تجارت افریقہ جنوبی نے ۱۸۷۸ء میں زیمبزی کے پار اور جمبیل نیا سا کے مغرب میں جوزین ہے اُس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۹۱ء میں حکومت برطانیہ نے ان نوآبادیوں کو اپنی حمایت و حفاظت میں لیا۔ اس کے بعد کچھ مدت امن و چین میں بسر ہوئی لیکن سونے کی کانیں جو ۱۸۷۸ء میں پرتگیزیہ کے قریب برآمد ہوئی تھیں اُن کے سبب سے جو انبرگ کے نام سے اُس مقام پر ایک بڑا شہر آباد ہو گیا اور یہ برطانوی اور دوسری قوموں کی معدنی کمپنیوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ یورپ خصوصاً برطانیہ سے جو لوگ آکر یہاں آباد ہوئے تھے اُن کو بوٹروں کی نظر سے دیکھتے تھے اور اُن کا نام اوٹ لینڈرز یا آئیٹ لینڈرز (Outlanders or uitlanders) بیرونجات کے رہنے والے) یعنی پردیسی رکھا تھا۔ بوٹروں کی حکومت نے اُن پوسٹیوں کو اپنے اُن کے شہریوں کے مساوی حقوق دینے سے انکار کیا اور اُن پر

بہت سنگین محصول لگادیئے

اس بنا پر ۱۸۹۵ء میں "پریسیوں" نے ایک جماعت اصلاح قائم کی اور  
جمین کی چڑھاائی ڈاکٹر جمین سے جو برٹش سوسائٹی آفریکن کمپنی کا ایک معزز افسر  
تھا امداد طلب کی۔ جمین اپنے ہمراہ ۵۰۰ سواران کو وائی  
۱۸۹۵ء کی جمعیت لے کر طالبان امداد کے حقوق کی حفاظت کرنے

کے لیے ٹرانسوال میں داخل ہوا جمین کو بمقام کروگرزڈراپ شکست کھانی پڑی  
اور مقرر کروگرزڈراپ جو ٹرانسوال کا میر مجلس تھا جماعت اصلاح کے سربراہ اور وہ  
لوگوں کی باضابطہ تحقیقات کر کے ان کے لیے سزائے موت تجویز کی اور بعد ازاں  
بعض تحقیقات و سزا دہی برطانوی حکومت کے حوالہ کر دیا۔

پریسیوں کی اس سخت نادانی و لغزش کے سبب سے وزیر نوآبادیات  
مستر جمیبلین کو سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور فرقہ انتہا پسند کے عناد سے  
وزیر پر موصوف کی مشکلیں اور بھی بڑھ گئیں اس تلخ کانی کا سبب یہ تھا کہ ۱۸۹۶ء میں  
جمیبلین نے فرقہ مذکور سے اپنے کو علیحدہ کر لیا تھا۔ بہر حال جمین اور اس کے  
ساتھیوں کو تحقیقات ہونے کے بعد سزائے قید تکبنتی پڑی اور اس کے بعد  
کروگرزڈراپ پریسیوں پر چار سال تک سنگین محصول عائد کرتا اور مظالم و مصائب ان  
لوگوں نے دیکھے تھے مارچ ۱۸۹۹ء میں ملکہ کی حضور میں عرضی دی کہ ملکہ موصوفہ  
ٹرانسوال کی صدر ہونے کی حیثیت سے اپنے اختیارات پر عمل کر کے ان کی  
مدد فرمائیں۔

سر الفریڈ ملز کی جانب سے جو اس امید کے علاقے کا الٹی کشنر (صوبہ دار)  
تھا اس نے برقرار رکھنے کے لیے ہر ایک قسم کی کوشش عمل میں لائی گئی لیکن کروگرزڈراپ  
خود مختار ریاست آریجن کے میر مجلس اسٹن نے جو چند سال پہلے سے جنگ کی  
تیا ریاں کر رہے تھے اور جن کو امید تھی کہ برطانیوں کو جنوبی افریقہ سے نکالنے میں  
کامیابی ہوگی سرگز نہ مانا۔ اس پر بھی تباہ کنچہ جون ۱۸۹۹ء معاملات کو سلجھانے  
کے لیے فریقین کے درمیان بمقام فورم ناٹین ایک کانفرنس ہوئی جس کا نتیجہ نکلا۔  
حکومت برطانیہ اور ٹرانسوال کے درمیان ابھی مراسلت جاری تھی اور

ہندوستان سے فوجیں نیٹال کی حفاظت کے لیے روانہ ہو رہی تھیں کہ ۹ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو دونوں میرمجلسوں نے ملکہ کے نام ایک تہنک آمیز بوٹیوں کا الٹی ٹیم | آخری پیام (الٹی ٹیم) روانہ کیا کہ انگریزی فوجیں نیٹال میں اور اُس کے ساتھ ہی نیٹال پر حملہ کر دیا۔ سب سے پہلی لڑائی بمقام کلینکو ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوئی بعد ازاں ایلینڈز لاسٹے اور کل سن تک ۲۰۔ اور ۳۰ اکتوبر کو معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ سر جارج وائٹ تو اپنی فوج کے ساتھ پیسا ہو کر لیڈی اسمتھ میں محصور ہوا مگر کرنل بیڈن پاول کو میفلنگ میں اور کرنل ٹیک وچ کو مع سٹرسیل روڈز کمبری میں بوٹیوں نے بند کر دیا۔

اگرچہ لارڈ میتھیون نے ان آخری دو مقاموں تک اپنے کو پہنچانے کی بہت کوشش کی اور حصول مدعا کے لیے ۲۳ نومبر کو بل منٹ ۲۴ کو کراسین اور ۲۸۔ کو دریائے ماڈیر لڑائی لڑے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ جنرل گیائے نے ۲۹۔ ڈسمبر کو بمقام اسٹارم برگ اور ۱۱۔ ڈسمبر کو میتھیون نے بمقام میگز فائین ہز میت اٹھائی۔ نیٹال کے علاقے میں انگریزوں کی کثیر تعداد فوج تھی اور اس کا سپہ سالار اعظم جنرل ریڈورس بلر تھا جس کو تباہی ۱۵۔ ڈسمبر بمقام کالینڈر اپنے مرکز سے ہٹنا پڑا اور اس معرکہ میں لارڈ ربرٹس کا اکلوتا فرزند کام آیا۔ بہر حال ایسے وقت میں جبکہ اہل برطانیہ تنازع جنگ سے مایوس ہو گئے تھے اور عنان استعمال الہی اُن کے ہاتھ سے نکلی نہ تھی کہ ستمبر ۱۸۹۶ء کی شبیں کوئی بالآخر ظاہر ہو گئی۔ نہ صرف ایسے انگریز، اہل اسکاٹ لینڈ اور وہ آئرلینڈ کے لوگ جو ریاست ہائے متحدہ میں رہتے تھے خط کار زار پرہینچے اور برطانیہ کی شان قائم رکھنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے بلکہ کینڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، متانیا اور ہند میں جس قدر گورے لوگ آباد تھے اُن سب نے برطانیہ کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ انگریزی جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے اور جنوبی افریقہ کی مہم میں شریک ہونے کے لیے کہرام مچا دیا۔ برطانوی رعایا کی کیدی اور وفاداری کے متلاطم سمندر نے ہند کے ایسی باشندوں میں بھی جوش پیدا کر دیا،

روانگی افریقہ اور شرکت جنگ کی ان لوگوں نے بھی درخواست کرنی شروع کر دی لیکن انگریزی حکومت نے ہندیوں کو اس لیے لڑائی پر روانہ کرنا مناسب نہ جانا کہ مبادا بوٹروں کی جانب سے افریقہ کے دیسی باشندے انگریزوں کے مقابلے پر ہتھیار اٹھائیں۔ اس بنا پر ہندوستانی روڈ سا کو صرف گھوڑوں اور ذخائر جیٹ سے مدد کرنے کی اجازت دی گئی اور اس طرح ہندیوں کو اپنے جوش عقیدت و وفاداری کے اظہار کا موقع ملا۔

اس میں شک نہیں کہ جب ضعیف ملکہ کو اپنی رعایا کی وفاداری اور حب وطن کے جوش کی اطلاع ملی ہوگی تو وہ وقت اُس کے واسطے نہایت فخر و مباہات کا ہوگا لیکن وہ اپنی سپاہ کی ہلاکت پر غم کے آنسو بہاتی تھی بہر حال ملکہ مدد دہنے لارڈ رابرٹس کو طلب فرمایا اور بحیثیت سردار اسٹاف لارڈ کچنر کو اُن کے ہمراہ کیا۔ ان میں سے پہلا تو انگلستان سے اور دوسرا سوڈان سے جہاں اُس کو فتح پر فتح حاصل ہو رہی تھی فوراً جنوبی افریقہ روانہ ہوا اور لارڈ رابرٹس نے اس امید کی سرزمین پر پہنچتے ہی ۱۰ جنوری سن ۱۸۹۹ء کو فوج کی کان ملی۔

اگرچہ بوٹروں کی ملک کی حالت سے بخوبی واقف اور انگریز نادان واقف تھے پھر انگریزوں کو رسد کے پہنچانے اور آلات حرب و ذخائر سامان کے حمل و نقل میں سہ اور ٹیلوں کے سبب سے بہت دشواری تھی لیکن لارڈ رابرٹس کو میدان کا بڑا پتہ چھ مہینے بھی نہیں ہوئے تھے کہ لڑائی کا رخ بدل گیا۔ اُس کے ساتھ ہی حکو اس امر کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ ۲۳ جنوری سن ۱۸۹۹ء کو بمقام اسپین کا پ انگریزوں کا ایک بہت بڑا لشکر ضائع ہوا مگر اس نقصان سے بعد میں بہت فائدہ ہوا چنانچہ ۵ فروری کو کمبری کا محاصرہ اٹھ گیا اور ۲۷ فروری کو بوٹروں کے جنرل کراچی نے اپنے کو مح فوج بمقام یارڈی برگ لارڈ رابرٹس کے حوالے کر دیا ۲۸ فروری کو انگریزی فوج نے لیڈی اسمتھ کے محاصرے کو اٹھایا بلومفیلڈ ۱۳۔ مارچ کو قبضہ ہوا اور میفلنگ سے ۱۷۔ اپریل کو محاصرہ اٹھا جب برطانوی لوگوں کو جواز نہ محاصرہ کے آلام و مصائب میں صبر و تحمل سے کام لے رہے تھے دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی پانے کی اطلاع ملی تو مارے خوشی کے دیوانے ہو گئے



۱۸۳۱ء کی کوخود مختار ریاست آئرلینڈ کا سلطنت برطانیہ میں الحاق ہوا اور اس کا نام نوآبادی دریائے آئرلینڈ قرار پایا۔ اس کے بعد انگریزی فوج اندرون ملک برسی اور ۳۰ مئی کو اس نے جوہانس برگ اور ۵ جون کو پریٹوریا پر قبضہ کیا۔ مجلس کروگر پائیخت سے فرار ہو کر کومانی پورٹ کی ایک ریل گاڑی میں کچھ دنوں چھپا رہا اور وہاں سے علی ڈیلا گواروانہ ہو کر اکتوبر کے مہینے میں یورپ جانے کے لیے جہاز پر سوار ہو گیا۔ پہلی ستمبر ۱۸۳۹ء کو ٹرانسوال کا الحاق ہوا اور ڈرافٹس جنوری ۱۸۴۰ء میں لارڈ ولزلی کی حکم سپہ سالار اعظم بننے کے لیے انگلستان روانہ ہوا اور لارڈ کچنر کو بوٹروں کے ساتھ تکلیف دہ خفیف لڑائیاں سر کرنے کے لیے ٹرانسوال میں چھوڑا اور ان حیران کرنے والی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا سلسلہ دوسرے سال کے موسم بہار تک جاری رہا، آخر کار جب بوٹروں کو معلوم ہو گیا کہ مزاحمت اور مقابلہ بے سود ہے تو ان لوگوں نے اطاعت قبول کر لی اور تاریخ ۳۱ مئی ۱۸۴۰ء بمقام پریٹوریا صلح نامے پر دستخط کر دیئے۔

ابھی افریقہ میں حالات کی پوری طرح اصلاح نہیں ہوئی تھی کہ چین میں جھگڑا شروع ہو گیا ایک عرصے سے اس ملک کی حالت ناقابل الطمیان تھی۔ چونکہ یورپ کے دل عظمیٰ کو چین میں اپنے سیاسی اثرات اور تجارت کے زائل ہو جانے کا اندیشہ تھا اس لیے روس، جرمنی، فرانس، برطانیہ اور اٹلی نے چین کی چین میں خوں ریزیاں | قیصرہ پر جو اپنے صغیر فرزند کے نائب کی حیثیت سے حکمراں تھے اپنے دعووں کا دباؤ ڈالا۔ ملکہ عیار اور پرنس عورت تھی اور یورپین لوگوں کو ملک سے خارج کرنا چاہتی تھی۔ اس نے باغیوں کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو بالکسر کہلاتے تھے درپردہ مدد کرنی شروع کر دی اور یہ بالکسر اس قدر جی و فدا رہ گئے کہ یورپین خصوصاً مشن کے پادریوں کا جون ۱۸۴۰ء میں قتل عام کر دیا۔

امیر البحر سمور نے آپسکین پہنچنے کی کوشش کی لیکن بالکسروں کے زبردست انہوہ کے سامنے اس کے لشکر کے قدم اٹھ گئے اور وہ چھوٹا چھپے ہوئے آجا جرن سمیر یامن سے واپس ہو رہا تھا کہ راستے میں قتل کر دیا گیا اور خبر شہر ہوئی کہ کل یورپین

سفارت خانے بر باد کر دیئے گئے۔ یورپ کی ان پانچوں سلطنتوں نے اپنی اپنی قومیں سفارت خانوں کی حفاظت کے لئے روانہ کیں اور اُس محلے میں ۱۵۔ اگست ۱۹۱۴ء کو افواج متحدہ نے سپکین کو فتح کر لیا اور معلوم ہوا کہ سفارت خانے صحیح و سالم ہیں اور وہ اپنے آپ کو بچا سکتے تھے۔ اگرچہ یہی حکومت نے باغیوں کے سرغنوں کی سزا دی اور نقصانات کی تلافی کے بہت کچھ وعدے کیے لیکن ان کا ایسا نہایت بے دلی اور تساہل سے کیا گیا اور والد رسی کے کاؤنٹ کو جو تمام افواج کا سپہ سالار تھا شرائط کی تعمیل کرانے میں بڑی بڑی جتیں اٹھانی پڑیں۔

اسی سال اٹانٹی میں ایک دوسری جنگ چار مہینے تک ہوتی رہی اس لڑائی کا سبب یہ ہوا کہ انگریزی حکومت نے ”زرتیں چوکی“ کا جو وہاں کی دیسی حکومت کی علامت تھی سراغ لگانا چاہا جس کے سبب سے دیسی عایا جنگ اٹانٹی ۱۹۱۴ء نے برہم ہو کر حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ باغیوں نے سر فریڈرک اور لیڈی ارجس کو بمقام کما سی محصور کیا اور ان کے ساتھ جو ۶۰۰ دیسی سپاہ کا دستہ تھا ان میں سے اکثر کو درغلان کراپی طرف کر لیا جس کے سبب سے صرف ۱۰۰ دیسی سپاہی اور کپتان بشپ ان کے مقابلے کے لئے باقی رہ گئے غرض اس جنگ کو کامیابی سے ختم کرنے میں چار مہینے صرف ہوئے اب ہم رزم سے رزم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور چند ایسی باتیں سنائیں گے آسٹریا کی جمہوری حکومت جس سے طبعیت تشگفتہ ہو۔ سب سے پہلے آسٹریا کی حکومت جمہوری (کامن ویلتھ) کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ملکہ کا

اعلائی اُس کے متعلق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۱۴ء کو شائع ہوا لیکن اُس پر عمل حکیم بنوری ۱۹۱۴ء سے شروع ہوا تھا یعنی یہ کہ آسٹریا میں سات نوآبادیاں تھیں دیکھو (صفحہ ۲۶۹) آسٹریا، یوگوسلاویہ اور آسٹریا کی پانچ ریاستیں۔ لیکن جب دوسری قوموں کا بحران کابل میں جہد و جدوجہد ہوتا گیا تو آسٹریا کی پانچوں ریاستوں کو بھی آپس میں اتفاق بڑھانے اور سیاسی معاملات کو حل کرنا عام دینے کی رفتہ رفتہ ضرورت پیدا ہوتی گئی۔ اس بنا پر ۱۹۱۴ء میں ایک مجلس متفقہ کا

وجود ہوا لیکن اختیارات نہ ہونے کے سبب سے اُسے ان ریاستوں کو مستحق کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ بعد ازاں ۱۷۹۱ء میں اس بات کی تحریک ہوئی کہ ایک مرکزی پارلیمنٹ کے قیام کے متعلق ایک سو دو قانون مرتب ہونا چاہیئے اور آسٹریلیا کی کل ریاستوں نے رفتہ رفتہ اس ضرورت کو تسلیم کر کے سو دو مذکور پر رائے زنی کی جس کی تائید میں اسی ہزار آرکا غلبہ رہا۔ آسٹریلیا کی کل ریاستوں کے معاملات ڈاک، تار برقی، ریلوے اور سیرونی حملوں سے تحفظ ملک کا انتظام اس پارلیمنٹ کے سپرد ہے۔ ابتدا میں ملے پایا تھا کہ تمام امور قانونی کا آخری تصفیہ جن کو قانون بن الاقوامی سے تعلق نہ ہو آسٹریلیا میں ہی ہونا چاہیئے لیکن اس میں خرابی یہ بھی کہ انگلستان کی عدالت عالیہ اور اُس کے بادشاہ کے حضور میں آسٹریلیا کے قانونی معاملات کا مراجعہ نہیں ہو سکتا تھا اس لیے موسم میں ترمیم ہو کر قرار پایا کہ آسٹریلیا کے جس کسی باشندے کو دہاں کی آخری عدالت کے فیصلے سے ناراضی ہو وہ شہنشاہی عدالت میں مراجعہ کر سکتا ہے لیکن اغراض مملکت کے لیے آسٹریلیا کی پارلیمنٹ آخری عدالت مراجعہ متصور ہوگی۔ پارلیمنٹ مذکورہ حصوں پر مشتمل ہے، مجلس ادنیٰ (لوڈز ہوس) اور مجلس اعلیٰ (سینٹ) پہلی مجلس کے ارکان کا مختلف حلقوں کے رائے دینے والے انتخاب کرتے ہیں اور اُس کے اجلاس کی مدت تین سال ہے۔ دوسری مجلس ہر ایک ریاست کے چھ نمائندوں پر مشتمل ہوتی اور چھ سال اجلاس کرتی ہے۔ ایک گورنر کے ذریعے سے تاج برطانیہ کی نیابت ہوتی ہے لارڈ ہوپ ٹن پہلا شخص تھا جو آسٹریلیا کا گورنر مقرر ہوا۔ یکم جنوری ۱۷۹۱ء سے کامن ویلتھ کا نفاذ ہوا۔ یہ اپنی طرز کی پہلی حکومت ہے جو ایک پوری تعلیم کے لیے قائم ہوئی ہے۔ اب وقت آگیا تھا کہ انگریزوں کی ہر دل عزیمت ہمیشہ کے واسطے ان سے مفارقت کر جائے یا وصف کبریاں اور ضعف کے جنگ کے زمانے میں ملکہ اپنے فرائض منصبی کو نہایت حرات و ہمت سے انجام دیتی رہی اور اپریل سن ۱۷۹۱ء میں آسٹریلیا بھی ہو آئی جہاں لوگوں نے نہایت گرمی اور اشتیاق سے اُس کا استقبال کیا لیکن سال نو کے آغاز کے ساتھ ملکہ کی نقاہت بڑھنے لگی چنانچہ

ملکہ وکٹوریہ کی وفات  
۲۱ جنوری ۱۹۰۱ء

۱۸ جنوری کو ملکہ کے فریش ہونے کی سرکاری اطلاع شائع ہوئی اس خبر کا سنست تھا کہ جرمنی کا شہنشاہ اپنی تاج پوشی کے جلسوں اور جشنوں کو موقوف کر کے سرایمہ لندن میں اپنی نانی کے بستر بیماری کے سر جانے جا پہنچا۔ ۲۱ جنوری کی شام میں برطانیہ کی ملکہ غلطی نے جسکا بستر مرگ اولاد اور اولاد کی اولاد سے گھرا ہوا تھا اقلیم آخرت کی طرف کوچ کیا، ولی عہد کا لقب ایڈرڈ ہفتم قرار پایا اور ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء کو اس کی شاہی کالندن میں جلوس بکھلا گیا۔ غریب سے غریب آدمی نے بھی ملکہ کے سوگ میں ماتمی لباس پہنا اور لوگ سو گھر مہینوں سے لندن تک راستے کے دور دیہ جنازے کی ریل گاڑی کے دیکھنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ ڈبلن کی گلیوں میں ایک دل پرائز کرنے والا واقعہ پیش آیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکہ سے اسکی رعایا کو کس قدر محبت تھی سڑک کے پیدل چلنے والوں کے راستے پر ایک بڑا اشتہار پڑ ہوا تھا جس پر بخطِ حلی "وفات ملکہ وکٹوریہ" لکھا تھا۔ ایک کمن بازاری اور چیتھڑے لگائے ہوئے لڑکے کی نظر یکا یک اس اشتہار پر جا پڑی وہ فوراً ٹھہر گیا اور اشتہار کو بنور پڑھا اسکے بوجھ چاپ ایک کلفروش لڑکی تک پہنچ کر سے ایک مینی دی اور بنفشہ کا ایک چھوٹا گلہ سہہ خریدا اور اُس کو آہستہ سے لا کر اور راہ رووں کی نظر بچا کر اشتہار کے لفظ وکٹوریہ پر رکھ دیا اور غود سرگ کیا گو یا کہ اُس نے اپنے ذہن میں ملکہ کی قبر پر پھول چڑھائے ایک نا سمجھ اور کمن لڑکے کے جوش عقیدت سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ کل تو ملکہ آجہالی سے کس قدر عقیدت رکھتی تھی۔

# باب بست و ہفتم

جمہوریت کی ترقی

ایڈورڈ ہفتم از ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۰ء

جارج پنجم از ۱۹۱۰ء

تاریخ نم۔ ۱۔ فروری ۱۹۰۱ء شاہ ایڈورڈ ہفتم نے معیت ملکہ الکزانڈرا اپنی سب سے پہلی پارلیمنٹ کا افتتاح کیا اس وقت بھی لارڈ سالسبری وزیر اعظم تھا اور دارا احوام تحت لٹینی کا خطاب ایک صدارت مشیپل فر کے ہاتھ میں تھی۔ اسی سال مارچ میں ڈیوک اور ڈچیز آف یارک نے اپنا شہر اور طویل بحری سفر برطانوی مقبوضات ماوراء البحر میں شروع کیا، اور جولائی میں اس لقب کا بادشاہ کے خطابات میں اضافہ کیا جس کے بعد ذیل کے الفاظ میں بادشاہ کے خطابات لکھے جانے لگے۔ وہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ حکومت خدا داد مملکت متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرستان و برطانوی مقبوضات ماوراء البحر، محافظہ دین (پروٹیسٹنٹ) قیصر ہند ۱۹۰۱ء۔ ۹۔ نومبر ۱۹۰۱ء کہ بادشاہ نے ڈیوک آف یارک کو خطاب ولی عہد برطانیہ سے سرفراز کیا۔

۲۴۔ جون ۱۹۰۱ء تاج پوشی کے لئے مقرر ہوئی تھی اور اس کی رسم اور

جینٹل متعلقہ بڑے ترک و احتشام سے ادا ہونے والے تھے

تاج پوشی

۹۔ اگست ۱۹۰۲ء

کہ بادشاہ دفعۃً بیمار ہوا اور اس پر ایک خطرناک آپریشن

عمل پایا، مگر نا پڑا جس کے سبب سے تاج پوشی تھی کر دی گئی

بہر حال بادشاہ کو جلد صحت ہوئی اور تاج پوشی کی رسم مکمل طور پر ۹۔ اگست کو عمل میں آئی

اس موقع پر دو مزید خطابوں کا اضافہ ہوا آرڈر آف آئیرلینڈ (ایئرلینڈ) کا خطاب

اور امپیریل سروس آرڈر (شہنشاہ کی خدمت کے بحالانے کا خطاب) پہلے خطاب

سے اب تک متعدد انگریز جن سے کارہائے نمایاں سرزد ہوئے سرفراز ہوئے ہیں اور دوسرے

خطاب کی بھی قوم کے دل میں بڑی قدر ہے تو خوشی کا مقام ہے کہ سلسلہ ۱۹۰۰ء کو شروع ہو کر زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ جنگ بور کا خاتمہ ہو گیا اور ۳۱۔ مئی ۱۹۰۲ء کو پوروں کے کل سربراہ اور شاخس اور لارڈ ڈلز اور لارڈ کچرن نے بمقام پریمر یا جہد نامہ صلح دسی ریننگ پر دستخط کر دیئے ایک دوسرا اہم معاہدہ برطانیہ عظمیٰ اور جاپان کے درمیان ۱۹ جون ۱۹۰۲ء کو طے پایا اور اس کے بعد معاہدہ جاپان اس کی تجدید بھی ہوئی ہے معاہدہ مذکور کے حسب ذیل شرائط ہیں ۳۱ جون ۱۹۰۲ء اگر معاہدہ کے ایک فریق کی کسی دوسری قوم سے لڑائی ہو تو دوسرے فریق کو غیر جانبدار رہنا ہو گا لیکن اگر ایک فریق پر دوسری دو قومیں مشترک حملہ کریں تو فریق ثانی کا فرض ہو گا کہ اپنے دوست کی زبانی نہیں بلکہ عملی اور موثر امداد کرے تو

تاج پوشی کے دوسرے سال سے شاہ ایڈورڈ نے ممالک غیر میں سیر و سیاحت کرنے اور اجانب سے رابطہ بڑھانے اور دوسرے سلاطین و اہل حکومت ایڈورڈ صلح جو کو اپنے ہاں مدعو کرنے کا خوشگوار سلسلہ قائم کر دیا جس کے باعث اُس کی یاد برسوں لوگوں کے قلوب میں باقی رہے گی جب شاہ مذکور نے اورنگ حکومت پر قدم رکھا تو یورپ کی اکثر سربراہان و اقوام کی آپس میں رقابت تھی برطانیہ کی بھی کسی سے موافقت نہ تھی جنگ کریمیا سے برطانیہ اور روس میں کشیدگی ہو گئی تھی جس کے چند وجوہ تھے روس کی ترکی سے بنتی نہ تھی اور وہ اپنا اثر افغانستان اور ایران پر ڈالنا چاہتا تھا اس کے سوا اُسے وہ اپنے کو ہند کے قریب پہنچانے کی دھن میں لگا تھا چونکہ مصر پر برطانیہ نے ایک عرصے سے قبضہ کر لیا تھا اور اُس کے اٹھنے کے کچھ آثار نہیں پائے جاتے تھے اس لئے فرانس کے تعلقات بھی برطانیہ سے ٹکرائے تھے چنانچہ ۱۸۹۸ء میں پاکستان ملتان نے نیل شمالی کی جانب فوج کشی کی لیکن جرمن کچن کی مزاحمت سے اُس کو بمقام فشنو ارجنٹاٹرا اور دونوں ملکوں کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو گئے کہ جنگ کے چھڑنے میں کچھ باقی نہ تھا اسی طرح پوروں معاہدہ فشنو ۱۸۹۸ء کی جنگ میں جرمنی کی روش برطانیہ کے ساتھ منافقانہ رہی

اور اس وجہ سے اہل برطانیہ چرموں سے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے۔ شاہ ایڈورڈ پر دستور کی پابندی لازم تھی اور اسی لئے گو اس نے برطانیہ اور دونوں غیر کے تعلقات میں دست اندازی کی مگر اس کو ظاہر نہیں ہونے دیا، اس طرح شاہ موصوف نے بہت جلد دوسرے ممالک اور اپنے ملک کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا کر دیئے۔ اپنے مختصر زمانہ حکومت میں اس نے تقریباً یورپ کے ہر ایک ملک کا سفر کیا اور واپس ممالک سے ملاقات کی۔ اکثر سلاطین اور محرموں کو اپنے یہاں لندن اور وینز میں مدعو کیا۔

سن ۱۳۰۱ء میں بادشاہ سلامت ایتالیا سے واپس ہوتے ہوئے پیرس پہنچے جہاں کے لوگوں سے انہیں پہلے ہی روابط تھے اس موقع پر فرانسیسیوں اور ان کے میر مجلس ایم۔ لوئے نے نہایت خلوص و محبت سے بادشاہ کے استقبال اور مہمانی کا حق ادا کیا۔ خود میر مجلس بازوید کی غرض سے جولائی میں انگلستان آیا اس کے چند مفتوں کے بعد فرانسیسی پارلیمنٹ کے ارکان اعیان و عوام دستباز اور ڈیوٹیز لندن وارد ہوئے اور مسٹر بیفر نے دارالعوام کے صدر کی حیثیت سے اپنی تقریر میں ظاہر کیا کہ برطانیہ عظمیٰ اور فرانس کے نہایت مخلصانہ و محبانہ تعلقات ہیں۔ بہر حال برطانیہ اور فرانس کے درمیان سن ۱۳۰۳ء اور ۱۳۰۴ء میں دو علیحدہ علیحدہ معاہدات صلح ہوئے ہیں اور یہ اتحاد قلبی اتحاد قلبی (اتحاد کار دیال) و دونوں ملکوں کے حق میں بہت مفید و

مورث ثابت ہوا ہے۔

زار روس سے بھی بادشاہ کو خاص محبت تھی اور سال بسال زار سے ملاقات کرتا تھا جب روس، فرانس اور برطانیہ نے آپس میں اتحاد و ملاقات کی بنیاد رکھی تو روسی کو رشک ہوا لیکن اس موقع پہلی شاہ ایڈورڈ کی صلح جو طبیعت اور اعلیٰ تدبیر نے جرمنی کے عدا کو بڑھتے نہیں دیا۔ اس کے سوائے شاہ موصوف نے قیصر کو کئی مرتبہ انگلستان مدعو کیا اور خود لیے اس سے مختلف مقامات پر ملتا رہا چنانچہ سن ۱۳۰۶ء میں بمقام کیل پہنچا اور ۱۳۰۸ء میں بمقام کریں برگ ملاقات کی اور پھر سن ۱۳۰۹ء میں مہلم شہر (Wilhelm shobe)

کے مقام پر اس سے ملا اور جب جرمن قوم کے دلوں پر ان دونوں بادشاہوں کی دوستی کا سکہ چھٹا تو اس وقت شاہ ایڈورڈ ملکہ الگنڈر کے ہمراہ ۱۱۹۱ء میں برلن میں تیسرے کراہمان ہوا جرمن لوگوں نے شاہی ہانوں کا بڑی سرگرمی سے استقبال کیا اور نہ صرف وہاں کی جانب سے اُن کی ضیافت ہوئی بلکہ شہروں کی مقامی حکومتوں نے بھی باری باری سے انہیں دعوت دی۔ بادشاہ کی اس

سفر پر

۱۱۹۱ء

طاقت نے دونوں قوموں کے خیالات فاسدہ کے جوش کو کم کیا اور جانبین کی محاکمات بہت کچھ رفع ہوئی اور تمام یورپ میں بادشاہ کا لقب ایڈورڈ دروغ ہو گیا اور ۱۱۹۲ء برطانیہ اور نوابادیوں کے لیے بہت منفعت کا سال بن گیا اور اُس میں اکثر مفید و ضروری امور طے پائے۔ اُن سال سٹرنچسٹر میں ایک نوابادیوں کا اتفاق وزیر نواب دیہاندن میں ایک کانفرنس منعقد کر کے نوابادیوں کے ۱۱۹۲ء تا ۱۱۹۳ء وزراء کو طلب کیا اور اُن سے امور سلطنت کے متعلق مشورہ کیا۔ اس زمانے سے قاعدہ ہو گیا ہے کہ ہر چوتھے سال وزراء

مذکور کی کانفرنس لندن میں ہوتی ہے اور اس ذریعے سے ملک آبادی اور نوابادیوں کے درمیان اتحاد قائم رہتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم ذیل کے دو واقعات ہیں۔ ۱۱۹۳ء میں نوابادیوں کے وضع قوانین کے متعلق ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا اور ایک دوسری شہنشاہی کانفرنس نے قابل ترجیح معمول مال (Preferential Tariffs) کے مسئلے پر غور کیا جس کی کارروائی یکم مئی ۱۱۹۳ء

سے شروع ہوئی۔ اس کے پہلے نوابادیوں کی ناز پروردہ اطفال کی طرح برطانیہ کے زیر عاطفت بسر ہوتی تھی لیکن اس زمانے سے وہ خود مختار ریاستیں اور حکومت برطانیہ کی یاران و فادار ہو گئی ہیں۔ آسٹریلیا کی جمہوری حکومت (کامن ویلتھ) پانچ اندرونی اور ایک بیرونی ریاستوں سے ملکر بنی ہے کوئینزلینڈ، وکٹوریہ، نیو سوٹھ ویسٹرن آسٹریلیا اور سوٹھ آسٹریلیا میں نو پہلے سے اتحاد تھا لیکن بمقام سڈنی ۱۱۹۱ء میں تسمانیہ کی ریاست بھی شامل ہو گئی دیکھو صفحہ ۵۳۱ لیکن نیوزیلینڈ اس اقلوے نیوزیلینڈ کا قیام اتحاد میں شریک نہیں تھا، حکومت برطانیہ نے مناسب غرض مئی ۱۱۹۲ء سمجھا کہ ملک مذکور کو ایک جدا گانہ مملکت قرار دیکر کنفیڈر اٹے



نامہ اس کی شان و عظمت بڑھائی جائے اس بنا پر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو قلمرو نیوز پیپر کا قیام ہوا۔ ۱۱ جولائی ۱۹۰۲ء کو لارڈ سائرس نے حفظ صحت کے خیال سے استعفا پیش کیا اور ۲۲ اگست ۱۹۰۳ء کو وفات پائی چونکہ لارڈ موصوف کے بھانجے مسٹر پیلگر کا صدر روار الوہا کی حیثیت سے ایک عرصے سے قوم پر اثر تھا، اسلئے اپنے ماموں کے مستحق ہونے پر دوسری وزیر عظم

منتخب ہوا۔ اسی سال نومبر میں وزیر نوآبادی جمہوریتین نے جنوبی افریقہ کا دورہ کیا اور وہاں کے حالات دریافت ہونے سے انھیں اس امر کا یقین ہو گیا کہ نوآبادیوں کی تجارت کو ترجیح دینا ملک آبائی کا فتنہ ہے اور جس مال کی ممالک غیر سے برطانیہ میں درآمد ہوتی ہے اس پر نوآبادیوں کے مال کی حمایت کے لئے محصول کا عائد ہونا لازم ہے۔

جب کاڈن اور برائٹ کی کوششوں نے ۱۹۰۶ء میں قوانین غلہ کو منسوخ کر دیا تو انگریزوں کو امید تھی کہ برطانیہ کی تقبیل میں دوسرے ممالک اپنے یہاں بھی آزاد تجارت، قائم کریں گے اور مال تجارت سے جو کچھ محصول لیا جائیگا اس کی غرض صرف مالیہ ملک ہوگی۔ لیکن توقع مذکور کے برعکس دولت غیر نے در طریقہ حمایت، کو اختیار کیا حتیٰ کہ برطانوی

نوآبادیوں نے بھی اپنے یہاں "حمایت" پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں صرف برطانیہ ایسا ملک ہے جہاں مال غیر کی درآمد پر محصول نہیں لگایا جاتا اور ممالک غیر برطانوی اشیائے تجارت پر جو ان ملکوں کو روانہ ہوتی ہیں محصول عائد کرتے ہیں۔ جمہوریتین نے ۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو بمقام برٹشکم اپنی تقریر میں بیان کیا کہ اگر برطانیہ اپنی نوآبادیوں کے مال درآمد پر بہ نسبت مال غیر کی درآمد کے کم محصول لگائے تو ریاست ہائے متحدہ میں نوآبادیوں کی تجارت کو ترجیح ہوگی نیز اس دلیئے سے سلطنت برطانیہ کا شیرازہ زیادہ مستحکم رہیگا اور جو محصول کہ غیر ملکوں میں برطانوی مال پر عائد ہوتا ہے اس کی تلافی ہو جائیگی اس اصلاح کی خوبیاں لوگوں کو سمجھائے اور ملک میں دورہ کرنے کی غرض سے اس نے ۱۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کو وزارت کی خدمت سے استعفا دے دیا کیونکہ وزیر رہ کراچ الفوفت قوانین کے خلاف ایسی

کوشش کرنا حکومت کی پریشانی کا باعث ہوتا تو  
 سیلف کو خیال ہوا کہ چونکہ ملک ایک اچانک تغیر کی تائید کرنے پر آمادہ نہیں  
 ہے اس لیے زیادہ آزادی و تفصیل سے بحث کر کے آزاد تجارت کی موقوفی پر  
 اس کو آمادہ کرنا چاہیے۔ اس بنا پر انھوں نے ۱۰ دسمبر کو ”جزیرہ کی آزاد تجارت“  
 ”جزیرہ کی آزاد تجارت“ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا اور اس میں دلائل و  
 براہین سے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ  
 جن ممالک غیر نے برطانوی مال پر محصول لگا کر برطانوی تجارت

کو اپنے یہاں آنے سے روکا ہے اس کا استیصال ضروری ہے۔ نیز اس امر پر بھی  
 زور دیا کہ جن ملکوں میں مصنوعات کی حمایت و سرپرستی ہوتی ہے اگر خود وہاں کی  
 سودا بازی ہو تو وہاں کے آجرواچیر و مزدور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں  
 رہتے اور نہ ان کا مالی نقصان ہوتا ہے اس لیے کہ ان کے مال یا مصنوعات  
 میں جو زیادتی ہوتی ہے اس کو وہ نہایت آسانی سے آزاد تجارت والے ملک میں ہر  
 وقت فروخت کر سکتے ہیں لیکن موخر اندک ملک کے مصنوعات اور کاریگروں کو  
 اپنی مصنوعات دوسرے ملکوں میں رونا کر کے اس طرح موقع نہیں ملتا کیونکہ  
 وہاں تجارت کی آزادی نہیں ہے صاحب موصوف کی تیسری بحث یہ تھی کہ ایک ملک  
 جو مال درآمد پر محصول نہیں لگاتا دوسرے ملک سے جس کے پاس مال مذکور پر  
 محصول عائد ہوتا ہو آزادانہ تجارت نہیں کر سکتا۔ صرف ایک شکل سے تجارت  
 آزاد رہ سکتی ہے وہ یہ کہ جس طرح دوسری قومیں انگریزی مال پر محصول لگات ہیں  
 اسی طرح انگریز بھی پر دیسی مال پر محصول لگائے اسے تجارت اور صنعت گروں  
 کا بدلہ لیں۔ جب تک اہل برطانیہ اس مشورے پر عمل نہیں کرتے ممالک غیر میں  
 برطانوی مال پر محصول لگانے میں کمی نہ ہوگی تو

یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ ہے۔ اکثر سربراہان مہران مالیات نے  
 اتحاد پسند فرقہ میں  
 چیمبرلین اور سیلفر کی رائے سے اختلاف کیا جس کا نتیجہ یہ  
 ہوا کہ جمیٹ پسندوں کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور کینٹ  
 ٹوٹ گئی جس میں مذکور کا میر مجلس ڈوچر آف ڈیون شاہ

لارڈ جارج ہیملٹن وزیر ہند، مسٹر ریشی وزیر مالیات اور اکثر نے استعفا دیدیا اور بعضوں نے جن میں مسٹر وائٹن چوہل بھی شریک تھے فریق مقابل کا ساتھ دیا۔ ۱۹۰۳ء کے اختتام پر لارڈ کرزن نے جو ان دنوں ہند کا وائسرائے تھا

ایک بہت ہی فزوری سیاسی وفد ملک بہت کوروانہ کیا وجہ یہ تھی کہ اُس وقت تبت کی ہم کی مدد و حمایت سے زائل کرنا چاہتا تھا اور جو کچھ حمایت کر اسکو روس کی حکومت سے ملی تھی اُنہیں کے زعم میں اُس نے

ایک تجارتی معاہدے کی تعمیل کرنے سے جو ۱۸۹۱ء میں ہند اور تبت کے درمیان قرار پایا تھا انکار کر دیا۔ اور جب اُس کے متعلق وائسرائے کے مراسلات اُس کو پہنچے تو اُس نے ان کے پڑھنے تک کی تکلیف گوارا نہیں کی بلکہ چاک کر نیکیے بغیر انکو واپس کر دیا۔ برطانیہ کی سلطوت و شان کی بقا کی غرض سے لارڈ کرزن نے حکومت مرکزی سے اجازت لیکر کرنل بینگ ہسبنڈ کی سرکردگی میں ایک فوجی ہم تبت کوروانہ کی کہ وہ حکومت مذکور کو عذر خواہی پر مجبور کر سکے۔ دس مہینے تک اس طرح لشکر کشی ہوتی رہی اور انگریزی فوجوں کا لاماکے لوگوں نے خوب مقابلہ کیا لیکن جب تدبیر سے حملہ کیا گیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی تو ایک انگریزی لشکر کو پائے تبت لاسا کے اندر داخل ہوئے میں کامیابی ہوئی تاریخ میں یہ پہلی مثال ہے کہ کوئی غیر قوم اور غیر مذہب والے لوگ شہر مذکور میں داخل ہوئے ہوں۔ دلائی لاما تو منگولیا کی طرف فرار ہو گیا لیکن حکومت ہند کے ساتھ ٹیشو لاما سونگور نے جس کو فوجی عہدے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ ۱۹۰۴ء کو صلح کی اور پھر چین کی صدارت تبت میں قائم ہو گئی۔

۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء میں دو قابل قدر مسودات قانون کی منظوری صادر ہوئی۔ ان میں سے پہلے مسودے کے بانی بیلفر صاحب ہیں دوسرے نیپس فزوں تھے ابتدا میں مدراس میں جو اس قسم کی اچھی اور بکار آمد تسلیم جیسی کہ مجلس مدراس کے ماتحت مدرسوں میں ہوتی تھی نہیں دیکھا جاتا تھی اور ان کو ان کے حصے کے موافق سرکاری

قانون تعلیم  
۱۹۰۲ء

امداد بھی نہیں پہنچی تھی اس لیے ان مدرسوں کو امداد پہنچانے کی غرض سے صاحب موصوف نے سودہ مذکور کو پیش کیا اور بعد منظورۃ قانون تعلیم بابت ۱۹۰۲ء کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس قانون کے زیر اثر مدارس متذکرہ سرکاری امداد پانے کے مجاز ہوئے اور انڈیا کی تعلیم کا انتظام مجلس مدارس سے منتقل ہو کر مجلس تعلیمات کے سپرد ہوا اور اُس کی مجلسی پر ایک وزیر کا تقرر ہوتا ہے۔

اس قانون سے بھی زیادہ اہم ایک دوسرا سودہ جس کو وٹھم صاحب نے پیش کیا تھا آئر لینڈ کے کسانوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ۱۹۰۲ء میں منظور ہوا۔ اس کا نام قانون اراضی انگلستان بابت ۱۹۰۴ء کے نام سے اجرا ہوا۔ اُس کی رو سے اگر کسان کو اپنی مقبوضہ زمین خریدنی منظور ہو تو اُسے سرکار سے امداد لیکر مالک اراضی کو سالانہ کچھ

رقم ادا کرنی پڑتی ہے اور یہ روپیہ اُس زمیندار کی برابری کے برابر ہوتا ہے جس کو وہ سابق میں سال بسال ادا کرتا تھا اس طرح ۶۸ سال میں زمین کسان کی ملک ہو جاتی ہے کسانوں کے حق میں قانون مذکور سے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے اور اب آئر لینڈ کے چھوٹے چھوٹے زمینداروں (فری ہولڈرز) کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس قانون کے اجراء کے ایک سال پہلے اور اس کے لفظانے کے ایک سال بعد بادشاہ اور ملکہ نے آئر لینڈ کا سفر کیا۔

جولائی ۱۹۰۰ء میں آرنلڈ فارشر صاحب نے اصلاح فوج کی تحریک پیش اصلاحات افواج کی بوروں کی جنگ نے قوم کی آنکھوں پر سے جو غفلت بڑی و بھری ۱۹۰۰ء کا پروہ اٹھا دیا تھا اس لیے فوج میں تنظیم جدید کی سخت ضرورت تھی۔ اس نئی تجویز کی رو سے عارضی و غیر سرکاری

سپاہی کی تنخواہ میں اضافہ ہوا۔ سپہ سالار اعظم کا عہدہ منسوخ ہو کر اس کی جگہ ایک مجلس فوجی کا قیام ہوا جس کا ممبر مجلس وزیر جنگ ہوتا ہے۔ فوجی رضا کاروں کے بجائے مقامی مستقل سپاہ رکھنے کا مشورہ دیا گیا تھا لیکن منظور نہیں ہوا۔ بحریہ میں بھی سر جان فشر کے فریڈ سے بہت بڑی تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ اکثر کہنے جہاز تلف کر دیئے گئے اور ہر سال چار جدید موڈرن ٹائٹ، کی طرز کے جنگی جہاز تعمیر

کرنے کی منظوری دی گئی۔ اور اُن کے متعلق نقشہ و موازنہ پیش کرنے کا حکم صادر ہوا۔  
 صلح نامہ انگلستان و جاپان کو ملے پا کر دو سال گزرے تھے کہ ۱۸۹۳ء فروری ۱۹ء  
 جنگ روس و جاپان کو یورپ کے امن میں روس و جاپان کی لڑائی کے سبب سے  
 بھرپور واقع ہوا۔ اس جنگ نے ڈھائی سال طول کھینچا اور  
 لاکھوں جانوں کا اتلاف ہوا۔ خیر گزری کہ جنگ مذکور کے پہلے

ہی جاپان اور برطانیہ میں عہد نامہ صلح لے پا چکا تھا۔ (دیکھو صفحہ ۵۳۷) اور اس صلح  
 کا دوسرا عہد نامہ روس و فرانس نے آپس میں کیا تھا ورنہ ان دونوں حکومتوں  
 کو بھی لڑائی میں شریک ہونا پڑتا۔ یورپ کی لڑائیوں میں یہ پہلا موقع تھا کہ جنگ  
 انہی دو طاقتوں میں محدود رہی کسی تیسری قوم کے شریک ہونے کی نوبت نہیں آئی۔  
 اور ان جنگ میں بعض ایسے اسباب بھی ہوئے جس کے سبب سے یورپ کی کوئی  
 دوسری قوم جبراً کسی ایک فریق کا ساتھ دیتی؛ اس پر بھی اس جنگ میں اقوام یورپ  
 نے غیر جانب داری کی خوب پابندی کی چنانچہ بحر شمالی کے روسی جہازوں کے بیڑے نے  
 انگریز اہی گیروں کی کشتیوں پر جاپان کی مار پیٹ ڈکشتیاں خیال کر کے گولے چلائے  
 اور غرق کر دیا۔ اگرچہ ابتدا میں روسیوں کی اس حرکت سے انگریز صفت برہم ہوئے  
 لیکن چند روز میں طال رفع ہو گیا اور حادثہ مذکور کا کوئی بڑا نتیجہ نہیں ہونے پایا۔  
 جنگ کی مجلس نمائندہ میں معاملہ رجوع کیا گیا اور مجلس مذکور کے تصفیہ کے مطابق  
 روس نے برطانیہ کو ۶۵۰۰۰ پونڈ تادان ادا کیا۔ روس کے حق میں اس جنگ

کا نتیجہ نہایت بڑا ثابت ہوا اور جاپان کی فتح عظیم نے کل دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔  
 ۱۹۰۶ء میں جبکہ امیر البحر روڈ وینس کی کانفرنس میں روسی جنگی جہازوں کے بیڑے کو  
 جاپانی بیڑے نے جس کا امیر البحر کوگو تھا جاہ و غارت کر دیا تو جنگ کا خاتمہ ہوا۔  
 ۱۸ ستمبر میں بمقام امریکہ فریقین میں عہد نامہ صلح مرتب ہوا کہ

لارڈ کزرن نے جو نہایت مسعدی اور اعلیٰ درجے کی مذہبی سے ۱۸۹۹ء  
 سے ہند کی گورنر جنرل انجام دے رہا تھا ۱۹۰۴ء میں انتظام ملک میں ایک اہم تعمیر  
 جس کے سبب سے ہند میں سخت پچھینی پھیل گئی۔ اس میں  
 شک نہیں کہ صوبہ بنگالہ تو کثرت آبادی اور وسعت رقبہ

کے باعث و حصوں میں تقسیم کرنے کی سخت ضرورت تھی اور جب تک ایسا نہ کیا جاتا انتظام میں سہولت پیدا نہ ہوتی، اس بنا پر لارڈ کرزن نے مشرقی بنگالہ کو صوبہ آسام میں شامل کر دیا۔ مگر اس تجویز سے ہندوؤں کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ لارڈ کرزن کے بعد جب لارڈ ٹنٹو کے ہاتھ میں تمام حکومت آئی تو اس کو اپنے عہد کے پانچ سال میں بڑی بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس زمانے میں ہندوستان میں باغی نہ جلسوں کی کثرت تھی، اکثر یورپین لوگوں کا خون بہا یا گیا لیکن ۱۹۰۵ء میں جب لارڈ مارلے وزارت ہند سے سرفراز ہوا تو اُس نے وزیر ہند کی کونسل میں دو ہندی ویسی رکن اور وائسرائے کی کونسل میں ایک ہندی ممبر کے شریک ہونے کو لازم کر دیا اس عمل سے ہندیوں کی آتش متافرت بہت کچھ دھیمی پر لگئی۔

چونکہ ۱۹۰۵ء کے موسم خزاں میں سلسلہ محمولات پر فرقہ جمعیت ہند کے دو حصے ہو جانے سے وہ کمزور ہو گیا تھا اس لیے بیلوفر صاحب نومبر ۱۹۰۵ء میں کیمبل بیرمین صاحب اور پراچم کی خدمت سے مستعفی ہو گئے، اُنکی جگہ سرنہری کیمبل بیرمین دسمبر ۱۹۰۵ء کے وزیر اعظم ہو جانے پر ایک جدید کیبنٹ ترتیب دی گئی اور سٹر

ایسکوٹھ وزیر مال کی حیثیت سے اُس کے رکن مقرر ہوئے۔ ۸۔ جنوری کو بادشاہ کے یہاں سے پارلیمنٹ ہرغاست کیلے جانے کا حکم پہنچا اور ۱۱۔ جنوری ۱۹۰۶ء کو نئے انتخابات شروع ہوئے۔

اس انتخاب عام کے پہلے، ملک کا خیال تھا کہ اگرچہ جدت پسندوں کی کثرت ہوگی لیکن جمعیت پسندوں کو نہ کامل شکست ہوگی اور نہ اُن کا فرقہ بالکل ٹوٹ جائیگا۔ مگر انتخاب مذکور کے خلاف توقع نتائج نے لوگوں کو سراسیمہ کر دیا۔ گوچمبیر لین صاحب کی نیابت پر سنگھم باقی رہی لیکن بیلوفر صاحب نے اپنی پنجسٹر کی نیابت کھودی صرف ۱۵۸ جمعیت پسند نائبین کا یہ مقابلہ ۳۸۴ جدت پسند، ۸۴ قوم پرست اور ۱۱۸ مزدوروں کے نائبین کا انتخاب ہوا اس طرح ان تین فرقوں کے نائبین کو مل کر دارالعوام میں ان فرقوں کے ارکان کی اہمیت پسندوں کے ارکان پر ۳۵۴ اشخاص

کی پیشی ہوئی۔ انتخاب مذکور میں ایک نئی بات یہ بھی پیدا ہوئی کہ پہلے پہل ایک اچھی تعداد میں مزدوروں کے نائب مجلس مذکور میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد سے جب نیا انتخاب ہوتا ہے اُس میں مزدوروں کے نائبوں کی تعداد تدریجاً بڑھتی جاتی ہے۔ اُن لوگوں نے اپنے کو پارلیمنٹ میں نہایت مفید اور پابند قانون ثابت کیا ہے۔ اُن کے سوائے دارالعوام میں ایک دوسری قسم کے مزدوران کے نائب بھی داخل ہوتے ہیں جو اشتراکی ہیں اور اپنا لقب دو فرقہ مزدوروں آزاد رکھا ہے اس میں کلام نہیں کہ اس دوسرے فرقے نے بعض بعض وقت مجلس مذکور کو بہت تنگ کیا اور تکلیف پہنچائی ہے۔

مختلف اسباب کی بنا پر سابقہ حکومت یک تخت بدل دی گئی۔ مثالی انگلستان کے رائے دیئے والوں کو حمایت تجارت کی تدبیروں کے خلاف خوف دلا گیا اتحاد پسندوں کی شکست اٹھنا اور ان لوگوں کا مخالف ہونا بجا نہ تھا۔ مزدور پیشہ لوگوں کے اسباب۔ ۱۹۰۶ء کو شرح اجرت بڑھانے اور اپنی حالت کے درست کرنے کی دھن تھی اس کے سوائے ان لوگوں نے دیکھ دیا تھا کہ

بے روزگار مزدوروں اور کاریگروں کے جلسوں کا پہلی حکومت میں کوئی مفید مطلب نتیجہ نہ نکلا۔ بورروں کی جنگ کے سبب سے بھی لوگ حکومت سابقہ سے بدظن ہو گئے تھے۔ افریقہ کی کانوں میں چینی مزدوروں سے کام لیا جاتا تھا اور اُن سے کم اجرت دینے کا معاہدہ کر کے کام لینے والے انگوشت معینہ کے لئے افریقہ بھیجے جاتے تھے۔ انگریزی اور دوسرے یورپین مزدوروں کو جو زیادہ اجرت مانگتے تھے افریقہ میں کام نہیں ملتا تھا۔ عرض ان چینی مزدوروں کی وجہ سے بھی برطانیہ کے لوگ جمعیت پسندوں کی حکومت سے ناراض تھے۔ جدت پسند اور مزدوروں کے فرقے کے ارکان ساہا سال سے کوشش کر رہے تھے کہ پارلیمنٹ میں اُن کے فرقوں کے ارکان کی کثرت ہو اس لئے ان لوگوں نے دو چینی غلاموں کے مسئلے کو خوب رنگ دیکر مختلف حلقہ جات انتخاب میں بیان اور رائے دینے والوں کو اپنا ہمدرد بنایا۔ اُن کے سوائے خود قوم پرستوں کا فرقہ اس امید سے کہ اگر جدت پسند ارکان برسر حکومت ہوں تو آئرلینڈ کو ہوم رول مل جائیگا جدت پسندوں کی کثرت کے لئے انگلستان اور آئرلینڈ کے حلقوں

میں اپنا پورا زور لگا رہا تھا کہ

جب بادشاہ نے ۱۹ فروری کو جدید پارلیمنٹ کا افتتاح کیا تو لوگوں نے ستمبر میں  
کیمبل منیر میں اور ایسکویتھ صاحب کو بدستور وزیر اعظم اور وزیر مال کے عہدوں پر پایا  
افتتاح پارلیمنٹ لیکن بیلفر صاحب کی جگہ خالی نظر آئی۔ اس وقت ایک شخص سٹر  
۱۹ فروری ۱۹۰۶ء آبن گینز صاحب موصوف کو پارلیمنٹ میں جگہ دینے کے لئے خود  
مستعفی ہوا یہ لندن کے رائے دینے والوں نے کثرت آرا کے

ساتھ صاحب موصوف کا لندن کی نیابت کے لئے ۱۴ فروری کو انتخاب کیا اور ۱۴ مارچ  
کو سٹر بیلفر نے فرقہ مقابل کے صدر کی حیثیت سے دارالعوام میں اپنی نشست پر  
اجلاس کیا کہ

۱۹۰۶ء کا زیادہ تر زمانہ وطن اور افریقہ کے امور کی اصلاح کرنے میں بسر ہوا۔  
سب سے پہلا کام حکومت جدید کا جنوبی افریقہ کے ہائی کمشنر لارڈ سیل بورن کے نام  
جنوبی افریقہ کا اتحاد ۱۹۰۶ء اس مسئلہ جاری کرنا تھا کہ ٹرانسوال میں چینی مزدوروں کی آمد کو روکی  
جائے، اس مسئلے کی تعمیل میں تین تاخیر نہیں ہوئی لیکن جو چینی لوگ  
وہاں پہلے سے موجود تھے ان کو بتدریج واپس کیا گیا۔ اس کے

بعد حکومت نے ایک اور جرات کا کام کیا، ماہ نومبر میں ٹرانسوال اور ٹوآبادی دیہاتے  
آئرنج کو خود اختیاری حکومت دے دی اور اس کا نتیجہ بہت ہی اچھا ثابت ہوا۔ جرنیل بوٹھا  
نے افریقہ کے انتظام میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کی اور اپنے گورنر طانیہ کا حقیقی فرخوار  
و دوست با وفا ثابت کر دکھایا۔ اس کے بعد تین سال تک اس امید اور نیشال کی  
نوآبادیوں کو بتدریج خود اختیاری حکومت کی جانب توجہ دلائی اور آماوہ کرناٹھا بالآخر  
یہ دونوں ملک بھی پہلے دو ملکوں کے اتحاد میں شریک ہونے پر راضی ہو گئے اور  
۳۱ مئی ۱۹۰۶ء کو حکومت متحدہ افریقہ جنوبی کا مرکزی حکومت کی جانب سے اعلان ہوا  
اور بوٹھا وہاں کا پہلا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اسی سال ۱۱ اکتوبر کو افریقہ کے سفر کے لئے  
ڈیوک اور ڈچز آف کنٹ روانہ ہوئے اور ڈیوک نے اتحاد مذکور کی پہلی پارلیمنٹ  
کی رسم افتتاح ۳ نومبر ۱۹۰۶ء کو ادا کی کہ

جدید شہنشاہی پارلیمنٹ سے متحد و مفید قوانین کا تھوڑی مدت میں یکے بعد دیگرے



اجرائی قوانین

۱۹۰۶ء

اجرا ہوا۔ منجہ ان کے قوانین ذیل سے واقف ہونا ضرور ہے :-  
 دو قانون اجاب "اُس کے ذریعے سے ایسے غیر ملکیوں کا آنا جن کا ملک میں رہنا نامناسب معلوم ہو روک دیا جاسکتا ہے۔" قانون  
 مراعاتِ مقدمات فوجداری، اگر کسی ملزم کو عدالتِ ماتحت کے فیصلے سے ناراضی ہو تو وہ اس  
 قانون کی رو سے عدالتِ بالا میں مراجعہ کر سکتا ہے۔ "قانونِ امین سرکاری، اس کے  
 زیر اثر ہر ایک شخص بذریعہ وصیت و سرکاری امین کو اپنے مرنے کے بعد اپنی جائداد  
 کا تہم بنا سکتا ہے۔ دو قانونِ اراضی و قطعاتِ برائے انگلستان، اس قانون نے  
 کس فوٹ کے لئے اپنی اپنی مقبوضہ اراضی کے مالک ہو جانے میں بہت آسانیاں پیدا  
 کر دیں۔ دو توسیعِ قانونِ مزدور اں بابت ۱۸۷۴ء سے پہلے مرتبہ طاغی ملازم کو حاد ثمر کی  
 بنا پر اپنے آقا سے تاوان پانے کا مجاز کیا ہے۔ ان کل قوانین کا اجرا ایک ہی سال  
 یعنی ۱۸۶۹ء میں ہوا لیکن افسوس ہے کہ اسکی کے سبب سے آخری قانون کا  
 خلاف توقع برقیہ نکلا اگر ملازمین کی بے ایمانی کے سبب سے غلطہ دعوے پیش ہوتے ہیں  
 جس کی وجہ سے عدالتوں کا کام بڑھ گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ دو قانونِ نزاعاتِ کاریگراں کے وضع کرنے میں جس کا  
 اجرا دسمبر ۱۸۶۷ء میں ہوا انصاف سے کام نہیں لیا گیا اس لئے کہ اس قانون  
 نے انجمنہائے کاریگراں کو ملک کے عام قانون کے توڑنے کی اجازت دی ہے  
 اور اس طرح ایک طبقہ آبادی کو موافقہ قانونی سے بری کیا ہے، سب سے زیادہ  
 حیرت اس بات سے ہوتی ہے کہ جن افعال کو عدالتوں نے ٹیف ویل (Taff vale)  
 کے مقدمے میں خلاف قانون قرار دیا تھا ان کو اس قانون نے جائز ٹھہرایا ہے اس  
 قانون کا ثبوت یہ ہے کہ عام باشندوں کے جو افعال و حرکات عدالتوں کے  
 نزدیک ناجائز ثابت ہوں اگر کوئی انجمن کاریگراں انکار و تکاب کرے تو اُس کے  
 خلاف کسی قسم کی باز پرس نہیں ہو سکتی ہو

لیکن ایک دوسرا مسودہ جس کی مخالفت پر تمام ملک اٹھ کھڑا ہوا وہ نیا  
 مسودہ قانونِ تعلیم مسودہ قانونِ تعلیم تھا، اس کا مقصد دوسرے طبقوں کے  
 کالونی ہونا۔ ۱۹۰۶ء مدرسوں کیلئے سرکاری امداد کا بند کرنا تھا۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ

اگر یہ مسودہ قانون بنجا تا تو نہ صرف روس کیتھولک بلکہ مذہب معینہ کے مدرسوں کے حق میں بھی نا انصافی ہوتی۔ تمام ملک میں اس مسودہ کی تائید اور نیز مخالفت میں بڑے بڑے جلسے ہوئے۔ روس کیتھولک اور چرچ والوں کے سرگرمیوں نے اپنے اپنے جگہ کو تلقین کی کہ تعلیم دین کے معاملے میں آزادی حاصل کرنی چاہئے اور ہر شاعر کے مزدوروں کا ایک جم غیر انگلستان کے شمال سے البرٹ ہاں میں آزادی تعلیم مذہبی کے متعلق جلد منعقد کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس پر بھی مسودہ مذکور دارالعوام میں منظور ہو گیا لیکن جب دارالامرا کی منظوری کے لیے بھیجا گیا تو اس مجلس کے ارکان نے اس کثرت سے اُس میں ترمیمات کی ضرورت بتلائی کہ دارالعوام کے حریت پسند ممبروں نے جو اس کے بانی تھے اُمرا کے اس مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے یہ مسودہ ہی ملتوی ہو گیا۔

لندن کونٹری کونسل رضیع لندن کی مجلس انظامی کے انتخابات میں ۱۹۰۶ء مصلحین بلدیہ کا عروج فرقہ ترقی پسند کو جس کے اکثر ارکان اشتراکیوں کے سے طیالات رکھتے تھے بمقابلہ فرقہ اعتدال پسند شکست ہوئی۔ فرقہ ثانی کا ۱۹۰۶ء دوسرا نام مصلحین بلدیہ بھی تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں وعدہ دیا تھا کہ بلدیہ کی حکومت ملنے کے بعد انتظام شہر پر نہایت کفایت شعاری سے روپیہ صرف کرینگے بہر حال فرقہ مذکور کو غلبہ حاصل رہا اور اس وقت سے اسی فرقہ کے ہاتھ میں بلدیہ کی حکومت ہے۔

۱۹۰۶ء میں برطانیہ کی افواج بری میں نئی نئی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ اکثر باقاعدہ فوجیں تخفیف کر دی گئیں اور سٹر بالین نے جواب لارڈ ہالڈین ہو گیا ہے فوج کے متعلق ایک مقامی فوجیں مسودہ قانون پیش کیا جو بعد منظوری قانون فوج کے نام سے جاری ہو گیا۔ کوئی نیا مسودہ نہیں تھا بلکہ سٹر بالین نے ۱۹۰۶ء مسودہ قانون کم و بیشی کے ساتھ دوبارہ پیش ہوا۔ اس کے

وزیر سے افواج رولیف و زمکااراں کی موتونی ہو کر مقامی فوجیں (Territorial Forces) کا قیام ہوا، ایک مستحفظ فوج بنائی گئی اور افسروں کی تعلیم کے لئے ایک رسالہ قائم کیا۔ اس جدید انتظام کی کامیابی و ناکامی کے متعلق ابھی اسے قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔

لارڈ برٹس کی رائے ہے کہ برطانیہ کی باقاعدہ اور مستحفظ فوجیں نہایت کمزور و بیکار ہیں اس بنا پر قوم کے سربراہوں کو اس کی غلطی سے آگاہ کرنا نہ نہیں  
دست ۱۹۱۳ء اور افواج مذکورہ کو مستعد و بکار آند بنانے کی فکر میں ہیں چونکہ اس زمانے کی لڑائیوں میں ایروپلین اور ہوائی جہاز کام میں لائے جا رہے ہیں اور ان کا انتقال فوجی ہوائی جہازات سے ہوتا رہا ہے اس لئے ایک حکم کے زیر اثر ۲۸ نومبر ۱۹۱۳ء کو ایک ہوائی پٹن کا تقرر ہو کر مقام فارن برو کارخانہ و دیگر ٹیپ رہ

کی رسم افتتاح عمل میں آئی۔ ہوائی پٹن کے افسروں نے فضا میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اور ہر ایک سمت ہوائی جہازوں اور ایروپلینوں کے ذریعے سے نہایت قابل ستائش پرواز کی جو

خوشی کا مقام ہے کہ برطانوی نوآبادیوں کو بھی تحفظ سلطنت کی فکر ہے نوآبادیوں کی افواج اور آلات حفاظت کے مہیا کرنے میں وہ نہایت فراخ دل ہے روپیہ صرف کرنا چاہتی ہیں اس کے متعلق جولائی ۱۹۰۹ء میں لندن میں ایک کانفرنس منعقد ہو کر امرٹے پایا کہ سلطنت برطانیہ

کے کل ملکوں کی افواج بری کی مستعدی و قوت ایک ہی معیار کی ہونی چاہئے تاکہ بوقت ضرورت مختلف مقامات کی بری فوجوں کے ملانے سے فوراً ایک شہنشاہی فوج بن سکے دشمنوں کے بحری حملوں سے اپنے کو محفوظ رکھنے کے لیے اسٹریٹیا نے اپنے لیے ایک خاص جنگی جہازوں کا بیڑہ بنانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ نیوزیلینڈ کا انتشار ہے کہ جب ضرورت ہو اس وقت جنگی جہازوں کی ساخت کے لیے رقم علیحدہ کرنی اور صرف کرنی چاہئے۔ کینیڈا نے اس کے متعلق ابھی کچھ طے نہیں کیا، معلوم نہیں کہ کیا تہذیب اختیار کی جائیگی؟

۵۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو سر مہرزی کمبل نے برٹن وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ ہوا اور ۲۲۔ اپریل کو اس کا انتقال ہو گیا اور جیکینٹ کہ اس کے بعد مرتب ہوئی اس میں سٹر اسکوٹیج ایکوٹیج کا وزیر اعظم قرار دیا اور سٹر لائیڈ ہالچ وزیر مال کی حیثیت سے شریک ہوئے ہونا۔ ۱۹۰۸ء سٹر اسکوٹیج نے پہلے ہی سے مصارف مملکت کا سالانہ موازنہ تیار کر لیا تھا جس میں انھوں نے وظائف پیرائے سال کی اسکیم بھی

شامل کر دی۔ اگرچہ اس نئی تجویز کے متعلق بحثیں ہوئیں لیکن عوام اور اُمرا کی دونوں مجلسوں نے بہت جلد اس کو منظور کر لیا۔ اس قانون کے زیر اثر برطانیہ میں ہر ایک شخص مرد و عطف پیرانہ سال | ہو کہ عورت جس کی عمر ستر سال سے متجاوز ہو اور جس کی سالانہ آمدنی ۱۰ شلنگ ۳ پونڈ سے زیادہ نہ ہو سرکار سے فی ہفتہ رآمدنی ۱۹۰۸ء ہفتہ وار کی کم و بیشی کے لحاظ سے، ایک سے پانچ شلنگ تک

وکیلہ پانے کا مستحق قرار پایا ہے۔

۱۹۰۸ء کے خاتمے پر قانون و حمایت اطفال ۱۸ اور کان کنی کے لئے آٹھ کان کنی کے لئے آٹھ گھنٹے | گھنٹے والے قانون کا اجرا ہوا لیکن اس دوسرے قانون سے کان کنوں والا قانون جنوری ۱۹۰۹ء کی بی بیوں کیلئے عکلیف خانہ وار کی سی قدر بڑھ گئی ہے کان کنی تو چوبیس گھنٹے ہوتی رہتی ہے، قانون بننے کے پہلے دن کے دو حصوں میں تقسیم ہو کر مزدوروں کو بارہ بارہ گھنٹے کام کرنا پڑتا تھا لیکن قانون متذکرہ کے بعد سے رات دن کے پوچیس گھنٹوں کی تین حصوں میں تقسیم ہوئی ہے اور ہر ایک مزدور کو آٹھ ساعت کام کرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی باپ اور اُمس کے چند لڑکے ایک ہی کان میں مزدوری کرتے ہوں تو ان کو کھانے کے لئے اپنے گھر باوقات مختلف جانا ہوتا ہے جس کے سبب سے اس مزدور کی زود جو کو کھانے پکانے میں محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔

اسی سال ایک جدید قسم کے رضا کاروں کے متعلق متحرک ہوئی جو قوم کے بچوں اور نوجوانوں کی فوجی تربیت میں نہایت مفید و قابل قدر ثابت ہو رہی ہے۔ میفلنگ کے محاصرے کے زمانے میں جرنیل ہندن پاؤل نے بائے اسکوشس اطفال بائے اسکوشس | رضا کار جرنل کو فوج جنگ کی سرسری مشق کرائی جاتی ہے، کی ایک فوج تیار کی تھی زمانہ جنگ میں ان لڑکوں سے محصورین کو بہت مدد ملی اور یہ طریقہ نہایت کارآمد ثابت ہوا۔ جب جرنیل مذکور

۱۹۰۸ء میں بنگالستان واپس ہوا تو اُس نے برطانوی لڑکوں کو بھی بائے اسکوشس بننے کی ترغیب دی تاکہ انگریزوں کے لڑکے اپنے ملک کے حق میں مفید ثابت ہوں اور وقت ضرورت کام آئیں۔ اگرچہ برطانیہ میں ۱۸۸۳ء سے مختلف مذہبی فرقوں کے پاس لڑکوں کی فوجیں (Lad's Brigade) جو دتھیں اور ان کا کام بھی اچھا تھا لیکن ان کی جملہ

کارگزاری مذہب کی حد تک تھی اس لیے اس دوسری تجویز کی ضرورت پیدا ہوئی اور اس کا تلفیق بنیوی اسور سے ہے۔ جرنیل بیڈن پاول نے نوجوان افسروں کو سمجھایا کہ ہر ایک نوجوان چند لڑکوں کو جمع کر کے ان کا ایک حلقہ دیکھ جائے اس حلقے کے لڑکے وقتاً فوقتاً کھیل کے طور پر فوجی قواعد اور ورزش کی مشق اس طرح کرتے ہیں کہ اس ذریعے سے انھیں فوجی تربیت مل جائے اور وہ فرمانبرداری کرنا اور واقعات کا صحیح مشاہدہ کرنا سیکھ جائیں۔ حادثے کے موقع پر یہ اپنی اور غیروں کی سب سے پہلے آپ مدد کریں اور اس طرح قوم کی بھلائی کے لیے اس کے سے میسوں کام مفت کرنے کے حامی ہوں۔ جرنیل موصوف نے ان لڑکوں کی تعلیم کے لئے چند مفید قواعد بنائے ہیں۔ بائیس اسکوٹ کا بدن صاف و مستحکم اور صحت اچھی رہنی چاہئے احکام کی بجا آوری، راست گوئی اور اخلاق حسنہ کا انھیں خورگ ہونا لازم ہے۔ اپنے کوچری اور مستحق مزاج بنانا چاہئے۔ تنہا کوکشی اور میخواری سے بچنا ان کا فرض ہے صبح سویرے اسٹینڈ اپ پوز سے گریز کرنا چاہئے۔ غذا پر توکل اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی عادت کرنا اور کم سے کم دن میں ایک بار کسی کے ساتھ نیکی سے پیش آنا لازم ہے۔ ہر ایک ضلع میں ایک صدر معلم (اسکوٹ ماسٹر) اور اس کے ماتحت چند اساتذہ ہوتے ہیں اور ہر استاد کے حوالے رضا کار لڑکوں کی ایک جماعت کی جاتی ہے جو ان کے حرکات و سکنات پر نگرانی رکھتا اور صدر معلم لڑکوں کے چال و چلن کا ذمہ دار ہے اس طرح ایک پورے ضلع کے رضا کار لڑکوں کی فوجی تربیت اور نیک کرداری کا صدر معلم نگران ہوتا ہے۔ بائیس اسکوٹ کا طریقہ اس قدر مفید و مقبول ثابت ہوا کہ پانچ سال کی قیصل مدت میں (۱۹۱۳ء تک) ریاست ہائے متحدہ کے بائیس اسکولوں کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور سلطنت کے دوسرے حصوں میں ایک لاکھ پچاس ہزار سے کم بائیس اسکول نہیں گئے۔ برطانیہ کی تقلید میں اکثر غیر ملکوں نے بھی اپنے ہاں بائیس اسکول کے طریقے کو جاری کیا ہے۔

جن اہل برطانیہ کی معاش کا ذریعہ تجارت ہے ان کے لڑکوں کی تعلیم و تربیت مزدوروں کی بے مینی کا مسئلہ نہایت اہم ہو گیا ہے اس لئے کہ انہی نو نیا لوں پر انگریزی قوم کے مستقبل کا مدار کار ہے۔ جمہوریت کی ترقی، مزدوروں اور

ادنی درجے کے لوگوں کو رائے کا حق ملنا، انجمنہائے وفاق کاریگروں کے ذریعے سے ان لوگوں کا آپس میں متفق ہونا اور ہڑتالوں کی کثرت سے مزدور پیشہ لوگوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار پیدا ہے۔ ہم نے صفحہ (۵۵۵) پر بیان کیا ہے کہ ۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۵ء تک برطانیہ کے معدنی کوئلہ، گیس اور انجینئرنگ کی تجارتوں میں مزدوروں نے نہایت انہوشانہ ہڑتالیں کی ہیں۔ ان ہڑتالوں کو صنعت و حرفت کی اس جنگ کا آغاز سمجھنا چاہئے جو ابھی تک جاری ہے۔ ۱۹۰۲ء میں سب سے پہلے فرانس کے مزدور پیشہ لوگوں نے اپنے ہاں سنڈیکیزم (Syndicalism) یعنی ہمدردانہ ہڑتالوں کی پاڈالی جو تینچ انگریزوں کے ملک میں بھی رائج ہو گئی۔ اس کے زیر اثر مزدوروں اور کاریگروں کی کل انجمنیں آپس میں متفق ہو گئی ہیں اور ایک انجمن دوسرے کی مدد کرتی ہے۔ جب کسی ایک انجمن کے مزدور کسی مخصوص تجارت میں ہڑتال کرتے ہیں تو ان کی ہمدردی میں دوسری انجمنیں بھی یکے بعد دیگرے ہڑتال کر دیتی ہیں۔ اور اس طرح سارے ملک میں ہڑتال ہو جاتی ہے۔ مزدوروں کے طبقے میں نوجوان اور کم عمر لوگ جو قدرۃً عمر آدمیوں سے تعداد میں زیادہ ہوا کرتے ہیں مزدوروں کے تصفیۂ نزاعات کے واسطے اسی طریقے کو زیادہ پسند کرتے ہیں تو

مزدور پیشوں کے تین خاص مطالبے ہیں تو

(۱) شرح اجرت میں اضافہ۔

(۲) کام کے گھنٹوں میں کمی۔

مطالبات مزدوران

(۳) اپنی اتحادی انجمنوں کی ہستی کو حکومت وقت سے تسلیم کرانا۔ اگرچہ ابتدا میں ان تین خواہشوں میں سے ایک کے بھی منظور نہ ہونے پر ہڑتال ہو جاتی تھی لیکن جب سے برطانیہ میں ہڑتال کی ہاپ پھیلی ہے اس زمانے سے کسی ایسی سبب سے مزدور کام بند کر دیتے ہیں جس سے اور فائدہ نہیں ملتا بلکہ اس کے لئے بہ نسبت پچھلے سالوں کے ہڑتالیں کم ہوتی ہیں لیکن ۱۹۱۷ء سے موجودہ زمانہ ۱۹۳۲ء تک جبکہ ملک کی تجارت بہت اچھی حالت میں تھی شکل سے کوئی ایسی تجارت ہوگی جس میں مزدوروں نے ہڑتال نہ کی ہو۔ اگر ہم صرف ۱۹۱۷ء کا حساب لگائے تو معلوم ہوگا کہ اسی ایک سال میں بڑے اور چھوٹے ملّاکر مزدوروں کے چار سو چھترے پیشے آئے اور گزشتہ چار سال

سے برابر دیکھا جا رہا ہے کہ ایک نہ ایک پیشے والے دریا کا ستا طعم پیدا کر دیتے ہیں۔  
 روٹی کی کمون کو چلانے والوں کی ہڑتالوں میں سب سے زیادہ سنگین ہڑتال روٹی کی  
 ۱۹۱۷ء کوں کی ہڑتال کوں کی تھی اور اُس کا سبب اُن کی انجمن کی بہترین تعلیم ہے،  
 ۱۹۱۷ء اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفے سے کتنی ہی ہڑتالیں اور

ہلاک آؤٹ (Lock out) یعنی کارخانے کے مالک کا مزدوروں  
 کو کام نہ دینے کی فوجت آئی اور سرکاری مجلس تجارت کے بیچ بچاؤ کرنے پر ۱۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء  
 کا سب سے آخری ہلاک آؤٹ ختم ہوا۔ اُس کے بعد بھی مزدوروں کی بے چینی رفع نہیں  
 ہوئی اور اُن لوگوں نے ایک عام ہڑتال کرنے کی دھمکی دی۔ ۱۹۱۷ء میں جہاز کے  
 جہاز کے محالوں کی کارخانوں میں کام کرنے والوں اور سلمان و مال جہاز کے  
 ۱۹۱۷ء محالوں نے لندن منچسٹر ہسپانیا فرٹو اور لورپول میں ہڑتالیں  
 کر دیں جس کے سبب سے سب سے آخری مقام میں شہر کے

بر معاشوں نے فساد کئے اور دوسروں پر مصیبت و تباہی لانے۔ مفصلوں نے ریل  
 کے ڈبے جس میں دودھ آتا تھا توڑ ڈالے جس کی وجہ سے دودھ کا آنا شہر میں  
 موقوف ہو گیا اور شیر خوار بچوں کی دودھ میسر نہ آنے سے جان پر بن گئی۔ اسی طرح  
 اشیاء کے خورد و نوش کا آنا بھی رکا رہا اور جو ناج و غیرہ کہ شہر میں تھا وہ بہت  
 ہی کم رہ گیا۔ اس کے بعد اگست کے مہینے میں انگلستان کی کل ریلوے کے  
 ۱۹۱۷ء زمین ریل کی ہڑتال مزدوروں نے بجز لندن کی مقامی ریلوں اور سوئٹھ و لیسٹرن  
 ریلوے پر کام کرنے والوں کے ہڑتال کر دی۔ مزدوروں کی  
 انجمنوں سے ان آخری ریلوں کے اہلکار تعلق نہ رکھتے تھے

اس لئے اُن کے اثر میں نہ آ سکے جب ہڑتال کی اس قدر شدت ہوئی ہو تو حکومت  
 نے بھی متاثرہ رقبوں میں فوجیں بکھیلادیں اور بعض مقامات پر فوج نے مثلاً  
 لین لی میں جو ملک ویز میں واقع ہے چند ہڑتالیوں کو ہلاک کیا۔ اگرچہ حقیقی ہڑتال  
 تو ایک ہفتے سے زیادہ نہیں رہی لیکن اتنی ہی مدت میں مخلوق کا عام کاروبار بند  
 ہونے اور ضروریات زندگی کے میسر نہ آنے سے حکومت اور قوم عام ہڑتال کے  
 اثرات و نقصانات سے بچنے والی واقع ہو گئی ہے۔

۱۹۱۲ء میں تقریباً ہر ایک قسم کی تجارت سے نفقہ رکھنے والے مزدوروں نے اپنے مالکوں و اجرت دینے والوں سے نزاع کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آجرواجیر کے تعلقات میں اصلاح کی ضرورت ہے چنانچہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۱ء کو مزدوران معاہدہ نے معاہدہ زغال کے ایک عام ہڑتال کرنے کے متعلق قرعے کے ذریعے سے رائے دی اور ۱۸ جنوری ۱۹۱۲ء کو کام بند کرنے کی تحریک کو ان میں سے تین چوتھائی نے منظور کر لیا۔ یہ ہڑتال تین مہینے جاری رہی اور کثرت سے مزدور مصیبت میں مبتلا ہوئے مختلف مصنوعات

کے کارخانے کو بسے کا ذخیرہ ختم ہوتے ہی بند ہو گئے اس سے اکثر ان مزدوروں کے روزگار پر بھی جن کو ہڑتال سے کچھ تعلق نہ تھا آفت آئی۔ یہ پہلا وقت تھا کہ رائے عامہ کے امرا پر حکومت نے نقیض اجرت کی نسبت دست اندازی کی اور اس کے متعلق فوراً ایک مسودہ قانون پیش ہوا اور دارالعوام نے تین سال کے واسطے اس کو منظور کر لیا۔ اس قانون کی رو سے ایک اقل قلیل اجرت قرار پائی ہے جس کو ایک غیر جانب دار میر مجلس کی ماتحتی میں حلقوں کی مجالس مشترکہ معین کرتی ہیں۔ انہیں وفات مزدوران معدن نے مرو کے لیے پانچ شلنگ اور بچے کے واسطے دو شلنگ فی یوم اقل قلیل اجرت قرار دینا چاہا تھا لیکن اسکو تھ صاحب نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا اور انھوں نے ہر ایک حلقے کو اپنی صواب دید پر اجرت اقل قلیل کے نقیض کا مجاز کیا ہے۔ جب مسودہ مذکور دارالامرا سے بھی منظور ہوا تو قانون زغال "قانون اجرت اقل قلیل معاہدہ زغال" کے نام سے جاری ہوا اور مزدور ۶ اپریل ۱۹۱۲ء کو کام پر واپس آئے مگر مزدوروں کی نزاعات کو دفع کرنے کے لیے ۱۹۱۱ء میں سر جارج اسکوتھ

کا صدر ناظم صنعت و حرفت کی خدمت پر تقرر ہوا اور صاحب موصوف نے بڑی کوشش سے اجیر و آجر کے تعلقات کو ایک حد تک خوشگوار بنا دیا ہے۔ اس پر بھی مزدوروں کی لیے چینی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور خرابی یہ ہے کہ مزدوروں نے اپنے رہنماؤں کے فیصلوں اور مشوروں کی خلاف ورزی شروع کر دی ہے لیکن ہکوامید ہے کہ جب آجرواجیر ان قوانین کے فوائد سے واقف ہونگے جو ملک کی



صنعت و حرفت کی ترقی کے واسطے وضع ہوئے ہیں اور جب انھیں ان امور میں تجربہ ہوگا تو وہ اپنی لائیں دشواریوں کو باحسن وجہ آپ سلجھا لینگے گا

اب تک تو ہم مردوں کی بے چینی کو بیان کرتے رہے لیکن اب ہم انات انگلستان کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں۔ گزشتہ پچاس سال سے برطانیہ میں عورتیں کوشش کر رہی ہیں کہ انھیں بھی مردوں کے مثل ارکان پارلیمنٹ کو انتخاب کرنے کا سہوہ قانون دے | حق رائے دیا جائے اور اُس کے متعلق ایک عرصے سے وہ ملک میں بے چینی پھیلا رہی ہیں۔ ابتدا میں اعلیٰ طبقے کی عورتوں کو یہ بات

دہی انات ۱۹۰۶ء

سو جی تھی لیکن اس تحریک میں اب کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والی اور مزدوروں کی عورتیں تک شریک ہو گئی ہیں۔ عورتوں کا غدر ہے کہ مردوں کو اپنی شکایات و تکالیف بیان کرنے اور اُن کے رفع کرائے کا موقع دیا گیا ہے لیکن عورتیں اس نعمت سے محروم کی گئی ہیں۔ حریت پسند حکومت کے زمانے میں تحریک مذکور نے عملی جامہ پہنا اور ۲۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو کیر ہارڈی صاحب نے درحق رائے انات کی نسبت دارالعوام میں ایک تحریک پیش کی اور جب مجلس مذکور میں اُس پر بحث ہونے لگی تو نشست گاہ انات میں عورتوں نے جو بحث سننے کے لیے جمع ہوئی تھیں عجیب ہل چل مچادی۔ اس سودے کے بعد مستند و سودا پیش ہوئے ہیں لیکن اُن کی دودھ سے زیادہ پڑھنے کی نوبت نہیں آتی کہ دارالعوام ہی میں نامنظور ہو جاتے ہیں۔ ہر چند اس تحریک میں کامیاب ہونے کی غرض سے عورتوں نے طرح طرح کے جلوس لندن اور دوسرے شہروں میں نکالے اور کثرت سے جلسے منعقد کئے اور اگرچہ بعض مغزو و محترم خواتین اور اکثر تعلیم یافتہ و عہدہ دار مستورات نے بھی جلوس نکالے اور بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کئے لیکن تحریک مذکور آج تک اپنی ۱۹۰۳ء تک نامکام ہی رہی اس نامکامی کا زیادہ تر باعث یہ بھی ہوا کہ بعض نا عاقبت اندیش اور کم فہم عورتوں نے اپنے کو پابندی دستور نسواں سے علیحدہ کر کے اپنا ایک جداگانہ فرقہ بنایا اور ملک میں فساد کرنا شروع کر دیا۔ اُن کا خیال تھا کہ لوشا اور جگجو بلا بان حق رائے سے اس تحریک کو کامیابی ہوگی۔ بل کے نقصان کی یہاں تک حالت پہنچی تھی کہ نہ صرف وزیر اعظم کے مکان کی کھڑکیوں کے

۱۹۰۵ء

پر کالے توڑے گئے بلکہ اس پسند دوکانداروں کی دوکانوں کے بتوری دروازے اور کھڑکیاں زیادہ سرگرم و شوریدہ عورتوں کے ہاتھوں سے چکن چور ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مفسدہ پرواز عورتوں کو قید بھگتنی پڑی اور قیدیوں نے آپ کو بھوک سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ ان سرکش عورتوں نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ انھوں نے خوشحال لوگوں کے مکانات جو شہروں کے مضافات میں واقع ہوتے ہیں جلاڈالے تار برقی کاٹ ڈالے اکثر بقیہ صورتوں کے مال و جائیداد کو نقصان پہنچایا۔ عورتوں کے ان ناشائستہ اور ظالمانہ حرکات کے سبب انگلستان کے مرد جو عموماً منصف مزاج ہوتے ہیں ان سے منحرف ہو گئے اور جس طرح اکثر اچھے کام فتنہ و فساد اور ناجائز افعال کی وجہ سے سرسبز نہیں ہوتے اسی طرح یہ مفید و نیک تحریک بھی ناکام رہی اور ان عورتوں کی جو دستوری طریقے سے حصول مدعا چاہتی تھیں حق تلفی ہو گئی۔

لیکن ایک دوسری قسم کے بڑے بڑے جلسوں کے انعقاد سے اس جنگ کا کامیابی کے ساتھ خاتمہ ہوا۔ انیسویں صدی کے آخری اور بیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں ایچہ پیشہ والوں کو جو بڑے شہروں میں رہتے تھے کام کرنے کی شدید ضرورت پڑی اس وجہ سے ان بے روزگاروں نے سرشروں پر جلوس نکالا۔ شہروں میں گشت کرنا شروع کر دیا اور ان کے ایک چم غیر نے

صرفات محنت  
۱۹۰۹ء

دارالعوام میں بحیرہ گیسے کی کوشش کی، مئی ۱۹۰۹ء میں ونسٹن چرچل صاحب کو پارلیمنٹ سے ایک مسودہ قانون کو منظور کرانے میں کامیابی ہوئی۔ قانون کو دو کے زیر اثر کام چاہنے والوں کی آسانی کی غرض سے ملک کے مختلف حصوں میں "صرفات محنت" کا قیام ہوا، جس کا انتظام مقامی کمیٹیاں کرتی ہیں اور ہر ایک کمیٹی آجروا جیر کی مساوی تعداد سے بنتی ہے، اور ایک غیر جانب دار شخص اس کا سربراہ بنایا جاتا ہے۔ ان صرفات محنت کا یکم فروری ۱۹۱۱ء سے نفاذ ہو رہا ہے جس کو اجرت پر کام پانے کی ضرورت ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے قریب کے صرفات محنت سے دریافت کرے کہ اس کے شہر کی ملک کے کس حصے میں مانگ ہے اور کہاں اس کو سب سے زیادہ اجرت مل سکتی ہے۔ ان ادارات کے وجود سے ایک اور فائدہ ہے کہ خود اجرت دینے والوں کو طرح طرح کے شہر مند ضروروں کی اطلاع ہو

ہوتی ہے۔ اگر عسرت کے سبب سے مزدور اور کاریگر مقام روزگار تک نہ پہنچ سکتے ہوں تو ان کو اور ان کے اہل و عیال کو صرافہ سے زاد راہ ملتا ہے پُر

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے زمانہ زیرِ تہذیب کے پچھلے چند مہینوں پر نظر ڈالتے ہیں  
 امر اور عوام کے درمیان اور ایک اہم دستوری جنگ کا جو دار الامر اور دار العوام کے  
 مابین واقع ہوئی تھی حال بیان کرتے ہیں۔ دار العوام کے  
 فرقہ جو تہذیب پسند کو ایک عرصے سے اس امر کی شکایت تھی کہ حکومت پسند

حکومت کے زمانے میں جو مسودات قانونی حکومت کی جانب سے پیش ہوئے وہ ان کے  
 لئے بحال رغبت و خوشی ان کو منظور کیا لیکن حکومت حریت پسند کے مسودات قانون  
 کی منظوری دینے میں اُسے اکثر اوقات انکار رہا ہے سرسری کیمبل بنزین نے اپنے  
 عہد وزارتِ عظمیٰ میں دار الامر کے اقتدار کو محدود کرنے کے ارادہ کا علی الاعلان اظہار  
 کر دیا تھا اور جب ان کی جگہ پر لیسکوٹیج صاحب آئے تو انھوں نے اپنے پیش رو  
 کے عزم کو عملی جامہ پہنایا پُر

فوری سنہ ۱۹ء میں وزارت نے ایک سخت قانون در اجازت نامہ کو  
 منظور کیا تھا لیکن دار الامر نے اس کو نامنظور کر دیا لیکن  
 مسٹر لائیڈ جارج نے موازنہ ملک کے مسودے میں اس قانون کے  
 اجازت نامہ سنہ ۱۹ء

کُل مطالب و مواد کو داخل کر دیا اور ماہ اپریل ۱۹۱۹ء میں اپنا  
 مرتبہ موازنہ پیش کیا جو دار العوام میں منظور ہو گیا اگرچہ صاحب موصوف نے اس میں  
 بڑی آمدنیوں پر محصول بالائی لگائے جانے اور وظائف پیرانہ سال کی ادائیگیئے رسوم فوجی اور  
 رسوم اشامپ کی شرح میں اضافہ کرنے کی رائے دی تھی لیکن اُس کے ساتھ ہی  
 (خجارتی) اجازت ناموں اور روح شراب پر بھی محصول لگا کر ثابت کیا تھا کہ اُس  
 وزیع سے ۲۴۰۰۰۰ پونڈ اور مٹیا کو کے محصول سے ۱۹۰۰۰۰ پونڈ سالانہ کا محاصل  
 ملک میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک جدید محصول اراضی پر  
 عاید کیا تھا جس کی وجہ سے باشندگان ملک کی غیر منقولہ جائیدادوں کا از سر نو اندازہ  
 کر کے نئی قیمتیں لگانی پڑتیں پُر

جب منظوری کی غرض سے موازنہ مجلس اعلیٰ میں آیا تو لارڈ لینسٹون نے

امرا اور موازنہ ملک  
نمبر ۱۹۰  
تحریک کی کہ انہائے ملک کی مرقی دریافت کرنے کے غرض  
دارالعوام کو مسودہ موازنہ منظور نہ کرنا چاہئے تھا۔ ایسکو تھ صاحب  
نے کہا کہ دارالامرا کی اس حرکت سے قانون دستور کی خلاف ورزی  
ہوتی ہے اور اس لئے انھوں نے تاج برطانیہ کو پارلیمنٹ کے برخاست کر دینے کا  
مشورہ دیا۔

پارلیمنٹ کے برخاست ہونے سے جدید انتخابات جب عمل میں آئے تو  
انکا نتیجہ یہ ہوا کہ حریت پسندوں کے صرف ۲۵،۵ ووٹ کا بلا شمول ارکان آئر لینڈ و  
انتخاب عام  
مزدور پیشہ اور جمعیت پسندوں کے ۱۲،۳۳۱ اشخاص مغرب ہوئے  
مبوری ۱۹۰۱  
اس لئے حکومت نے اپنی کثرت کے واسطے مزدوروں کے  
نمائندوں کی پولیس آرا اور آئر لینڈ کے قوم پسند ناہوں کی سیاسی آرا

پر انحصار کیا۔ اور اس میں خرابی یہ تھی کہ مزدوروں کے ارکان جو ابن الوقت ہیں جس  
سیاسی فرقے سے انھیں کام لینا منظور ہو اُس کے طرفدار ہو جاتے ہیں اور قوم پسند  
جس سیاسی فرقہ کو اپنے مطلب کا سمجھتے ہیں اُس کے ساتھ ہو کر اُس کا پلہ بھاری  
کرویتے ہیں۔ جس بات کا گلیڈ اسٹن کو خوف تھا آخر اس کا ظہور ہوا، ان کو منظور  
نہ تھا کہ انگلستان کے کسی سیاسی فرقے کو آئر لینڈ کے مبوشین کی تائید کی احتیاج ہو اس لئے کہ  
فرقہ محتاج پھر آزادی سے حکومت نہیں کر سکتا۔ ان اندیشوں کے باوجود فرقہ حریت پسند  
کو دونوں مسئلہ فریقوں کے اشخاص کو اپنے میں شامل کرنا پڑا اور اس طرح  
جدید انتخاب میں کثرت مشترکہ پیدا کر کے ایسکو تھ صاحب نے ملک سے جس حکم  
کے لینے کی ضرورت تھی اُس کو حاصل کیا اور جب پارلیمنٹ کا دوبارہ اجلاس ہوا اور  
سابق کے برسر حکومت فرقے کی اب بھی دارالعوام میں کثرت ہوئی تو دارالامرا نے  
موازنہ مذکور کی منظوری دیدی۔

اُس کے بعد ایسکو تھ صاحب نے دارالامرا کی قوت محدود کرنے کی غرض  
تحریکات اختیار نامنظوری سے اُس کے اختیار نامنظوری و دیوٹ کے خلاف تین تحریکیں پیش  
۲۸۔ فروری ۱۹۰۱  
کیں۔ ان میں سے پہلی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مجلس امرا کا  
مالی مسودات کو نامنظور کر دینے کا اختیار منسوخ کر دیا جائے اور

دوسری تحریک کے ذریعے سے مجلس مذکور کا دوسری قسم کے مسودات قانونی کو منظور کرنے کا اختیار بھی محدود کیا جائے جس کا مطلب یہ تھا کہ سوائے مالی مسودوں کے اگر کوئی دوسرا مسودہ قانون دارالعوام کے عین متواتر اجلاسوں میں کسی ترمیم کے بغیر تین مرتبہ درپے پیش ہو کر منظور ہو جائے لیکن دارالامرا اُس کے منظور کرنے میں انکار کرے تو مجلس امر کی نامنظوری پر بھی وہ قانون منظور ہو کر نافذ ہو جائے گا۔ تیسری تحریک کا منشأ پارلیمنٹ کی سابقہ ہفت سالہ مدت کو گھٹا کر پینچ سالہ کرنا مقصود تھا چنانچہ فروری ۱۸۳۲ء کے لوگ مخالفت کرتے رہے لیکن یہ تینوں تحریکیں فوراً مجلس عوام میں منظور ہو گئیں اب الیکویتیہ صاحب نے اپنا مشہور مسودہ پارلیمنٹ، یہ کہہ کر پیش کیا کہ اگر دارالامرا اس کو منظور کرے تو وزارت وقت تلخ کو ایسی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دے گی جن سے یہ قانون نافذ ہو سکے گا۔

جب لڑائی اس نوبت کو پہنچی تو امرا کو عوام کی ضرورتوں اور خواہشوں کے مطابق اپنی مجلس کو دوبارہ تنظیم کرنے کی فکر ہوئی۔ مجلس مذکور کے بعض ارکان نے کوشش اُٹھائی کہ تنظیم ثانی کے متعلق مختلف مشورے دیے اور ان پر چند ہینوں تک اُس مجلس نے غور کیا لیکن کوئی مشورہ پسند نہیں آیا۔ اگرچہ اصلاح

الیکویتیہ صاحب نے اپنے مسودے کے ابتدائی حصے میں اس امر کا وعدہ کیا تھا کہ عنقریب ایک اصلاح شدہ مجلس ثانیہ کی ترکیب عمل میں آئے گی لیکن سر دست اُن کا منشأ دارالامرا کی اصلاح نہیں بلکہ اُس کے اختیارات کو محدود کرنا تھا تاکہ حریت پسند حکومت کے مجوزہ مسودات قانونی باسانی منظور ہو جائیں۔

جبکہ اصلاح دارالامرا کی نسبت پارلیمنٹ کی دونوں مجلسوں میں نہایت جوش اُٹھ رہا تھا تو ۱۸۳۲ء کے وفات اوولڈ سے ہمیشہ ہو رہی تھیں بادشاہ ایڈورڈ ہفتم جو یارٹمز کے سفر سے واپس ہوا تھا دفعۃً سخت علیل ہو گیا ایک عرصے سے اُس کی صحت خراب تھی اور موجودہ نزاع پارلیمنٹ کا بھی اُس کے قلب پر صدمہ تھا۔ تاہم اس کا مقام تو یہ ہے کہ ایڈورڈ صبح جو سمجھی جس نے اپنے ملک اور دنیا کی تقریباً کل قوموں میں ارتباط پیدا کر دیا اپنی قوم کے دو مخالف فرقوں میں مصالحت کرائے سے عاجز رہا۔ شاہ موصوف کا ۱۸۳۲ء کو قعر بنگلم میں

انتہمال ہوا اور ولی عہد جارج پنجم کے لقب سے تخت کا وارث قرار پایا تو بادشاہ نوے کے جلوس سلطنت کے سبب سے جنگ دستوری میں وقف ہوا۔  
 ووڈل، فرقوں کے سربراہ اور وہ اشخاص نے تجویز کی کہ ایک کانفرنس کے ذریعے سے کانفرنس  
 انعامات باہمی کا تصفیہ ہونا چاہئے۔ فریقین نے اس رائے کو منظور کیا اور ۱۷ جون ۱۹۱۹ء سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔

مختلط وقفے سے کئی مہینوں تک اس کے جلسے ہوتے رہے یہاں تک کہ اجلاس کا پورا زمانہ زیادہ تر اسی ایک کام میں صرف ہو گیا اس پر بھی اس مدت میں ایک اہم و مفید قانونی ترمیم ہوئی ہے یعنی حلفائے تخت نشینی کے قانون سے وہ جزو جو روٹن کیٹسٹاک کی دل شکنی کا باعث تھا حذف کر دیا گیا تو

اگرچہ ۱۵ نومبر ۱۹۱۹ء کو پارلیمنٹ کا دوسرا اجلاس شروع ہوا لیکن اسکے انتخاب عام  
 پہلے سے لوگ کانفرنس صلح کی ناکامی سے واقف ہو گئے تھے اس لیے مسودہ قانون پارلیمنٹ کو پیش کرنے کے بجائے  
 ایسکوٹیچ صاحب نے اپنے ارادے کا اظہار کر دیا کہ قوم کی

رضامندی دریافت کرنے کی غرض سے میں بادشاہ کو پارلیمنٹ کے برخاست کر دینا  
 مشورہ دونگا۔ بہر حال اس تجویز کے مطابق پارلیمنٹ کی موقوفی ہو کر ۱۹۱۹ء کے دسمبر  
 کی انتہا میں انتخابات شروع ہوئے جن کا نتیجہ فرقہ تحریت پسند کے حق میں مفید ثابت  
 ہوا اور اس مرتبہ بھی فرقہ مذکور کے ارکان کی پارلیمنٹ میں کثرت رہی۔ فروری ۱۹۱۱ء

کو ایسکوٹیچ صاحب نے دوبارہ اپنے مسودہ قانون کو جس میں دارالامرا کے انقیاد  
 نا منظور کی سبب تین تحریکات بھی شامل تھیں پیش کیا۔ اس کے تین مہینے کے بعد  
 مسودہ مذکور کی تیسری قرات ۱۱ مئی ۱۹۱۱ء کو ختم ہو کر دارالعوام میں پد مسودہ منظور  
 ہوا اور بعد میں دارالامرا کو روانہ کیا گیا لیکن جارج پنجم اور ملکہ میری کی تاج پوشی کی وجہ سے  
 جس کی رسم ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کو منائی گئی چند مہینے فریقین میں سکوت رہا تو

لیکن جب مسودہ مذکور ۲۰ جولائی کو دارالامرا سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اس  
 کی اکثر اہم باتوں میں مجلس مذکور نے ترمیم کی ہے اس پر فرقہ برسر حکومت نے نہایت  
 شور مچا کر اسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہی مسودہ مجلس اعلیٰ کو واپس کیا دوسری

مرتبہ بھی یہ مجلس مسودہ میں ترمیم کے بغیر منظوری دینا نہیں چاہتی تھی لیکن لارڈ رابن نے اس بات کا اظہار کر دیا کہ اگر مسودہ منظور نہ ہو گا تو میں بادشاہ کو زیادہ امر اٹانے کا مشورہ دوں گا جس سے مخالفین مسودہ کو ناکامی ہوگی۔ لارڈ ہیلز بری اور بہت سے دوسرے ائمہ اپنی بات پر اڑے رہے اور اپنی مجلس کو سمجھایا کہ اگر اس دفعہ وہ بگڑے ائمہ کا قانون پارلیمنٹ کو تسلیم سیاسی خودکشی کے مرتکب ہو گئے لیکن لارڈ لینسڈون اور کونٹون رنار اگست اس بنا پر مسودہ منظور ہو گیا اور اس پر بادشاہ کی منظوری ۱۸ اگست ۱۹۱۱ء

۱۹۱۱ء کو صادر ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ الیکوٹیج صاحب نے اس قانون پارلیمنٹ کو جاری کرا کے اچھے ذریعے سے اپنے پیش کردہ مسودات قانون کو منظور کرائے کی آزادی حاصل کی لیکن وہ اس طرح صرف ایک پارلیمنٹ کے دوران میں بشرطیکہ آئر لینڈ کے قوم پرست ارکان پر ان کا اعتماد ہو آزاد رہ سکے ہیں اسی زمانے میں ارکان پارلیمنٹ کے لئے پہلے پہل فی کس ۵۰ پونڈ مشاہرہ مشاہرہ ارکان پارلیمنٹ مقرر ہوا لایڈ جارج صاحب نے اپنے مواد نے میں مشاہرہ کی تحریک ۱۹۱۱ء کی تھی جس کو حریت پسند ارکان نے غلبہ آرا سے منظور کیا۔ یکم ستمبر ۱۹۱۱ء سے تنخواہ کا اجرا ہوا

اس کے چند شے بعد بیل فر صاحب نے فرقہ اتحاد پسند کی سرداری سے استعفا پیش کر دیا لیکن ان کی جگہ پروالٹر لانگ صاحب یا آسٹن چمبرلین صاحب کے عوض جو اس جگہ کے زیادہ مستحق تھے ایک تیسرا شخص مسٹر بوزلانتوب ہوا اس کے بعد بوزلانتوبس مقابلے میں ان دونوں دعویداروں نے سکوت اختیار کیا ۱۹۱۱ء اس لئے کہ ان کی پارٹی کے ہر ایک ذیلی فرقے میں بھی وہ ہر وزیر تھا۔ اس کا مولہ کنیڈا ہے اور سابق میں وہ گلاسکو میں رہے

کی تجارت کرتا تھا

جس قومی بیجے کے مسودہ قانون کی لایڈ جارج صاحب نے ایک سال قبل تحریک کی تھی وہ اب منظور ہوا۔ شروع میں تو مسودہ بہت مقبول ہوا۔ اس کے پیش ہونے پر کل دارالعوام میں خوشی کے

قومی بیجے کا قانون

۱۹۱۱ء دسمبر

نعرے بلند ہوئے تھے کرکیٹی کے زمانے میں فرقہ مقابل نے اس میں بہت کچھ  
ترمیم کرنی چاہی لیکن اہل کمیٹی نے اُس کا کم لیا کیا اور جب بلا ترمیم مسودہ مکمل تیسری  
قرأت ختم ہوئی تو فرقہ مقابل کے ارکان اٹھکر دارالعوام سے چلے گئے اور مسودہ مذکور  
کے متعلق کسی قسم کی رائے نہیں دی۔ اس کے بعد جب مسودہ بغرض منظوری مجلس اعلیٰ  
کو بھیجا گیا تو لارڈ لینسٹون نے نقائص کے باوجود اُس کو منظور کرنا ہی مناسب سمجھا  
ورنہ دوسری صورت میں دونوں مجلسوں کے درمیان ایک بیکار و عجبت بحث  
چھڑ جاتی۔ اُس مسودے پر ۱۶ دسمبر ۱۹۱۱ء کو شاہی منظوری صادر ہوئی۔

اس قانون کے پہلے نصف حصے کا تعلق صحت کے بیمہ سے ہے۔ ہر ایک  
مزدور پر صحت کا بیمہ کرنا لازم ہے بشرطیکہ اُس کو مستقل اجرت ملتی ہو اور اُس کی سالانہ  
صحت کا بیمہ آمدنی ۱۶۰ پونڈ سے زیادہ نہ ہو۔ بیمہ کے واسطے فی مرد ۳ پنس  
اور فی عورت ۳ پنس ہر ہفتہ خود مزدور کو ادا کر کے پڑتے ہیں اور

آقا (آجر) اپنے ہر ایک اجیر کے واسطے ۳ پنس اور حکومت ہر ایک مزدور کیلئے ۲ پنس  
فی ہفتہ بیمہ فٹ میں ملحدہ جمع کرتی ہے۔ اس رقم کے معاوضے میں مزدوروں کا علاج  
مفت ہوتا ہے اور حالت مرض میں مزدور کو اگر مرد ہو تو ۱۰ شلنگ اور عورت ہو تو  
۷ شلنگ ۶ پنس فی ہفتہ ادا ملتی ہے۔ اس اسکیم کو امدادی انجمنیں چلاتی ہیں اور  
اُس کا عمل ۱۵ جولائی ۱۹۱۳ء سے شروع ہوا ہے۔ اس قانون کے زیر اثر کام کرنے  
کے متعلق ڈاکٹروں کے رضامند کرنے میں حکومت کو بڑی بڑی دشواریاں اٹھانی  
پڑیں۔ اس قانون میں غالباً مزید تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ عجب نہیں کہ عنقریب  
اس میں کچھ ترمیم کرنی پڑیگی۔ حال میں اس کے متعلق ایک مسودہ قانون جو چند ترمیمات  
پر مشتمل ہے منظور ہو چکا ہے۔

قانون کا دوسرا نصف حصہ ان بے روزگار مزدوروں کے متعلق ہے جو  
کام کرنا چاہتے ہیں لیکن کام نہیں ملتا۔ سر دست بعض ایسی صنعتوں میں جن کا تعلق  
سماعی، جہاز سازی اور کپے کو بے کو خالص بنانے سے ہے اس قانون پر عمل ہو رہا  
ہے اس لیے کہ ان حرفتوں میں مسلسل کام نہیں ہوتا کبھی کبھی  
مزدوروں کی دوسری انجمنوں کو بھی جن کو اس قسم کی صنعتوں



سے تعلق نہ ہو اس قانون کے زیر اثر ادا دوجاتی ہے۔ بے روزگاری کے نیکے میں مزدور اور اُس کا آقا (اجیر) ڈھائی ڈھائی پنس اور حکومت پونے دو پنس فی ہفتہ ادا کرتی ہے بے کاری کے زمانے میں ہر ایک مزدور کا فرض ہے کہ وہ اپنے سب سے قریب کے دفتر سرایے بے روزگاری پر پہنچ کر اپنی کتاب بے روزگاری دکھلائے اور کسی موزوں کام کے پانے کی اسناد عاکرے۔ اگر معائنہ کتاب کے بعد دفتر مذکور مزدور کیلئے کام ہیسا نہ کر سکے تو وہاں سے اُس کو بے شلنگ فی ہفتہ ملتے ہیں لیکن مزدور کو چاہئے کہ روزانہ وہ دفتر سرایے بے روزگاری پر جایا کرے اور اگر فاصلہ زیادہ ہو تو اُس کو ہفتے میں دو تین روز دفتر کو جا کر کام کے متعلق دریافت کرنا لازم ہے۔

دربار تاجپوشی ہند میں شریک ہونے کی غرض سے جارج پنجم اور ملکہ میری لوبر ہن کا پایہ تخت ہند قرار ۱۹۱۱ء میں انگلستان سے روانہ ہوئے۔ اسی دربار کے موقع پر بادشاہ نے بحیثیت قیصر ہند کلکتہ سے دہلی کو جوہنہ کا قدیم پائے تخت ہے والا حکومت کی منتقلی اور بنگالہ کی پریزیڈنسی پر ایک

پانا۔ ۱۹۱۱ء

علمیہ گورنر کے تقرر کی نسبت اعلان کیا۔

دربار ہند کے بعد انگلستان کی تاریخ میں ان پریشانیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن کے متعلق ہم اپنے خیالات کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتے ۱۹۱۲ء میں میک کنلن نے مسودہ قانون موثوقی مذہب معینہ ویلز اور ایسکوتھ صاحب نے مسودہ قانون عدومت خود اختیاری برائے آئرستان جس کا ایک عرصے سے انتظار تھا پیش کیا۔ ان میں سے دوسرے

قانون ہوم رول  
۱۹۱۲ء

مسودہ کو دارالعوام نے پہلی دفعہ ۱۹۱۲ء کے موسم خزاں کے اجلاس میں اور دوسری دفعہ ۱۹۱۳ء کے اجلاس میں منظور کیا اور دونوں مرتبہ بعد منظوری وہ دارالامرا کو روانہ کیا گیا لیکن اُمرانے ہر مرتبہ اس جواب کے ساتھ کہ جب تک مسودے کے متعلق ملک کی مرضی نہ دریافت کی جائے ہم کچھ رائے نہیں دے سکتے ہر اُس کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد بھی دارالعوام نے بلا ترمیم تیسری دفعہ اُس کو منظور کر لیا اور اس طرح قانون پارلیمنٹ کی تکمیل کر دی۔ پھر دیکھا کہ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۳ء کو دارالامرا کی نام منظوری و مخالفت کے باوجود مسودہ کی نسبت شاہی منظوری صادر ہو گئی۔

اسی اثنا میں صوبہ آسٹریا کے باشندوں نے جو ڈولین کی پارلیمنٹ کے زیرِ حکومت نہیں رہنا چاہتے تھے ۷۸۔ ستمبر ۱۹۱۲ء کو بمقام ویلفاسٹ آپس میں ایک حلفیہ عہد نامہ عہد نامہ آسٹریا ستمبر ۱۹۱۲ء امرب کر کے اپنے غم باجزم کا اظہار کروا کر یہاں کہ ہم جو ہم رول کو الی پارلیمنٹ کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے

قانونِ ہوم رول بننے کے چند ہی روز بعد اُس سے ایک بہت زیادہ اہم معاملہ ۱۹۱۳ء کی جنگ عظیم کی جانب قوم کی قوم منہمک ہو گئی و فتنہ جنگ کے بادلوں نے یورپ کے مطلع کو دھندلا دیا جس کا سبب ظاہری شہرِ سرا جو واقع

باسینا میں آسٹریا کے ولی عہد (آرچ ڈوک) اور اُس کی زوجہ کا قتل ہے لیکن اُس کی علت ظالی جرمنوں کی ہوس ملک گیری کو سمجھنا چاہیے۔ گذشتہ چالیس سال سے پروشیا کا فوجی فرقہ جنگ کی تیاری میں مصروف تھا موقع ملنے ہی اہل جرمنی آسٹریا کے ساتھ ہو گئے اور نزاعات کا سلسلہ قائم کر دیا جس کے سبب سے کل یورپ لٹائی پر لوٹ پڑا ایک طرف آسٹریا اور جرمنی اور دوسری طرف روس و فرانس میں سپاہ کی فراہمی شروع ہوئی اور جب جرمنی نے بلیجیم کی غیر جانب داری توڑ دی جس کے بجائے کے لئے وہ اور برطانیہ زر دے معاہدہ پابند تھے تو برطانیہ نے بھی جرمنی کے خلاف

اعلانِ جنگ کر دیا۔ برطانیہ کی جانب سے فوجی امداد پہنچنے کے پہلے ہی جرمن فوجیں بلیجیم میں در آئیں ملک کو نہایت بُری طرح غارت کر کے اور اہل ملک پر مظالم ڈھائے ہوئے فرانس کا رخ کیا اور اگرچہ برطانوی لشکر بہت اگت کو فرانس کے ساحل پر اتر چکا تھا لیکن فرانس اور برطانیہ جنگ کیلئے کافی طور پر تیار نہ تھے اس سبب سے جرمن فوجوں کو بلیجیم سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ آنے سے نہ روک سکے لیکن اُسکے بعد ہی جاپان نے منچین سے شرکت کر کے جرمنی سے جنگ شروع کر دی اور سنگ ٹاؤ (Tsing Tau) کی بندرگاہ چین کی

اس کے علاوہ جرمنوں کے ہاتھ سے افریقہ میں اُن کے اکثر علاقے نکل گئے ہیں جو لٹائی کے شروع میں برطانیہ کو بہت ہی قلیل فوج مل سکی تھی چنانچہ فرانس کی اہم پر صرف ۶۰۰۰۰ سپاہیوں کا لشکر روانہ کیا گیا اس پر لارڈ کچرن نے قوم سے درخواست کی اور دو دن میں ۶۰۰۰۰ الٹو آموز سپاہی جمع ہو گئے سمیر تو اس تعداد میں اضافہ ہونے لگا اس کے ساتھ ہی خُب وطن کا طوفان اٹھا اور سلطنت کے ہر گوشے سے صدائے جہاد

ہند ہوئی، کنیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہند اور افریقہ سے فوج پر فوج آنے لگی اور  
برطانوی افواج کی تعداد چار ملین ہو گئی تھی

مگر جب لڑائی کا دائرہ وسیع ہوا اور جنگ مشرقی یورپ سے پھیلی ہوئی ایشیا  
نوجی ملازمت میں لگ گئی اور مختلف برطانوی لشکر فرانس، بیلجیئم، مصر، شام  
عراق، عرب، بلغاریہ اور سریلیک میں معروف کارزار تھے تو ان

اہلے ملک کی نسبت جو کابل و آرام طلب تھے جبر سے کام لینے کی ضرورت پیدا  
ہوئی۔ اس طرح پر ان لوگوں کو جو لڑائی کے قابل ہیں اور جو ملک کی مختلف خدمات  
مثلاً گولی باروت، جنگی جہازوں، ایردیلیوں کے کارخانوں میں کام اور سائل کی  
حفاظت کر سکتے ہیں جمع کیا ہے عورتوں نے بھی جرأت دکھلائی اور ملک کی مدد پر  
آدہ ہوئی ہیں چنانچہ مردوں کے لڑائی پر جانے سے جو عہدے اور خدمتیں خالی  
ہوئی ہیں ان پر بعض عورتیں مامور ہو کر محروموں، ریلوے کے ملازموں، آسنی بس کے  
چلانے والوں، گولے باروت کا کام کرنے والوں اور کسانوں کا کام انجام دہی  
ہیں اور بعض عورتیں اپنے ملک اور مقامات کا رزادیں بلا محاذ و ضیق زمین کی تیار داری کر رہی ہیں اور  
بہت سی برطانوی عورتیں فرانس میں چاروں اور نیویوں کی گاڑی ہانکتی ہیں۔ اس طرح رفاہ عام کی فحش  
کل برطانوی قوم ایک ہو گئی اس پر بھی قوم کے بعض افراد ایسے ہیں جو ذاتی عیش و  
آرام کو حب وطن پر ترجیح دیتے ہیں لیکن الحمد للہ ایسے نفوس معدودے چند ہیں۔  
مادر برطانیہ کو اپنے سپوت بچوں پر ناز کرنا چاہیے اور وہ جس قدر فخر کرے بجا ہے  
اُس کی اولاد نے اُس دستِ ستم کو قطع کرنے کے لیے اپنی جان و مال سے اتنا کرنا  
ہے جو روئے زمین پر چھا جانے والا تھا۔ سب کے آخر میں اپریل ۱۹۱۸ء میں ریاست ہائے

معدہ امریکہ بھی لڑائی میں شریک ہوئیں اور اب وہ ہزاروں امریکیوں کی فوجیں  
متحدین افواج کے پہلو پہ پہلو دشمن سے لڑنے کے واسطے فرانس میں اتار دی ہیں  
اس جنگ میں تقریباً ہر ایک ملک شریک ہو گیا ہے اور لڑائیوں کی کثرت  
اس قدر ہوئی ہے کہ ضروری اور اہم واقعات کو بھی عرض تحریر میں لانا دشوار ہے۔  
ناروے، سویڈن، ڈنمارک اور ہالینڈ صرف ایسے ملک ہیں جو ابھی تک غیر جان مار  
ہیں بلجیم، روس، فرانس، برطانیہ اور اُس کی نوآبادیاں۔ جنوبی افریقہ، جاپان، سریلیک

ایطالیہ، یونان، رومانیہ، پرتغال ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور جنوبی امریکہ کی مخصوص قومیں  
حتیٰ کہ ملک چین آپس میں متحد ہو کر جرمنی، آسٹریا، ترکی اور بلغاریہ کی شقاوت و قساوت  
اور ظلم و جور کا مقابلہ کر رہی ہیں۔

ابتداء میں چند اہم لڑائیاں مغربی خطہ کارزار پر واقع ہوئیں بلجیم کے شہروں اور  
شکت ماس آبادی کا قلع و قمع کر کے جرمنی نے اُس ملک میں سے فرانس پہنچنے  
کے لیے اپنا راستہ نکال لیا اور حصول مقصد کے واسطے جرمنوں

۱۹۱۴ء

نے نو دیان کی یونیورسٹی جلا دی اور دردناک مظالم ڈھاتے ہوئے  
فرانس کی طرف بڑھ رہے تھے بقام ماس انھیں برطانیوں سے اور شارلی دو ایلز بیٹوں  
سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء۔ چونکہ جرمنوں کا لشکر تھکا ہوا اور قوت میں برطانویوں  
اور فرانسیسی افواج سے بہت زیادہ مخفا اس لیے پہلے لشکر نے دوسرے دو لشکروں  
کو پیچھے ہٹا کر فرانس کی طرف بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ۵ ستمبر کو اس کے  
اور پیرس کے درمیان چند میل کا فاصلہ باقی رہ گیا۔

اس کے بعد ہی لڑائی نے پٹا کھایا اور متحدین نے جارحانہ کارروائی شروع  
کر دی۔ مارن اور این کی لڑائیوں میں جرمن سپاہوں کو کئی خدقوں  
میں مارجت کر گئے جس کے سبب سے تین سال تک مسلسل

مارن اور این کی  
لڑائیاں ۱۹۱۴ء

خدقوں کی جنگ جاری رہی ای پری (Ypres) کی پہلی اور  
دوسری لڑائیوں (۱۹۱۶ء) میں یہ قدیم و خوبصورت شہر لٹی کا تو وہ بن گیا۔ اُس کی  
دوسری لڑائی میں جرمنوں نے پہلے پہل کثرت سے دم کھونٹنے والے گیس کے گولے  
متحدین کی سپاہ پر پھینک کر خصوصاً کینڈا کی فوج کو شدید نقصان پہنچایا۔

جنگ سوم میں جولائی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۱۶ء میں ختم ہوئی برطانیوں  
نے پہلی دفعہ اپنے شہر ہور ٹینکس (Tanks) کا استعمال کر کے جرمنوں کے تارکے  
درائے سوم پرنکس کا نام اسٹیمکرات اور بھاری بجاری توپوں کو چڑھانے کے زیرِ دستہ  
کیا جانا۔ ۱۹۱۶ء

لڑائی میں متحدین کی کامل قوت اور جنگ کو فتح کرنے کی قدرت کا  
پہلی مرتبہ انہما رہا۔ اسی اثنا میں فرانسیسیوں نے کمال شجاعت و دانائی سے وردن کو

۱۹۱۴ء میں دشمنوں سے اس طرح بچا یا کہ وہ اُسی مقام پر پھنسے رہے اور پیرس کیلئے راستہ نہ نکال سکے۔

ان لڑائیوں کا دائرہ صرف زمین اور سمندر کی سطح تک محدود نہیں رہا بلکہ ہوا میں اور سطح آب کے نیچے بھی گھمسان کی لڑائیاں ہوئی ہیں۔ جب جرمن بحریہ کو سمندر بری اور ہوائی لڑائیاں میں چند مقامات پر خصوصاً جزائر فانگ لینڈ کے قریب ۱۹۱۳ء میں اور بمقام جٹ لینڈ ۱۹۱۶ء میں برطانیوں کے ہاتھ سے شکست فاش ہوئی اور برطانیہ کے جنگی جہازوں کا کھلی لڑائی میں خاتمہ کرنا دشوار ہوا تو اُس نے سخت البحر کشتیوں کا ایک کثیر بیڑا تیار کیا۔ فروری ۱۹۱۵ء میں جرمنوں نے جزائر برطانیہ کے اطراف ایک دو حلقہ خطرہ قرار دیدیا اور اس کے جواب میں ۱۵- مارچ سنہ مذکور کو حکومت برطانیہ نے کل جرمن بحری تجارت کے محاصرہ کا اعلان کر دیا۔ لیکن جرمنوں نے غرب و مہرب کے حدود سے نکل کر جہالت اختیار کی اور غیر جانب دار قوموں کے مال تجارت اور مسافروں کے جہازوں کو تارپیڈو سے اڑانا شروع کر دیا حتیٰ کہ بحرِ مدین کے جہازوں تک کو وہ غرق آب کر رہے ہیں خصوصاً لوسیٹانیا کے ۷- مئی ۱۹۱۵ء کے غرق آب ہونے سے تو دنیا کی قوموں میں سنسنی پیدا ہو گئی اور جرمنوں کی وحشیانہ حرکات نے اُن کی رگوں میں انسانی ہمدردی کے خون کو دوڑا دیا۔ اس پر بھی اُس ناانصاف سے اب تک غیر مبارز اقوام کے جہازوں کو بھی جرمن برابر غرق کر رہے ہیں۔

ہوا میں تو اس جنگ نے اور بھی مُہلک صورت اختیار کی ہے اور ہوائی میدان کا رزار کے آلات حرب میں سب سے زیادہ کامیابی ایرو پلین نے حاصل کی ہے ہوائی کرہ میں بھی جرمنوں نے غیر مبارز لوگوں پر حملے کیے ہیں اور وہ انگریز جو اپنے وطن میں رہے اور جرمنوں کے مقابلے کو ملک کے باہر نہیں گئے پڑپلینوں اور ایرو پلینوں کی گولہ باری سے جان و مال کا سخت نقصان اٹھتا رہے ہیں خصوصاً لندن پر ان آلات حرب نے سخت آفت برپا کر دی تھی جس کی وجہ سے برطانوی حکومت کو بمقتضائے فنون جنگ جہاں جہاں ضرورت ہوئی جرمن شہروں پر بمب کے گولے برساکر انتقام لینا پڑا۔

یورپ کے سوائے دوسرے ملکوں میں انگریزوں کو سخت معرکے کرنے پڑے اس جنگ سے جرمنی کا اصلی مقصد مشرق اور ہند کی تجارت پر اثر ڈالنا تھا اس بنا پر اُس نے محاربات مشرقی ترکوں کو (۱۹۱۴ء میں) اور بلغاریوں کو (۱۹۱۵ء میں) برطانیہ کے خلاف شتمل کر کے اپنی طرف داری میں جنگ پر آمادہ کر لیا اُس زمانے

سے مصر، صحرائے عرب، شام، جس کا ایک بہت بڑا حصہ فتح ہو گیا ہے) اور عراق عرب میں برطانوی فوجیں ترکوں سے آمادہ جنگ ہیں اور سب سے آخری صوبہ میں بغداد کے فتح ہونے سے جرمنوں کا شہر بغداد وریلوے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا رک گیا ہے ۱۹۱۵ء میں برطانیہ نے ایک کثیر لشکر اور جنگی جہازات ترکوں سے لڑ کر روڈ وانیال

میں بجز واصل ہونے اور قطن غنیہ پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیے لیکن اس شہم کو ناکامی ہوئی اور برطانوی فوجیں (ستمبر ۱۹۱۵ء میں) سائونیکا پلٹ آئیں اور یہاں فرانسیسیوں کے ساتھ آگے بڑھنے سے بلغاریوں کو روکتی رہیں اور بد قسمت اہل سرویا کی مدد کرنے میں جن کو ترک مستاصل کر رہے ہیں کوشش کی جو ناکام رہی ہو

ایک دوسری اور بالکل جدا گانہ جنگ جنوبی افریقہ میں ہو رہی ہے انگریز اور بوئروں نے ملکر جرمنوں کو اُن کے کل مقبوضات سے خارج کیا اور اُن کی ایسی گت بنائی ہے کہ ان مقامات کو جرمنوں کا دوبارہ فتح کرنا ممکن نہیں ہو

ہر چند انگریزوں کو روس کی امداد و شرکت سے بڑی بڑی امیدیں تھیں اور اگرچہ روس اور اٹلیا یہ روسی افواج کو ابتداً بڑی بڑی فتوحات نصیب ہوئیں لیکن ۱۹۱۶ء میں انھیں جرمن سپاہ نے بری طرح پہنچا اور اس کے ساتھ ہی

پٹروغراد میں انقلاب حکومت شروع ہو گیا، زار نے سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی اور حکومت انتہا درجہ کے اشتراکیوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ حکومت کا بدلنا تھا کہ اشتراکیوں نے جرمنی سے صلح کر لی اور اب وہ بالکل اُس کے اختیار میں آگئے ہیں لیکن اس پر بھی پہلے کی سی حکومت قائم ہونے کے آثار پائے جاتے ہیں اٹلیا یہ نے ۱۹۱۵ء میں ترکی سے شرکت کی اور اب تک اٹلی میں کامیاب رہا ہے لیکن جرمن فوجیں جو روسی انقلاب کے سبب سے روسی خطہ کارزار سے فارغ ہوئیں اب آسٹریا والوں کی مدد کر رہی ہیں جس کی بدولت آسٹریوی سپاہ اطالوی خطہ مدافعت کو توڑ کر وے نس

سے چند میل کے فاصلے پہنچ گئی ہے اور جرمنوں کے سیلاب فوج کو روکنے کے لئے توجہ  
اپنے لشکروں کو ایٹالیہ روانہ کر رہے ہیں جن کی امداد سے اُسے ۱۹۱۸ء میں آسٹریا پر  
ایک شاندار فتح حاصل ہوئی ہے اور امید قوی ہے کہ ایٹالیہ آسٹریا کو ضرور پسپا  
کر کے کلاؤ

جنگ شروع ہو کر یہ چوتھا سال ہے مگر خوشی کا مقام ہے کہ برطانوی سپاہیست بہت  
نہیں ہے وہی پہلی امنگ ہے اور اُس کے قلوب فتح کی امید سے بریز رہے ہیں۔ انہوں  
جیکہ ہم اس جنگ عظیم کے مختصر واقعات کو القلم کر رہے ہیں جرمن فوجیں برطانوی اور  
فرانسیسی لشکروں کی سد کو توڑ کر پیرس پر دھاوا کر کے کی کوشش کر رہی ہیں اور چاہتی  
سفر میں جرمنوں کی ہیں کہ برطانوی سپاہ اور فرانسیسیوں کے درمیان خود حال ہو جائیں  
جارج ٹاؤن کا ردائی (جولائی ۱۹۱۸ء میں) فرانسیسی اور امریکن افواج  
۱۹۱۸ء  
لے سو رسن کے جنوب میں انھیں شکست دیکر بھگا دیا اور شمالی  
خط کار زار پر برطانیہ اور بلجیئم کی فوجیں نہایت جرأت و ہمت اور

استقلال و جوش سے قدم چائے ہوئے ہیں تو  
کی ان انگریزوں سے جو میدان جنگ میں نہیں بلکہ اپنے وطن میں ہیں حکومت  
کی مدد نہیں ہو سکتی؟ ہمارا جواب ہے کہ بے شک وہ گھر بیٹھے قوم کی ایسے نازک وقت  
میں امداد کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنی خوشی سے کسی قدر انہاد سے کام لیں۔ اگر وہ جان  
و مال سے اس جھانگ جنگ میں حکومت کی کمک نہیں کر سکتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ  
کم سے کم ضروریات زندگی میں وہ کفایت شعار بن جائیں، غذا اور تاپنے کی آگ کا  
بے موقع صرف نہ ہونے دیں اور بہت احتیاط سے ان چیزوں کا استعمال کریں ایسے  
کہ ان چیزوں کی برطانوی سپاہیوں اور ملاحوں کو مقامات حرب میں بڑی ضرورت  
ہے اگر برطانیہ میں ضروریات زندگی کا صرف زیادہ ہوا تو حکومت میدان کارزار کے دلیان قوت  
کو بہ استیسا اس طرح پہنچا سکتی ہے خصوصاً ایسے نازک وقت میں جبکہ مال تجارت  
کے جہاز اگرچہ وہ غیر مبارز اقوام کے ہی کیوں نہ ہوں شدت سے سخت البحر کشتیوں کے  
طفیل سمندر کی نذر ہو رہے ہیں۔ یہ جاری استدعا قوم کے خوشحال افراد سے مکتی لیکن  
ہم اب برطانیہ کے مزدور پیشہ لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں

حب وطن کا دریا کیوں موج زن نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ وہ ایسے ہیج ورجا کے زمانے میں اپنی اُجرت کے بڑھانے کی وجہ میں لگے ہیں انہی ہر ایک ہر تال سے جنگ کو طول اور برطانوی۔ سپاہی و ملاحوں کے ہیج جان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس پر بھی ہم اس امر کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اہل برطانیہ دوسروں سے اشیاء کا سبق لے رہے ہیں روزانہ بیسیوں ثبوت اس بات کے مل رہے ہیں کہ برطانوی قوم کو جنگ کے فتح کرنے کی سجدہ فکر ہے اور وہ اسطرح حرب کرنا چاہتی ہے کہ صفحہ ہستی پر اُس کا نام رہ جائے اور قوم کے بچے اور اُن کی آئندہ نسلیں موجودہ اہل برطانیہ سے بہتر حالت میں اور زیادہ امن کے ساتھ زندگی بسر کریں گے

تہت





اسماء اشخاص ومقامات وغیره

متذکرہ تاریخ انگلستان مؤلفہ یکے جنکا تلفظ اُردو میں دکھلانا

مناسب معلوم ہوا

بِلِماظِ حروفِ تہمی انگریزی

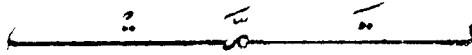
تلفظ بخط اردو	رسم الخط انگریزی	تلفظ بخط اردو	رسم الخط انگریزی
(انگریزی) اجن کورٹ	{	Agincourt	بیٹ وک - Bastwick
فرنسیسی، آژن کور -		Alphege	بایو - Bayeux
الضج -	{	Amiens	بیڈ فرڈ - Bedford
(انگریزی) ای می آنز		Anne of Cleves	بیل سم - Belsome
فرنسیسی) میسان -	{	Aquitaine	برک شائر - Berkshire
این شہزادی کلیئوز -		Asquith	بلوآ - Blois
اک وی ٹین -	{	Asser (R)	بارا دینو - Borodino
اسکویتھ -		Augustine	برٹو - Borough
السنٹر	{	Badaios	بلوئن - Boulogne
اگسٹائن -		Balpour	بریت و الڈا - Bretwalda
بادا ہوٹھ -	{		بریج وائٹرو - Bridgewater
بیلپور (بالفور) -			بریسٹل - Bristol

Constance	کان اسٹنس -	Brithnoth	بریتھ ناتھ (نوٹھ) -
Corunna	کارونا -	Brittany	برے ٹانی -
Cowton Moor	کاؤٹن مور -	Brunswick	برنز وکٹ -
Cromlech	کروملیک -	Brussels	برسٹلز -
Danegeld	ڈین گیلڈ -	Buchan	بچوکن -
Darnley	ڈارنلی -	Buenos Aires	بونسے فوس آئی ریس -
David Leslie	ڈے وڈلیزلی -	Burke	برکن -
Deira	ڈیرا -	Burton	برٹن -
Devon	ڈے وڈن -	Byng	بنگٹ -
Digges	ڈیگز -	Caedmon	کیڈمن -
Dublin	ڈبلن -	Cant-wara-byrig or	کینٹ واربیرگ -
Earl Thurkill	ایل تھرکیل -	Kentmensborough	کینٹ مینس بورو -
Edgehill	ایج ہل -	Caractacus	کیرک ٹاکٹس -
Edwin	ایڈورن -	Cardigon	کارڈی گن -
Egbert	اگ برٹ -	Carriek	کیرک -
Elbe (R.)	ایلب -	Colt	سیلٹ -
Eleanor	ایلی نار -	Chantry	چنٹری -
Elfrith	ایلفریٹھ -	Chepstow	چپسٹو -
Elgin	ایل گن -	Chichester	چیچسٹر -
Ely	ایلی -	Churchill	چرچن -
Ethelfled	ایٹھلفلڈ -	Cissancaster	سیسن سیٹسٹر -
Ethelwulf	ایٹھلف -	Cnut	نوٹ -
Exeter	اک سے ٹرو -	Cadwallen	کیڈ والن -
Flanders	فلینڈرز -	Connaught	کان آٹ -
Friar Tuck	فریئر ٹک -	Conrad	کان روڈ -

John Felton	جان فیلٹن -	Gaseony	گیسن کن
John Pym	جان پیم -	Geoffrey	جیفری -
Josiah wedge wood	جوسیا ویدج ووڈ -	Ghent	گینٹ (فرانسیسی) گان -
Jutes	جوٹ (قوم جوٹ) -	Gloucester	گلوسٹر -
Kenneth	کنے نیٹھو -	Godolphin	گادولفین -
La Rochelle	لاراشل -	Godwin	گادوین -
Lanfranc	لین فرانک -	Guiana	گی آنا -
Leinster	لین اسٹر -	Gunhild	گرن ہیلڈ -
Leof	لی آف -	Harfleur	آرفلوئر -
Leslie, Alice	لیسی ایلیس -	Harold	ہیریولڈ -
Limerick	لیمریک -	Hartha Canut	ہارٹھا کانٹ -
Limoges	لی موژ -	Haselrig	ہیسل ریگ -
Lincoln	لن کین -	Hastings	ہیسٹس -
Liverpool	لیورپول -	Henry Fitz Alwyn	ہنری فیٹس آل وین -
Longchamp	لانگشپ (در ازابا) -	Holles	ہولز -
Lothian	لوٹھی آن -	Hugh Maokay	ہیو میکے -
Madrid	میدرڈ -	Ida	آئی ڈا -
Maldon	مال ڈن -	Idwal	ایڈوال -
Manchester	مینچسٹر -	Inverness	ان ورنیس -
Matilda	میتلڈا -	James Van	جیمز فان -
Moulau	میولان -	Artevelde	آرٹے ویلڈ -
Milton	میلٹن -	Jarrow	جیرو -
Montague	مونٹیگو -	Jeanne Dare	جان ڈی ڈارک -
Neville Cross	نیوویل کراس -	Jesuit	جے زڈایٹ -
Newark	نیوآرکٹ -		

Ridolfi	ریڈالفی -	Norfolk	نارکٹ -
Robin Hood	رابن ہڈ -	Norwich	نارویچ -
Rolf	رالف -	Odo	اڈو -
Roven	روون -	Orinoco	آری نوکو -
Salamanjea	سلمانجہ کا -	Orleans	آورلی اینز -
Salisbury	سالسبری -	Osnabruck	آسنابرک -
Sandwich	سینڈویچ -	Ouse (R.)	اؤزہ -
Seine (R.)	سین -	Palatine	پالٹائن -
Shrewsbury	شروزبری -	Paulinus	پالینس -
Sir Christopher Wren	سر کرسٹوفرین -	Pembroke	پیمبروک -
Sir Henry Vane	سر ہنری وین -	Penda	پندا -
Somerset	سومرسیٹ -	Pennsylvania	پینسلوےیا -
Southey	سٹوڈی دسری، -	Pepys	پپٹ اس پیپس -
Swegen	سویجن -	Perkin Warbeck	پیرکن واربک -
Sweyn	سویون -	Piers Gaveston	پی آرس گاوےسٹن -
Swineshead Abbey	خاقانہ سوینسہڈ -	Pitt	پیٹ -
Teignmouth	ٹین مٹھ -	Poitow	پوٹو -
Thetford	تھٹفٹ -	Powick Bridge	پاوک بریج -
Tostig	ٹاسٹگٹ -	Priestly	پریسٹ لی -
Tower Hill	ٹاؤر ہل -	Prynne	پرن -
Tyreconnel	ٹیرکانل -	Quaker	کوے کرز -
Utrecht	یوٹریخت -	Raleigh (Ralegh)	رالی (رالی) -
Verulum, Lord	لارڈ ویرولم -	Ralph Flambard	ریلف فلیمبارڈ -
Waltheof	وال تھیف -	Reynolds	ریبن الز (ریبن اللز) -
Warwick	واروک -	Rhine (R.)	رھائن -

Wiltshire	ویلٹ شائر۔	Wat Tyler	واٹ ٹائی ٹیئر۔
Winchester	وین چیٹر۔	Wedmore	ویڈ مور۔
Wolfe	ولف۔	Wellesly	ویلسلی۔
Wolsey	ولزی۔	Wells	ویلز۔
Worcestershire	ورسٹر شائر۔	Wentworth	وینٹ ورث۔
Woodstock	وڈ اسٹاک۔	Weser (R.)	وسے رز۔
Wordsworth	ورڈز ورث۔	Wigmore	ویگ مور۔





# فہرست اصطلاحات

## تاریخ انگلستان برائے میٹریشن

Arbitration	تالیفی	Abbot	نیسر مہبان
Anarchy	عدم حکومت (نراج)	Absolute	مطلق العنان
Archbishop	صدر اسقف	Act of Security	قانون طمانیت
Archdeacon	صدر شماس	Active conformity	مطابقت علی
Army air ships	فوجی ہوائی جہاز	Administrative County	حکومتی ضلع
Army and discipline Act	قانون تربیت و ضابطہ فوج	Administration	نظم و نسق
Assault and battery	حملہ اور زد و کوب	Administration of Justice	داد و درسی عدالتی
Assize	فرمان قانون نامہ حقیقت جاری	Affirmation	اقرار (صلح)
Assize of Arms	قانون اسلحہ	Alderman	شریک میئر
Act (or Bill) of attainder	مخصوص قانون تفسیری	Aldermen	شرکاء میئر
Attorney General.	صدر وکیل سرکار	Aliens Act	قانون اجانب
Ballot	قرعہ اندازی مخفی طریقہ کا ووٹ	Allegiance	وفا شناری
Ballot Act	قانون قرعہ اندازی	Altar	قربان گاہ
Bankrupt	دبوالیہ	Anglican Church	مقررہ ہنگامہ انگلیکان
Law of Bankruptcy	قانون دیوالیہ	Anglo-Saxon	سیکسن انگریز
Barony by tenure	برہنہ زور سے عطیہ	Appropriation of supplies	تخصیص رقوم



Calibacy	تجروہ	Barony by writ	برینی از روئے
Censorship of the press	نظارت مطابع	Benefit societies	شعقہ طلبنامہ
Central Government	{ حکومت مرکزی صدر حکومت	Benefit of Clergy	انجمنائے امداد
Chamberlain	تشریفاتی بار سالار علم ہاکام	Benevolence	قرضہ تجزیہ نذر
Character	عادات و اطوار	Bill	مسودہ قانون
Charter	سند شاہی	Bishop	اسقف
Chartered town	شہر شدیات	Board	مجلس محکمہ
Civil Officers	افسران قانونی	Board of Exchequer	غبنس المیہ
Civil registration	اندراج قانونی	Board of Works	حکومت تعمیرات
Coal Mines Act	قانون مادن غال	Book land	اراضی شخصی زمین ہندی
Confederacy	حکومت اجتماعی	Borough	شہر
Conservative	مداومت پسند	Bye-laws.	قانون مقامی (موض)
Conservator of peace	ممانظہ امن	Bretwalda	حاکم برطانیہ
Constable	شریف قصبہ شاہی قلعہ دار	Burial	تدفین
Constituency	حلق انتخاب	Cabal	جماعت سازشی
Constitution	دستور	Cabinet-closet	خلوت چھوٹا کمرہ
Constitutional	دستوری	Cabinet System	نظام کابینہ یا کابینہ
Conventicle	مجمع مصلیان	Cablegram	بحری تار برقی
Convocation	مجمع اوقاف یا اہل کنبہ	Cannons	علمہ اسقف
Copy hold	نقل داری	Cannon law	قانون کلیسائی قانون ہنسی
Copyholder	نقل دار	Canvassing	جستجوئے راستہ استمداد
Coroner	منقش اسباب ہلاکت	Cause of action	بنائے دعوی
Corporate body	{ جماعت سند یافتہ تخصیصہ دہلی جماعت	Carrier of goods	برندہ مال
		Cathedral	کنبہ اسقف

Customary law	قانون رسمی	Corporation	شخصیہ
Code of laws.	مجموعہ قوانین مکتوبہ	Corporate town	شخصیہ والا شہر
Colonial office	محکمہ نوآبادیات	Council of state	مجلس حل و عقد مجلس نظریہ
Commendation	رسم حوالہ	County	ضلع
Commission	اختیار حکم۔ پر وادہ تقرر	County Palatine	ضلع خود مختار
Commissioner	نائب قائم مقام	Court of Assize	عدالت اسایز
Composite	مختلہ مرکب	Criminal Appeal Act	قانون مراخصہ
constitution	اراضی شامانی	Cross Classification	تقسیم متداول
Common land	قانون غیر موقوفہ	Court of Exchequer	عدالت مال
Common Law	مقدمت یا ناشاد یوانی	Court of the Common Pleas	عدالت دیوانی
Common Pleas	عام کتاب	Curia Regis	عدالت شاہی
Common prayer book	صلوٰۃ	Chartism	خیالات فرقہ چارٹسٹ
Commons.	چراگاہ یا چراگا شاہی	Chartists	فرقہ چارٹسٹ طالبان (سند شہر)
Commons (The)	اراکین عوام	Chivalry	فہرت و مروت (فرہیت)
Common Wealth	درفاہ عام	Churcn	کلیسا۔ مذہب
Common Wealth	حکومت جمہوری	Church service	صلوٰۃ نصاریٰ
Communion	عشاء ربانی	Churchrate	معمول کلیسائی
Compurgation	تائید حلف	Church Wardens	ناظران کلیسا
Compurgators	مویدین حلف	Civil Government	حکومت نظم
Complex	مخلوط	Civil List	جیب خرچ شاہی۔ فہرت
Confederation	اتحاد	Clergyman	عہدہ داران علاقہ دیوانی
Congregation	کلیسا جمعہ صلیب	Coalition Ministry	پادری
			وزارت متفقہ

Disestablishment	موقوفی	Consecration	تقدیس یا بکریس
Dispensing Power	اختیار استثناء	County	ضلع
Dissolution	برخاست (پارلیمنٹ)	County Council	مجلس ضلع
Distrainment of	فوجی زمینداری	Coup'de tat	واحدہ فوجہ
Knighthood	کی قرتی	Death Duties	رسوم فوتی
Distribution of seats	تقسیم نشستیں	Deacon	شماس
Districts	اضلاع	Dead letter	قانون منوع العمل
Divine Right	نیابت الہی	Declaration of	استقرار ملاقات
Division List	فہرست موافقتیں	Indulgence	استقرار حقوق
	وجوہ العین تحریک	Declaration of	
	مشکلہ حقیقت	Rights	
Doctrine of tenure	وعطاء اراضی	Deliberations	مباحث و مشاورات
Doctrine of	مسئلہ استعار	Demesne Land	زمین سیر
Transubstantiation		Demesne Lands	علاقہ مخصوص
Domesday Book.	کتاب بدوایت	of the Crown	شاہی سیر
Ecclesiastical order	آئین مذہبی	Democracy	حکومت جمہوری
Ealdorman	نائب شاہ صوبہ دار گورنر	Democrat	حامی حکومت جمہوری
Elastic	ممکن التبادل	Democratic	جمہوری
Elective right or title	حق انتخاب	Degree (of a	سند دبا معہ
Elective Franchise.	حق رائے	University)	
Franchise	نسبت انتخاب	Despatch	مراسلت سرکاری نامہ پیا
Elector	انتخاب کنندہ منتخب	Diocese	ضلع اسقف یا صدر اسقف
Electorate	حلقہ انتخاب کنندگان	Dictum	آئین
Elementary education	تعلیم ابتدائی	Direct taxation	محمول بلا واسطہ
Entail	عظیمہ مشروط عطیہ شطوط	Disendowment	انزالہ وقف

Fee tail	مالک یا عینک مشروط و منقطع	Entente Cordiale	اتحاد قلبی
Fellow of a college	{ طالب علم و طلبہ یا ب امتیازی	Episcopal Government	{ حکومت استقنی
Federation	اتفاق و اتفاقیت	Escheat	{ استرداد بازگشت حق بازگشت
Federal State	دولت متفقہ		حق استرداد
Fellowship	طلبہ امتیازی	Estate for life	حق یا جائیداد حیات
Feudal dependant	جاگیردار	Exclusive laws	{ قوانین محرومیت قوانین اخراج و حریان
Feudal incidents	رسوم جاگیری	Excommunication	{ اخراج مذہبی
Feudalism	خیالات نظام جاگیری	Executive Government	{ حکومت عالمانہ
Feudal lord	رئیس جاگیر دار		
Feudal Revenue	محل جاگیری	Ex-officio Oath	حلف منصب
Feudal System	نظام جاگیری	Extreme republican	{ انتہائی جمہوریت پسند
Fine	جرمانہ	Extortion.	حصول باجبر
First Lord of the Admiralty	{ وزیر بحریہ	Fee = Court fee	رسوم عدالت
First Lord of the Treasury	{ وزیر خزانہ	Fair criticism	اعتراض جائز
Flexible	ترمیم پذیر	Fanaticism	تعصب شدید
Folkland	زمین جمہوری	Fanaticism (religious)	{ جنون مذہبی
Foreign Despatches	امرسلات خارجہ	Father-land	وطن آبائی
Finance	مالیہ	Faalty	اطاعت
Foreign office	محکمہ خارجہ	Fee	جاگیر زمینداری زمین معانی
Forfeiture	ضبطی	Fee Simple	ملک یا عطاے مطلق
Franchise	{ حق رائے دہی - رائے (ووٹ) معنی کا حق		

Round Heads	سر تراشیدہ - سر مثله طرفداران کرامویل و جمہوریت	Registrar-General of Birth Marriages and deaths	صدر نظام محکمہ ولادت وازدواج و مات
Rump (The)	تلمچٹ - فضلہ نام اراکین بقیہ شارٹ پارلیمنٹ	Relief	پیشکش نذرانہ
Sacramental Test	از ماش عتائے ربانی	Rental of the land	آمدنی الگوائی
Sanitary authorities	حکام صفائی یا حفظان صحت	Reporter	خبر نویس
Sanitation	حفظان صحت	Representation	نیابت نمایندگی
Schism Act (The)	قانون افتراق (مذہبی)	Representative	نائب نمایندہ
Secondary Education	تعلیم ثانوی	Representative Government	حکومت نیابیم
See	علاقہ یا تحت استغف یا صدر استغف	Republican	جمہوریت پسند
Secretary of State	وزیر سلطنت	Restoration (The)	عود شاہی
Secretary of State for Colonies	وزیر آبادیات	Revenue	محاصل
Secretary of State for India	وزیر ہند	Ratiner	دالہ دولت
Secretary of State for War.	وزیر جنگ	Revenue Stamp	کھٹ محلی
Self Government	حکومت خود اختیاری	Rigid	غیر نرم پذیر
Septennial Act (The)	قانون ہفت سالہ	Right to reputation	حق نیکنامی
		Royal	نظم و نسق دریا
		administration	انتظام شاہی
		Royal closet	خلوت شاہی
		Royalist	طرفدار شاہی
		Rotten borough	شہر ویران و خراب - شہر عمر آباد

King in Council	بادشاہ باجلاس کونسل	Indirect taxation	محصول با واسطہ
King in Parliament	بادشاہ باجلاس پارلیمنٹ	Informal	بیضابطہ غیر رسمی یا دہ
Knight	مبارز	Innate rights	حقوق فطری
Knight-errant	مبارز دوآر	Inquest	تفتیش
Knighthood	طبقہ مبارز فوجی منیداری	International	نمائش
Knight's fee	جاگیر مبارز	Exhibition	بین الاقوامی
Knight Service = Tenure	فوجی	Ireland	آئرستان
by Knight Service =	عطیہ	Irish	آئرستانی
Military tenure.	ارضی	Institutions	ادارہ قوانین - آئین
	فوجی	Instrument of	دستویز حکومت
Knight tenure	زمینداری	Government	آدم حکمرانی
Labour Exchanges	مبادلات محنت	Interdict	حکم امتناعی پوپ
Land Lord	زمیندار - مالک زمین	Interest	حق نسبت یا منافع غیر مستقر
	مالک خانہ - مستکر	Investiture	رسم تشریف یقراستافت
Land tax	محصول زمینی		منجانب پوپ
Land System	نظام زمینداری	Jacobites (L. Jacobus	طرفداران
Land tenure	عطا یا عارضی	and Fr. James)	جمہوریت
Law of patent	قانون اشتراک و منافع	Jesuits	فرقہ یعقوبی
Law of Bankruptcy	قانون بطلان	Judge	قاضی
Lay man	دنوی آدمی	Jurisdiction	اختیارات عدالت - استا
Lease	پٹہ		مقامات - حدود ارضی
Leasehold	پٹہ - پٹہ داری	Justice of the	عدالت
Lease holder.	پٹہ دار	Peace	اعزازی ناظم فوجداری
Legal Provisions.	شرائط قانونی	Justiciar	صدر اعظم

Lords ordainers	امراء مقنن	Legate	سفیر یوپ
Lodger's franchise	{ حق رائے منزل گزین	Legislative innovations	{ تغییرات قانونی
Lord Chamberlain	تشریفاتی	Libel	ازالہ حیثیت عرفی - توہین تحریری
Lord Chancellor	{ ناظم عدالت انگریزی (و نصفت)	Liberal Education	{ تعلیم درسی و اخلاقی
Lord High Admiral	صدر البحر	Liberal party	{ فرقہ حامی آزادی
Lord High Chancellor	{ میجر مجلس عدالت عالیہ قاضی القضاة	Liberty of the Press	{ فرقہ جدت پسند آزادی مطابع
Lord Lieutenant	نائب السلطنت	Liege lord	رئیس نامرد و اجیلا طاعت
Lord President of the Privy Council	{ میشرشار	Licensing Act (The)	{ قانون اجازت نامہ
Lord Protector	حامی سلطنت	Life interest	حق یا جائیداد میں حیات
Lord's anointed	برگزیدہ الہ	Light house	منارہ بھریہ
Lords Spiritual	امراء دینی	Liturgy	{ طریقہ عبادت قومی اداکر رسم عشائے ربانی
Lords Temporal	امراء دنیوی	Local administration	{ حکومت مقامی
Lunatic Asylum	دارالجانین	Local authority	حاکم مقامی
Magna Charta	سند اعظم	Local Community	جماہ مقامی
Manor	پرگنہ - جاگیر	Local Government	{ حکومت مقامی
Maritime adventures	{ وقائع سیاحت بحری	Local institutions	{ ادارات مقامی
Marriage	رسم تزویج عقد نکاح		
Marriage Act	قانون ازدواج		
Marriage by civil registration	{ تزویج بدولت اندراج قانونی		

Municipal reform	اصلاح بلدیہ	Marshall	سپہ سالار
Mutiny Act	قانون غدر	Martial law	قانون حربی
National assembly	{ مجلس قومی مجلس ملتہ	Matriculation	شرکت جامہ
National	{ حکومت قومی	Mayor	میر بلد
administration		Mechanics Institute	{ انجمن تعمیر کارگیران
National Covenant	{ عہد نامہ قومی	Merchant	{ جہازات تجارت تجارتی جہاز
(The)	{ داخل ملکی مجالس قومی	shippings	
National purse		Middle Ages.	قرون وسطیٰ از مسدودی
Natural rights	حقوق فطرتی	Military tenure	علیحدت فوجی
Navigations laws	قانون تلاقی	Militia=	{ فوج ردیف فوج قومی
Navy	بحریہ بحریہ	National Army.	
Neolithic age	زمانہ بحریہ جدید	Miner's	{ انجمن وفا حق
Nuisances	امور باعث تکلیف	Federation	{ مزدوران معدن
Occasional	{ مطابقت اتفاق	Modern England	انگلستان حالیہ
confirmity		Monarchy	حکومت شخصی
Occupier	قابض	Money bill	مسودہ قانونی بالیہ (مسودہ مالیات)
Officers of the	{ افسران میوات	Money market	صرافہ بازار زر
Royal household	{ شاہی	Mortmain	بدست مردہ
Opening of	{ افتتاح پارلیمنٹ	Mote	مجلس
Parliament		Mouthpiece=	{ وکیل نامندہ
Opposition	ارکان مقابلہ فریق مقابل	spokesman	
Ordeal	آزمائش غیبی	Municipal borough	بلدیہ والا شہر
Ordinance	فرمان	Municipal	{ شخصیات بلدیہ
Overrule	بطلان یا رد فیصلہ	Corporations	{ بلدیات سند یافتہ



Petition of Rights	قانون حقوق	Overseers of the Poor	ناظران مفلسین
Palace men	ملازمان شاہی	Palmolithic age	زمانہ حجر قدیم
Pleas of the Crown	مقامات فوجداری	Parish Council	مجلس پیرش
Pocket borough	جسیہ پیرکن شہر	Parish rural	دیہاتی پیرش
Political institutions	ادارات سیاسی	Parish Urban	شہری پیرش
Poor Law	قانون مفلسین	Parson	پادری متولی
Poor Relief	امداد مفلسین	Party Chief	سردار فرقہ
Popular assembly	مجلس ملیہ	Party in a Minority	فرقہ قلیل
Popular Court	عدالت قومی	Party System	نظام فرقہ بندی
Preferment	مناش مذہبی منصب	Party in a Majority	فرقہ اکثر
Prelate	رئیس کشیسہ	Party Government	فرقہ بندی کی حکومت
Preliminaries	مقدمات صلح	Party having Majority in the House of Commons	بیت الدوام کا برسر حکومت فرقہ
Prerogative of Mercy of Pardon	شاہی امتیاز معافی و رحم	Passive obedience.	اطاعت غیر مخالفانہ
President	میزلس	Patent	سند ایجاد سند حق اختراع
President of the Board of Trade	میزلس تجارت	Law of Patents	قانون اختراعات و صنائع
President of the Board of Education	میزلس تعلیمات	Peerage Bill	مسودہ قانون اہل ارب
		Penal Statute	قانون تعزیری
		Pensioner	وظیفہ یاب
		Peter's Pence	خرچ پطرس

Public credit	اعتبار قومی - سرکاری	President of the Local	میر محلہ
Public Expenditure	اعتبار	Government	حکومت
Public Health Act	مصارف ملکی	Board	مقامی
Public Interest	رفاہ عام	Prince Consort	عقدا التاج
Public officers	عہدہ داران سرکاری	Prince of Wales	ولیم ہد برطانیہ
Public opinion	رائے عام	Private business	کار شخصی - نج
Public Purse	مجلس ملکی	Privileged	کے کام
Public Spirit	رفاہ قومی	Privileged	بیانات استحقاقی
Public Trustee	امین سرکاری	Communications	مستشار شاہی
Qualifications	شرائط اہلیت	Privy Council	رکن مستشار شاہی
for the franchise	راے زنی	Privy Councillor	فرد ترقی پسند
Question of fact	امرد اتعانی	Progressive party	چالان
Question of Law	امرد قانونی	Presentment	شرائط ملکی
Quinquennial	قانون پنج سالہ	Property	qualifications
Act (The)	توثیق منظوری	Prorogation	التوا بکثر شاہی
Ratification.	مقوی کلیسا	Protection of	قانون حمایت
Rector	قانون تقسیم	Children Act	اطفال
Redistribution	مکرر نامین	Protector (Lord)	نائب السلطنت
of Seats Act	قانون اصلاح	Protectorate	حامی سلطنت
Reform Act (The)	اصلاح (مذہب)	Provisions of	حکومت زیر حمایت
Reformation		Oxford	دستور (معاہدہ) بینا
(The)		Proxy	اکسفرڈ مرتب ہوا
		Public affairs	نائب قائم مقام
			امور ملکی یہاں سلطنت

Round Heads	سر تراشیده - سر مشه - طرفداران کرامویل و جمهوریت	Registrar-General of Birth Marriages and deaths	صدر نظام - محکمہ ولادت و ازدواج و ممات
Rump (The)	تجمع - فصله - نام اراکین بقیه شارک پارلیمنٹ	Relief	بخشش نذرانه
Sacramental Test	آزمایش عشاء - ربانی	Rental of the land	آمدنی مالکداری
Sanitary authorities	حکام صفائی یا حفظان صحت	Reporter	خبر نویس
Sanitation	حفظان صحت	Representation	نیابت نمایندگی
Schism Act (The)	قانون افتراق (دینی)	Representative	نائب نمایندہ
Secondary Education	تعلیم ثانوی	Representative Government	حکومت نیابیم
See	علاقہ یا تحت استق یا صدر استق	Republican	جمهوریت پسند
Secretary of State	وزیر سلطنت	Restoration (The)	عود شاهی
Secretary of State for Colonies	وزیر آبادیات	Revenue	محاصل
Secretary of State for India	وزیر ہند	Ratiner	دالیشہ دولت
Secretary of State for War.	وزیر جنگ	Revenue Stamp	کلمت محلی
Self Government	حکومت خود اختیاری	Rigid	غیر نرم پذیر
Septinial Act (The)	قانون ہینٹ سالہ	Right to reputation	حق نیکنامی
		Royal administration	نظم و نسق دریا (انتظام شاهی)
		Royal closet	خلوت شاهی
		Royalist	طرفدار شاهی
		Rotten borough	شہر ویران و خراب - شہر غیر آباد

Subsidy	مخصوص اشیائے تجارتی کا محصول کر دہ گیری	Serf	غلام زرعی یا غیر آزاد انسان
Super tax	محصول بالائی	Set Speeches	پر یکجہ گفت اور مصنوعی تقریریں
Supreme Court	عدالت العالیہ	Settlement Act	قانونِ تہمت
of Justice		(The)	وفاق
Supreme	صدر حکومت	Shire	ضلع
Government		Shipmoney	محصول بحریہ - زہدہا
Supreme Power	حکومت اعلیٰ	Shorthand	اختصار نویسی
Suspending	قانون کو معطل کرنے	Shorthand writer	اختصار نویس
power	کا اختیار - التا	Sicily	سقلیہ
Taxation	اجرائے محصولات	Simple esquires	اولیٰ درجہ کے محرمین
Technical	تفہیم منست	Sinecurist	مفت باش
Education	و حرقت	Simple	بسیط
Tenant-	کاشتکار یا اسامی تابہ -	Small Holdings	قانون
Farmer	رعیت	& allotments Act	اراضی
Tenant-framing	رعیت داری		و قطعہ
Tenant-in-Chief.	اعلیٰ امطی	Socialist	اشتراکی
	جاگیر دار	Speakers	مقررین
Tenure	عطیہ ارضی	Socage tenure	عطیہ زرعی
Test Act (The)	قانون آزمائش	Solemn affirmation	اقوار صاع
Thanes =	دندیان نیر داند	Statistical Survey	مند و مبت
Thegns	مصاحبان محلی		پہاوش عددی
Territorial Forces	افواج مقامی	Statistics	اعداد
Title-deed	دستاویز حقیقت	Statute Book	کتابقہ انین معضہ
Toleration	قانون رواداری	Statute of	قانون انتباہ
Act (The)	مذاہب	Premunire	
Tory	فرقہ قدامت پسند	Subscription	دستخط و دستخطی تحریر

Vassal	وابستہ	Tory	حکومت فرقہ قدامت پسند
Venue	مقام واردات	Government	
Vestry	مجلس انتظامی کلیسا	Township	موضع قصبہ
Voto	اختیار نامنظوری	Trades disputes	قانون نزاعات
Vicar	ناظر یکجہیان کلیسا	Act	کارگیران
Vice-President	نائب میر مجلس	Trades Unions	اتحادات تجارتی
Villain	غلام زرعی غلام زراعتی کیساں غیر آزاد	Traffic	مال تجارت حمل و نقل انسانی مال
Volunteer	رضاکار		تحقیقات بذریعہ
Vote	رائے رائے زنی	Trial by battle	جنگ و جدل
Vote Supply (to)	مصارف ملی کو منظور کرنا	Trial by	تحقیقات بذریعہ استھان
War Office	محکمہ جنگ	Ordeal	آب آتش
Westminster	خانقاہ ویسٹ منسٹر	Trinnial Act (The)	قانون رسالہ
Abbey		Triple Entente	اتحاد ثلاثہ
Witana	ارکان مجلس عظمیٰ	Turning point	نقطہ انقلابی
Witenagemot	مجلس عظمیٰ	Under-Kings	سلطین کم مرتبہ
Woman's	مسودہ قانون اے ڈی	Unemployment	بیمہ بیروزگاری
Enfranchise Bill	انات	Insurance	
Working	کثرت موثرہ کثرت عاملانہ	Uniformity (Act of)	قانون یک رنگی
Majority	فرقہ کثیر	Unionist party	فرقہ اتفاق پسند
Workmen's	قانون تادان	Unit of	حکومت کا پیمانہ
Compensation Act	ملازم و مزدور	Administration	سب سے چھوٹا
Yeoman	زمیندار کیساں سپاہی تحفظ		رقبہ حکومت
Yeomanry	فرقہ زمینداران اسوار فوج تحفظ	Unitary	دستور انفرادی
Zoological	برکتہ الحیوانات	Constitution	
garden		Upstart	نود دولت

# صحت نامہ تاریخ انگلستان

نمبر	اسم	نظم	نمبر	اسم	نظم	نمبر	اسم
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲
۳	۲۰	ب"سک"	۳۰	۲۵	ازسرے نو	ازسرے نو	۴
۱۳	۲	آباد و اجداد	۳۵	۱۵	ولیکس	ولیکس	۳
۱۵	۱۲	سلیوگ	۵۳	۸	ولیم ثانی	ولیم ثانی	۳
۱۶	۴	ایکس	۵۳	۸	ولادت ۱۸۶۰ء	ولادت ۱۸۶۰ء	۳
۲۰	۱۳	مسچی	۶۲	۴	اسقف راجہ	اسقف راجہ	۳
۲۱	۴	تجمل	۶۲	۶	راجہ	راجہ	۳
۲۳	۹	ایکس	۶۲	۲۱	شہر دویہ	شہر دویہ	۳
۲۵	۴	ولیکس ایکس	۶۲	۶	راجہ	راجہ	۳
۲۶	۱۳	ولیکس	۶۲	۲۱	شہر دویہ	شہر دویہ	۳
۲۶	۲۱	ایچلبرڈ	۸۲	۱۲	سکاگنی	سکاگنی	۳
۲۶	۲۲	ولیکس	۸۸	۲	۱۱۶ء	۱۱۶ء	۳
۲۶	۲۵	ایچلبرڈ	۸۸	۱۲	فرانس ہنری	فرانس ہنری	۳
۲۸	۴	~	۸۸	۲۳	ہنسلڈن	ہنسلڈن	۳

نمبر	خط	نمبر	خط	نمبر	خط	نمبر	خط
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۲۳	ڈپٹا	۱۱	۲۳۱	۱۲۳	ڈپٹا	۱۱	۲۳۱
۱۲۴	تیس	۶	۲۵۴	۱۲۴	تیس	۶	۲۵۴
۱۲۸	ہوے	۲	۲۵۵	۱۲۸	ہوے	۲	۲۵۵
۱۲۹	مربع	۲۳	۲۴۲	۱۲۹	مربع	۲۳	۲۴۲
۱۳۰	اگر	۲۵	۲۴۳	۱۳۰	اگر	۲۵	۲۴۳
۱۳۴	تنگ	۵	۲۴۴	۱۳۴	تنگ	۵	۲۴۴
۱۵۲	شاہ جان کی	۲۵	۲۴۵	۱۵۲	شاہ جان کے	۲۵	۲۴۵
۱۵۳	کرنے کی	۱۲	۲۴۶	۱۵۳	کرنے کی	۱۲	۲۴۶
۱۴۱	ششم اور شاہ	۱۵	۲۴۶	۱۴۱	ششم اور شاہ	۱۵	۲۴۶
۱۴۳	مہام سلطنت	۶	۲۴۶	۱۴۳	مہام سلطنت	۶	۲۴۶
۱۴۴	دودہ	۱۲	۲۴۶	۱۴۴	دودہ	۱۲	۲۴۶
۱۸۵	امیری	۱۰	۲۴۸	۱۸۵	امیری	۱۰	۲۴۸
۱۹۲	بوڈٹ	۲۵	۲۸۰	۱۹۲	بوڈٹ	۲۵	۲۸۰
۲۰۱	شمر	۹	۲۸۱	۲۰۱	شمر	۹	۲۸۱
۲۰۲	۱۹۲۹ء	۱۳	۲۸۱	۲۰۲	۱۹۲۹ء	۱۳	۲۸۱
۲۰۳	امیراگان	۱۳	۲۸۲	۲۰۳	امیراگان	۱۳	۲۸۲
۲۰۳	کتیہران	۱۰	۲۹۶	۲۰۳	کتیہران	۱۰	۲۹۶
۲۰۴	اونگھنے	۲۴	۲۹۶	۲۰۴	اونگھنے	۲۴	۲۹۶
۲۱۶	شناسی	۱	۳۰۱	۲۱۶	شناسی	۱	۳۰۱
۲۲۹	شرشتہ	۲۳	۳۰۴	۲۲۹	شرشتہ	۲۳	۳۰۴
۲۳۵	قبیس حلقہ	۱۹	۳۱۲	۲۳۵	قبیس حلقہ	۱۹	۳۱۲

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۳۷	۲۳۲	۱۷	۳۵۶	کی تھی	کی نہ تھی	۱۱	۱۱۱۳
۳۳۹	۲۳۲	۲۳	۳۸۷	نے	کے	۱۱	ریلوے پر
۳۵۵	۹	۳	۱۹۸	ہر دغیر زینہ	ہر دغیر زینہ	۱۱	لڑائی
۳۶۰	۳	۳	۵۰۳	ترکیب	ترکیب	۱۱	سیبا سٹوپل
۳۶۳	۸	۱۳	۵۰۷	میں تین ہزار	میں تین ہزار	۱۱	اور
۳۸۰	۱۰	۷	۵۱۶	شال ہے	شال ہے	۱۱	دھماکا
۳۸۵	۱۲	۵	۵۱۸	الکھ	الکھ	۱۱	کے
۳۹۰	۱۳	۱۷	۵۲۶	ایسی	ایسی	۱۱	کر
۴۰۶	۱	۲۳	۵۳۶	سات	ساتھ	۱۱	بیان
۴۴۷	۱۰	۱	۵۵۰	۱۸۰۰	۱۸۰۰	۱۱	لارڈ رابرٹس
۴۴۹	۲۱	۱۸	۵۵۱	بیڑے کو	بیڑے	۱۱	بیلڈن
۴۵۰	۵	۲۵	۵۵۱	برآ	برآمد	۱۱	موجود
۴۵۱	۳	۲۰	۵۵۲	فرائی	فرائی	۱۱	ہوئی تو

— — — — —



